

طلسم عرفان ارسلانی

منہجہ وفات

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس مرقہ کا سلسلہ سخن اس طرح آغاز ہوا ہے کہ مارا جانا بیت ثانی کا اور خیر ہونا وزیر بد تدبیر کو جو کہ جنگ میں مصروف تھا اس خبر کو سنے کے واسطے باختر ہوئے چالیس افسر اسکے ہمراہ ہیں یہ قصد فرما رہے ہیں کہ چلا سر داران صاحبقران سے جو دیکھا کہ ساحر اڑے ہوئے جاتے ہیں تیرا سے کئی ساحر گرے وزیر کھل گیا ایک پہاڑ پر اگر ٹھہرا تھا کہ دیکھا کہ رستم پلین علی شاہ نو جوان جنگ کر کے پلٹے ہیں مگر انہما کے زخم دار ہیں سردار بیکوں میں ہاتھ دھوئے ہوتے ہیں طرف بارگاہ کے لیے جاتے ہیں پس وزیر تر کر جو کرا علی شاہ کھٹکھٹایا پس اسکا طلسم زعفران زار میں لچا یا ہوا ان کے سارے بڑے بہت ہت ہیں اور ہر ایک کیلکاتی عیار کا اپنے آٹا کی فکر میں چلے۔ بیان طلسم طلسمی و گنبد فیروزہ و چھناے زعفران اور غیرہ وغیرہ کمال خوش چانی سے تحریر کیا جسکو

منشی احمد حسین صاحب قمر روم نے آغاز کیا تھا مگر قصاصے مہلت مذی نامہ تمام رہا تھا چنانچہ حسب احکام مالک مطیع رئیس عالیوقار ملک التجار گوہر محرم و تہ قد شاس علم و ہنر جناب منشی پران نرائن صاحب علم اقبال بیل ہزار داستان میں فصاحت گل بوستان بلاغت شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوشتے باعانت مولوی محمد اسماعیل اثر تکمیل کیا اور کمال زیبائش شعرو سخن سے آراستہ و میراستہ کر کے اختتام کو پہونچایا چنانچہ یہ

مطبع منشی نو کسرو واقع لکھنؤ چھپی
جلد دوم

۱۹۰۵ء

اطلاعی - اس مطلع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لئے موجود ہے جسکی درست معلول ہر ایک مشتاق کو چھاپ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاطفت شائقان اعلیٰ حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے قبل بیچ کے تین صفحہ جو سادہ ہیں ان میں بعض کتب قصہ جات اردو و نثر و نظم درج کر رہے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہر اس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدر انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۰	۱- طلسم پوشریا - جلد دوم -	۱۰	۱- کتب قصہ جات نثر
۱۱	۱۱- جلد سوم -	۱۰	۲- داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی
۱۲	۱۲- جلد چہارم -	۱۰	۳- رقیب و ترنمین آٹھ دفتر و نثر میں ہے - جسکی
۱۳	۱۳- جلد پنجم کا حصہ اول -	۱۰	۴- بوالفیض فیضی قیاضی وزیر اکبر بادشاہ سننے
۱۴	۱۴- حصہ دوم -	۱۰	۵- نیشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط
۱۵	۱۵- جلد ششم -	۱۰	۶- داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے
۱۶	۱۶- جلد ہفتم -	۱۰	۷- دربار و نثر میں داستان گوون کے سنیان
۱۷	۱۷- بقیہ طلسم پوشریا جلد اول مصنفہ	۱۰	۸- سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شہر
۱۸	۱۸- غشی احمد حسین لکڑی -	۱۰	۹- لایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ ہندو
۱۹	۱۹- القیاس - حصہ دوم -	۱۰	۱۰- میں ہو جائے لہذا مطبع غشی نوکشتور میں
۲۰	۲۰- حندی نامہ دفتر ششم -	۱۰	۱۱- دفتر اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا
۲۱	۲۱- قورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان	۱۰	۱۲- جسکی قیمت درج ذیل ہے -
۲۲	۲۲- امیر حمزہ صاحبقران -	۱۰	۱- نوشیروان نامہ جلد اول -
۲۳	۲۳- قورج نامہ جلد دوم -	۱۰	۲- جلد دوم -
۲۴	۲۴- لعل نامہ جلد اول دفتر ہفتم -	۱۰	۳- ہر من نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم -
۲۵	۲۵- القیاس - جلد دوم -	۱۰	۴- دیوان نامہ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم -
۲۶	۲۶- دفتر آفتاب شجاعت متعلق جلد دوم لعل نامہ -	۱۰	۵- کوچک باختر -
۲۷	۲۷- طلسم نقشہ لورافستان - جلد اول -	۱۰	۶- بالا باختر -
۲۸	۲۸- جلد دوم -	۱۰	۷- ایرج نامہ طبدا اول -
۲۹	۲۹- جلد سوم -	۱۰	۸- جلد دوم -
۳۰	۳۰- القیاس - کامل جلد یکمشت ہر منہ جلد کیسے	۱۰	۹- طلسم پوشریا - جلد اول -

فہرست مضامین داستانہ طہم زعفران زار سلیمان جلد دوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱	اسلام سے مقابلہ ہونا۔	۱	مہر و نعمت
۲	ان طلب کرنا مردار خواروں کا اور مشعل	۲	سبب تالیف کتاب
۳	غلامان حلقہ بگوش کے انکا حاضر خدمت	۳	آغاز داستان امیر حمزہ صاحب قرآن ثانی سلیمان
۴	صاحب قرآن ہوتا۔ صاحب قرآن کا حکیم عقلمند	۴	زلزلہ قاتل ہر میدان اصناف شیر بیشہ جنگ
۵	کسی طرف مخاطب ہو کر شاہ نہ مانا اگر ان سے کوئی خط و طبع	۵	شکستہ کمان رستم داستان صاحب گرز
۶	تعلیم فرما سیتا اور قوا عدل شاہی و طرہ از سب	۶	سام بن زکیا
۷	آگاہ کیجئے ملال و حرام کی تمیز اور علوم و ہنر	۷	بعد قتل ہونے بیستون جادو کے اور بر باد ہونے
۸	کی ہدایت کیجئے۔	۸	کوہ بیستون کے وزیر بیستون کا اطاعت کرنا
۹	حالات بادشاہ طہم یعنی سیاست و ہنر و ادب	۹	صاحب قرآن کی اور سب سرداروں اور اہل لشکر
۱۰	کے کہ چو صاحب قرآن سے اجازت لیکر تیرا	۱۰	کو لیکر حاضر خدمت ہونا۔ سیاست و ہنر و ادب
۱۱	بیستون جادو و ہر جادو کی کوہ بیستون و ہنر	۱۱	بادشاہ سابق طہم کا صاحب قرآن سے اجازت
۱۲	ہونے وزیر بیستون کے ایک سمت روانہ ہو گیا	۱۲	لیکھ اور تخت سحر پر سوار ہو کر ایک طرف کو روانہ ہو
۱۳	میں جو دہان آئے سحر کیا کہ وہ سحر سے ویران	۱۳	اور چند سرداران بدکردار کا باہم صلاح کر کے
۱۴	دفعہ گلزار ہو گیا اور آئے سحر کے زور سے	۱۴	مردار خواروں کو خبر کرنا۔
۱۵	کچھ نیمے برپائے اور اسباب راحت اس مقام پر	۱۵	آنا لشکر مردار خواروں کا بہر اہی مرغام مردار
۱۶	ہو گیا اور پیدا کرنا پتھر سے سحر کیا اور آئے سحر	۱۶	ویران مردار خوار و ہمالیہ کی پاس ہزار کے
۱۷	سے مسدود سحر کا طلب کرنا اور اسباب سحر	۱۷	جو انہیں سبب شکل بدہشت و راز قتل و مباحہ قاتل
۱۸	ان وقت ضرورت تھا اسکا انکا مشعل کتاب	۱۸	بہر انجام بڑے بڑے دانت منہ سے باہر نکلتے ہو
۱۹	دفعہ زبرد و انگشت زہریلے۔ غیر ہنگ۔	۱۹	موٹے موٹے ہونٹ لال لال آنکھیں گنبد دل پر
۲۰	ذکر ملک و مار شہوت پرست ہمشیرہ عید و ہنر	۲۰	سوار مسلح و کمل چلے آتے تھے ان سے اور لشکر

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	عجائب نگار کے اور عرض کرنا صاحبقران سے		کہ یہ بڑی ساحرہ زہر دست ہوا سکا سن قریب
	کہ میں لشکر وغیرہ جمع کر کے در بند سوسن پر حاضر ہونا		ہزار سال کے ہر گر سحر سے اپنے تیلین حسین و
۱۵۱	ملاقات ہونا خواجہ عمرو کی جمال راہ راستے جو		جیل بنائے ہوئے ہوا سکا اپنے بھائی کے قتل
	محافظ راستہ در بند سوسن کا تھا اور اسکی مان		ہوئے اور کوہ مہبتون کی بربادی کی خبر ہونا۔
	سیمو نختاتون سے انور دعوت کرنا اسکا خواجہ	۴۵	خواجہ عمرو کو چچہ کا لیکر آنا اور باغ میں ملکہ زہار
	عمرو کی اور اس کے ذریعہ سے ملکہ ملکہ مردوش		نشوت پرست کے پہونچانا ملکہ کا صحبت رقص
	راہ و دش و دختران ملکہ سوسن سے اور پہونچنا		وسرود میں گانا سننا اور خواجہ عمرو کا بھی خزل
	در بند سوسن تکل دانا مرغ آتش خوار کو۔		عاشقان گانا اور کل اہل محفل کا محو حیرت ہو جانا۔
۲۵۳	قتل کرنا ملکہ سوسن کا عمرو کے ہاتھ سے تنگ	۹۳	خواصون کا افشار از ہونا خواجہ عمرو کا اور جیلار
	آکر کہ اپنے بھائی اعظم جادو کے پاس اعظم کوہ		ملکہ زہار کا حکم دینا کہ سامان کباب لگانے کا طیار
	پر چلی جاؤں اور عمرو کو سین باغ میں منتہد بھر		کر دین اس ساریان زاد سے کے کباب لگا کر
	رہنے دن اس تجویز کے انتظام کے لیے اپنے		کھاؤنگی یہ سامان دیکھ کر خواجہ کو یقین مرگ
	سید سالار مقہور جادو کو طلب کرنا۔		ہونا اور لیلار درگاہ الہی میں استغاثہ کرنا
۱۵۵	ذکر ملکہ ماہ اختری دختر اعظم جادو جو حسن میں	۱۰۰	حسین وقت پر پہونچنا سیما سے بلند آواز کا اور
	طاق سحر میں شہرہ آفاق ہے اور مقہور جادو		رہا کرنا خواجہ عمرو کو دست ظلم زہار شہوت پرست
	اسپر عاشق ہے۔ اور مقہور کے ذریعہ سے	۱۳۰	جانا خواجہ عمرو کا در بند سوسن کی طرف واسطہ
	بہت سی کار ہر آری ہونا۔		تدبیر فتح در بند مذکور کے بموجب حکم زاپچہ حکم
۲۷۵	مقہور جادو سید سالار ملکہ سوسن کے وسیلے سے		استغاثوں کے جہان آفتاب شعلہ بیکر جادو میں
	خواجہ عمرو کا عیاری کر کے اور افغان گرز زن		ہوا اور مرغ آتش خوار اسکا شاگرد اسکی قبر پر جاؤں
	پسا در مقہور نیکر کوہ اعظم پہونا اور یہ مشہور کرنا		اسی حب تک وہ در بند فتح نو گار راستہ طلسم غفران
	کہ میں برائے مقابلہ حمزہ صاحبقران آیا ہوں		کا نہ کیلیگا۔
	اور بعد ملاقات اعظم جادو کے حمزہ تک پہونچنا	۱۳۱	اجازت لیکر جانا سیما سے بلند آواز کا طرف صرا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فرمانا صاحبقران کا خواجہ عروسے کے اعظم جادو		اور اسیر کر لیا اعظم کو۔
	دوسون جادو کو زنبیل سے نکالو اور تلقین دین	۳۰۰	ہو چکا جمال راہدار کا حمزہ صاحبقران کی خدمت
	اسلام کر دینا پنجہ خواجہ نے دونوں کو زنبیل		میں اور کل حال بیان کرنا خواجہ عروسے کا اور آنا
	سے نکال کر ستون بارگاہ سے کمنہ آصف میں		صاحبقران کا ہمراہ جمال راہدار کے طرف درخت
	باندھا اور دونوں کو فقیلہ رفع بیوشی دے کر		دوسون کے اور بعد مقابلہ افغان گرز زن معنوی
	بیوشیا رکھیا اور کوڑا ہاتھ میں لیکر انکو تہدید کرنا		یعنی خواجہ عروسے کے اعظم جادو سے ملاقات ہونا
	شروع کیا اور کہا کہ ذرا آنکھ کھولو دیکھو میں نے	۳۱۰	جانا صاحبقران کا باغ میں ملکر حبیب آفتاب منظر
	تھکوا عیاری کر کے اسیر کر لیا ہے اور تمہارے سب		کے جو صاحبقران کو دیکھ کر عاشق ہو گئی تھی اور
	اہل لشکر و سرداران لشکر و کل اہل شہر نے		ملاقات ہونا باہم عاشق و معشوق سے۔
	دین اسلام قبول کیا ہے اور ہم سب کا بیان قہر	۳۱۱	طبل جنگ بجا لشکر اعظم جادو میں بقصد مقابلہ
	ہو گیا ہے بس اب تمکو لازم ہے کہ تم بھی اپنے		صاحبقران اور لشکر صاحبقران میں بھی کوس
	خدا اور پیدا کرنے والے کو پہچانو اور خدایان		حربی کا نوازش میں آنا اور مقابلہ ہونا افغان
	باطل کی پرستش سے توبہ کرو اور سامری و		گر زن سے۔ ظاہر کرنا خواجہ عروسے کا صاحبقران
	جشیہ وغیرہ پر لعنت کرو اور بغضاحت و بغاوت		حالی شان سے کہ میں نے اس طرح افغان گرز زن
	و حدانیت خداوند برحق کی بیان کی کہ رنگ کفر		نیکر ایسے مقابلہ کیا اور اس تدبیر سے آپ تک پہنچا
	انکے آئینہ دل پر سے دور ہوا اور آخر کو دین		ہون کا اعظم دوسون کو اسیر کر کے نزد زنبیل کر لیا ہے
	اسلام قبول کیا۔ اور شر الطر کے خواجہ کا	۳۶۵	جنگ پیکار ہونا لشکر ساحران و لشکر صاحبقران
	اعظم دوسون کو رہا کرنا۔		سے اور مطیع ہونا سرداران لشکر کا اور دفن کرنا
۳۷۲	دعوت و ضیافت کرنا اعظم جادو کا بڑی دھوم		مقتولان لشکر اسلام ساحر و غیر ساحر کا اور غار
	و حام سے صاحبقران کا ایشان و کل لشکر		میں ڈلو ہونا لاشہا سے کشتگان کفار کا اور
	اسلام کی اور صحت صاحبقران کو مہمان رکھنا		سرداران لشکر اعظم جادو کی فہمائش سے کل لشکر
۳۷۳	بیان حالات ہضم و شنگار جادو کا کہ دربار		اعظم کا مطیع اسلام ہونا۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۷۷	دل کو تسکین دیکر اسیری طلسم کشا کی تدبیر کرنے لگا حکم و مینا شنگال جادو بادشاہ طلسم زعفران زار کا اپنے وزیر سیاح شعلہ کو کہ تو اسی وقت جا طرف درند سوسن کے اور باغ عجائب میں گلدستہ عجائب کے اندر لوح طلسم رکھی ہوئی ہے اور نیم جادو میری طرف سے اسکا محافظ ہو اسکو محافظت لوح کی نسبت خوب تاکید کر دے اور کہہ دے کہ جس لوح کا اختیار سوسن کے قبضہ سے اٹھا لیا کمال طلسم سے نکلا اختیار دیا ہو اور مجھ کو تمہارا مددگار مقرر کیا ہے تم اور تم ملکر محافظت لوح طلسم کریں۔ سیم جادو محافظ لوح طلسمی کا بسبب تنہائی کے اپنی زوجہ کو طلب کرنا اور قہر لکیر اپنے خسر کے پاس ابلاغ جادو کے ہاتھ بھیجا ابلاغ جادو کا کہ مراد یہ ہے پہونچنا اور اس کے خسر مراد جادو سے ملنا کچھ حال لشکر صاحبقران کا کہ آٹھ روز تک طلبہ دعوت اعظم جادو میں عیش و راحت میں مصروف رہے زمین دن صاحبقران نے سوسن جادو سے فرمایا کہ اب جا کر لوح لاؤ تاکہ میں بر اسے فتح طلسم روان ہوں سوسن کا بہت خوب لکیر رکھ لایا۔ رنیل سے نکالنا خواجہ کامیج آتشوار کو اور ملقین برین اسلام کرنا اسکا کسی طرح نہ ماننا آخر کو لجناب الیم قتل کرنا میری کو۔	۳۷۸	اسکا آراستہ ہر سب سردار اس کے حاضر و باطن کولاش اس کی مانی کی اور ان ساحروں کی جنگ خواجہ عمر نے قتل کیا تھا سامنے آکر گری ہو کر یہ فرشتہ قدرت بنکر گئے تھے اور سلما سے مہر جمال اور جہانگیر کو رہا کر کے لائے تھے چنانچہ ان لاشوں کو دیکھ کر شنگال کو بہت حد ہوا اس نے سحر سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ خواجہ عمر نے ان سب کو قتل کیا اور سلما سے مہر جمال و جہانگیر کو رہا کر کے لائے اسکو ڈرا ہوا ہوا لاشوں کو جلد ادا کئی دن تک سرخ و غم میں بتلا رہا پھر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ حالات شنگال جادو کہ یہ دربار میں بیٹھا ہوا ہی در بار آراستہ ہر کہ ایک طائر آکر سامنے بیٹھا اور زبان انسانی گو یا بھا کر ایسی شنگال جادو گام ہر کہ طلسم کشا نے کوہ بیستون کو برباد کیا بیستون قتل ہوا بادشاہ سابق کو طلسم کشا نے برباد کیا اس نے طلسم کشا کی شرکت کی طلسم کشا کے پاس لشکر جمع ہو گیا ہوا یہ طلسم فتح ہو گا اور یہاں طلسم کشا کا قبضہ ہو گا طائر یہ لکیر بھر کئے لگا اور کہا کہ میں ہر مہینہ بیستون جادو کا طائر تو یہ خبر دیکر جھکر خاک ہو گیا اور یہ حال سن کر شنگال دیکر اہل دربار کا انگھو متغیر ہو گیا۔ اور بظاہر اپنے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۹	نظرہ آنا سوسن کا عرض کرنا کہ اسکا اندیشہ نظر ہے اسکے ساتھ ایک صندوق بھی جو میں وہ صندوق لاتی ہوں اس میں نہ میری لوج سے احکام ظاہر ہو سکی جو جہاں پہ وہ گئی اور صندوق لاکر خاف کیا اس صندوق میں سے پرچہ کاغذ نکلا اور چند دانہ مر وارید کے اور الکھاس وغیرہ صاحبقران سے لے وہ لیکر بازو پر لٹکا انکی وجہ سے عزائم نہیں کر سکتا تھا اور صاحبقران کو معلوم ہوا کہ اسوقت تک لوج سے احکام ظاہر نہیں جب تک چشمہ زمزم میں تین مرتبہ غوطہ نہ دیا جائیگا اور زمزم جادو کے دل کی دھونی نہ بجائیگی۔	۳۸۹	بعد قتل ہونے پر یخ آتشوار کے مٹ جانا اسکی اشیاء سامنے سحر کا اور کھل جانا راستہ در بند ہونا کا اور روانہ ہونا ملک سوسن کا واسطے لائے لوج ابلاغ جادو ملازم نسیم کا کوہ مراد یہ پہنچنا اور مراد جادو کو اپنی دختر کو رخصت کرنا اور ہمراہ ابلاغ جادو کے سوار کر کے نسیم کے پاس پہنچنا خواجہ کا بھی وہاں پہنچنا اور عیاری کر کے اسکو دختر کو تو نذر زنبیل کر لینا اور آپ اسکی شکل نہر نسیم جادو کے پاس جانا اور اس تدبیر سے لوج طلسم حاصل کرنا۔
۳۹۰	صاحبقران کا چشمہ زمزم کی طرف چلنا اور مقابلہ ہونا زمزم جادو سے صاحبقران کا عقرب سلیمانی پر اسم حاشیہ کاغذ دم کو کے قتل کرنا زمزم جادو کا اور اسکا دل نکالنے دھونی دنیا لوج کو اور لوج سے حروت و احکام ظاہر ہونا۔	۳۹۰	خبر دنیا طائر کا سیلاب جادو کو بادی بلوغ عجائب کی اور عمر کے زوجہ نسیم شکر جانیکی۔ سیلاب کا یہ حال شکر برائے بدو چلنا اور اخلاق جادو اسکے سپہ سالار کا لشکر لیکر پہنچنا اور ہر سے حمزہ صاحبقران کا انفرہ کر کے داخل بلوغ عجائب ہونا اور باہم جنگ مفلوبہ ہونا۔
۳۹۱	ہاتھ آنا اشیاء طلسمی کا جو بائیاں طلسم نے طلسم کشا کے لئے رکھی تھیں اور جو جب ہدایت لوج قتل کرنا جبران سوسن پرست کو اور جل کر خاک ہو جانا صحرائے سوسن کا۔ اطاعت کرنا مخزن جادو خزینہ دار طلسم کا۔ بعد از ان درغیر میں یہ دم قتل عجائب و در بند عفران زار و قادی طلسمی کی طرف جانا احوال میں جادو حاکم در بند سیریا اور اسکے بھائی	۳۹۱	قتل ہونا اخلاق جادو و برقیاب جادو و سیلاب جادو وغیرہ کا اور لشکر کا مطیع ہونا۔ لوج طلسم کا ہاتھ آنا نکالنا خواجہ زنبیل سے نسیم جادو و زوجہ نسیم جادو کو اور باہم کلام کرنا ہونا اور نسیم کا مع اپنے زوجہ کے دین اسام اختیار کرنا۔
۳۹۲	لوج طلسمی و یکضہ صاحبقران کا اسمین ایک صفت	۳۹۲	لوج طلسمی و یکضہ صاحبقران کا اسمین ایک صفت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	اور قتل ہونا منیر جادو کا۔		بے نظیر جادو کا اور اسے تحریر کرنا لا جورد دیا
۶۱۹	احوال ملک اعلان حور پیکر اور۔ ہونا اسکا		تسکانت و اسفندیار صحرانشین و لاہور نیزہ بان
	طرف در بند منیر سے۔		والبرز کج کلاہ وغیرہ کو۔
۶۵۷	بعد فتح ہونے جنگ منیر جادو کے داخل ہونا حمزہ		حال شکستہ طاقی عیار و عنطاق کج کلاہ وغیرہ اور شکستہ
	صاحبقران و عیسیٰ شاہ کاشہ منیر بہین اور علی		دیگر مالک حوالی المسموع و عنقران زار۔
	اسلام ہونا رئیسان و امیران شہر کا اور قادیان		طبل جنگ بختا لشکر کھارمین اور خبر پوچھا عیسیٰ
	میرزا مریدان جادو و وزیر منیر جادو کا اور لوٹ لینا		کو اور جنگ و حوالہ ہونا عنطاق کج کلاہ سے۔
	خواجہ کاسب مال و سبا پتھو لان لشکر کفار کا۔		تار لکھنا شہنشاہ کا منیر جادو کو و شہنشاہ حال ظلم کش
۶۶۱	ماتے پھینا ساندنی سواروں کے فی ایہ سرداران		یعنی حمزہ صاحبقران کا واسطے شکار کے جانا۔
	لشکر لاہور و لاہور کا اہل شہر لاہور و لاہور کے		ملاقات ہونا و نفیر حقیقت کش سے اور بلخین
	پاس واسطے اختیار کرنے دین اسلام کے۔ اور		جانا ایک نازمین مدحین کے اور ملاقات ہونا
	مسلمان ہونا باشندگان شہر لاہور و لاہور کا اور		سے اور وہاں مسعودیہ پھر ہونا صاحبقران کا اور
	شہر مہونا تھانوں کا مساجد کی بنا پڑنا اور جاری		و کیضا تھا ویرشاہان مملکت کا اور انکا گویا ہونا اور
	ہونا گرو سک کا تمام سعد بن قباد اور اسلام آباد		بے ثباتی دنیا کا تذکرہ کرنا۔ اور اسم غلم کا و متون عیسیٰ
	ہونا شہر منیر یا مشاہیر سورن و شہر اعظم کے۔		شہر حال منیر جادو و حمزہ صاحبقران و تجویز قتل
۶۶۵	داخل ہونا اسفندیار صحرانشین کا اور اسکا		موجب امر شہنشاہ کے اور عین وقت پر پوچھا
	انکار عشق کرنا دختر منیر جادو سے۔		مکر کا اور جادو کو قتل کر کے اور منیر جادو وغیرہ کو دھوکا
۶۶۷	مسلح اسلام ہونا اعلان حور پیکر کا مع اپنی خواست		دیکھ کر ہارنا حمزہ صاحبقران کو فرشتہ قدرت کی ہیلر کی
۶۶۹	تار لکھنا بیچ کا وزیر الہمرز کو واسطے اطاعت اسلام		جنگ و حوالہ ہونا لشکر صاحبقران و لشکر منیر جادو
	کے اور شہر اسلام ہونا عنطاق کج کلاہ کا باطاعت		سے اور آقاب کرتے ہوئے آنا عیسیٰ شاہ کا لشکر قتل
	علم شاہ۔		کج کلاہ کو اور مقابلہ ہونا عیسیٰ شاہ سے اور لاہور
۶۷۳	بعد فتح در بند منیر کے صاحبقران کا ملاحظہ کرنا لوح کو		نیزہ باز سے اور راجا جانا البرز کج کلاہ و لاہور وغیرہ کا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	ترقلہ طلسمی لہڑا آگیا اسپر بادشاہ یعنی تنکال سے مقابلہ ہوگا اسکو قتل کیجئے قلند پر قبضہ فرمائیے۔ طلسم فتح ہو گیا اب باقی کیا ہے۔		اور بموجب ہدایت لوح جاننا بیرون در بند کے اور قتل کرتا شیر ببر کو عقرب سلیمانی سے۔
۷۹	حکیم بقراط نامی کا شب بھر حکیم اسقلینوس کا ہمان رہنا اور کل لشکر ساحران کا حاضر ہونا صبح کو جو کہ قریب بس لاکھ کے تھا اور لشکر غیر ساحران جو کہ قریب پندرہ لاکھ کے تھا اسکا بھی آکر موجود ہونا اور دونوں حکیموں کا آنا اور صاحبقران کا مع خواجہ کے بارگاہ سے تشریف لانا اور کل لشکر ساحران و غیر ساحران کا افسر خلیشاہ کو مقرر کر کے مع حکیم اسقلینوس و بادشاہ طلسم کی طرف در بند قلند طلسمی کے رعاز فرمانا اور حکم دنیا کہ جہاں پر دیوار طلائی ملے اُس مقام پر قیام کرنا جب وہ دیوار منہدم ہو جاوے اُس وقت آگے جانے کا قصد کرنا۔	۷۹	رویش بنکر آنا ضرر جرح عیار و خان لال قبا حاکم در بند و خانہ کا اور عیاری کر کے اسیر کر لینا صاحبقران عالیشان کو اورد شپتارہ ہاندھ کر لیجا تا پاس دستان لال قبا کے اور مقید ہو جانا۔
	دعا ہے ہونا صاحبقران کا مع خواجہ عمر کے ہمراہ حکیم بقراط نامی کے برسر فتح در بند زعفران زار اور برابر ایک درہ کوہ کے پہنچنا اور پیدا ہونا ایک از در بند رنگ کا اور صاحبقران کا اسکو قتل کرنا یہ از در بند جادو ہے جو کہ اس درہ کا محافظ ہے۔	۸۰	خواجہ عمر کا خواب میں دیکھنا آصف بن برخیا وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور بموجب نکی ہدایت کے روانہ ہونا طرف در بند خانہ کے تلاش صاحبقران ساحر کی صورت بنکر اور ہمراہ قاضی جگمگ کے و در بند خانہ میں داخل ہونا اور عورت بنکر جاننا دربار و خان لال قبا میں اور رہا کر لینا صاحبقران کو۔
	محافظ جادو کے قتل ہوئے بعد جب سب آثار و علامات بر طرف ہوئے حکیم نے دوڑ کر صاحبقران کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور تاحی درہ و طلسم کی سیار کیا دی اور ایک	۸۱	جنگ ہونا و خان لال قبا سے اور صاحبقران سے اور قتل ہونا و خان کا۔
۸۰	محافظ جادو کے قتل ہوئے بعد جب سب آثار و علامات بر طرف ہوئے حکیم نے دوڑ کر صاحبقران کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور تاحی درہ و طلسم کی سیار کیا دی اور ایک	۸۱	شہد حال تنکال جادو اور چار ناسے تحریر کر کے جینا تنکال کا بنام حاکمان در بند جانب شرق و جنوب شمال جنگے حاکم سموات جادو و نباتات جادو و جادات جادو حیوانات جادو دہین اور مع لشکر فرز کش ہونا تنکال کا بیرون قلعہ ہا متظارا صاحبقران عرض کر کے حکیم اسقلینوس کا خدمت صاحبقران میں کہ اب آپ طرف در بند طلسم زعفران زار کے قریب پہنچائیے اسکو فتح فرمائیے جب وہ برباد ہو جائیگا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸۰	ہوئے خور جنگ مخلوبہ کر کے طلسم کشا کو قتل کر ڈالو	۷۷۵	شیخ لکڑوی کر اسکی روشنی میں اند کو تشریف لیا ہے
۷۸۱	مقابلہ ہونا شنگال اور صاحب قرآن سے اور قتل ہونا شنگال	۷۷۶	اس کے بعد ایک صحرا ملیکا جہاں سو آزاد بھولوں کے
۷۸۲	کایتیہ طلسمی سے اور تمام عمارات و باغات و دیگر اشیاء	۷۷۷	دوسرے رنگ کے بھول نہونگے اس کے بعد ایک گنبد نظر آئے
۷۸۳	سحر و سحر شنگال تھے ان سب کا برباد ہونا۔	۷۷۸	اس کے چاروں گوشوں پر چار طاؤس زرین بال
۷۸۴	اطاعت کرنا ساکنان طلسم زعفران فرار کا بادشاہ سابق	۷۷۹	بیٹھے ہوئے ہونگے اور وہ گنبد قفل ہو گا طاؤس آگودہ
۷۸۵	یعنی سیما سے بلند وانی اور ویاہر کرنا صاحب قرآن کا	۷۸۰	اور انہی سیما سے بلند کرینگے آپ بزد صاحب قرانی اس قفل کو
۷۸۶	اور حکامات جاری کرنا کہ تیکہ ہندو مکر اسے جائیں	۷۸۱	توڑیے گا اور درگنبد کھول کر اندر تشریف لیا ہے گامتف گنبد
۷۸۷	کی بنیاد الیجا سے صمد اسے اذان بلند ہوا اور سیما سے	۷۸۲	میں ایک صندوق لٹکا ہوا اسکو اتار کر کھوسے گا اس کے
۷۸۸	بلند و اند کو مثل سابق کل طلسم کا بادشاہ کیا جاوے	۷۸۳	اندھ سے ایک تختی الناس کی اور ایک بازو بڑھایا گئے
۷۸۹	اور جن ملکوں کے بادشاہ ہلاک ہوئے تھے وہاں کی	۷۸۴	نگلے میں ہر لچک سحر بالکل افروز کر لیا اور بازو بند کر
۷۹۰	حکومت کے لائق جسکو پایا و پاں کا حاکم مقرر کیا۔	۷۸۵	باندھ لیجئے گا اسکی یہ تاثیر ہوگی کہ دوسرا دروازہ گنبد
۷۹۱	حاضر ہونا محافظان خزانہ ہر در بند کا اور مال اسباب	۷۸۶	کا نظر آئے گا بس آپ اس دروازہ کو کھول کر گنبد کے باہر
۷۹۲	و جہاں ہر در بند شرفی وغیرہ کے لکھو کھا صندھ و	۷۸۷	تشریف لیا بیٹھا اور بند زعفران زرارہ میں پہنچ جائیگا
۷۹۳	فرز پیش کرنا بحضور طلسم کشا۔	۷۸۸	جہاں سوائے زعفران کے کھیت کے دوسری کھیت
۷۹۴	جشن خوشی منعقد ہونا بارگاہ زعفرانی میں اور محفل	۷۸۹	تین تائی انسان اسکو دیکھ کر ہنستے ہنستے بہوت ہو جائے
۷۹۵	عیش و عشرت آراستہ ہونا اسی بارگاہ میں۔	۷۹۰	طاہران سحر کا خبر دنیا شنگال کو کہ بند زعفران فرار
۷۹۶	سات شبانہ روز کے علیہ عشرت برپا ہونے کے بعد ہونا	۷۹۱	کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اب آپ مقابلہ کے لیے
۷۹۷	ہر ایک عاشق و معشوق کا اپنے ایک سو کے میل سے شنگال	۷۹۲	شکر آتا ہے شکر شنگال کے حواس جاتے ہیں بھی
۷۹۸	رخت کے ناماد شامان حوالی طلسم کو ان کے ملکوں کی طرف اور	۷۹۳	اس نے کچھ حکم ندیا تھا کہ ساکنان در بند زعفران زرارہ
۷۹۹	کو طلسمی حاکم مقرر کر کے ہر ایک بادشاہ و وزیر و صاحب قرآن	۷۹۴	لاشتہ زعفران جادو کا لیے ہوئے ہوئے اور کھانا
۸۰۰	و الناس و مومن کتاب۔	۷۹۵	و کل طلسم کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اب شکر لیکر ادھر آتا
۸۰۱	خاتمہ الطبع	۷۹۶	ہر شنگال کا حکم دنیا کہ ہمارا شکر صفت آدھو اور طلسم کشا

طالع حسن

مجموعه

کتابخانه امیر محمد حسن صاحب

اس وقت ما سلسله سخن سیرت آن بزرگوار را که در این کتابخانه
 بنام بین معروف تمام است و چون که این کتاب در این
 یقیناً قرار دارد که در این کتابخانه است و این کتاب
 یکی از کتابهای قدیمی است که در این کتابخانه است و این کتاب
 بین ما این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه است
 چرا که این کتاب در این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه
 چهارم این کتاب در این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه

جس

نقش احمد حسین صاحب و در این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه
 نامت طبع غیر طبعی که در این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه
 بیل برادران حسین صاحب و در این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه
 دوی که در این کتابخانه است و این کتاب در این کتابخانه

مطالع حسن

۱۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خداوند خالق اکبر مالک بحر و کو سزاوارتر کہ جو مالک اقلیم و ملک و عرش ایجاد آدم و نوح آدم و موبیل و مسلم و غیر
 خلایق آسمان و زمین و ہر جسکی ذات وحدہ لا شریک ہو جس سے ایک کلمہ کہ جس سے زمین و آسمان و ہر شے
 قانع فرمائیے اس کے اوصاف و صفات میں زبان قلم لال ہر انکی کہ حقیقت کو بشری لیا محال ہو کہ مکمل ہو کہ کو سزاوار
 ہر بزرگ و مہر سے انکی قدرت کی شان پیدا ہو ہر شے سر بسطہ جنگ کر اس کے خالق سے نیو زور بگا رہا نہ ہونے کی زری
 و تیار ہو و جب شہر ہر گہایت کو از زمین رویداد و وحدہ لا شریک کہ گوید و وہ ایسا خالق اکبر ہو کہ جس کے
 نام نامی سے قدرت حیات زبان بر آتی ہر جسکا اسم پاک با عرش فرحت جان تازہ او ہو جب سر و پیکار و زہ
 ہر انکی محبت رہ نہات و یکھاتی ہر نرس شہد باغ حیات میں دیدہ و تنہا سے کسکی دیدی بقرانہ و صاف ظاہر
 ہو کہ سر و ببول جو ہیں امر کا مشتاق ہو کہ اگر دو و در باذن پاتا تو انکی تلاش میں پھر تا شمس و قمر دن رات ہی
 کہ دشمن ہیں کہ اوصاف حمیدہ و بیا کبریاں سرین او انکی کہ ذات کو دریافت کریں نگاہ سوخت شکرت
 نہیں چو سپہ پیران او تیار قیامت با یمن گے یو ہیں سرگردان پھر کریں سگہ نشان کی کید محال ہوائے اوصاف
 خیال میں نہ این خدو و ذوق لال ہر گشتن ایدین ہر خچل صبح و شام ہی کا زبان بی زبانی خواستہ گاہی کہ صبر بکبر

آستان امیر حمزہ صاحب قرآن ثانی سلیمان لعل قاف ہمدانیان صاف شیرازہ جنگ
شکندہ کمان رسم و شان صاحب گز سام بن نریمان ساقی نامہ

ساتیا تو شرب وہ ڈوں کا جوہ و کھ دسے بہان کا نقاب تو رہے ساقی جہان میں برقرار بید سے بھر کر جام اپنے ہاتھ سے	کاک اڑتا ہو جی بوتل کا تجوہ کر کو ہمارے تھین گند تجھ پہ ہم زندون کا ہوا داروہ نشہ میں کھنڈ ہمارا درواستان	آج وہ ساقی بلا مکتوب شرب مکشو کا دل نہ تو ساقی گھٹا میکد سے کی خیرا سے ساقی برب پڑھ کے ہوں غلط سپر و جوان
--	--	--

غزل

کھین کیونکر کہ دل میں ہم نہیں ارمان تھے ہیں شکایت یار کی اسے دل سمجھ کر سبر میں کرنا رقیب نہ سیاہ دریا نیک کیا بزم میں چلے	تساخ سے کیونکر ہم بھی آخر ہوتے رکھتے ہیں مثل مشہور ہو دیوار دور بھی کان رکھتے ہیں سہا ہم ایسے دیسے کو بہت پہچان رکھتے ہیں
--	---

غزل دیگر

سپیکر حسن کا جواب نہیں مزمہ ساقی نہیں جواب نہیں غیر کھانا اگر تو کچھ نہ کہتے آن ساقی نہیں شراب نہیں	کب قیامت ہو یہ تباہ بین مفت پر ہا کر دیا دل کو تجلی بات کا جواب نہیں حسن مس شوخ کا قیامت نہیں	چاند سے شمع پہ کیوں تھا نہیں تجلی بھی خانہ خان خراب نہیں اکل تو گلشن میں سب نہیا تھا دیکھنے کی کسی کو تباہ نہیں
--	--	--

جب سے وہ شوق پاس ہو حیدر
بہین زردلو سطر ب بین

ہیت

ہر بزم میں خوشی خوشی نو بدین زمرہ شد فریم سر اہل بیابانوں ہم دم رشتان ہوا یاد آدم ہر دم داستان
راویان اخبار و ناقدین آثار و ہاکیان خوش گشتار و طویل شانہ سے معنی کو یوں چین نقاد میں
فرمہ سچ کرستے ہیں و نوطی شکرستان فصاحت کو حدیثہ بنا عزت میں یوں غمہ سر کرستے
ہیں نقادان علم منہا میں و سیاہان عجائبات معنی لوح قلم سے علم معنی کو یوں فرستے ہیں کہ ناظرین سالی فہم
ہنازک نیان کی بجز فی یاد ہو گا کہ اس جلد کو اس حقیر نے اس مقام پر ترک کیا ہے جو بعد نفل شرب ستون ہوا ہے

اپنا بچہ اسی سبب سے انھوں نے خود بخیاں تھکے۔ نوازی قصہ ملک کیا ہو اور لشکر و تیار ہونے کا ٹکڑا ہر لشکر
تیار ہو رہا ہو اور سلطنت پر آراستہ کر رہے ہیں کہ ہمایوں نے دیکر کیا ہوا دیکھو وہ سب سیدنی
اور غبار بلند ہوا اور شور مچا پیدا ہوا مگر کی ہوتی بہت سے مردار خوار دب گئے اور ہلاک ہو رہے یہ وہی دور تھا
نہ اٹل جو ہوا اور سبے ستون کی سمت سے سوار گریہ ناری جوتی دی انھوں نے حیران ہو کر اٹھ کر دیکھا
تو یہ ہر کو گرا ہوا پایا اور شور مچا چو کہ یہ اس امر سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ دیوار سحر ہی جب یہ راستوں میں جاوے
ہلاک ہو گا سوقت یہ دیوار منہدم ہوئی اور برباد ہو جیسی یہ جو انھوں نے دیکھا ایک بار یکتا ناری
حضر غلام رحیم کا پکا ماکہ بڑا غضب ہوا ہمایوں کا و آقا و خداوند شاید ہلاک ہوا جو یہ دیوار گری ہو جس سے
بہت ستون و کوبہ ستون کی طرف سے صدمے گریہ و ناری ہر طرف سے تاریلی ہو رہی ہو تو کوئی
ان کوئی آفت آتی ہی جو دیوار گری ہو کیونکہ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ جب میرے اوپر کوئی آفت آئے گی اور
ہلاک ہو گا تو یہ دیوار گویاں ہیں اس پر یوں کے گرنے سے یقین اس امر کا ہوتا ہے چلے جلد ہی خیر صیب تو کوئی آفت
ایسی حائل نہیں کی کہ بے یقین یا اجازت دے کر کہیں اور اس دیوار کے قریب آئے گا مگر یہ ستون
کوبہ ستون سے دیکھا انکو اس طرف فحاش ڈھکی ہوئی نظر آئی اور کوبہ ستون کا نہیں ہمہ ستون سے
سوزنا کر کہ انھوں نے سب ستون چاروں طرف ہلاک ہوئے کہ کہیں کوبہ ستون پستہ یعنی زمین پر پڑ جائے
کوئی آفت نہ آئے ہو یہ کہنا سب لشکر سیو کہ چلے پناہ دیوے دو لوں ہیں مگر پر سوار ہوئے پناہ
لشکر نے صف مارا چلے کو کہ حضر غلام مردار خوار دیکھ کر مڑ کر خورنے دیکھ کہ بہت سے کوبہ ستون ہلاک
ہوئے پتہ پتہ سرزدان ہلاک گریباں چلے آئے زمین اور آسمان کے شکر سب ستون کے کوبہ ستون
ہی ان تک کہ وہ سب یہ کار و سیاق قلب یمن آکر پہنچے چونکہ وہ لوگ حضر غلام و شاہ سے دور تھے
ہاں کہ دور رہا کرتے تھے کہ عریض و طمان دوران اسی گشت سب زمان بڑا غضب مہر لہا ہوا کہ مرد
و کوبہ ستون ہلاک ہوئے کہ کوبہ ستون پر گرے ستون جاوے اٹل کیا دروازہ اس پر ہوا
تیار کوبہ ستون و زیر زمین آگ لگ کر سردار و ان کے اسلم کھلی آگ لگنے پر پھر کھلا ہوا
پیدا کر پکڑا وہی اور ایک گاہ کہیں کہ کچھ بیان سے علی آقا کے خون کا وہ دھبہ میں اظہار کیا اور اس کا
اہل شکر کو قتل فرمایا ایک عرصہ فرما رہا تھا کہ یہ سب زخاں اس کے قتل و کوبہ ستون کے
پہلوں میں کھلے ہوئے تھے یہ سب چیزیں نے دور کے لوگوں کو بھی یہ خبر پہنچ گئی

صاحبقران برائے خواجہ اشوس کرتے ہوئے سلوئے دیے ہوئے چلے جاتے ہیں دو دن صبر سر صاحبقران پر
 از مین و سفید نثار کرتے ہوئے چلے آتے تھے اپنے فرودگاہ پر نہ پوسٹ تھے نہ ایک ٹاف سے گرد غبار بلند ہوا
 اور ایسا غبار بلند ہوا کہ روسے آفتاب پوشیدہ ہو گیا تمام جنگل میں تاریکی پھیل گئی یہ عدم ہو کر یہ نامی اٹھی تو کیا ایک
 حکیم عقلینوں کی نگاہ اس غبار پر چڑی دہل لکڑ کے تمام شرمین فل و شور برپا ہو کہ جس نے وہ پر چو کہ بڑے
 غائب کی اندھی اٹھی تو دور کے عقوبت بین بانی میں بھی بہت شدت سے اٹھتا ہی اگر پانی پر تو جل لیں سردی کا
 اس سے جتنی ہی کہ قبل بارش ہو سنے کے اپنے اپنے قدم پر پہنچ جائیں ایسا ہو کہ رہن پانی تو سنے لگے
 اور سب لوگ شرا ہوئے ہوں اہل شکر کے قدم ٹٹنگے اور فرودگاہ کی طرف چلے اور حکیم عقلینوں نے یہ رنگ دیکھ کر
 صاحبقران سے کہا کہ جلد تشریف لے جائے بارگاہ میں ملاحظہ ہو کہ کس شہادت سے ندھی تھی تو اس ندھی تھے سے
 یہ معلوم ہوتا ہو کہ بارش بھی بہت شدت سے ہو گئی جان د کونی سخت ہی اور کسی قسم کا سایہ ہی نہ جہان شہر
 پانی سے اپنی کہ چھائیے گا صاحبقران نے اس طرف ملاحظہ فرما کر شاد کیا کہ بالکل لذت ناک یہ ندھی میں ہی
 نہ تار بارش میں یکہ کسی شکر کی تد ہی کوئی شکر اوھر سے تہا یہ اسکی آمد سے غبار بلند ہوا ہی چونکہ تیز آ رہا ہی
 بدین سبب اس کثرت سے غبار بلند ہی حکیم عقلینوں نے عرض کیا کہ اوھر سے کون تہا کہ تہا یہ ہو ہو بہت روکے
 گوہ بہ استون کے دوسرا مقام نہیں ہی نہ کوئی شہر آباد ہی کہ اسکا بادشاہ آتا ہو کو سون تک ہی سے ہی نہزلون
 کے بعد ہر حد طلسم ہو تا اس سرحد کی طرف سے کوئی آ نہیں سکتا ہی اگر یہ خیال کیا جاسے کہ باد تہ طلسم نے
 بیان کی خدائی کی خبر پا کر کسی روز اور روانہ کیا ہی وہ شکر لیا را دھر سے آتا ہی تو یہ غیر ممکن ہی کہ ہر حکیم کا
 یہ طریقہ ہی کہ سوائے طلسم کشا کے جو اور کسی سمت سے داخل طلسم ہو گا عداوہ دروازہ طلسم کے اس پر ہو جائیگا خواہ وہ
 یا شہدہ طلسم ہو خواہ غیر باشندہ یا اسی طور سے اگر خلافت دروازہ طلسم کے باہر آئے گا تو بھی نہیں
 سکتا ہی پس کیونکر یہ خیال کر لیا جاسے کہ یہ جو لشکا آتا ہی یہ طلسم سے تہا ہی کوئی ملک اور اس طرف بار تھا
 اسکا بادشاہ آتا ہی بالکل خلافت شغل پر یہ تو میں معنی میں کر سکتا ہوں کہ آپ دروغ فرماتے ہیں یہ عدوت شکر
 کے آسنکی ہو مگر قیاس کام نہیں کرتا ہی کہ اوھر سے اسکا لشکر آتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خواہ کوئی ملک
 اوھر ہو خواہ نہ ہو خواہ یہ لشکر جو کہ آتا ہی طلسم سے آتا ہو خواہ نہ آتا ہو غبار تو شکر کی آمد کا ہی ثبوت ہے
 کوئی شہر آباد ہو گا یا با ستون نے کسی رحر کو کسی صحرا میں خیم کیا ہو گا تم میں سال سے آگاہ ہو گے
 حکیم عقلینوں نے عرض کیا کہ یا صاحبقران یہ جہاں سے فرمایا کہ تھو نہ معلوم ہو کہ کوئی شہر آباد ہو گا یا نہ ہو گا

کہ جو صاحبقران کے لئے تھے پہلے لکھنے جو اپنے چنگ اپنی ناک و افسردہ آقا کے تاج حکم اور ہر ماہ پر دار
 لکھنے سب نے قدم رکھ لیے اور اپنی چال پر آگے چلے گئے اور ملاطعت سردار کو واجب جانتے تھے
 اور تو پہلی لشکر نے قدم رکھے اور جلدی سے باز آئے اور صاحبقران نے وزیر بے ستون کی طرف اشارہ کیا کہ
 فرمایا کہ لیون ویرا عظمیٰ حد ہر سے یہ گرد و غبار بند ہوا ہے اور آمد لشکر کی طاعت پائی جاتی ہے اور ہر کوئی تہہ بے ستون
 جادوئے باد کیا تھا بائیں یا کوئی ساڑھ لیا ہے کہ خبر برہوی کوہ بے ستون لکھنے آتا ہے مع اسپہ سالار بے ستون
 نے سر اٹھا کر اس طرف کو دیکھا جو قبل دیکھ کر تباہی تھا اور دل میں کہہ رہا تھا کہ خدا خیر کیسے کیونکہ خداوند قادر و
 مہربان ہے۔ یہاں کہ سردار خوارون کو خبر ہو گئی ہوا بخون نے اور ہر کا قصد کیا ہوا اور وہی آتے ہوں تو پوری تڑپ
 ہو گئی پھر اس لشکر کا پچھا میاں ہی یہ لوگ لڑنا دمر کیا مانتے ہی طریقہ سے لڑیں گے جو کہ انکے طریقہ میں وہ آتے ہی
 کھانا شروع کر دینگے کیونکہ عادت اسی امر کی ہے دوسرے وہ وحشی وہ اس جنگ و بیکار کو کیا جانیں تھے وہ
 سب بے ستون کو اپنا خدا خیال کر کے ہیں نام پر مرتے ہیں پس جب یہ سنا ہو گا کہ بے ستون مارا گیا ضرور
 چل کھڑے ہونے ہونگے دیکھ لیا ہوا ہے یہ خیال کر رہا تھا اور قصد کر رہا تھا کہ صاحبقران اس حالت
 میں طلب ہوں تو میں عرض کر دوں کہ صاحبقران نے دریافت کیا کہ بے ستون نے اس طرف دیکھ کر دوبارہ ہاتھ
 باندھ کر عرض کیا کہ جو آپکا خیال ہے بہت درست ہے کہ گرد و غبار آمد لشکر کا ہے اور یہ سردار خوارون کا لشکر ہے
 و افسر ہیں جسکے نام ہے بین کہ ضرغام مردار خوار و مہلک مردار خوار چالیس ہزار مرد خوار انکے تاج پر ہے اسلئے
 افسر میں خیال کرنا ہوں کہ وہ ہی دوزخ بے ستون کی خبر قبل شک مع اپنے ہر اہیوان کے آتے ہوئے
 یا طلسم کشا ہے سب سے حرامز سے ہیں اور بہت ہمار ہیں خصوصاً مرغ و ضرغام۔ دوزخ تو جرات و قوت ہیں
 پناہ شل و تیر ہیں لیکن میں خداوند کریم آگاہ اسلئے شکرے نمودار کے ٹکڑے چلے جاتے ہیں اس امر کا خون تھا اور
 خیال گا اس وجہ سے عرض نہ کرے کہ یہ خدا قسم کوٹا گوارا نور درمیہی عرض خداوند طبع مبارک ہو میرے
 ترابک مناسب ہے کہ سننے کے قبل فریاد کا پر پہنچ جائے تاہل شہر کے شہر سے خداوند میں کوٹا گوارا
 پہلی اور وحشی حراج ہیں و یہ خداوند شہر سے باطل تا وقت ہیں ایسا ہو کہ وہ حرامز و سب سے بہت
 کھاتے ہی لشکر پر ہیں و تامل نہ فرم کریں تو خرابی ہو کیونکہ ہم لوگ تو کئی دن سے تھکے اور کسب میں
 ہمارے دم ہیں خرابی کی صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی مقدم خن و اندیشہ نہیں ہو کہ مردار خوار آئے ہیں تو
 نے دو ہمیں ملو سے راہ پر کر رہے ہیں اسی طور سے پڑاؤ پر جاسیے کہ فوج کس امر کا گرد و وحشی ہے میں در

اٹھواہن بے ہوشے قتل کرتے ہوئے وہ درختوں کو کھینچنے لگا۔ تیسری شب وہ ازل مرزا کو اپنے پاس
 لے کر آیا اور فرمایا کہ مرزا خوار خاں اسلحہ کو برابر پاس کر کے ہوئے آئے ہیں اور میرا کشتن وہ دن اپنے
 انصاف جعفران کا سامنا ہے وہ بولے کہ تم میرے قتل کے لئے آئے ہو اور تم میرا کشتن وہ دن اپنے
 ہاتھ لکھ لائے۔ مادی وجہ جو وہ دی کہ اٹھارہویں کیا کہ تین ماہ سے یہاں پر یہاں ہو رہا تھا کہ وہ بڑے
 مرد مقابل میں بہت سامنا کر رہا تھا تو دیکھ کر کہ قریب آئے اور یہاں پر وہ بڑے ہی قریب آئے۔ یہ
 صدمہ جو اس کے دل پر تھا کہ وہ مرزا خاں کے قریب آئے ہیں اور وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 میں نے یہ کہہ کر جو باوجود تکلیف میں وہ قتل کے چاہتے ہیں اور وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 اور تو تم اس سے بھی نہیں بچ سکتے ہو۔ اور میں بھی یہ کہہ کر کہ وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 وہ رہ کر دین تمنا یہ حربہ کو دیکھ کر کہ وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 پتا بہادری کی توفیق نہ کر دہی حال کھل جائے کہ یہ ہمارے ہر کون ہر فن ہے۔ وہ تیار ہو گا کہ اس
 ہو جائے گا اور حال کھل جائے گا تو آٹھ شاہ روز اس جہان و بیرون میں نہ رہے یہ آج لوگوں کے ہاتھ سے
 سامنا ہو رہا ہے۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 کہا کہ یہ رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 دیکھ کر کہ یہ رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 اس میں یہ رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 صبح نے کہا کہ یہ رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 بہت کراہی وہ ان کے ہاتھ میں سر پہ کر دینا کہ وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 یہ وہی صاف جعفران نے غامی دیکھ کے وہ دیکھتے ہیں کہ وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 پہنچ مارا صاف جعفران نے اور کو بھی غامی دیکھ کر کہ وہ بڑے ہی قریب آئے ہیں۔ یہ
 رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 ہاتھ میں تم تم جاویدین ظلم کو قتل لے لیتا ہوں تم میری رہتے ہو۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ
 قتل کرو ان کے ہاتھ میں یہ رہے ہو یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ سب سے پہلی تلاش میں تھا۔ یہ

تو کہہ کر وہ آپ ذرا دم سے لیوین مہرچ سے کہا یہ میرا گزیر گزیر نہ ہوگا اسکے اور اسکے نواسے لگی مسکرا کر صاحب قرآن
نے فرمایا کہ یہ کیا ہے کرار با ہم کرتے ہو جو تجھ کو حرب کرتا ہی کر اور جو تجھ کو کرنا ہو اور تو کرین دونوں کے حرب سے اسے کو
بعض خدانہ کریم پھاؤں گا تم دونوں نزدیک میرے سنگ و خاک سے بدتر ہو بیکار کی باہم بحث کرتے ہو
یہ جو صاحب قرآن نے فرمایا مہرچ نے ضرغام کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ بچہ کیا ہی بائیں طرف سے تم دار کر دو اور
وہی سمت سے میں حرب کرتا ہوں مگر کرار و جت یہ ضروری ضرغام نے کہا کہ بہتر یہ کہہ کر دونوں نے کہا کہ اے
طلسیہ کر شاہ جہاں دار ہو جا ہم دونوں دار کرتے ہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ شوق سے دار کرو بس مہرچ نے دھنی طرف سے
سر سہا صاحب قرآن پر تیغ کا وار کیا ضرغام نے سات سو من کی دار شمشاد اٹھا کر ماری واہ ری تیزی
اور پالا کی اور جرات و بہمت جیسے ہی دار شمشاد و قریب آئی اب ہوا تھ لگاتے ہیں تار کا مثل خیم
کے دار شمشاد کٹ کر گری اسے دستہ پہنچ مارا اسکو خالی دیا ادھر وہ تیغ کا وار کر چکا تھا صاحب قرآن
نے سپر کو سر کی پناہ کیا تھا بیٹے ہی تیغ قریب سر پہنچا اور بھڑپہر کی ماری کہ تیغ پٹ پڑا فوراً علی بستہ
سپہ بے چہوڑ دیا کہ پر پشت پر جا چھوٹی پیچلی وارز کے قبضہ پر ہاتھ ڈالو یا قبضہ برقبضہ کیا کھائی مڑو کر
تلوار چھین لینی آئی وہ ذرا بھی زد کرے تو کھائی کے پاس سے ہاتھ دیکھا رہو جاسے تلوار کو اپنے قبضہ میں
کر کے تیرا ان ریلے اسکی لڑائی کے پڑ کر لڑو اللہ اکبر بلند کیا تھا کہ پھر ضرغام نے وار تیغ کا دوسری مرتبہ بعد
کٹہ ہلانے اور شمشاد کے کیا بیٹے سی تیرہ سر پرچہ کا اور چمک معلوم ہوئی فوراً سپہ کو سر پر لاسے اور زور کر کے اسکو
حقارت زمین سے اٹھایا ادھر تلوار سپر پر پڑی کر نیچے سپر سے پیدا ہوئے انھوں نے تلوار پکڑ لی اسنے زور کیا مگر اب
کب تلوار چھوٹتی ہے یہ عاجز ہوا آخر تلوار اسے چھوڑ دی تلوار کا چھوڑنا تھا کہ سپر تو پشت پر پہنچی تلوار زمین پر گری
اور ہاتھ بڑا کر صاحب قرآن نے اسکی بھی لڑائی پکڑی اسنے قصد کیا کہ لنگر قائم کر دوں یہ تیر گیب لنگر قائم کرنے
دیتا ہے اس سے طے اللہ اکبر کھینچ کر اب جو زور کیا دونوں طرف سے کا دزن بڑا ہو مثل پھول کے دونوں کو سر سے
بلند کر لیا اور گریو سر حریف، یہاں شروع کیا خوب شب و فراز عالم انکو دیکھا یا اسی عالم گردش میں کہا کہ حال دار شمشاد
پر ور دکا غلام یہ سپہ بانی انھوں نے کچھ کلمات ناز ساز زبان نفس پرستان خدانہ کریم میں جاری کیے بس غضب
اٹھایا ابھی جو حریف دیا تو مثل طاووس آتش بازی انھوں نے گردش کھائی ہم کی مرتبہ ٹکڑا گئے زخم بھی اسے یہ حریف اسیادیا تھا
کہ موزے پاؤں کے کہیں تھے داستانیں کہیں خود کہیں اور بے تیار کھل کھل کر کر کے گر پڑے جب صاحب قرآن نے
نے لایا فرمایا کہ دونوں جے دم ہو گئے پس مہرچ کو بالائے آسمان اس زور سے اڑھایا کہ وہ انھوں سے

پوشیدہ ہو گیا اور ہر غام کو زمین پر اس زور سے مارا کہ وہ نقش زمین ہو گیا کہ آستے و عصا میں زمین پرست
 عداوت تباہ سرستے ہو گئیں اور ہر طرف زمین کے آستے ہوئے دیکھائی دیا یہاں صاحبزادان عقب سیدنی ہر
 ایک ہوئے کھڑے تھے جیسے ہی وہ زیب ہوئی ایک باقدیغہ کا گھر وہ پر رہا کہ انکے دو کھڑے تھے یہ سہرا اور
 انکے دو چورنگ ہوئے ایک کو جو رنگ ہوئی گرنے دوسرے کی طرف ہی تپ ہوئے اسو دیکھ کر آستے و عصا میں
 وہ کچھ سنہرا اور تپ کرنا ہوئے کہ انکے گریزات ہوں یہ اسکا نقشہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ پورا سنہرا تھے بھی نہ پایا تھا
 کہ انکے سینہ پر تپتے تھے اس عورت پر دینے کہ جیسے ہاتھ شکار پر جاتا ہو یا شیر گرسہ شکار کو دیکھ کر ادب و عزت کرے کہ
 منہ میں نہ پونچھائی اس قدر تیزی اور چراگی ست اور کی چھٹ پر سور ہوئے تھے کہ وہ چاروں طرف زمین پر
 گرنے بھی نہ پونچھتے تھے کہ یہ اسکی جھاتی پر تھے دونوں رات دبا کر کہا کہ شناخت پروردگار عالم میں کیا کہتا ہے
 یہ وہی کلمہ کہا جو کہ سابق میں کہا تھا کہ میں خدائے مہدیہ کی بندگی نہ کرہ مگر پس غصہ تو ایسی چکا تھا اسکے سینہ
 سے اٹھایک پانوں کو دونوں ہاتھوں سے پڑا اور دوسرے کو دونوں پانوں سے یا ہر دونوں یا کھڑا کر کے
 کہنے لگا چیر کر ہیکہ یا جہان پر یہ کہ نہ زانہ و ان پر ہزاروں مردار خوار کھڑے ہوئے تھے اور مائتہ دیکھ رہے تھے
 جب ان سب نے دیکھا کہ ظلم کشتا ہمارے دونوں افسروں کو قتل کیا اور چلے کشاکش کا کچھ نہ کر کے ایک مڑیکہ
 جو اس مقام پرستے صاحبزادان پر حملہ در ہوئے یہاں پر ہزاروں کاکھیت ہوا غضب کی تلوار برس رہی تھی صاحبزادان
 ہزاروں کو قتل کر رہے تھے اور پھر اہل اسلام نے جو موقع پایا سب مردار خوار دن کو گھیر لیا اور قتل کرنا کیا
 برابر چلائیں پانچ چار ہزار کے سرخ پرستے آڑھ سے تلوار خوار فراموش ہو گئی بالکل سلاہ ہو گئے
 سو گوشہ کمان دو بخ زخم کے کوئی اور راہ مقام اس دوزخ کا کافروں کے فیض نہ آتا تھا ہر طرف کی راہ بند تھی
 اور سد و دھنی چاروں سمت تلواریں و نیزے و کائیں ہتھ نظر آتے تھے بیک بیک کے بھی پانوں تلوار ہوئے باقی
 اس مقام پر حصے ہوئے وائر خیال کے پرکھتے ہوئے جاتے تھے ہر ایک خوف کرنا تھا اور ڈرنا تھا وہاں قدم
 رکھتے ہوئے اہل اسلام خوب مقابلہ و مبارک کر رہے تھے تہوں پر گل نہ رکھتے ہوئے تھے کھائے زخم کی بدولت
 بڑی ہوش تھیں تلواروں کے نبضات تھوں گے پیچھے تھے خون کے جھون پر جھے ہوئے تھے یہ عام تھا کہ نانا تھک
 انکے تھے مارنے پر بھی براہ قیاس نہ تھے وہی ہو گیا کہ ہر طرف سے اسی طور سے جنگ دیکھ میں گریز
 تھے کہ جو تے دن بدلتے پہرے صاحبزادان اس مقام سے فرار ہوئے وہ لوگ افسردہ تلواروں کے
 قتل ہوئے انکے قتل ہونے کے بعد بانی مردار خوار خوب غم کرتے تھے کہ افسر کے ہو گئے تھے

[illegible]

اور بہت تشدد کر رہا ہو مگر وہ حیات میں اس قدر نہیں رہتا کہ وہ ایک شہر میں بھی نہیں ضرور رہتا
 نہیں ہر وہ خود انشاء اللہ آپ کے جسم یا صفا خدائے تعالیٰ پر اس سے بہت عین عاقل ہو سکتا ہے
 کہ خواجہ نون مقام پر ہیں اور اس مقام کا نام ہے ثابت ہو سکتا ہے کہ نون ساحر اور تھا
 ایک ہی اور اس کا یہ نام ہے ہاں یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ نون ساحر کو یگانہ پیر اور شہداء میں نون کو
 میں سے عرض کیا آپ اطمینان رکھیں کہ آپ جانے نہ قدرت آشور میں کرین خواجہ نون سمیت زندہ و
 سلامت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ وہاں سے مکر خیر و خیر میں ہوئے بلکہ ناچنے
 یہ ثابت ہو گیا کہ خواجہ کی ذات سے نشان لوح ہدایت کو بہت قریب تھا کہ خواجہ وہاں
 جا کر دریافت کرینگے اور اسکے بعد آپ جا کر روح حاصل کرینگے خواجہ کی طرف سے اطمینان رکھیں
 اور نکاحانہ حیات قومی ہر طرف کچھ مقدر میں تکلیف دہی تھی۔۔۔ واقعہ درپیش ہوا جو کوئی سامع یا فہم
 سامع قتل نہیں کر سکتا ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جب تک خواجہ اپنی زبان سے تین مرتبہ موت کو طلب نہ کرینگے
 اس وقت تک خواجہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ لوگ فکر نہ کریں خواجہ زندہ و سلامت حاضر ہونگے ہمارے
 طرف سے تو یہ ثابت ہوا کہ جو مرنے والا نہ کہ ہم کی بوجہ صبر و تحمل کی کسی فی و نفعیہ و نفع
 اور جو اس کی شہادت میں ہو گا وہ ہو گا مگر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ طاسم فتح ہو گا اور یہاں
 دین اسلام کا نشان نصیب ہو گا جس طور سے کوہ بیستون پر باد ہوا اسی طور سے طلسم بھی
 پر باد ہو گا جس طور سے بیستون جادو مارا گیا اسی طور سے شنگال جادو بھی مارا جائے گا
 بادشاہ ساہی کی بھی عمارتیں آپ کے بد و لمعہ کی نظریہ حکمرانی کے سامنے پھرانے فرمایا کہ آپ
 اس کھنہ سے خیر کی قدر اطمینان ہوا میں ہر سونے کا بادشاہ صاحب و خواجہ کا اور انتظار کرتے ہوں
 اگر ہر سونے کا یہ دونوں صاحب آگے توفیق و نہ تو کائنات میں اس طرف کو راہی ہو رہا
 جبکہ اس طلسم کا فائدہ میں ہون اور اس طلسم کے تمام چکی کی تو پھر کوئی نگوئی صورت فتح طلسم و
 دستیابی روح کی پر وہ غیب سے پیدا ہوئی اور سب سامان غیب سے ظاہر ہوئے وہاں
 ہر ضرورت کو دیکھا اسقلینوس نے عرض کیا کہ بہت بڑا اور ہر سونے کے روز آپ ایسا ہی فرمایا کہ
 نزدیک نیکل ہی تک باوٹہ طلسم آجائے تو خوب نہیں ہو کیونکہ میرے حساب سے یہ ہی تھا کہ ہونا
 خدا جہ قرآن نے فرمایا کہ اسی سبب سے تو میں نے ہر سونے کی قید نکالی ہو فلاعدہ یہ کہ خدا جہ قرآن

قرب دو چہرے و بار بار برخواستہ کیجئے سب اپنے مقام پر لے چکے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے فرمایا کہ میں نے یہ سب دیکھا ہے اور میں نے یہ سب دیکھا ہے۔
 اور ان کے ہمراہیوں کے عقائد دین اسلام تعلیم کرنا شروع کئے اور وہی بیان کرنا ہو کہ جو کفر زشتی ہو سکتے
 اور داخل شفا خانہ کیے گئے اور خون نے بھی بہت ہی جلد سے پانی اور وہ بھی سنان مارے اب
 قریب قریب ہزار کے نو سا حریفین جو کہ بعد بیستوں کے طبع اسلام ہوئے ہیں مع وزیر کے اور
 پچیس ہزار مرد و انوار ہیں جو کہ سب کے سب خدا پرست ہوئے ہیں اب راوی صاحب جفران
 کو مع ان سب کے اور لشکر حکیم اسحاق بن عیسیٰ کے انتظار بار شاہ طلسم یعنی سیدہ اسے بلور آواز
 و غواہ ہیں مگر وہ نہ دیکھتے ہیں اور کچھ حالی بادشاہ طلسم کا تخریر کرتا ہے کہ یہ جو صاحب جفران ہے اسے اجازت
 دیکھ کر قتل بیستوں جادو و بعد برادری کو بیستوں و بعد طبع ہونے و زیر بیستوں کے ایک سمعہ اور
 وہ ایک حرمین جا کہ چھوٹا و بان جا کر اسے سونے کا کپڑا یا تو وہ خود اور ان عقاید دفعہ کار ہو گیا اسے
 کیا کیا کہ سحر کر کے کچھ خیمہ برپا کیے اور اسباب راحت اس مقام پر مہیا کیا جب سب اسباب مہیا ہو گئے
 ہر سنی سرکار کے دستک دہی کہ زمین شوق جونی ایک پتلی پڑا ہوا کہ اس کے سر پر ایک مسند و فی آئینہ
 تھا اور اسے آنے کے ساتھ ہی پہلے تو منسلک کیا اور اس کے وہ مسند و فی سلسلے رکھ دیا بار شاہ نے
 پھر دستک دہی کہ وہ بار چہرہ میں شوق ہوئی اور وہ ایسا بدیا ہوا اسے بھی سلام کیا اس کے پاس ایک
 مسند و فی تھا اسے بھی سلام کر کے وہ مسند و فی سانسے رکھ دیا اور وہ مسابقتہ کھڑا ہوا کہ بار شاہ نے
 اس قیل کی طرف و بکرا کہ جو کہ مسند و فی بکریا تھا وہ سنے بار شاہ کا دیکھنا تھا کہ اپنے دست میں سے
 ایک برنجی گھنٹی کا لکڑی پیش کی بادشاہ نے گھنٹی لیکر پیش کی کھول اس مسند و فی میں ہزاروں دانہ سونے
 ہر خانہ میں ایک بار سونہ بیٹھا ہوا تھا کہ بادشاہ نے پھر اسم مسند و فی کے ایک دانہ میں ہاتھ ڈالا ہاتھ
 کا ڈالا ہوا کہ وہ مار سیاہ نہ تھا بلکہ گھنی آئینی تھی اور سکون کا مار اس مسند و فی کو کھولا اور کھا چڑا ہوا اور
 اس میں سے کچھ اسباب سحر جو کہ مسودہ و کرا تھا وہ نکالا اٹھا اور ایک کتہہ سب جملہ اور ایک
 لوح زبرجدا اور ایک انگشتہ می اور اسی طور سے کئی اشیا نور کو گلہ میں لپیٹا انگشتہ می کو ہاتھ
 میں کتاب سانسے اسکی علاوہ اور جس شے کی ضرورت تھی وہ اس مسند و فی سے نکالی ایک
 مسند و فی اسی مسند و فی سے نکالا اسپر کچھ پتھر جیشہ پڑھ کر دم کیا کہ خود بخود ایک چاک پیدا
 ہوئی اور ایک ستر اتر ہوا اس مسند و فی کا کپڑا اگل گیا اور اس مسند و فی سے لیا رہ بتایا

[illegible]

انہی کیان الگ آوارہ ہوئی کسب کرنے لگیں کی لڑائی الگ بیہوشان الگ کیونکہ بعد میرے حذر ان سب کو
 نکال دیا اور ایک کو بھی ہمارا نہ رکھنا تو فہم دار الگ انہی پریشان کرینگے خواجہ کو یہ کہتے ہوئے چلے جاتے
 تھے مگر کچھ خواب نہ ملتا تھا یہاں تک کہ خواجہ بھی بیہوش ہو گئے اب جو خواجہ کی آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک
 باغ بہشت آئین بین پایا ایک بارہ دری کے اندر آنکھ تو کھولی تو دیکھا کہ ایک بارہ دری کیسی متعل
 زرد و سبز کی تھی کہ اسپرنگ ہا نہیں کام کرتی جو تمام فرش فروش و شیشہ آلات وغیرہ سے آراستہ و سراستہ ہی
 سرخ و قرینہ سے اپنے منہ پر رکھی ہوئی ہر وسط بارہ دری میں ایک مسددا راستہ ہوا سپر ایک نازنین
 مہ جبین ہر نگین اینداز و کرشمہ جہوہ آرا تو اسے تو اسی میں مصائب میں جان رہیں اب اسے نشاط و جہوہ
 میں مسافری حجام و صراحی لپٹے ہوئے حاضر ہو رہا تھا کی عو شہو چلی آتی ہر کہ جس سے دماغ جان معطر
 و معنیہ ہوا تھا تو جب ہوا کے جھونکے آتے ہیں دماغ جان کو سا کر چاہتے ہیں جس میں روح ناز و نہ ہو ایک
 جاتے ہیں یہ جو عالم ہوا چہلے آنکھ کھول کر دیکھا تو آٹھ بن کر لی یہ خیالی ہوا کہ خواب دیکھ رہے ہو
 پھر خیال ہوا کہ شاید مر گئے ہو یہ باغ بہشت ہر کیونکہ نعم خدا پرست تھے خداوند کریم نے اسے معاف
 فرمایا تم کو مرنے کے بعد بہشت عنایت فرمایا اور یہ حور جو مسند پر جلوہ گر ہو یہ خیال کر کے ہاتھ
 پاؤں کو حرکت دی کہ کر مر گیا ہونگا تو ہاتھ پاؤں بے حس و حرکت ہوئے انہیں حرکت پائی فوراً
 خیال ہوا کہ عالم خواب میں دیکھ رہے ہو تو خواجہ تو یہ خیال کر رہے تھے ادھر اس مسند نشین کے
 حکم سے لگائے والے نے گانا گایا اور یہ غزل گائی غزل ایک گل تو چہرہ آہ سے داغ جگر لگا
 غمہ امیرا جھونکا تر نسیم سحری کا
 آئے نہ نظر خواب میں بھی صورت غنچا
 جب دیکھیے عالم نظر آہا جو پری کا
 مشتاق میں او ترک کوئی ورا دھر بھی
 انداز نیا جو تری بیداد گری کا
 عالم کو گمان ہے کہ سمندر کی ہیں موجیں
 سب فیض یہ کاشفہ و عطائے پیر
 اور اسے بدل میں کہہ دو تو تم مرتے ہو نہ سوتے ہو عالم ظاہری میں کسی کے بات نہ آتے ہو وہ چہ

عاجز ہمدردان و ہم خیالی بشر کا
 مضمون نہ ملایا اس کی نازک کہ یہ گنا
 اللہ دکھا اسے رخ روشن کی تجلی
 شہرا پر جہا نہیں تری بیداد گری کا
 اس شمع نے رکھا جو سینہ پھر
 یہ پاش پڑھا ہر مری مری گان کی تریکا
 خواجہ کے جو کان میں یہ صدا گانے کی پہنچی اب ہوشیار ہوئے

کیا ہندھیے مضمون تری نازک کہ یہ گنا
 اللہ کی قدرت کا نمونہ ہر ترا حسن
 مشتاق زرا نہ ہر تری جلوہ گری کا
 منہ پھیر لیا دیکھ کے عاشق کہ نہ نرم
 بچا ہوا نہ بیا ہر مری مری گان کی تریکا
 جو نظم ہر وہ حضرت یوسف کی ہدایت
 خواجہ کے جو کان میں یہ صدا گانے کی پہنچی اب ہوشیار ہوئے

یہ تو کت سب دین دیکھتے ہیں یا وراق سامری دین یا جو سے پتہ کیا پتلی بنا کر اس سے دریا بننا کر کے ہیں
یہ مکانا سب سے زانو کو دیکھ کر ہزار گزرتی ہزار سے کوئی حال پوشیدہ نہیں رہتا جو چنانچہ جب
اسنے غور سے زانو کی طرف دیکھا اس پر ہوا کہ طلسم کشا نے آکر کوہ سب سے ستون کو ہر باد کیا
سے ستون چادو کو قتل کیا باد سے سابقہ تو رہا ہو گیا طلسم کشا کے عیار خواجہ عمر و نے عیاں کر کے
رہا گیا باد شاہ سالین کو اسنے تیرہ لاکھ دیا اس نے پتہ سے طلسم کشا نے بے ستون کو قتل کیا اور سب
ساحروں کو مار کر بھگا دیا آخر کو فریر سے بے ستون نے پریشان ہو کر مع کل ہزار ہیوں کے طلسم کشا
کی اطاعت کی لاکھ لاکھ سب سے ستون اور کل ساحروں نے ہو کہ اپنے وقت کے سامری و پوشیدہ
قے طلسم کشا پر عمر کیا مگر طلسم کشا پر ہر سال کل بہ سبب اسم اعظم اثر نہ کیا نہ کسی ساحر کا سحر اثر
کو سکا طلسم کشا پر سحر کرتا بیکار ہو یہ جو حال اس پر ظاہر ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اب طلسم کشا کل
اپنے لشکر کو لیے ہوئے اور فریر سے بے ستون کو مع اسکے ہزار ہیوں کے جو کہ قریب تیس ہزار ساحروں
کے ہیں اور دس ہزار غیر ساحر ہیں طرف بارہا کے جاتا ہوا سکا عیار یعنی خواجہ عمر و کا بے پرواہ
رہے ہوئے جو پہلے اسنے قتل کر کے تھا کہ پتہ کو روانہ کر کے طلسم کشا کو اغوا منکاؤں کی اسکے پاس
روح طلسم تو جو تہین جو سچ اس پر اثر نہ کرے گا یہاں منگا کے خواجہ قتل کروں خواہ اپنے پاس یہ
رکھوں خواہ باد شاہ طلسم کشا کا چاروں طرف سے میں روانہ کروں اسکو اختیار ہو جو چاہے وہ
طلسم کشا کے حق میں کرے نہ سبب یہ دلیل اس پر سحر اثر نہیں کرے ہو بہ سبب اسم اعظم کے ابھی
کل ہی کا ذکر ہو کہ اتنی ہزار ساحروں نے مل کر سحر کیا ایک کے بھی اثر نہ کیا بے ستون
اب نہ سحر کیا اور نہ کا گرتہ ہوا پس اسنے اپنے اس قتل کو موتوں کیا اور اپنی خواجہوں سے کل حال
بیان کیا کہ میرے بھائی کا قتل طلسم کشا پر میں نے قتل کیا تھا کہ اسکو پتہ روانہ کر کے اغوا
منکاؤں مگر جب حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مالک اسم اعظم جو اس پر سحر اثر نہیں کرتا
ہو اگر تیرہ سحر روانہ کرونگی تو وہ دبا کر ہیکار ہو جائے گا اسنے اسے بس میں مجبور ہون
سب کیا کروں میں ایک تدبیر ہو کہ اسکا عیار جو چر کہ جسکو خواجہ عمر و کہتے ہیں تیرہ لاکھ
شاہ عیاران عیار ہیک طارختر گذاریش ترا شغہ کا فرمان سر بربندہ ساحروں سحر
ولا بیت اول یعنی خواجہ عمر و بن امیہ ضمری تارخس نے بڑے بڑے ساحروں کو قتل کیا

غرضہ بین خواجہ کی آنکھ کھل گئی تھی یہ خیال کر کے کہ میں کر گیا ہوں پس انھوں نے اپنے ہاتھ پاؤں کو ہلکا
 کر دیا تھی جب تک ستر نہیں ہوا تھا جب انھوں نے ہاتھ پاؤں اپنے قابو میں پاسے رکھے تو ان کو
 خواب کا خیال ہوا تھا چنانچہ جب کھٹکے کی صدا ہو گئی تو اس نے اپنے ہاتھ پاؤں کو ہلکا کر دیا
 پاؤں کو حرکت دی تو بے حس حرکت پایا سر حرکت کر کے بیٹھے تھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ہوشیار ہو کر غائب
 ہو جائے کیونکہ اکثر ٹٹا گیا ہے کہ یہ غائب ہو جاتا ہے جیسے بیٹھے تھے پھر ہوشیار ہو کر نہ ہوا تھا اتنا ہر کیونکہ اس کے
 پاس چند اشیاء ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ ہوشیار ہو تو کوئی اس سے بچ نہ سکے ایک تو چساور
 بمشبی می جو کہ جو طلسم ہوش رہا ہے اس کے ہاتھ آئی ہو مثل اس کے اور کئی چیزیں ہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹھا نہ
 سننے میں مصروف نہ ہوں اور یہ اپنے ہاتھ پاؤں کو ہلکا کر کے غائب ہو جائے تو ساری حسرت و شقت
 بیکار ہو جائے یہ سوچ کر اس نے سحر کیا تھا اس سبب سے خواجہ نے جب تعذیب تھا کہ وہاں جا کر
 کچھ عیاری کروں اور ہاتھ پاؤں کو ہلکا کر کے یہ سحر ہی سبب تھا کہ اس نے یہ دل سے خیال کر لے
 سحر کر دیا تھا اور قید سحر جسم خواجہ پر قائم کی تھی چنانچہ خواجہ سحر میں دلست بین کا نہ شروع کیا
 تھا جس نے کہ اکثر کیا تھا اور سب کو محو کر دیا تھا آدم بر سر مطلب جب خواجہ خاموش ہو رہا
 اور دلست محویت کہ بونی نہ تھی خواجہ کو کھڑا کیا تھا کہ بیرون باغ جا کر تلاش کرے کہ یہ
 گائے والا کون تھا کہ جس کی مدد سے بے چین کر دے میری حالت دایہوں کے رنگ کو مٹا دیا خواجہ
 تو ادھر کئی تھی اور ہر طرف سے تھکے تھے یہ سوچ رہی تھی کہ خواجہ اس وقت میں
 پھر بزم عشرت آراستہ کروں اور گائے کا خون نہ ہم دونوں اگر خواجہ یہ آکر خبر دے گی کہ جس کی صدا
 سے ہم سب بے چین ہو گئے تھے وہ بیرون باغ موجود ہے تو میں اس کو طلب کر کے گائے کا
 اس سے حکم کروں گی اگر وہ میری نوآوری کرے گا تو نوآوری کھوونگی یہ دل سے باتیں کر رہی تھی کہ
 اس خواجہ سے آکر عرض کیا کہ ملکہ عالم میں چار و نہر باغ کے دیو آئی بلکہ دودو کوں گرد تلاش
 کیا لیکن اس گائے والے کا پتہ و نشان تک نہ پایا عقل حیران ہو سوائے اس امر کے کوئی امر
 دوسرا نہیں ہو یا تو کوئی مسافر تھا اس نے جو باغ کے اندر کی صدا سنی کہ گانا ہو رہا ہے پس اس نے
 بھی میان لگائی اور کھڑا ہو کر گائے لگا کیونکہ اس فن کے جاننے والے کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ
 گانا سننے لگتا ہے یا کوئی اوتار تھا اس کے ہمراہ فرشتگان مقرب تھے اور حوران بہشتی یہ

آپ کے سامنے حوید و جہیز کے طور سے کتنی بڑی ترہن اس بات سے کہ جسے کہیں نہ تو یہاں
موجود ہوتا مگر شہر ڈھونڈ لیا جاسے اور ملک یہ جو تیرہ جیسکو آپ خواجہ محمد و فرمائی میں ہی کار ہا تھا ہی
سب سے توین اسکے سامنے بیٹھ گئی تھی کہ جسے جواب دینے کے چل دور ہو چکا تھا نہ ہی ہر اس کو
بہت چل نکلی یہ بتاؤ کسی کو جواب کہ اب یہ تو کتنے واسطوں پر پیمانہ ہے یہی اور نہ تو سنو و سہ ماں
نہ لا بیگی اس وقت تک تیری رہائی محال ہے یہ سب توئی نے جواب دیا کہ بتاؤ دیا اور یہ نہ تو چاہی کہ جواب
ہم کو یقین نہ اسے تو کیا کیا جائے میں باز آئی اس روپیہ سے اور مانے سے اپنا روپیہ و مالہ اس
کے جائے میں کچھ نہیں لیتی وہ کیا جواب روپیہ پیسہ کے کہ میں ایسی مجبور ہو گئی میں یہ جانتی تو ابھی
ایسی بات نہ کہتی جب آپ نے دریافت کیا کہ طبیعت کیسی ہو کہد یا تھا کہ سر پھوٹنے کا تھا
بیٹھ گئی تھی درد سر بہت شدت سے تھا میں نہ جانتی تھی کہ اصلی بات کہ اس عذاب میں بہت
ہو گئی تو جھوٹ بولتی سو نہ کہتی بڑی خرابی تو یہ کہ مجھ کو سخت کو جھوٹ بولنے کا عادت نہیں ہے
بہت سے جھوٹ بولا نہیں ہے ہر چہ کہ یہ جھوٹ بولتی بڑی خرابی تو یہ کہ اوروں کو یہ سے
بول کا اعتبار نہیں ہوتا کروں تو ایسا کروں اور سکہ میں نے عرض کرتی ہوں کہ یہی قیدی ہے ہاتھ
۱۵۰ اس کی صدا تھی کہ نے کہا کہ کیوں یہ خیلا تو دیواری ہوئی ہو اور مجھ کو بھی دیوانہ بناتی ہے چچ بچا
کہ وہ گاتے والا کون ہو اور کہاں ہے تو سو سن بڑا اسکی باتیں تو سن یہ بڑی زبان و زبیر نہیں اس
مشکین بات دھڑے تاکہ یہ جھاگ نہ سے شمشاد کہ ہر تراسے کہ وہ اسکو آکر جو زبان مارے
دار چہ پیچھے اب یہ ہم سے مسخرہ بن کر لے لئی بس ترنا جادوئے کوڑا اٹھایا اور کہا کہ چچ بچا
آؤروں کے کھال گرا دو گئی یہ سب توئی نے ٹیپ کر اور بلبلا کر کہ کہ نہ سکہ عالم میں چچ عرض کرتی ہوں
اور کہا نک پھوٹ پھوٹ نکالے جو جھوٹ کہتی ہوں آپ نے کی سمجھی جھوٹ نہ ہی ونگی اگر
جان پر بھی بی ہوگی اور کہے گا کہ ملک کے کہ کی سمجھو گئی کہ تو تو دکھ توئی جان و بیوی کی سمجھو گئی
ہر ملک یہ قیدی کا رہا تھا جو سابق میں عرض کیا ہو وہی عرض ہے کہ ابھی اس کے حلال نہ عرض
کیا ہو نہ کہ وہی چاہے آپ مجھ کو قتل کر میں چاہے میری رے کے وروں کے نکال کر دیں تو کوئی
کہا اور کوئی جھوٹ نہیں کہا ہاں اگر جھوٹ کہتی تو بدلہ لیتی کوئی ورنہ نہ کہہ دیتی یہ چچ عرض کرتی
ہوں قیدی ہی کا رہا تھا ملک سے کہ کہ چچ کہتی یہ سب توئی نے کہا کہ آپ یہاں جو ہوں وہی کہ

اگر چہ موت سنگ تو میرا خون آپ کو حلال ہو بلا خوف و خطر جکو قتل فرمائیے گا میں نے اپنی جان کی شرط کی
 بس ملکہ نے کہا کہ تو اپنا دامن بیاں کر کہ کیونکر تو نے جا ز کہ یہی قیدی گار ہا تو کو یقین نہیں آتا ہو مگر تو
 اسی امر پر بعد چوری ہو اور اصرار کر رہی ہو تو بیان کرتا کہ میں جی سنوں کہ کیونکر تو نے جانا بیہوشی نے
 عرض کیا کہ اگر ملکہ میں آپ کے پاس سے اٹھ کر اسے رفع حاجت کئی تھی یہی ہوتی تھی کہ کان
 میں گانے کی صدا پہونچی چونکہ میں دیکھائی تھی کہ یہاں گانے وغیرہ کا سامان ہر میں سنا خیال کیا کہ ملکہ
 کی نائیں رہی ہیں بارہا وری میں گانا جو رہا ہو مگر خیال کر کے جو سنتی ہوں تو وہ صدا نہیں پاتی ہوں کہ
 جو ہمیشہ نہ کرتی تھی اس کے خلاف پاتی ہوں مگر خوش گلو ہر اور حلوہ میں بھی خوب ہر میں اسی جگہ سے کان
 لگا کر سنتے تھے کہ یہ کون آج کہن گار ہا ہو ایسی صدا تھی کہ دل یہ قرار ہو گیا اور وہاں سے بہت جلد فراغت
 کر کے چلی جن جین قریب پہونچی دلو وہ آواز اچھی معلوم ہونے لگی یہاں تک کہ بارہا وری میں آتی یہاں
 عجب رنک پاپا سب کو عالم سکوت میں معاًپ کے دیکھا ہر ایک شکر کو بے خود پایا انسان حیوان
 تو جان دار اور صاحب عقل اور سمجھ میں جب بے حس و حرکت بے روح شکر کو و جہد رسی تھا تو نہ ہی
 روح کی کیا حقیقت تھی یہ واقعہ دیکھ کر میں حیران ہونی کہ یہ کون گار ہا ہو کیونکہ صدا برابر چلی آتی ہو
 تانے والا نظر نہ آتا تھا میں حیران تھی کہ یہ صدا کہاں سے آرہی ہو کہ ادھر ادھر جو دیکھتی ہوں اور کات
 انکائی ہوں تو یہ معلوم ہوا کہ اسی مقام پر کوئی گار ہا ہو اب اس سمت کو جو کان لگا کر سنا تو یہ پایا کہ
 یہ بے ہوش کی طرف سے صدا آرہی ہو اب ہو پلٹ کر دیکھا تو اس قیدی کو کاتے ہوئے پایا بس
 اب نہ رہی تھی تیار رہ گئی قریب جا کر بیٹھی اور گانا سننے لگی وہ گایا کہ میں سنا کی آخر کار مجھ کو اپنی خبر
 نہ رہی ہے خود ہو کر رہ گئی پھر جکو نہیں معلوم کہ کب گانا موقوف کیا ملکہ نے یہ سنا کہا کہ وہ بھی نیا
 حاتم ہو کہ گانا بارہا وری میں میرے فرش کے برابر ہو اور ہم ایسے محو ہوں کہ یہ بھی نہ دیکھ سکیں کہ
 کون ہوا اور کہاں گانا ہو رہا ہو بیہوشی نے جواب دیا کہ اگر ملکہ یہ نہ فرمائیے میں یہاں کمر بٹرس
 تک حیران رہی کہ کون تار ہا ہو آپ لوگ تو یہاں بیٹھی ہوئی تھیں پیسے ہی صدا میں خود رفتہ ہو گئی
 ہوئی وہ سرے اسکی طرف گمان بھی تو نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ گار ہے ہیں ملکہ نے کہا تم سچ بات
 ہو خیر اس سے کوئی غرض نہیں ہو مگر تمام عجب ہو اور جاسے عجب ہو کہ ایسے محو ہوں کہ گانے والے
 ہاں سے سر پہ بیٹھا ہوا گایا کرے اور ہم کو خبر نہ ہوا اگر میں سحر کرتی تو اسی طور سے نوکر کے بھاگ جاتا

[illegible]

ہو چکا تھا ان کسان ممکن ہو کی کیوں میں نے دھوکا کھایا جس حال میں تھا اچھا تھا اپنے اطمینان سے
 رہتی تھی تاکہ یہ قوت نہ تھا کہ قید پڑے ہیں لوگ ظلم کرتے ہیں واہ میان عمر و خوب اپنی جان بچائی اور
 بچو کھینسا یا یہ سکر دے لگا ان دونوں نے ایک نہ سنی ایک نے ایک طرف سے دوسری نے دوسری
 طرف سے خواجہ کو پکڑا اور پٹھانی ہوئی لایین قریب مسند چونکہ ملکہ نے قید سحر کو قیام رکھا تھا صرف
 یہ سحر اتار لیا تھا کہ زمین نے چھوڑ دیا ہاتھ پاؤں اس طور سے بے قابو تھے ان دونوں نے لاکر قریب
 مسند فرشتہ پڑا لیا اگر ہاتھ پاؤں قابو میں بھی ہوتے تب بھی حضرت اپنے پاؤں سے نہ جاتے
 سوچ چکے تھے جب قریب مسند لاکر لٹا دیا اور سب بیٹھ چکے سوخت تر نار جاوڑے خواجہ کی طرف
 ہو چکر کہا کہ کیوں عمر و حیا رکھا حالت پر مزاج کیسا ہر کس حال میں مبتلا ہو بہت ساحر وین کو قتل کر کے
 ادھر آئے ہو یہ وہ مقام نہیں ہے کہ تم گئے اور تم نے جا کر عیاری کی اور ساحر کو قتل کیا نکلی گئے یہاں
 آکر نکل جہاں بہت دشوار ہو گو تم اپنا کام کر کے راہی تو ہوئے تھے یعنی میرے بھائی نے ستون کو
 قتل کر لیا بادشاہ سابق کو رہا کیا بڑی خرابی ہوئی تھی کہ تم مع طلسم کشا کے چلے گئے کہ مجھ کو خبر
 نہ ہوئی میں نے پنجہ سحر روانہ کر کے تم کو اٹھوایا اب مجھ کو اس طور سے قتل کر دے کہ مرخان ہوا و
 ناہ بیان دریا تیرے حال پر رحم کھائیں اور مجھ کو ترس نہ آئے تیرے کیا باب لگا لگا کر کھاؤں زمین پر
 کباب مرچ پھر کون تب میرے کچھ کو تسکین ہو جیسے تو نے ہزاروں ساحروں کو قتل کیا اور مجھ کو
 تیرے حال پر رحم نہ آیا کیسی سیسہ حین جہاں گریبان کھنکھانے سے بھوک پیاس جاتی ہو
 تاکہ تو نے قتل کیا انکی جوانی پر تو نے ترس نہ کھایا اسی طور سے میں تیرے حال پر ترس نہ کھاؤنگی
 آج کل سب کے خون کا عوض لوٹی ان سب کے روحوں کو شاد کرونگی سامری و جمشید کو کہ لکھ کے
 ہیں کہ کوئی تم و عیار کو قتل نہیں کر سکتا ہر کسی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہیں ہو سکتا انکی تحریر
 کہ قضا سیدہ دیتی ہوں تجھ کو قتل کرتی ہوں تیرے کیا باب لگاتی ہوں اپنی خواہوں و مصاحبوں کے تقسیم
 رہی کہ نور اناب کے کھنکھانے سے طلسم زعفران نار میں پاس بادشاہ طلسم شنگال کے روانہ
 ہوا تھی اور عرض کرنا بھیجی کہ سب اہل طلسم کو جمع کر کے یہ کیا باب بطور تبرک کے تقسیم فرمائیں گے
 اس شخص نے نوشتہ کیا کہ ب ہیں کہ جو قاتل ساحر وین جہاں کھلاتا تھا اور جس کے بارے میں
 امر می نہ سیدہ مرید کرے ہیں کہ اسکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہرین نے قتل کیا اور کیا باب لگا کر

یہاں بھی سب کو تقسیم کر دیا۔ پھر تقسیم فرماتے تاکہ سب کو ثواب ہو اور عیار ہم لوگ تیرے
گوشت کے کیا یوں کھا رہے تھے اب جانتے ہیں اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو دو کام کراؤ تو سامری
پرستی اختیار کر دین، سلام کو ترک کر دو میرے پاس رہو رفاقت قمرہ سے دست بردار ہو
میری اطاعت دل و جان سے کراؤ اسلام کے قتل کا بیڑا اٹھاؤ اور سحر و جادو کی کتاب کر میرے
ہجراہ رہ کر اسلام کر کے سامری کو متحدہ کر جس طور سے سامری پرستوں کو قتل کرتا تھا اسی طور
سے خدا پرستوں کو قتل کراؤ اس امر کی قسم کھا کہ اب سامری پرستوں یا دیگر مذہب کے لوگوں سے سوا
خدا پرستوں کے دشمنی نہ کرونگا اور ساحر و جادو کو قتل نہ کرونگا اگلی اطاعت کرونگا بلکہ اگر کوئی ساحر و جادو
کے قید میں ہو گا اسکو رہا کرونگا ساحر و جادو کو بھولے سے بھی قتل نہ کرونگا میری نوکری کر ہر وقت میرے
پاس رہ جو میں حکم دوں اسکو وہی لا اس حالت میں تو تیری زندگی ہوگی ورنہ میں تجکو ابھی قتل
کر دیتی جب یہ سب تقریریں کر چکی ہو جاچہ خاموش بیٹھے ہوئے سنا کہ جب اُسے اپنی تقریر کو
ختم کیا سو وقت خواجہ نے کہ اے میری بھئی میں نہ آؤں یہ آپ کیا فرما رہی ہیں میں نے کس ساحر
کو قتل کیا یا کب میں نے سامری پرستی سے انکار کیا میں اس امر سے تو واقف ہی نہیں ہوں میری
رہتی ساحر و جادو کے دم سے ہو کیونکہ یہ لوگ گائے و بکری کو بہت پسند کرتے ہیں سوا خدا پرستوں
کے اُنکے یہاں تو گائے و بکری کا چرچا کم تو باقی اور ہستدر تو میں میں سب میں اسی شغل کا چرچ
رات دن ہوتا ہے اگر میں ان لوگوں سے دشمنی کرونگا اور خدا کو ستمہ ساحر و جادو یا خیر ساحر و جادو کو
قتل کرونگا تو اپنا تن اور اپنے بال بچوں کو کیوں ناپاؤں گا، ورنہ اپنی پرورش کیونکر کروں گا، اگر ایسا
کرتا تو آج تک آپ لوگوں کے سبب سے کیوں پتا میں نہ ساحر کو قتل کروں نہ جانوں اور نہ کد
جب سے میں پیدا ہوا ہوں اسوقت سے اسوقت تک میں نے کبھی نہ تو کھل مارا نہ پھٹ
لے کوئی جانور مارا میں نے اے میرے کسی کو آج تک دے دیا نہیں دیکھا نہ کسی کا مردہ ایک کر
کبھی اتفاق سے خون دیکھ لیا تو غش کھا کر گر پڑا ہر وہ بوش نہ آیا، ایسا تو میرا دل اور قلب پر
بھلا میں کیا کسی کو قتل کروں گا جب کہ مجھ کو دیکھ کر غش ماری ہو مارتا تو بھلا کسی پر تو کیا تھا تو
یا کسی کو ذبح کرونگا میں ہر رات کی رات بی بی سے تو بولتا نہیں میں نے سنا تھا کہ مردہ جو عورت
سے پہلے پہل بولتا ہے تو کچھ نہیں نکلتا ہے اور ایک مرد کو پہلے میں نے بی بی کے پاس سلا یا جو کچھ

پہلی راست کو ہوتا ہے وہ سب اسے کیا اسے بعد سے میں اسے پاس سو یا اور لڑکے باٹے ہوئے اگر
 میں یہ سنتا ہوں کہ فلان مقام پر لوگ شکار کھینٹے کوئے ہیں تو میں نہیں جاتا ہوں میرے مان
 بابا نے اسی سبب سے تو بچو فتنوں سپہ گری کی تعلیم نہیں کرائی بلکہ دوسرے فن کی تعلیم دی
 اور مجھ کو سپہ گری سے باز رکھا جن جن سے مجھ کو شوق تھا اسکی تعلیم کرائی میرا اور جانی بڑی و سوا
 و پیدہ ن میں اوکر ہیں ہر روان لڑائیوں سے ہوئے ہیں لاکھوں زخم کھائے ہوئے ہیں ہمارا خدا کی
 پیشہ سپہ گری پر نہیں ایسا کم خستہ، نکلا کہ اس پیشہ کو ترک کیا و ایک رفیق پیشہ اختیار کیا
 اسی پیشہ میں خداوند سے اسقدر مجاہد یا کہ مع بال بچوں کے بسر ہوئی تین لکھوں کی شادی کی
 و اٹھوں کی تو کو گزشتی جمع کی کیونکہ باپ نے حفاظت کرنا نہ یا تھا میرے اس پیشہ کے اختیار کرنے
 سے اب تک مجھ سے قسم کے لوہے کے کبھی کسی ساحر یا فیہ ساحر کو قتل کیا ہوا ہے ہی لوگوں میں یہی بسر
 ہوئی ہمارا فائدات کا خدا نمان سامری پرست تھا اور جو باقی ہیں وہ سب دور میں جی ب مری پرست
 ہوتے ہیں یہ جنوں کہ قدر پرست کئے ہیں اور خدا پرستی کا یہ طریقہ ہے آپ بیکار یہ فرماتی ہیں میرا
 پیشہ یہی ہے کہ نوکری کروں اور چار پیسے پیدا کر کے اپنے بال بچوں میں صرف کروں مجھ کو اسپا کا چار چار
 فرما یہ یہ تیرا تو یہ جسم سے دور فرما یہ بن اپنے قابو میں تو ان آپ کے قدموں کو بوسہ دوں
 ایسے ہی قدر دان مجھ کو درکار تھا و لکھ میری بعد میں آپ کی تقریر نہ آئی کہ عیا کیسا اور شکار کے
 کتے میں ہر وعید کس کا نام ہے میں نہ غمرو سے آہ ہوں نہ اس امر سے میں سننے نہ نام آج تک نہا ہی
 نہیں کہ میں کس کا ہوں و غیری اس کو کہتے ہیں اور شکاری کس کا نام ہے یہ آپ فرماتی ہیں میں
 ہمارا فرعون یہ فرما یہ کہ بھلا قتل کرنا آپ پر تو اب ہے اور میرے گوشت کے کیا اب کھانا تو اب ہے
 اسکا سبب نہیں ہے فرما یہ میں نے کیا ان ایک پرمانہ نے کہا کیوں مجھ کو فقہہ دیتا ہے میں تیرے
 تقرون سے تو کی یہ ایسے کتے ہیں کہ یہ عاری اور شکاری سے وقف نہیں ہیں ہزاروں کو یہی
 قتل کیا لاکھوں کا خون نہ پر اب سوخت نہتے بنے ہیں کہ غیری کتے ہیں خود ہی تو غرو
 پر و کتہ ہے کہ میں نے عمہ کا نام نہیں نہتہ جمل ان تقرون سے کیا فی کدو نو ورسوا نفوت سے
 آج تک کسی کا خون نہیں گیا جب یہ خون دیکھتے ہیں تو ان کے خوش آج تا یہ نہیں کہتے کہ میں نے
 ساحروں کو اس طور سے قتل کیا ہے کہ اُنکے حال پر ماہیاں دریا و مرغاب ہو کہ زندہ یا اور مسکور ہم

لے آیا اور اس وقت کیسا کرب جاتا ہوا اپنی جان بچانے کے لیے ہیں سب اس کے قہر میں آتی ہیں
 میں ایسی بیسی سائرہ نہیں ہوں جو قہر میں آجوں خواجہ ہونے اور ملک میں فقرہ نہیں دیتا اور
 قہر ہوا جو ساری و جمشید کی کہ میں عیب ہوں نہ عیاری سے واقف ہوں نہ میں سے آنکھ کسی کہ
 بتل گیا نہ نہ کیا کسی جانور کو آپ جس شخص کا نام لیتی ہیں اس کے نام سے آگاہ تک نہیں ہوں
 میں سچ عرض کرتا ہوں کہ عجب آفت میں مبتلا ہوا ہوں اور ملک لاپٹ جو سناڑو کہ بری بلا ہوا ہوں
 مبتلا ہوا ہوں کہ چار پیسے میں تو لوگوں کی بسر ہو میں یہ جانتا کہ اس آفت میں مبتلا ہوں تو کبھی لاپٹ
 نہ کرتا افسوس صد افسوس یہی جان بھی گئی لڑکے و بچے بھی تباہ و برباد ہوئے اب انکو کوئی دیکھ
 دے اور ملک تو نے یہ کب بلا میرے اوپر نازل کی یہ نہاں روئے لگا سکتے کہا کہ کیوں افسوس
 لگتا ہے میں نہ مانو گی سچ تو کہتا ہوں کہ یہ پیشہ یعنی عیاری و ذلیل ہونا کیوں اختیار کیا کہ باپ نے نکال دیا
 سنا جاتا ہے کہ حمزہ جگہ بہت پتہ پتہ سے پاس لائے ہوں وہ یہ ہر جواب دیا کہ ای ملک یہ آپ کیا
 فرماتی ہیں ایسی عیاری میں کیا جانوں عیاری پس چڑیا ہوں یہ اور حمزہ کون بلوچہ ہو گیا ہے
 یہ دیتا ہے یہ ضرور سنا ہے کہ کوئی حمزہ خدا پرست ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ پکارتی اور انکی
 صورت نہ دکھائے جب کہ وہ خداوند کے دشمن ہیں تو ان کے ساتھ ساتھ رہنے کے چاہتے ہیں جو میں
 ان اور ان کے دشمن کے پاس کیوں نوکری کرتے لگا جگہ کب ضرورت ہے جب آپ لوگوں سے نہ ملے تو
 میں خداوند کے دشمنوں کے پاس جوں بکارتی کے لئے میں نہ آئی ہوں ملک آپ کے دشمن ہیں نہ ان کے
 کہ میں آپ کا ایک ادنیٰ تابع ہوں میں نہ دوئیہ سے آگاہ تک نہیں ہوں آپ نے جو فرمایا کہ
 عیاری کا پیشہ کیوں اختیار کیا جواب پاس ملے میں نے عیاری بلوچہ نہیں اختیار کیا
 بلکہ کاسے کافن حاصل کیا میں چار پیسے پیدا کرتے لگا ہوا ہوں۔ اصل یہ تھا جب پاس
 نے نکال دیا اس امر پر غور کرو کہ اس کے غور توں کے چار یا ہ کیوں یہ نہ ہوئی چار یا ہ کا
 ہم نے پہلے چار پتہ کے قہر میں یہی حاصل کرنا تھا۔ اس لئے اس نے اس کے پاس کرنا
 میں چار پتہ پر چڑھنے پر چڑھا اسکو جو حاصل نہ کیا ہوا ہے اس کی ہر جس جو سے کھسکے
 کل جائیں وہاں سے نکل آیا اور دھڑ دھڑ کر کے لگاؤ ہی کا نہ واقعہ یہ ہے ہر اور تو اس کا
 جب کسی فاقے گذرے تو پھر اسی گائے والوں میں نوکری کی ترسے ترسے ہوا اور اس کے

ملازمت کی اور اپنی خدمت میں رہا بہت کچھ پیدا کیا جب سے اسی میں نوکری کرتا چلا آتا ہوں میں
 گیا جانوں کہ خیاری کس کا نام ہو اور پیشہ خیاری کیا ہو اور عمر و عیار کیسا اور حمزہ کس کا نام ہو میں تو
 گانے و لہجوں اور ملک کسی نے آپ سے جھوٹ کہا یا ہو کہ میں عمر و عیار ہوں میں اسکی صورت
 سے آگاہ نہیں کبھی خواب میں اسکو نہیں دیکھا یہ کسی نے صرف میری دشمنی کے سبب سے
 کہا دیا کہ اسنے ہزاروں ساتروں و لاکھوں جادو گروں کو قتل کیا وہ کوئی اور ہوگا آپ کو میرے
 اوپر دھوکا ہوا ہو کسی میرے دشمن نے آپ سے کہا ہوگا اور ملک میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں
 عمر و عیار نہیں ہوں ایک ادنیٰ گویا ہوں اور برائے سامری مجاور ہا فرمایا میرے حال پر رحم
 فرمائیے میں ایک گویا ہوں عیار نہیں ہوں ملک نے کہا کہ کیوں فقرہ کرتا ہو خواجہ روستے لکے اور
 کہنے لکے کہ ملک بن سچ عرض کرتا ہوں کہ میں عمر و عیار نہیں ہوں ملک نے کہا کہ سچ کہنا یا چھاپنا
 کون ہو بد بیان کر جواب دیا کہ میں گویا ہوں ملک نے کہا کہ پھر حمزہ کے رکاب پر کیوں ہاتھ
 رکھے ہوئے تھے کے ساتھ جاتا تھا اسنے ایک آہ بھر کر اور آنکھوں سے اشک بہا کر کہا کہ ملکہ اسکو
 نہ دریافت کر رہی کر چکا ہے ان کے لالچ نے اس درجہ کو پہنچایا اور اس آفت میں مبتلا کیا اور اس
 بلا میں پھنسا یہ سب کہانی صورت جان بچنے کی نظر نہیں آتی ہو جب تک آپ کا رحم نہ ہوگا اگر میں
 یہ جانتا کہ یہ لالچ ایسا ساریک کرے گا تو کبھی لالچ نہ کرتا ملک نے کہا کہ اپنا واقعہ بیان کر کہ کیا لالچ
 کیا اور سچ سچ بتا کہ تم ہی گارہا تھا جواب دیا کہ اور ملک میں گارہا تھا جانوں ہاں آپ لوگوں کے دل
 خوش کر کے دو چہرے پیدا کر لیتا ہوں جب یہ سب گانے کہیں میرا بھی دل بھر بھرایا میں نے
 بھی کتنا شروع کیا پھر وہی تہائی ملک نے کہا کہ اچھا اپنا واقعہ بیان کر راوی بیان کرتا ہو کہ خواجہ گھر
 نے اس قسم کی باتیں کہیں کہ نار جادو کو یقین ہو گیا کہ یہ عمر و عیار نہیں ہو کوئی اور ہو اس پر کچھ نہ
 بتا بلا ضرورت نازل ہوئی ہو کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہوا ہو یہ کوئی گانے والا ہو اور اسکا واقعہ سننا
 چاہیے کہ اس پر کیا گزری سننا چاہتے معلوم ہو کہ عمر و عیار نے اسکو فقرہ دیا اس قسم کی
 باتیں جو کہ تحریر کر چیتا ہوں کہیں اور علاوہ اسکے اسنے ایسی کچھ لہجہ کی کہ اسکو رحم آ گیا اور وہ سمجھ
 گئی کہ یہ کسی بلا میں سرور مبتلا ہوا ہو یہ خیال کر کے اسنے کہا تھا کہ تو اپنا واقعہ بجا سچا بیان کر
 جب یہ نہ مانا اسنے کہا اسوقت خواجہ نے کہا کہ قربان جاؤں صدقہ جاؤں میرا نام شہر گویا ہو

اور میرے دن پھر ویسے کہ میں براحت بسر کرنے لگا یہ کمرا اور بہت خوش بود و غزل شروع کی غزل

غضب پر دست جنوں یکتا تک نہ رہا بجائے شجر سایہ دار تک نہ رہا کسی کا کسے دیا یہ تھوڑی تھی دھماکا کہ دل میں یار کے باقی غبار تک نہ رہا جنوں کے خوش میں کی ہم نے ایسی جاس کہ قبر پہ گل شمع مزار تک نہ رہا گو رہیں تھیں تو کمان فوج پر چھوٹی عیاب تھیں اسے تول کا اب اعتبار تک نہ رہا انہی پر ہو گریبان کسی کی کرتی کا کہ غم و ایک بھی سلالم فشار تک نہ رہا ہو گئے پانوں کے چھانوں سے چن تیار لی جین جیسو گڑھی بھر قرار تک نہ رہا	یاس بسم مرے بسم زار تک نہ رہا خزان میں گل کا بھی کیا ذکر خاک تک نہ رہا یہ حد پر سنگ کے اندر شہر از تک نہ رہا زمین قبر میں ہی بطن ر شکر نہ رہا کہ ایک جیب گریبان میں تار تک نہ رہا از رائی خاک صبا نہ میرے خون کے کہ تر متوں کا نشان زار تک نہ رہا نسی کے دل پہ بھلا اس طرح سے جوق ابو ہلال چرخ برین نہ تار تک نہ رہا جمل یار کے غش کیا بشکل کلیم کہ ایک ادی وحشت میں زار تک نہ رہا	خزان کی فصل میں رنگ بہار تک نہ رہا چمن میں ایک شجر سایہ دار تک نہ رہا یہ آیت شک کا احسن و نسبت فرقت جو بعد و فن کوئی غمگسار تک نہ رہا امید پیار گل دل ہلوں کو ہو کیونکر ہزار کیا کہ نشان زار تک نہ رہا ہزاروں وسوسے کیے پر تار تک نہ رہا جب تپ دل پہ بھیج اختیار تک نہ رہا جلایا سوز و رونا سے یہ بعد و فن مجھے کلام کر تار میں کیا ہو شیار تک نہ رہا اپس فتا بھی ہوئے مضمون پتیل کا
---	--	--

راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے جو غزل کافی صرف سنانے کے لیے اس طور سے گائی کہ سن کر دنگ کر دیا یہ ملکہ اور دیگر لوگوں کو یقین ہوا کہ وہ جو صدائے گائی کی اور یہی تھی بیشک اسی کی تھی معمولی سچ کہتی تھی بڑے عرصہ تک سحان بندھار ہا جب وہ حالت بر طرف ہوئی نہ مارنے کہا کہ ہاں بیان کرو پھر کیا ہوا واقعی تم خوب گاتے ہو تمھارا نام استاد سرشار ہے سرشاری کر دیتے ہو اسم ہائے جو ہم تمھارے گانے کی کیا تعریف کریں تم نے تو ہر مرتبہ بے خود کر دیا ایسے ایسے حالات ہم پر طاری ہوئی ہیں کہ جسکا مذکور نہیں ہے اب دیا کہ یہ سب آپ کی قدر دانی ہو جو نہ میں کس لائق ہوں میں کیا کانا جانوں درت مٹھ چڑھا لیتا ہوں جب بھی دل طہرایا پھد پاک لیا یا آپ لوگوں کے خوش کرنے کو کچھ پاک لب کہ خوش ہو کر آپ نے چار پیسے دیے کہ میری روٹی ہو گئی میرے بچوں کا پیٹ بھر گیا دعائیں دینے لگسا سہی طور سے بسر ہوئی ہا اب سماعت فرمائیے کہ میں غار ہا کتا اس پھاڑ پر ایک بادشاہ عالیجاہ کہ نام اسکا بے مستون جادو تھا حکومت کرتا تھا حسب اتفاق وہ برائے سیر صحرا اپنے ملک سے زیر کوہ شریف لایا تھا چونکہ آپ لوگ گانے کو

بہت پسند فرماتے ہیں گائے کی جو عداوتی تو بقیہ قرار ہو کر اس مقام پر شریعت اسے جہان میں بھیج دیا
 گارہا تھا بڑے عرصہ تک سنائے جب میں گاجکا تو بوجہ سے فرمایا کہ تم کو مان سے آگے نہ اور کیا نام
 رکھتے ہو میں نے اپنا نام بتایا اپنا سب حال کہ سنایا بہت اسوس فرمایا اور فرمایا کہ اگر تم بڑو چوچہ
 تو میری ملازمت کرو میں نے جواب دیا کہ میرا پیشہ یہی ہے اگر ملازمت نہ کروں تو ابہر اوقات کھانا کھاؤں گی
 میں تو آپ سے کچھ قدر دان کا تھا تنگ رہتا تھا بجاؤ تھے رہتے آپ یہاں روانہ ہو گیا کہ آپ نے مجھ سے
 فرمایا کہ تو میری ملازمت کر اس میں نہ ہوں اور اس کا نوازا ہے جو ہے اور میرا ہوا ہے
 زندگی آپ کی خدمت میں تمام ہو جائے انھوں نے فرمایا کہ یہاں ہی ہوں غلام رہوں گا کہ وہ ہوا
 کوہ سے لے لئے جگہ ایک مکان رہنے کو جس سے کہا میں نے اپنے لڑکوں بالوں کے اسمیں رہنے کے
 وہ توں بہت سرکار سے ہم سب کے لیے کھانا تھا ہر قسم کی خدمت ہوتی تھی طاقت بہت تھی
 کہ دوپہر اس تک میں اتنی خدمت میں حاضر رہتا تھا شام سے وہ خانہ سے کرتے ہیں کہ باہر
 اسی طور سے محبت رہتی تھی اتنی زبان است و سر شاہ کھنے پختے خوشک ہوئی و دوسو روپہ پانچ
 اور دو لون دست کا کھا تا کھ بھر کا مقرر کیا بادشاہ دست بہرہ کا کھانے سے خوش ہوئے
 اور بہت سے گویے اور کاشیں ملازم بھیج پانچ سو کی ساتھ سو کی ملا تھا تا کہ وہاں
 سننے تھے میرا ہی کا سناتے تھے یہاں تک کہ جب یہاں تیار رہتے تھے تو اس سے بہت ہی
 میرا کا پلہ خدا کا تھا اس دن بدایہ میری تو رہا نہ تھی خدا سے نہ فرمایا نہ فرمایا
 کہ جب میں اور استاد سرشار ایک مقام پر آئے تو کوئی غلام نے پاس سے گزرا کہ وہاں
 اب ہر ایک سے مجھ کو پوشیدہ کرنے کے کسی پرہیز نما ہو جائے تھے اگر کسی سے پوچھا جائے
 کہ آپ ہر ایک سے استاد سرشار کو پوشیدہ کیوں فرماتے ہیں تو جواب میں فرماتے تھے کہ میں
 اس سبب سے کسی پرہیز نہیں کرتا ہوں اور نہ استاد کا مانعین میں سے ہوں کہ ان کے پاس
 یا کوئی سے نہ کو مانگ نہ اگر نہ دیکھا تو اسکو نہ کہہ دوں خواہ وہ غلام کی زبان
 تو میری راستہ میں ترقی ایک میرا دل گھبراتا ہے دوستان سے تو یہ بھی ممکن کہ میں
 کر جاؤں مگر غریبوں سے غیر مکان پر جمع ہوا ہوں سے وہ جو دیکھ پائے گی اور ان کا تائید
 ضرور پسند کریں گی اور ضرور خواہستگار ہوں اور بہت سے انوار کردہ لونا باغ ہوں وہ کہہ رہے

تو وہی خرابی سے اس کو کسی پر ظاہر نہ کروں اور ملک میں حکم تھا کہ کوئی یہ کسی سے نہ کہے کہ
 یہاں سے علم موسیقی کے ہیں اول مجھ کو حکم تھا کہ تم گھر سے باہر بھی نہ نکلا کرو جب ہم طلب کر رہے
 اس وقت ہمارے پاس آیا کرو باقی دن رات گھر میں رہا کرو میں بموجب حکم کے رات دن گھر
 میں رہتا تھا ان جب طلب فرمایا خدمت میں چلا گیا گایا بجایا انعام و اکرام پایا اپنے مقام پر چلا
 آیا اور ملک کسی سے ملاقات نہ کی کوئی میرے حال سے آگاہ نہ کیا نہ ہوا میں رہا کرتا تھا اسکو
 کوئی دوسرے کا غرض نہ تھا اس عرصہ میں مالا مال ہو گیا ہزاروں ہلال لکھوں روپیہ کا آدمی تھا
 اور خرابی سے ملک بے ستون جاوے ہو گیا ایسا خلیق و صاحب قدر ہوا اور کاسے کا
 شوقین کوئی امیر و رئیس و بادشاہ نہ تھا جیسے ملک بے ستون تھے خیراب جو میرا مقدر پاتا ہر تو خیر
 ان کہ کوئی حمزہ بخود برائے فتح طلسم طلسم میں داخل ہوا تو اس خبر کا آنا تھا کہ بادشاہ کو تشویش پیدا ہوئی
 ایک سالہ عرصہ میں یہ خبر ہر طرف گھوم رہی تھی کہ اس فکر و تردد میں بھی میرا گانا سننے جاتے تھے مہمانک کہ تمام مقبول
 و نیکوئے شہر دست کر کے ہوا طلسم کشا کے کوہ بے ستون پر شکر کشی کی بادشاہ نے مقدمہ کیا
 شکست کھائی بھاگ کر کوہ پر آئے طلسم کشا کوہ پر آکر مقابلہ کیا طلسم کشا کے عیاں ہوئے شکست
 کھائی کہ عیاری کر کے بادشاہ سابق کو جو کہ ہمارے بادشاہ پاس حکم بادشاہ طلسم یعنی شہر کا لکھ
 ہوا۔ بدانتہی۔ ہاں ہر طلسم کشا کی شراکت کی تیغ و کوش کہ جس سے بادشاہ بے ستون و شکست
 ہوئے۔ کہ طلسم کشا کو ہوا طلسم کشا نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہم سب کو کسی ملت کا نہ رکھا ہم
 ہر دو تہہ ہر سہ ہمارے سب کی روٹی کی صورت گئی خلاصہ یہ کہ کوہ بے ستون مرنے سے
 ہمارے بادشاہ کے برباد ہوا سب مکانات خود خود گرے تمام پہاڑ دھواں ہو کر ڈھل گیا پانی ہو کر
 یہ بیابان برباد ہوا۔ مع کل لشکر کے چار شہداء و زمر مقابلہ کیا آخر کو شکست کھائی طلسم کشا کی
 شراکت کیا ہم جو کہ ملک ہرام اور پدرانہ پیش تھے انھوں نے ہمارے ہر گلی درگلی کی جھپٹ مانگ کر
 کھینچنے لگے طلسم کشا کی شراکت دکرینے سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک عالم جس
 طاعت میں رہتا تھا وہ بھی برباد ہو گیا اب جو میں نے غور کر کے دیکھا تو اسباب کو ایک دیکھتے
 شکست کے شیعہ بال بچوان کے کھڑا پایا جو سب میں ہم سب کے جسم میں تھا اس کے علاوہ ایک
 چارچہ انقسم کیا تھا کچھ شہداء کے خاندان سی خدایک خرمہہ از قسم زر تھا سب برباد ہو گیا

آتے تو اپنی بلا میرے سر پر ملے اور مجھ کو اس آفت سے بچا لیا اور میں لاریچ میں کرچھنس گیا میں
 ابھی نہ چھنتا مگر یہ سبب نہ ہونے خرچ اور یہ سبب تباہی کے پھنسے خداوند کسی کو مفلس و ناچار نہ
 فرمیں اور مجھ ایسے بیکار کو جسے بیشمار مدت سے بسر کی ہو خیر اُس نے جو یہ کہا تو میں نے کہا کہ کہاں جاؤں اور
 کیا تدبیر کروں جب میں نے یہ کہا تو اُس نے سات اشرافیان اور پندرہ روپیہ جیب سے نکال کر مجھ کو
 دیے اور کہا کہ یہ تم لو اور اپنے لڑکے یا لون کو کسی گوشہ میں بٹھا دو اور میرے پیٹے تم پہن لو اور
 اپنے پیڑے جھکودید و تاکہ میں چھن لوں اور شخص تو میری صورت سے بالکل مشابہ ہو سو فرق
 نہیں ہو یہ حالت ہو کہ اگر اُس شخص کی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے یہی خیال کرے کہ میرا فرزند پس
 تم میرے کپڑے پہن کر یہاں سے بھاگ چلے جاؤ میں تم کو بتائے دیتا ہوں اور تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں
 حمزہ یعنی طلسم کش کا عیار ہوں اور اُسکانو کر ہوں وہ میرے اوپر یہ سختی کرتے ہیں کہ میں روپیہ ماہواری
 سے تمہارا ہجرا نہیں دیتے ہیں اور رات دن خدمت لیتے ہیں اور ایک جہہ نہیں دیتے ہیں جہاں
 کہیں لشکر جاتا ہو اور فتح پاتا ہو تو اور لوگوں یعنی سواروں و پیدلوں کو حکم ہوتا ہے کہ مال غنیمت و دولت
 لوٹ لو میں لاکھ لاکھ کوشش کرتا ہوں کہ کسی تدبیر سے لوٹ میں بھی شریک ہوں اور کچھ
 پاؤں مگر حمزہ میرا چچا نہیں چھوڑتا ہے اپنے ہمراہ رکھتا ہے اگر میں نے کہا بھی کہ اگر اجازت ہو تو میں
 جتنی کچھ لوٹ مار کروں تو یہ جواب دیا کہ وہ مال غازیوں کا عیاروں کا نہیں ہے میں خانوش ہو رہا
 ہوں طوڑے اور بہت سختیاں و تکلیفیں دیتا ہے خیر اب انکا ذکر تو بیکار ہے میں یہ اشرافیان اور
 روپیہ تم کو اس عرض سے دیتا ہوں کہ حمزہ کل سرداروں کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے طرف بارگاہ
 کے جاتا ہے تم اتنی مہربانی کرو کہ میرے کپڑے پہن کر چلے جاؤ اور رکاب پر ہاتھ رکھ لو میں یہاں سے جاؤں
 ہوں وہاں خزانہ بے سنتوں جادو کا لشکر کے سوار و پیادے لوٹ رہے ہیں میں بھی جا کر لوٹوں
 تو ملے گا میں اپنے خدا کی قسم کھا کہ کتنے ہوں نصف تم کو دوں گا اور نصف خود لوٹوں گا اور یہ کہ دیتا
 ہوں کہ کل خزانہ میں اپنے تہنہ میں کر لوں گا کیونکہ میں عیار ہوں اور ملکہ اُس نے اس طور کی باتیں
 اور فریب آمیز کھاتیں کہیں اور منست و سماجت کی کہ مجھ کو اسکے حال پر رحم آگیا میں نے کہا کہ
 اچھا اُس نے کہا کہ گوا سوقت بھی مہلت نہ ملتی مگر حمزہ و زریبے سنتوں سے بات چیت میں
 مصروف ہوا میں اسکی آنکھ پچا کر بھاگا چلتے چلتے یہ مال ہاتھ آیا میں سے نصف تم کو دیا

اور نصف خود کیا یہ کہتر سے کہتر سے نکال کر رکھا تو سرت اشرفیان اور پندرہ روپیہ سے گورکھا لہن
یہی تلاش کر رہا تھا کہ کوئی انسان میں میں نہیں ملے گا تو سونہٹ ال دے کر اور نصف کا اقرار
کر کے کہ جولوٹ میں پاؤں نصف تم اور نصف خود و نوں پنی خدمت پر مقرر کروں اور خود
جا کر لوٹوں چنانچہ تم مل گئے یہ سبب ال تھا کہ رستے میں تو بہت جا رہا تھا کہ وہ کہ وہ
دیکھتے اور مجھ کو نہ پسند تو پتہ چری خرابی ہوں کہ فام چونکہ یہ بھی نہایت پریشان ہو رہا تھا یہ
سبب مناسب سے اور اسے تقدیر میں لے کر رحمت ال میں لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
تھوڑی دیر کی تکلیف کرنے سے سرت اشرفیان پندرہ روپیہ سے سبب ال میں اور پندرہ روپیہ
کرتے کہ کہ نصف ال تم کو دوسرا کر نصف نہ دے گا تو نہ دے گا سرت اشرفیان و پندرہ روپیہ
لوگانی ہیں و جب کہ اپنے خد کی قسم کی کہ یہ کہ تم کہ بہت پانچ روپے میں نصف نہ دے گا
لوگانی ہم تو دے گا پس میں میں آگے میں سے پانچ روپے چوں کہ ایک پہاڑی تھی اسکا
رے میں تھی دیا اور خود میں شخص کے کہ پتے پتے پتے پتے پتے پتے پتے پتے پتے پتے پتے
وہ پانچ روپے نہ اسنے میرا نام دیا کہ پانچ روپے پانچ روپے پانچ روپے پانچ روپے پانچ روپے
معلوم ہوا کہ وہ طلسم کشا کا غیا رت میں سے سبب اشرفیان و پندرہ روپیہ مالک واتی کو قتل کیا
نہ میں نے خود اس سے اپنا دل دل بیان کیا کہ یہ کہ وہ شخص تو ایک سمیت کو جست و خیز
کرتا ہوا چلا گیا جبکہ طلسم کشا کی شہادت کرادی تھی میں نے یہ ان آکر رہا پ پر ہا قدر کی طلسم
کشاسہ و اروں سے تلام مرت ہوا خوشی خوشی مدد ہر دے جاتا تھا چند ہی قدم چلا تھا کہ یہ ایک
میرے پاؤں زمین سے اٹھ گئے میں خود کو بند ہو گیا یہ تیرہ میں سے دیکھتے دیکھتے اور چنکی سے
نہ میں نے یہ خوش ہو گیا اب جو ہوش آیا اپنے کہان پانچ روپے میں پانچ روپے پانچ روپے پانچ روپے
دل میں کہ کہ مقدس نے جو زمین پر پانچ روپے ہیکہ ہی ہیکہ تیرہ ان معلوم ہوتی ہر گزس جری است
سے پہونچا کہ بالکل بے حس و حرکت ہو گیا پانچ روپے میں پانچ روپے میں پانچ روپے میں پانچ روپے میں
جب آپ کے یہاں کا نام شروع ہو گیا پانچ روپے میں پانچ روپے میں پانچ روپے میں پانچ روپے میں
اسکا نام شروع کیا جب یہ لوگ خاموش ہو رہے ہیں میں بھی خاموش ہو رہا ہوں کہ مگر پانچ روپے
کا نام شروع ہوا میں نے بھی نہ نام شروع کیا پانچ روپے میں پانچ روپے میں پانچ روپے میں پانچ روپے میں

میرے مقدر سے کہی کہ بی بی بیوی نے مجھ کو گائے ہوئے دیکھ لیا میرے پاس آکر سنے
 میں آپ کو خبر کیا آپ نے طلب فرمایا میرا واقعہ یہ ہے جو کہ میں نے خدمت میں عرض کیا آپ کو
 اختیار ہے یا نہیں مانجیے یا نہ مانجیے اگر رحم فرمائیے گا تو یہ سے جو روپے پرورش پائیے اگر
 یہ خیال کیے گا کہ یہ مجھ کو فائدہ دیتا ہے مگر میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے قاتل قرار دیا ہے سب مارے قاتل کے
 مرنے والے آپ کو فائدہ دیتا ہے جو مجھ کو جب شہر گزشتہ زبیرے رحمت نہ تھے تو شکایت کیا سرسایم خیمہ
 جو مزاج یا رہیں تھے وہ میں نے اپنا دل دیا کہ میں اب یہ سے قتل و غارت کا آپ کو اختیار ہے
 میں نے تو اپنے زلیست و موت آپ کے حواسے کر دی میں نے خود اپنی خوشی سے نہیں بلکہ میرے
 اور پر جبر کیا اور مجھ کو میری جو رو و بچوں سے جدا کیا گیا ہر شکر ہے خداوند سامری و جمشید کا
 جس میں ان کی خدمت میں جو ہو گا تو اسے فرواں اس امر کی شکایت کرونگا کہ میں آپ کا بندہ تھا
 اور آپ کی بندگی کرتا تھا اور آپ کا نام لیکر بسا اوقات کرتا تھا ایک آپ کی بندگی کرنے والی
 بلکہ اور آپ کی پرستار نے مجھ کو بھر سحر کر کے اٹھوا منگا یا خواجہ غمرو کے دھوکے میں میں نے
 اپنا کل حال لکھ سنایا اس پر انکو میرے حال پر رحم نہ آیا مجھ کو یہ بت خیال کر کے قتل کیا میرے
 بال بچان پر ہوتی رحم نہ آیا تو بھی تکلیف فاقہ نشی کی جاؤ قتل کرے اور وہ مارے قاتل کے
 بلکہ اسے اور بلکہ کو رحم نہ آیا جب میں یہ شکایت سامری و جمشید سے کرونگا یقین ہے
 کہ وہ آپ پر اپنا غدبہ نازل کریں جس وقت معلوم ہو کہ ای ملک میں قسم کھا کر عرض کرتا ہوں
 کہ میں غمرو عیار نہیں ہوں بلکہ ایک کو یہ ہوں آفت مارا یہ کہ مر خواجہ روئے کے ملک نے
 یہ تقریر سنے کہ اگر اسے نہ مار بکو یہ سے کہنے کا یقین تو آیا بلکہ میں تجھ پر غمرو عیار میں
 موقوف نہیں پاتی ہوں پر میں کیونکر یقین کروں کہ تو خود جو غمرو نہیں ہے بلکہ گیارہ تو مجھ کو فقرہ
 نہیں دیتا ہر صاف مدت کہتا ہے تو تیری تقریر اور انکو سنے میرے دل پر اثر کیا ہے بلکہ مجبور
 ہوں کیونکر میرے کہنے پر عمل کروں یا ان اگر چہ بنی زرتشت و زرتشتی مگر فرق کے نہ ہونے سے
 مجھ کو یقین نہیں آتا ہے اپنا تھوڑا ٹھہراؤ میں سحر سے نہ یافت کرتی ہوں اگر میرے سحر نے یہ کہہ
 کہ یہ خواجہ غمرو عیار نہیں ہے بلکہ ایک کو یا ہر دھوکے میں گرفتار ہوا یا ہر تو میں تم کو ہر دوئی
 بلکہ تم کو لو کر رکھو گی تم کو یہاں سے روانہ کر کے تمہارے بال بچوں کو بھی لے آنے کی اجازت ہے

کشتہ کی ہر ایک کشتہ بیکہ و بیکہ درختوں کو کہہ میں ساتھ ہوں میرا نام کرنا رہے ہوتے ہر کشتہ پر میرے
 سحر سے کوئی پتہ نہیں پڑتا تو تم جیسی سحر لکھ کر کے ہو اور کتے ہو کہ میرا آقا سے ستون جادو تھا
 اسے مرنے سے اور کوہ بے ستون کے تباہ ہونے سے تین بر باد ہوا ہیں اسکی بہن ہوں وہ میرا
 شاہ گدی تھی اور میرا بھائی ہوا نسوس ہر کہ اسنے مجکو طلسم کشا کے آسنے کی خبر نہیں کی ورنہ یہ بھی
 قاتلین تھے کہ مارا جا تاخیر اس کے مقتدر میں اسی طور سے مرنا تھا تھا واقعہ یہ ہر کہ میں اسنے اسکے ہاتھ
 سے ایک پھول ہوا لیا تھا اسکی نصیحت یہ تھی کہ جب وہ مرتے وہ پھول جل جانا ایسا ہی ہوا
 کہ جب طلسم کشا نے میرے بھائی کو قتل کیا ایمان اس کے ہاتھ کا بنایا ہوا پھول جل گیا مجکو معلوم ہوا
 کہ میرا بھائی مارا گیا میں نے جو سحر سے دریافت کیا تو سب واقعہ کی خبر جوئی پہلے میں نے قصد
 کیا کہ جا کر تھا بلکہ کروں اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کروں پھر خیال ہوا کہ یہاں سے جانے
 کی کیا ضرورت ہے بیکہ تکلیف کرنے کی کیا حاجت ہے چہ سحر بھیجکر طلسم کشا کو اٹھوا لو اور یہاں
 قتل کرو اب جو دریا مت کہ تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا مالک اسلم اعظم ہوا اس پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہے
 بیکہ رہا اس کے آسنے کے لیے چہ سحر کو روانہ کرنا اور اس سے جا کر مت بلکہ کوٹا اگر مقابلہ کو
 جاوگی تو سوا سے رکے لئے کے دوسری بات حاصل نہ ہوگی جب یہ ظہر ہوا تو مجبور ہو گئی
 پھر خیال آیا کہ اسکو چہ سحر لکھ کر اسے کرا لو اور قتل کرو کیونکہ وہ طلسم کشا کی جان و روح ہر دور ہی
 با ششہ و ہر مرتبہ صاحبقران ہوا اسی نے ہزاروں مقام پر طلسم کشا کی جان بچائی ہے ساتھ و لگو
 قتل کیا ہے یہاں کی اسی کے سبب سے طلسم کشا نے بے ستون کو قتل کیا اگر یہ عیاری کر کے
 بادشاہ سابق کو رہا نہ کرتا نہ وہ تیغہ لاکر بینہ طلسم کشا میرے بھائی کو قتل کرتا سا را خدا و
 اسی کا ہوا اسکو قتل کرو چہ سحر میں سے غم و غیہ رکھو اٹھو یا تھا چہ سحر سے یہ کہتا ہوں کہ
 آجی کہ عمرو عیار کو لانا یہ کہا تھا کہ اس صورت و اس شکل کا انسان اشکر جہ میں ہوا اسکا اٹھالا
 پتہ چہ چہ کیا تم کہ اٹھالو تم اسکی صورت سے کیوں بالکل مشابہ ہوا ہوا کہ اسکا میں نے
 عرض نہیں کیا کہ خود عمرو نے مجھ سے کہا کہ تم اسقدر چھو سے مشابہ ہو کہ اگر میری ماہر مرد بان
 بھی دیکھیں تو نہ پہچان سکیں یہ جان لیں کہ میرا فرزند ہوا ہر نیکہ اب معلوم ہوا کہ آپ میرے آقا و
 بولی نعمت کی ہمیشہ کلاں میں حیران تھا کہ میرے آقا کی آواز سے آواز مشابہ ہر کسی قدر

صورت میں بھی مشابہ پاتا ہوں مگر یہ سبب خوف ہے کہ میں نے یہ سبب نہ دیکھا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ میں نے
 سے تو عمر و عیاسے مشابہ ہی اسی طور سے یہ سبب مذکور ہے سبب سے کہ میں نے جہاں وہ مشابہ ہو رہا ہے
 فرماتے سے معلوم ہوا کہ آپؑ انکی مشیر ہیں سنہ ۲۱ سنہ ۲۱ کہ بات ہوتی تو عمر و عیاسے مشابہ ہو رہا ہے
 یاد رکھ کہ اگر تو مجھ کو دھوکا اس خیال سے دیتا تو کہ میں تیرے سے کہ میں نے جہاں وہ مشابہ ہو رہا ہے
 پانوں قابو میں آجائیں اور تو سوقت میں ہے وہ پر خیار ہی ہے تو تو ان کی ہر بات پر عمل تو ہی ہے
 اور میرا دھوکا کھانا محال ہے تو فرشتہ میں ہے دھوکا بھی کھایا ورنہ تیرے تیار ہی ہیں کی ہر بات سے
 ہو جائے گی تو اپنے قابو میں آکر کھانے کا بھی تو تیرا باغ سے نکلتا بہت شور ہے اس باغ کی راستہ
 بھی نہیں ہے تو اسی باغ میں سرگردان و تباہ پھر سوختا آخری جز ہو کر اور پریشان ہو کر تھک رہا ہے
 اور میرے ہاتھ آئے گا میں اسوقت تجھ کو قتل کروں اس وقت تو اگر دین اسلام ترک کرے
 سامی پرستی قبول بھی کرے گا کہ نہ بدینہ جان اسوقت پخت بہت شور ہوگا بہت کوفی
 فقرہ و مکر یہ انہ چلے گا کیونکہ میں پہلے بند و بست کرتی ہوں اگر تو عمر و عیاسے تو مت ہوتا
 تو شوق سے رہے میں تجھ کو تین سو روپیہ ماہوار دیا کروں گی تو مجھ اور میری خواہیوں کو علم ہو سکتی
 کی تعلیم دیا کر اپنے بال بچوں کو بھی جا کر لے آنا جواب دیا کہ ایسا ملک میں نہیں ہے کہ میں اس
 ہر آگاہ تک نہیں ہوں خود اس حرام دوسے کی نہ رہے میں سے کہ جس لئے ناکوس میں
 میں بند کیا ہے میری تقدیر تھی کہ آپؑ ایسی قدر دان سے سامنا ہوا اگر آپؑ کے حکم پر کوئی دیکھ
 بہت فوراً قتل کر دیا سکو بقدر دریافت کرتے ہیں کہ میں تھی عمر و عیاسے سے تو مجھ کو اس وقت کا
 بق آپ شوق سے مجھ پر ہر نسیب اور جب کہ آپؑ کہ یہ یقین ہے کہ میں یہاں سے جا نہیں سکتا ہوں
 تو پھر کاتب کا خوف ہے کہ آپؑ کو شک ہو کہ میں نے یہاں سے نہ دیکھا تھا میرا بیباک استیلا ہے
 فرماتے اس شک کو برطانت فرمائے کہ میں نے یہاں سے نہ دیکھا تھا میرا بیباک استیلا ہے
 نہیں ہے مجھ سے کہ میں نے یہاں سے نہ دیکھا تھا میرا بیباک استیلا ہے
 جو سر ہندو کا ناستا جواب دیا کہ میں نے یہاں سے نہ دیکھا تھا میرا بیباک استیلا ہے
 آپؑ کہ میں نے یہاں سے نہ دیکھا تھا میرا بیباک استیلا ہے
 شہوت پرست و اسکی خواہش میں وہ یگرار باہر نشاط سبب میں سبب خواہش

یہ اکمل درجہ ہے اور پہلے تو حق تعالیٰ پر ایک نہایت بڑے بڑے چاند سے لے کر آسمانی اجرام و قیام
 زمین سامری و جمشید کی یہی سب سے بڑی شان و شوکت تھی اور ان کے ہوتے ہوئے سامری
 بین مثل سامری و جمشید کے ہوتے ہوئے یہ سب سے بڑی شان و شوکت تھی اور ان کے ہوتے ہوئے
 سوات آسمانی تصویر میری آسمان سے پیدا ہونے والی تھی اور ان کے ہوتے ہوئے یہ سب سے بڑی
 سے یہ دعا کرتا تھا کہ مجھ کو سب سے بڑی شان و شوکت دے اور ان کے ہوتے ہوئے یہ سب سے بڑی
 مالک مناجات الہیہ ہونے سے یہی قدرت خراب کر دی جو اب میری کمزور ہونے کی میری مٹی خراب
 ہو گئی خداوند نے میری ذہنی اقدار کو بے لیاپ بنو کر بددلی تصور میں اسے کو چھوڑ دیا یہ تقدیر ہے چنانچہ
 کہ آپ کی خدمت میں پہنچا ہوا ہے کہ میں نے خدمت و توجہ میں سب سے بڑی شان و شوکت میں
 یعنی اسی طرح میں رہا یہ کمزور ہونے پر کہ وہ بوسہ دینا نہ رہتا اس سے مدد اٹھ کر سینہ سے لگا دیا اور کہا کہ
 استاد سرش رحم مجھ کو سب سے بڑی شان و شوکت دے اور ان کے ہوتے ہوئے یہ سب سے بڑی
 رکھو گی کسی قسم کی تکلیف نہ دو گی مگر میں نے جو اب دیا کہ خداوند آپ کو سب سے بڑی شان و شوکت
 رطبتیں مجھ کو اپنے سے بڑی اپنی بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی
 بھی کی کہ یہاں کبھی نہیں پہنچتا انہوں نے ان سے سزا دینے کی کہ میں تو ان کے سلطان پر جانی نہیں
 تھی وہ خود میرے پاس آئے تھے یہاں تک کہ میں نے اس سے سزا دینے سے انکار کیا اور اس سے
 یہ بھگت چلے جاتے تھے سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی
 نے مجھ کو وہاں نہیں دیا یہ سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی
 سرش سے جو اب یہ کہ سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی
 شاد دھرم شاد کو عمر دے و شاکر کہ وہ وہاں کہہ دین یہ نہ دے کہ کپڑے اور یہ وہاں کہہ دین
 کہ یہ ایک آگ کاٹنے کا شنبہ بنی تھی اور یہ وہاں کہہ دین یہ نہ دے کہ کپڑے اور یہ وہاں کہہ دین
 وہاں شاک کے کہہ دین اور سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی شان و شوکت میں سب سے بڑی
 نے سزا ملایا آپ نے یہ کہہ دین یہ کہہ دین یہ کہہ دین یہ کہہ دین یہ کہہ دین یہ کہہ دین
 ہو کس استقامت قیام پائی بہت دور سے سوئے غم کو عظیم نہیں کیا ایک سدا ایک
 بات کا نقص رہ گیا ملک نے ماہ اب اب ان سب کو اس سے کر دیکھتے تھے جو اب سب دریا

کہ کتب میں دیکھا جاوے اور سن گیا کہ غریب رہے پاس و سپہ و ائمہ فیماں چورن کی یا نقلی ہوئی ہیں
 کسی روپیہ و اشرفی و تاسی کو نہیں دست بیدار تھیں کہ تم کو دی ہو اور آید اسی ہیں چورن کی
 ہیں کہ جب ہی تم نے دھوکا کھیا اور اس کے فقرہ میں مبتلا ہوئے اور یہ تھیں کہ چورن سپہ و
 ائمہ فیماں سے ہوئے ہیں ان میں اور اسی میں بچہ فرق ہوتا ہے یا نہ ہے اسی کے
 یا نقلی ہوئے ہیں جو سیدوئی نے کہا سرشار سے ایک آہ بھر کر کہ کہ یہ کوئٹہ سے نیچر کھانہ یا
 جس شخص نے دھوکا دے کر اپنے کو بچا یا دوسرے کو چھینسا یا اور جو کہ ایسا نہ ہو گا اور مگر یہ وہ
 جملہ اسب کسی کو اصلی روپیہ سپہ دینے لگا کہ در اسے ہوئی چورن کے روپیہ اور ان میں ہی ہوئی
 سپہ و دوسرا چرکا ہوا میں ہی خوش تھا کہ غیر اس قدر زحمت تھیں کی یا نقلی یا اصل میں
 ملیں مگر یہ بھی مقدار میں نہ تھے یہ کہہ کر کہ میں یہ تھوڑا لاؤں روپیہ و ائمہ فیماں کہ سنا ہے میں اور کہ آپ
 لوگ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ اصلی ہیں یا نقلی یا چورن کہ بنے ہوئے ہیں یا رو اسکی خواہوں سے کہ
 کہ ہم پہلے ان کو یا حرمین نہ ہیں کہ پہلے ہم پانی منگاتے ہیں تم ایک شرفی اور ایک روپیہ اس
 پانی میں ڈالو اگر اسی نہ کا اسی حالت پر قائم رہے کہ چورن یہ مسری کا ہر وہ تو کھل جائے گا
 سرشار سے جواب دیا کہ اچھا پس زنا سے پانی نہ پیا کہ ان میں خواہیں پانی الائی سرشار سے
 ایک روپیہ اور ائمہ فیماں پانی میں ڈالی تھوڑی دیر کے بعد یہ پانی تھوڑا تھوڑا پانی
 رتھیں ہو گیا تھا ان دونوں کا زور و نشان ٹھیک تھا یہ جو نہ تھا نہ رہا نہ پانی اور ان کے
 کہ اس سے میں مدد اسوس تراوے گا کھایا یہ مقدار سے ہاں پوچھ دیا کہ اسب نہ رہی و نہ ہوگی
 رست سے سپہ جو کی ہوئی تھوڑا اسوس نہیں چرہ ہر وہ روپیہ اور ائمہ فیماں کہ ہر وہ سنے
 نہ رہا جو دو سپہ چھیند میں وہ فرشتہ پر کر کے ٹوٹ لیں جو چورن جو نہیں خواہے نہ رہا کی بہت
 وہ سب سے اٹھا کر اچھے اور بہت تعریف کی اور کہ کہ جیسا کہ تھے لے لو وہ سب روپیہ و
 ائمہ فیماں بتاتا چورن و مسری وغیرہ کی تو یہ سنکر ہم کو حیرت ہوئی تھی کہ یہ ائمہ فیماں تو اصل و
 چورن کی ائمہ فیماں میں فرق نہیں ہوتا ہر لوگ اسی چن کر کے اپنے میں آتا ہے مگر ان
 سرشار کی بدولت جیسا کہ تھا ویسا ہی پایا وہ تو ہی ہوئی ائمہ فیماں اور اس سے زنا سے اٹھا کر
 اپنی مسند پر رکھ کر اب اور کہا کہ ہاں استاد کا نام شروع کرو یا میں ہر چہ میں یہ جو زنا سے کہ

نام مست کا تو میں اسکو متراویقی یہ کہہ رہی تھی کہ اگر آست دسہ شاربہ لخواہ کوئی زعفران کا سبب راوی
 بدین کرتا ہرگز نہ تار جادو خواجہ کے کاشے پہ شوق ہوئی ہم بڑا سدا شوق جو بدوہ اپنی معرض کا ہو
 اپنی شوق نہیں بدی ہرگز حالت عشق میں دین مذہب کو ترک کرے اور وہ سدا شوق ہو
 کہ میں اور دست خیال کرے بلکہ دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن جانتی ہرگز نہ یہ شوق ہو
 یہ کہ یہ کاشے جائے اور میں سنے جاؤں میرے رو بہ سے یہ کسی وقت بے نہیں ورنہ کاشے جائے
 جب نہ رہے یہ کہ آست دسہ شاربہ لخواہ اور غزل کا واسو وقت آست دسہ شاربہ لخواہ نہ
 جواب دیا کہ اگر ملکہ غلام جب کہ آپ میری قدر و منزلت فرماتی ہیں اور آپ نے اپنی زبانت
 مبارک سے مجھ کو سدا شاربہ لخواہ فرمایا زعفران کا قصب ارشاد کیا تو مجھے بھی یہ بات یاد ہو
 کمال مجھ میں ہیں آپ پر ظاہر کروں اور آپ کو اسے مام کروں کیونکہ اب آپ سے زیادہ قدر
 کرتے والے کون ہیں کہ جسکو دکھاؤنگے اور قدر ہوگی جب کہ آپ مہربانی فرماتی ہیں تو میں کیوں نہ مثل
 غلامان جان شمار کے آپ کی خدمت کروں یہ جو کہما نہ رہے جواب دیا کہ اگر آست دسہ شاربہ لخواہ
 اس کاشے اور نہ بجائے کے علاوہ اور بھی کمال ہیں جو اب دیا کہ جی ہاں شاربہ سدا شاربہ لخواہ
 سے پلا تا ہوں کہ بھلا ساقی کیا پلائے گا جیسی میں ساقی گرمی کرنا ہوں اسی ساقی گرمی کوئی
 کیا کرے گا میری ساقی گرمی میں کوئی باقی نہیں رہتا ہرگز نہ رہے جواب دیا کہ کوئی طریقہ ساقی گرمی
 اس طریقہ سے علاوہ ہرگز اس میں بھی کمال ہے کہ یہ خیال میں نہیں ہوتا کہ کوئی کمال نظر نہیں
 ہوتا کہ یہ شاربہ سے شاربہ اٹھیل کر پدین لکھنی پڑی ہوتی تو ایسا چھٹی کر سکتا ہرگز نہ
 کہ بھی ارشاد ہوا مگر حضور ساقی گرمی بہت بڑا کام ہے یہ ایسے وسیع کو نہیں آتی ہرگز نہ
 محنت و مشقت نہ کی جائے اول تو شاربہ کارنگ و تاؤ دین اور دوسرے یہ دیکھنا کہ اس
 پہل محفل کو کس قسم کی شاربہ چاہیے محفل کارنگ دیکھ کر اسی قسم کی شاربہ پہل دینا
 کس کو نشہ زیادہ ہوا اور کس کو کم جسکو نشہ زیادہ ہوا اسکو اس طریقہ سے شاربہ دینا کہ
 سب کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے برابر شاربہ پی رہا ہے مگر باطن میں کم ہوا اس سبب کہ زیادہ نہ ہو
 اور چو نہ ہو جائے یا جس کو نشہ کم ہوا ہے اسکو شاربہ زیادہ اس طریقہ سے دینا کہ سب پر یہ نہ
 ملے کہ اسکو ہم سے زیادہ شاربہ دی یہ طریقہ ہیں دوسرے یہ طریقہ ہے کہ اس امر کی

[illegible]

حضرت اس کے اپنے جان چھوڑنے اور رہا ہونے کی غرض سے یہ فقرہ دیا اور تم کو دھوکا دیا اور نہ
 کیا ضرورت تھی اور اس شراب میں وہ قاتل بیوشی ملی ہوئی تھی کہ لگرا ایک قطرہ بھی حلق سے اتر
 جاتا تو دل جگر کو کباب کر دیتا زندہ رہتا یہ جو صدا آتی نہ تارہ نے یہ صدا اس کے پلٹ کر دینا خواجہ
 کے دیکھا اور خواجہ نے بھی یہ صدا سنی اور شراب کو شعلہ بننے لگے ہوئے دیکھ فوراً خیال گذرا
 کہ زراعت ہو گیا اور تم نہ رہے اب کوئی تدبیر اپنے بچنے کی کر و بس اور شراب شعلہ بن کر
 اترتی آئی یہ صدا دی اور اٹھ اٹھو نئے جلدی سے کلیم اور علی کیوں کہ سنے باٹھ پانچون قابو میں
 تھے جب تک نہ تارہ پٹے پٹے اور صدا کے گیر دے خواجہ محاسب ہوئے اور جال الیا علی رگر
 قاضی روزیو روپیہ اٹھنے بلکہ اور چپا شپا سے تقریبی مثل اگالان وغیرہ کے اور وہ پانچون
 کشتیان نذر زبیل کہ لین اور اس مقام سے جھٹ کر دوسرے مقام پر کلیم اڑتے ہوئے کھڑے
 ہوئے اور اس نے پاٹ کر آواز دی کہ اوسا ریان ملاو سے حرام زادے تو نے بڑا دھوکا دیا تھا
 اور مجا خوب اپنے جال پین پھنسا یا تھا فریب آئیز تقریر کر کے مجھ کو پہلے ہی شک تھا اسی سبب
 سے میں نے بندوبست کر لیا تھا بجا سکی خبر نہ تھی ورنہ تو اور کوئی تدبیر کرتا اس سے بھی بچاؤ
 کی خبر اب یہ سے اٹھ سے بچ کر جتا کہان پر تیرا فریب کھل گیا اب میں کسب تیرا فریب
 بیان آتی ہیں یہ اسکر فدا کے گہری اور دیکھا وہاں پر کسی کو دیا یا خالی میدان تھا جیران
 تہی نہ تھوٹے سے کہ وہاں است و نو از کیا ہوئے اسے جلدی تلاش کرو ابھی یہاں کھڑے
 ابو سبقت اتنے عزمین کیا ہوئے اسے میں خود ہی پہلے حیران تھی کہ یہ کون کو یا چو کا کہ
 یہ سب جہتی ہے سناؤن سے مجھ سے نہیں کیا اور پوشیدہ رکھا نہ تھا یہاں تو کوئی وجہ ہو کی
 پوشیدہ رکھنے کی مگر شک تھا اسی سبب سے بندوبست کر لیا تھا میرا دل گواہی دیتا تھا
 کہ یہ فتنہ اور دھوکا تیرے دور عمر و عیار پر استقامت کوئی کسی سے شاید نہیں ہوتا ہوتا ہم شک و شبہ
 کی صورت بالکل بیٹا نہیں ہوتا تو کو اس کا نطفہ ہوتا ہوتا بھائی بھائی کی ہم شکل ہوتا ہوا
 لکرا لیا ہوا کوئی مقام نہیں پر کیونکہ دونوں ایک ہی نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں ایک ہوا
 مان کی شیر سے پرورش پائے ہیں انہیں تو ایسی بات ہوتی نہیں ہر صفت دو ایک بات میں
 مشابہ ہوئے ہیں جس سے شناخت ہوتا ہے کہ یہ باپ ہے اور یہ فرزند یا یہ بھائی ہیں نہ یہ

کہ بالکل یہ صورت تھیں یہ محال ہے مگر میں نے دیکھا تھا کہ میں کیا یا رہا تھا نہ رہتا تھا اس بار میں نے
 لمبے کے پٹ کے یہ راز ظاہر ہو جائے کہ یہ کون ہوا پنا بند بست کر کے سکور یا کرد یا چن چنہ یا
 ہی ہوا کہ اسنے شراب میں بیہوشی ملا کر مجکو جام شراب دیا چونکہ میں بند بست کر چکی تھی نہ
 شعلہ بناتے تم سب کے سامنے اڑ گئی اور اسنے مجکو اس دل سے آگاہ کیا کہ اندازہ نہ کرو
 وہ یہ سان موجود ہو دیکھو کہ میں جانے نہ پاسے کو باغ سے جاں محال ہے مگر چھریاں عرش کرو
 ایسا نہ ہو کہ یہ پریشان کرے شب کو عیاری کرے ملک نے جو یہ جام دیا اب تو سب کے
 حواس جاگتے رہے ہر ایک سبھل کر اوشی راوی بیان کرتا ہے کہ اسنے فرمایا میں اب اسنے
 کسی کی ہوئی کاٹ لی اسین موبات تھا کار چوبی کسی کا پھل کتوب لسی نہ مانا اسرا یہ چوبی
 کی ایک کے آچل سے دوسرے کا آچل باندھ دیا سب کا اندازہ نہ کر سکتے تھے باندھ دیا اس
 مٹریہ کی پیشوا کاٹ لی اسی طور سے سب کی کوکت بنائی اور الٹ ہو گئے جسکی چوبی کا
 ابھی اسنے مٹریہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں یہ کیسی پیشوا رہیں کر آئی ہو کہ جسنے وہاں سے
 اسنے کہا کہ وہاں بہن کیا خوب کیا تمھاری اہمارت میں فرق ہو جو ابھی ہم ابھی تھا پیشوا کا
 بہن ہوا میں کیسے نہ دیکھیں اسنے کہا کہ دیکھ لو بالکل برعکس تھی ہو اب جو وہاں سے ہو تو اسکی
 نہ ارد بہن بست حیران ہوئی اور جلدی سے اٹھ کر اپنے مقام پر آئی دوسرے کے پہنچے اور وہ
 دوسری نے اسے سر کی طرف دیکھ کر کہا کہ اب بہن تمھاری چوبی کب ہوئی اسنے کہا کہ وہاں بہن
 کو سنو بڑا سا موبات پڑا ہوا ہر دم کو دکھائی نہیں دیتا اسنے وہاں سے تھوڑے پھوٹے
 جموٹ پیچ تم پر ظاہر ہو جائے گا اب جو اسنے ہاتھ سے دیکھ تو چوبی کو نہ دیکھا نہ پتہ چلا کہ
 یہ کیا غضب ہوا اسی طور سے ہر ایک آگاہ ہوئی وہ جو دوسرے بند تھے جو میں نے چھریاں
 تو ایک کا رو پٹہ پھٹ گیا جھٹکا جو پھوٹا اسنے پتہ نہ کر کہا کہ میں یہ دیکھ کر ہوا چھریاں نہیں معلوم
 ہوئی ہوا اور تمھارا قاعدہ ہے کہ تم ہر وقت مذاق کرتی ہو کوئی وقت نہ دانت نہ کیا کرو اسنے
 کہ بیہوا دیوانی ہوئی چہ مذاق کیسا ملک کے سر کی قسم مجکو بالکل نہیں سمجھتا نہ وہاں
 الٹ ہو میں خلاصہ یہ کہ سب خواہیں اور صہ جہیں نہ گمانہ واجد و باعین تلاش اسنے
 پتی پتی ٹھوٹا رہیں تھیں کوئی گوشہ باغ کا باقی نہ رہا کہ جہاں تلاش نہ کیا ہوا تھا وہاں

مگر چہرا سہرا بھر کر تاج ہون لہذا اگر آپ میری بانی لہذا میں اور مجھ کو اپنی خدمت میں رکھیں تو میں حاضر
 کی نوکری کو ترک کروں اور آپ کی خدمت میں تمام عمر جو کہ باقی ہو بسر کروں وہاں بھی آپ سزاوار
 نہ ملے گا مدتوں کے بعد تو آپ کی تدبیر سے یہی ہوئی ہے اب میں کہاں جاؤں گا کہ اس غرض سے
 میں نے یہ فکر میں کیا کہ آپ نے جو فرمایا تھا کہ اگر تو مجھ کو دھوکا دے گا یا مجھ سے قریب کرے گا
 تو سب میرے اوپر نظر ہو جائے گا چنانچہ جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اب میں
 آپ سے اس قدر اتر کر رہا ہوں اور اس امر کا نشانہ لکھ دیتا ہوں کہ آپ کی اطاعت سے باہر
 نہ ہوں گا آپ کی خدمت سے کسی وقت انکار نہ کروں گا آپ کا حکم بسہر چشمہ بخلاؤں گا بلکہ
 دین اسلام کو ترک کروں گا کیونکہ مجھ پر ثابت ہو گیا کہ یہ دین برحق نہیں ہے بلکہ باطل ہے
 سامری پرستی دین برحق اور نہ تہہ تیغ ہونے کی ضرورت ہے بلکہ کروڑوں پر ہم ہو کر جو اس کا دیا کہ او
 ساربان زادے تو پھر قریب مجھ کو دیتا ہے وہ وقت گذر گیا جو میں نے تجھ کو یاد دیا تھا خواہ لا
 قوتہ الا بالقتل تو بھی جو دین اسلام کو ترک کرے اگر کوئی ہزار مرتبہ تجھ کو قتل کرے اور پھر زندہ
 کرے اور یہ کہے کہ تو دین اسلام کو ترک کر تو کبھی تو ایسا نہ کرے گا ورنہ تو اسی طور سے حاضر
 کی رفت و آمد کو ترک کرے گا یہ فقرہ اب اور کسی کو دے جو کہ بالکل احمق اور نادان ہو
 میں ایسی احمق نہیں ہوں جو تیرے فقرہ میں آجاؤں بس لے بس زیادہ یہود نہ بکشتاؤں
 رہا اب تیرا ہونا محال ہے میں تجھے بدون قتل کیسے اب نہ مانوں تو بے کوئی دقیقہ میرے
 ہلاک کرنے میں باقی نہ رکھا تھا میں اپنی عقلمندی اور ہوشیاری سے بچی ورنہ تو تو کام تمام
 کر چکا تھا اب پھر فقرہ دیتا ہے یہ کسی نادان کو دھوکا دے اور اس سے یہ تقریر کر اب جلد
 یہ بتا کہ تو نے میری سیڑھی کو کیا کیا خواجہ نے کہا کہ اے مہمہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ
 میں آپ کی اطاعت کروں گا اب آپ کے پاس سے کہیں نہ جاؤں گا ایک سال کو جانہ ہوں گا
 اگر آپ کے حکم کی پابندی نہ کروں جو چور کا حال ہوتا ہے وہ میرا حال ہے مجھے کا بدلتا ہے قریب ہے
 اگر میں سو قتل ہو جاؤں معذرت کروں ایک نہ سماعت فرمائیے گا زنا کرنے کہا کہ جو کچھ
 ہو پھر اب تیرے گمنام پر بھی عمل نہ کروں گی اب تیرے فقرہ میں نہ آؤں گی اب ہرگز سرگزدہ ہو گا
 نہ کھاؤں گی بس اب بیکار تقریر نہ کر سچ بتا کہ میری سیڑھی کو کیا کیا خواجہ نے دیکھا کہ یہ

کسی طور سے رہا پر نہیں آئی پر اب رہی غیر ممکن پڑی جو مرنے والا وہ ایک شخص رہا جو اس وقت
 پر وہ عہد کیا تاکہ جب تک کہ اپنی زبان سے تین مرتبہ موت کا خواست نہ کرے تو اسے
 میری قتل نہ آئے گی وہ اس وقت الوعد پر اپنے وعدہ کو بھولا نہ ہو گا اس لیے کیا موت نہ آئی نہ ہوئی
 صورت وہ رہی کہ اس نے یہاں سے بائیں کر کے خواجہ نے رہا کی طرف پڑا کہ اس نے
 اسے آپ پر سید جوتی کہ یہاں سے رہی کہ کیا کہ سید جوتی کہ یہاں سے کھا گیا
 اب منسک و شست تھی کہ یہاں سے رہی کہ کیا کہ سید جوتی کہ یہاں سے کھا گیا
 اس وقت وہ شور و ہوا بھی ہو گئی کہ یہاں سے رہی کہ کیا کہ سید جوتی کہ یہاں سے کھا گیا
 لکھ گیا اگر میری سید جوتی کو کھا گیا تو میں کچھ بھی تو کھا گیا کہ سید جوتی کو کھا گیا
 اسے موت یہ کیا کیا تو بڑا شوخ ہوا امرت جی میں دیکھا کہ تو انسان کو کھا گیا خواجہ نے جو بد
 کہ یہ کہ یہ میں تین دن سے بھوکا تھا میں نے اس کو کھا لیا اس کا گوشت بھی میرے من میں
 ہوا نہ مارے کہ یہ اگر تو اس کو کھا گیا تو تو کھا جا میں تو کام تمام کرتا ہوں کہ اگر آواز ہی کہ
 شب وہ سو سن و سترن دیا تمہیں کہان ہو یہاں آو میں نے اسے سارے ہاں زاد سے حرام زاد
 کہ اسے کر لیا اگر ایک غضب اسے کہ یہی چاری سید جوتی کو کھا لیا یہ تھا تھا کہ سب کی سب تو میں
 جو کہ باغ میں عمر و عیار کو تلاش کر رہی تھیں یہ سنتے ہی کہ ملک نے عمر و عیار کو اسے کر لیا ایک مرتبہ
 بارہ درمی میں آئیں یہاں آکر دیکھا کہ ملک سند پر جلوہ گر ہوا اور اسے قید میں بنوا کر آجہ عمر
 عیا بیٹھ ہوا کہ ملک اس سے کہہ رہی ہیں کہ میری سید جوتی کو بتا دے وہ کہہ رہا ہے کہ میں کھا گیا ہوں
 کہان سے سید جوتی کو لاؤں میری خوراک انسان ہر میں ہزاروں آدمی کھا گیا ہوں جب تک کہ
 میں انسان کا گوشت نہیں کھا ہوں اس وقت تک میرا شکم نہیں بھر تا آج کل میں اسے کھا گیا
 کوئی انسان نہیں کھا یا تھا اگر دیکھو گا کھا لیا بس سب خواہیں و مرہ جیہی کر جمع ہو میں
 نہ تارے ان سے کہا کہ تمہارے یہ سید جوتی کو کھا گیا انھوں نے جواب دیا کہ یہ باتیں بناتا ہے
 بھلا یہ سید جوتی کو کیا کھا گیا ہو گا کہیں انسان انسان کو کھا تا ہے یہ جانوروں کا ہر ایک انسان
 جانوروں کی خوراک ہے یہ اس کو بتاتا ہے اس حرام زاد سے کو آپ نے اسے کیونکر لیا ہے تو
 حکیم اڑھ کر غائب ہو گیا تھا نہ ہر کیونکر ہوا نہ تارے کہا کہ تم سب کی سب پھر میرے کہنے سے

سوز کہ جس سے لوہین کاٹا پس اس پر ہاتھ فوراً یکے دوسرے کو قتل فرما سیکے ہیں ایسے کاٹ سے
 با آسانی جاری دیتی گئے والیہاں یہاں میں جو اسنو بندہ رکھیں اسے بندہ رکھنے میں ضرر ہوتا رہتا
 کہ انہم بیکار مجھ کو سخت کرتی ہو میں بھی نہ رہا کرونگی بدوں قتل کیا ہوئے مگر میں سیدوئی کو کہوں
 اس سے نہوں یہ ضرور اسکا فقرہ ہے کہ میں کھ گیا نسترن نے کہا کہ اگر ملکہ ایک امیر سے خیال
 میں آیا چلتی ہیں کہ ضرور میرا خیال درست ہوتا رہے گا کہ بیان کرہ نسترن نے جواب دیا کہ
 اگر ملکہ میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ جس وقت میں سیدوئی کی صورت بنکر نکلا تھا اسی وقت
 ضرور میں سیدوئی کو تلاش کریں شاید سیدوئی وہاں ہوا ہو کیونکہ آج تک کسی نے
 نے انسان کو نہیں کھیا ہر ملکہ نے کہا کہ یہ سچ کہتی ہو چلاؤ تلاش کرو بس نسترن سوسن یا سمن
 پیچھون خواہیں ان درختوں میں آئیں اور تلاش کریں لیکن تلاش کرتے کرتے ایک انبا کے قریب
 جو کہ پیچھون کا تھا پہونچیں اسکا وجود کھ اسکے اندر سے سیدوئی نکلی کہ بالکل ہر منہ تھی نسترن
 نے سوسن سے کہا کہ کیوں میری رائے نے غلطی نہ کی سیدوئی نکلی یا نہیں بلکہ انہیں تھا کہ
 کھانیا ہر جلا یہ بھی کہیں ہوا کہ آدمی آدمی کو کھا جائے سوسن نے کہا کہ ہن سو وقت تو
 تم نے بڑی عقلمندی کی آخر سیدوئی کو آٹھا کر ایک کمرے میں سب کی سب لائیں اسکو کہتے
 پہنچائے اب پانی وغیرہ پھر کمر ہوشیار کیا اسکو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک کمرے میں پاتا
 کہ نسترن سوسن یا سمن کو اپنے گرد دیکھا کہ ان میں کہیں کہ تم لوگ کیوں میرے گرد ہوسے ان
 سے کہا پچھ تم کو پیچھتی ہے کہ تم پہر کب گذرتے تھے ہر مقام پر شک پیچھون کے انبا رہیں ہر منہ
 ہوش پڑی ہو میں میں ملکہ تھا کہ سب روبرو ہی ہیں سیدوئی نے کہا کہ کس سے جاہل ہوش
 کیا اور بر منہ میں تو عمر و یا تو تلاش کرتی ہوئی اس طرف لگی تھی وہاں مجھ کو شیا ب
 ہمیشہ کرتے تھے پھر تب بخیر نہ ہوئی کہ میں ہوا اب جو ہوش آیا اپنے کو یہاں پایا کہ یہ امر
 نہ رہا تھا کہ کسی نے میرے منہ پر پتھر لگا رکھا تھا کہ جسے پتھر ہی میں اسنے آپ سے جاہل رہی
 نسترن نے کہا کہ اگر سیدوئی برا غصہ ہے ہوا تھا کہ وہاں عمر و غیا رموجود تھا اسنے کہہ دیا
 لی اور ہر منہ کر کے تھا رہی صورت بنے اور غصہ کے کپڑے پہن کر ملکہ کے پاس پہنچا
 امیر نازکی دے کر ہوش لیا چونکہ ملکہ بن بندہ بہت کچھ نہیں ادھر کمرے کے قریب

اور عمر کے کسی بھی شے کی تلاش کرنے لگا۔ عمر کو گرفتار کر لیا اور ملک کو ہوشیار کر دیا بلکہ سب ہوشیار ہو کر عمر کو
 کو پکڑ لیا۔ پھر اس نے اپنی اس عمر و ملک کے پاس تیار ہو کر ملک کے جو عمر کو عمر و سب پوچھا اُس نے کہا کہ میں
 اٹھا گیا بلکہ کو پکڑا اور وہ ملک کے سب کو پکڑا۔ اکیسویں عمر کو باغ میں تلاش کر رہے تھے
 ملک کے پکا راہم سب کی سب ملک کے پاس آئیں تو خواجہ کو اس پر پابا عمر و سب پکڑ لیا اور دینا چاہا
 تھا ملک سے کہا تھا کہ آپ مجھ پر ہا کر دین میں آپ کی اطاعت کروں گا ملک کے قبول نہ لیا بس ملک
 نے سب جان ہم سے لیا میں نے ملک سے عرض کیا کہ میرے خیال میں آتا ہے کہ ہوا سیہوئی کو
 اکیسویں درختوں میں جا کر تلاش کریں جہاں سے یہاں پکڑا سیہوئی بن کے ملک نے کہا کہ جا کر تلاش
 کرو اب جو تلاش کیا تم کو بیہوش پکڑا ہوا یا یہاں اٹھا کر لائے پکڑے پھانے ہوشیار کیا چلو ملک
 کے پاس ملک کو پکڑا اور وہ ہر سیہوئی کے کہ کہ برا غضب ہوا تھا فسوس اس موٹی کاٹے
 نے مجھ پر ہنہ دیکھ لیا مجھ کو تو شرم آتی ہے اُس کے سامنے جانے ہوئے نستر نے جواب دیا
 کہ شرم کس امر کی جو تھا سب سے پاس بڑا اس کی مان کے بھی پاس ہو بس اگر اُس نے دیکھ لیا تو کیا
 نقصان تھا کون مرد ایسا ہے جو عورت کے اعضا اور حالت سے آگاہ نہیں ہو یا عورت
 مرد کے اعضا اور حالت سے واقف نہیں ہو صرف یہ آنکھ کا لحاظ ہو ورنہ عورت مرد کے سامنے
 خواہ پہنے ہوئے ہو مگر ہنہ ہر اسی طور سے مرد اگر کپڑے پہنے ہو عورت کے روبرو ہنہ ہر
 بس ہنہ دیکھا تو کیا ہوا سیہوئی نے کہا کہ خیر چلو بس سیہوئی کو اپنے ہمراہ لے کر نستر
 سو سن دیا سمجھ رہا ہے دریں میں آئیں بہانہ زنا رخو اجہ عمر و سے کہہ رہی تھی اور عمر و سب
 بتا دے کہ سیہوئی کو کیا کیا تھا خواجہ عمر و یہ فرار ہے ہیں کہ میں طحا گیا ہوں ہر کار نستر و
 سو سن تلاش کرنے لگی ہیں وہ میرے پیٹ میں ہر زبان کمان دل میں کہہ رہے تھے کہ اگر
 اس انبار میں تلاش کیا تو مل گئی ہیں جو تھا ہونا زنا کہہ رہی ہے کہ اور عمر و بپیری رہائی
 عمر و سب ہر خواہ تو سیہوئی کو بتا خواہ نہ بتا اگر سیہوئی مل جائے گی تو بھی میں مجھ کو قتل
 کرونگی کیونکہ تو نے بڑے بڑے ظلم و ستم کیے ہیں سامری پر سنتوں پر تو نے رحم نہیں کھایا
 انکے مر سارے کر قتل کیا ہر عمر و جواب دیتے ہیں اور زنا رتیری کی بول ہو تو مجھ کو قتل
 کر کے ہر با خدا ہم کو چاہئے کیونکہ اب ہم کہتے ہیں ہو گیا ہے کہ یہ چھوڑے کی نہیں رہائی خیر

گلے سے لگا یا زنا رسیوتی سے محبت زیادہ کرتی ہے اور زیادہ تر انشت کی یہ وجہ ہے کہ سیدوتی
 بھی جوان اور ناکتخا ہے اور زنا سے اس سے دوسرا معاملہ ہے جو کہ باہم عورتوں خورتوں میں ہو رہی
 زنا کرنے اسی سبب سے سیدوتی کو لگا کر رکھا ہوا اسکی شادی تک نہیں کی ہو کہ شادی کر دینی
 یہ شوہر کے گھر چلی جائے گی مجاہد کیلئے ہوگی دوسرے اسکو دوسرے امر کی لذت ہوگی پھر
 یہ میرے کام کیون آئے لگی ہو وہ ہے جو زنا کرنے اسکی شادی نہیں کی اور اس سے الفت زیادہ ہے
 جب سیدوتی آئی اور گلے لگا چکی اس سے سب حال دریافت کیا اسنے سب دل کہا اور مستحق
 نے کل حال سننے کا کہن ادھر خواجہ نے ہزاروں گالین دین یہ برہم تو بیٹھی ہوئی تھی حکم دیا
 کہ تہہ گوئیے لاؤ اور بخین لاؤ اور نمک مرچ و روغن کا کواور لیمون میں اس حرام زادے سے زبان زائے
 کے کباب لگا کر رکھاؤنگی اور تم سب کو بھی کھلاؤنگی یہ جو حکم دیا فوراً شب و دن سترن سننے لاکر
 گوشت انبار کر دیے اور نمک مرچ و لیمون و روغن و بخین لاکر رکھ دین کو لون پر آگ والدی
 اور دھکا دے زنا کرنے ایک سیخ میں کپڑا لپیٹا اسکو کھنی میں رکھا اور ایک میں کپڑا لپیٹ کر
 نمک مرچ میں رکھ لیمون کاٹ کر ڈالا خواجہ خاموش کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ جیسے جیسے
 خدا سے دعا کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو جی حامی و مددگار ہو تو بڑا ہے نہ سنا پتہ والا
 بہن نے تو ببولے سے بھی بڑی شکر کا نام نہیں لیا یہ کہ کیا مسلمان ہونی اور نہ کہہ سکتے دی ہیں
 کر رہے ہیں ادھر اس لکھتے ایک اسپتہ کا بال و بال جان کر لیا اس پر چہ اسے خود
 کر کے پالا ہے آسمان چھینکا کہ بکریا ایک زبیر آہنی بند آسمان سے لٹی زنا کرنے اشرار کیا
 وہ زنجیر خواجہ کی کمر میں پٹ لٹی اور خواجہ کو لٹکا لیا زمین سے زنجیر بند رہ گئی زنا کرنے
 لیا تھا زمین نے خواجہ کو چھوڑ دیا تھا جب خواجہ لٹک لئے مثل طائر بے بال و پر کے
 سو وقت زنا کرنے خواصوں کو حکم دیا کہ تمام کومے دے دیئے اسے کچھ کھسا دوتا کہ اسکو
 گرمی پہونچے اور تیر و کمان لے کر بھیج دیا میں نے لکھاؤنگی تم سب بھی تیر لکھاؤنگی
 تیر کا زخم اسکے جسم پر پہونچے گا میں نمک مرچ چھڑاؤنگی اور کھنی اسی طور سے اسکو بیان کرونگی
 جب یہ بیان ہو جائے گا تو اسکی بوٹیاں کا ر دے گاٹ کاٹ کر کھاؤنگی سب نے کہا
 کہ بہت خوب راوی بیان کہتا ہے کہ ان سب نے یہ موجب کہنے زنا کرنے وہ دن ہوئے

ایک پتلی پیدا ہوئی جس کے ہاتھ میں ایک پتلی سی پکار رہی تھی اس پکار رہی کو اس آگ پر پکار رہی
 کا پتلا تھا کہ وہ آگ بالکل سرد ہو گئی نہ ابھی اس میں گرمی باقی نہ رہی اور وہ آگ سرد کی اور خواجہ
 کو آگ کے سرد ہونے سے راحت ملی وہ پتلی تو آگ کو سرد کر کے غائب ہو گئی یہ واقعہ کسی نے
 نہیں دیکھا کیونکہ سب خواجہ کی طرف نشاۃ بازی میں مشغول تھے سب کی نگاہ بلند تھی
 زمین کی طرف کسی کی نگاہ نہ تھی جو یہ واقعہ دیکھیں کہ آگ سرد ہو گئی اور جب بادشاہ طاہر آگ
 کو سرد کر چکا سو وقت منوجہ جو طرف رخسار کے اور تخت کو اڑا کر سٹے آیا اور خواجہ کو اپنی پشت
 کی طرف کر لیا اور پکارا کہ اواکھا نہ نار یہ کون سی حرکت ہو خیر وارو ہو شیار ہو جا میں تیری جان کا
 ملک الموت پہونچا خواجہ کی ملک کر کے کو جس طور سے تیرے بھائی بے ستون کو قتل کیا
 ہوا سی طور سے بنا کوئی قتل کر دے گا اس کے پاس بھی پہونچا دوں گا دوزخ میں تو نے بہت ظلم
 و ستم کیا ہے اب میرے ہاتھ سے جانی کمان ہوا دی ہو ان کرنا ہو کہ اس وقت تک تو رخسار کی
 خواہوں کو نہ تھی کہ جب تک میرا سے بلند آواز قریب خواجہ آئے تھے ہاں جب میرا سے
 بلند آواز نہ تھا خواجہ کہہ پیاں کر کہ تھا کہ سلام و علیک اور خواجہ سلامت میں آپ کا
 غم و جان باز آ پہونچا نہ رہا نہ ہو جیے گے اور خواجہ سے اور ملک بھی سے بلند آواز
 سے آواز نہ ہوئی تھی یہ آواز نہ ہو سکتی تھی اس کے کان میں جو یہ صدا پہونچی اس نے خواہوں سے
 کہا تھا کہ یہ کون غم و غیہ ہے؟ میں کر رہا ہوں اور دیکھنا تو سب نے ایک مرتبہ خواجہ کی طرف
 دیکھ کر نشانہ تاک رہیں زمین پر اس طور سے ہر ایک نشہ تاک رہی تھی کہ کسی کی نگاہ
 بلند نہ تھی سب کی نگاہ خواجہ کے جسم اسفل پر تھی یہ بھی نہ تارے کہ تھا کہ میرے اس کے
 جسم اعلیٰ کو نہ زخمی کرنا اگر اس کو زخمی کر دے گا اور کوئی تیرے پر پڑے گا اور گلا کو ٹوڑ کر پار کر دے گا تو
 یہ ہلاک ہو جائے گا تاکہ یہ قتل سے محفوظ رہے گا اس کو جہان تک ممکن ہو پڑا پڑا کر قتل کرو
 اس سبب سے سب کی نگاہ تھی تو وہی طرف گم رہا نہ تھی اب جو یہ نہ تارے کہ سب نے
 دیکھا اب نظر پڑا ایک تاجدار تخت پر سوار غم و غیار سے کلام کر رہا ہوا نہ تارے بھی دیکھ خواہوں کے
 سے کہا کہ تم نے غم و غیار کا مٹائی آ پہونچا کر جیسا کہ ان پر میں تو اس کے خون کی پیلا سی ہوں
 اس کی تلاش میں بھی غم و غیار کو قتل کر کے اس کے قتل کرنے کی فکر میں ضرور جاتی اسی نے میرے

جہاں بے ستون جادو قتل کیا ہر نہ یہ شیخہ رکرو بتا نہ وہ قتل ہوتا خوب ہوا یہ بیان، لگیا بکھارین
 ہاتھ سے رکھو و پہلے میں اس سے کچھ لون بھر خواجہ کو قتل کروان کیونکہ بہت کم یہ قتل نہ ہوئے گا
 خواجہ کا قتل ہونا محال ہے خواجہوں نے کہا کہ اسی مکہ یہ سکون ہے کیا یہ ہی طلسم کشا ہے مگر تو سنہنتے
 کہ طلسم کشا ساحر زمین ہے یہ تو ساحر ہی زتا رہے کما تھے نہیں یہی ہے اس کے کھنڈن یہ بادشاہ طالع ہوا ہے
 بلند آواز پر جب کو میرے بھائی بے ستون نے شکال بادشاہ طلسم کے حکم سے اپنے پاس قید کیا
 تھا مگر عمر و عیا نے بے ستون کو دھوکا کر دیا یہ وہ بڑبڑ پتہ تھی یعنی عمر و عیا نے
 آیا ہوا تھا تھی بکر سامری و حبشیہ نے میری مراد پوری کی ترنا رخا و طے سے کہ یہ تو
 کہ رہی تھی کہ یہ طلسم کشا نہیں ہے طلسم کشا کہ تو اس سال کی فوج بھجولے بولی نہ وہ سامر ہر جو یا آسکا
 یہ اسکی قضا اسکو لائی ہو وہ لون کو قتل کر دنگی سکی تھ بڑا مہم نوری کی کہ بادشاہ طلسم سے
 سامنے آکر پکارا یہ وہ تقریر کی جو کہ تحریر کیا ہوا ہے کہ اس نے دربارت خود رنگارنگ ہوا
 پر تیر نہ نا در نہ خطا پائی پہلے چھر سے مقابلہ کرے، درمچا قتل کرے پھر خواجہ سے دست بردار کرے
 ابوشیار ہو جاگن ہاتھ سے رکھنے زتا رہے جو بادشاہ کو سامنے پایا، یہ تھری تھی فوج کے
 ہاتھ سے رکھ دی اور کہا کہ کیوں قضا آئی بریں وہ ہوا تھا کہ بہت بڑے طاقتور کے دست پر آنا
 اسیر کر لیا تھا اور تو میرا کچھ نہ کر سکا تھا اب یہ بنا ہے اسے اسے میرے ہاتھ سے
 چلا آو اپنی خطا کو معاف کر امین تیری خطا بخش دے دلی بھائی، نہ کہ تو میں نہ لڑی
 خبردار ہو جا تو میرا کچھ نہ کر سکے گا کیوں پنی جونی کو تباہ کیا آج بھائی، یہ تھری تھی
 بادشاہ نے جواب دیا کہ اولکاتہ وہ زمانہ، درتھا اور یہ زمانہ، درتھا اسوقت ہے جب
 مجھ سے بھر گئے تھے اور بھوکا دے رہے تھے اور رکھو کا اور نہ سے بھاوا اسیر کر لیا تھا
 وہ جوشال بادشاہ بنا ہوا تھا وہ میرا کیا نہ سکتا تھا پہلو دھوکے دے، کئی تمام سے بہت
 طلسمی میرے قبضہ سے نکال لیے اس کے بعد مجھ کو نہ سے بھاوا اسے اس وقت میں
 میرے ملازموں کے تو نے اور تیرے جہاں، دیشا وال وہ زمانہ میں اسے بھاوا نہ
 اگر میں ابوشیار ہوتا تو میرا اسیر ہونا محال تھا تمام طاقتور وہ کہ دیتے دربارت
 ہو جائیگاے میں سامنے موجود ہوں اگر اپنی نہ لگی ہو تھی بڑا دانا بھکا رہے اسے

میں تیری خطا معاف کروں اور طلسم کشا کی شرارت کر رہی صورت تیری زندگی کی ہو ورنہ
 بچنا محال ہے جب سے میں نے خواجہ کو اس حال سے دیکھا ہے میری آنکھوں میں خون آتا ہوا ہے
 پس اب جو کچھ تجھ کو کرنا ہو وہ کر چکو تا اب نہیں ہو زنا کرنے جواب دیا کہ میں ہوشیار ہوں بہتر ہے
 کبھی نہ ہوگا کہ میں طلسم کشا کی اطاعت کروں یا تیری میں تجھ سے کوئی پایہ کمی کا نہیں رکھتی ہوں
 تجھ ایسے پرستہ بہت سے شاگرد ہیں بان بہ تیرا مرتبہ کبھی تھا کہ تو بادشاہ طلسم تھا سوخت میں
 ہم سب کو تیری اطاعت و فرمانبرداری لازم تھی جبکہ تو ملحد و مرتد و ملج ہو گیا تو اب ہم کیونکر
 تیری اطاعت کریں انہو چکا و جاتا تک ممکن ہوگا قتل کریں گے یہ کہہ کر خواصوں سے کہا کہ ہوشیار
 ہو مبادا بڑے زبردست سے سامنا ہو بادشاہ نے کہا کہ گو میرے آقا و مالک طلسم کشا کا
 یہ حکم ہے کہ پہلے حریف پر سبقت نہ کرنا اسکا حربہ رد کر کے اسپر حربہ کرنا مگر میں اس وقت اس کے
 حکم کے خلاف اس سبب سے کرنا ہوں کہ میرے محسن و جان بخش یعنی خواجہ عمر و تیری تیرا میں
 مبتلا ہیں اور زہر تکلیف میں ہیں مجھ کو انکی تکلیف گوارا نہیں ہے اگر میں تیرے حربہ کا انتظار کروں گا
 تو عرصہ ہوگا انکو اور تکلیف ہوگی زنا کرنے کہا کہ تو شوق سے حربہ کریں خبردار ہوں تیرے حربہ کی
 مشتاق ہوں نیز ایسے بہت سے چھو کرے میں نے مانگ کے بچے سے نکال دیئے ہیں یہ جو کلمہ کہا بادشاہ
 کو غصہ آیا اور یہ کہا کہ خبردار ہو جا میں نے تجھ ایسی فاحشہ ہزاروں جو تیوں سے قتل کی ہیں
 اور ناک و جوئی کا شکر نکال دیا ہے پس اپنی زبان بند کر کہہ کر اور ایک مرتبہ تخت پر چڑھ کر دستکری
 اور کہا کہ کوئی حاضر ہے یا سب درگئے یہ کہنا تھا کہ ایک سننا تھا ہوا حاضر حاضر کی صدا آئی زنا
 و اسکی خواصوں و خواجہ نے دیکھا کہ ایک پتلا سریر ایک کشتی رکھے ہوئے ہوا ہوا آئے
 آئے ہی سلام کیا خواجہ بہت اب سب تکلیف و اذیت قبول گئے نہ تشریف دیکھنے لگے جیسے
 اس پہلے نے سلام کیا اور کشتی سامنے پیش کی بادشاہ نے اشارہ کیا آئے تو یہ پوئش کو اٹھایا
 سب نے دیکھا کہ آسمین یک تریخ و ایک تاریخ تھا اور چند اشیا سم کے تھیں بادشاہ نے
 تریخ اٹھایا اور اس پر آئے تو یہ پوئش کشتی پر ڈال دیا بادشاہ نے اشارہ کیا وہ کشتی لیکر
 جس طور سے آتا تھا اس طور سے چلا گیا وہ تریخ لیکر بادشاہ نے اپنی زبان میں سوزن سے
 نقشہ دیا اور خون لیکر اس تریخ کو رنگا اور چپکے دیے بعد اسکے زبان میں نقشہ دیا اس خون سے

بھی ترنج کو زنگین کیا زنا ربا تو بیٹھی تھی یا کھڑی ہو گئی اور کہہ رہی ہو کہ آتش ہی ایک نازیبا لہجہ
خواصین کہ رہی ہیں کہ ملکہ آپ بھی کون تیار کیجیے وہ جواب دیتی ہے کہ ایسے جو ایوان اور طفل بہت
کے لیے کیا سحر تیار کر دین اس کے لیے جنبش اب کافی ہے اب تو ایک ستارہ جن خاکسہ سیاہ ہو جائے
انہ معلوم ہے کس بھروسہ پر مجھ سے لڑنے کو آیا ہو تم دیکھ لینا کہ وہ موت سے اشارہ کیا دے یہ
ہلاک ہو کر خاک پر گرا اسکو اپنے دل کی حسرت نکال دینا دیکھو وہ ایسا کیا کرتا ہو کہ میں
خاموش ہو رہی ہوں اور کھڑی ہوئی تاشہ دیکھنے لگیں ایک نشہ دوسری ستارہ کہہ دیتی ہے
ہر کہ بھلا یہ ملکہ سے کیا مثالہ کر سکتا ہے ملکہ ہمیں یہی چاہت ہے کہ اس بادشاہ پاک میں
ملکہ میں اور زمین زمین آسمان کا فرق ہو بادشاہ ملکہ میں ہونے کا جو بات ہے مرتبہ کہ وہ دست پر
کیونکہ بادشاہ صاحب خدہ بات طلسمی ہوتا ہے اس سبب سے اس سے کوئی رو نہیں سکتا ہے وہ
ملکہ ان ایسے ہزاروں صبح سے شام تک سحر تیار کر رہی ہو وہ بھی بات اب نہیں کرے یہ یاد آئے
ہوں انکو قضا ہی لائی ہو دوسری نے کہا کہ کوئی تو ایسا امر ہوگا کہ جو اتنی بڑی ساحرہ سے یوں
بلا خوف مقابلہ پر آمادہ ہوا ہے قیسری بولی کہ کچھ بھی نہیں ہر نہ فانی حکومت کے بھروسے پر ہو
سو وہ حکومت اب کہیں نام کو بھی نہیں ہے مگر منہ جانتے ہیں جو کچھ بولی اس تقریر سے کیا
نام نہ دیکھ لینا جو ہوگا لو آدھریکھو وہ اپنا حربہ کرنا ہے اس بحث سے کوئی بات نام نہ کی نہیں ہے
جو جو تھی نے کہا سبکی سب اس طرف متوجہ ہو گئیں اور وہ سب کے پانڈ آواز نے اس ترنج کو
خون سے زنگین کر کے اور اس پر اسم سحر دم کر کے خبردار کہ ایک بجز زنا ربا وہ پر مارا
وہ ترنج سحر قہر کرتا ہوا مثل شعلہ جو آگ کے جلا وہ اسی طور سے کار و مراد میں ہے
ہوئے کھڑی رہی جیسے ترنج قریب ہو چکا اسنے اسم سحر دم کر کے وہ کار و مراد میں ترنج
پر ماری اسکا ترنج پر پڑنا تھا کہ ایک برق چلی وہ ترنج ہی سے شوق ہوا اور ایک شعلہ پیدا ہوا
وہ شعلہ اسکی طرف چلا اسنے سحر کیا کہ وہ شعلہ بلند ہونے لگا اسنے اشارہ کیا کہ اس سحر
سیما سے بلند آواز واپس جا اپنے بادشاہ کو جسٹ ٹرو ہو گیا اسکو ہوا کے میں اسکی
طرف واپس کرتی ہوں وہ شعلہ بلند ہو کر طرف سیما سے پانی واز کے چلا بادشاہ نے
ہو دیکھا کہ شعلہ میری طرف آتا ہے پس فوراً اپنی رائ میں نشتر ایسی سے جو خون نکلا اسکا

چلو میں لیکر اس شعلہ پر را اور کہا کہ برق بنکر کنار پر گرا اور اسکو ہلاک کر یہ کہتا تھا کہ وہ شعلہ
 برق ہو گیا اور چمک کر بالائے آسمان گیا اور وہاں سے ٹپ کر جلا اور صرنا کرنے دیکھا کہ یہ سحر
 اسنے برسے غضب کا کیا ہوا سکار و درنا فوراً غیر ممکن ہو جلدی سپر سحر ٹٹھا کر سر کی پناہ کی ادھر بادشاہ
 نے اور زور دیا کہ ایک چلو خون اور اس برق پر را اور تو اسنے سپر کو پناہ کیا اور خون نے
 خون ارا بس اب جو تڑپ کر برق گرتی ہو اسنے لاکھ لاکھ اپنے کو بچایا اور زمین تن نہایا مگر کچھ نہ ہو سکا
 وہ برق صاف سپر کو قلم کر کے سر بڑائی و سر گردن کو قلم کرتی ہوئی سینہ میں آئی اور
 سینے کو مراشتی ہوئی شکم کی خبر لیتی ہوئی شرگاہ کے پھاٹک کو کشادہ کرتی ہوئی غرق زمین ہو گئی
 اسکے دو پر کالے ہوئے ایک شعلہ بلند ہوا کہ جسنے اس لکانہ کے جسم ناپاک کو جلا کر خاک کر دیا
 اسکا مرناتا اور دو پر کالے ہونا تھا کہ ایک تھلکہ عظیم برپا ہوا تاہم کی ہو گئی برت باری
 و سنگباری ہونے لگی آندھی سیاہ آٹھی بیرفل مہا لے لگے ایک تلامطم برپا ہوا بادشاہ طالعہ
 نے جلدی سے شعل سحر کو روشن کیا یہ جو ہلاک ہوئی اسکا سحر بر طرف ہوا خواجہ کے
 جسم سے تپد سحر خود بخود بر طرف ہو گئی وہ زنجیر آہنی جسمین خواجہ شکے ہوئے تھے خائب ہو گئے
 اب خواجہ طرف زمین کے پتلے کے سیکائے بلند آواز نے سحر کیا کہ ایک چبہ پیدا ہوا جسے خواجہ کو
 روکا اور اڑ کر تخت پر ڈال دیا اور وہ تاریکی بر طرف ہوئی وہ شور و فل کی صدا اور برت باری
 سنگباری بھی موقوف ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرانام من زنا ترہوت پرست جاو و بود
 نسوس مردیم و جان دادیم بطلب خود یکم بعد اس آواز آنے کے وہ سب آثار بر طرف ہوئے
 رہائی ہوئی اب خواجہ نے دیکھا کہ وہ باغ ہر نہ وہ بارہ دری ہر نہ وہ عمارت نہ وہ خواصین نہ
 وہ سامان جو کہ اسوقت تھا ایک مکان گنہہ و خام آسے گرد کچھ گھانسن لگی ہوئی ہوا و چند
 عورتیں کالی کالی عورتوں کی کھڑی ہوئی ہیں اور ایک لاشہ ایک ساحرہ کا زمین پر پڑا ہوا
 ہے سواست اسکے اوپر کوئی سامان نہ توکت و نشان نہیں ہے جو کہ قبل میں تھا یہ دیکھ کر خواجہ بہت
 حیران ہوئے بادشاہ سے پوچھا کہ وہ سب سامان کیا ہوا اور یہ لاش کسکی ہے بادشاہ نے
 کہا کہ وہ سب سامان اسکے سحر سے تھا یہ ماری گئی سب غسٹ و نابود ہو گیا جو کہ صلی سامان
 تھا وہ رہ گیا یہ لاش اسی لکاتہ کی ہے خواجہ خاموش ہو رہے بادشاہ نے ان عورتوں سے کہ اگر

خواجہ نے پڑا کر دیا اور وہاں سے باہر آئے اور قریب سیما سے بلند آواز کے آکر
 کھڑے ہوئے بادشاہ نے کہا کہ آپ نے سب مال پر قبضہ کر لیا اب تشریف لیجئے خواجہ نے کہا
 کہ سب مال پر تو قبضہ کر لیا مگر وہ جو سب کے اخیر میں کوٹھری ہو اسکو جو کھولا اس میں سے بہت کچھ
 مال نکلا ایک صندوق آئین متقل تھا اس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ این مال بادشاہ طلسم کی شکل کا لاجو
 میں نے خیال کیا کہ آئین لاکھوں روپے کا مال ہوگا اسکو جو کھولا جیسے پڑا تھا یا آئین سے
 پھٹکار کی صدا آئی اب جو میں نے دیکھا تو ایک ماریاہ کو آئین پایا جلدی سے پڑا کر دیا اور
 وہاں سے چلا آیا اور چل کر دیکھے سیما سے بلند آواز نے کہا کہ چلیے ذرا میں بھی دیکھوں وہ
 کیا مال ہے خواجہ بادشاہ کو بکرواں آئے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وہ پڑا بلند کیا دیکھا کہ واقعی
 سانپ مبیٹا ہوا ہے آئین بادشاہ کو بھی دیکھ کر پھٹکار لگائی انھوں نے بھی پڑے کو بند کر دیا اب
 یہ تیراں ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ کیونکہ دریافت ہو جیراں ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے دونوں صاحب
 کہ ایک ایک بادشاہ کی نگاہ طاق پر پڑی جو کہ اس صندوق کے اوپر دیوار میں تھا دیکھا کہ ایک
 صندوق رکھا ہوا بادشاہ نے وہ صندوق چھتا تا اسکو گھنٹی لگا کر کھولا تو نہ اسکی گھنٹی موجود تھی اسکو جو
 کھولا تو آئین سے ایک زبرجد کی تختی نکلی اور الماس کی انگشتی اور ایک پرچہ کاغذ وہ تختی اور
 انگشتی دونوں بادشاہ نے اپنے قبضہ میں کیں اس پرچہ کاغذ کو جو کھولا آئین لکھا تھا کہ اس
 شخص کو لازم ہے کہ جو زمانہ کو قتل کرے جو مال و اسباب علاوہ اس تختی زبرجد و انگشتی الماس
 اور اس صندوق کے سب خواجہ عیو کو دے دے کیونکہ یہ مال اس کے لیے ہے اور یہ لوح زبرجد
 اور انگشتی صاحبقران کو دے کہ جو کہ فاتح ہیں اس طلسم کے وہ انگشتی کو آئین لکھیں اور
 لوح کو گلے میں ان دونوں اشیا کے سبب سے آپر سحر اثر کا رہے گا اور اس صندوق میں وہ
 تیغہ رکھا ہوا ہے جس سے شکل کا لاجو و قتل ہوگا علاوہ طلسم کشا کے جو اس کے اندر رکھے گا اسکو وہ
 تیغہ ماریاہ معلوم ہوگا پھر لازم ہے کہ جو زمانہ کے قاتل کو کہ وہ یہ صندوق اسی طور سے اٹھا کر طلسم کشا
 کے پاس لیجائے اور یہ پرچہ و یہ صندوق اور یہ لوح اور انگشتی اس کے حوالے کرے علاوہ اور
 بہت سا سفینوں اس کاغذ پر تحریر ہے وہ طلسم کشا کو معلوم ہوگا زیادہ والسلام یہ تحریر کر کے
 سیما سے بلند آواز نے خواجہ سے کہا کہ بڑا کام نکالا کہ جس تلوار سے شکل کا لاجو یا جیگا وہ

تلاش میں صندوق کے اندر چھوڑا گیا سیاحانہ ہتھیار جو باگتھووار تیر و تیر میں اور یہ ٹھیکہ ہمارے
 طاسمہ کشا کے لئے امانت رکھتی ہوئی تھی یہ ہتھیار بھی جاتی، اسوقت تک یہ ہتھیار ہمارے ہتھیاروں میں سے تھا
 اچھوڑ دیا گیا کارخانہ خداداد کچھ کے ہیں نہ پہلے آپ کو بیان ہو چکا ہوگا جسکے بعد تک یہ بات نہ لکھا
 یہاں آکر خیال آیا کہ یہاں سبے ستون کی بہت سی تھی اور اسکو قتل کروانے کی تہمت بھی ہو رہی تھی
 یہاں آکر میں نے آپ کو یہاں تک کہ سبب شکیا حاصل کیوں نہ تھی نہ تھی نہ تھی
 واقعہ اگرچہ ہاتھ نہ آتا تھا کمال کا قتل ہونے کا حال تھا خواجہ نے کہا کہ ہمارے ہاتھ میں ہے لیکن
 وہ خالی از سبب نہیں ہوتی ہو سکتے ہیں وہ دونوں صاحبان اور صندوق کو بیکار کر رہے ہیں
 بادشاہ نے وہ صندوق اور صندوق پر دو نوں تخت پر رکھا ان سب مورخوں کو انکے انکے کاپلانے
 رخصت کیا خواجہ کو تخت پر بٹھایا سنا کہ وہ انت طرف صاحبان کے کہ پھر وہ عین شواہد
 سے سب سال دریافت کیا خواجہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی جو کہ تحریر
 ہو چکی ہے اسب خواجہ نے بادشاہ سے سب حال بیان کیا اور دریافت کیا بادشاہ نے حسب
 حال بیان کیا اور ہی بیان کیا ہوا کہ خواجہ و بادشاہ خوشی خوشی طرف صاحبان کے
 آئے ہیں وہاں تین دن تک صاحبان نے حکم لگا لگا کر اسے تسلیم ہوا کہ خواجہ و
 بادشاہ کا انتظار کیا آج تیسرا دن وعدہ کا ہے کہ دربار رہے ہر سب حاضر ہو جائیں گے اور
 بھی موجود ہیں کہ صاحبان نے حکم کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آج آپ کا وعدہ کام ہوا ہے
 آئے سیماسے لیند آواز آئے اب میں کل پر اسے تلاش خواجہ ضرور جانو گا کیونکہ یہ وہاں تھا
 کے میرے اور خواب و غور حرام ہی میں کہاں تک انتظار کروں یہ جو صاحبان نے کہا تھا
 نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں اگر آج وہ دونوں صاحب تشریف نہ لائیں تو کل آپ کو تیار
 ہے صاحبان نے فرمایا کہ یہ ہی تو میں بھی کہہ رہا ہوں کہ آج اور انتظار کیا ہوں کل پر اسے تلاش
 آج جانو گا، سفینوس نے کہا کہ ضرور یہ ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ اور یہ ظہور دیاں تھا کہ یکایک
 ریت چکی اور ایک چمک ہوئی کہ جس سے آنکھوں میں چمک چمک رہی تھی صاحبان نے اسے تسلیم ہوا
 کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ برق کیسی تھی اور یہ ایک کیسی ہوئی کیا آج یہ نہ ہو سکتی کہ اسات پر ایک
 ہو رہا ہے سفینوس نے عرض کیا کہ صاحبان یہ برق پانی بہنے کی علامت نہیں ہو رہا آج ہی

اندھا آثار بارش میں نہ برقی کسی ساحر کی آمد کی ہو ضرور کوئی ساحر زبردست آتا ہو صاحبقران
 نے فرمایا کہ اگر کوئی ساحر زبردست آتا ہو تو کیا خوف ہر اسقلینوس نے عرض کیا کہ کسی خوف
 کے سبب سے یہ میں نے نہیں عرض کیا کہ ساحر زبردست آتا ہو بلکہ اس غرض سے عرض کیا کہ آمد ساحر
 زبردست کی ہو کہ ابرو بارش نہیں ہو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سب نے دیکھا کہ ایک تخت بالا لٹے ہوا
 نمودار ہوا اور اسی طرف چلا آتا ہو اسقلینوس نے کہا کہ جو میں نے عرض کیا تھا یا صاحبقران
 وہ ہی اہم طور میں آیا یا نہیں آیا کہ ساحر کی آمد کی برق ہو اور یہ جو تخت آتا ہو اس پر ضرور یہ کام سے
 بلند آواز میں یہ تخت انھیں کا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ خدا بچیں کند یہ فہرہ مار
 اسطرف کو مخاطب ہوئے اور ملاحظہ فرماتے لگے یہاں تک کہ وہ تخت صحن بارگاہ میں
 آکر اترا اور وہی بیان کرنا ہو کہ جس بارگاہ میں صاحبقران جلوہ فرما ہیندہ بارگاہ حکیم اسقلینوس
 کی ہو اسکا نام بارگاہ اسقلینوس ہی ہو کہ وہ تخت صحن بارگاہ میں اترا جب زمین پر قائم ہوا
 صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ تخت پر بادشاہ سابق بیٹھا ہوا ہو اسکے برابر خواجہ عمر و بھی ہیں اور
 ایک من روق بہت بڑا تخت پر رکھا ہوا ہو اور صند و قچہ اور سب نے بھی صاحب تخت کو دیکھا
 اور بیچا نا شناخت کیا اور جاناکہ سیماست بان آواز آئے اسکے ہمراہ خواجہ عمر و بھی ہیں پس
 یہ جو صاحبقران نے دیکھا اہل دربار کو حکم فرمایا کہ استقبال کر کے لاؤ کیونکہ یہ تمہارے بادشاہ
 ہیں پس سوائے صاحبقران و حکیم اسقلینوس کے سب برائے استقبال تا بھیجی بارگاہ
 آئے سب نے بہت ادب سے سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام دیا پس سب سرداروں کے
 ہمراہ خواجہ و سیماست بلند آواز ایوان میں آئے وہ صند و قچہ و تخت پر سے
 اٹھوا کر ہمراہ لے لیا یہاں تک کہ داخل ایوان ہوئے خواجہ نے پہلے صاحبقران کو سلام کیا
 امیر نے جواب سلام دیکر خواجہ کو گلے سے لگایا خواجہ نے قد و نکو بوسہ دیا اسکے حکیم سے
 صاحب سلامت ہوئی جب خواجہ کو صاحب سلامت سے فراغت ہوئی تب سیماست بلند آواز
 کی نوبت آئی پہلے صاحبقران کو سلام کیا اور صاحبقران کے قد و نہ و سہ دیا صاحبقران
 نے گلے سے لگایا حکیم سے صاحب سلامت ہوئی ایک تخت حکیم صاحبقران بارگاہ میں
 آ رہے کیا اسوقت صاحبقران نے سیماست بلند آواز کا ہاتھ پکڑ کر بالائے تخت بٹانے کا

سب کچھ سنا یا خواجہ کی تقریر و عیاری پر سب اہل دربار بہت خوش ہوئے خواجہ نے کہا کہ اس عیاری میں میرا نقصان ہوا کہ ایک اکہ زمرہ کا ایک جوہر ہی کامیابی کر میں لگا ہوا تھا اسنے مجھ کو دیا تھا کہ اسکو اپنی سرکار میں فروخت کر دینا یہاں آ کر بیوت اسکے دیکھانے کی نہ آئی جنگ و پیکار کی بہت تھک رہی اس میں قبول کیا وہ اسی طور سے کر رہی ہیں رہا جب تک وہ پنجہ آشاکر بیچا ہوا درمیں دکان پر و نچی ہون اور مجھ کو ہوش آیا ہر تو میں نے کر میں آتے پائے بعد ان عیاریوں کے جو دیکھا تو اسکا نام و نشان تک کر میں نہ تھا وہ مہاجن تو مجھ سے لے گیا اپنا مال لے گیا روپیہ وہ جو سنا ہوا کہ سلمیٰ میں آتا ایلا گئے تھے روزی کو گھنٹہ پڑی مارتہ پر تو یہ مثل صادق آئی نفع کے عوض میں نقصان ہوا وہ وہ کیا خوب صاحبقران نے فرمایا کہ یہ اگر کسی کو دیکھو کا دیکھ گیا اور فریب بعد کہ زبرد کا ہوتا اور آپ اسے کر میں رکھتے یہ غیر ممکن تھا اسکو نہ ہر روز ہر رات کے اندر رکھتے یہ فقرہ ہر بیان کو ہی ایسا نہیں ہر کہ آپ کے فقرہ میں آ کر آپ کو دے تمام مال و دولت زنا ر کی اپنے قبضے میں کی ہوگی علاوہ اسکے جو کہ گانے لے کے وقت انعام میں پایا ہوگا خواجہ نے ہوا بریا کہ وہ پڑی سخت اور بخیل تھی اسنے ایک جہ نہیں دیا بلکہ اسکی خواہشیں و غیور فیئ پر آمادہ ہو میں تو اسنے منع کیا کہ نہ رو اور نہ اسکے مکان میں نہ کیا کہ خرمرو نکلا اسکے تو سیما سے بلند آواز گواہ ہیں سو سے اس مشہور قی اور منہ و قہ کے جو کہ آپکے یہ یہ موجود ہر صاحبقران نے فرمایا کہ میں کہی نہ تھا تو لگا نہ رو رہا رو نہ رہا رو رہا ہو گا بس اسی مال میں سے قیمت اکہ کی دیکھو دیا نقصان ہو گا اگر واقعی کہ آ گیا ہو خواجہ نے ہوا بریا کہ بجا و بیوت ہونے سے کیا نفع تھا ہاں میں بیوت اسوقت ہوتا کہ یہ بجا و یہ یقین ہوتا کہ دھرم میں بیوت ہوتا اور صاحبقران نے بجا و روپیہ اکہ کی قیمت کا یہ بجا و نقصان ہوا اسکا نہ کیا صرف اس سبب سے کہ نفع سے تو گئے اندر سے اور نقصان ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ اس تقریر سے تو کچھ حاصل نہیں ہر اہل مطلب کی تقریر کرنے رو بہ مشہور قی اور منہ و قہ کو یہ مارتہ جو اس احتیاط سے لائے ہو خواجہ نے ہوا بریا کہ اسکا حال باور نام سے دریافت فرمائیے وہ بیان کرینگے تب صاحبقران سیما سے بلند آواز کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ آپ بیان فرمائیے کہ آپ کون کون تھے ایک تھے در کمان جاتے تھے جو آپ کو خواجہ ملنے انکی آپ نے تک کی اور یہ مشہور قی و منہ و قہ کیسا ہر تب سیما سے بلند آواز

نے عرض کیا کہ یا صاحبقران یہ ظالم بہ بازار غور سے نہمت ہو کر سیدھا عمارت عجایب جگہ میں
 ہو چکا وہاں کچھ اپنی راحت کا بندوبست کیے یہ بندوبست کیا کہ اپنے مال و موانع و وسعتوں کو
 اپنی مالی سے گاہ کوٹ کر رکھ کر اپنے کو زبردستی چھوڑ دیا گیا تھا سب کو اپنی
 سے گاہ کے در سے مرہا تین در سے کہ میں نہ دیکھتا تھا وہ اس اور سے کو مبالغہ اپنے کو سب
 پر اسی مختصر میں جمع ہو رہا تھا اب وہی ہونے نہایت مالی میں ہر سہلے ہوئی و غیر گری سگہ بہ تنگدستی
 اس کا تہ کا باغ ہو چکا وہ بھی یہ ہی سیریا کے متذہب میں شریک تھی اپنے جانی کی گاہوں میں ہر
 یا دل میں کہتا ہے کہ میں کو زبردستی چھوڑنا کہ جو کہ دشمن قوی ہو چکا رہے ہر جگہ سے اپنے کو
 بکٹے تھل سے لے لے لے باغ میں گیا وہاں خواجہ سلامت کو اسیر پایا اور زیادہ سہلے ہو چکا تھا
 قتل کے خواجہ کو رہا کیا اور اسکے مکان سے یہ مشدوق اور صند و چہ بچا یہ سند و قوت ہی نہ
 ہر اور یہ صند و چہ بچا ملا خطہ فرمائیے کہ اس صند و قوت پر کیا تحریر ہے یا صاحبقران نے فرمایا
 اس پر تحریر ہے کہ اے بادشاہ طاسم یعنی شنگال جاو و صاحبقران نے فرمایا اس پر یہ عبارت
 تحریر ہے اور چوکر شنگالی خواجہ و مہارے بان آواز سے عرض کیا کہ صند و قوت کو لے لے لے فرما
 کہ کیا مال ہر اس جو صاحبقران پر آمنا کر دیکھا تو ایک ماریہ کو سمیٹ بیٹھ ہوئے پایا فرمایا کہ
 اس میں تو نہ کچھ مال ہے نہ کچھ ہر ایک سانپ سیاہ رنگ کا بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس آواز سے
 عرض کیا کہ اس کو بند کر دیجیے میری طرف تو مجھے فرمائیے صاحبقران نے صند و قوت کو بند کر دیا وہ
 یہ ماسک باندا آواز سے فرمایا کہ بیان کرو کیا کتے ہوا ہے صند و قوت کو بند کر چکا ہے گشتہ میں اس
 کی کہ ہر کچھ اس ماسک آہی کہہ رہے صاحبقران کو دیکھا کہ اس کو یہ گشتہ فرمایا صاحبقران
 نے وہ گشتہ ہی بند کر کے کی انکی میں چون لی اس کے بعد یہ ماسک باندا آواز سے وہ لوگ زبردست
 صاحبقران کو دیکھا کہ اس کو ملا خطہ فرمایا ہے صاحبقران نے وہ لوگ ملا خطہ فرمایا (نہر شریقا
 کہ جب ہم کشت کے ہاتھ یہ لوگ گئے تو اس کو لازم ہو کہ ہر گز یوح طاسم نہ دیکھو ورنہ
 کے جانے اور یوح طاسم کو حاصل کر کے ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ
 یوح طاسم نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ
 ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ ہر گز نہ دیکھو ورنہ

تب و سستیاب ہوگی یہ جو صاحبقران نے دیکھا نصیم استقلالینوس سے فرمایا کہ آپ سے شناس
 لوح نے کیا خبر دی آپ کو در بند سوسن کا بہ معلوم ہو کیونکہ لوح میں تو صرف اسی قدر تحریر ہو
 کہ جب تک در بند سوسن کو نہ جایا جائے گا اسوقت تک لوح طلسم و سستیاب ہوگی یہ نہیں تحریر
 ہو کہ نماز ان طرف در بند سوسن ہو اس سمیت کو جانا چاہیے یہ جو صاحبقران نے فرمایا نصیم
 استقلالینوس نے جواب میں عرض کیا کہ یا صاحبقران بخدا سے لائزال بین در بند سوسن
 اسے حال سے آگاہ نہیں ہوں گو کہیں طلسم سے ہوں مگر در بند سوسن سے بالکل لاعلم ہوں کہ وہ
 در بند سوسن کی سلاطین ہوں وہ کہاں ہوں وہ کس مقام کا نام ہو یا ان نام تو نہ وہ جانتا تھا وہ نہ طلسم
 میں دیکھا ہے نہ لکھا ہے نہ یہ کہ کس سمیت کو ہو مجھ کو اگر معلوم ہوتا تو میں ضرور خدایت عالی میں عرض کرتا
 بلکہ ضرور بتاتا یہ جو استقلالینوس نے کہا صاحبقران نے سلاطین و دیگر سرداروں سے دریافت
 فرمایا کہ ان کے پاس کیا کتابت ہے ان کے پاس کیا کتابت ہے بلکہ ان کی آئی صاحبقران نے اس سے جو
 دریافت نہ کیا نہ اسے عرض کیا کہ یا صاحبقران یہ علامت حضور کو کام و اعمات اللہ سے آگاہ کر دیا
 وہ سب کتابت سے خدایت عالی میں گذارش کی دیکھا پہلے حضور اس پرچہ قرطاس کو مد خطہ
 فرمایا کہ یہ کیا تحریر ہے یہ لوح و انگشت کے ہر ایک خطہ صاحبقران نے وہ پرچہ اس
 سے پاس سے ہاتھ آواز سے لیکر ملاحظہ فرمایا اس میں تحریر تھا کہ اے طالع بکشا آگاہ ہو کہ یہ
 نہایت موت پرست قتل مو اور صندوق و صندوق پر یا کھڑے آئے تو لوح زبرد کو سبقت میں
 میں اور انگشت الماس کو انگشت میں اور جو اسم حاشیہ لوح پر تحریر ہو اسکو چھو کر اس صندوق
 سے کہ میں مار سیاہ ہو اس مار سیاہ کو آٹھائے و د مار سیاہ نہیں ہو بلکہ ایک تیغہ ہو کہ جس سے
 شمشیر جاو قتل ہو گا جب تک یہ تیغہ نہ ہو گا اسوقت تک اسکا قتل ہونا محال ہو جس طلسم کشا کو لازم
 ہو کہ اس تیغہ پر قیغہ کرے اور جب طلسم کو فتح کرے قلعہ طلسمی پر ہو پٹے اور شمشیر کال سے مقابلہ کی
 نوبت آئے اور سامنا ہو تو طلسم کشا اسی تلوار کو علم کرے کہ شمشیر کال سے مقابلہ کرے اور اسی تلوار
 سے اسکو قتل کرے ورنہ اس امر کا خیال رہے کہ بدوین فتح طلسم اس تلوار سے کام نہ لے اگر چہ
 شمشیر کال سے مقابلہ بھی کرے جب تک قلعہ طلسمی پر نہ لے نہواور کل طلسم فتح نہوگا ہو اسوقت
 تک نہ تلوار نہ شمشیر کو دیکھائے ورنہ خرابی ہوگی یہ فہم ہوں جو صاحبقران نے اس قرطاس پر تحریر فرمایا علامت

روشن دوران سب کاموں سے فراغت کر کے اپنے لشکر کی طرف جاؤں کیونکہ یہ ہوا کہ مجھ کو لشکر کی خبر نہیں پہونچی ہو کہ اہل لشکر کیسے ہیں اور بادشاہ اسلام کا مزاج کیسا ہو اور دیگر عزیزان تندرست و خوشحال ہیں یا دشوار طبع سے عزم کیا کہ یا صاحبقران آپ نگاہ ہوں اور ساعت نہ رہا میں نہ یہاں سے طرف مشرق کے دس دس پر ایک صحرا پر اس صحرا میں ایک تالاب ہے جس تالاب میں ہر روز روشن مرغیاں ہیں ایسی ہوتی ہیں اس تالاب سے سرحد در بند سو من شہر میں ہر اس تالاب کے اندر ایک قبر ہے ایک لشکر کی سرکار کا مہ آفتاب شعلہ بکریا و تختہ بڑا سا حزر بردست تھا اسنے اس صحرا میں آکر قیامت کیا تھا اور سکون پناہ مقام سکونت مقرر کیا تھا اسکے دامن میں یہ بوسہ گاہی تھی کہ میں سب کا خالق ہوں میں نے سب کو پیدا کیا ہے زمین و آسمان شجر و حجر جن و بنہ ملک و عرش سب میری قدرت سے پیدا ہوئے ہیں میں نے ان سب کا پیدا کرنا ہوتا ہوں بس اس حجاز کے نے اس صحرا میں آکر سحر سے ایک آسمان بنایا اور زمین کی طرح بوجھ پیدا کیا اسکی روشنی چوبیس گھنٹہ کام دیتی تھی اب اسکو یہ فکر ہوئی کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اس پائندہ سورج کی روشنی تمام عالم کو اپنے نور سے روشن کرے اور یہ جو چاند و سورج میں انکی روشنی اگر ہو جائے بس اسکی ہر تدبیر سے کیا ہوتا ہے جہذا قدرت خدا میں کوئی دخل دے سکتا ہے وہ اس فکر میں مبتلا رہا اور تدبیر نہوسکی چونکہ اسکو تنہا قریب آگئی جس ملک الموت نے اگر اسکی روح کو تپش کیا اور داخل و خارج کیا آفتاب شعلہ بکریا ایک نامور ہو کہ مسکو نامور ہو کہ آتش خوار زیاد و بویہ اسوہ عوم ہو کہ استاد سندھ و ہند میں قتلہا کی بس وہ اپنے تمام دولت و ثروت و مال و جان پہونچ کر آفتاب شعلہ بکریا کو دفن کیا اور ایک گنبد بنو کر قبر بنایا اور کیا کہ تالاب پیر ہوا انھوں دن اسکی قبر زیل کرنا شروع کیا ہر طرف کے لوگ جمع ہونے لگے برمی شہر ت ہوتی آفتاب شعلہ بکریا سا حزر بردست تھا کہ بعد ونگے بھی اسکے سحر کا خیراتی رہا کہ وہ آسمان پر چاند و سورج اسی طور سے قائم رہے و دسرا یہ اثر تا کہ جو کوئی میلہ میں آتا تھا اسکو ہر قسم کی نعمت ملتی تھی اور تدبیر کا اندر دست و دماغ پیدا ہونے لگے کہ زمین پھول ہوتے تھے ایک ایک پھول سب کو دیکھتا تھا اس پھول کو سوچتا تھا وہ بہت خوش ہوتا تھا اسنے ہر وقت ہر اور دیکھا نہ ہوتا تھا نہ دیکھتا ہی طور سے ایک زمانہ گذر گیا روز گذر گیا نہ دیکھتا نہ دیکھتا داجان کا ہوا جو کہ اس زمانہ میں بادشاہ طلسم شہ میری حکومت سے کئی سو برس پیشتر وہ حاکم طلسم تھا اسکے بعد میرے داماد نے اس حاکم طلسم ہوئے اسکے بعد میں میرا بیٹا بھی چپاس برس حکومت کی با

بموجب خواہش واداجان کی اس مقام پر مدقام کی اور یہ بھی کیا کہ ایک غبار سا بلند ہوا اور مدقام ہو گئی
 ورنہ سوسن کی سرخی نے یہ طریقہ آستان سے مفر کیا کہ اور صراحت ہوئی ایک جلسہ قائم کیا ناچ گانا
 ہونے لگا تمام رات جلسہ آراستہ ہوا بوقت صبح وہ گانے دانیان اور اہل جلسہ سب غریبان بنکر
 تارپ میں نشاوری کرتے تھے اور صاحبان طریقہ ہر کہ جو کوئی ساحر اور صریح بوقت شب گزرتا
 ہو وہ ہو جاتا کہ راستہ اور سیر میں چہ غمان پاتا ہو اور گانے کی صدا سنتا ہو اسکو بھی اشتیاق ہوتا ہو
 کہ یہ رات اس جلسہ میں بسر کریں۔ اس طرف کو روانہ ہوتا ہو جب قدر حد کی راہ طو کرتا ہو اس قدر
 مقام جلسہ دور ہو جاتا ہو مگر معلوم یہ ہوتا ہو کہ اس مقام پر جلسہ ہر بس وہ مسافر رات بھر سی ہیں
 سرگردان رہتا ہو اور صبح ہونے لگی اور وہ مسافر قریب حد در بند سوسن ہو چکا ایک طراقہ ہوا
 اور ایک برق زحکی رہا جس نے عائب ہو گیا پھر سکا پتہ نہیں ملتا ہو اسی طور سے جب کوئی دھڑکے
 جاتا ہو وہ تو اس حال سے آگاہ نہیں ہو اور صراحت غبار کے قریب ہو چکا جو کہ نسل پرہ کے حائل ہو
 اور دکھائی نہیں دیتا ہو ایک طاقہ ہوا اور اس مالاب میں سے ایک مرغابی یہ آواز دیکر بلند ہوئی
 کہ آئے تامل اس سید اور یہ کہ یہ اور ملا اجازت چلا آیا ہو اور آستانے بلند ہو کر آہ پر اپنا عکس ڈال زمین
 شوق ہوئی وہ غرق زمین ہو گیا پھر مرغابی اس مالاب میں جا کر نشاوری کرنے لگی یا صاحبان تامل سے
 یہ ہی حد در بند سوسن اور اسی پتہ سے نشان در بند سوسن ہر مرغابی یہ ہر کہ کوئی اور صاحبان نہیں سکتا
 ہر چہ جائے گا وہ سیر ہو جائے گا واہ حضور ہون خواہ کوئی دوسرا موجب تک سرخی آتش خوار
 جاووز قتل ہو گا اس وقت تک در بند سوسن کا راستہ نہ کھلے گا اسکا قتل ہونا محال ہو جب میں
 جلسہ میں کوئی جا ہو نہیں سکتا ہو تو پھر چونکہ اسکو قتل کیا جائے بڑی خیرینی تو یہ ہو آستان سے
 جب مدین سے واداجان سے سوسن جاووز و سرخی جاووز کی باہم ملاقات کرائی ہو اور سرخی
 نے یہ طریقہ در بند سوسن کی راہ بند کرنے کا ٹکالا ہو آستان سے سرخی و سوسن میں سد رہ
 کا تباہ بڑھا ہو کہ ایک روج اور دو قالب ہیں ایک دن سوسن سرخی کے پاس آئی ہو
 اور ایک دن سرخی سوسن کے مکان پر جاتا ہو حالات حلیم سے سوسن سرخی کو آگاہ
 کرتی رہتی ہو صاحبان طریقہ یہ سلسلہ در بند سوسن کی راہ بند کرنے کا واداجان کا ایجاد کیا
 ہوا ہو ورنہ پہلے راستہ در بند سوسن کا سد ورنہ تھا بس یہ پتہ و نشان ہو در بند سوسن کا

ایک قدر تھکا ہوا تھا کہ کیا جب اس تائب کی صحبت نہ کرے تو سوسن میں بوجھ گئے کوہ و سوسن پر
 سوسن چاد و کا باغ ہو وہاں میں بیٹھ رہتی ہو بڑی سادہ و نہ پر دست و پر د و کبر و نخوت نہ ست
 بجز مال ہر یک کے ایک و تہہ طلسم بین آتی ہوا و نہ اور کسی شہین آتی ہوا جب کوئی ضرورت ہو
 درجہ سب کر تو آتی ہوا سب کے کہ طلسم بین سوسن چاد و کا باغ و است دیار و و اعظم دیار و
 اور اسی صورت اور کسی در بند بین سنگے کا کہ سب کے کہ طلسم بین سوسن چاد و کا باغ و است دیار و
 اسیر کریا سب متوان چاد و سب میں عقیل قسا سی کی راستہ میں اسیر کیا گیا یہ سب کا
 پہلے کر یہ نہ پید ہوتا اور شہوت شہوات نہ بیٹے نہ ہوتا تو یہ کہ میں نہ اسیر ہوتا و سوسن چاد و
 شرب میں بیوشی ملا کوہ و شرب کیا اور اسیر کریا یا صاحب قدر و شہوات نے ان سب کو زراعت کے
 زمین کا اقرار کیا تھا چن چہ خزانہ طلسمی کھو مگر ہر ایک کو ہا مال کر یہ ہر ایک کا گھر و ہوا ہر وہیم
 اشرافی سے بھر دیا اور ہر ایک کو اپنے مقام کا حاکم کیا یا حاکم کہ جو خود سر ہو میرے وقت
 میں اس قدر کسی کو اختیار نہ تھا دریا کوئی صاحب قدرت نہ تھا جیسا کہ اب ہر ایک چاہتا تھا
 اور اپنے مقام کا حاکم بنا ہوا ہر گھر پر ضرور ہر کہ بعد سال گھر کے سب کا قدرت شہوات کے ہر ایک
 اس میں وہ دستخط کر دینا ہوا و کوئی استخوان مرحلہ جات سے تعلق نہیں ہوا نہیں سب حاکمان مدد کو
 اختیار ہو جیسا کہ اپنے مد خطہ فرمایا کہ بے ستون چاد و سوسن کی نہ شہوات چاد و کوئی
 خود ہی آپ سے مقابلہ کیا خود ہی بھاگ کر بانٹے کوہ گیا و بانٹے بھاگ کر پھر ہوا آخر کو خواجہ کی
 پوشش اور اپنے اقبال سے قتل ہوا اسی طور سے سب میں ہر ایک کو مست ہوا تھا قدرت
 اپنے فرمایا کہ سب کا اختیار و غیر اختیار معلوم ہو جائیگا میں ان سب ستون نے کیا بنایا ہو کوئی
 اور بنائے گا سب سے بلند آواز نے عرض کیا کہ میں نے اس غرض سے یہ زمین و حق کیا ہے کہ
 اہل و عیال و حالات طلسم قدرت عالی میں عرض کیا کہ قدرت و اہل و عیال و حالات
 و رہند سوسن کا نشان عرض کرو یا بنائے ہو یا ہے مکہ فرمائیے و در بند سوسن کو بکا رخ کیے
 مگر میں نے وادبان و بابا جان سے یہ سنا تھا کہ جب تک طلسم شہوات نہ در بند سوسن کو فتح
 کرے گا سو وقت تک ہونے نہ سم نہ ستیا ہوگی پس بڑی خوشی ہوئی کہ وہ نہ بنایا نہ بند ہوا
 ہو کہ شہوات بنائے ہو یا ہے کہ صاحب قدر ان سے فرمایا خدا کوئی نہ کوئی اور نہ پید ہوا نہ ہوا

ہستے فرمایا کہ ایڑھو اچھ اگر ختم کو شمش کر دے تو در بند موسن کا راستہ کھلے گا اور مریخ جیاد و بار
 بایگاد و مہر وہ بار آگیا تو نہ راستہ کھلا پس نکو لازم ہو کہ کو شمش کر کے جیاد و مریخ آتش خوار
 جیاد و کو قتل کرو تا کہ راہ در بند موسن کی کھلے اور وہ بان کے حالات دریافت کر کے اگر کچھ سے
 بیان کرو میں جا کر در بند موسن کو فتح کر کے لوح حاصل کروں اور برائے فتح طلسم روانہ ہوں
 یہ کام سوائے تمھارے اور کسی سے شوکا خواجہ نے یہ شک جو اب دیا کہ واہ کیا خوب آپ کے
 پاس میں ہی دو بھر ہوں کہ خواہ خواہ دیدہ و دانستہ جا کر اپنے کو قتل سے عذاب کروں جبکہ آپ
 یہ سن چکے ہیں کہ جو کوئی اتھو حراما ہو وہ اسیر ہو جاتا ہے پھر آپ مجھ سے ارشاد کریں کہ تم
 جا کر وہاں کے حالات دریافت کر کے آؤ اور مجھ سے بیان کرو چوں کہ واہ کیا خوب اپنی بلا میرے
 سر ڈالتے ہیں خیال تو فرمائیے کہ اتنے اتنے بڑے ساحر زبردست موجود ہیں انھیں سے کسی کو روانہ
 فرمائیے کہ وہ جا کر حالات دریافت کریں اور اگر بیان کریں میں بجا رکس شہر و قتلار میں ہوں
 ایک اوسے عیار غیر ساحر جہاں ساحر نے چھوٹے کیا مجھ کو اچھ ہو گیا ہاتھ پاؤں بالکل بیکار ہو گئے
 جبکہ ساحر وں کو اسطوف جاتے ہوئے نکلتے ہیں تو میں بیکارہ غیر ساحر کس شمار میں ہوں مجھ کو اپنی
 جان دو بھر نہیں ہر آپ کو تو میرا چند چوں سے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بیبیان جو میں
 وہ ایسی خوبصورت و سلیمہ نہ نہیں ہیں جیسی میری ہیں بس آپ یہ پاستے ہیں کہ کسی نہ کسی تدبیر
 سے اسکو قتل کر اؤں تا کہ جب یہ ہوگا تو میں انکے ساتھ مقدر و نگامیری موجودگی میں یہ ممکن
 نہیں ہو صاحبقران نے یہ شک فرمایا کہ ایڑھو تمھارے بھی کیا یہ وہ خیالات ہیں کیوں میں
 تمھارا مرنا چاہوں گا اسکا کوئی سبب بھی ہو جو تم بیان کرنے ہو کہ اجد تمھارے تمھاری بیبیون کے ہمراہ
 مقدر کروں یہ خیال تمھارا بالکل غلط و بعض فضول ہے بھلا یہ کس میں گوارا کرؤ گا کہ تم شواہد
 میں آئیے ہمراہ عیش و عشرت کروں میری زندگی کی حلاوت اور مزہ تمھیں سے ہو میں تم کو اپنی
 جان و روح خیال کرتا ہوں اوسے سی یہ ہی ایک بات ہو کہ آپ کو جو بچہ اٹھا لیا تھا اسوقت سے
 میں بچپن تھا اسقلینوس موجود ہیں ان سے دریافت کر لو کہ کئی مرتبہ جیب سے اور آج تک میں نے
 تمھارے کیا ہو کہ تمھاری ملاش میں نکلوں حکیم اسقلینوس مانع آئے اور زائچہ کر کے مجھ سے کہا تھا
 کہ آپ پریشان نہ ہوں برسوں تک خواجہ ضرور آئیں گے اگر نہ تو میرا علم غلط ہو مگر مجھ کو اس پر بھی یقین ہے

نہ تھا گو جیسا کہ انھوں نے کہا ویسا ہی ہو گا میرے ساتھ رہے گا یہ سب خوشیوں میں رہے گا یہ وقت نکال دیا گیا
 یہ ہیں جی جانتے تھے کہ کیونکر نکویا وان اور کہاں تلاش کریں گے جو جانوں پر تھوڑا سا دھڑکا رہا ہے
 کہ ہم کیا کہہ سکیں جو سب سے بدیا سپریم ہے کہ ہو گا آپ میری جانت سے جو سب سے بدیا سپریم ہے یہ شخص
 تھا نہ خیال ہے خواجہ نے جواب دیا کہ یا خدا جہاں آپ جگہ آپ اس وقت آہ دینے کہ میں تین چیزوں
 سے از حد نوبت کرتا ہوں پھر آپ کیونکر چھوایت تمام کی طرف جانتے کہ یہ سب ہیں کہ بہت ان
 نوبت جان ہے جبکہ آپ واقعہ میں کہ میں سب دینے اور شاید رشتہ اور یا فی سب خوشیوں پر
 ہی آپ بلکہ اس مقام پر چیت ہیں کہ جہاں ساحر میں ہیں وہ ہرگز نہ جانتے تھے اگرین گاہ اور بالانہ
 جا کر اسیر ہو گیا تو آپ سے پر جی تو ہو گا کہ آپ میرے تعلقین کی خبروں اور انکو اچھے طور سے
 اپنے ناموس میں رکھیں اور یہ کہ انکا وظیفہ مقرر کر دین کہ جس کے سبب سے وہ سب وقایع کریں
 مصیبت جو کہ میرے نوبت کے سبب سے آنے پڑی ہو وہ کہ بلکہ یہ ہو گا کہ جو پھر انکا پاس ہو گا وہ رشتہ
 پھین کر انکو نکال دے گا وہ تباہ ویران ہو گی پانکے ہر عقد فرمائے گا یہی حالت میں میں کیونکر
 اپنی جان کا خیال نکرون اور آپ کے کہنے سے ایسے مقام پر پہلا جاؤں کہ جہاں نوبت جان ہے میرے
 ویرا کہ اے خواجہ یہ جو کہنے کہا میں نے مان لیا مگر مامو میری نوبت سے سب سمجھ کی اسیر کرنا محض ہیکار
 اور خلافت عقل ہی بلکہ میں مامو بنا جائی اور بلکہ بھائی سے بھی زیادہ تر خیال کرانہ تم یہی نشان دہی
 کے طریقہ کا سبب ہو میری سابقہ بقرانی کا باعث ہو بلکہ میرے جان بخش ہو اس حالت میں یہ چاہا ہو گا کہ
 خدا خواستہ تم کسی بلا میں مبتلا ہو میں یہ چاہا ہو گا کہ میں خود مبتلا سے بلا ہوں اور تم نہ مبتلا ہو گا
 میری رمانی کی فکر نہ کر رہا ہو گے تو کوشش کے ٹکڑے پکا رو گے میں اگر یہ ہو گا تو تو کرنا کہ ہو گا
 خواجہ نے جواب دیا کہ جی ہاں اس وقت تو ایسی قرعہ فرمائے گا درایت کلمات نہ ہو گے کہ وہاں
 ہو اور میری نشان و شوکت کے سبب ہو اور میری صداقت کی باعث ہو وہ کو نشان و شوکت
 کا فکے لیے آپ نے مجھ کو باندھ کر بھیجا یا اسنے مجھ کو قتل یا پناہ دیا یا نہ دیا یا پھر پناہ دے گا یا نہ دے گا
 میں نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ میرے آپ کے رمانی ہو جائے مگر آپ نے قبول کیا میں نے سب کو تو
 نہ کیا حاضر نہ تاک کا کافی تھی وہ بھی اس سبب سے کہ اسنے میرے صدقہ فانی کو ادا نہ کیا ہو گا
 بہت چاہتا تھا اور جس سے از حد بہت آفات میرے دیکھا تھا نہ سب اس سے بہت دیر

کہے اگر اس کے جسم و رالم و ریخ و مدد منہ میں بھرت بسی حرکت ہو گئی تو میں اس امر کا مستحق نہ تھا کہ میرے
 و پرستہ زنی و دنی کی جانی اور بڑے قتل کا فر کے حوالے کیا جانا و وہ وقت خیال اپنے کا تھا اس پر
 لے ظلم کیا گیا کہ سب کو منع کروا گیا کہ جو کوئی عمرو کا نام لے گا اس کو بھی عین شکر سے نکال دینگا اس وقت
 یہ خیال رہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میری شان و شوکت کا اور صاحب قرانی کا سبب ہے یا ابھی کل ہی کی
 بات ہے کہ میرے شاگرد برق و فرنگی کو اسی ظلم کی سرمد میں آکر اپنے نکال دیا تھا جہولے سے میرے
 فرزند نے نام لے لیا تھا تو اس کو بھی نکال دیا اس وقت ان امر و نکال خیال نہ کیا جناب عالی دنیا اپنی
 مطلب کی پر اس وقت ہی خیال کیا ہوا کہ گریہ اس وقت ان لوگوں پر یہ شدت نہ کرتے ہیں خواجہ جو
 سے سبب دریافت کر بیٹھے تو کہا جو بدینہ گریہ نہ کرے نہ زیادہ تڑپ و روت و لوطا نہ شرم کوئی نہیں ہے
 اپنے مطلب کے وقت ترسی بفرماتے ہو کہ یہ معلوم ہو کہ اسے جو حکم کوئی دوست نہ دے گا اور سب
 کو خطا ہو جائے یہ خواہ وہ نہ بتایا ہو خواہ نہ ہو پھر کسی طرح سے مروت نہیں کرتے ہو تو کیا غصہ
 ہو کہ عربوں کا یہ ہی طریقہ ہے ہم طوطا چشم اور بھروت غرض دوست ہوتے ہیں پس جبکہ آپ کا
 یہ حال ہے تو میں کیونکر ایسی حالت میں اپنی جان کو جان نہ بچوں اور نہ خیال کروں صاحب قرآن نے
 فرمایا کہ یہ کون کتنا ہے کہ آپ اپنی جان کو جان نہ خیال کریں نہ میرا یہ فتنہ ہے پس ازراہ مہر طوطی آپ
 ان سب خیالات کو برطانت فرمائیے اور طرف در بند سوسن کے شریف لہجائیے اور وہ ان کے
 حالت دریافت کریں کہ فرمایا کہ یہ بیان فرمائیے کیونکہ یہ کام ہوا ہے آپ کے و درست نہ ہو گا ان لوگوں کی
 نسبت جو اپنے فرمایا کہ یہ سادہ میں یہ کیوں نہ بکروان کے حالات دریافت کر کے آپ سے بیان
 کریں انہی نے نہ جانے کے چند سبب ہیں اول تو یہ کہ ان لوگوں سے سب ظلم کے باشندے آگاہ ہیں
 اور واقعہ میں یہ لوگ جو چاہیں تو سب ان کے حال سے آگاہ ہو جائیں گے دوسرے یہ عیا نہیں ہیں
 جو چاہیں ان کے شکل آئینے باحالات دریافت کر لیں تیسرے ان کا جانا و جان اہل نہیں ہوا آپ کے
 بہت سے بہت فائدہ ہو اول جان بیسا موقع ہو گا آپ ویسا کام فرمائیے اگر قابو چل گیا تو سوسن
 میرا اختیار کر لو گے یہ کام ان لوگوں سے نہ ہو گا خواجہ نے کہا کہ یہ سب ٹھیک ہو مگر میرا جان کسی صورت
 سے نہ ہو گا یا صاحب قرآن ان چند سبب میں ایک اور یہ مقام ساحرون کا ہریش و مان چاہیں
 اس وقت ہوں دوسرے ظلم کا معاملہ ہے وہ بھی ایک در بند ظلم ہے اور کون در بند کہ جان

میں جلسہ ساز و نادر ہند مشہور ہو جاؤں یہ جو میرا سو وقت سب کو اعتبار ہو اس میں فرق آئے اور میرا کام
 بگڑ جائے یہ جو میں چار پیسے پیدا کر لیتا ہوں اس میں بھی جانتے ہو کہ تون اگر آپ ایسا ہی پریشان سمجھے گا تو میں
 یہاں سے طرف ذرا نہ کہیں کہ پہلا جاؤنگا وہاں بیٹھ کر عبادت خدا کرونگا اپنے سب اہل و عیال کو بھی
 لے جاؤنگا بلا مشقت اور بلا خدمت میری بسا اذیت ہو جائیگی اور میرا قرضہ بھی ادا ہو جائیگا
 صاحب بھران نے فرمایا کہ زیادہ باتیں نہ بناؤ لے جاؤ ان باتوں سے کیا حاصل خواجہ نے کہا کہ آپ
 مذاق تصور کرنے ہیں میں واقعی عرض کرتا ہوں کہ میں درہند سوسن کی طرف جا کر اپنی جان نرونگا
 جبکہ آپ اس ملسم کے خارج ہیں تو پھر میری کیا ضرورت ہے کہ میں جاؤں آپ خود کیوں نہ تشریف
 لے جائیے حالات تو اس کے بار شاہ کی زبانی معلوم ہو چکے ہیں اور کیا حالات ہیں جو کہ نہیں معلوم
 ہوئے ہیں جبکہ دریافت کی ہدایت پر آپ تشریف لے جائیے آپ کے پاس وہ اشیاء موجود ہیں کہ جس کے
 سبب سے آپ پر سحر اثر کر رہا ہے اگر کسی ساحر کا بھی سامنا ہوگا وہ سحر بھی اڑے گا تو آپ اہم اعظم
 پڑھ کر منع فرمائیے گا اس کو قتل فرمائیے گا میں بچارہ کیونکر سحر ماری سے بچوں گا اور کہیں طور سے
 اپنے کو بچاؤنگا نہ کوئی ایسی شئی میرے پاس ہے کہ جس کے سبب سے میرا اور سحر ماری کے نہ کوئی بین ایسا
 اہم یاد رکھتا ہوں کہ جس کے سبب سے ساحر کے سحر کو دفع کر دینگا بس میرے نزدیک تو یہ مناسب
 ہے کہ آپ خود تشریف لے جائیں اور بدہ تو خانہ کعب کو جانا ہو کیونکہ اب مجھ کو خیال آیا کہ ان تو خدا روں
 کے سبب سے میری جان نہ بچے گی یہ سب میری آبرو لئے لینگے خدا جسا کہ ابھرتا گم ہو گیا ہو وہ
 تو نہ ضرور سب عزت کرے گا آبرو گئی ہوئی تا تر نہیں آتی ہر جب میں یہاں نہ لوں گا تو میرا کوئی
 ایسا بچاؤنگا اپنے سر کو پیٹ پیٹ کر رہ جائیگا اگر میں بے ایمان اور جلسہ ساز بھی مشہور ہوں گا تو کچھ
 پروا کی بات نہیں ہو گی وہ کہ پھر نکلو کوئی ایسی ضرورت نہو گی کہ ان لوگوں سے مطلب رکھوں
 اور چار پیسے پیدا کرنے کی فکر کروں رہا میرا ناموس وہ تعلقہ ذوالامان میں ہو خانہ کعب میں
 ہو چکر اس کو بھی طلب کر لوں گا آپ کی خبر اکثر پرچہ اخبار سے یا جو کوئی ادرہ سے آدھر آئے گا
 اس سے جب وہ واپس آئے گا آپ کی خیریت مزاج سے آگاہی ہو جائیگی میں ان سب خرابیوں سے
 بچتا ہوں صاحب بھران نے فرمایا کہ اگر خواجہ یہ ہرگز نہو گا میں تم کو جانے نہ دوں گا بھائی واقعی
 تمسا کون شفیق و رفیق ہوگا اور کون ایسی محنت و مشقت کرے گا اور ایسی جان فشانی

اور نہ قبول کرونگا میں وہاں جا کر اپنی جان نہ دوں گا کہ وہاں جا کر اپنے کو بتلا دے عذاب کروں
 آپ خود کیوں نہیں تشریف لیجاتے میں صاحب قرآن نے فرمایا کہ تم بادشاہ سے سن چکے ہو کہ اگر اس
 در بند کی طرف آپ بھی جائیے گا تو اسیر ہو جائیے گا باوجودیکہ مالک اسم اعظم ہیں سبھی سیر جلیگا
 جب تک راستہ نہ کھلے اور مریخ آتش خوار نہ مارا جائے اور اسکا قتل ہونا تمھاری ذات پر منحصر نہ
 اور مریخ کے قہقہے قاتل ہو خواجہ نے کہا کہ یا صاحب قرآن میں یہ فقروں میں نہ آؤں گا میں تجا رہ گیا
 سحر کو قتل کرونگا میں عیاری کیا جانوں آپ ہی لوگوں نے تجھ کو یہ کہہ کر کہ تم عیار ہو سحر دین کا نیاں
 بدل دیا اور سب ساحر میرے دشمن ہو گئے ہیں بدھ میں جانا ہوں سب میری تلاش کرتے ہیں
 جسکے خوف سے مارا مارا پھرتا ہوں صورت برے ہوئے زمین و آسمان میرا دشمن ہے ہر کس و ناس کو
 میری تلاش ہے ذرہ ذرہ میرا دشمن جانی ہے کسی طرف اگر بھٹولے سے نکل گیا یہی سنا کہ گر عمر و
 عیار ملجائے تو اسکی بومیان کاٹ کر کباب لگائیں اور رکھائیں ساحروں نے سحر کے پنجے مقرر کر دیے
 ہیں میری تصویر انکے حواس کی ہے کہ جہاں اس شکل کا انسان دیکھو اسکو پکڑ لاؤ جیسا کہ ابھی کل ہی کا
 ذکر ہے کہ میں بھٹولے سے اصلی صورت پر آچکے ہمراہ تھا کہ پنجہ اکٹھا لے گیا وہ تو خدا رکھا بھلا کہے
 کہ یہاں سے بلند آواز دوان ہوئی گئی اس نظام کو قتل کر کے تجھ کو رہا کیا ورنہ میں قتل ہو جاتا
 اسچون تک کا میرے پتہ و نشان نہ باقی رہتا کسی کو معلوم بھی نہ ہوتا اسی خوف سے را تو نکلا سونا
 حرام ہو گیا، ایک مقدم پر رہتا نہیں نہ اصلی صورت پر پھرتا ہوں کہ زمین و آسمان دشمن ہیں
 یہ سب امراض کے سبب سے ہے صرف آپ کی ذات سے ہے کہ آپ لوگوں نے پشہور کر دیا ہے کہ خواجہ
 عیاری خوب کہتے ہیں انھوں نے عیاری کر کے بڑے بڑے ساحروں کو قتل کیا ہے ویکار کر کے لوگوں
 نے بدنام کیا ہے میں یہی کہتا ہوں کہ میں نے کسی جانور کو تو مارا نہیں ساحر کا قتل کیا گیا
 سحر امر ہے جبکہ نہ میں کوئی ایسی شے رکھتا ہوں کہ جسکے سبب سے سحر اثر نہ کرے نہ کوئی ایسی دعا یاد
 ہو کہ جو دافع سحر ہو پس یہکار بدنام کیا ہے میرے حق میں یہی بہتر ہے کہ میں نہ کعبہ چلا جاؤں
 کیونکہ وہ جاے امن ہے نہ وہاں کسی کا سحر اثر کرے نہ کوئی ساحر جا سکتا ہے کیونکہ وہ خدا کا گھر ہے
 بگاڑ تو یہ لازم ہے کہ میں اپنی جان بچا کر کسی گوشہ میں چھپی ہو کر بیٹھ رہوں کیونکہ زمانہ بھر دشمن ہے
 ساحروں پر شہ نہیں ہو خیر ساحر بھی جان کے دشمن ہیں خواجہ نے یہ جو کہا امیر نے فرمایا کہ ای

خواجہ بہ تونسے مکان نہیں ہے کہ تم حمزہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ جب تک تمہارا دم میں دم ہی تم
 حمزہ کے قدم نہ چھوڑو گے یہاں سے جاؤ گے تھوڑی دیر جا کر دل نہ مارنے گا پھر واپس آؤ گے
 نس سے کیا حاصل اس وقت روپیہ بھی ملتا ہے روپیہ لوار دے جا کر در بند سوسن کی خبر لاؤ گو حمزہ
 کی محبت اور روپیہ کی اشد ایک نہ ایک دن تمہاری جان لے گی پھر مٹی سے سامنا ہو جائیگا
 جو کچھ ہو مجھ سے تو یہ منوگا کہ حمزہ کو چھوڑو اور خانا کعبہ میں جا کر رہو در بند سوسن
 کی خبر لاؤ یہ امر ضرور ہوگا کوئی نہ کوئی ساحر ایک نہ ایک دن تم کو قتل کرے گا تمہارا کوئی بھی منوگی
 چھوڑو چھوڑو پیسہ بٹے اگر حمزہ کی دوستی اور راہ خدا میں جان بچاؤ تو کچھ پروا نہیں ہے روپ
 شہادت حاصل ہوگا گو یہ حمزہ کا فقرہ ہو یہ جدا کیا کسی کو دیکھا یہ لوگ عرب ہیں ان سے ایک
 پیسہ ملنا محال ہے مگر خیر چلو نو سہی شاید کچھ تاؤ میں آکر دیدے یہ دل سے یائین کرتے ہوئے ہیں اور
 پھر جاتے ہوئے کہ نہ معلوم کیسی الفت میرے دل میں ہو گئی ہے کہ کسی طور سے جاتے کوئی نہیں
 جاتا اگر نہیں جاتا ہوں تو جان کا خوف ہے ہر وقت سولی پر جان رہتی ہے اگر جانا ہوں تو
 دل گوارا نہیں دیتا ہے کہ ایسی حالت میں چھوڑ کر جاؤں جب غلطہ میں جان ہو میری تو وہ مثل ہی
 کہ نہ پانی کے اوپر چین نہ پانی کے در چین یہ کہ ہو جب سے سرحد نہ تاب و نعل و نہ لائق جانی
 یہ کہتے ہوئے ایوان میں آئے صاحبقران سے فرمایا کہ کیوان خواجہ خانہ کہ بہ ہو آئے سب
 وہاں نہ رہتے ہی اہل کعبہ سب خبر پتہ سے ہیں تم تو کہہ کر گئے تھے کہ اب میں جا کر دالہ نہ آؤں گا
 عبادت خدا کروں گا پھر کیوں چلے آئے آپ نے مستحضر بنا کر کہا کہ کیا بیان کروں میں نے بہت پھر
 لائی نہ جانے دیا دل نے گوارا نہ کیا یہ خیال آیا کہ اتنی عمر تو تمہارا سہ سا بڑے سر کی اب یہ کروں گا کہ
 ایسے وقت میں چھوڑ کر تمہارا قول یاد آیا حمزہ تمہاری الفت ضرور میری جان لے گی پھر
 کا ضرور سامنا ہوگا کسی ساحر کے مانع سے مالا جاؤں گا خیر جو کچھ ہو یہ کہہ کر وہ رقعہ اٹھایا اور
 کہہ کر بیون حمزہ پر رقعہ تنے خوشی سے تریر کر کے ڈال دیا ہر ضرور روپیہ دو گے جو کوئی
 در بند سوسن کی خبر لاؤ گا صاحبقران نے فرمایا کہ اسپر کیا منعم ہے مریخ کو قتل کرے گا
 نو بیس ہزار روپیہ ورد و نگا خواجہ نے کہا کہ اچھا پھر جا کر خبر لانے میں گراں قرار نہیں
 کرتے ہیں کہ مریخ کو قتل کرینگے ایک کام کرو کہ بیس ہزار روپیہ نقد مجھ کو مشورہ نہ سنا ہوگا

انہوں نے بھی کہیں اور پیش قدمی سے صرف کر کے ایک پیسہ صرف کر کے وردہ مری پائے تھے۔
 نوبہ کیا کہ ہفتہ اترت صرف کر کے کام کیا۔ لینے والا نقصان میں رہے، البتہ کچی گولیاں انہیں کھینچی
 ہیں جناب میں کہہ اسی کا کہیلتا ہوتا ہوگا جو پیسہ ہاتھ پر رکھ دیتا ہو جو ایسا نہیں کرنا اسکا بچہ
 انہیں بھیت سے بھاگتا تھا انہوں نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ آپ اور روپیہ مجھ سے طلب کرتے ہیں میں
 اس سے ایک نرہرہ زیادہ نرونگا یا ہے آپ جائیں چاہے نہ جائیں خواجہ صاحب نے کہا کہ ہر غرض میں
 میرا جان بہ کھرو و غیرہ نہ کرنا کہیں گے صاحب قرآن خاموش ہو رہے جب یہ رنگ بادشاہ کے ہاتھ لگا
 در سفلی نیوس وغیرہ نے دیکھا تو سب نے کہا کہ یا صاحب قرآن ہم خواجہ کی نعمت کیستہ ہیں آپ نے
 یہ پیسہ مرست فرمایا، اگر یہ تھپتھپ سب دیکھا وہ کام نہ کریں گے تو ہم آپ کا روپیہ دیکھ صاحب قرآن نے
 فرمایا کہ بہت بہتر انکو بیستیس ہزار روپیہ ملے گا دیکھو اور خواجہ سے ان کو گون سے کہنا کہ بیستیس ہزار
 تو صاحب قرآن نے آپ کو رحمت کیا، اور بیستیس ہزار روپیہ ہم سب ملکر آپ کو اس غرض سے
 دیتے ہیں کہ جو کچھ وہاں صرف ہو آپ صرف کریں خواجہ نے خوش ہو کر جواب دیا کہ خدا آپ کو گواہ کو
 سعادت دے کہ آپ میری نعمت بھی کی اور مصارف کے لیے روپیہ بھی دیا ایک یہ صاحب قرآن
 ہیں کہ بیکہ عہد میں نہ بنی عمر گنتوں کی جان کو جان نہ سمجھا اس پر یہ حال ہو کہ اعتبار نہیں ہے
 آپ نے انہیں اتنا کر کیا، سوخت روپیہ شنگانے کا حکم دیا کہ انکا کوئی کیا کام رہے انکی تو وہ ہاتھ
 انکو دینے صرف نہ ہو کام ہو جائے بتوں کے چڑھی جائے دھڑی بجائے یا یہ کہ موجب شکر ہر بار بہتی
 اورین نہ لگتہ نیست ہرگز رطبی سنن درین است ہر کسی کی جان مفت کی نہیں ہر کہ کچھ فائدہ و نہ کچھ
 نفع اپنی جان رائیگان کہے سوائے زبانی تعریف کے خیر آدم بر سر مطلب ہے آپ لوگ بھی روپیہ
 شنگانے و چھڑے ہی تاکہ میں جاؤں اب عرصہ کرنے کا وقت نہیں ہے جو خواجہ صاحب نے کہا سب نے بیوقوف
 ساتھ ہر روپیہ شنگا دیا خواجہ نے سب نذر زنبیل کیا اور اپنی صورت ایک ساحر کی صورت کا بنالی
 صاحب قرآن کو سلام کیا اور کہا کہ خدا حافظ و ناصر ہو یقین ہے کہ آپ کی محبت تجو ہر ایک کی اور بہت
 ہیں صاحب قرآن نے فرمایا کہ خداوند کریم نکو بامرولائے کہا آپ کے اقبال اور افعال ندرت ہیں
 تو یہ ہر کہ بامراد آؤں بس خواجہ عمر و صاحب قرآن اور دیگر اہل دربار سے ملکر چھڑے صاحب قرآن
 سے قدموں کو بوسہ دیکر و سب سے یہ کہہ کر میرے حق میں دعاے خیر فرمائیے گا وہاں سے چلتے ہو

کہ کسی کو رشوت دی اور کسی کو کچھ لالچ کمین روپیہ صرف کیا اپنا کام نکال لیا یہ کل زبان پر نہ لاؤ یہ
 محول بکفر ہوتا ہے خواجہ نے کہا معاف فرمائیے بدوین روپیہ کے کمین کام نہیں چلتا ہر روپیہ
 عجب تھی ہر اسکی ہر ایک کو خواہش ہوتی ہے کیا فرشتے کیا بشر سب کو اسکا لالچ ہوتا ہے آپ اپنی بندہ نصیحت
 کو اپنے پاس رہنے دیجیے مفلس کی ہر جگہ مٹی خراب ہے کبھی کوئی عزت نہیں کرتا ہر جگہ ہر مقام پر
 ذلیل و خوار ہوتا ہے اچھا آپ کو کیا اگر کل و غفلت سرکستامیون تو میں اپنی زبان سستہ کست
 ہوں اسکی سزا یا جزا میلی تو نکا و میلی آپ کو کیا آپ ایسے کلمے نہ فرمائیے مگر میں یہ نہ دیتا ہوں کہ
 اس بخیل پسے میں کیسی ایسی مٹی خراب ہوگی کہ دیکھیے گا کوئی فرشتہ جو روادار ہو اپنے پاس آنے
 دینے کا ہم بہان بھی میں کرینگے اور وہاں بھی صاحبقران نے فرمایا کہ سنو ادھر آئیے اور جو کچھ روپیہ
 اپنے پاس ہو وہ عنایت فرمائیے پھر آپکا جد معزی چاہے چلے جائے کوئی آپکو منع نہ کرے گا پہلے یہ
 ہوا کہ ملک الموت کو رشوت دے دنگا نا کہ وہ بے وقت آکر روح نبھن کوں جب روپیہ دیکھا تو اب
 یہ فقرہ ہوا خواجہ نے ہوا بدیا کہ بھلا اب روپیہ واپس بھی مل سکتا ہے میں جانتا ہوں خدا حافظ
 صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ و فقط میں نہیں جانتا ہوں سنو ادھر آئیے روپیہ سیدیت مانتو
 ادھر دیجیے میں بدوین روپیہ میں ہوتے جاتے دنگا خواجہ نے کہا کہ اب میرا حق آنا بہت دشوار ہے
 روپیہ اپنے دیا کسکو ہی میں آپ کو کیا جانوں یہ کہہ کر چلنے کا قصد کیا صاحبقران نے فرمایا کہ لینا جائے
 نہ دیا اس نا عیار کو روپیہ اس سے چپیں لو اچھا فقرہ دیا یہ جو حکم صاحبقران نے دیا چند خدا شکار
 وغیرہ دوسرے خواجہ نے جو آنکھ اپنی طرف آئے ہوئے دیکھا جست کی اور کہا کہ ہر جگہ تم
 بیکار افسوس کہتے ہو اس روپیہ سے مانتو دھوا اب اسکا ملنا دشوار ہے یہ کہہ کر بار بار گاہ کے
 چلے گئے وہ جو خدا شکار دوسرے خدا شکار صاحبقران نے فرمایا کہ چلے آؤ اب انکا مانتو دشوار ہے وہ لوگ
 واپس آئے خواجہ نے بار بار گاہ کے ایک طرف کا راستہ یا حد شکر سے لکھ کر پاسے شاطری مارنے ہوئے چلے
 جدھر کا تہ سیما کے بلند آواز نے دیا تھا اس طرف کا رخ کیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ صرف خواجہ کا
 فقرہ تھا صاحبقران کے ستانیکے لیے ورنہ یہ کہاں جانے انکو بدوین صاحبقران کے گپ ہیں تاہم
 اور صاحبقران کو بدوین انکے کب آرام ملتا ہے صاحبقران تو یہاں دربار میں جلوہ فرما رہے ہیں جب
 خواجہ اسطور سے جست کو کے نکل گئے حکیم اسٹالینوس نے صاحبقران سے کہا کہ یہ تو شرمی خرابی ہوئی

نظارہ خواجہ بین چھوڑنا ہو کہ انکا بھی حال آئندہ تحریر ہوگا اب کچھ حال سوسن چار و ویرہ کا
تحریر ہوتا ہوا اور اسکے بعد خواجہ کا حال تحریر کیا جائیگا اس امر کا ناظرین کو خیال رہے کہ خواجہ
شکریت سے شکریہ طرف در بند سوسن کے راہی ہوتا ہے۔ بین راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ راہ بین
اب میں عنانِ قلم کو طرف احوال سوسن کے پھیرتا ہوں اور اپنے نازک خیال و عالی فوٹا طرہ سے
طرف در بند سوسن کے منوجہ کرتا ہوں روئی کتابا ہے کہ سوسن چار و ویرہ در بند سوسن میں
کوہ سوسن پر اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک اسکو خیال پیدا ہوا کہ ذرا حال ملک شہر ریافت
کروں کہ کمان ہو کیونکہ پرچہ اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ طلسم کشا طرف کوہ بے ستون کے روئے
ہوا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا تھا اور اخبار دالے نے لکھا تھا کہ حکیم استغلیف سوسن جو کہ ایک رکن طلسم تھا
طلسم کشا کا شریک ہو گیا ہے اور اسکی اطاعت کر لی ہے نہ معلوم طلسم کشا سے اور بے ستون جیت
کیونکہ مقابلہ ہوا اور کیا و نعمہ گذرا کیونکہ کئی دن سے پرچہ اخبار سے کچھ حال ثابت نہیں ہوا نہ انبار
نے کہ حال تحریر کیا ہے سوچکر اسنے کتاب سحر آشکارا در شیت کر کے کہ مجھ کو کل حال کوہ بے ستون اور
طلسم کشا کا معلوم ہو جائے بہریت کرے اور اس سحر پڑھکر اب جو کتاب کھولی آسمین سحر برپا کیا
ملکہ بے ستون چار و ویرہ سے طلسم کشا کے مارا گیا کوہ بے ستون برپا ہوا بادشاہ طلسم کشا
پر ہوا تمام کوہ بے ستون بین طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا جو ساحرا و سردارا اور اہل لشکر نے اپنے
قتل ہونے اور بھاگنے سے کھون نے مع وزیر کے اطاعت کی طلسم کشا سے ضرغام مردار خوار
و مریخ مردار خوار خوب آکر ایسے اور با قوسے طلسم کشا کی مارے گئے انکے نشکر نے بھی طلسم کشا
کی اطاعت کی اب سطرف آنے کی تدبیر ہو رہی ہے یہ واقعہ دیکھ کر سوسن کے حواس جاتے رہے
زافور با قوسہ مارا اور کہا کہ اسوسن مجھ کو یہ حال نہ معلوم ہوا ورنہ میں جا کر ضرور بے ستون کی کمک
کرتی تیرا توجہ کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا مگر بادشاہ طلسم ایسا غافل ہے کہ اسکو ان حالات سے بالکل خبر
نہیں ہے اور کوئی تدارک نہیں کرتے میں ایسے عیش و عشرت میں مصروف ہوں کہ میں خبر نہ لوں
ایک عرض ہے مجھ کو اپنے در بند کا بند و بست کرنا لازم ہے کیونکہ یہاں لوح طلسم ہے جسے تک لوح طلسم
انہنگی طلسم کشا کچھ نہ نہیں سکتا ہے میں اسی در بند کا کامل طور سے بند و بست لازم ہے خرابی یہ
ہوئی ہے کہ بادشاہ طلسم رہا ہو گیا ہے اسکے رہا ہونے سے بڑی قوت طلسم کشا کو ہوئی ہے وہ سب حالات

است با آفت ہیوہ طلسم کشا کو ہر مقام پر بجا نیگا در ہر یک مقام کے حالات سے کچھ کہیں گے اگر وہ رہا
 نہوتا تو اس قدر خوف نہ تھا کیونکہ یہ دونوں حکیم حالات طلسم سے کامل طور سے آگاہ نہ تھے اگر یہ نہ تھا کہ کشا
 کے ہمراہ ہوتے بھی تو کچھ نہ کر سکتے تھے کسی نہ کسی مقام پر طلسم کشا سیر ہو جاتا مگر بادشاہ کے رہا ہونے
 سے یہ بات جانی رہی خیر اور مرے تو سہی دیکھتی ہوں بادشاہ کیا بنا لیتا ہر وہ ہی بادشاہ ہر کہہ چکو سیر کیا
 تھا اس وقت میں جبکہ تحفہ جات طلسمی کا مالک تھا اب اسکا اسیر کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ خیال اس کے
 اتنے در بند کا بیسے کامل طور سے بندوبست کیا اور رقعہ تحریر کیونکہ نامہ مریم آتش خوار و جادو و دہشت
 کیا ہمین کل حالات کو دیکھتے ہوئے اس کے یوں کہ اسکو کتاب سحر سے معلوم ہو سکتا ہے اور
 تحریر کیا کہ مکمل نرم ہو کہ خوب اپنے مقام کا بندوبست کرو اور کسی وقت غافل نہ رہو کہ وہی اس کے
 اسیر کرے اور اس کے قتل کرے ان کیونکہ کشا جانا ہو کہ طلسم کشا اس طرف کا قصد ہو بیٹھ تم ہی ہو اگر اس مقام
 سے پہلے آیا تو پھر ہی خرابی ہوئی ساری محنت بیکار گئی اور یہ نامی بھی حاصل ہوئی یہ ہر وہ کی محنت
 نہ تھی ہر وہ کی اسی دن کے لیے یہ تدبیر کی گئی کہ اس کے سبب سے اس سے بھی غافل نہ ہونا نہ ہو سکتا ہے
 حال سے غافل ہوئی وہ اسام یہ تحریر کر کے ایک طائر سحر کے ذریعہ سے وہ نامہ روانہ کیا اور خود وہ
 بندوبست کر کے کوچ طلسم پر سحر نازہ کہے اپنے مقام پر پہنچا اور سحر سے وہ نامہ مریم کو جاکر دیا
 مریم نے وہ نامہ پڑھ کر اس کے جواب میں سحر کر کیا کہ اب تمہیں ان کے گھیرے ہوئے ہیں اس سے غافل نہ رہو
 نہ اب غافل ہوئے یہ اپنے خوب کیا کہ مجھ کو اس حال سے آگاہ کر دیا میں اب اور نازہ نہ رہا بہت کر فوٹا
 اور نہ اپنے حال سے غافل ہو گیا مجھ کو اپنا نایع دار خیال فرماتی رہی ہے گا آپ کے حکم سے کبھی سترابی سر ہو گیا
 ایک طلسم کشا کی کیا حقیقت ہو اگر نہ کہ طلسم کشا آئینے تو وہ ہیں اس سے مرعوب ہائیں گے بیان نامہ نازہ
 و سلامت بچ کر نہ جائیں گے میں اب اسیر کر کے انکو تھوڑے فاصلے پر لے گیا اور طلسم کشا اس کے خزانہ کو دوسرا
 یہ جواب تحریر کر کے اس طائر کے نامہ روانہ کر دیا اور مریم نے اپنے زکوہ و در دیا اور خوب بندوبست
 کیا جب سوسن کے پاس پہونچا اسکو اطمینان ہو گیا یہ تو یہاں بندوبست کر کے لے آئی اسکا تو اسی وقت
 میں رکھا جانا ہوا اب خواجہ سلامت کا حال تحریر ہوتا ہے کہ یہ جو در بند سوسن کی طرف شکایت کیا
 رو نہ ہوئے تھے کئی کوس تک برابر چلے آئے کسی مقام پر آ کر دم نہ لیا جب برابر کئی کوس چلے آئے
 ایک درخت سایہ دار کے سایہ میں بیٹھ کر خیال کر کے گئے کہ جو حد و نشان میں کا سے بلند آواز سے

اور بندہ سوسن کی سرحد کے بیان کیے ہیں وہ تو نامعلوم ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ جو کہ حضرت جابرؓ کا واسع
 ہو جائیگا بس اس طرف سے جانا مناسب نہیں ہے بلکہ خلط عقل ہے کہ اپنے کو دیرہ و دانستہ بتلا بلکہ
 مکر و اور کسی طرف سے چلو پھر خیال میں آیا کہ اور تو کوئی راستہ یہاں سے بلکہ آواز سنائی جان نہیں کیا
 پھر کہ حضرت جابرؓ کہ در بند سوسن میں پہونچوں پھر دل سے کہنے لگے کہ اسی طرف چلو جا ہے اسیر ہو جا ہے
 تو پھر آب ہی دل سے کہا کہ یہ تو بالکل خلاص ہے میں تو ادھر سے نہ پاؤنگا فکر کرنے لگے فکر کرتے کرتے دل میں
 یہ بات پیدا ہوئی کہ زائچہ اگر وہ دھڑکنا کچھ راہ دے اس طرف کو روانہ ہو یقین کرتا ہوں خدا ہو یا جسے کہ
 اگر خدا نہ کرے ہم عقب پشت در بند ہو پناہ دست تو بڑی سکی مہربانی ہو اور اسی امر کی کوشش کرو اور یہی
 قصد سے روانہ ہوا اور قال کھو لو جو دھڑکنا کو قال راہ دے اس طرف کو راہ ہی ہو یہ سب بچ کر خواجہ سہیلے ہا کہ
 حقیقت پشت در بند سے جانا ادھر سے بہتر ہو گا در عیاری بھی بن چڑھے گی خدا اسی سمت پہونچا دے
 تو کیا اچھی بات ہو یہ بخیر کر کے زمین کو لپکا اسطراب کو آفتاب کے مقابل کر کے زائچہ کیا خواجہ شہ گرو
 بن خواجہ بزرگ پھر کے افقوں نے یہ نیت کی کہ میں کس طرف سے در بند سوسن کو جاباؤن قید ہونے
 سے بچوں یہ جو نیت کر کے خواجہ نے خیال کیا زائچہ میں مشرق کی سمت کو جانا نکلا بس خواجہ نے
 اسطراب وغیرہ اکٹھا کر نذر زمیں لپکا اور ناک برائنگلی رکھ کر اپنے یہ قصد کر کے گردش کی کہ بس طرف غور
 میرا کج جائیگا بس اسی سمت کو روانہ ہو نکلا راوی بیان کرتا ہو کہ خواجہ کی یہ ناں بک بیک ہی
 کبھی بٹ بڑتی ہی نہیں ہر اب جو افقوں نے انکھ نہ کر کے گردش کی سات تہہ کر کے رے کے اب ہو آٹھو
 انکھ لکڑ دیکھا تو وہ ہی سمت تھی کہ دھڑکنا کچھ نے جانے کی اجازت دی بس خواجہ اسی سمت کو
 بس ہم امتداد الحسن الرضویؓ کہ مکر روانہ ہوئے پلٹے شاطری مارے ہوئے خواجہ نے دل سے یہ قصد
 کر لیا تھا کہ اس سے دست جانا مناسب نہیں بلکہ غیر راہ سے جانا مناسب ہے کہ اس سمت کا
 بندوبست نہ کیا گیا ہو گا اس خیال سے کہ کوئی اس راہ سے آگاہ نہیں ہے بس دھڑکنا سے گاندہ کریم
 نے در بند پناہ لپکا تم اسکی ذات پر تکیہ کر کے روانہ ہو چنانچہ خواجہ سلامت ذات خداوندہ کریم پر تکیہ کر کے روانہ
 ہوئے غور سے شاطری نکاتے ہوئے بعد عجالت چلے جانے لگے کوئی پہونچا ہی نہ ہو گا کہ ایک
 صحرا میں پہونچے اس صحرا کو آب و گیاہ سے سرسبز و شاداب پایا ہر رنگ کے شجر و درخت وغیرہ لگے
 ہوئے تھکے خستے وغیرہ پانی سے لبریز تھے شکار بھی اس میں ہر قسم کا موجود تھا خواجہ اس کو دیکھتا رہتا تھا

خوش ہو سکے کہ کما کہ سپہ چاہو چاہو بہت ہو جسے اسکی مقام بہت تھیں بھر کر وہ بختیوار
 ہوئی توجہ و تاکہ بڑے بیچے ہستہ نہ کسی و تر و پندر کرنا و لہو ہستہ فراغت سے بختیوار
 آج کل انہیں بیری رائیں ہیں اس میں یہ نیا و کسب و کار ہے بختیوار بختیوار بختیوار
 بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 نظر آئے تو اس سے دریافت کریں یہ کون مقام پر واقع ہے یہ تو بختیوار بختیوار بختیوار
 شاداب سے بہتر نظر آئے ہیں کہ کسی مجلس میں نہ دکھائی دینے سے نہ بختیوار بختیوار بختیوار
 بہت بڑے مجلس میں آئے ہیں اور یہ سب بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 مجلس بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 نہیں ہوئے ہیں یہ وہ مجلس ہے جس میں بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 بھی سیر ہوگی گو کسی مرتبہ مجلس میں بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 اب ضرور سیر ہوگی اور یہی بیان کیا ہے کہ جب خواجہ بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 محل جاتے ہیں چیمہ و چادور و بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 چنانچہ آج بھی سو کوس نکل آئے ہیں جس میں وہ کو سائڈنی سوائس بختیوار بختیوار بختیوار
 اس راہ کو ایک گھنٹہ میں نہ گزرتے ہیں جب کہ نو تھیں وہیں بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 ملکوں کے بلو شاموں اور بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 کھانا کھلاتے ہیں ایک دن میں بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 بندوستان چین ماچین بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 فرقہ و اگر بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 جسکو خواجہ نے سات بات بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 اس راہ و ورود و بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 ان آرم پر یہ قصہ خواجہ بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 ایک بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار
 ہو گئی جب تک بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار بختیوار

ایسا جسکی روشنی میں کچھ راہ طرکی ایک مقام مناسب و درخت سایہ دار کے نیچے آکر ٹھہرے دم لیا
 اس مقام پر چشمہ بھی تھا اس چشمہ سے پانی لیکر منہ پر ہاتھ دھویا و وضو کیا نماز ادا کی اسکے بعد اپنے
 پاس سے کچھ نکال کر کھایا یہ سہرا ایسے تھے کہ انہیں کوئی درخت ایسا نہ تھا کہ سہر سبز نہ ہو یا سایہ دار نہ ہو
 اور نہ ہر مقام پر میوے کے کبھی درخت تھے خواجہ نے خوب مینوہ توڑ کر اپنے پاس جمع کر لیا
 تھا آسمین سے کچھ کھایا اور درخت پر جا کر اسکی جھولی جھولی شاخیں توڑ کر اور کچھ کر اسیر آرام سے
 لیٹے اور بیٹھے یہاں تک کہ وہ رات اسی درخت پر راحت و آرام بسر کی بوقت صبح درخت پر سے
 اتر کر چشمہ سے وضو کیا نماز ادا کی اسنے عرصہ میں کچھ روشنی ہو گئی آفتاب عالم تابانق مشرق
 سے برآمد ہوا اور طرت منزل مغرب کے رہی ہوا خواجہ بھی کمر باندھ کر روانہ ہوا ایک سمت کو
 منہ اٹھا کر جو خدا کی ذات پر تکیہ کر کے کام کرتا ہے اسکا خداوند کریم ضرور مقصد پورا کرتا ہے اور
 منزل مقصود پر پہونچا دیتا ہے خواجہ تو اسکی ذات پر تکیہ کر کے چلے گئے کیونکہ اپنی مراد کو پہونچتے
 اور کیونکہ نہ منزل مقصد پر پہونچتے خواجہ چلے جاتے تھے کہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک جوان لباس نفیس
 پہنے ہوئے بھی سبزہ آغاز قوی تن قوی من قوم کا اشراف جزو سے سرداری و عالی خاندانی پیدا
 حسین و خوبصورت شخص گردن قوی بازو میاں نہ قد جوانی و رعنائی رخ سے پیدا ایک درخت
 سایہ میں لکڑی ماتر میں بے ہونے کھڑا ہے چاروں طرف دیکھ رہا ہے خواجہ نے جو اسکو دیکھا بہت
 تعجب کیا کہ گویہ جنگل سرسبز و شاداب میں مگر من کل سے جو جلا ہوں اسوقت تک کوئی انسان کیا
 سوائے شکاری جانوروں کے کوئی دوسری قسم کا جانور بھی نہیں دیکھا مقام عجیب اور جاسے
 حیرت ہو کہ یہ جوان بہان کمان سے آیا اور اکیلا ہوا صاحب مقدرت اور عزت بھی معلوم ہوتا ہے
 مگر یہ خیال کیا جاسے کہ ہر اسے شکار آیا تھا تو کچھ سامان شکار ضرور ہمارا ہوتا تو ایک ملازم ہونے
 یوں اکیلا نہ ہوتا اگر یہ خیال کیا جاسے کہ کسی آہو یا اور شکار کے عقب میں چلا آیا ہو تو مگر بے وغیرہ
 اور کچھ سامان شکار ہوتا اسکے پاس بس سوائے اس امر کے کہ یہ مسافر ہیں کہیں کو جانا ہے راہ
 چلتے چلتے تھک گیا ہوا کسل راہ دور کرنے کو درخت کے نیچے ٹھہر گیا ہے یہ خیال کیا کہ کوئی سامان
 بھی تو پاس نہیں ہے یہ کیسا مسافر ہے پھر یہ دل سے کہا کہ اسکے ہمراہ کوئی ملازم یا غلام ہوگا
 اسکے اوپر سب اسباب سفر بار ہوگا یہ آگے بڑھتا ہے اسکا انتظار کر رہا ہوگا ایسے خیال

ہم مذہب سے پہلے آئے باقی براس سلام آٹھ یا کسی طریقہ سے کہ جو کہ وہاں سے باشندوں کا ہر
 خواجہ سلامت سے جواب سلام تو دیا مگر یکراہت یہاں تک کہ دونوں اب فریب یکہ دو سر سے
 کے پہنچ گئے اب جو خواجہ نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تو کچھ آثار حضرت عشتیق پائے جاسے
 کے کاغذ قرائی نگاہوں کی بودی اور تکی آنکھوں کے حلقہ کا لاغور ہونا اور رگڑا ہونا اور
 زرد ہونا اس امر کی دلالت کرتا تھا کہ کسی پر عاشق ہو گویا بے شمار گھر چہرہ بہرہ ہیں
 اور منور تھا بزرگ سے خواجہ کی پیدائشی جب فریب پہنچ کر صاحب سلامت ہوئی خواجہ
 نے ہو سکے دیکھا تو خواجہ کے دل میں ایک الفت سی آئی پیدا ہوئی اور کچھ اعلیٰ سے اس سے
 پائی گئی وہ خواجہ کو جواسے دیکھا اس کے دل میں بھی محبت پیدا ہوئی اور خواجہ اور وہ جوان
 ایک دوسرے کو نگاہ الفت دیکھ کر تھوڑی دیر تک تیر کھڑے رہے اور یہ سوچا کیسے کہ ہر الفت
 و محبت کا کیا سبب ہو کہ جو پیدا ہوئی پر وہ جوان یہاں آتا تھا کہ مجھ کو اس مسافر سے کیونکہ الفت ہر
 خواجہ یہاں آتے تھے کہ مجھ کو اس جوان سے کیونکہ محبت پیدا ہوئی ہو اسے کیا باعث تھا کہ ایک
 دوسرے سے ایسا کہ وہاں آتا تھا کہ ہم کو تم سے بہت ہوئی ہو تھوڑے عرصہ تک دونوں صاحب
 کلمت رہے اس جوان نے سبقت کی کلام میں کہ اے مسافر تم کہ نصرت آئے ہو اور کہہ کر کو باؤں سے
 کیا اور وہ جہاں کر چلے آئے ہو اگر راہ گم کی ہو تو مجھ سے فرمائیے میں آپ کو راہ برکاد دنگہ و سرسبز
 طریقہ یہ ہو کہ ہر ساؤر سے تباہی میں سکواپتا رہاں آیا ہوں بدون آسک و کھانا وغیرہ کہ رہے ہو
 جائز نہیں دیتا جوان منہ آپ میرے فریب خانہ پر تشریف پہنچے اور جوانان و ملک سے سرد و دافنس
 فرمائیے اور یہ ارشاد فرمایا کہ آپ کا طریقہ کیا ہے اور کیا فریب ہو خواجہ نے یہ سیکے فرمایا کہ اے جوان میرا
 مذہب و طریقہ تو وہ ہے جو کہ آسٹریل اس طرف پہنچے یعنی شجائے پرستی اور سامری پرستی
 پہلے تم یہ بتاؤ تم کون ہو و یہ کیا تمام ہوا و آپ کا کیا طریقہ ہے و کیا مذہب ہو میں جب سے
 ان صبر و ان اور مجاہدین میں داخل ہوا ہوں میں نے کسی انسان کو آج تک نہیں دیکھا کہ اسے
 میں سے بہت حیرت ہو کہ تم یہاں کا مان سے اسے ہو کیا تم بھی مسافر ہو اس جوان
 نے کہا کہ مسافر میں سے فرماتے ہوں بلکہ میں تو زمین رہتا ہوں نہ ہی گلیں اس غریب
 دیکھیں کہ اس کے پاس ہی پہنچاں میں عیب خانہ ہے یہ ہی ہمارا مسکن اور آپ فریب خانہ ہے

یہاں سے ستر فاصلہ پر تھا۔ مکان جو میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں اس جوان نے جواب دیا کہ، اگر سنا نہیں
 ممکن نہیں ہو تو اندھے بندہ کئی روز کے آج تمہاری صورت دیکھائی اپنی قدرت سے اور بھیجا ہے اور مسافر
 بہر طریقہ اور قاعدہ ہو کہ جب تک میں ایک مسافر کے کھانا نہیں کھلا پکتا ہوں اس وقت تک خود نہیں
 کھاتا ہوں گا آج کئی دن سے کوئی مسافر نہیں آیا تھا میں نے سولہ شیر گاؤں اور آدھ شکاری کے کوئی
 ٹھہر نہیں رہا ہے نہیں کیا ہے آج تمہاری بدولت میں ملے دیکھو آتے رہا گا ہر روز کھانا پکایا
 جاتا تھا اور میں سناں کر رہا تھا کہ آتے پکارتا تھا صاحب مسافر ملاقات دوتی تھی کمرہ وقت سے
 واپس جاتا تھا وہ طعام وغیرہ پکوا دیتا تھا اور خود بھی انیاد پر کیا کرکے ہر کھانا کھاتا اور وہاں
 آتا تھا کاشا کر کے اور بتاتے ہیں میرے قدر میں قسم نمہ سے کھانا کھاتا اور قصداً نہ تھا کہ تم نے
 لائے ہیں آپ بہر مزید کہیں ہو یہ میں کو جانے دوں خواجہ نے جواب دیا کہ یہ کہیں نہیں کہ میں اپنی راہ
 تنہا لی آ رہا ہوں اور منزل کو نہ بان کیڑا کہ اگر میں اس وقت تمہارے مکان پر نہ آؤں گا اور وہاں نہ ہوگا
 آج کے بعد روز نہ ہونگا تو بھوکا سام کس جنگل میں ہوگی ایسا نہ ہو کہ باغور ان سحر الی بکاو پشیمان کہ اب
 اگر کوئی مقام قیام کرنے کا نہ ملا تو پھر کہاں قیام کرونگا سوائے جنگل کے جنگل میں خوف جان ہے
 اس جوان نے کہا کہ میں مر کو دل سے دور رکھتے کہ آج آپ کو جاننے سے بدو و و ایک روز کے
 خواجہ نے نہ کہتا تھا وہ یہ بتاتے ہیں کہ تو ٹھہر سکتا ہوں نہیں نہ کہ و و ایک روز میں نہیں ٹھہر سکتا
 ہوں نہ سڑا نقصان ہوگا اس جوان نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہو کر آپ کا نقصان ہوگا تو حسب قدر اپنے نقصان
 ہو چکا وہ آگاہ فرماتے ہیں وہ بھی حاضر کر دینا اور آپ کو جاننے نہ دینگا یہ جو کلمہ اس نے کہا اب خواجہ نے غم میں
 بالی جبریاً دل تو اسی کلمہ سے خواجہ کو لالچ آ رہا تھا کہ یہ بڑا مالدار ہے جس سے قویہ کتا ہو کہ میں راہ
 بھی دیتا ہوں جب سے اس کی زبان سے سنا تھا یہ ہی دلیلین کا رہتی کہ کسی تدبیر سے چکر لگائے کہ کو
 مال لے گئے کیونکہ کانہ اور کا فر کا مال ایسا ہر طرح سے جائز ہے خواجہ نے خوارہ خوشی سے
 اس کا مال پس پورے ہو نوا اور اس کو بھوکا آج کئی دن سے بچہ نفع نہیں ہوا کو مری درکوری کا
 تیار اس مقام پر نفع ہو جائے نہ اور اگر یہ نہ ہو تو نکالی ہو مگر انکار اس غرض سے
 کر رہے تھے کہ یہ زیادہ مصر ہو جب آتے کہ آج جو کچھ آپ کا نقصان ہو گا وہ بھی میں حاضر کر دینگا
 و زیادہ خواجہ کو لالچ ہوا اور خیال فرمایا کہ بڑا مالدار ہے یہ جو آتے کہ آج جو آپ کا نقصان ہو گا وہ بھی میں

ماضی کرونگا خواجہ نے جو بدیا کا ایسی کیا ضرورت ہو کہ میں تھا ارمان ہوں اور ملک و ناحق زیر بار کروں
 رہنا نقصان کروں یہ ممکن نہیں ہو سکتے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہو کہ میں آج جو جانے دوں یہ دونوں دونوں
 ارمان رسکے ہوئے خواجہ نے کہا کہ بڑی قربانی ہو میں اور صبر کیوں آیا نہ یہ جانتا کہ راہ نرن سے گا
 تو اس قدر سنا استاد و سرور است باتا تو جوان تو جو خیال اپنے دل میں کرتا ہو کہ یہ سب پاس نقد ملیں
 ہستہ بہ ہستہ نہیں ہو میں بالکل فلسفہ ہوں سو اسے اس پر بھی ٹوٹے کے اور رشتی کے اور
 اس کیلئے کہ فی اسباب نہیں ہو و نقد میرے پاس پائی پیت ہیں یہ ہی میرا زاد راہ ہے درصارت
 وقت بہت دن ایک بادشاہ کا نوکر ہوں نصرت بکر مکان جا تھا برسوں میری نصرت ہ زمانہ
 نزدیک رفت بہت ہو چوٹا نوکر ہوں نامی ہوئے دھکٹ جائینگے ایک نوکر ہوں ہی اس قلیل تنخواہ
 میں بسر میں ہوتی ہائے آدمیوں کی روٹی ہو و جو کمی ہو جائیگی تو کیونکر سبہ ہوگی سب نواقہ ایک
 رہا ہئے یہ خیال ہو کہ جو کچھ انکے پاس ہو وہ مکان پر یا عورت کے دھوکے سے ملے لوں اگر
 نہ یہ ہو کہ میں نہایت رست تو مارا کر والدین تو بھائی یہ سب پاس چھ نہیں ہو سواست اس قدر
 دوران انہی کے ہو کہ میں نے شے کے میں اگر متا رہی یہ خوشی بڑے میں سروری کھاؤں اور پیاسا مرن
 رن ناکہ دن تو لو بہ لونا اور رسی و کلی و پیت ماضی میں مگر میری جان جھڑو و ناکہ میں اپنی
 نواری یہ دن در ماضی گھو کر اپنے کاروبار میں مصروف ہوتا تھا کہ میرے ہو کہ بعد میں بھر کے
 تنخواہ ملے گی جو کہ میری اور یہ سب بچوں کے زندگی کی بہت ہو و رن ملے گا کہ اس قدر
 ایسے ناکوں کے نہایت پر کار ہا کہ ہو جا میں کہ ہو گا بھی وہ اس سے قابل انہی
 پر چہ کہ اپنی زندگی بسر کریں ایک میرے ہا کہ رست ہا کہ رن کا و رن ناکہ
 تھا کہ ہو گا جب میں نے متا رہی ہو رن و رست و بھی متا رستہ میں نے دل میں کہ تھا
 کہ خداوند خیر میں کیونکہ میں اہل صبر ہوں یا ہوں نہ رن کی رن ہر وہ ہی پیش ہا کہ
 شے نہ ہستی نہیں کی و دوسرے طریقہ واقفی کا تھا کہ اس کے سبب ہا کہ ہر وہ کچھ کہ ہا کہ نہیں
 ایت ہوئے اور جو کہ ہوتا ہو گا مسافر کے پاس رہے لیتے ہو کہ یہ سب ان کے ہا کہ
 تو ادھر چلا آیا اور شے اس مقام کا حال دریافت کیا و تھا رن اس کے پاس کہ ہا کہ
 ست و پس چلا جاتا ایک قدم آگے نہ آتا پہلے یہ ہی قصد ہوا تھا کہ یہ خیال کیا کہ یہ تھا سب پاس

[illegible]

اور اسباب ہو کہ سکے گھر میں ہر سب پر قبضہ کر دے کہ میری گردن پر اس کا پھنسا ہوا ہو اور وہ جوان خوش خوش
 اچھا جان بڑا شگ کہ قریب مکان ہو سوچی بنو جسے سر کا ریزہ کاٹو شے ایک مکان پختہ و مندر
 استرکاری کی ہوئی مثل بنیہ مرغ کے سفید مسات ریشہ ات زخمیہ کی ہوئی بڑا سار وازہ کا ہوا سپر
 دونوں طرف چھلپان بنی ہوئیں بیچ میں ٹائی بنا ہوا یہ مکان بہت عجب ہو وہ جوان بہت قریب مکان
 ہو نہ پناہ در دروازے کے چلے خواجہ اس خیال سے حضرت کہ یہ اندر جان بڑا نہ ہوگا کیا نہ ور ہو کسی کے
 ناموس بڑا نگاہ ڈالنے سے گو یہ کا فر ہو مگر حکم ہو کہ ناموس ہا فر کو بھی ٹکاہ دیتے نہ دیکھو بس بکار
 گنگار ہونے سے کیا حاصل ہو اس جوان نے منع نہیں کیا کہ اب آپ شہر سے روہ ہا ہر ایک کے
 شے اندر چلا گیا ہو اگر تم بھی چلے جاؤ گے تو میری اعتراض ہوگا مگر پھر بھی مقام خیال و نحو یہ ہوگ
 یہ کہیں کہ جب تم اس امر سے آگاہ تھے کہ یہ زنا نہ مکان ہو تو پھر کیوں بدو رہا ذلت اندر چلے آئے
 یہ خیال ایک خواجہ شہر سے تھے اس جوان نے پٹ کر دیکھا کہ مسافر صاحب آتے ہیں یا نہیں اب
 جو دیکھا تو کیا دیکھتا ہو کہ مسافر دروازے پر کھڑے ہیں بکار کر کہا کہ اے حضرت آتے ہیں زنا نہیں ہو
 بہت مکان مردانے ہیں میرے ساتھ سوائے ایک خدیفہ مان کے کوئی عورت نہیں ہو وہ بھی تپا کوٹ
 سے پردہ نہیں کرتی ہیں دوسرے ہمارے طریقے ہیں کہ پردہ وغیرہ نہیں ہوتا ہو یہ ہی طریقہ آپکا
 ہی ہوگا یہ جو آئے کہ اب خواجہ بلا خوف اس کے ہمراہ اندر مکان کے آئے مکان کو بھی صاف و شفاف
 ہر شے سے پاک چھوٹا سا باغیچہ صحن میں خاص قسم کے درخت لگے ہوئے تھے۔ درخت پھل سے آراہ
 ہر شے فرشتے رکھی ہوئی خواجہ صفائی اور پاکیزگی کی تعریف کرتے ہوئے اس کے ہمراہ ایلو ان میں آئے
 یہاں نشوونکا جو کاکا ہوا اسپر راق جاندنی بھی ہوئی بابت نوٹیک دونوں طرف منہ لگے ہوئے
 وسط میں گاڑ رکھا ہوا فالجہ پھوٹا ہوا پلنگو نہر گرا پو شل پڑے تیسرا رات نکا ہو مکان جو بہت
 مثل عروس شب اول کے آریستہ ایک طرف بدوران پر کو رہے کھٹے رہے ہوئے
 انہر کچرے قلعی کچے ہوئے رکھے ہوئے شالہات کی شنگی پڑی ہوئی ہو کی برقیاتی ڈر رکھا ہوا
 ہوئے جو کی بر رکھے ہوئے خواجہ کے منہ میں بہ سب سامان و ٹیکہ پائی ہوا آریستہ جوان نے
 خواجہ کو لا کر چو کے پر بٹھا یا کہا کہ ابھی طسٹ بیٹھے ہیں حاضری ہوتا ہوں خواجہ باخون لشر ہو کر
 بیٹھ گئے وہ جوان اس مکان کے صحن کی دیوار میں ایک دروازہ لگا تھا مسکو کھڑکھڑاتے گھرنے کی آواز

کے جد پھر آیا اور ایک کمرہ کھولا اور آپ کمرہ کھول کر اس طرف چلا گیا خواجہ اسی طور سے، پاؤں لٹکائے
 ہر صبح تین تین کہ خواجہ نے دیکھا کہ اس کمرہ سے ایک ضعیفہ سر سے پاؤں تک سفید پڑھنے سے
 ہونے لگا، اب سر کے سفید کو زہرہ پشت منہ پر نقاب ڈالے ہوئے باہر آئی اور قریب دالان آ کر
 کھڑی ہوئی، اور خواجہ کی طرف ہنگامہ غور دیکھا کی بڑے عرصہ تک بعد اسکے وہ ضعیفہ پھر اسی کمرہ
 میں چلی گئی کچھ عرصہ گزرا تھا کہ دو خدشکار ایک کے ہاتھ میں تسلا اور ایک کے ہاتھ میں لومہ
 وہ آئے انھوں نے، کر کہا کہ میان مسافر باذن لائے تاکہ ہم آپ کے پاؤں گریم بانی سے
 وصل دیں، ورنہ ہر دین تاکہ کسل راہ کم ہو جائے خواجہ نے پاؤں جوتے سے نکالے، است
 تسلا رک سے ہاتھ میں لیا، لومہ شروع کیا سنے پہلے پاؤں دھلائے اس کے بعد خوب
 دھوئے، دھوئے بانی، اور اس طور سے کہ جیسے پاشوہ کیا جاتا ہے جب بانی ہو چکا وہ خدشکار جو کہ وہاں
 ہوئے تھا، اس کے ہاتھ میں ایک تو بیا ریشمی کھوٹی، ست پ، ست، و ونون بائون پونچھ اب پاؤں اٹھا
 بیٹھے، پھر خود ان خیال سے پیر ہنگامہ کر بیٹھے تھے کہ تمام گرد پیر و پیر پڑی تھی کہ ذرا خراب ہو گا جب
 پاؤں کھوئے، جتنی بہ پاؤں آٹا کر بیٹھے، وہ دونوں خدشکار پیر مس مکان میں بیٹھے تھے، ان کے
 ہاتھ میں بعد یہ وہ ضعیفہ آئی، ورنہ عرصہ تک کھڑی دیکھا کی چھ چل گئی خواجہ حیران نہ ہوا
 کہ کیا بار بار وہ کھڑی ہو رہی جاتی ہے، نہ وہاں کہ یہ کم خیر کرے کیا سنے پوچھا کیا ہو، ہر بار
 دیکھتی رہی، یہ رہی رہی، جانتی کہ وہ کھڑی ہوئے، اس کے کوئی آباد نہیں ہو رہی سن حال
 سے خود یہ نہ جانتی، نہ کہ یہ حالت ہو اس طور سے بیٹھے ہیں کہ جیسے بزدل جانور بیٹھا ہو
 ہر تھکے ہوئے نہ دھک کوئی آت کرے، میں آئے باؤں خواجہ کی یہ حالت ہو کہ، ورنہ کہ بہت ہوئی
 انھوں نے، ان کے ہاتھ میں، ورنہ کہ یہ کی طرف ہاتھ چلا خواجہ کی وہ مثل ہو کہ پتہ کھڑکا نیدہ کا خلاصہ یہ
 کہ خواجہ بہت پریشاں بیٹھے ہوئے ہیں بعد جاتے اس ضعیفہ کے آن خدشکاروں نے تباہی پر لوز
 و اس میں دانی رکھی، ورنہ کہ اس کے سر خواتین چن دیا کہ جیسے ہر قسم کی نعمت مٹی کھاؤں کے، م
 کھنے کے بارے میں ہو گا، مہمہ یہ کہ ہر قسم کا کھانا دسترخوان پر چاؤ، دسترخوان چن کر چلے گئے
 کہ وہ ضعیفہ پھر آئی، اس کے ہاتھ میں رومال تھا، ایک گوشہ بردسترخوان کے، کر بیٹھی گئی، ورنہ کہ یہ
 نیا طلب ہو کر جاتی کہ اس مسافر آئے، ان وہاں نوش فرمائیے اس وقت تو ہمے کچھ زیادہ تدارک

انہوں نے کہا کہ آپ کی خاطر میں جلدی میں آپ سے ہیں بہت شرمندہ ہوں بہت عذر فرمائیے کھانا سرور ہو کر رہے
 کے کماورہ صاحب کائنات میں جو کہ بچوں کے میں وہ بھی تو آئیں تو میں کھانوں یہ کیا کہ نہ کو بچا کر خود چنے کے میں
 بیرون آئے کھانا نہ کھاؤ گا بقول کسی طاقت مہلک شدت، خاتمہ بہانہ گزشتہ انکار بدائیے تو میں کھانا
 بیرون میفرمان کے بہانہ کو کھانا نہ چاہیے وہ نوکتے تھے کہ جب تک میں بہانہ کو کھانا نہیں کھلا دیتا
 ہوں اس وقت تک خود نہیں کھانا ہوں آج بار دوست میں نے کچھ نہیں کھایا ہر کیونکہ کوئی مسام
 نہیں آیا ہر پھر یہ کیا کہ خود غائب ہو گئے اس ضعیفہ نے کماورہ آپ نوش فرمائیے وہ ابھی نہیں کھائے گا
 جب تک کچھ اپنے خداوند کی عبادت نہ کیے گا دن شب کو آپ کے ہمراہ میں ہی کھاؤنگی، درود بھی کھائیگا
 خواجہ نے جواب دیا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا اسنے کماورہ اس فریاد کو اپنے دین و مذہب کی قسم تو کھانا کھا
 اسکا انتظار نہ کرو خواجہ مجبور ہوئے بھوک بھری شدت سے لگی تھی بس روٹی کھا کر والد نور
 اور سالن میں ڈبو کر بڑبڑتے تھے کے لاکھ چونکہ عادت تھی تفاوت عادت کیونکہ ہوتا بیساختہ منہ سے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم کھل گیا بسم اللہ کا منہ سے نکلنا تھا اور اس ضعیفہ کے کان میں دن و افکار کا پڑنا تھا
 اور وہ بیساختہ بکا رہتی تھی کہ اگر فرزند مال جلد دیکھ لیں مسافر خدا بہت زور سے بڑا دھوکا دیا ہم سب کو
 یہ کیا کہ خواجہ کی طرف ہاتھ کو دراز کیا کہ خواجہ کو یاد ہوں بیساختہ خواجہ کے قریب آیا خواجہ
 زور سے کہتے ہوئے اس کے پاس سے حیران ہو گئے تھے کہ یہ عادت بہترین خداوند کی
 کی دیکھی جو بچان لگی سکھا باکل خیال نہ تھا کہ یہ کماورہ بسم اللہ کھل گیا ہلکی سی آواز
 تھی، نہ کہ نہ تو پرچہ یہ فوراً جست کر کے بیرون دیا ان کے پاس سے فورا نہ ہاتھ نہ ہلکی نہ
 کھی یا تک نہ تھا وہ اسکا انکی طرف پہنچی کہ یونانیہ سے فرخندہ بہت دیر سے نہ ہلکی اللہ کی زبان
 ایسا کہ معن میں آکر اگر دروازے سے جاتا ہوں تو جو لوگ دروازے پر ہونگ وہ دیکھ بیٹے میں
 یہ سوچ کر جب تک ضعیفہ ان کے قریب آئے آپ بہت کر کے یوں پر مکان کی بجائے وہ بہت کیسکی
 دیان و بیکار رہنے لگی کہ اگر بیٹا جلد آید مسافر تو خدا بہت زور سے دیر سے عفت اس میں یہ کہ گز
 لی بہت دیر گزرا ہوا تھا والد کھایا اور قریب تھا کہ یہ ان کے گھات وہ کمرہ نکل گیا ہرگز
 وقت کھانا کھانے کے گئے ہیں میں نے والد کی اور انکی طرف ہاتھ دراز کیا کہ یاد ہوں بہت مسافر
 کو جھٹکا دیکھ فوراً جست کر کے معن میں آیا میں اس کے پیچھے بہانہ آئی کہ یہ یوں بہت کر کے پڑا ہوا تھا

یہ چل رہی تھی کہ وہ جوان اس طرف سے برکت ہوا آیا کہ کیا ہر کیا والدہ صاحبہ آپ کیون پرکاری
 امین کو سا خدا پرست ازخدا اس جوان نے اس طرف آکر دیکھا کہ میری ماں صحن میں کھڑی ہے، درجہ
 یہی تو اور وہ مسافر دیوار پر کھڑا ہے اور خواجہ نے دیکھا کہ وہ جوان لنگی باندھے ہوئے صرف کرتا
 اپنے پوسے اس ضعیفہ کے پکارنے سے والدہ صاحبہ والدہ صاحبہ آگیا ہے پس اس نے اپنی ماں کے
 قریب پہنچ کر پوچھا کہ کیا ہوا بیان فرما سکتے اس ضعیفہ نے تمام سرگزشت بیان کی جب وہ جوان
 سن رہا تھا تو اس نے اس ضعیفہ سے کہا کہ پھر آپ کے قیاس میں یہ کون شخص ہے یہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ مرد
 خدا پرست اور وہ بولی کہ میرے قیاس میں ضرور با ضرور یہ خواجہ عمر و ہے یہ حرکتیں کسی کی ہیں اور
 یہ چال کیاں کسی کی ہیں سو اس کے یہ حرکت اور چال کی کوئی نہیں کر سکتا ہے یہ شک اس جوان نے کہا
 کہ اگر مرد مسافر یہ تو پھر بخوبی ثابت ہو گیا کہ تمہارے علم اور خدا پرست ہوئے پوشیدہ کر، ہاں یہ بتاؤ
 کہ یہ کون ہے خواجہ عمر و تو نہیں ہو س میں مسافر یعنی خواجہ عمر و نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم ایک
 ایک رہتے ہو، اس امر سے آگاہ نہیں کیا خواجہ عمر و نہ معلوم تمہاری نظیر کس قسم کی ہے کہ سمجھ میں
 نہیں آتی تو صاف طور سے بیان کرو اور خواجہ میں کیا جانوں کیا خواجہ اور کیا عمر و میں تو
 جہاں فاسد انسان ہوں مرد عجائب پرست میں نہیں جانتا ہوں کہ خدا پرست کس کو کہتے ہیں
 یہ کہ مجھ کو نامہ لیتے ہو نہ معلوم اس ضعیفہ کو کیا دکھائی دیا جو یہ ایک بار جلا آٹھی کہ خدا پرست
 سے رسم دینا ہے یہ دیوانی ہو گئی ہلکا کا علی کر دین اسی سبب سے تو آنا نہ تھا جو میر خیال تھا وہ ہی تھا
 کہ کہنے میرے اوپر یہ الزام رکھا ہے کہ خدا پرست ہوئے میرے قتل کرنے کی فکر کی ہے کہ یہ ہی الزام رکھا
 کہ قتل کروں وہ جو کہا سکے پاس بیٹے دو پیسے کا ہولے لون اس سے کیا حاصل میں نے ابھی شمار کے
 یہ لٹا کہ تک نہیں کھایا پانی تک نہیں پایا ان صرف فریاد پریشیے کا گنہ گار ہوں جو چاہتے اسکی
 متروک دیو قتل کر رہے ہیں بال بچے مر جائیں گے مارے فافون کے میں تو پہلے ہی دہنا تھا جو کچھ میرے
 پاس ہے یہ سب سنو نہ دے نہ تازہ بیروستی تھا و بیان لائے اب یہ الزام لگانے ہو اس سے کچھ فائدہ نہیں
 ہو سکتا جس سے کہ مر رہا ہے اس امر سے، میناں رکھ کوئی بجائے قتل کرے گا تیرا ایکٹاں بھی کم
 نہ آئے گا، خدا پرست بیان کرے کہ خواجہ عمر و تو نہیں ہے اس امر کے پوشیدہ کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا
 اور جو یہ کہتا ہے کہ مر رہا ہے خدا پرست ہے اب ان کو پوشیدہ کرے گا تو کون تو یقین نہ آئے گا کہ یہ مر رہا ہے

ہو گیا ہوا زراہ مہربانی۔ جی پیر ظاہر کر دے کہ تم ہو کون خواجہ سلامت تو نہیں ہو خواجہ سلامت یہ ہم ہو کر جواب دیا
کہ کیا یہ ہو دیکھتے ہو کیسا خدا پرست میں تو خاصہ عجائب پرست ہیں انہوں نے خدا پرست ہو گئے دیوایت
کلمے جو زبان سے نکالو گے تو خداوند کا خاک سیاہ پائے گئے دیکھو اس نے اس میں آ کر
دیوانے نہ بنو اس جو نے اس ضعیفہ سے کہا کہ یہ تو اکیلا کرنا اور اب کیا کیا جاوے گا کیا جاوے گا
اکیلا کر کے چاہے انور میں نہ مانو گے یہ خواجہ عمرو ضرور میرا دل خواہی دیتا دیکھو سلامت
عاسف کو پوچھنا کہ کیا ہو فرزند میں نے خواب میں دیکھا خاک ایک مرد بزرگ مجھ سے نہایت بڑا
ہو جس کا نام نہیں تھا وہ ایک طرف وہ میں تیرے یہاں آ گیا اس کی خواب دیکھو سلامت
دیکھو سلامت وہ شہر میں آ گیا وہاں بہت مدت سے نہیں آ گیا تھا وہاں سے وہاں سے
نہا ہر کہ یہ سنا تو آیا ہوا کر دیکھو یہی اس وقت آئی اور دیکھنا کہ کوئی حد سے نہ پانی
چلی گئی نہ ٹھیکہ آدھرت سے بڑی نشوونما تھی کہ یہ خواب کیسا ہو کہ اس کا طویر نہوا آج تک تو کبھی
خواب غلط نہیں ہوا ہوا ہی سبب سے دوبارہ پھر جا کر دیکھا کہ اب بہر تابت ہو گیا ہے بھی
نہ تابت ہوا خیال یہ کہ اب کی مرتبہ جو مسافر آئیگا وہ خواجہ عمرو بیٹے کے گھر تک پہنچا کر
کھانے کو خود کرے پھر اپنے قاعدہ سے گریبہ کی شہادت مسافر کی طرف سے تھی اور میں دیکھ رہا
تھی کہ اگر یہ مرد مسلم ہو تو اس کے منہ سے وقت نوالہ اٹھانے کے لئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
نکلے گا اور اگر کافر ہو تو یہ کلمہ زبان پر نہ جاری ہو گا بس میرے کہنے سے موافق ہو جائیے اس
مسافر نے نوالہ اٹھا یا کلمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کھلا اس نے بے یقین ہو گیا کہ یہ خواجہ سلامت
اور خواجہ عمرو ہیں میں نے کوہ پکارا چاہے یہ پوچھتا کہ کیا بہت چڑھتے ہیں یہ وہ کی بیٹھ
خواجہ عمرو ہیں وہ میرا خواب صادق تھا ان مرد بزرگ نے بلکہ پہلے ہی جہری تھی کہ بسم اللہ الرحمن
ہو رہا کل آئے گا اگر فرزند یہ خواجہ عمرو ضرور میں اس جوان سے کہنا کہ وہ وہاں سے
بھی یہ ہی خواب دیکھا تھا بلکہ مجھ سے تو ارشاد فرمایا تھا کہ میں کو تو باکرہ لکان مقام پر
ہونا اور فلان طرف سے جو مسافر آئیگا اس کو اپنے مکان پر لانا اور اسے عزیز کرنا میں نے
ایسا ہی کیا میں خود حیران تھا کہ یہ کیا امر ہے مجھ سے تو فرمایا تھا کہ فلان طرف سے جو مسافر آئے گا وہ
ہو گا یہ کی جگہ اسطرح موافق آئے ارشاد کہ ہوا تو یہ تو مسافر ہیں یہ وہی وہی ہے جس سے

اور یہ آتے نہ تھے مگر جہاں تک ہوسکا میں نے کرشمہ کی اور سہ آ یا اب جیلان تھا کہ کیونکر ظاہر ہو کہ
 ایکون میں آیا جہاں کا پتہ و نشان دیا ہو وہ ہی میں یا کوئی اور میں اسی فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے
 آواز دی بس ضرور یہ اور آپ کا خواب عاقل تھا یہ خواجہ عمر میں خواجہ سلامت آن دون کی
 یہ تقریر دہلوا پر بیٹھے ہوئے سن لے جب وہ باہم باتیں کر چکے تو اس جوان نے کہا کہ امیر خدا پرست
 واسطہ ہو اپنے دین و مذہب کا جسے اپنے کو پوشیدہ کریم سب بھی مسلمان اور خدا پرست ہیں
 اگر یقین نہ آئے تو مجھے کلمہ طیبہ سن یہ کہہ کر اس جوان نے بوضاحت کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا
 اور چند قواعد اسلام بیان کیے اور کہا کہ آپ مجھے کسی قسم کا خوف نہ فرمائیں ہم آپ کے دوست
 ہیں دشمن نہیں ہیں آپ کے قدم بہت لزوم کے ایک مدت سے منتظر تھے خدا نے آپ کی زیارت
 سے مشرف فرمایا اب جلد ہم کو اپنے حال سے آگاہ فرمائیے ہمارے دون کو خوش فرمائیے ہم آپ ہی
 کے انتظار میں یہاں مدت سے مقیم ہیں یہ کہہ کر اس جوان نے اور اس عورت نے ہزاروں قسمیں
 کھائیں اب جو خواجہ نے انکی تقریر سنی اور کلمہ طیبہ کو اور قواعد دین اسلام جو بیان کیے خواجہ
 نے بھی انکو انکے چہرہ پر نگاہ کی تو نور اسلام کو انکی پیشانی پر جلوہ گریا یا خواجہ نے دلیں کہا کہ
 غزو یہ دون خدا پرست ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں سچ کہتے ہیں واقعی خدا پرست ہیں اگر کافر
 ہوتے تو اس قدر فصاحت سے کلمہ طیبہ نہ پڑھتے کافر کی زبان سے وہی نہ ہوتے دوسرے
 نور اسلام بھی پایا جاتا ہے اپنے کو پوشیدہ نہ کرو بلکہ ظاہر کرو پریشان کرنے سے کیا حاصل اتوبہ
 بہت پریشان ہو چکے ہیں دوسرا بخون نے کہا کہ آپ بالکل خوف نہ کریں ہم جب قدر بیان لوگ
 میں سب خدا پرست اور مسلمان ہیں انہیں کوئی کافر نہیں ہو سب کو آپ کا انتظار ہے اور سب آپ کے
 متناق ہیں آپ ہی کی شریف آوری کی غرض سے میں نے ہزاروں روپیہ اپنا صرف کیا اور
 ہزاروں کی مثل غلاموں کے خدمت کی آپ کی شریف آوری کی امید ہی میں اب تک زندہ رہا
 ہوں ورنہ کب کا مر گیا ہوتا خدا زبرد خدا اب نہ اپنے کو پوشیدہ فرمائیے اسطور سے جو اس جوان نے
 کہا سب آپ بکار سے کہ امیر جوان میں نے یہاں لیا کہ میں مرد خدا پرست ہوں تیرے کہنے کے موافق اور
 تو نے مجھ کو پہچان بھی لیا مگر یہ بتا کر تو جسکا انتظار کرنا تھا وہ جسکا انتظار میں تو نے ہزاروں روپیہ صرف
 کیا ہوتا یہ قول ہے پس کچھ روپیہ اس شخص کی رونمائی کے لیے بھی رکھا ہو کہ اگر وہ آئے تو رونمائی دو اسکے دل کو

نے زمین پر آئے آتے جاں مار گروہ ساتون تو ترے نذر زنبیل کر لیے وہ دونوں دوڑ کر خواجہ کے قدموں پر
 گر پڑے اور رکھنے لگے کہ ہکو امید نہ تھی کہ ہم یہ قدم دیکھیں گے ہمارے خداوند کریم نے ہکو یہ صورت دیا
 اور شکل رعنا دکھائی گوا سکی امید نہ تھی مراد بانی خدا نے آرزو پوری کی خداوند کریم ان قدموں کو
 ہم سب کے سر پر نامدوسی سال سلامت باکرامت رکھے آج ہکو وہ خوشی حاصل ہوئی ہے کہ اپنی
 مدت العمر حاصل ہوگی آج کو نسا دن ہے ہم کسکے قدم دیکھ رہے ہیں کوئی ہے کہ ہکو ان قدموں پر سے
 ہزار مرتبہ نثار کرتے رہتے جاتے تھے دونوں مان بیٹھے اور آنکھیں قدموں پر ملتے جاتے تھے ایک مرتبہ
 قدموں پر سے اٹھ کر گرو پھر نہ گئے کہ خواجہ نے اس جوان کا سر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میں
 سے بس اب خوشی کر بیٹھے آؤ بیٹھو اور ضعیفہ کو بھی منع فرمایا دونوں مان بیٹھو لگو لگو لان میں آئے
 یہ لکھ کر کہ ہارا تو مایہ ہو کس کے دم نکلا جاتا ہے میں تو کھانا کھانا ہوں یہ لکھ کر دسترخوان پر
 بیٹھ گئے۔ اور قصد کیا تھا کہ لغہ اٹھا کر کھائیں کہ اس ضعیفہ نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کھانا نہ
 نوش فرمائیے گا یہ کھانا زہر آلود ہے اس سب کہنا سنے میں نہ ہر ملا ہوا ہوا اور رسم قاتل ہوا دھر
 اللہ نہ سے نیچے۔ ہارا دیکھ پاش پاش ہو گیا خواجہ نے کہا کہ واہ کیا خوب اپنے بڑی عمدہ وقت
 اور مہربانی کی تھی۔ پروردہ میری جان لی تھی یہ زہر ملا کر کھانا لانے کی کیا وجہ تھی کیا دعوت
 میں عداوت کی تھی میری سچے میں یہ امر نہ آیا کہ بانو اس گریبا گرمی اور منت و حاجت سے یہاں
 لائے۔ سچہ یہ کہ کھانا نہ ہر تودہ کھلانے کا قصد کیا ابھی میری زندگی باقی تھی جو میں نے
 نہیں کھایا اگر کھا لیتا تو ہلاک ہو جاتا وہ تو میرے منہ سے بسم اللہ نکل گئی چونکہ میری زندگی
 تھی جو یہ کلمہ نکل گیا کہ تم لوگوں نے شور و غل مچا یا میں جست کر کے بالائے دیوار چلا گیا اب
 کوئی تیرا۔ باتا میں تب کو آتا اور تم سب کو بیوقوف کر کے اور سب مال و اسباب نذر زنبیل
 کر کے اور تم سب کو بھی اپنی راہ بیتا خیر تم یہ واقعہ بیان کرو کہ یہ مقام کیا ہوا اور کہاں کی سرحد
 اور تم سب یہاں رہنے کا کیا سبب ہوا اور خدا پرست ہونے کا اور میرا انتظار کرنے کا اور زہر تودہ
 کھانا دینے کا کیا باعث ہوا اور یہ بیان کرو کہ کھانا نام کیا ہوا وہی بیان کرتا ہے جب اس جوان نے
 سندسوسن کا نام لیا تھا تو خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہاں سے در بند سوسن کا ضرور تہ پہلے گا
 عجیب نہیں ہے کہ یہی سرحد ہو در بند سوسن کی اس جوان سے معلوم ہو گا کیونکہ راجحہ نے بھی

اسی طرح چلنے کی جائزت دینی تھی ورنہ حال نہ بھی ہو جب خواجہ نے سب تقریر اس سنگ کی
 سننے کے لئے کہنے پہلے کچھ خوش فرمایا تھے پھر میں باطمینان تمام سب حال عرض کروں گا خواجہ نے کہ اچھا
 اب اس آئے وہ سب کھانا آٹھوا کر پھینکوا دیا اور دوسرا کھانا منگوا یا پس ان دونوں بان بیٹوں
 اور خواجہ نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھا یا شکر خدا کی لائے اب یہ کھانا پی کے بیٹے تو خواجہ نے
 کہا کہ ان بیان کرو اس وقت اس دوران نے کہا کہ اے میرے شفیق و رفیق و میرے استاد
 اے میرے سنیس میں تم سے ہواں نہ ہوں میں اس عینہ کا فرزند ہوں ایک میں ہی بیٹا ہوں
 بہت سے لڑکے ہوئے سب مر گئے جب میں پیدا ہوا تو میرے باپ نے میرا نام جمال رکھا
 رکھا اسکا سبب یہ تھا کہ یہاں رہی کاپر واد میرے باپ کے نام کا کہ وہ سن جاو و کی طرف
 سے تھا اس سرمد کا انسا نام کمال ایدر تھا جب میں سن کوئی نو برس کا ہوا میرے باپ نے قصا کی
 بجائے چوکیا اسدا ان سے وہ منصب اور وہ بن خواہ سر کا سوسن سن میری تقریر ہوگی اور
 میرے نام راہری کا رہا ہے۔ دینا ایسا ہے اپنی ماں کو لیکر بیان رہے تھا یہ میری والدہ کا نام
 میمونہ خاتون ہے یہ بہت نیک اور ایسا بہن افغان نے میری پرورش میں بہت کوشش کی
 اور نہارون روپیہ نہ دیا نہ دیا یہ تمام سرمد رہا نہ دیا من کے نام سے نہ ہو
 میری وہ سرمد ہے کہ جس سے وہ میرے اور سوسن دیار و کے کوئی آگاہ نہیں ہے یہ بہت
 در بند ہو سوسن نے یہ طریقہ مفہ کیا ہے کہ جب کواد میرے شکوے سب کرنا ہوتا ہے اسکو وہ ایک
 پیر کا غذا کا ٹھکر کر کے دیتا ہے یہ ایک ایسی علامت تھی کہ جس کی قی کہ سوا سے میرے اور اسکے کوئی آگاہ
 نہ تھا اور نہ جو یہ سمجھتا تھا کہ جب تم اس نشانی کا گناہ بانا تو اس وقت آئے بھی دینا اور
 جاسے بھی دینا جو اندر سے دینا ہے اس کے پاس کا غذا یہ سختی ہو وہ جانے پائے اگر نہ
 تو اسیر کر لینا جانتا کہ یہ کیا ہے یا جو کوئی داخل نہ ہو اور اسکے پاس کا غذا سختی ہو تو داخل
 و نہ ہو و نہ اسیر کر لیا جاسے چنانچہ یہ ہی طریقہ جاری تھا اور جاری ہے اور والد کے وقت
 میں بھی یہی قاعدہ تھا اگر بے نیابت نہ ہاں اس کی ممانعت ہو گئی ہو کہ کوئی نہ اور میرے
 جانے پائے نہ آنے پائے کیونکہ طبع کم تھا کیا ہوا وہ رہا اسے تلامس لوح ضرور آگاہ کر نہ آگاہ تو
 اسکا عیار ضرور آگاہ کیونکہ وہ بڑے غضب کا ہے چاہے اب کوئی نہ اور میرے آگاہ نہ ہو نہ ہو

سکے جانے پاتا ہوا بالکل راہ بند پر خلاصہ یہ کہ یہ مقام در بند سوسن کے نام سے مشہور ہے مگر یہ
 کوہ سوسن کی پشت اور اسکی سرحد پر میان ہے کہ جہاں پر یہ مکان واقع ہوا ہے سرحد پر دربار
 سوسن کی اب اب اس وقت سرحد سوسن میں داخل ہیں بس میں ہمیشہ سے اسی مقام میں رہتا تھا
 اپنی خدمت بجالاتا تھا کئی سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ بادشاہ سابق کے دادا نے جو کہ اصلی راستہ
 در بند سوسن ہر مہینہ آتش خوار سے ملکر بند کر دیا ہے اب کوئی آواز نہ ہے جہاں تک سنا ہے اگر
 کوئی قصد جائیکہ گشت تو اسیر ہو جائے جب تک کہ صریح مان جائیگا وہ راستہ گئے گانہیں گئے
 یہ طلسم وہاں تیار کیا ہے کہ ایک تالاب ہے کہ بیکانہ اسکے استاد کی قبر پر سپردہ شب کو جلسہ سحر
 آراستہ کرتا ہے رات بھر گانا اور نانا ہوتا ہے جو سافر شب کو آدھ سے جاتا ہے وہ اس جلسہ کو دیکھ کر
 وہاں جانیکہ خواہش کرتا ہے جو جو قریب جاتا ہے وہ وہ جلسہ اور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ
 رات بھر وہ پریشان رہتا ہے بوقت صبح وہ اسیر ہو جاتا ہے دن بھر وہ سب اہل جلسہ مرغابیان
 بنی ہوئے تالاب میں شناساوری کرتی ہیں جہاں کوئی مسافر آفت کا مارا سفر نہ جاتا ہے وہ
 کیا جانے کہ یہاں طلسم ہے اس تالاب کو دیکھ کر منور ہوا تھوڑے کی ضرورت سے یا کوئی اور راہ چلنے
 کی ضرورت سے گیا اسیر ہو گیا غابی نے تالاب سے ٹھکر کے سر پر پوش کی اسکے اور پرانی کا قطرہ
 گرا وہ غرق زمین ہو گیا بس اسیر ہو گیا ایک غاب اس سرحد پر چپا رہتا ہے اور دھرت سے کوئی نہیں
 جاسکتا ہے راستہ بند ہے نہیں وہ جلسہ جو ہوتا ہے وہ طلسمی ہے وہاں ناچ گانا بھی ہوتا ہے کیونکہ گانے
 وغیرہ سے بہت شوق تھا میں نے جو نہ اس تالاب پر ہے در شب کو جلسہ ہوتا ہے اور خوب گانا
 ہوتا ہے میں نے ملکہ سوسن سے درخواست کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باکرہ ایک جلسہ ہوا کروں
 کیونکہ بگوانے کا بہت شوق ہے اس جلسہ کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے چونکہ سوسن جبار توبہ
 بہت خاطر کرتے ہیں اور محبت جی کرتی ہیں مجھ کو اجازت دی اور میرے کو طلب فرما کے حکم دیا کہ مال ہمارے
 میں معتمد ہو و رہم اس سے از حد محبت کرتے ہیں ہمارے یہاں کے جلسہ میں آنے کی خواہش رکھتا
 ہے لہذا ہم ملو اجازت دیتے ہیں اور حکم کرتے ہیں کہ اسکو آنے دیا کرو کوئی نہ مانا و چنانچہ میرے
 قبول کیا اس دن سے میں اس جلسہ میں جلسہ لگا اور شریک جلسہ ہونے لگا چنانچہ مجھ کو گانے
 وغیرہ سے از حد شوق تھا علم موسیقی کی تعلیم لینے لگا جو کوئی استاد اسکی خدمت کی اور اس سے

جس

حاصل کیا چنانچہ جہانگیر کا سینہ کو شمشیر کیسے نہ تھا کیا بہ بین خود مہرہ بین گاہے لگی طاق سے
 ملکہ سوسن کی دو دیو کی حالت تھی سن میں شہرہ آفاق و دروہری بین شافق بکھوندا و زہد کریم نے حسن
 و پاکش اور زہد پر غریب دعا فرمایا بہرہوت میں خوبصورت بین و نعل آسمان آسن کے پاندوسہ
 میں اسم ہائے مہرہ و نون کے ہمہ بہرہوت ایک کا نام مہر و نون جو کہ بڑی دختر ہوا و بیوی کا نام
 ماہ و نون ہوا اصل آگے سن کے تگہ مہر و ماہ مہر و نون آگے سن کے آگے سن زہرہ و مہر و
 ماندہ ہوا چنانچہ نعل و نظیر نہیں رکھتی ہیں آخون نے جوئے کہ دلائل مقام پر جلسہ رقص و سرور پارتا
 ہوا نکو بھی گاہے سے اور علم موسیقی سے شوق ہوا نکو یہ جو معلوم ہوا وہ اپنی مان سوسن سے بہارت
 لیکہ آسن جلسہ میں تشریف لائیں اور آکر سندھ و قمار پر جلوہ فرما ہوئیں گانا و غیرہ شروع
 ہوا جلسہ آہستہ ہوا وہ جو طلسمی لوگ تھے آخون نے گانا و غیرہ گایا ملکہ کی دختر و نون نے پسند کیا
 میں نے اپنے طریقہ کے موافق گانا شروع کیا میرا گانا ملکہ ماہ و نون و مہر و نون کو پسند آیا اور
 چھتے ماہ و نون و مہر و نون نے فرمایا کہ تم ہر روز اس جلسہ میں آکر گاتے ہو میں نے ہاتھ باندھ کر
 عرض کیا کہ جی مان ہر روز حاضر ہونا ہوں فرمایا کہ بھوتو اس قدر راحت نہیں ہوتی کہ ہم ہر روز
 آکر آکرین اور شریک جلسہ ہوا کرین مگر ان آخون و نون ٹھیکہ و شریک جلسہ ہوا کرینگے تم بھی آپ
 ہر روز کا آنا موقوف کر دینا ہم آئیں آسن یا کرنا و یہ کہو اپنا گانا گانا یا کرنا کیونکہ ہو تھارا
 گانا بہت پسند آیا ہوا اس عملہ آٹھ روز میں خوب شوق کیا کرو میں نے عرض کیا کہ بہت خوب آتی ہے
 ایسا ہی ہوگا چنانچہ و نون آفت جان بوقت صبح اشکرا پہنچاں کو پہلی گئیں میں بیان چلا آیا
 میں نے آسن سے یہی طریقہ اختیار کیا کہ روز کا باندھ موقوف کر دیا اور آخون و نون جس
 و نون ایک بیان سوسن کے آتی تھیں جانے لگا وراپنا گانا نکو سنا لے لے اسکو بھی ایک زمانہ
 گزرا ایک دن کا ذکر یہ کہ میں جو حسب فائدہ گیا اور شریک جلسہ ہوا اور و نون شہزادہ
 جو آئیں آسن ماہ و نون و مہر و نون سوسن جاوہر و شریک بہاس پٹے ہوتے تو جو کہ اب
 میرا بھی شباب تھا اور اسکا بھی عالم حسن و زینہ بہرہوت گلشن سر و بہار ہوا چنانچہ جو کہ
 دیکھتا ہوں ایک تیر تھا کہ دل کے پار گزر گیا آسن و مہر و نون بیکری بہت تھانہ یہ کہ تھانہ دل
 میں اپنا گھر بنا یا اور استاد یون تو قبل میں بھی میرا وہاں تھا کہ جب تک میں اس جلسہ میں حاضر رہتا

تھا جسے غصہ تک ماہ و شش کی طرف دیکھ جاتا تھا اسکے گلشن جمال کی گلچینی کیے جاتا تھا مگر
وقت تک ٹھکوتیز اچھے برسے کی نہ تھی مرثیہ اسی طور سے کوئی اور قسم کے خیال سے نہیں دیکھنا تھا
بلکہ اچھی صورت جو معلوم ہوتی تھی دیکھتا تھا اب جو سن تیز کو پہونچا تو ملکہ کے عشق نے دل میں گھر بنایا
خدا تک عشق نے نشانہ دل کو کیا اس قدر محبت ہوئی کہ اب بدون دیکھے ہیں نہ آتا تھا سپاہ عشق کی کشور دل پر
چڑھائی ہوئی فوج غم و الم نے دیار دل کے گوشے کا سامان کیا اب وصل کی خواہش ہوئی یہ ہی دل
چاہتا تھا کسی طور سے اس ماہ و شش بری بیکر کو گلے سے لگا لون پیار کروں دل و جان سے نفیتم ہو گیا
میں نے جو خیال کر کے دیکھا تو ملکہ کا بھی سیلان پایا مگر بسبب خوف ملکہ سو سن کے اپنے عشق کا اہل
مگر سکا دل میں آتش فراق سے سوزش ہونے لگی اور ایک آگ مشتعل ہو گئی کہ جو ہر وقت دلوں
جلانے لگی میں ترپنہ گا مگر اظہار کرتا تھا اس خیال سے کہ اگر اس امر کا اظہار ہو گا تو سو سن جاوے
کے ناوار ہو گا اور میری دشمن ہو جائیگی کیونکہ وہ مالک در بند اور فی مرتبہ پور میں اسکا ملازم اور
راہدار ایک دن تو ایوان بھلہ یہ کونسی بات ہے کہ میں اس امر کو اظہار کروں اور میرے حق میں خرابی
ہو کیونکہ وہ کافر ہے ایسا شو کہ غضبناک ہو کر تجھ کو قتل کر ڈالے تو بڑی خرابی ہو چلے دلوں میں
بھجایا اور بہت ہندو نصیحت کی مگر یہ حضرت کب مانتے ہیں اور زبادہ تر بھانے سے بقرار ہونے لگے
خلاصہ یہ کہ اب میں رات دن بقرار رہنے لگا میرا کام ہو گیا کہ رات تو اختر شماری دن آہ و زاری
میں بسر ہونے لگا آٹھویں دن جاتا تھا چونکہ میری معشوقہ کو میرا گانا پسند تھا خوب گاتا تھا بنگوش
تھی کہ جہان سے مکھن ہو علم موسیقی کے خوب طریقہ سے آگاہ ہوں اشعار عاشقانہ خوب گاتا تھا
رات بھر اسکے گلشن حسن کی سیر کرتا تھا و گلچینی حسن و جمال کرتا تھا ملکہ کو میرا گانا پسند تھا کہ میں
گاتا خوب تھا اسی سبب سے ملکہ کو بھی میری طرف سیلان تھا چنانچہ آٹھویں دن اب جو ملکہ
اس جلسہ میں آئی تھی تو بدون میرے سانس کو چین نہ آتا تھا یا تو یہ طریقہ تھا کہ پہر و پہر بیٹھ کر چلی جاتی
تھی یا اب رات رات بھر نہ یک جلسہ رہنے لگی خلاصہ یہ کہ میں فراق ملکہ میں ٹرپ ٹرپ کر بسر
کر رہا تھا نہ سارے روز ہو گئے یہ وہ اسید بالکل قطع تھی کہ ملکہ سے وصل ہو میں اس آٹھویں دن
کی محبت کو غنیمت جانتا تھا سات دن اسی اشتیاق میں کٹے تھے کہ وہ دن آئے تو جا کر اپنے معشوق
کی صورت دیکھوں اور اسکے باغ حسن کی سیر کروں بقول شاعر صرصر گزین وصل تو حسرت ہی ہے

اتفاق سے یہ طریقہ ملکہ نے جاری کیا کہ جب انکا جی علما وہ آسودہ کے کہ جس دن وہ جلسہ میں شرکت لاتی
تین میزگانائے کو جا آتے ملکہ سوسن سے اجازت لے لی تھی بجو اپنے محل میں طلب کر لیا میں وہاں بھی
جا کر خوب گانا تھا اسکو نصیحت جانا کبھی بھی چلا جانا تھا اور کاکے چلا آتا تھا مگر اب دن بدن میری حالت
غیر ہونے لگی آنکھوں میں دھندلی صحبت سے میری زندگی بھی صرف صورت دیکھنے پر میری حیات تھی مگر ہر شام
رات دن اب سولے روٹھے جگوار کام نہ تھا یہاں تک کہ اس قدر بے قرار ہوا کہ ایسا نحیف و زرا ہوا
کہ اٹھنا بیٹھنا دشوار ہوتا اب رفاقت نے جواب دیا صبر و شکیب نے ساتھ چھوڑا عنان اختیار ہاتھ سے
جاتی رہی میرے جواب دیا اب بالکل خوف اس امر کا نہ کہ رسوا ہونگیا جان جائیگی یہ ہی دل میں
قصد کر لیا کہ ابکی مرتبہ جو جلسہ میں جاؤں تو اپنا عشق اس آفت جان پر ظاہر کروں اور صاف طور
سے کہہ دوں کہ تم پر مرنا ہوں اب چاہے اس امر کے اظہار ہونے سے میں قتل کیا جاؤں چاہے زندہ
رہوں کماں تک صبر کروں اور اسناد بہ قصد کر کے خاموش ہو کر بیٹھ رہا اور جلسہ کے دن کا انتظار
کرنے لگا یہ دل کب مانٹا ہی اور کب قرار دیتا ہی نہ مدد بقرار ہونے لگا اور ٹیڑھے لگا جب میرے منوسکا
نویں نے یہ قصد کیا کہ کچھ کھا کر اپنی جان دوں سوائے اسکے کوئی تدبیر اور رہنمائی وصل یا نوید نہ
ہونا محال ہو سوائے جان جانیکے اور خواجہ سلامت یہ قصد مضمر دل میں کر لیا ایک آگشتہ ہی الماس کی
میرے ہاتھ میں تھی اسکو دلدہ سے پوشیدہ طور سے پیسا اور سودا الماس کو اپنے پاس رکھا اور
جس مقام پر میں سوتا تھا وہاں آکر اپنے پلنگ پر بیٹھا اور یہ قصد کیا کہ کہاں تک لون پکھیاں و
اسکے روئے زیبا کا آیا تصویر خیالی اسکی آنکھوں کے سامنے پھرنے لگی میں اسکو مخا طلب کر کے کلام
کرنے لگا اور اندھا عشق اور احساس عاشق نہ بیٹھنے لگا میری نوبت بجنون پہنچی تھی یہ حالت کہ
جنون ہو گیا تھا یہ ہی جی چاہتا تھا کہ کوہ و صحرا کی سیر کروں جنکا لون کو اپنا مسکن بناؤں مگر اب
خیال سے نہ جانتا تھا کہ اگر چلا جاؤں لگا تو یہ جو آنکھوں میں دن صورت زیبا کی زیارت ہوتی ہے کب تک رہے گی
ہیں اس خیال سے کہیں نہیں جاتا تھا نہ کسی کے سامنے روتا تھا اپنے مقام پر بٹھکر روتا تھا اور
گر بیان کو چاک کرتا تھا خلاصہ یہ کہ جب میں نے یہ قصد کیا اور تصویر خیالی ملکہ و برو آئیں میں
اسکو مخا طلب کر کے اس سے ہم کلام ہوا اور جب کچھ جواب نہ ملا تو یہ حالت ہوئی کہ روئے لگا
اُسی حالت میں کہ وہاں ہی میں آنکھ بند ہوئی ویدہ ظاہری تو بند ہوئے باطنی کسل گئے عالم خواب میں

کیونکہ یہاں کہ ایک فرد بزرگ بارشیں سفید بنبرجامہ سبز چہرہ نوہانی میری بالین پر کھڑے
 ہونے میں اوجہ فرما رہے ہیں کہ انہی جمال راہدار اس قدر کیوں بفرار ہوتا ہوا اور کیوں جان دینے
 پر آمادہ ہوتا ہوا ہے انہی جان کو قیمت جان کیوں وصول معشوق سے ناامید ہوتا ہوا سکاوہل
 یہ نصیب میں ہو گا ایک شرط سے کہ تو دین اسلام قبول کر اور دین بالخلع پر لغت کر اور کلمہ طیبہ پڑھو
 صدق زل سے مسلمان ہوا اور جمال راہدار تجھ کو لازم ہو کہ تو دین اسلام قبول کر کے خواجہ عمر کے آنے کا
 انتظار کر کیونکہ خواجہ کے سبب سے وصل معشوق تجھ کو حاصل ہو گا اگر تو خواجہ عمر کی شرکت کریگا اور
 انکی خدمت بجالائے گا کیونکہ وہ درجہ سوسن کی تلاش میں اور ہر آئینے تو انکو در بند سوسن میں پہنچا دینا
 وہ سوسن جادو کو اسیر کرینگے انکے اسیر کرنے سے تیرا بھی مطلب ہو گا اور تجھ کو وصل نصیب ہو گا
 یہی کوشش اور سعی سے اگر وہ کوشش و سعی نہ کریں گے تو کبھی تجھے وصل نصیب نہ ہو گا اگر تو انکے کشتہ
 عمل کرے گا تو تیرا کلمہ پڑی ہو گا تجھ کو لازم ہو کہ تو دین اسلام قبول کر اور خواجہ کی شریف آوری کا
 انتظار کر وہ نظر کر وہ ہفت پیران میں شاد عیاران میں انکی عزت و توقیر ہر ایک پر لازم ہو جس
 امر میں قدم بھین برون اس کام کو پورا کیے ہوئے نہ چھوڑیں انھیں کے قدموں کی برکت سے تو
 وصل یا رسد بہرہ مند ہو گا اور وہ عنقریب آنے والے ہیں اور تو بھی بہت جلد وصل یا رسد بہرہ مند
 ہو گا اپنی جان نہ دے کیونکہ حمزہ صاحبہ ان بیان شریف لایچکے ہیں بے ستون جادو سے
 متقابل ہو رہا ہے بعد فتح کو وہ بے ستون رہ خواجہ عمر کو برائے دریافت حالات در بند سوسن
 روانہ کریں گے خواجہ اس طرف کو آئیں گے تو انکی شرکت کرنا اور اپنا رد و دل آتے بیان کرنا وہ ضرور تیرے
 لیے کوشش کریں گے اور تجھ کو وصل یا رسد کامیاب کریں گے تو خوش ہو گا مگر اپنے دین اسلام قبول
 کرنے کو کہ وہ پہلے بزرگ تیرا سچ طور سے پوشیدہ رہنے دینا اور حسب طور سے تو جلسہ میں جاتا ہی ہو
 مستجاب یا کرنا جب خواجہ آجائیں تو وہ جس طور سے کہیں اسیر عمل کرنا انکی رائے کے موافق کام کرنا
 انکے کہنے کے خلاف نہ کریں کہ بایں فرما کر مجھ کو کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا اور بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی میں الیہ خائف و
 ترسان ہوا تھا کہ سب بند ہو کر رہا تھا انھوں نے مجھ کو تسکین فرما کر اس عالم خواب میں مسلمان کیا میں نے
 اور دین اسلام قبول کیا وہ فرد بزرگ انکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے میں نے قصد کیا تھا کہ اسم مبارک دریا
 کو دیکھ کر میں کچھ ایسا تو ہوا تھا وصل یا رسد کے نصیب ہو گا اور مجھ کو خوشی حاصل ہوئی تھی کہ ہر عالم کو

میں میں بھولوان نہ سماتا تھا فرط خوشی سے اسی سبب سے اسم مبارک دریافت کر سکا کیونکہ میں اپنے
 آپ میں نہ تھا وہ مرد بزرگ غائب ہو گئے میں اسی حالت خوشی میں تھا کہ ایک مرتبہ اگر کسی نے شانہ ہلا یا میری
 آنکھ کھل گئی کیا یہ معلوم ہوا مگر آنکھ کھول کر دیکھا تو والدہ کو سر ہانے کھڑا ہوا پاؤں دیکھا کہ انکی آنکھوں سے
 آنسو جاری ہیں آواز اگیتہ ہزار و قطار رو رہی ہیں میں نے اپنے حواس درست کر کے دریافت کیا کہ یہ کیا
 ایسی حالت ہے بعد بیان فرمائیے کیونکہ آپ ستر پتھر پر ہیں در شکبار آنکھوں نے کچھ زبان سے تو فرمایا
 نہیں میرے گھر سے اپنی گھٹ نہیں اور رو رو کیسے لگیں ای فرزند تیرے دل پر کیا ندری جو تو نے اپنی جان
 دینے کا قصد کیا ہے بعد بیان کر کے سو دھالہ اس کی پڑیا کہاں پر جو کہ تو نے کھائے کے یہ اپنے پاس رکھی تھی
 میرے سر کی آہ بیکہ کھاتا تو میں ہوا اسے فرزند جگر بند تو ہی تو میری زندگی کی آس ہے اس ضعیفی کا سہارا ہے
 تیرے دل پر کیا ندری ہو تو نے مرنے کا قصد کیا ہو پھر بڑا بقیہ بعد بیان کر کے فرزند تو کیوں اپنی حالت کو
 مجھ سے بدلتا رہتا ہے تو ہی تو میری زندگی ہے اب تو ابیدینی نہیں جو کہ پھر تجھ سے تو فرزند مجھ کو نصیب ہو گا
 میں نے اپنا دل لڑا پاتیرے پیچھے کاٹا اگر تو نہ ہوتا تو کون میرا قصہ جو میرے زرق اور میری حالت کی
 فکر کرتا یہ تیرے دل میں کیا سالی تھی جو تو نے یہ قصد کیا کہ فرزند جگر بند ہو اور تیرا خیال جو میں آں ہے
 بخوبی آگاہ ہوئی ہوں تو ان سے قبل مجھ سے بیان کیا تو میں کو شستہ کرتی ملکہ سوسن کے قیوم پر
 جا کر گرائی اور کہتی کہ اے غلامی میں قبول فرمائیے جب میں روتی اور زباں کرتی کہ میرا بچہ ہلاک ہوا ہاں
 ہی پہلے اسے عورن بکو قتل فرمائیے انکے بعد اسکو ہلاک فرمائیے اس خط پر اور یہ کہہ کر تباوا کی جو کہ اپنے
 گلے پر رکھتی تھیں تھا کہ سوسن منظور کرتی اور تیری مراد حاصل ہوتی تو وصل یا رہے بہر وقت ہوتا
 کیونکہ ملکہ رحم دل اور تیرے حال پر اور تیرے حال پر بہت مہربان ہو وہ سرے کوئی تو بد قوم نہیں
 ہو عالی خاندان ہو ملکہ سے تیرا خاندان چھا ہوا وہ صرف حکم ہونے سے اس مرتبہ کو پہنچ گئی تھیں وہ وہ
 خاندانی حالت میں تھے کم میں چار بیسے کی عزت ہوا نکا تو فخر تھا مگر خبر تو نے پوشیدہ کیا میری اور تیری
 زندگی تھی کہ خداوند کریم نے میرے حال پر رحم کیا اور بکوتیہ سے حال سے آگاہ کیا ابھی میں سو رہی
 تھی کہ ایک مرد بزرگ نے خواب میں آکر مجھ کو مسلمان کیا اور تیرے حال سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ بعد
 جا کر اس سے سو دھالہ الماس لے لے ایسا منو کہ وہ کھا جائے گو میں نے اسکو بھی مسلمان کیا ہے اور
 اسکو آگاہ کر دیا ہے کہ خواجہ عمر کے بدولت تو اپنے معشوق کے وصل سے کامیاب ہو گا انکے

آپنی امید رکھو اور انکی تشریف آوری تک تو اپنی جان نہ دے اور انکا انتظار کر اسکو مسلمان کیا تو بھی
 دین اسلام قبول کر اسکو غنیمت جان کہ اس دین کے قبول کرنے کی برکت سے تیرے عزیز کی جان
 بچ گئی ورنہ وہ ہلاک ہو جاتا اور فرزند اخون نے تیرے عشق کی سب حالت در تیری سب کیفیت پرست
 اس حالت خواب میں بیان کی یہ کہ والدہ نے سب حال مجھ سے اول سے آخر تک بیان کیا ورنہ
 مرد بزرگ کی صورت بیان کی جبکہ میں نے خواب میں دیکھا تھا انھیں مرد بزرگ نے والدہ کو بھی مسلمان
 کیا تھا بس جب میں نے یہ حال والدہ کی زبانی سنا میں نے بھی سب حال اول سے آخر تک سب
 بیان کیا اور اپنا خواب بیان کیا اور اپنا مسلمان ہونا بس اور خواجہ سلامت ہم دونوں مان بیٹے
 مدق دل سے مسلمان ہوئے اب جو خیال کرتے ہیں تو کلمہ یاد تھا عالم بیدار رہی میں کلمہ پڑھا اور
 نہ سب عجائب پہنچی پرعت کی وہ بومیر تلب کی بیماری تھی وہ برطرت ہو گئی اور کس قدر لطیفان
 ہوا میں نے وہ خود دیکھا والدہ کو دیا اخون نے اسکو اسی وقت چھینک دیا رات بھر ہم دونوں
 اتنی خواب کو بیان کیا کہ والدہ میرے گنگ لگ کر رہا کہ میں نے آئے اپنے عشق کا فتنہ و خطر
 کیا ماننے کے کچھ ہوئی ہیں تے اپنے ملازم کو طلب کر کے آئے کہا بھائیوں میں نے تو دین اسلام قبول
 آیا اور عجائب پہنچی پرعت کی اگر کو دین اسلام قبول کرنا تو میرے پاس رہو ورنہ چلے جاؤ سب نے
 مان کیا کہ ہم مسلمان ہیں ایک نے بیان کیا کہ ایک مرد بزرگ نے ہکو عالم خواب میں آکر مسلمان کیا اور
 فرمایا کہ یہ سب منہج ہو گا اور در بند سوسن برباد ہو گا سوسن جاو ویا قتل ہوگی یا مطیع اسلام ہو جائے
 عمر و حمزہ صاحب قمران کی الاماعت و شراکت کر گیا اسکا بڑا مرتبہ ہو گا اور جو اسنے اعتراف کر لیا وہ
 قتل ہو گا ورنہ سب مل گئے خواجہ عمر و کے آئے تکس نام لوگ اپنے دین و مذہب کو سوائے اپنے مانک کے کسی پر لایم
 کیا کیونکہ وہ بھی مسلمان ہو چکے ہیں جو میں نے ان لوگوں سے مستنا بہت خوش ہوا یہ ہی کلمے
 ان مرد بزرگ نے مجھ سے بھی فرمائے تھے جتنا تجھ اسدن سے میں آپکے قدم و مہینت ازوم کا منتظر تھا ہر وقت
 یہی دعا تھی کہ میں تیرا غلام رہوں میں اپنی مراد ملی سے کامیاب ہوں میں نے اسدن سے یہ طریقہ
 یہ تھا کہ سب پر جا کر کہہ دوں تھا جو مسافر اور ہر آتا تھا اسکو اپنے مکان پر لانا تھا اگر کافر ہوتا تھا اسکو
 انہ آ لہ لہ لانا کھدے کر دیتا تھا ہزاروں کافروں کو میں نے اس طریقہ سے قتل کیا اور پکا انتظار
 ہوا تو وہ یہ کہ میں نے یہی مراد پوری کی کہ آپکی زیارت سے مشرف فرمایا رات کو وہ مرد بزرگ خواب میں آکر

ایک تشریف آوری کی خبر دی گئی مہو جب انکی ارشاد کے طور پر میں آیا بس میں آپ کے معترف اور ایک قدم ہو گئی
 پرست ہے، ابی مراد تو یہ ہو چکا ہے جس کے خوابہ سنہ فرمایا کہ کیوں حال راہ را رہی وہ جلسہ ہوتا ہے
 اور دونوں شاہزادیاں آئی میں اور تم بھی جانتے ہو یقین ہے دونوں شاہزادیاں ساحرہ ہو گئی حال راہ را
 سنہ میں یہ استاد اسی طریقے سے روز جلسہ ہوتا ہے یہ جلسہ تو مجلسی اور سحر کا درجہ تک میری آتش خوار
 نہ تمل ہو گا سوقت تک یہ جلسہ نہ ہو تو موت ہو گا، وہ ان شاہزادیاں اسی طور پر آئیں دن آئی ہیں اور
 یہ آپ کا نام بھی جانتا ہے، درکار ہر پہن، و سبب تو میری زندگی کے تھے ایک رات میں شوق آٹھویں دن
 و دوسرے آپ کا انتظار خیر خداوند کو کم سنہ آرزو پوری کی کہ بنی زندگی میں وصل باہر کی امید ہوئی اور استاد
 و دونوں شاہزادیاں سحر سے بالکل ناواقف ہیں بلکہ انکی حقیقت میں صاحبین دخواص ہیں وہ ہیں و سبب
 ناواقف ہیں ایک سحر میں جانتی ہیں سوا سے سوسن جاو و اور ان کے ملازموں کے اور سحر آتش خوار
 و ان کے ملازموں کے ساحر نہیں ہیں اصل امر تو یہ ہے کہ سوا سے سوسن و شش و ماد و شش اور ان کے نوکران
 کے بیان سب ساحر ہیں خواجہ نے کہا کہ خیر یہ بتاؤ گداب کس دن جلسہ ہو گا کہ جس دن تم بتاؤ گے حال راہ را
 سنہ جواب دیا کہ استاد آج ہی تو دن ہر میرے جانے کا آج ملکہ آئینگی اور شریک جلسہ ہو گئی خواجہ نے
 کہا کہ ای حال راہ را ہو بھی اس جلسہ میں بجاؤ انہ ہم دان جگر کوئی تدبیر کریں اور سوسن جاو و کو
 قتل یا اسیر کریں اور میری آتش خوار کو قتل کر کے راہ در بند کی کھولیں تاکہ صاحبان بیان تشریف
 لائیں در بند کو فتح کریں مختاری شادی سوسن جاو و کو دہتہ مالکہ ماہ و شش کے ساتھ کریں جان راہ را
 نے عرض کیا کہ استاد اب اس قدر توقع فرمائیں کہ میں آج جا کر ماہ و شش و ماد و شش سے آپ کا آکر رہوں
 اور انکو آپ کی تعریف کر کے آپ کا مشتاق کروں یقین ہے کہ وہ ضرور آپ کو طلب کریں گی کیونکہ وہ کائنات
 بہت شومین ہیں اور انہ مشتاق ہیں جب آپ کے کانے کا حال سنیں گی کہ آپ بہت عمدہ کائنات ہیں تو ضرور
 اس امر کی خواہش کریں گی خواجہ نے کہا کہ تم کیونکر آکر میرے سال سے آگاہ کرو گے آئندہ کائنات یہ آج ہے
 کر کے جاؤنگا ملکہ ضرور باعث دیر کا دریافت کریں گی میں عرض کر دیتا کہ میرے استاد ایک مدت
 کے بعد آئے ہیں انکی خاطر و ملازمت میں عرصہ ہو گیا وہ ضرور دریافت کریں گی کہ میں کائنات
 میں میں بیان کرونگا کہ علم موسیقی کے بیٹے کامل ہیں میں نے یہ فن انہ سے سیکھا ہے وہ بہت
 بعد کے بعد آئے ہیں گو میرا جی اسے کو نہ چاہتا تھا کہ انکو پھر کر آؤں گا آپ کی طرف سے آج کا یہ ارادہ ہے

میں دو ایک غزلیں گا کر چلا جاؤں گا جب یہ بیان کرونگا تو وہ ضرور یہ فرمائیں گی کہ ہم بھی اُنکے گانے کے
مشتاق ہیں ہم کو بھی سنا دو میں عرض کرونگا کہ آپ طلب فرمائیے یقین ہو کہ آپکے طلب فرمانے سے وہ
تشریف لائیں بس وہ ضرور کسی سے آپ کو طلب کریں گی آپ شوق سے تشریف لائیں گے گا پھر آپ کو اختیار ہو
جس طور سے چاہیے گا اپنا کام کہجے گا خواجہ نے یہ سُنکے فرمایا کہ کیوں حال راہدار یہ تو نہ ہوگا کہ میں وہاں
کسی صورت پر جاؤں اپنی صورت کو تبدیل کر کے اور وہاں یہ نہ ہو کہ میری اصلی صورت ظاہر ہو جائے
اور یہ راز افشا ہو میں بھی اسیر ہوں اور تم بھی مبتلا لے بلا ہو کیونکہ تم کہتے ہو کہ جو کوئی اس طرف جاتا ہے
وہ اسیر ہو جاتا ہے حال راہدار نے جواب دیا کہ اسی استبداد یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ امر ہے کہ جو بیرون در بند
سے آنے کا قصد کرتا ہے وہ اسیر ہو جاتا ہے اور وہ مبتلا لے بلا ہوتا ہے یہ امر نہیں ہے کہ جو اندرون
در بند سے اور اس طرف کا رہنے والا ہو وہ شریک جلسہ ہو اسیر ہو جائے اور مبتلا لے بلا ہو کیونکہ
یہ غیر کے لیے ہی باشندگان در بند کے لیے نہیں ہے یہ بھی اس عرض سے ہے کہ طلسم کشا نہ آجائے اسی کے
لیے یہ سارا بند و بست ہو دوسرے یہ طریقہ ہے کہ جو شریک جلسہ ہونے والے لوگ ہیں اُنکو اجازت ہے
کہ وہ جبکہ چاہیں اپنے ہمراہ لاکھن بان اگر کوئی بیرون اجازت مریخ یا سوسن یا آن لوگوں کے کہ جنگو
اجازت ہے جلسہ میں شریک ہونے کی جائیگا وہ اسیر ہو جائیگا بس جبکہ آپ کو نشانہ دیان طلب کریں گی
تو گو یا اجازت ہوئی پھر آپ سے کوئی مزاحمت نہ کریگا راہدار کہ ایسا نہ ہو کہ اس مقام پر ہو چکا آپکا
راز افشا ہو یعنی سبب سحر کے آپکی اصلی صورت ظاہر ہو جائے تو اسکا یہ بند و بست ہوگا کہ ہم اور
آپ اس جلسہ سے الگ بیٹھیں گے اور اب بھی یہ ہوتا ہے کہ میں جو جانا ہوں الگ بیٹھتا ہوں کیونکہ وہاں
تو کارخانہ سحر کا ہے وہ دونوں نشانہ دیان بھی الگ اس جلسہ سے بیٹھتی ہیں اس سرحد میں نہیں جاتی
سامنے جلسہ اتنے فاصلہ پر راستہ ہوتا ہے کہ جیسے یہاں سے میرے مکان کا دروازہ وہاں مریخ آتش خوار
اور اسکے مصاحب ہوتے ہیں اور سحر کی جہلیاں اور یہاں الگ فرش کیا جاتا ہے میں اور دونوں
نشانہ دیان اور انکی خواہش میں ہوتی ہیں بس آپ وہاں کب ہونگے کہ جو سحر کے سبب سے آپکی صورت
اصلی ظاہر ہوگی یا راز افشا ہوگا خواجہ نے کہا اچھا معلوم ہو گیا دوسرے میں اسکا بھی بند و بست
ہو کر ہوگا کہ کیسا ہی سحر کیا جائے میری صورت اصلی نہ ظاہر ہو جس صورت پر جاؤں اسی صورت پر
رہوں حال راہدار نے کہا کہ جب آپ پر یکس سحر بھی نہ پڑیگا تو پھر کیونکر آپکی صورت تبدیل ہوگی وہ تو یہ

اور کہ جو اس غبار کے اندر رہا ہے وہ اس پر بھی ہو جائے اور یہی صورت بھی اسکی ملا ہے ہو جائے خواجہ کے کما ہے
یہ معلوم ہو گیا اب جو میں نے کو تعلیم کروں اس پر عمل کرو میرے بانی کی زبان پر ہے میرا کہ میں نے مکہ میں بطریق و
تعالیم علم موسیقی کے تعلیم کیا ہوں اس طریقے اور قواعد سے آج تم وہاں کا نائب تم کا واور واور
آج گانا تمہارا دلگ ہو گا تو اسکا سبب دریافت کیا جائے گا اور تم صبر کرو کہ میں جاؤں گے اسوقت تم بیان
کنا کر میرے استاد بکا نام قیصر تان توڑ خاں پر و ذرا بہت ملا ہے میں انھوں نے یہ طریقہ بتا دیا کہ اپنے
دل سے ایک ایک شے نکالو تعلیم فرمائے ہیں بس زیادہ دیر یہاں رہنا چاہیے جو اسوقت طلب کیا
جائے میں وہاں جا کر اپنا رنگ بازنگ چھوڑا رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی حال راہدارش غرض کیا
بہت خوب فرمایا کہ آپ آئے کمان سے ہیں اور کوہ بے ستون کی کیا حالت ہے قرب خواجہ نے سب حال
کوہ بے ستون کے بیان ہونے اور بے ستون کے قتل ہونے اور اس کے وزیر و اہل لشکر و مردانہ و
کے بعد قتل ہونے و مردانہ غلام و مرغی کے تریک ہونے اور بادشاہ سابق کے رہا ہونے اور
رنا رجا و وزیر و بے ستون کے قتل ہونے اور پت اور آئے کمان کے رہا ہونے و رہا ہونے و رہا ہونے
اور اس تلاش لوح طلسم و رہا ہونے قتل مرغی آتش خوار کو بیان کیا اور کہ میں اس غرض سے یہاں آیا
ہوں پہلے میرا قصد تھا کہ اصلی راہ سے جاؤں پھر میں نے یہاں کیا کہ اگر اصلی راہ سے جاؤں تو میرا
کوئی ایسی خبر نہ ہو کہ دوسری راہ سے داخل طلسم ہوں پس یہاں آئے اور سرگور و نہ ہو تو وہاں نہ تھا مگر
خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے منزل معصومہ پر پہونچا دیا اور یہاں طریقہ درجہ میں جاؤں گا پھر کیا
دیکھا کہ میں نے کو کر سوسن جبار و کو اور مرغی آتش خوار کو قتل کیا وہاں اور راجہ کے تالار میں گیا ہوں
اور جا کر حمزہ سے بیان کیا ہوں وہ یہاں آکر در بند کو فتح فرمایا جس کو فتح کرین لوگ کو حاصل کرکے اور
نہا رعد ملک باد و شش کے ہمراہ کر دین حال راہدارش ہو گیا آٹھ گزہ خواجہ کے اوپر خواجہ ہونے لگے
سے لکھا اسکی ماں میں آٹھ گزہ جبری خواجہ کی بلا گردان ہوئی اور بہت دعا میں دین و بیان سے لکھا
اپنے مقام پر آئی خواجہ کے لیے کمانے وغیرہ کی خبر یہ کہ میں نے خواجہ نے حال راہدار کو سزا دینی
کی تعلیم و بنا شروع کی ایک نو وہ اس فن سے آگاہ تھا اب یہ خواجہ سے اسکو تعلیم کیا چلے گا
تو میری سنی تعلیم میں ایسا ہو گیا کہ اسکا جواب دینے والا کوئی نہ تھا آفت کا پہلا ہو گیا اول تو جو اس
دوسرے صاحب آواز میرے اس فن سے شوق چوتھے طبیعت دار یہ پوچھتا ہے جس شخص کی تعلیم ہو

ہفت روزہ نامہ علم و ہوشیاری کے ساتھ ساتھ سید باتون کے جمع ہونے سے جاہل ہو گیا دن بھر میں نہ تو چہرہ سے
اسکریٹروں، نگار و نگاریاں، درمیت سے غریبہ تعلیم فرمائے اور اس سے نگوشت سب و ہ گایا
یورہ مذہبی تھا بہت تنگ بین تھا تو اجیر نے بہت تعریف فرمائی، سکو اپنا شاگرد کیا۔ بیات
باتون سے فریخت حاصل ہوئی تو حال راہدار نے کہا کہ یا اے شاداب نما تنہا ان کہاں نہایت فرما
ہیں تو اچھے نہ کہا کہ وہ اپنے سوان کی حوالی میں مع حکیم مقلیدہ موس وغیرہ درپل نشکر کے
نہر و شہر اور تنظیم میں میرے قلم میں میں بیان سے جاؤں، درمیت بیان کروں تو وہ اورو
کو روایت ہوئے اور اگر رہند کو فتح کریت ہمال راہدار سے شگے فاشوش ہو رہا یہاں تک کہ وہ دن
تمام ہوا اور رات کا وقت آیا، آفتاب بہ طرف مغرب کے رہی یونشاہ انجم نے بزم عشرت کو راستہ کیا
محببت عیش و نشاط کو برپا کیا مگر یہ نلک سے اپنا ساز و غیرہ درست کر کے صحبت انجم کو چکا باجمال راہدار نے
بیات کا سامان کیا لباس سے آراستہ و پیرزادہ بان موافق دستور کے بزم عشرت جو کہ باد سے
تاغاب بہرہ فرما رہا تھا ہوتی تھی آراستہ ہوئی چونکہ آج مہر و شش و ماہ و شش کے دنے نادان تھا کہ
سینہ انگ فرش کیا گیا اور یہ سامان کیا گیا ہے ہی شام ہوئی دونوں شاہراہیان آئین صریح نے
بڑی عزت و آبرو سے، مکو، ایکے، قلاب، پٹھیا یا بپ وہ دونوں آپکین رقص و سرود کا سکھ ملا سحر کی
پٹکیاں تاپتے دکھائے تھیں شاہراہیان معدوت ماننائے رقص و سرود ہو میں جب وہ ناچ دگا پٹکین
اور کھانے کا وقت آیا دونوں نے خاصہ کھایا طریقہ بہ تھا کہ بعد خاصہ کھانے کے جو آکر بیٹھتی تھیں
تو حال راہدار کا ناہنقی تھیں اب جو ت آکر تھیں تو حال راہدار کو اسکے مقام پر نہ پایا ماہ و شش مہر و شش
سے کہا کہ اگر میں آج کیا سبب ہو کہ جمال راہدار نہیں آیا تھے کچھ خیال کیا کہ جمال راہدار نہیں آیا اب جو اسکے
کھانے کا وقت آیا تو خیال آیا مہر و شش نے کہا کہ اگر میں سچ کہتی ہو تو اسے کہنے سے شگو بھی یاد آیا نہ معلوم
کیسا ہو بدون اسکے تو ہمارا جی نہ لگے گا کسی کو بھی بکر دریافت کرنا چاہیے کہ کیسا ہو جو نہیں آیا نہ انیکا
سبب کیا ہو کہ وہ نو سرور آنا کوئی نہ کوئی ایسا سبب ہو کہ جو نہیں آیا ورنہ وہ ہارے، آئے
ستہ قبل آجاتا تھا ہم اسکو جہان بیٹھا ہوا پاتے تھے ماہ و شش نے کہا کہ پھر کسی کو بھیج کر دریافت فرمائیے
کہ کیا سبب ہو کہ میں مہر و شش نے اسوقت ایک جوہر کو حکم دیا کہ مکان چر حال راہدار کے جدا
رہے وہ باشت کر دے اسکا مزاج کیسا ہو جو وہ نہیں آیا اس سے ہماری طرف سے نہ آنے کا باعث

در یافت کرتا اور اسکو ہماری حرمت سے دھمکتا رہتا کہ ہم تمہارا نشانہ کر رہے ہیں ہر آنکھ
 ہمارا دل نہیں لگتا ہوتا اعزاز کیلئے سارے جو تم نہیں آئے ہو کر سیکھنا ان چھ ماہ پر پناہ
 آنا عرصہ نکڑا یہ حکم پا کر جو بدار روانہ ہوا وہاں جمال راہدار کو سب قرار دیا ہوا تھا جسے عرصہ
 تو شہر راہدار کو دل بقیہ رہی چاہتا بلکہ اس طور سے وہاں پہنچا باؤں اور اپنی معشوقہ کی باریک
 سے بہرہ مند ہون مگر مصلحت سے اسے ہوا پر سب اس کے جانچنے وقت سے زیادہ تیرہ ماہ گزارا اور
 دیکھا کہ اب جلسہ بالکل آراستہ ہوا اور دونوں شاہزادیاں کھانا کھا کر باہر فرما رہی تھیں
 و تیار ہوئی ہوئی اب میری تلاش ہو گئی اسے خواجہ سے کہا کہ اب اسناد میں باتا ہوں اب میری
 تلاش ہو گئی یقین ہو گئی نہ کوئی میری طلب کی غرض سے روانہ کیا جاسے انشا اللہ میں وہاں پہنچا کر
 بلاتا ہوں آپ یہاں تیار رہتے گا خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ کرو خدا حافظ بس جمال راہدار جو چہ
 رخصت ہو کر اور مکان سے باہر آ کر طرف اس جلسہ کے روانہ ہوا یہاں تک کہ راہ طر کے قریب
 جلسہ پہنچا کہ اسے دیکھا کہ ایک جو بدار ملازمان ملے تھے دھڑکوا رہے تھے آواز دی کہ کون آتا ہے
 جو بدار نے کہا کہ ہمیں ملازم ملے تم کون ہو اسے کہا کہ میں ہوں اسے کہا کہ جمال راہدار اسے کہا کہ ان
 کہا کہ میں بموجب حکم ملکہ منہارے مکان پر جاتا تھا ملکہ گھبرا رہی ہیں اسے آج عرصہ کیوں لگا یا
 شاہزادیوں کو بڑی دیر سے تمہاری تلاش ہو چکی ہو یا کہ دریا کی ریاقت تو پاک مزاج کیسا ہے
 جو آج اس وقت تک نہیں آئے اسے جلدی چلاو نا عرصہ کیوں ہوا جمال نے جواب دیا کہ ایک ضرورت
 سے نہ آیا ہوا ابھی فراغت ہوئی فوراً اور دھڑکوا رہا ہے کہ راہدار نے تیرہ ماہ اور آ کر یہاں پہنچا
 جو بدار نے بڑھ کر عرض کیا کہ جمال راہدار آگے بکھو رہے ہیں اس طرف آتے تھے یہاں تک کہ
 بھی نہ پہنچنے پایا تھا یہ جو شاہزادیوں نے سنا سنا کر دیکھا کہ بدار جمال کے گھر پہنچا تھا
 اسی کی یاد تھی اور یہ خیال تھا کہ نہ معلوم کیا ہے جو نہیں آیا جو بدار نے جو یہ کہا خوش ہو کر سر ہٹا باب
 جو سر اٹھا کر دیکھا اسے عرصہ میں جمال ہی پہنچا تھا اسے جب تک کہ سلام کیا انہوں نے سب
 سلام دیکر بخندہ پیشانی کہا کہ کیوں آج عرصہ کیوں ہوا مزاج تو چھ ماہ تھا ماہ و شش ماہ معشوق کو
 ہوا اسے اس طور سے کلام کرتے دیکھا بقیہ رہ گیا یہی دل نہ پا کر دھڑک رہا تھا
 حسرت دل کو نکالوں مگر جیاد شرم و مسکین ہوئی اور پاس رسوائی اور عزت سے روکا اسے

سرمہ کا تزیین بدیا کہ کیا عرض کروں ایک ایسی ضرورت لاحق ہوئی کہ عرصہ ہو گیا گو میں جانتا تھا کہ آج زیارت سے آپ حضرات کی محروم رہونگا پتھو می تقدیر پر ہی مگر پھر قسمت نے رسائی کی صرف عرصہ ہی ہوا قدر مبسو سی تو حاصل ہوئی گو حاضر تو ہوا ہوں مگر میرا دل مکان میں ہر اور راسکود ہاں چہ و تر یا ہوں آپ کی خفگی اور ناراضی کے سبب سے چلا آیا ورنہ کوئی موقع آج حاضر ہونیکا نہ تھا بخیر معاف فرمایا جاؤں یہ جو خطا سرزد ہوئی ہو کہ عرصہ ہو گیا اور میرے حاضر ہونے سے جو طبیعت کو پریشانی ہوئی ہو آپ ایسا تھوڑا دن کہاں ہاؤنگا مگر آج استقدرا مرکا امیدوار ہوں کہ وہ ایک غزلیں کا کر میں زحمت ہو کیا میری گستانی اور غلامعات فرمائی جائے اور مجھ کو اجازت ملے کہ میں نکال کر چلا جاؤں اب ایسی ہی ضرورت ہو جو میں عرض کرتا ہوں شاہزادیوں نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا ایسی ضرورت ہے کہ انشاء عرصہ کر سکتے ہیں آج اور پھر سویر سے جانیکی اجازت طلب کرتے ہو چال را ہارنے میں کیا کہ کیا عرض کروں کہ کیا ضرورت ہے ایسی ہی ضرورت ہے جو استقدرا گستانی کے ساتھ عرض کیا امیدوار معافی ہوں شاہزادیوں نے فرمایا کہ کیا ہم سے وہ ضرورت کہنے کی توین ہو جو نہیں بیان کرتے ہو جمال را ہارنے جواب دیا کہ ہم غلاموں کی کوششی ایسی ضرورت ہو جو آپ سے پوشیدہ کرینگے اور آپ پر ظاہر نہ کرینگے اگر آپ سے پوشیدہ کرینگے تو بیان کس سے کرینگے وہ کون ایسا آپ سے بڑھکر ہو جو ہر ی پوشیدہ ضرورت کو سنے گا صرف دماغ خراشی کے سبب سے نہیں عرض کرتا ہوں شاہزادیوں نے فرمایا کہ بیان کر دو اگر ہمارے سننے کی ہر جمال را ہارنے نے مسکرا کر عرض کیا کہ مدد فرمائی جاؤں اور قربان ہوں آپ کو خداوند عجاائب اصدوسی سال ہم سب غلاموں کے سر پر سلامت ہو است رکھیں خداوند ترقی حسن و جمال و ترقی حیات و دولت و اقبال عطا کریں میرے عرصہ میں آئیکا اور جلدی زحمت ہو کر چلے جائیکا بہ سبب ہو کہ میرے بڑا اور کہ جسے میں نے کسی زمانہ میں عالم و سیحی کی تسلیم لی تھی اتفاق سے آج اور تشریف لائے ہیں میں بگل میں رہے شکار یا تھا شکار کھیل رہا تھا کہ میں نے دیکھا استاد چلے آتے ہیں میں دیر کر فریب گیا معلوم کیا مزاج پرسی کی اور میرا نیکا سبب دریافت کیا فرمایا کہ میں ایک ضرورت سے اور میرا تھا اکثر تھے مجھ سے کہا تھا کہ میں میرے بہارستان میں رہتا ہوں آپ میرے مکان پر تشریف لائے اور میرا تو خیال ہوا کہ تم سے بھی مل لوں بہت دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی

ایک مقام پر شوہن دن جلسہ ہوتا ہے وہاں ہون بھی جاتا ہوں وہ لوگ صاحب قدر ہیں میری قدر فرماتے ہیں میں آپ کا ہم ایسا کرنے کچھ پیدا کر لیتا ہوں تو آج وہ جلسہ آراستہ ہو گا اور سب کو میرا انتظار ہو گا اگر نہ جاؤں گا تو وہ لوگ ناراض ہونگے نہ پایا کہ جاؤں میں بھی سوتا ہوں پس میں انکو تنہا چھوڑ کر چلا آیا ہوں اس غرض سے آج خدمت کا طالب ہوں کہ وہ میرے عمان ہیں دوسرے استاد ہیں ایسا نہ کہ میرے نہیں کے کسی قسم کی انکو تکلیف پہونچے نہ وہ یہ خیال کریں کہ ہم شاگرد کے گھر پہونچتے اور رہتے جو اس سے اپنی تباہی کی حالت بیان کی تو اتنا ہی سے بے ضرورتی اس خیال سے کہ ایسا نہ کہ استاد یہاں قیام کریں تو بڑی مشکل ہو آستانہ کو کھانا کھا کر سب و گانکی طرف پھیرا میرا صرف ہوجکے سبب سے میں پیار ہوں آپ کا نام بدنام ہو گیا تھا نہ اس لئے کہ اگر ایسا تھا تو تم انکو چھوڑ کر نہ آئے ہوتے کیسے اتنا کھانا بجا ہوتا یا انکو بھی ہمراہ لے آئے ہوتے ہم نے کیا بھی گانا سناتے جب تم شاگردا بیت ہو کہ تمہارا مثل نہ فیہ نہیں ہے تو وہ استاد و کیت ہونگے ہم بھی انکی نصیحت سے بہرہ مند ہونے چاہتے ہو سکتا وہ اس کے ساتھ سارا کرتے جو بدیا کہ ہر اس غرض سے نہیں آیا کہ ایسا نہ کہ آپ کے خلاف ہو کہ ہم محبت تنہا کی ہو یا ایک غیر شخص کو کیوں لے آیا کہ جو نہ یہاں کا باشندہ ہے نہ ہم جس سے آگاہ ہیں صورت آشنا بھی نہیں ہیں دوسرے بخوف ہوا کہ ایسا نہ کہ کوئی خیال کرے کہ یہ کسم کشا سے مل گیا ہو و فلسفہ کشا کو اپنا استاد بنا کر لایا ہو کہ وہ یہاں کے باشندے انکے حال سے آگاہ نہیں ہیں نہ صورت سے آگاہ ہیں اور فلسفہ کشا کی آمد بھی ہوئی ہو وہ کوہ سے نہ تو ان کو برباد کر چکا ہو استاد اسکے بریاد کیے ہوئے اور وہ کو آئے ہیں استاد فرماتے ہیں تھے کہ اب اسکا قصدا و عداوت کا ہو کیونکہ بادشاہ سابق بھی تو رہا ہو اور وہ شریک ہوا ہے فلسفہ کشا کا شاہزادہ یوں نے کہا کہ کوئی ایسا خیال نہ کرنا کہ فلسفہ کشا اس طرف آئے کتا ہو سب کو اس راہ سے گاہی نہیں ہو دوسرے امان جان کا مل طور سے بند و نسبت کر چکی ہیں تم اس امر سے مطمئن رہو خوب کیا تم نہ نہ لڑاتے تو کوئی نقصان نہ تھا نہ ہم ناراض ہوتے بلکہ اور خوش ہوتے چھایہ بناؤ کہ تمہارے استاد کا نام کیا ہے حال نے عرض کیا کہ انکو سب استاد فیض تان توڑ خان کہتے ہیں انھوں نے یہ نام سنا کہ کیا کہ بنے آج تک یہ نام نہیں سنا خوب نام ہوا چھایہ بناؤ کہ اگر ہم تمہارے استاد کو بلا لیں تو وہ آئیں گے کہ کہ کیوں نہ آئیں گے انکو غدر کیا ہو گا آنے میں جیسا نکا یہ ہی پیشہ ہو کہ وہ آپ لوگوں کو خوش کر کے آپ لوگوں سے انجام پائیں اور چار پیسے حاصل کریں تو پھر کس سبب سے انکا رکھیں گے

ایک انکا باعث فخر ہو گا ان دونوں نے کہا کہ وہ کب تک رہیں گے جو بدیا کہ ابھی تو میں انکو نہ جانے درجہ اول
 میں بدیدہ دیکھ انھوں نے کہا کہ اچھا ابھی جلسہ میں ضرور لانا تھا ان کے کہا بہت خوب عنواری کی طلبہ پر کیا ضرور
 اگر آپ کی خوشی ہو تو یہ وقت طلب فرمائیے خواہ کل مکان پر طلب فرمائیے وہ ضرور حاضر ہونگے جو بدیا
 کہ اس وقت انکو تکلیف ہوگی ایک تو وہ راہ کے قشکے ہوئے ہونگے دوسرے وہ سو رہے ہونگے اگر آئیے
 تو کچھ لطف نہ ہو گا انکی طبیعت انگ بے لطف ہر کی و رہا بھی کچھ لطف نہ ملے گا جو بدیا کہ یہ امر
 نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ وقت ایسا کاٹیں کہ ان کو جو بہت ناچیزانہ حالت کی یہ حالت ہو کہ اگر
 صحبت افسردہ ہو تو وہ محنت کو پیش کش کر دیں اگر پیش کش ہو افسردہ کر دیں انکا اٹھنا زمین پر
 سب چاہیں ہنسنا دین بے چارہ دین محبت کا بہت خوب وقت دین بے چارہ دین بے چارہ دین بے چارہ
 گاتے ہیں اور بہت سنہ کماں پر ہیں کیا تعریف کر دیں نہ دیں ان کے کہنا کہ یہ سنہ کماں پر ہیں
 جو چاہتا ہے کہ ہم سمیوتات اور ہا بیچین مگر انکی کج فہم کے خیال سے ان کو کوئی کوشش نہیں ہوا
 نہ کہ تم کہتے ہو وہ مرد ضعیف ہیں طبیعت ہوا درجہ طلبہ بہت ناچیز ہو جاوے کہ وہ کہیں اپنے
 ناگرد کے مکان پر گئے تھے کہ یا رہو گئے حال سے عرض کیا کہ آپ اسکا نہ خیال فرمائیے وہ ایسی
 حالت میں آٹھ آٹھ دن تک برابر بیٹھے ہوئے گا یا کہ دین و فرما بھی انکو اسل نہیں ہوا بدین
 آئی ہر نہ کچھ طبیعت نا ساز ہوئی بدین تندرہ پکوا اختیار ہر نہ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اسی وقت
 طلب فرمائیے آپ کی جو خواہش میں سے پائی تو سقد بھی عرض کیا کہ بدینا کہ پسا اعل کیا جائے
 یا ہو گا تو ہم کل انکو اپنے مکان پر طلب کر کے انکا کانا بھی لائے اور اس وقت بھی کہتا ہوں
 انکو معلوم ہو کہ ہم کسی مقام پر گئے اور کوئی ہمارے اشارہ کے قدر دین ہیں حال سے کہنا
 بہت خوب یہ کہہ کر اسنے سازندہ ان سے کہا کہ سازندہ تو تاکہ میں کہہ گا وہ ان اور اپنی نیت سازندہ
 دل خوش کروں ان دونوں نے یہ کہے جو بدیا کہ ایسا آج نہ نہ ہوا دین بے چارہ دین بے چارہ
 کیونکہ تمہارے استناد آئے ہوئے ہیں انکے کہا جن شوق و ذوق آلیا میں چھوڑ دینا یہ
 خود دل چاہتا ہو کہ گاؤں دارہ سما تو آج یہ جلسہ نہ تھا آپ تو میرے سبب سے تشریف فرما
 تشریف الین اور میں حاضر ہوں اور آپ کو خوش نما ان آج میں وہ میرے ذوق پاکو شام ہوا
 جو کہ آج استناد سے چکو اعلیم فرمائی ہیں ذرا غور سے حالت فرمائیے یہ کہہ کر نے ہاتھ

نے گایا جمال نے کہا کہ یہ سب فیض آستانہ کا ہے کہ انہوں نے کہتے ہیں کہ آستانہ کا یہ گہرا کوہ ہے
 آیا ورنہ میں کب اس باغ میں ہوں کہ کوئی یہ سگھانے کو پسند کرے۔ ان اگر آستانہ کو اپنے باغ میں
 میں انکا ایک دینے سے کہ وہ یہ سب میں سے بھی وہ سب کے سب میں سے نہیں یہ سب میں سے ان کے
 کی صحبت کا اثر ہر وہ ہمیشہ مجھ سے ناخوش رہتا رہتا کہ میں نے اس میں رہتا تو ان کے ہوتے جتنا ہر سب
 تشہیت لائے ہیں شاید کچھ حاصل ہو جائے ماہ و شمس و شمس نے کہا وہ کیا خوب کا ہے ہر وقت
 تو شمس خوش کر دیا یہ میں نے بتا دیا کہ تم سے استاد کو بل کر کھا کا نا بھی سنا۔ آج تو شمس وہ کانا کھا رہا
 کہ جبلا کیا کوئی کاسے کا بیج بناؤ کہ برتن رنگ شمس کمان سے پیدا کیا کہ ہر روز جو کاسے سے تو یہ رنگ
 نمانہ اس قاعدہ سے کاتے تھے جو کہ آج کاسے ہو آج تو تم سے ہو گئے ہوا اب معدوم ہوا کہ آپ بیٹے
 مرشد ہیں آپ کو ایسا کانا آتا تھا مگر آپ نہیں کاتے تھے آج کاسے جمال نے جو ابدی ایک مرشد ہیں آپ سے
 عرض کر چکا ہوں کہ آج میرے استاد تشہیت لائے ہیں انہوں نے کہا کہ تعلیم فرما یا ہوا انکا قصد ہے کہ کجاوش
 کہ میں حضور کے قدموں کی قسم میں ہے اس سے آگاہ نہ تھا یہ صرف انکی صحبت کا اثر ہوا ورنہ انکی کلمہ
 جو سوقت ایسا گایا ہوں ورنہ میں کیا جنت وہ میں پیدا ہوا کانا بنا تھا جو ہر روز کاتا تھا اگر
 ایسا کانا آتا ہوتا تو کبھی میں پوشیدہ نہ کرتا۔ وہ شمس نے کہا کہ میرے جو کچھ ہو چاہے کتا کتا ہوتا ہے
 زمت میں تمہارے آستانہ کے کافی کی بہت مشتاق ہوں ہوں کہ تم سے شمس دیتے ہوا ورنہ انہوں نے ماور
 ان دن جہڑ میں ایسا کامل کر دیا ہوا تو وہ خود کہتے ہوتے تھے کہ میں کانا ہوا ہر روز سنہ پورہ وہ وہ ہوا کہ
 اپنے آپ میں نہیں تو تھا یہ آستانہ دیکھتے ہوئے گو یہ تمہاری آستانہ آج انکو کھا دیتے ہوں کہ وہ یہ
 کے شمس ہوسم میں گذر سوقت کے تمہارے گانے کے زور شمس قوریا ہر روز ان کے ہوتے ہوتے
 مشتاق ہوا اب میرے نہیں ہو سکتے ہیں میں مشتاق ہوں کہ وہ میرے ہوا اب آتی ہوں وہ شمس پائین
 میرے ان کے کانا تو شمس ایسا جمال نے کہا کہ ضرور آئیے یہ میرے شمس جمال راہ را رہا
 تمہارے آستانہ کا حال سنا لیا ہوا تمہارے آستانہ کا شمس کا شمس کا شمس کا شمس کا شمس کا شمس کا شمس
 کے لئے زمت کرو کہ ہم بھی تمہارا وہ شمس خوش ہوں کہ زمت کے لئے تو ہو کی کہ تمہاری مراد سے
 بعد ہوا کہ ہم مشتاقوں کو اپنے فیض سے بہت سے روزم بکھو ان میں سے ان میں سے ان میں سے ان میں سے
 میں کہ نہ معلوم کس ہفتہ تک تمہارا یہاں قیام ہو یا نہ ہو ہم نے یہ رو جائیں اور یہ حسرت رو جائیں کہ

تمھارا گانا نہیں سنا، یہاں تک کہ کمال سے غروم زمین اور آسماں کی زیارت سے ہذا تکلیف
 فرما کر اس چوہدار کے ہمراہ تشریف لائے ہم سب مشتاقوں کو اپنی زیارت سے مشرف فرمائے بعد از عنایت
 ہو گا یہ جو جمال راہدار نے کہا چونکہ مہر و نش و ماہ و نش کو گانے کا بہت شوق تھا اور صدوجہ کا اشتیاق
 ہوا تھا جمال راہدار کی تعریف کرنے سے اور اس وقت کے گانے سے جس طور سے مال نہ کہا اسی طور سے
 جو ہدایت سے کہا اور کہا کہ تو جا کر اسی طور سے باری طرف سے کہدینا جب ملک کہ بیکین تو جمال نے
 جو ہدایت سے کہا کہ میرے مکان پر جا کر رحم خدشگار کو آواز دینا جب وہ باہر آئے تو کہتا کہ تمھارے
 سیان کے جو استاد آئے ہیں ہکواؤ انکے پاس لیچلو وہ ہکواؤ انکے پاس لیچا انکی خدمت میں میری طرف
 سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ استاد ہندو یون نے دیر ہونے کا سبب دریافت کیا ہے میرے
 بہت پوشیدہ کیا جب وہ ناخوش ہونے لگیں تو میں نے آپکی تشریف آوری کا حال بیان کیا انکے بعد
 میں گایا تو آپکے صدر نے سے آج خوب گایا بہت تعریف ہوئی مجھ سے سبب دریافت کیا گیا کہ جیسا آج تم
 گائے ہو ایسا کبھی نہیں گائے اسکا کیا سبب ہے میں نے عرض کیا کہ اسناد کی تعلیم کا سبب ہو کہ
 انھوں نے آکر آج چند نئی چیزیں تعلیم فرمائی ہیں بس شاہزاد یون کو پہلے ہی اشتیاق ہوا تھا انکا
 قصد طلب فرمانے کا تھا مگر خیال زہمت نہ طلب کیا اب صبر نہ ہو سکا اور بقیہ رہ کر آپکو طلب کیا ہے
 ہذا اگر زہمت نہ تو میرے اوپر مہربانی فرما کے تشریف لائے اور شاہزاد یون کو خوش فرمائے بعد از
 عنایت ہو گا یہ ناچار ہوں میں نے لاکھ لاکھ منع کیا مگر انھوں نے نہ سماعت فرمایا میں آپ سے بہت
 شرمندہ ہوں کہ مجھ نا لائق کی ذات سے آپکو اس وقت زہمت ہوگی یہ میرا پیام دیکر شاہزادان کا پیام دنیا اگر وہ
 آئیں تو انکو ہمراہ لے کر آکر آئیں تو جو وہ فرمائیں وہ آکر بیان کر دینا بس وہ بہر طرف مکان
 جمال راہدار کے روانہ ہوا بعد جاتے چوہدار کے شاہزاد یون نے جمال سے کہا کہ جب تک تمھارے استاد آئیں
 اس وقت تک تم گانا تمھارے گانے سے سیدھی نہیں ہونی جو محفل سونی کیوں رہے گا نا ہوے جائے جمال
 نے کہا کہ بہت بہتر یہ کہہ کر چلے گئے اور وہی بیان کرتے ہوئے وہ گاتا ہی خوب تھا جو خواجہ نے
 تعلیم کیا ہے ایسا اسکو دن بھر میں بتا دیا کہ اسنے یہ گنگ کیا کہ سب بچپن ہو گئے اور اس کے از حد
 مشتاق ہوئے جمال نے دلیں کہا اب کیا ہو خواجہ یہاں آئے اور انھوں نے سلسلہ عیاری کا پیدا کر دیا جلا جہان
 انکے قدم مبارک جائیں اور وہ سرزمین کفر آباد رہے یہ غیر ممکن ہے خلاصہ یہ کہ جمال راہدار

گار باہر و رغوب خوب اہل غفل کو خود پر باہر آجھ چو بد بختی و شش و شش طرفہ کمال جمال کے
 راہی ہوا وہ روز و نون آفتابہ مال کے انتظار میں بیٹھی ہوئی جمال کا گناہ سن رہی ہیں اور خواجہ نے
 بعد اسے جمال راہدار کے بنی صورت جزو ہے ایک نصف گوب کی بنائی ہوا اور آپ بھی اپنے کو آراستہ کیے
 ہوئے اس انتظار میں بیٹھ ہوئے ہیں کہ وہاں سے میری طلب کیے گئی اس لئے تو میں جانوں جمال
 گیا ہر دور وہاں جا کر کوئی تدبیر عیاری کی کر و ت خواجہ بیٹھ رہے یہاں کہ سب سے دور آدمی کو ہر اسے
 سلب و پیش تیار ہو گا اسکا کشتہ کر رہے تھے نہ زمین تھی تھی دسی فکر میں تھا اس لئے کہ اور خواجہ نے
 روزانہ سے ہر گیارہ گز نیم بخش حیرت بخش سے آواز دی کہ کون ہو رہا ہے یہاں سے ہوا ہوا
 کہ یہی ذرا ہوا آؤ نیم بخش یا وادہ کشتہ ہوا کیا جو ہر سے کہا کہ میں غما رہے ہیں سکا استاد پاس آیا
 ہوا نہ تیار دیوں سے گویا چہرہ پر صدمہ ہے اور میری خبر کر دو رحیم بیٹھ خواجہ کے پاس آیا و کہا کہ
 جو ہر نہ تیار دیوں کے پاس سے آیا ہوا آپ پاس سے گویا تیار ہو کر کتاب کر کہ گچو پیام لیکر یا ہوں خواجہ نے
 کہ کہ بلو بس رحیم دروازہ پر گیا و اس جہاز کو اپنے ہمراہ ایک خواجہ کے پاس آیا خواجہ بیان ہو گیا
 لیٹے ہوئے تھے جو ہر نے سلام کیا خواجہ نے جواب سلام دیا کہ کہ بیان کرو آیا پیام اس لئے ہو اس لئے
 بات جو کر کے عرض کیا کہ آپ کے تار و جمال راہا رہے من کیا ہر کہ میں توجہ دست میں شانہ دیوں کی خاطر ہوا
 انہوں نے باعث سے ہونے کا دریا نہ کیا میں نے عرض کیا میرا استاد قبیحہ زمان کو طرحان میرے
 بیان بہ جدت کے شریف اس لئے ہیں حکامین غلام و سیدی میں شاگرد ہوں ایک رہا ہے میں اسے عرض کیا
 تھا کہ میرے مکان پر شریف لایا وہ اتوار فرماتے تھے مگر سبب جدت ہونے کے اسکا شریف لانا ہوتا
 تھا آج آفاق سے اور حشر اپنے لئے کے بنا چھ انکی خاطر و ادات میں ضرورت تھا بدین سبب عرض
 ہوا کہ جو میں نے اسے عرض کیا انہوں نے فرمایا کہ انکو بھی سپاہ ہوا لینے اس لئے ہوا تو میں نے عرض کیا کہ
 سبب تکلیف کے کہ انکو راہ کی تھکن تھی میں ہمراہ نہیں لایا و سبب آپ سے ہوا ہوں نہ من نہیں لیا
 تحاب را کہوا اشتیاق ہو تو طلب نہایت وہ فراتہ اپنے لے لینگے مگر انہوں نے بھی سبب جدت کے قبل
 اس کے طلب فرمائے کہ وہ وقت رکھتے تھے ان کے ہر وہ کوہ یا ہو کہ آپ نے تعہد فرمایا میں انکا وعدہ
 اشتیاق پیدا ہوا لہذا انہوں نے یاد فرمایا ہوا آپ را کہ ہر باقی شریف اس لئے بعید از عنایت ہو گا اور
 ساری تقریر اس جو ہر نے جمال را ہدار کی و روز و نون شانہ دیوں کی جو کہ طلب کے بارے میں کہ تھی

انھوں نے اس طرح سے طلب کیا تھا قبضہ تان توڑ خان کے رو برو بیان کی اور کہا کہ اگر طلب فرمایا تو شریف لیجیے یہ پیام آج کو آپ کے شاگرد جمال راہدار نے دیباہی و بیہوشانہ دیوں نے دیا ہے خواجہ خاموش اسکی تقریر سن کر جب وہ کہ چکا سو وقت آپ نے سر اٹھا کر اس سے پوچھا کہ کیا سواری جی لائے ہو؟ عرض کیا کہ جی سواری تو نہیں لایا ہوں صرف میں ہی ہوں حکم کے بموجب آیا ہوں یہ سن کر تھا کہ آپ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ کیا میں اس نالائق جمال کے باپ کا نوکر ہوں یا ان شاہزادوں کا زہریدہ تمام ہوں یہ سن کر خیال سے حویلیاں چلا آیا تو وہ یہ سمجھا کہ اب یہ ریت پرہم ہو گئے کہ جہاں چاہیں گے چلے جائیں گے کوئی بیاقت کے ساتھ نہ طلب کیا گیا ان کے بیان اسی طرح سے طلب کرتے ہیں کہ ایک جو بدرا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ چلے آؤ میری یہ بیاقت نہیں ہو کہ میں بون ہی جنوں اور سی طور سے قدر کی جاتی ہو اور بون ہی طلب کیا جاتا ہے اور صاحب کمال کی اسی طور سے قدر کی جاتی ہے تاؤ کہہ دینا کہ ہم نہیں آئیں گے ایک جمال راہدار دیوانہ ہو گیا ہے جو اسے یہ پیام بھیجا ہے اور شاہزادوں کو کیا کہوں اس تیور سے کہا کہ پھر اس جو بدرا کو دوبارہ کہنے کی جرأت نہوئی خاموش ہو رہا اور کھڑا رہا خواجہ نے کہا کہ کھڑا کیوں ہے جا کر کہہ دے کہ وہ نہیں آتے ہیں میں نے اتنی بہت بہت کہا وہ یہ سن کر برہم ہو گئے اور ریت پرہم ہوئے کہ پھر جواب نہ دیا میں بڑے عرصے تک کھڑا بھی رہا یہ بھی کہا جب مجھ کو دیکھا کہ کھڑا ہے کہ جاؤ کہہ دو کہ ہم نہیں آئیں گے بس وہ جو بدرا کے خاموش و مان سے باہر آیا اور سر پر پیر رکھ کر جھانکا بیان جمال راہدار کا رہا تھا اور دونوں شاہزادوں کا نام سن رہی تھیں اور فیض تان توڑ خان کا آٹھ کر رہی تھیں کہ جو بدرا اگر شاہزادوں نے دریافت کیا کہ لائے انکو جو بدرا نے عرض کیا کہ جی نہیں وہ نہیں آئے ہیں نے آپکا بھی پیام دیا اور ان کے شاہزادہ بھی چلے تو سنائے بعد کے بعد سے دریافت کیا کہ سواری لائے ہو میں نے عرض کیا کہ جی نہیں بس بہت برہم ہوئے اور کہا کہ میں نہ جمال راہدار کے باپ کا نوکر ہوں نہ شاہزادوں کا کیا صاحبان بیاقت لائے کمال کو اسی طور سے طلب کرتے ہیں کہ ایک آدمی بھیجا اور پوچھا کیا انھوں نے چکوا بسا بیجا خیال کیا ہے یا نہیں تو انہی یہ حالت ہے معلوم ہو گیا کہ انکو کچھ بھی بیاقت نہیں ہے وہ کیا قدر بزرگی وہ جمال تو دیوانہ ہے اس کے ساتھ میں کیا بدوان بلائے چلا آیا وہ یہ سمجھا کہ یہ سب جگہ اسی طور سے چلے آیا کر سینگ آئے جب ہزار مرتبہ طلب کیا جب میں آج آیا ہوں بس میں نہ جاؤنگا اسی طور سے کہنا راوی کہتا ہے خواجہ نے بہت کچھ کہا تھا سب اس جو بدرا نے یہاں بیان کیا ناظرین کی خدمت میں بہت بہت

[illegible]

بس اگر آج کو بہت اشتیاق ہو تو تجھ کو اجازت دیکھ اور سو رہی میری ہر راہ یہ ہے جو میں آنکھوں کے آؤں
اب وہ بدون میرے جاسے ہوئے نہ آئینگے اگر سو رہی ہیں جاگتی تب بھی نہ آئینگے کیونکہ انکار کر سکتے
ہیں میں آنکھوں اور طریقہ سے سمجھاؤں گا جب وہ مانگتے چو کہ ان دونوں کو از حد اشتیاق تھا اور
جمال کی تقریر اور تعریف انکی دل پر اثر کر چکی تھی نہ معلوم کونسا انسون جمال نے کر دیا تھا کہ یہ دونوں
بیتار تھیں کما کہ اچھا جائو تم آنکھوں اپنے ہمراہ لیکر وہم یہاں موجود ہیں گو بدون تمہارے ہمارا دل
نہ لگے گا مگر کیا کریں تمہارے استاد کا ہر کو بہت اشتیاق ہوئے کہے گا نا مٹنے کا بہت شوق ہے اور
دل بہت آنکھوں کے لیے بیقرار ہے جمال نے کہا اچھا جانا ہوں سواری کو کہہ دیکھتے تھے ہر دونوں نے
ان کما رو ان کو حکم دیا کہ جوں کا تختہ اپنے پیش رو لے جائیں اور اپنے سوار ہی کا ہاتھ جمال
کے ہمراہ کیا اور کما کے ساتھ ان خستہ کو سرفشت پر سواری کے لے آئے جمال اس وقت پر ہر دو بیکر
اور چند جو بدراوی کما رو رہا ان رہا تھی چنانچہ ان کی طرف روانہ ہوا یہاں خواجہ رشتہ
کے رہتے تھے کہ یہ تھے کہ کیا کہ جو بدراوی نے کو آتے تھے تھے وہاں سے واپس کر دیا اب اگر کوئی نہ آئے تو سب
موت جمال کی تھے رائیگان کی بری ہلشی کی راوی بین کرتا ہی اس وقت جو خواجہ نے یہ سب دیکھا تو اس
خیال سے کہ نہ ہوا اور اشتیاق کا حال بھی معلوم ہو کر کہ قدر اشتیاق ہے جس قدر اشتیاق ہے
استیقار میل کا مہ جلد ہو گا کہ وہ جو ہوا تو اب خواجہ کو اعلان ہوا کہ تم نے بیکار یہ جواب دیا جو بنا ہوا کام
بڑھ گیا خواجہ یہ ملام اور تقریریں سن کر رہے تھے کہ جمال راہدار اور چہ شایب سامان کو دروازہ
پر کھڑا کر اندر مکان کے آیا دیکھا کہ خواجہ باگ رہے ہیں جمال کو جو خواجہ نے دیکھا پوچھا کیا مجلس
برخواست ہو گیا جو تم واپس آئے یا آج تمہاری نصرت دیکھ چکے آئے مال نہ تھا کہ جہ نہیں آئے اپنے کو
آیا ہوں استاد یہ کیا امر تھا کہ آپ نے جو بدراویہ جواب دیا ورنہ میں نہ لائے آئے تھے تھانہ دیوں کو بہت
اشتیاق ہے اور رازہ حد آپ کے گائے کا شوق ہے یہی تقریر نے خوب رنگ بایا اور آج کہ یہ
گائے نے تو فیاست برپا کر دی اسی نے تو شہر آنکھوں پر قرار کر دیا کہ انسون نے اس وقت تیرے دل
میں جو بدراویہ کو نہ کیا گواہ نکالے تھے رشتہ کل سب فراموشی کا قصہ تھا مگر گائے نے یہ
آنکھوں پر قرار کر دیا جب جو بدراویہ نے جا کر کہا کہ تم کما کہ تم جا کر لاؤ پتے تو بہت افسوس کیا
اور کچھ افسردہ سی ہو گئیں جب میں نے بدراویہ کو اجازت ہو تو میں سمجھا کھڑے آؤں تو

نزار بدکش تھا اگر اسکا سراپا تیر کر وں تو اصل طلب فوت ہو جائے گا۔ جسے یہ کہ خواجہ مهر و شرف و تہمت
 ہوئے ہیں۔ حال راہ از خواجہ کو اپنے ہمراہ لیکر طلب میں آیا و دونوں نے نہاد بیان خواجہ کی و نفع دیکھا
 بہت نہیں مگر عیض سے کام لیا جب خواجہ قریب پہونچا تو سبک دم کیا اور وہ عیض ترقی میں جمال
 ہوئی وہ خواجہ کو لیکر اپنے مقام پر آئیں پیری عزت و آبرو سے بگڑی خواجہ سلام سے کھینچ کر سبب
 یہ ٹھونکے اس وقت وہ و شرف نے خواجہ سے کہا کہ اپنے ہمراہ لے کر خواجہ ہر عالم پر کہ وہ و شرف کی طرف
 بنکا و غور کیا کہ سب میں نکاح و آدمی سے خیرگی نہیں کرتی جو یہ کہ خواجہ ہر عالم پر کہ وہ و شرف کی زبان
 کہ جب وہ و شرف نے خود کلام کرنے میں سبقت کی خواجہ نے جواب دیا کہ اگر ملک عالم اسس غلام کو
 قیصران توڑ خان کہتے ہیں میں رہنے والا کو دب ستون کا ہوں سب ستون جادو و کار و مرہم تھا
 وہ میری بہت قدر فرماتے تھے اور حد درجہ کی عنایت میری حال پر کرتے تھے مگر اگر ملک کی بیان
 کروں کہ میری تقدیر نے کیا رنگ بدلا میرا سفدر میں انھیں کی خدمت میں گذرا جس نے مانہ پیرانہ سالی کا
 آیا تو وہ دگر تباہ ہوا میں آوارہ ہو کر ادرہ آیا خدا و ندان خدا پرستوں کا برا کرین کہ شک سبب سے در بدر
 بھرنے کی نوبت آئی در نہ بے غل و غش بسر و قات ہوتی تھی جو کچھ گھر کا اساس تھا وہ سب برباد ہوا
 یوں در بدر بچھے آوارہ ہوئے خدا پرستوں نے آکر بے ستون جادو کو قتل کیا کو دب ستون
 برباد ہوا یہ کہ تمام حالت بربادی کو دب ستون کی بیان کی اور اپنا آوارہ ہونا بیان کیا
 کہ میں آوارہ ہو کر وہاں سے چلا رہا ہوں خیال آیا کہ اپنے شاگرد جمال راہدار سے تو مل لو
 اور اسکو اپنا خلیفہ کرو اسکے بعد ہر مصر جی چاہے چلے جائے اس طرف کو آیا بیان آکر اسکا
 حمان ہوا انھوں نے بہت میری قدر کی مگر اسکے ساتھ پریشان بھی بہت کیا اس وقت میں کبھی
 نہ آتا اگر مجھ کو دب ستون بھی طلب کرتے مگر انھوں نے کچھ جا کر ایسی منت و حاجت کی کہ میں مجبور
 ہو گیا آنا پڑا انھوں نے اس قدر ناچار کیا کہ سوائے آنے کے کوئی چارہ نہوا یہ کہ تمام حالت جو کہ
 جمال سے سُنی تھی سب بیان کی وہ دونوں شے کہنے لگیں کہ اب آپ کسی اور طرف کیونٹا لیتے
 لیجائیں جو ہم سے ہو سکے گا ہم آپ کی خدمت کرینگے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے ہیں کہ بقدر سبب ستون جادو
 آپ کو دیتے تھے ہم بھی اسی قدر دینگے ہاں جو کچھ بہت ہو سکے گا وہ دینگے کیونکہ وہ ایک مرحلہ کے
 حاکم تھے اور صاحب اختیار تھے اور ہم تو ایک غصے کے تابع و اسٹریں و یسے تروت نہیں کہتے ہیں

جوا پکودین بان اسقدر تو ضرور ہو سکے گا کہ آپ خشک رولی کھا سکیں خواجہ نے جواب دیا کہ اگر ملکہ میرا بھی یہ ہی جی چاہتا ہے کہ بقیہ عمر اپنی کسی ایسے مقام پر بسر کروں کہ جو لوگ قدر دان ہوں کہونکہ سب لے ستون جاو و سنے میری عادت خراب کر دی ہے مجھ سے کیسی تلخ زبانی اور زرش کلامی کی برداشت نہیں ہوگی اور جو ملازم رکھے گا وہ تو یہ چاہے گا کہ یہ ہر وقت حاضر رہے اور ہمارے روبرو کایا کرے اب مجھ میں اسقدر طاقت نہیں ہو غلا وہ گانے اور بجانے کے دوسرا کام ہوگا نہیں آتا ہر بان اسکے متعلق جو جو کام میں اس سے آگاہ ہوں انھوں نے جواب دیا کہ اگر آپ کا یہ قصد ہے تو یہ گھر حاضر ہی رہے جو ہوگا ہم حاضر کیا کریں گے جسوقت آپکا جی چاہے ہمارے پاس تشریف لائیے گا اور پکوا اپنے گائے سے سرور فرمائیے گا خواجہ نے جواب دیا کہ میرا جب وہ وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ فرمائیے کہ اسوقت اپنے مجھ کو کیون رحمت دی ہے انھوں نے کہا کہ ہننے آپ کو اسوقت اس عرض سے تکلیف دی ہے کہ گونگلیف تو بہت ہوگی مگر ہمارے خوشی یہ ہے کہ پکوا کا نام سنائیے تاکہ ہم بھی آپکے گانے سے محظوظ ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ میں کیا اور میرا گانا کیا یہ صرف آپکی قدر دانی ہے جو مجھ ایسے نالائق بذلقدیر کے گانے کا اشتیاق پیدا ہوا اور یاد فرمایا خیر جو پکوا آتا ہے سنانا ہوں یہ کہ خواجہ نے جمال سے کہا ستارا آٹا اور ملا زمین گاتا ہوں جسکے جمال نے ستارا نکالیا اسکو ملا یا خواجہ نے گانا شروع کیا یہ عزل جناب تو اب سید علی خان عرف بن صاحب کاشف کچھوی کی تہ و مع کی غزل

مہمان کو ہنسان کے پیشکش پر پان ہو گئیں	حسن انکو کیا ملا بافت جان ہو گئیں	دو ہونان ہوا نکھال شش ہر انسان کو گیا
کاف میں ہوش و گند یوانی پر پان ہو گئیں	جنگلے جرج رض تابان کی تیزی دیکھ کر	زلف کا سایہ پڑا یوانی پان ہو گئیں
پان کھانے سے ہو پکوا اور ہیوانی ہو کا رنگ	سات ہو پکوی کی گنہان تھیں مہ جرجان ہو گئیں	ہن جاناہ کی گرمی سے بادل چھٹ گئے
نغ کے بچے جتیری رفیقین پر پان ہو گئیں	رات کٹنے کی گستاہداری خشک مسیح	بیت ترسہ یو پر پکوا گھڑ پان ہو گئیں
اپٹ نالے ہن تیوں کی مدد سے خون یار	اسکے حاکم کو کیا سنان بھلیاں ہو گئیں	برگم کھٹا تار یکی تب سے جو بچہ جو جس کا
پر شش ز پان تھیں جتنی شمع زندان ہو گئیں	آزرو میں وصل کی دلیں رہیں گلی عمر بھر	ستیرن قہنی جنیں سب بھوسن ملان ہو گئیں
نام حبیب قہن کشا کا ہے کاشف لے لیا	خشک لیں کل سے ہو شکل تمہیں آسان ہو گئیں	بیکر بانہر مل کھتے ہیں ہم اور نہ زر رکھتے ہیں
اچھم سکی کر می بہ نظر رکھتے ہیں	مل نازک کو ران کیون نہوینت کلام	کیا مضم ہم کوئی پتھر کا جگر رکھتے ہیں
بانی کروین ابھی پتھر کو جلا دیں بالک	ہر طر کے مرے نالے بھی اثر رکھتے ہیں	واغ دل سے مرے کو نہ کر نہ چل منو خورشید

ایسا بڑا عرصہ تک وہ یہی رنگ رہا تھا کہ سب کو ہوش آ یا اور سب اپنے آپ میں اسے وہ بیوقوفی
 پر مانت ہوئی اسوقت سب نے تعریف کرنا شروع کی ہر طرف سے جسے تحسین و آفرین بلند ہوئی
 ہر ویش و ماہ و شش سنہ تو اسقدر تعریف کی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہو رہا ہے ہرگز اپنے گلے کے مالے اور جو یوں
 پہنہ ہوئے عقین وہ سب خواجہ کو انعام میں دیا اور کہا کہ اے استاد فیض تان تو مرخان ہم آپ سے
 محبت شہر مند ہیں کہ جو یہ پاس بیان اسوقت کچھ نہیں ہی جو ہم آپ کو دین بھلا ہم آپ کو کیا دے سکتے
 ہیں مگر اسے مجزہ تم کو دیواں نہ یہ خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے ملکہ یہ ہی لاکھوں ہیں ہلو گ تو
 اس مرتے خوش ہوئے ہیں کہ ہلو جو دے خوش ہو کر دے تو عین ہماری بیاقت ہی اگر ناخوشی سے دیا
 تو کس کام کا خواجہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ گو آپ ابھی کا چکے ہیں مگر ہمارا دل سیر نہیں ہوا
 ہی بلکہ اور زیادہ بقیہ ہے اور اشتاق ہے اگر خلاصہ طبع اقدس نہ تو کچھ اور گائیے خواجہ نے
 جواب دیا کہ ملکہ اب پھر کبھی سن لینا انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو کبھی نہو گا ایک غزل اور گائیے اور چند
 اصرار کیا خواجہ مجبور ہوئے جو اب میں کہا کہ اچھا یہ چند شعر غالب کے گانا ہوں انکو بھی سنئے یہ کہہ کر
 پیش پیش سے لے گا لگا اسکا تفلیان درست کین لی میں یہ چند شعر غالب کے گانا ترے سے نظم

میر سے بس میں باتو بار بجو ستم شعرا رہوتا
 میر سے پہلے پر جو آئے و نیا یہ کل کھلایا
 یوں مثالی میری سہرت کہ نشان نہ باقی رکھا
 میں زبان سے نکو سچا کو نہ کہہ با کہ بدوت
 ترے تیرے نکل نکلا کیا میری سہرتوں نے روکا
 تو میرے کش کو کوئی میرے دل سے پوچھتا

یہ نہ تھا تو کاشکس دل پر بٹھ اختیار ہوتا
 وہ کلا تون غیب اور وہ گئے کا بار ہوتا
 میں لپٹا سکے وہی مینا جو کین مزار ہوتا
 میں کیا کروں کہ دل کو نہیں اغتبار ہوتا
 نہ پشیمین یہ بلا میں تو جگر کے پار ہوتا
 یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

یہ چند شعر خواجہ نے لی میں گائے ابکی مرتبہ سب کو لبھل کر دیا کس میں یہ حالت نہ ہی کہ کچھ کلام
 کر سکے سب بیوقوف ہو کر رہ گئے عجیب عالم تھا سوا اس خواجہ کے کہ وہ تو گارہت تھے اور کسی میں
 رہ نہ تھا انھوں سے برائے شک کہ بہت جاری تھے ہوں پہنا لے تھے زبان پر صدائے آفت
 تھی یہ حال تھا کلام گزنا حال تھا سب بیوقوف تھے خواجہ نے یہ رنگ دیکھ کر لی بکانا اور گانا موقوف
 کیا اور طاموش ہوئے اسوقت بڑے عرصہ تک کوئی اپنے آپ میں نہ آیا سب بیوقوف رہے

جیسے وہ حالت کم ہوئی اور وہ سنان برطرات ہوا سبکو ہوشیار کیا یہ ایک نے اپنے حواس و ہوش
 اپنے اپنے تعین کرنا شروع کی اور جو جس نے ہوشیار ہوا وہ نواہ تو دیکھتا تھا کہ جس کے ساتھ کیا ہو رہا
 تھا یہ نواہ ہوشیار ہیں جب سب حواس میں آکر اپنے مقام پر ٹھہر چکے اور وہ حالت برقرار ہوئی
 اور وہ نواہ ہوشیار ہوا جس نے نواہ کے گانے کی عاشق ہو گئیں اور جہاں کی طرف دیکھ کر گنا
 کہ رقیب جیسے ہی شہنشاہ کی تھی اس نے زیادہ تر یہ انیوان نہ بے ستوان ہوا وہ انکی تہذیب یہی
 لائق ہیں کہ انکو پیشہ پاس سے بداند کرے خیر اگر انکی مرضی ہوگی اور خوشی تو ہم انکی کجنامہ سے بچنے
 گو اس وقت نہیں ہیں نہ اپنے مکان پر کیونکہ اب بسا شخص سنانوں پر ہنسی کر گیا تھا کہ جو ایسا
 تھا کہ نہ یہ گنہگار ہو سکتا ہوتا یہ ادارہ مسعودات بہ کائنات اور قسم کا ہوا جنگ بحث یہاں کا نا
 گستاخ ہی نہ تھا کہ دل کے گنہگار سے کہتے ہیں کہ انسان اپنے آپ میں نہیں رہتا ہر گز خود ہوتا ہے
 اب اسکی کیا تعریف کیے کہ رقیب یا اسکا سحر ساری ہر کسی کو رستہ دل سے نہیں ہوتا ہے یہی جو چاہتا
 ہے کہ گنہگار ہو جائے یا نہیں خواجہ نے جواب دیا کہ ہر گز نہ، موقت تو میں چہرہ میں کا یا نہ لے رہا
 ہو گا تو مایا ہی سب آپکی قدر دانی ہر مان اگر ہو گا کہ رستہ نواہ ہوا اور دل بھی خوش ہو تو اگر
 سنان و دل جو میرے سنانوں کے مجاہد تعلیم کی ہر گز ہر ملک بہ جلسہ کن سا ہر کہ جو با اس کے ملک ہر گز
 کیا آپ لوگ عاری نہیں ہیں ملک نے جواب دیا کہ یہ آپ کیا گنا کہ جلسہ با اسکا ہر گز خواجہ نے
 کہا کہ اور کیا جو لطف صحبت اور لطف زندگانی اور باعث ترقی روح اور سب دفع رنج و غم
 و باعث قوت دل و سرور قلب ہر وہ ہی اس جلسہ میں نہیں اس کا جہر چاہتے ہیں ہوتا ہے کہ
 نہ ہونے سے با اسکا بیت بے ملک ہر اگر شراب ناس کا بھی جام چستا جاتا تو دونا لطف اس گنا
 کا ہوتا اور آپکو مزہ حاصل ہوتا ہر ویش و ماہ ویش نہ کہی کہ واقعی اپنے ہی گنا گناں سے تمام پر
 ہر گز ہر گز کوئی شر بخوار می نہ کرے اس سب سے ہر گز بخور ہر گز نہ ہو گنا تو اس کے سب سے
 عادی ہیں کیا آپکو بھی اسکا شوق ہر خواجہ نے جواب دیا کہ ہر ملک و انسان کو ان ہر گز سنان
 نہ ہر گز کفزا ہو جو اسکا شوق نہیں ہوا اور اسکی لذت سے گناہ و زور انسان کب ہر گز
 حیوان ہر ملک میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہی تو باعث زندگی اور دافع غم و غم ہر گز
 خوشی دل باز قوت قلب ہر گز اسکا ایک جام بھی پی لیا جائے کیسا ہی رنج و غم ہو تو ہر گز

ہو جائے جسکے پیٹ سے لطف نہ رگی حاصل ہوتا ہو وہ نہ دانتا ہو کہ انسان تمام عالم کے بچے و اہم
 کو جھول جاتا ہے اور مردہ خوشی حاصل ہوتی ہے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہیں رہتی یہی پس جو شہر
 ایسی ہو اس سے کس طور سے نفرت کو پائے اور کیونکہ ان کا تعلق کیا جائے ہیں تو بہت عادی
 ہوں دم بدم عام پر جام پیتا ہوں جب تک بخوش نہ بنیں ہوتا پھر سے گنا یا نہیں جاتا ہونے کی وجہ سے
 انگریز اکیان اور جواب بیان اسنے لگی ہیں باتو یہ ٹوٹنے کے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بچہ جاتا ہوتا
 مہر و نش و ماہ و نش نے جو اید یا کہ استاد ہم مجبور ہیں اگر نمانت نہوتی تو ہم ابھی آپکے تہاب
 سنگاتے خود بھی پیتے اور آپکو بھی پلاتے خواجہ نے جواب دیا کہ اگر بیان تہاب کا پڑ جائے تو ایک کمال
 میں آپکو اردو کھاتا کہ وہ کمال اپنے آج تک کبھی نہ دیکھا ہو گا نہ اس طرح کی ساقی گری بھی ہوگی
 کہ جس طور سے میں ساقی گری کرتا مہر و نش و ماہ و نش نے کہا کہ وہ کیا کمال تھا جو آپ دکھاتے
 اور کس قسم کی ساقی گری دکھاتے جواب دیا کہ وہ یہ کمال تھا کہ پاؤں میں گنگرہ باندھا کہین
 است ناپتا اگر استاد ہوتا تو ایک گنگرہ بولتا یا نہ بولتا یا پانچ یا دس یا تمام جیدہ احکم ہوتا اور
 بولتا حکم ہوتا ہی پوچھتے اگر حکم ہوتا تو ایک ہی نہ بولتا اور ساقی گری کا یہ طریقہ ہوتا کہ نہ بولتا نہ
 کہیے نہ کہتا اور گت ناپتا جاتا اور ایک قطرہ نہ گرتا غالی پر کہتا اور گت ناپتا جاتا اور ایک قطرہ
 گرتا مہر و نش و ماہ و نش نے کہا کہ ساقی یہ کمال اور یہ نمانت آج تک نہیں دیکھا اگر یہ کہ
 مہر و نش یہ نمانت تہاب کا چرچا ہی نہیں ہو سکتا ہر دوسرے اب ترے ہی قریب یہاں اگر وہ بولتا
 فرمائیے اور ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائیے تو کیا مضائقہ ہو یہ بھی کہاں آپکا وہاں ہوا اور
 مہمانت خوش ہوں آپکی بدولت اس کمال سے بھی بہرہ مند ہوں خواجہ نے جواب دیا کہ آپ کو اب
 حذر ہو آپکے دولت سرا پر آنے سے مگر ان اگر عزت و آبرو کے ساتھ طلب فرمائے گا تو یہ کہ
 غدر نہ کرے گا اگر اسکے خلاف طور سے طلب فرمائے گا تو ہرگز ہرگز نہ حاضر ہوگا انھوں نے
 جواب دیا کہ جی نہیں ہم آپکو سا تہ عزت و آبرو کے طلب فرمائیں بلکہ ہمارا فشاء تو یہ ہے کہ اب
 آپ کہیں نہ تشریف لجائیں ہمارے غریب خانہ پر تشریف رکھیں جو نان و نمک ہموں سے نہر نہر
 قبول فرمائیں خواجہ نے جواب دیا کہ خیر اسکا تو جواب میں آپکو پھر نہ دیکھا ابھی تو میں اپنے شاگرد کا مہمان
 ہوں جب انکی مہمانی سے خدمت ملے گی اور فراخت ہوگی اور جاسے لگوں گا تو آپ سے خدمت

ہونے آؤنگا اسوقت اسکا ذکر فرمائیے گا جیسا موقع ہوگا ویسا جواب دیا جائیگا اگر میری مرضی کے موافق ہوگا اسکو قبول کرونگا ورنہ اور کوئی گھڑ تلاش کرونگا ہر دوش و ماہ و شش نے کہا کہ بہت بہتر سواری مرضی یہ ہوا و رہم آپ سے اسوقت وعدہ لیتے ہیں کہ ہم آج اپنے باغ میں جلسہ آراستہ کریں گے اور آپکی دعوت بھی ہر لہذا سواری و چوہدار حاضر ہوگا آپ اس کے ہمراہ مع اپنے شاگرد جمال راہدار کے تشریف لائے گا خواجہ نے جواب دیا کہ بہت خوب حاضر ہوں گا گو میں انکار کرتا مگر حسب آپنے دعوت کا نام لیا تو میں بخیر ہو گیا کیونکہ میں نے اپنا یہ طریقہ رکھا ہے کہ جو کوئی مجھ سے دعوت کا اقرار لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے دعوت کی ہے تو میں انکار نہیں کرتا ہوں خواہ وہ اعلیٰ درجہ کا ہو خواہ ادنیٰ درجہ کا میں انکار نہیں کرتا ہوں بلکہ جہاں آتے کہا کہ میں نے آپکی دعوت کی ہے میں نہ کہا اچھا میں آؤنگا اور میں آیا جو اسکا دیکھتا ہوں اسنے مجھ کو گستاخیا میں نے اسکی خوشی کے لیے ایک آدم غزل ہوئی کالی تھوڑی دیر تک یہ گھڑ چلا آیا اب جو دعوت کا نام آیا ہے تو میں ضرور آؤنگا آپ سواری و چوہدار بھیجیے گا اٹھون نے کہا کہ میں یہ خوب یہ کہتا ہوں نے کہا کہ اس استاد اب تو صبح ہی قریب ہوا و رہیہ جلسہ بھی بہت خاصت ہوئے گو ہر ایک ایک منزل اور سگائیے اور یہ کو خوش فرمائیے اگر تکلیف نہ ہو خواجہ نے جواب دیا کہ گواہ ہوں کہ بہت گیا ہوں مگر مجھ کو تمہاری خوشی منظور ہے لہذا خواہ مجھ کو تکلیف ہو خواہ راحت میں تمہاری خوشی منظور کرونگا کیونکہ اسوقت میں تمہارا مکان ہوں اور یہ مکان کو لازم ہے کہ میرا مکان کی خاطر اس وقت یہ کہتا ہے کہ کو درست کیا اور یہ غزل نواب سید علی خان عرف نواب میں صاحبہ اشف لکھنوی کی کالی غزل

کس تعلقہ روئے دل میں یہ داغ بھر دیے ہیں
تاریلی خس کا کیا غم کیر و مست کر
یکتر نفس اثر و ن میں اتنی نہیں ہو طاقت
است نہیں کسی کی فریاد چپ ہیں بیٹھے
اس نہی نفس کو اڑھاتا کیا میں لیس کر
وہ ان نہیں ہیں ایستہ نہیں رہے نمایان
کیا چیز ہے جنم جس سے ڈرون میں و اعظم
کیوت ہوں نہ پانی پانی ساون کی ہیں گھٹا میں

کستے چرخ روشن کعبہ میں کر دیے ہیں
بخت چرخ روشن داغوں کے کر دیے ہیں
کس کام کے خدا نے بھر مجھ کو پر دیے ہیں
تو نے خاتون کے کیا گوش کر دیے ہیں
مہیا د پر جو تو نے میرے کتر دیے ہیں
موتی دین میں گویا خالق نے بھر دیے ہیں
دل کے مرے تھرے دوزخ میں بھر دیے ہیں
جل تھل برس برس کے انکھوں نے بھر دیے ہیں

ایر چشم ترست چو مناسبت گیا
است تو بچیون بچیون تالاب بھر دیے ہیں
ابر و کان وہ کاشت ہر اندون کشیدہ
غیروان نے کان اُنکے سنتا ہوں بھر دیے ہیں

یہ غزل گاراستے بھیروین میں دوسری غزل تو اب صاحب موصوف کی شروع کی کیونکہ خواجہ
کو منظور یہ ہر کہ ایسا رنگ جمان کہ کوئی پہلو عیاری کا باقی نہ رہا اور میرا سکہ اُنکے دلوں پر
بٹھو جائے تب خوب طور سے عیاری ہوگی یہاں ذرا ہوشیاری سے کام کرنا لازم ہوا یہ عجیب
سے غزل ایک غزل کے بعد دوسری غزل بد و ن کے شعر و مع کر دیتے ہیں چنانچہ
یہ دوسری غزل بھیروین میں شعر و مع کی کیونکہ صبح کا وقت تھا غزل

جدا کی مین تبوں کی داغ چھنے دل پہ کھائے ہیں
جراغ آستین ہی چھنے طاق کعبہ میں جلائے ہیں
ہوا سے اُڑے گیسو کب رخ جان پائے ہیں
سیم بادل کے لکے حسن کے گلشن پہ پھولے ہیں
بنان شعلہ رونے دل جو عالم کے جلائے ہیں
خداوند یہ کیسے آگ کے چتے بنائے ہیں
سفر کے تھوڑے کھو ہو گا تمہیں رور و اد عاشق کی
کھین کی ایک کیسے تیر کے مددے ٹھائے ہیں
جگہ رین کیوں امی و اعلیٰ نہیں ہم خانہ دل میں
خدا نے طاق کعبہ میں تبوں کے گھر بنائے ہیں
تھیں ہر روز شب گردش مثال ہو و مد ساتی
جو کوزہ گرے میری خاک سے ساغر بنائے ہیں
یہی جی چاہتا ہے پھینک دین اب جیر کر پہلو
دل بیتاب کے باقون سے ایسے تنگ لے ہیں
مہ تو پراچانک پڑ گئی ہر جب نظر راہی
کسیکے ابرو سے خمدار ہو یا د آئے ہیں
تکیہ بن آسکے یہ کھین قبر میں عالم سپر اغان کا
کنول داغون کے ہمے آہ سوزان سے جلائے ہیں
اندھیرا دیکھ کر شب کو نرمی وحشی کی تربت پر
جواغ آنکھوں سے آکر غول صحرائے جلائے ہیں
لگا دے جانکر ٹھوکر نہ کوئی مسست امی ساتی
اسی سے شیشہ دل کو بغل میں تم بٹھائے ہیں
تصویر سے بندھا ہر وصل کا سامان شب و وقت
کہ تصویر خیالی ہم کیجے سے لگا لے ہیں
نشتون سے نہ ڈر تربت میں آنکھیں کھول دے کاشت
سر بالین مدد کو حیدر کر آئے ہیں

اب جو خواجہ سے یہ غزل بھیروین میں گائی ایک تو صبح کا وقت تھا دوسرے تو اجہ کا گانا میرے
وہ آواز وہ لحن عجیب ہی سمان ہو گیا ماہ تابان شہر را کر او خواجہ کے گانا سننے و تاب نہ لاکر
شہر و حیران ہو کر مغل سیارگان کو برخواست کر کے مع اپنے ہمارے ہوں کے طرف عتہ کر پھر

کے راہی ہو آند آیتھہ یہ روزگار نشا لکھا نہ تھا۔ تو ستر مرغ ہوئی وہ چراغوں کا کھنڈ
 کا وہ لک بیزدنی وند و شہرہ پھر یہ پند و اندیشہ کہ ایک دنیا تھا وند
 لک کے لئے تو کسی دن وہ نہ باقی رہا تھا سب جوان ہوتے تھے کہ پھر پھر می نے اپنا یہ
 تیرا فتاہیہ کتاب کی نہ مرغ ہوئے تیرے تھکانے والے غروب ہوئے تیرے لئے
 اور دیکھ اپنی پھر وہ نہ تو رفت کی ہرے و بدستہ نہک پھر مارا جب بکو ہوتی تیرا کوئی
 پھر تیرا کیا نہ پھر یہ سب نہ ہو جیت گیا کہ کیا کہیں پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 کہ پھر وہ لکے جا میں وہ ہمیشہ بائیں اگر اب یہاں شہر ہے ہیں تو خلافت طرہ طرہ کے وہ
 انار چھوٹی ہم چکا کا نام لکھتے اگر خداوند نہ لکے تو اچھے لکے کہا میں بھی ناچار یہاں رہتا ہوں
 چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت سے جاں نہوں گا بھلا آپ کے ہیں بھی تو ناچار ہوں آپ دیکھو یہاں
 رہتے والے ہیں میں تو یہاں کی حالت سے آگاہ بھی نہیں ہیں کہ یہ کیا مقام ہوا رہا ہے کیا
 کا رخاں ہوا رہا یہ جیسے غرض سے آراستہ ہوتا ہر شب مہر و شمس و ماد و شمس لکے لکے
 یہ سب چہ چہ رہا رہا سو سن کی جسکی والدہ ماجدہ حاکم و مالک ہیں اس تالاب سے جو پھر سو سن کا
 مدثر مرغ ہوئی چہ سہا سے باند آواز جو بیان کا بادشاہ تھا جسکا وسیع پند و پند و پند و پند
 یہی دلہن و زور دیکر کہیں لکے نے مغرب کر کے بیدار کیا تھا اور نہ کمال جو کہ آج کل بادشاہ طرہ
 وزیر بادشاہ کا مہکے بلند آواز کے دادا نے لکے کے یہ جو میری آتش خوار یہاں ہو جو وہاں
 لکے و سو سن جاو میری مات سے ملاقات لکے اور اسنے با ہم مشورہ کر کے سرحد و بند
 بنایا اور میری کو اسکا مالک کیا کر میری قتل ہو جائے تو یہ طالعہ ٹوٹ جائے لکے نہ پھر
 لکے کے یہ تالاب بھی تو کا ہوا و لکے کے اندر اسکا دست و آفتاب شعلہ پیر کی تو آگ لکے
 بنا ہوا لکے کے حجاز میں یہ ہمیشہ بیان میل کرتے تھے میری پھر پھر و سن آدمی اسنے لکے کے
 لکے کے بند آواز کے دادا نے میری سب کہا کہ میں میں پڑا نہ رہتا ہوں اور یہاں
 کرتا ہوں بس میری نے قبول کیا انھوں نے اور میری نے لکے کے کیا کہ غبار پڑا ہوا اور اس سرحد
 میں لیا میری نے لکے کے بہت سی تبدیلیاں پھر کہیں وہ یہ طریقہ مقدر کیا کہ سب پھر سرحد
 جلسہ آراستہ رہتا اور دن بھر تپتا رہتا تھا ان میں ہوتی تالاب میں پھر پھر و سن لکے کے

جو کوئی امر ضروری اور اس امر عدل میں داخل ہو تو رنجانی نکل کر جسے سر پر گردش کرے اور وجہ
 جسکے سر پر نظر بانی کا گوے وہ آنے والا غرق زمین ہو جائے اور اسیر طلسم ہو جائے شب کو
 آنے والا طلسم کی حالت دیکھ کر طلسم میں آنے کی خواہش کرے طلسم میں بیٹھ کر بھر کرے
 حبیب دیکھ تو یہ دکھائی دے کہ وہ ساتھ طلسم ہو حبیب اور کو چھے طلسم تک نہ پہنچے تو آواز
 طلسم کی طرف قدم پڑ جائے وہ وہ جاسد و رہوتا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے اور وہ تو یہ
 غبار ہو چکا اسیر کر لیا جائے اس قسم کا طلسم تیار کیا گیا جو نیکو سیما سے بلند آواز کے دوا دہانی
 دیا یہ طلسم تھا اس میں شراکت مریج کی بھی تھی اور انکھون نے مریج کو اس کے جزو کل کا ناکہ کر دیا
 بدین سبب اس کے مرنے کے بعد بھی طلسم اور انکا سحر برقرار رہا ان اگر مریج قتل کیا جائے تو یہ
 طلسم بہ طور موت آنکی غرض اس در بند کے ساتھ بند کرنے سے تھی کیونکہ اسی در بند میں
 کسی مقام پر لوح طلسم پر جسے تمام جان اور دیگر اراکین مثل بادشاہ و وزیر تک آگاہ ہیں
 اگر لوح طلسم بدین والدہ ماجدہ کی شراکت کے یا بعد انکے قتل ہونے کے مل سکتی ہے یہ کہہ نہیں
 کہ بادشاہ طلسم باد و سر کے رکن طلسم اسکو حاصل کر سکیں اس امر سے عزت آگاہ ہیں کہ در بند
 سو سن میں لوح طلسم پر اس سے سوا اسے والدہ کے و سر اس شخص آگاہ نہیں ہو کہ اس تمام پر
 ہر در رکھان ہو وہ تو جانتی ہیں اور آگاہ ہیں اور اسکو اسکے حاصل کرنے کا بھی طریقہ معلوم ہے
 ان امور ان سے سوا اس کے کوئی آگاہ نہیں ہو وہ جسکو چاہیں لوح و بدین یا اسکو تمام لوح سے
 آگاہ کر دیں یا اسکو طریقہ لوح کے حاصل کرنے کا بتا دیں تو لوح مل سکتی ہے مگر اس امر کی قسم ہے
 و بعد ہر کہ کسی کو لوح دینے نہ مقام لوح سے آگاہ کریں گے نہ اسکے طریقہ سے کہ جس طریقہ سے
 لوح دینا ہو یا کسی کو آگاہ کریں گے بنا پنہ یا نہ اس سے عیب ہماری سبب سے چلی آتی
 ہر در رکھان سے ایک دوسرے کو حال لوح سے آگاہ کیا ہی چنانچہ ہماری نانی نے والدہ سے
 کہہ دیا کہ وہ نانی نے میری والدہ کی مان کو اسی طور سے کہہ دوسرے کو آگاہ کرتا آیا
 اور یہ ان حقیرت بابت سے کہ میری یہ شہرہ ہے کہ جو حاکم در بند ہو وہ سارا ہو علم سے
 سبب بنی آگاہ ہو سارا در بند سے ہو چنانچہ سب سارا ہوئے آئے اب بعد والدہ کوئی
 ایسی نانی والدہ میری سے نہیں ہو کہ جو حاکم در بند ہو کیونکہ سوا سے ہم دونوں کے اور نہ کوئی اور

اگر کشتی میں جو کہ ساکھ ہوا اور سحر سے نگاہ ہو رہی ہو اور وہ دونوں جھلک رہے ہیں ایک بھی سحر سے
 آگاہ نہیں ہو ایک حرف بھی، انسانی سہستہ نہیں بابت میں پھر کہہ کہ ہم جا کہ در بند ہو سکتی ہیں
 ہکو سحر و سحر سے کبھی غیبت نہ ہوتی نہ ہوتی، اس فن کو حاصل کیا کہ وہ ہمیشہ جو دیکھا تو اس میں
 سراسر خیالی اور قباحت پر چھٹا سمجھ رہا۔ یہ بڑی کھ اور سچ نہیں پایا اس سے اس کا ترس
 آیا اور وہ صاحب محبت ہمیشہ ناراض رہا، یہ بھی، راض ہیں اگلے تو انھوں نے جبکہ ہم
 اور وہ ان پر مبنی تھیں ماز اور بہت بہت تائید کی گئی تھی نہ تھی، اس کو کیا تو پھر قرار نہ کیا، اس پر
 یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ اور رکھنا نہیں رہتا، خیر جو نہ ہو نہ ہو، ہم کرتی تھیں ہم اس کو یاد
 نہ آتے تھے، نہ کو ماز آ کر انھوں نے ہکو تھوڑا سا ایک رانی کو بیکار اس عزیز کی بال اور اس کو
 اگلے یہ کہ یہ وہ وقت تھا کہ وہ بھی ہوئی تھی کہ ایک سحر ہو کہ یہ طرف سے
 اور کہ وہ سحر وہ بھی ماز تھا وہ دیکھا بابت ہوئی، اس کو اٹھا لیا تھے کہ اس سے مانع میں آیا
 اپنے سپرد اپنے غائب کیا تھے، اس کا کیا تھے، اس کو کہ اس کا ہونے آئے تھے
 اس دیوانے بھی سحر کیا خوب سحر ہلا، آخر کو وہ دیوانہ سید آیا اور اس کے والد نے اس کو
 قید میں رہنے کے مکان پر بھی مبنی تھیں، جو کہ بہت سے تھے، اس کے والد اس کے والد نے یہ ملازم
 بنایا تھا تو اس کے والد سے مرچنے اور والدہ نے اس کو تپاک ہو گیا، اس کو عرصہ کوئی سو برس کا
 ہوا، اس سے بہت تپاک ہو گیا، اس کو والدین نے کہا کہ وہ دیوانہ ہو گیا، اس کے والد
 سے ایسا غائب ہوا کہ پھر یہ نہ ملا کہ کمان چہا، اس سے والدہ و اس سے آئین انکو یہ حال معلوم
 ہوا، اس نے بہت تلاش کیا کہ میں نشان نہ ملا، آخر میں اس کے والدین بہت غصے میں آ گئے، اس کے
 دریا کہیں جب سب نے سمجھایا تو وہ حالت یہ ہوئی، اس کے والدین نے اس کے والدین نے اس کے والدین
 کہ ہمارے اپنے مانع سے نکال دیا ہے، اس کا ایک مانع تھا، انھوں نے بنا اختیار کیا کہ کو اس سے کیا
 اس سے ہم اس مانع میں رہتے ہیں، وہ مانع یہ ہے، اس کو اس کے سب غفلت اس کی خوش
 کھاتی ہو رہی تھی، باقی اس میں ہم تو سہ روز سحر کو رہے، اس کے والدین نے اس کے والدین کے
 اپنے اس میں یہ ہی طریقہ ہوا کہ اس کی زبان سے سنا کہ وہ یہ کہنا کرتی تھیں کہ انھوں نے وہ
 دیوانہ ہوا کہ اس سے بڑکے تھے، اس کے والدین نے اس کے والدین نے اس کے والدین نے اس کے والدین

کوئی ایسا نہ ہو کہ جو بھرتہ آگاہ ہو جو جاگوں وقت اس درندہ کا مہر کا وہ تو ساحر ہو گا اسکی
 اور دین سے کوئی ساحر نہ ہو گا جس کو نہ ہونے میں نہ کشا ہے نہ فسخ طلسم آگاہ و طلسم فتح
 ہو جائیگا چنانچہ میں دیکھتی ہوں وہ زمانہ یہی ہو کہ سبکی میرے بزرگ اور دیگر اہل طلسم خبر دیا کرتے تھے
 کیونکہ واسطے میرے کوئی ساحر نہیں ہو میری اولاد میں سے کہ جسکو میں بیان کا حاکم کروں اور اسطلسم
 سند آفہ کروں گروہ و ایک نیک رکھتی ہوں گروہ و دونوں ایسی نالائق نکلی ہیں کہ جنکو سحر و ساحر سے
 سے نفرت اور ضرر یہ وہی زمانہ ہوا تھا جبکہ سحر و ساحر سے نفرت کی ہوا تھی۔
 آنگو اس امر کی زیادہ فکر ہو کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کٹر کا ہنسان طلسم نے خبر دی ہو کہ جس زمانے میں
 درندہ سوس بن کوئی ساحر نہ ہو گا سوا اسے حاکم درندہ کے اسی زمانہ میں درندہ سوس بن فسخ
 ہو جائیگا اور طلسم کٹر کا لوح کو آکر حاصل کرے گا مریخ جادو و مارا بنائے گا راستہ درندہ کا کٹے گا
 والدہ یہ فتنہ ماتی ہیں اپنی مصاحبین و رتو عنوان سے کہ وہ زمانہ یہی ہو کہ میں سے تو کچھ غرض
 نہیں ہو طلسم اس امر سے یہ کہ یہ کٹر کا بلند آواز کے دادا کے عہد سے یہ طلسم تیار ہوا ہے اور
 جب میں سے یہ جلسہ آراستہ ہوتا ہے اس سے صرف غرض درندہ سوس بن کی راہ بند کرنے سے یہ
 نہ کہ طلسم کٹر کا سطر سے لاش میں روح کی نہ آئے اگر آئے بھی تو اسیر ہو جائے اور استاد اس جلسہ کے
 آراستہ ہونے کی یہ بنا ہو ہم دونوں ہمیں جو آتی ہیں تو صرف اس غرض سے کہ یہ کٹر کا کٹے کا
 شوق ہو یہاں آج و کل ناہیوں یہ تو اسکا تماشہ دیکھنے کو آتی ہیں والدہ نے ہوا جارت دی ہو تو
 صرف اس مطلب سے دیکھی ہو کہ شاید بیان کا طریقہ اور کارخانہ دیکھ کر اور یہ ساری کامیابی
 دیکھ کر کچھ اسطر سے ثابت کہ یہ اور اس فن کو حاصل کریں چنانچہ ہم بھی کئی برس سے آتے ہیں
 یہ جمال راہد یہاں آتے قبل سے آتا تھا ہکوان سحر کی پید و نکا گانا پسند آیا یا ان بال راہد
 کا گانا پسند آیا پس اس کے گانا سننے کی غرض سے آتھوں دن کا آنا مقرر کیا اسی طریقہ سے آتے ہیں
 دن آتے ہیں شب بھر میں دن رہتے ہیں در جلسہ کا بھی تماشہ دیکھتے ہیں اور جمال کا گانا بھی
 سنتے ہیں روح کو چلے جاتے ہیں آتھوں دن یہ جاسہ محبت عمدہ طور سے ہوتا ہے یہ وہ جاسہ ہے اور
 یہ وہ دن ہے کہ جبکہ ان قہر آفتاب شعلہ بیکر پہیلا ہوتا تھا دن بھر میلا آراستہ رہتا ہے
 شب کو جلسہ آراستہ ہوتا ہے آتھوں دن تو دن بھر اور رات بھر یہاں مجمع رہتا ہے مگر کوئی مگر کوئی

مہر و شمس و ماد و شمس نے خوب باغ کو آراستہ کیا ہر قسم کے کھانے پکوانے آپ بھی خوب اپنی
آرائش و زینت کی خواہشوں کو بھی حکم دیا کہ تم بھی آج اپنے کو کنگھی جوڑی سے آراستہ کرنا کیونکہ
آج ایک نئے استاد آئینگے گانے والے وہ تم سب کو صاف دشتاف دیکھ کر اور باغ کو آراستہ پا کر
خوش ہوں یا وراپنے دل میں خیال کریں کہ شانہ و یان شوقین ہیں خواہ میں و کینزین و صاحبین
و فیسمین و جلیسمین سب اپنا سامان کر کے لیکن خلاصہ یہ کہ سہ پہر تک سب سامان درست ہو گیا
پہر ایک اپنی آرائش و زینت سے فارغ ہو گیا اسدن مہر و شمس و ماد و شمس عجیب عالم تماگر
فرشتہ آسمان بھی دیکھتا تو نہ ارجحان سے فریفتہ ہو جاتا اگر نہ بدشب زندہ دار بھی انکا اسوقت کا
عالم دیکھ لیتا تو عبادت خدا کو ترک کر کے انکے محراب ابرو کا طواف کرتا اور طاق ابرو محراب حرم
خیال کر کے سجدہ کرتا وہ نارنجی جوڑا گلے میں وہ اس یو جو بن کا اٹھارہ روہ رفون میں شانہ کیا ہوا وہ
عطر سہاگ ملا ہوا سر سے پاؤں تک دریا سے جواہر میں غرق اس شان و شوکت سے مجمع
انیزان میں مثل آفتاب و مابتاب کے جلوہ گر ہو میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گرد مابتاب کے ستارے
زین بیان تو سب سامان ہو چکا تھا جب وقت سہ پہر ہوا تو مہر و شمس نے نخلہ ریت کہا کہ جا کر
چوہدار سے کہہ دو کہ تخت ہماری سواری کا لیکر مال اپارک مکان پہنچاؤ اور وہاں سے مال اپار
اور انکے استاد کو بیکریاں آسے گنہگت کہ آپکو مہر و شمس و ماد و شمس نے یاد کیا بد شریف
پچلتے تب خود ریت آکر چوہدار سے کہی جو ہار یہ حکم پا کر فوراً تخت سواری لیکر وہ فتن مکان
مال اپار کے روانہ ہوئے یہ تو ادھر کو جانے میں بیان کا سال سماع سے فوراً یہ سب خواجہ
جمال اپار کے مکان پہنچے کہارون کو خدمت کیا وہ تو ادھر گئے یہ اپنے مکان میں آئے بالاپار
سے کہا کہ سننے دیکھا کہ میں نے یہ رشتہ جمایا اور کیا شیفے میں تیار ہوا اور کیا مشتاق کہا میں نے
پانچ گھنٹہ حیار کی ریکہ مریخ وغیرہ کو سیر کر لیا تو وہ شراب کا چہرہ پای منوا وہ ہی
وہ وقت رہا مہر و شمس و ماد و شمس نے کہا کہ بیان شرابخواہی کی کاغذت ہمیں ناپا رہ گیا
افتادہ اللہ تعالیٰ آج سب کو اگر میں نے مریخ کو اسے نہ کر لیا تو اپنا نام نہ لکھا مال سے جوا یا یہ کہ
جو استاد اس جلسہ میں مریخ کہاں ہوگا وہ اپنے مقام پر ہوگا کیونکہ اسکے بیان بھی تو جلسہ آریستہ
ہو کا خواجہ نے جوا بدیا کہ تم دیکھنا میں مہر و شمس و ماد و شمس سے کھڑا ہو بھی بلاؤنگا وہ جانا کہاں

طرف رغبت ہوا اور اسکا دل تپتا رہا۔ کمال سے کمال بہت خوب پس خواجہ نے وہ بہتر کمال کو
 اور کچھ تعلیم کیا۔ وہ کل کے جب دو پہر بھی تو جمال کی ماں نے آکر عرض کیا کہ خواجہ سلامت
 خاصہ تیار رہو خواجہ نے کہا کہ آج تو کھانے میں رہ نہیں ملا یا ہوا سے سرخ ہو کر کہا کہ خواجہ اب شرمندہ
 رہ فرمائیے وہ تو نادانہ شکی میں خطا سرزد ہوئی تھی اب کیا ایسی نادان ہوں جو نہ ہر ملاؤنگی کیا میں
 آپ کی دشمن ہوں خداوند کریم مجھ کو موت دے جو میں آپ کے کھانے میں نہ ہر ملاؤنگی آپ سے تو بیکار
 بڑی سید ہوں یہ سے فرمائیے کہ اگر آپ ہی سبب ہیں یہ دن تو خدا نے بڑی مشکلوں سے
 نصیب کیا ورنہ میں کہاں اور یہ دن کہاں آج آپ کے آنے سے تو جمال اسطور سے کلام کرتا ہو ورنہ
 سوائے منہ ڈھانپ کے بڑا نہ کیا۔ ورنہ کے یا اشعار عاشقانہ پڑھنے کے یا صبح بھر آج کی
 تلاش میں کپڑے کے کوئی کام نہ تھا بدو نہ وہ دشتی تیل پھر کرتا تھا کبھی دو پہر رات کو آیا کبھی
 تین پہر رات کو آیا اور پھر رہا۔ کھانا کھانا پیتا تھا کبھی کسی وقت جب زیادہ تر بغیر ہوا پھر
 کھا یا وہ بھی اسوقت جب راستہ چلنے کی طاقت نہ رہی رات دن خداوند کریم سے یہی دعا تھی
 کہ جلد خواجہ سلامت کو پہنچ کر میرا کام ہوا اور میری مراد برائے عشوق سے وصل کی صورت پیدا ہو
 کیونکہ یہ شرط ہے کہ جب خواجہ آکر پہنچ چار و کو قتل کرینگے اسوقت صاحبقران آکر اس دہند کو
 فتح کرینگے اگر سوسن نے اطاعت کر لی تو میری شادی ماہ و ش کے ہمراہ ہوگی یا سوسن ماری
 گئی تو ہوگی یہ ہی بد و صورت میں وصل یا سے نصیب ہونے کی ہیں اور خواجہ بڑی مراد و ان اور
 بڑی آرزو و ان سے تو آپکا دید نصیب ہوا اور آپکی زیارت اور قد مبوسی پھر آسپہر میں
 آپ کو زہر کھلا کر قتل کرونگی یہ تو جمع سے کبھی نہوگا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ میں نے مذاق سے کہا نہ کہ اصل میں
 میرا ایسا لگان ہے یہ شکے وہ خاموش ہو رہی خواجہ نے جمال نے کھانا کھا یا تنہا یا تم دھو کر مسہری پر
 جا کر لیٹے سو رہے خلاصہ یہ کہ وہ پہر کو قریب چار بجے کے بیدار ہوئے تنہا یا تم دھو یا دنو کیا کار
 ظہر ان کی سے جمال راہدار اور اس کے ملازموں کے اسکے بعد لباس سے اپنے کو درست کیا
 اس نے بہت سی باتیں کہا خواجہ نے جمال سے کہا کہ تو جمال راہدار تک کوئی دہان سے اپنے کو
 نشین آیا۔ سو میں آئی۔ اب کیا رہا ہے یہ جمال نے عرض کیا کہ آج پہلے نشان نہیں چو بدامع سواری
 کے آتا ہوں میرے قیاس میں تو یہ اتنا ہی کہ وہاں سے چل جاؤ خواجہ نے فرمایا کہ دیکھتے ہی تیار ہو جائو

قلاب سکی تکرار کر کے تدبیر سے دھن پریشان و تکرار عیاری کی کہ آج کوئی تکرار ہوئی تو تم دیکھ لیتا
 کہ میں کیا تیر کر رہا ہوں اگر میں کوہ سوسن پر درویش نہ ہوتا تو مجھے سوسن پر درویشی نہ ہوتی تو تم آج سے
 مجھے خواجہ عمر و نہ کہتا چھوٹا کہتے آج ہی میں ہوں چھوٹا عیاری کی کہ آج کوہ سوسن کو بھی اسیر
 کر دینگا اور صبح کو بھی یہ دونوں بہشت کے ہیں جمال نے کہا کہ استادان مروزیگ نے خواب
 میں نہ مایا تھا کہ صبح آتش خوار رہے تو ان کو نہ عذر و نہ توجہ نہ کیا جہاں پھر خیال تو کرتے تھے کہ ان کیونکر
 اندام ہو سکتا ہے جو کچھ کنواریں نے تھے خواب میں فرمایا تھا اسکے موافق ہوا یا نہیں اس موافق سے
 امر بھی ہو میں آج کا جمال نے کہا کہ نہ تیر نہیں کندی کے خواجہ ناموشس ہو رہے کہ نہ درویش ہو رہے
 تخت و کماروں کے اگر جمال راہار کے گھر پر ہو پتہ ریم بخش راہار سے پر حکم مال راہار
 بیٹھا ہوا تھا جمال نے اسکو یہ حکم دیا تھا کہ جب پر درویشی لیکر وہاں ویش ویش کے پاس سے
 آئے تو مجھے فوراً خبر کرنا ریم بخش بیٹھا ہوا تھا کہ پر درویشی لیکر ریم بخش سے کہا کہ نہ ہرگز نہ
 جو درویشاں ہر یون کے باغ سے سواری لیکر آیا ہوں مال راہار روئے ان کے دستا کو نہ ہر یون نے
 طلب فرمایا ہو بہت جلد تیرا چھٹا ریم بخش تو اسکو نہ تیرا یہ کہتے ہی اندر مکان کے گیا
 دربان یہ ہی ذکر ہو رہا تھا کہ سواری بھی لے کر آئی کہ ریم بخش کو جو جمال نے آئے دیکھا کہ
 کہ ایچھے باب رک ہو سواری آگئی میں نے ریم بخش کو دروازے پر بٹھا دیا تھا کہ جب سواری
 آئے تو ہلکو فوراً خبر کرنا وہ خبر لیکر آیا تو جمال یہ کہہ رہا تھا کہ ریم بخش نے اگر سلام کیا اور ویش
 کیا کہ وہ ویش ویش کے پاس سے چار مع سواری کے آیا ہو یہ کہہ کر اور خواجہ سلامت کو
 بہت بعد طلب فرمایا ہو یہ سننا تھا کہ خواجہ کا کھڑے ہوئے اور کہا کہ اگر جمال چار مع لکرو
 میں جمال و خواجہ باہر آئے تخت پر بار بار کھڑے جان باغ و ویش ویش کے پاس سے
 میں نیک کہ کماروں نے تخت در باغ پر نہ لگا دیا وہ ویش ویش کے خواجہ کی ذرا کہ
 بخاوی تھی دم بدیم کی خبر دریافت کر رہی تھیں جمال اس کے استاد آئے یا نہیں تیرن چہ کہ
 ابھی تک چار مع سواری کے نکولینے نہیں دیا نہ وہ طلب جاتے کنواریں نے بہت تھی وہاں
 تھا خواجہ میں بار بار پوچھ رہی پڑا کر مل رہا تھا کہ رقی تیرن و جا کہ تیرا یون سے یا ان کی
 نہیں تیرا یون خفا ہو رہی تھیں کہ وہ کیا ہو رہا ہے ہوتے کہ دونوں کی دونوں صحن باغ میں کہ

ہوئی ہیں گرو خواصوان کا جو مہم ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ گرو ماہ چار روہ کے ستارہ و آگاہ ہوم ہونا بھی پختہ ہیں
 مخلوق میں ہیں از سب زما پاورہ پاسے جو اہر میں غوطہ نرن ہیں عجب عالم ہر ان دونوں کو
 از حد شوق ہر در عرصہ زیارہ اتنا ہر در واز سے کی طرف ویکہ رہی ہیں با پاورہ یا
 کر رہی ہیں کباب سواری آئی اب سیاری کی کہ یکا یک ایک خواص نے آکر عرض کیا کہ ملکہ
 جمال را پدار فرزند جمال را پدار کا مع اپنے استاد کے جلد اپنے طلب فرمایا تھا آگیا بہشتنا تھا
 کہ ہر ویش ہر ماہ ویش کی با پچیس تانیا ویش پوینچ گئیں نہ ویش نے سسکا کر کہا کہ واقعی وعدہ
 کے پورے پئے اور صلوق لو عد میں مرد معقول معبود ہوتے ہیں حکم دیا کہ محلدار سے کہد و کہ
 سواری سے ان دونوں صاحب کو کہہ دے اسلئے کہ جو کہ ہم عورت ذات ہیں کوئی مرد ہم سے گھبر
 نہیں ہر کہ جب کو استقبال کے لیے نہ کرے کہ وہ جا کر آگوا تر و اسے اور پتہ تہا لاسے
 کو ہم خود آتے مگر چند چہ و چند چہ ہوں سب با پچیس نہیں ہر محلدار سے پڑھ کر پڑہ آگیا یا
 خواجہ و جمال را پدار و دونوں تہا سے ہر کہ انہی باغ و غار میں وہ سب خواص ہیں اور
 محلدار نے ان کے آگے آکر رہا استقبال سے نہ کیا ہر ان نے تفر کی تھیں جمال را پدار تو
 سیکڑوں مرتبہ اس باغ پر دیکھ کر یہاں کے خواجہ نے نہیں دیکھا تھا خواجہ میر باغ کرستے ہوئے
 ہر ویش و چہ ہی کو رکھتے ہوئے ہلے تھے ان کے زین جمال را پدار بھی دل میں کہہ رہا ہوں کہ اس باغ پر
 نے باغ کو خوب سجا ہر چہ وندر کہ ہر چہ ہر ماہ تب چار روہ کی عورت دیکھا ہے کہ انہی محلدار
 کو قرار آئے یہ تو بہ باتیں دل سے کہتا ہوتا تھا کہ خواجہ کو بھی ہر ویش کے دیکھنے کی انتہا یاق تھا
 مگر نہ استفادہ حقیقت کہ جمال کو تھا خواجہ ہر ویش و پڑی کی سیر کرستے ہوئے آئے تھے خواجہ
 نے دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئینہ آئینہ ہر ویش و پڑی کی سیر کرستے ہوئے آئے تھے خواجہ
 یوستے سے رہی ہیں یا سجدہ ہلے تھک رہے ہیں کہ آج ہماری مراد پائی کہ خواجہ ہر ویش و پڑی
 آتے ہیں اسلئے احسان ہر کہ ان کے نور قدم سے یہ باغ روشن ہوا ایک بہشت آئینہ گھماے
 خوشبودر کے گئے ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ
 ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ
 ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ ہر چہ میں کہہ کہ

اس بیچ سے داغ بدلی ہو کر دیکھیے خواجہ میری طرف جی نا اخلہ لڑنے کے لیے بلا لہو یا کر ایک قسم
 کے پھولوں کے تختے لگے ہوئے آب نہرا جہنہ و ارجہ ان ہی آسمین ہو گئیں۔ رخنوں کا پڑتا ہوا پتھر
 ہوتا ہو کہ زیر زمین اندرون آب یک چمن تازہ آراستہ ہو یا نور ان خوش اماں شاہ
 انجاس پر بیٹھے ہوئے ہر سہ سخی کر رہے ہیں نا ازلان قفس کی مدد اس کے اچھوتے شالائی
 زمزم سے سالی کرتے ہیں عبدالعیاں خوش رہاں لہو باس و سرستہ طرفہ روئے گل
 کے اندرون قفس ست گرانین ہو کر رہا ہیں وہ پھولوں کے کل۔ یہاں شریں ہوئی ہے توتہ
 سے ملا خلم کیا کہ باغ کو خوب ساقی قدم و روبرو بہشت آراستہ کیا ہو آراش باغ کو یکے کے برابر
 نقد و کیا کہ یہ دونوں تمام ارمادان و وفیق معلوم ہوتی ہیں کہ باغ کی بہشت عذری سے آراستہ کیا
 ہو واقعی یہ امر ہے کہ جیسے لائق شاہان و شاہنہادیوں کے آراش باغ بہشت عذری سے آراش
 آراش کی ہر دلیل و ثابت کرتے ہوئے جو چیز ان خوش و خوش کے قریب بارہو رہا ہے
 سنگ مرمر کا چو ترہ بن گیا ہو لائی شہرہ ان ہو اہم ہر چیز کا۔ نور جو اہر کی کی ہوئی ہو اس پر
 فرش کلفت بجواہ کیا ہو اہم ہر کار چوبی، ہر کھنڈا ہوا۔ ان جو ہیں کی ان میں ہر یوں کا ہوا
 نگلی ہوئی زیر تیکہ ہر سند زنگہ یا سندہ پیرا ستہ ماصوبہ سے ترقی و ترقی و ترقی و ترقی
 نگلی ہوئے ہیں انچہ الماس نگار و مرزنگا نگار ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 میں جہاں روٹا ہوا ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 کہ وہ یوں شاہنہادیان نوانوں کے کچھ شے میں مثال ماہ چار و دو کہ ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 کے اوعدا و ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 وہ و شری کی طرف دیکھا تھا کہ کا پڑنا تھا کہ یکے کے خدنگ جہد و ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 آفت کر کے خواجہ نے سب پر ناخور کو لیا۔ ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 پایا سنے بھی دیکھ کر گاہے تمام یہ یکساں ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 شاہنہادیوں نے جو خواجہ و جمال کو دیکھا چہ قدم ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 تشریف لائے شہر رواق منظر چشم بن آشیانہ نسبت ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے
 کہ ترنگ در کنار کشم + تنگ آمدہ + چند انتظار کشم + ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے ہر کلاس پہنچتے ہوئے

پہونچنے اور چوبدر خون سے لگا کر آٹکویا دفر یا ہرین و جمال نورانی باہر سے گزرتے ہوئے غنیمت سے
 کہ اب آدمی بڑا طلب آتا ہو گا اس وقت اور کھڑے روانہ ہوئے اپنے ملازمین سے دریافت کیا
 ذرا بھی جو عرصہ کیا ہو تو ہم ضرور گنگا رولاق غناب میں خون سے جواب دیا کہ بجا رشتہ اور
 بیان سے آدمی کے جلسے میں عہد ہو یا یہ کچھ اور گفتگو و سبب خواجہ نے جواب دیا ہوا رشتہ
 ہو گا کہ کچھ کو وہ سب سنتوں کی بریادی کا حال بیان فرمائیے اور حمزہ و زید کے عیال کی کچھ کیفیت
 بیان فرمائیے کیونکہ آہستہ تو دونوں کو دیکھا ہو گا فیض خان نور خان سے ایک آہستہ بولے اور
 سے بھر کر جواب دیا کہ آپ نے تو دل کو دکھا دیا اور یہ قرار کیا وہ واقعہ دریافت کیا تو میں آپ کے
 حکم کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں یہ کھڑے مل واقعہ بگ و پیار و حکیم قاضیوں کی شرکت
 و حمزہ صاحب خان کے اس مجلس میں آئے گا یا ان کا اور کوہ سبب مقولہ کی بریادی اور پانچ سالہ سابق
 کے رہا ہونے کا اور سبب سنتوں جہاد کے مارے جانے کا حال اول سے آخر تک کہ سنایا اور کیا یکلک اس
 عیال کا کیا حال بیان کروں وہ عیال بے بدل اور کار و مجلسانہ و خداوند کے کہ فرمایا ہے سبب پائین
 بہت بڑا عیال ہے کہ یہ امر ضرور ہے کہ وہ قوم و شاندار ہے بہت دولت کا دار و دل درجہ کا ہے
 و خوب صورت ہو شاید خیر و ان کا نظر کردہ ہو جو جہ سے بہت نعمت اپنی اور حمزہ صاحب خان کی
 بھی بہت نعمت کی ان کے کہ وہ شاندار ہوں زانی بہ کہ یہ دونوں نہایت ہیں باہر کے خداوند کو برا
 کشتہ میں اگر یہ عیب نہ ہوتا تو یہ دونوں شخص لائق جو اسرار میں توں کے تھے نہایت اعلیٰ و عالیہ و
 قوت و طاقت و حسن و جمال میں کوئی سر نہیں ہو گا حمزہ کی قوم اپنی نہیں ہو گی بلکہ انہی تہذیب و
 معبر گاہ ہر یک کو خانہ کعبہ کہتے ہیں حمزہ کے باپ اور دادا ان کے تبا و رشتہ و رشتہ میں بہت عزت و حرکت
 حمزہ کو عمر و کی ذات سے انصیب ہوئی نہ وہ عیال کی کرا اور نہ وجہ و کرات و امانت حمزہ کہ حمزہ
 صاحب خان حاصل ہوتا یہ سب امر حمزہ کو عمر و کی ذات سے انصیب ہوئے ان سبب حسن و جمال کے
 شاندار ہیں ان کا حمزہ پر عاشق ہوئی میری دوست بیکر آئی عمر و کے کوشش کر کے حمزہ کے پاس
 لشکر جمع کر دیا اسی طور سے ان کی ملک کی شاندار بیان حمزہ پر عاشق ہوئے ان سبب کہ یہ حسن و جمال کا
 کے چرچا ہوا کہ پردہ قامت تک پہونچا دیان کی شاندار ہیں آسمان پر بھی عاشق ہوئی وہ قاف میں ایسا
 دیان جا کر حمزہ نے میری شکر و کمال کی بہت پسندیدہ و کوشش کیے ان کے لئے قاف تمام سبب ان

لقب حاصل کیا۔ سب کو تون در عزتوں کے سبب سے حمزہ صاحبقران لقب ہوا۔ یہ خانہ کعبہ کے محجار کا رکھنا ہر مان خواجہ عمر و ضرور ولایت ادا کے نشا ہر اوسے ہیں انکو یہ امر سنبھلنا تھا۔ انھوں نے عیاری کو پسند کیا وہ حمزہ سے حسن و جمال میں بہتر ہیں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں۔ پھر بھی بڑی بڑی نشانہر دیاں مثل ملکہ سرور متین و ملکہ برق جاد و و ملکہ جاد و و ستراہ شاہ عظمای آباد و ملکہ فتانہ عاشق ہو میں انکے جلالہ نکاح میں آئیں خواجہ عمر و ایسے ہیں کہ جسکو چاہیں بادشاہ گردین جسکو چاہیں صاحبقران بنائیں جس زمانہ میں حمزہ سے اور ایسے بگڑ گئی تھی انھوں نے تہہ کا ناک میں دم کر دیا تھا چاہے صاحبقران بنا کر لائے حمزہ کو ایسے ذلیل کر دیا جب تک میل نہیں ہوا۔ قوت تک حمزہ کو راست سے بیٹھنے نہ دیا یہ سب فتنے کا بان میں نخرہ ہو چکے ہیں خداوند یہ کہ عمر و عمار حمزہ سے بھی قوم میں اچھا ہوا و وصورت و حسلت میں بھی اچھا ہوا۔ واقعہ یہ کہ میں نے خود حمزہ و عمر و کو دیکھا ہے۔ جب وہ کوہ بے ستون کو بر بار کر چکے ہیں اور اپنی بارگاہ میں جا کر حمزہ بیٹھا ہوا۔ میں آباد و تباہ ہوا کہ حمزہ ہاں تو سنا یاں تھا کہ ذرا ان نہا پستون کا ہی نقشہ دیکھا۔ ان لشکرندار پستون میں گیا خانوں میں تہہ و عمر و کو دیکھا تھا۔ سنا جاتا ہے کہ حمزہ عمر و کو بھائی بھائی کے سوا اور کچھ نہیں کہتے ہیں یہ بھی سنا ہے کہ تہہ و عمر و دونوں و درختہ یک بھائی ہیں حمزہ عمر و کی بڑی عزت کرتے ہیں انکو اپنا جان بخش ہوسن کہتے ہیں اور اپنی شوکت و نشان کا سبب و ترقی جاہ و مرتبہ کا باعث کہتے ہیں اور اصل بھی یہ کہ حمزہ کو کوئی مقام پر عمر و نے بجا ہوا ورنہ قتل ہو جاتا۔ حمزہ کیا منحصر ہو حمزہ کے سرداروں و ذہنوں کی جان بخشی کی اور عیاریان کے ساحرون و غیر ساحرون کی قید سے رہا کیا اور زیر تنبیغ سے شالیا جب ہی حمزہ کہتا ہے کہ عمر و میرا جان بخش ہو کوئی بجا نہیں کہتا ہے اب اپنے حمزہ اور عمر و کے واقعات سے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ عمر و سنا عمل سے آخر تک کل حالات صاحبقران کے اور اپنے بیان کے مگر یہ تمام پر اپنے کو فوقیت ہے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ دونوں حمزہ کے حسن و جمال کی تعریف سننے کے نادریدہ ذریعہ ہو جائیں تو جمال میں یون ہی بچائے اور میں بھی بڑی خرابی ہو اس سبب سے ہر مقام پر خواجہ سلاست اپنی تعریف فرماتے تھے و حمزہ صاحبقران کی خدمت نہ ایسی خدمت جو کہ خلافت نشان ہوا اپنے کو عالی خاندان و نشانہ اورہ کا حمزہ صاحبقران کو عالی خاندان تو کہ مگر ضرور کہا کہ قوم کا نشانہ اورہ نہیں ہو حمزہ کے اگر حسن کی تعریف کی تو اپنے حسن کی ایسے زیادہ صفت بیان کی اس خیال سے کہ انکا دل حمزہ پر نہ آئے کیونکہ اکثر نشانہر دیاں

حسن و جمال کی تعریف کے عاشق ہو گئی ہیں ایسا سنو کہ یہ بھی فرشتہ ہو جائیں خیر تمام ہر سبب طلب بہ
خواجہ نے یہ تقریر ختم کی مہر و شش نے کہا کہ مستادو نے تو اسطور سے نکالنا بیان کیا کہ گویا تم
اس کے کل خاندان کے اور ان کے تمام عمر کے واقعات سے آگاہ ہو جواب دیا کہ میں نے کتابوں میں دیکھا
ہو اور کچھ دوا ایک دن اس لشکر میں رہ کر اہل نشا سے سنا ہے اس سبب سے بیان کیا ماہ و شش
نے کہا کہ سنئے تو امان جان کی زبان سے سنا ہے کہ حمزہ اقبال آپ کے خانہ کا بہ کے تبار کا فرزند ہے یہ بیان
ہوا ہے تو نو شیر دان نے اس کے پڑ پڑش کیا ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے وہ حمزہ بیار حمزہ کے
باپ کا ایک ساربان تھا امیہ اس کا نام ہے اس کا لڑکا ہے ساربان زادہ ہے آپ فرماتے ہیں کہ شش ہزار
و لایست اول کا ہے حمزہ سے عوم میں اچھا ہے آپ نے ایک مرتبہ گورو کا جو بدیا کہ وہ تم کیا جانو رہتا ہے
ہو اس کو تو گون سے بیکار شہر کیا ہے کہ وہ ساربان زادہ ہے سو سن جاو و کو کیا معلوم ہے اس کتاب سے
میں دیکھا وہ بیان کیا سحر یعنی سامری جو بہت بد سبب و راوت کے اس کو اس طہ رست
کے گئے ہیں وہ شش ہزار ہوا و شش نے اپنے جواب دیا کہ آپ تو اس طور سے کہہ گئے کہ گویا آپ ہر سے
خیر خواہ عمر و کے ہیں جو بدیا کہ مجھ کو غصہ اس سبب سے آیا کہ آپ بیکار کو ایک عالمی خاندان اور
شریف کو ساربان زادہ کہتی ہیں اس سے کیا فائدہ ہو گورو وہ دشمن ہیں ہم سب کا کہ جو بہت ہی حالت ہو
وہ بیان کیے بدنام کرے ماوش نے کہا کہ خیر ہو گیا ہے اس سے کیا غرض اور کیا مطلب ہے وہ
وہ شش ہزار ہوا خواہ ساربان زادہ ہو میں اس کے سبب اس سبب سے کام نہ ہو کہ وہ اس کے حالات
واقعات سے غرض ہو کہ تو مرمت کو ہلے ستون کی برادری کے حالات دیکھا کہ کیا ہے وہ پیشہ
بیان کیے اس کے ساتھ زمانے بچہ کا قصہ بیان کرنا شروع کیا یہاں وقت منالغ کیا خیر معلوم ہو
کہ یہ واقعہ گذرا اور یوں سب سے توان جاو و مار گیا اور کوہ سے توان برادری ہو ہم آپ کو
خدمت میں بچھینے کے اس کے روبرو آپ یہ سب حال بیان فرماتے ہیں کہ انکو یہ سب حالات
سننے کی بہت آرزو اور اشتیاق ہے جواب دیا کہ آپ جو بہت سے ریافت کریں گے ان میں سے بیان
کرونگا میں نے اسی سبب سے تو یہ قصہ یاد کر لیا ہے بلکہ کہانی کے اگر کوئی بادشاہ کے کہہ کر بارے
رور و بیان کرو تو میں بھی قصہ بیان کروں اس کے حکم کی تعمیل کروں کیونکہ نہ کوئی قصہ آتا ہے نہ کہانی
ماہ و شش و مہر و شش نے کہا کہ خیر اب تو ہم سن چکے ہیں اب اگر آپ حکم ہو تو ہم اپنی گائون کو طلب

کرین وہ سچہ گامین تاکہ محفل کا رنگ سجھے اسے بعد ہر حال کچھ گامین بھر آپ ہو کہ ہمارے غرض ہر خواجہ نے جواب دیا کہ شوق سے کیا میں نے منع کیا ہو میں ہر و شش و ماہ و شش نے حکم دیا کہ ارباب نشاط کے دار و درہ کو طلب کرو کہ وہ حاضر ہو درباری گانے والیاں آکر کچھ ہمارا دل خوش کریں اور ہمارے ہومان کا یہ حکم دینا تھا کہ فوراً ایک طرہ ساز و سامان سے درست ہو کر حاضر ہوئی ساسنے آکر مجھ پر کیا مہر و شش سے اسکی طرف دیکھ کر کہا کہ ذرا بھیج دو چکر گانا کیونکہ یہاں ایک بہت بڑے گانیو والے اشتیاق فرما رہیں کہ جب رو برو بڑے بڑے گویے نہیں گاسکتے ہیں بلکہ نام سے کان پکڑتے ہیں انھوں نے کہا کہ آپ کے اقبال سے جو ہر کو آتا ہو وہ گا کر سنا دینگے یہ کہہ کر ساز و سامان سے کہا کہ ساز ملاؤ سازندوں سے ساز ملا یا افسوس طرہ نے پہلے گت ناجی پھر بیٹھ کر یہ چند شعر غزل کے گائے اشعار

خوش انسان میں جو آیا تو دا بھی آئی	نزد اندر جب آیا تو حیا بھی آئی	شمع محفل میں جو آئی تو ہوا بھی آئی
روح صاحب میں جب آئی تو فنا بھی آئی	تو ہر روز آتے تھے بام گلین	آج پہلو میں جو آئے تو حیا بھی آئی
اسکے سرت میں برآں میری آج حاصل	اربابین حیا یا تو قضا بھی آئی	نیشہ دل کو مرے آپنے توڑا تو سہی

اس غزل کو خوب خوب دھڑلے سے گائی مگر خواجہ سلامت اسی طور سے خاصو شش بیٹھے سب سے بد آ پکوب یہ گانا پسند آتا ہی وہ تو اتنا جی توڑ توڑ کر گائی یہاں کہہ کیا وہ بن میر نے ہوا ہر و شش و ماہ و شش نے اسکو پھر انعام دیکر رخصت کیا ساتھی کو حکم دیا کہ ہاتھ دے دے کہ شرب کا چلے ساتھیان سیمین ساق و محل اندام نے جا ہمارے بلورین امیر زکریا کے پلانہ شروع کیا سب محفل کو ایک مرتبہ گردش کر کے پلا دیا گزک اڑنے لگی انھیں سب ہاتھ دین میں وہ دن تمام ہو گیا شانہ از دیون نے روشنی کا حکم دیا جھاڑ سازون نے ایک مہین تمام باغ میں روشنی کر دی اب جو روشنی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام باغ میں آگ لگی ہوئی ہے جب روشنی ہو چکی اسوقت وہ دن شانہ از دیان مع جمال راہلہ و قیصران توڑ خان بیرون بارہ درمی گز رہے تھیں کہ سنہ پڑھو گریز میں سب نوامین و صابین و جلیسین آکر گزہ میں محفل آراستہ ہوئی شانہ از دیون نے آتش بازی سے کہہ دیا کہ آتش بازی میں آگ لگائی بہت قسم کی آتش بازی پھوٹی ہے آتش بازی چھوٹ چکی اسوقت بکا دل نے آکر عرض کیا کہ دستہ خوان آراستہ ہو میں شانہ از دیان

خواجہ جلال راہلہ اور کھل اپنے صاحبزادوں کو لیکر دستہ خوان پر آئیں ہر قسم کا کھانا چنا ہوا تھا کھانا گایا گیا

[illegible]

آج یہاں سے باکر تعلیم کیا ہے صرف اس غرض سے کہ مجاہد مسلمان خلیفہ بنانا نہ نظر رکھیں چاہتا ہوں
 کہ جب قدریہ شہر گرد میں یہاں سب سے زیادہ ہائے سنگ اور اسکو آگست زیادہ معلومات ہو دیا کے
 وہ دشن نے جمال کی طرف دیکھا کیا کہ شہر وچ رہا جس جمال نے سازندوں کو جو کہ وہ دشن ویاہ دشن
 کے ملازم تھے اور سی غرض سے ملازم تھے کہ جو کوئی کاسلہ و اسلہ و رکائے قور ساں ہاں چاہتا کہ کیا
 کہ مازکوہ یا شہون نے سازندہ جمال نے یہ جمال فوبید علی خان عرف بنی ماسپ کا تھا تو وہ کی غول
 غول تارستان میں جو دیکھ ہوا کہ ہستان کے
 ہو گیا دست منت کو کسی کے حبیب و غل
 سامان انگیا کی کٹو یہی است ہوا یہ ثابت
 واصل میں آسکے تلو کہ کے جو گھوٹے ہو تمام
 نہ صاف سے رہتا ہر خجہ حبیب خیرین
 ہو یا قرب جباب لب جو مستقی
 کیون وہ نہ تار تار ہستہ انکو تشبیہ
 اور حافی انگیا کی کٹو یہی سے ہوا یہ ظاہر
 انہل کے وقت یہ کہتے ہیں جباب لب جو
 شمع یا نوکس کی ہوگی نہ تجلی ایسی
 دل دبا کے بھی ہر اور لب پہ بھی ہر تھر سکوت
 کہے جو بن سے اس طرح رہتی ہو یہ وقت نظر
 بااں سینہ پہ جو بکھڑے تو ہوا یہ ثابت
 ابھر سے ہیں فزیک دریا سے برابر کے جباب
 کیون نہ ورا تین سیلے بین اسب بیکہ نظر
 زان کو ایوان با مقبول سے تانبہ ہو کہو کیا گزری
 شفقے نو کے کہتے تو جباب ہر کا شفت
 یہ جمال چہ جمال رہا رہے کالی جج اور طریقہ اور یہ
 کہ یہاں دیشہیں یوں مول تمہارے ہستان کے
 یوں شکستہ نہ رہیں کہ کلی تر ہستان کے
 ایک ہی برج میں ہیں میں وہ ہستان کے
 گتہ نو بدفت کھل کے ہستان کے
 جلوسہ رکھہ اسکا ہر حبیب مس و تھر ہستان کے
 سہ ہوتی نہیں ایک سے نظر ہستان کے
 کہ ہیں رہا کے ہوسے تھب دیکھ ہستان کے
 رنگ سا آگیا ہر آئینہ ہستان کے
 جلوسہ رکھہ ہر میں امر تھب تھر ہستان کے
 جلوسہ ہستہ نہ نظر آئے ہیں ہستان کے
 ایوان نہ عاشق ہوں دل و جان سے ہستان کے
 دشت واسلے میں جو نامہ و ہستان کے
 اندہ اریہ میں ہیں تھس و تھر ہستان کے
 ایات اس حال ہوا ایک سے گواہ ہستان کے
 کم نہیں ہر ہوان کی نوک سے ہستان کے
 رہے یہ اسکت کوئی منہر ہیں جد ہستان کے
 کھر ہیں روشن وقت ہج تھر ہستان کے
 یہ جمال چہ جمال رہا رہے کالی جج اور طریقہ اور یہ

بہل کر دیا ہر ایک تہ نیت کرنے لگا خواجہ نے بھی بہت تعریف کی جب وہ گاہ گریپ ہوا خد ا بے خط کیا
کہ امی جمال یہ مقام رہ گیا اور یہ مقام جسے نہ ادا ہو سکا اسکا خیال رہتا یہ کہ کر کہا کہ اب تم
سندھ و در و دیکھو کہ میں کیونکر کا تا ہوں خدا زندون سے کہ کہ ذرا ہوشیاری سے کہ ساتھ ساز بچائیے گا
کسی مقام پر رہ جائیے گا افسون نے کہا کہ نہیں آپ گامین ہیں اپنے سانے بیٹھ کر پڑنا اب صاحب و صوف کی تسبیح کی نذر

لو کی جاؤ زمین چٹاریاں قاتل کے خنجر سے
ضیاء میں خالی عارض میں کہیں وہ پند اخرو سے
جہان میں لوح کا طوفان بپا ہو یہ اگر بر سے
ہوا لہر زرا پناد من نظار رہ گوہر سے
تم آنے بے طلب کس واسطے وہ مرے گھر سے
دیا بخیال نے بھی غسل آخر اب خبر سے
نہیں کہ چھریاں لوح جبین کی موج کو ترست
نشتہ میں شرار سے رات دن تڑپ کے تھر سے
صدائے سینہ کو ملی آئی ہے طبل سکندہ سے
ہماری آہ کے بادل نہا جانے کہاں سے
کہ جسم ارا پنا کم نہیں ہر خطہ مسطرت سے
نیکو کر یا ندنی کتاب کی ہو گر بستر سے
نہ جھبکی آنکھ اپنی آفتاب صبح مشتر سے
کہ تیغ ترک کتنی ہر طرف پر خیم جو ہر سے
پتھری کیوں پھیرتا ہے نعرہ اللہ کر سے
باہی آہ کے بادل ادھر اٹھے ادھر رہتے
رادہ ہو گر مجبور ہیں اپنے بندہ رہتے

گلا کیا اپنا شقا فزون سختی میں پھر سے
تناسپ کب تو کو ہر داسے ما و بیکر سے
بھلا کیا ابر کو نسبت ہارے دیدہ تر سے
ہنسی میں سلک دندان پر نظر جب جا پڑی اپنی
بچھو دیکھا جوتے زم میں یہ ہنسنے نہ سہرا یا
کسی کی تیغ ابر و پر ہمارا دم جو نکلا نکلا
ہوا ہوں پیر میں اک حور و ش کے عشق بزمین
پس مران میں نالہ کشی کی ہو وہی عادت
کہتے افسوس ملنا ہر جلا ہل غم ہن داس کے
چمن میں تو دم بادہ کشی گھر گھر کے آنے بچے
پڑھیں ہر عشق کے کتب میں عشق لاغری ایسی
نڈا ہو حسن جبر و حسین ہو اپنے پہلو میں
سمائی تھی جو اس رخ کی تجلی تھا یہی باعث
کوئی جاننا اور جھل کیا انکا ہون سے ہو نقل میں
موزن کیوں اذان دیتا ہے پہلے سے شہر و مملکت
بھر بے بیٹھے ہیں کچھ ایسے کہ ساتی دیکھ ہی لیتا
ہست و است سے کاشفت روضہ سرور پر جاننا

یہ غزل خواجہ نے جو گائی تمام محفل کو دنگ کر دیا ہر ایک کا یہ عالم تھا کہ جیسے مرغ بسیں ہوا ہر ایک
اب رہا تھا کسی کے لب پر آہ تھی کسی کی زبان پر ماہ تھی کوئی آف آف کر رہا تھا کسی کے سنو ویاں تھیں

کوئی سینہ پر ماتم رکھے ہوئے تجھوم سا تھا کوئی آہ سرد بھر با تھا ہر ایک اپنے رنگ میں مبتلا تھا نام
اہل محفل بخود و جس جس کے سامنے تصویر معشوق بھر رہی تھی کوئی مثل تصویر نگلی نہ کر سکتا
ہو کر رہ گیا تھا نام طائران باغ اپنے انبیانوں کو چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے تھے اور اس نگیرہ پر کہ جس کے
نیچے خواجہ بیٹھے ہوئے گارہے تھے اپنے پروں کا سایہ کر کے ہوا پر قائم ہوئے تھے جانوران صحرائی
صحر سے اپنے مقام کو چھوڑ کر اور یہ صدائے دلاویز شکر گرد باغ کے اک جمیع ہوئے ہیں جو طائر قفس میں بند
ہیں وہ مثل مرغ بسمل کے ٹپ رہے ہیں ان کا بس نہیں ہر کہ قفس سے ٹکڑا ہو گیا خواجہ پر بلا گردان ہوں حالورا
پرستہ کا جب یہ حال ہو کہ صدقہ و نثار ہونے کا قصد کریں تو انسان کیوں نہ خدا و نثار ہو اور یہ ہوش و بخود
بو باغ کے نام اشجار و جہین آ کر تجھوم رہے ہیں بارہوری کو حیرت پر مثل آئینہ سکتا ہے ہر شے و جہین
یہ عجیب طر کا گانا ہی ترے عرش تک محفل کا عجب عالم رہا جب سب کو ہوش آیا بہت تعریف کی خواجہ کو
بہت کچھ دیا نہ و ش نے پھر کہا کہ کوئی اور غزل گائیے خواجہ نے کہا کہ اب ساتی کریں گا یوں نہ و ش
نے جواب دیا کہ آپ کے گلے نے مست کر دیا ہے شراب کی کیا ضرورت ہے ایک غزل اور گائیے پھر
نہ اب بدیئے کا خواجہ نے کہا کہ جیسی تمہاری مرضی یہ کہہ کر نہ کالی سازندون کی طرف دیکھ کر کہا کہ
تم نہ بانی کھو تم ساتھ نہ نہیں سکتے ہو بیکار تکلیف ہوئی ہو یا نہ گانے کا بھی لطف رہا تاہم وہ خواجہ
کی صورت دیکھ کر ناموس ہوئے خواجہ نے و بجا ناموس کی اور غزل نوب سید علی خان کاشف لکھنوی کی گانا شروع کی اور
بم جو غل میں انحر کا آئے دل کے ہاتھوں سے بغیر آئے درویر و حرم میں با جا رہا تیرے عاشق سے پکار آئے
چہ ہر سے ہون جن کے کشمکش رہا چہ لگی کہیں بہا آئے درویر و حرم میں با جا رہا تیرے عاشق سے پکار آئے
وہ ہیں ہم صنم صنم کہ کر انجکوسو مرتبہ پکار آئے اپنے خالق کو با کہ سجد میں شیخ صاحب کو پکار آئے
سبز ویر عام ہو نیز سے پر غل الفت میں کہیں با آئے جب تیرے چہ وہ وہ پاراں کو کس طرح پھر نہ آئے
عوض گل یہ عھا کے توری جب بھی وہ سر مزار آئے دل بیتاب جب ہو سیل میں چین کیونکر نہ مزار آئے
وہ عجب میسویارین کا شفت ہاتھوں میں پیدا آئے رازی بیان کرنا ہے کہ خواجہ باغ میں مہر و شہزادہ و ش
کے بیٹے ہوئے یہ غزل کاشف لکھنوی کی لڑ بجا بجا کر گارہے ہیں سب اہل محفل رنگہ میں اور میر
کہ یہ ہیں آدھر مکہ موسن کوہ - - - - - و سن پر اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کو بیکار کیا
انجبال آیا کہ زاحل کر مرچ آتش خوار کے پاس وہاں کا نقشہ دیکھ کر کہ آتے کیا بند و بست کیا ہے

مہر و شش سے کہا کہ ملکہ عالم غضب ہو گیا ملک جہان آپکی والدہ سوسن چار وودہ دیکھیے تشریف
 آتی ہیں مہر و شش دماہ و شش سے کہا کہ کہاں کہاں کیا بکھو بیٹا ہوا ہودہ اپنے باغ میں آرام فرما رہی
 ہونگی وہ اس وقت کہاں آئے کہا کہ میں بیچ عرض کرتی ہوں وہ کیا سلسلے پہلی آتی ہیں اب
 مہر و شش دماہ و شش نے سر اٹھا کر دیکھا تو واقعی سوسن چلی آتی ہے دیکھتا تھا کہ دم نکل گیا مرنے
 اس خیال سے کہا ایک تو نیا گویا بہان موجود ہر دوسرے جمال صرف اس خیال سے کہ اگر طلب
 کیا تھا تو ہم سے اجازت کیوں نہ حاصل کر لی ہوں اجازت کے کیوں طلب کیا صرف اسی خشنکی
 کا خیال تھا مگر اب کیا ہوتا ہے سوسن کو دیکھتے ہی دونوں کی دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں انکا اٹھنا تھا
 کہ سب خواہیں معصومین بھی کھڑی ہو گئیں خواہ نے جو یہ رنگ دیکھا گھبرا کر کہا کہ کیوں ملک کیون
 کیا ہوا جو اس قدر آپ پریشان ہو گئیں مہر و شش نے کہا کہ استاد کچھ نہیں والدہ ماجدہ تشریف لاتی
 ہیں ہم انکے استقبال کو جاتے ہیں نہ معلوم سو وقت کس غرض سے تشریف لاتی ہیں کیونکہ یہ وقت
 تو انکے آرام کرنے کا ہے یہ جو انھوں نے کہا خواہ نے بھی پلٹ کر دیکھا اور جمال نے بھی جمال تو
 ہر دم تیرہ دیکھا ہر گھر خواہ نے دیکھا کہ ایک نحیف سی عورت سوسنی رنگ کی پوتا ک اپنے
 ہونے لگا چہرے سے خراش پناہ ہر شری لکاتہ شیطان کی خالہ چہرے سے یہ ثابت ہونا ہے کہ
 ساحرہ زبیر ست ہر باوڈ کبر و نخوت سے مست ہوا نگھوں اور کانون سے شعلہ نکل رہا ہے
 زمین پر دون جالمے خود بخود آتش افروز وفاق سے جل رہی ہے گویا بھی زندہ ہو گیا آتش و شش
 نے اسکو پردہ دنیا پر آکر گھیرا ہر دون آنکھیں دھڑکھڑکھٹکیں خون معلوم ہوتی ہیں ایسی
 برعیا ہر کہ ٹھہریں رانت میں نہ پیٹ میں آنت مگر بظاہر سحر و ساحری میں اپنے وقت کی
 سامری و جیشید ہر مکر و دغا میں شیطان کی استانی بلکہ نانی ہر جھولی کا ندھے پر پڑی ہوئی
 اس طرف چلی آتی ہے خواہ اسکی صورت دیکھ کر خائف ہوئے یا حفیظ و یا حفیظ دل میں پڑنے
 لگے اور کہنے لگے کہ جان تو جلال تو آئی بلا کو مال تو مگر دل میں خوش بھی ہوئے کہ یہ لکاتہ یہاں
 آگئی ہے میں اسکا کام اسی مقام پر تمام کیا چاہتا ہوں جاتی کہاں رہے تو تکلیف ہی نہ پڑی مگر
 راوی بیان کرتا ہے کہ بسبب سحر کے ایسی وہ بد شکل تھی اور ایسی بد صورت تھی کہ دلوں میں دیکھتا
 تو ڈر جاتا ہے یہ سحر نبی ہونی تھی اسکے اشاروں سے افسوں گری و شعبہ بازی پیدا تھی

کچھ پیار آگیا بیشانیوں کو جو جم کر کہا کہ کیا سب تھا جو کئی دن سے نہیں آئیں نصیب تہمتان مزاج و اچھا تھا
 ہروش و ماہ و شش نے جواب دیا کہ جی ہاں طبیعت تو اچھی تھی مگر کچھ نزلہ کی شکایت تھی اس سبب سے حاضر
 نہ ہو سکی کہا اتنی کوئی شکایت نہیں ہے کہا کہ جی نہیں اب تو بخوبی طبیعت اچھی ہے کہا کہ کیوں یہ جلسہ آج کیسا ہے
 کہا کہ ایک گونیا کوہ بے ستون کی طرف سے بعد برباد ہونے کو وہ بے ستون کے ادبے ستون جادو کے
 مارے جانے سے تباہ و برباد ہو کر ادھر شکل آ یا یہ وہ گونیا ہے جو کہ بے ستون کے پاس ملازم تھا اور جمال ابد
 جو آپکا ملازم ہے اسنے اس سے علم موسیقی کی تعلیم پائی ہے جو سنا اور یہ سنا کہ گانا خوب ہے یہ پاپا سکول
 اس جلسہ میں بلایا کہ جو جلسہ میرے کنارے تالاب کے شب بھر رہا ہوتا ہے وہاں اسکا گانا سنا چلو پسند
 آیا آج اسکو اپنے مکان پر مع جمال راہدار کے طلب کیا اسیکے گانے سننے کے لیے یہ جلسہ آراستہ کیا ہے ایکو
 اس غرض سے اطلاع نہیں دی کہ اگر اچھا گانا ہوگا تو ہم اسکو لیکر آپکی خدمت میں حاضر ہونگی آپکہ کیوں
 زحمت دین سوسن نے کہا کہ میں حیران تھی کہ جلسہ کیسا ہے اور یہ کون گارہا ہے میں اسوقت بیٹھی تھی
 کچھ ایسی پریشان ہوئی اور دل گھبرا کہ باغ میں ٹھہرا نہ گیا میں نے قصد کیا کہ صبح کے پاس چلون وہاں کچھ جی بھلاؤ
 تخت پر سوار جاتی تھی کہ گانے کی کان میں صدا آئی کچھ ایسی وہ بجلی معلوم ہوئی کہ اس صدا کی طرف چلی
 ایک ایک وہ صدا تھا رے باغ سے آتی ہوئی معلوم ہوئی میں یہاں آئی باغ کو آراستہ پایا روشنی دیکھی میں نے
 خیال کیا کہ لڑکیوں نے جلسہ آراستہ کیا ہے چلو راہبان دم بھر ٹھہر کر جی بھلاؤ یہاں جو آئی تو ایک شخص کو
 کانٹے ہوئے دیکھا اتنا زیادہ اشتیاق ہوا تخت پر سے اتر کر چلی کہ سننے کا موقع نہ کر دیا کیا بری تقدیر ہے
 ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ شریف لچلیں وہ گائیکا آپکے دل کو خوش کرے گا ان جان یہ بڑا صاحب کمال ہے شریف بھی
 خوب پلاتا ہے اور گانا بھی خوب ہے اتنی بہ دونوں خوب تعریف کر نیلگیں آسمان پر چڑھا دیا وہ بان بان کرتی ہوئی
 انکے ہمراہ آئی جان جلسہ آراستہ تھا جب وہ قریب آئی جمال نے بھی اور خواجہ نے اٹھ کر سلام کیا خواجہ نے دعا
 دی کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہیں اور ملکہ سوسن جاو و آفتاب سحر و ساحری آپ ہی کے دم سے روشن ہو
 آپ پر سامری و خنید کی دیار ہے میں ایک مدت سے آپکی ندم بوسی کا اشتیاق تھا کوہ بے ستون پر آپکی
 عنایتوں اور مہربانیوں و مروتوں کا حال سننا تھا کہ جواب لوگوں کے ہمراہ کرتی تھیں اور ریل بقیہ رہتا تھا
 کہ کسی تدبیر سے آپکی خدمت میں پہنچوں مگر بے ستون جادو کی خدمت سے مہلت ہی نہیں ہوتی تھی
 وہ کچھ ایسا گرم فرمائے تھے کہ جبکہ سب سے انکے قدم ترک کر نیکی جو بچا ہوتا تھا خیر وہ گھر تو برباد ہوا تقدیر نے

بیان پہونچا دیا آپکے قدم دیکھن نصیب میں تھے جو میرے دل میں آیا کہ چال پاس چلون یہاں آیا تقدیر سے
 جو رسائی کی تو شانہرا دیوں کی خدمت میں حاضر ہوئے کا اتفاق ہوا انھوں نے بھائی سے کہا کہ اس کی قدر دانی
 کہ انہی صحبت میں طلب فرمایا یہاں حاضر ہو میں خود اس امر کی خواہش یہ تھا کہ آپ کی زیارت میں یہ سب چیزیں ضرور
 شانہرا دیوں سے عرض کرتا کہ آپ مجھ کو ملے گی خدمت میں یہ چیزیں ہیں کہ میں نے جو تقدیر سے حاصل کر کے چھوڑ دی ہے
 تقدیر میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی تھی اس لیے یہی رسائی کہ آپ خود شریف ثابت ہوئے ہیں یعنی یہی وہی بیان تھا
 بیان کہ ان واقعہ میں میرا شک ہو گیا میں نے پہلے ہی میں نہیں سمجھا تھا کہ یہ وہی تقدیر ہے کہ میں نے خود ہی کہ
 موافق اس وقت تقدیر بذریعہ آپ کے ہونے کا حال ہے یہی آگے دیکھو یہاں یہاں کاش کہ میں نے اس وقت یہ واقعہ نہیں
 ہو گیا اب اس ہی رونق ہو گئی یہ ابھی بچہ میں انکوان باتوں کی کیا قدر پرمان ہے بڑے بڑے ہونے والے ہوں
 شانہرا آپ قدر فرمائیے گا میں یہی اسوں کر رہا تھا کہ نصیب اس وقت کوئی قدر ان میں ہو یہ سب کو
 سناؤں اگر کوئی قدر دان ہوتا یہ میرا کائنات تھا تو قدر فرماتا میں شانہرا دیوں کی خوشی کر رہا تھا ان دنوں
 بہا رہا تھا ان اب یہی دل لگے ہاں یہ جو کمال ہو اتنے ہیں ہر بندہ مجھ کا اتنا ہوسہ سے قہر
 آپ کے روبرو کاؤنگا دریا کو سب کمال دکھاؤں گا کیونکہ آپ صاحب قدر ہیں خواجہ نے کچھ ہی قدر یہی
 سوسن جبار و خواجہ کی دام تقریر میں اسیر ہو گئی صرف باتوں ہی پر فائز ہوئی کا ناتو دیکھا یہ خواجہ
 نے اسکو دام تقریر میں اسیر کیا وہ یہ ککھ سند پڑھتی کروا تھی آپ نے سب باتیں پڑھیں وہ سب باتیں
 ہوئی تھیں تو ہوں گو میرا قصدا و حصہ اسے کا نہ تھا نہ یہی آواز و ناس نہ اسے ہی شانہرا کی کہ میں نے اس
 نے ہی اسے جلی آئی یہاں آکر آپ کو کات ہو سہ پایا میں سے تک رہا کی اس کی آڑ میں کھڑی ہوئی
 جب دل بہت تھرا رہا یہاں آئی آپ نے غضب کیا کہ یہ سب باتیں کا موقوف کر دیا خواجہ نے دیا
 کہ اس ملک یہ آپ کی قدر دانی اور پرورش ہو کہ تھوڑے دن بعد اس کی اس قدر تھریں نہ رہتی ہیں ملک اسے
 کیا جانوں کچھ آئیں بائیں شائیں یک کر رہا و کونوں کے شکم پر دی دانت پر وہی راہنا ہوں وہ نہ رہا
 وہ ٹکوکب آتا ہی سچ تو یہ ہر کہ یہ جمال مجھ سے ہے وہاں سوسن نے یہاں کہ اس نے وہاں اسے اسے
 یہ قدر معافی ہوا اس مرتبہ کو پہونچا ہوا ہے ایک قدر رہا ہوا وہاں کہتے ہیں آپ علم نہ کیا
 کہتی ہوں اور جب قدر میں نہ تھا ہوا اس کے موافق یہ واقعہ اس وقت تھا کہ اس نے اسے اسے اسے
 واقعہ میں نے بڑے بڑے چلے دیکھے درمیان میں اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے

موتیہ گانے کی صفت یہ ہے کہ دل بقرار ہو جائے جو جہان پر ہو اسی مقام پر خود ہو کر رہ جائے اس کو سب پر شرف
 تو یہی جی پاستہ کہ پیدل ہوں اور میں اس مقام پر ہو نیچ جاؤں جہان یہ ڈانا ہوتا ہے و جب کانہیوال
 ان سے دل بقرار ہو جائے یہ اتر میں نے آپ ہی کے گانے میں دیکھا کہ میں جاتی کہان خیاں دار پہلی کہان
 لی دل بقرار ہو گیا لاکھ میں نے چاہا کہ اپنے کام کو جاؤں دل نے کو ارا نہ کیا آخر بدولت اور سر آئے قرار
 نہ آیا خواجہ نے کہا کہ آجکی عنایت ہو اور آجکی صرف تدریسی پر خیر جو مجھ کو آتا ہے وہ آجکوستا نا ہو میں تو
 نے کہا کہ میں یہ تو فرمائیے کہ آجکا آنا کیونکر ہوا تب خواجہ نے کام ہال جو کہ ہر ویش و ماہ ویش کے روز بروز
 اپنے آئے گا اور کوہ بے ستون کے برابر ہونے کا اور بادشاہ سابق کے رہا ہونے کا اور سب تہوں کا و
 کے مارے جائیگا اور اپنے تباہ ہو کر رہے گا اور اس قصد سے آئینا کہ جمال کو اپنا خلیفہ کروں سب
 بیان کیا اور کہا کہ اس غرض سے اور مرآنا ہونا ظہن کی خدمت میں عرض ہے کہ سب سر ہونے کے
 اور طول کے اس مقام پر اس تقریر کو نہیں خرید کر کیا سوسن نے یہ کہ دریافت کیا کہ طالعہ کشا
 کا کیا قصد ہے کیا کہ میں نے سنا ہے کہ اب یہ فکر ہو رہی ہے کہ کسی تدبیر سے ہر بخت آتش خواہ کو قتل کیا جائے
 تاکہ راہ در بند کی کھلے اور در بند میں جا کر لوح کی فکر کیا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم کی اس بلند آواز سے
 شریف ہو کر طلسم کشا کو سب حال سے آگاہ کیا اور دوسرے حکیم استغلیینوس سے جب میں چلا تھا تو
 میں نے یہ سنا تھا کہ عمر و عیار اور صدر کو بتا دیا کہ وہ آئینا براسے دریافت حالت چہرے کے
 بعد طلسم کشا آئینا جب وہ یہاں کے حالات دریافت کر کے جانے کا قصد و ندرت کرین جسوسن
 نے جو بدبختی وہ لوگ اور حسرت میں رہینگے میری زندگی تک تو اس در بند پر قید با نہیں سنے میں
 نہ ہر بخت کو قتل سکتے ہیں نہ لوح یا سکتی ہے وہ ساربان زادہ کیا یافت رہتا ہے جو اور صدر آئینا کا آئینا
 تو یہ ہو جاں نا اس پر کیا منحصر ہے وہ جو بڑے حکیم ہیں اور وہ جو بڑے بادشاہ طلسم ہیں جو کہ مد توں
 مد و ست طلسم کرتے ہیں وہ تو آکر دیکھ لیں کہ یہاں سے کیونکر زندہ جاتے ہیں ان لوگوں پر کیا موقوف ہے
 خود طلسم کشا آکر دیکھ لے کہ وہ یہاں سے زندہ بھی جاتا ہے گویا ملک اسم اعظم یعنی باطل الحشر ہے مگر پھر بھی
 زندہ نہ جاسکے گا اسیر ہو جاگا اور قتل کیا جائیگا کیونکہ طلسم قتل اور اسدین کہ نہیں ہے کہ باستانی
 فتح ہو جائے اور لوح طبع جب تک لوح نہ طبعی طلسم فاتح ہوتا دشوار اور مرید ہے کہ اسیر و شہید
 نہ ہو گا نہ طبعی اس در بند کا فتح ہوتا دشوار ہے کیونکہ یہ در بند بھی اور زندہ کے مانند نہیں کہ قریب ہوتا

یہ کہ وہ بے ستون نہیں ہے کہ تھک کر بیابان میں بے ستون جاوے وہیں ہوانہ قتل کر ڈالا میرا قتل کرنا بھی
 بہت دشوار ہے خیر اگر عمر و عیار آتا ہے تو اسے بیان فرما دے گا بھی پاسے خواجہ نے جواب دیا کہ ملکہ وہ بہت
 بڑا مسکایا اور مجلس ساز و عیار پر سوسن نے کہا کہ میں اس کے حال سے بخوبی آگاہ ہوں وہ میرا کیا بنا سکتا تھا
 بیان آکر سوسن کے ذلیل ہونے اور اس پر ہونے کے دوسری بات، سکونہ حاصل ہوگی خواجہ نے کہا خیر
 ہلکواس سے کیا عرض خداوند ایسا ہی کریں آتے میرا بہت دل دکھایا ہوا اور بہت بڑا سدمہ دیا ہے
 اس حالت کو پہونچا ملکہ نے کہا کہ بیان آکر اس سے بدتر اسکی حالت ہوگی تم دیکھ لینا آئیہ بیان ہوگا
 آپ بوا بدیا کہ نہ اونداسی موت نہ دکھائیں خداوند ایسا کریں کہ وہ خوش قدم بیان نہ آئیں بلکہ اپنے
 کہا کہ آئینگے تو کیا ہوگا مابعد و ست کو نہ عمر و ست سے خوف پڑے نہ ہرے سے نہ اور کسی سے اب تکہ ناؤ
 تاکہ دل خوش ہو اس دیکھائی کی تقریر سے کیا فائدہ خواجہ نے اسکی تقریر سے دل میں کہا کہ بڑی تکبر ہے
 دیکھو اسکا کیونکہ غرور نکالتا ہوانہ جاتی کہاں پر جیسا یہ بجاؤں کہتی ہو ویسی ہی یہ نہ اپانگی میرے
 ہا تو سے ماری جائیگی پکڑ پکڑنے کا کہ ملکہ سوسن نے دانا ہوانہ بس اپنے لڑائی والی اور گانا شروع کیا
 خوب خوب گائے سوسن جاوے کو مست کر دیا اور سب فضل کو خلاصہ یہ کہ خواجہ ایسا گائے
 کہ سوسن وجہ کرنے لگی اور سوسن آہ کے اسکی زبان سے دوسری لفظ نہ نکلتی تھی گائے گائے ایک مدت
 آپ آٹھ گھنٹہ ہوئے اور گھنگر و پاؤں سے باہر سے گائے بھی جاتے ہیں آج بھی بجاتے جاتے ہیں اور گیت
 بھی نایت جلتے ہیں یہ غزل کا شفت لکھنوی کی دور ان غزل
 ہمارے آہ کسب ہو آسمان پر
 مقام آتے کیا یہ مکان پر
 نہیں تو تہہ نشین نہ تو کاساتی
 مزہ ہوا جب تک اسکا زبان پر
 نہیں پیتا تو زار ہوا اگرے
 کیا قبضہ ہوں نے اس مکان پر
 ملایا خاک میں جس طرح نجاو
 کہ باندہ نہ تو تامل امتحان پر
 ہر کا شفت زار دیا کیا ٹھکانا
 نی بیاد ہو مجھ کو نا تو اس پر
 اگر آسمان مجھ کو نا تو ان پر
 پتہ سجدہ ہو سب کے درمیں
 لگا ہی ہے ذرا اپنا زار
 خدا کی شان ہو وہ بہت نامور
 غقب ٹوٹے خدا کا آسمان پر
 زینت سے موبہ دل کے شب پر
 اگرے کا شفت کی صورت جو مل پر
 کہ باندہ جی بڑا ستے آسمان پر
 سب تہہ بن دلوں سے اک لیا تھا
 تبادل اب اسے ڈھونڈھو کہ مل پر
 ہمارا دل جو تھا اللہ کا گھر
 جو نام اللہ کا آئے زبان پر
 ہم تیغ پر رکھ دیں گے کو
 کب بکلی الٹی آسمان پر
 یہ غزل گائے جاتے تھے اگر تہہ اپنے

جانتے تھے بھی ایک گھنگر بولا کبھی روکھی سب کبھی آتے کبھی کوئی نہ بولا کبھی آتے تھے ناپتے تھے شوکر کی کر
یہ معلوم ہو کہ اب گرنے اسی حالت میں منجمل گئے گئے گئے اب جو آتے تو اتنے میں مانا ہستہ
شراب کا تھا بس اسی گستاخاں و گستاخانے میں ساغر کو لبریز کیا اسکو بہرہ پہنچا اور گستاخانہ روح کی
تاریقہ سے گائے اور ناپتے ڈیڑھی جام کو حرکت تک نہ ہوا تو سیکڑوں سوکھانے میں کھینچے گئے
کبھی آٹھ کھڑے ہوئے کبھی توڑا لیا کبھی ٹھکرتا یا ناٹھوٹے کبھی آنکھ کا اشتہار دیا یا کمال دیکھا ریل محفل
وہ حال ہر سوا سے واہ واہ کے و سر می صدا نہیں ہر طرف صداست و مسرت و مرتجا ماند ہر
سب و جد میں ہر جان پر سوسن و شعی ہوئی تھی شوکر میں جیتے ہوئے تو میرے جیتے ہوئے تھے
قریب آئے جام شراب لبریز کیا ہوا سر پر تھا اسی حالت میں سر جھکا کر کہا کہ ایسے قدر انون کو تراب
سے پلاتے ہیں یہ لکھرام پیش کیا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نور بھی کہ چکے تھے کہ میں ساتی آری خوب آہوں
اور جھروٹش : ماہ و نش نے بھی سوسن سے کہا تھا کہ افغون نے اپنی ساتی آری کی بہت تعریف کی ہے اور کہا
ہے کہ میں ناپتے بھی خوب ہوں جو گھنگر دیا کی اجازت ہو وہ بولیں اگر حکم ہو ایک ہی نہ ہونے کی حالت
آتے ناپتے میں سر سے شراب پلاتا ہوں اسی غرض سے میں نے مسکندہ اس کے سپرد کر دیا ہر چکر
اندر ماسیہ گا کہ نس سلیقت شراب کشتیوں میں لگا کر لائے ہیں کہ آج تک کوئی سر نہ ہوتے نہیں لیا ہونہ
ان سوسن نے آکر دیکھا بھی تھا کہ واقعی نرطیقہ سے کشتیان آراستہ کی ہیں بہت خوش ہوئی تھی
وہاں میں آتے کہا تھا کہ یاد می لائق نوکر رکھنے کے ہر آپ نے بھی یہی کہا تھا کہ جو گھنگر و آپ کی اجازت ہو وہ
لے لے کر آئے اسی لایق سے آپ ناپتے اور گائے اور جام شراب ماسٹ لیکر آئے جب انھوں نے
سر جھکا کر اسکو جام دیا اسنے وہ جام شراب لیکر باقی پر رکھا اور پھر پس پشت پلٹ کر دیکھا اسکو بعد
اسنے قصد کیا کہ جام کو لبوں سے لٹکا کر اپنے اندر لے آجام پی جاؤں آپ اس کے پشت کی طرف دیکھنے سے
ہو نہیا رہو گئے تھے یہ خیال کیا تھا کہ خواجہ اسکا پشت کی طرف دیکھنا خالی از علت نہیں ہو نہیا
ہو نہیا چاہیے ایسا نہو کہ دھوکا کھاؤ گا جو کہ بہرہ چکی ہے کہ میں ہو نہیا رہوں اسنے کوئی تدبیر اپنے
بچاؤ کی کی ہو نہیا یہ ہو جاؤ اس انکا ناٹھوٹے پر تھا اور جال پر اور اسکی طرف دیکھ رہے تھے
نہرہ و رکھنے کے بہت تھے کہ ملکہ شراب نوش فرمائیے تاکہ سرور ہو میرے گائے کا لطف حاصل
ہو وہ نہراٹھ پٹنے کے قصد سے جام طرف ہوں کے بڑھایا کہ یکا یک جام کے اندر شراب نے

بہوش مارا اب اسنے شہر کی طرف بھاگ دیکھا اور کہا کہ اب تھک میں کیا پوچھتا ہوں ہاں
 ہر جا میں سے آواز آئی کہ اے ملک خبردار ہو جاؤ اور ہوشیار ہو یہ لوگیا نہیں دیکھنا چاہیے
 حمزہ خود ہی تمہارے اسیر کرنے کو کیا حمزہ یہاں آیا ہوا اس جا میں ہوشی ملی ہے اور ہوشی ملی ہے
 ہو کر گویا میں خالص شراب نہیں ہوں بلکہ مجھ میں دھندل سے زیادہ ہوشی ہے جو بتدریج شراب
 ہر سب ہوشی آئینہ زد تھا۔ می رو کیوں کو اسنے دعو کا دیا ہر طرف تھاری و صریح کی تلاش میں آیا ہوا
 اسنے کل ہی تالاب دیکھا۔ میں جا ہا تھا کہ اپنا رنگ جھاؤں سانی گری کر کے صریح کو شراب پہنچائی
 پلا کر ہوش کروں مگر اس سبب سے مجبور ہو گیا کہ وہاں اسکا چرچا ہی نہیں ہوا بلکہ اسنے خود
 خواہش کی تو ہوش نہ کیا کہ یہاں شراب خواری کی اجازت نہیں ہے۔ خاموش ہو رہا یہاں ہی
 آکر نے یہ ڈھنگ ڈالا تھا کہ صریح تو طلب فرماتے ہوش نہ اٹھا کر گیا مگر اسنے اسپر بھی بنا کام کیا
 گویا اسکو نہ تھی کہ تم لوگ جو اسنے پہلے سے ہوشی ملا رکھی تھی بہت جلد اسے فریاد تھی یہ خبر وہرے
 ہر وہ عمر وہی یہ صدا دیکر شراب تمنا جو الہ بنا گیا مہر گئی اور رہن ہو کر اس شعلہ سے بھی ہوئی
 صدا آئی اس واقعہ کا ہونا تھا اور شراب کا شعلہ بکراڑنا کہ سویرے نہ ایک ایک کپ کا ٹکڑا
 کہوں کہ اوسا رہاں زادے میں نے تجکو پہچانا تو جانا کہاں ہے پڑا غصہ کس کا تھا مجھے مار یا تھا
 میں اپنا بندوبست نہ کرتی تو تو اپنا کام کر چکا تھا میں نے جب سے یہ بتایا کہ تم شہر گیا ہر کے
 ساتھ آسنا عیار بھی ہر وقت سے میں نے اپنا بندوبست کر لیا ہوں نا اقل نہ تھی بھلا یہ کیا ہو سکتا
 تھا اور بنا سکتا ہر اب میرے ہاتھ سے بچا جاتا کہاں ہوں نے چنانچہ اب بندوبست سال سے تمام ہے
 ہر گاہ کیا میں خیال نہ تھا کہ یہ گویا تھان تو یہاں کہاں سے آیا ہے کہ اسنے میرے ہاتھ سے اسکا
 تو میں نے اسے بہت سے گویا اسکی رہ کا میں نے کہہ مارا اسکو نہیں دیکھا ہے یہ کیا کہنا کہ تھا
 اب نوکر رکھا ہو مگر دل نہ گواہ دیتا تھا کہ حال اسکا کیا ہے ہر جا ہر جا ہر جا ہر جا
 اسے منع کیا تھا کہ اب کوئی نہ اسنے پاس نہ آئے اسنے اجازت نہ دی کہ اسنے کیا نہ کرے
 قاتل کو اپنا حمل کیا۔ اسکو یہاں میاں اور گھیا ہوش ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
 جا کر لایا تھا وہ کیا خوب یہ ہمارے ہر کیا ہوا کہ مجھے اسے اسکی ایک تھک تھک کوئی نہ
 میری شامت اہمال کہ میں نے اسکو دیکھا تو اسنے اسکی شامت اسکی شامت اسکی شامت

انکو میان بونچایا نہ میرا دل گھبراتا نہ میں ادم کروا فی میری تقدیر میں تو اسکو اسیر کرنا تھا اور سب ساجدوں
 میں نام پیدا کرنا تھا یہ کہہ کر اسنے بجگا دھو خواجہ کی طرف و یک ادم خواجہ نے جیسے ہی شراب کے جوش کو
 دیکھا اور یہ سنا کہ سوسن نے دریافت کیا کہ اسی شراب بتا کہ تجھ میں کیا ملا ہے جو تو جوش مارتی ہو اور
 جام کے اندر سے صدا آئی کہ ملکہ ہوشیار ہو جاؤ اور خبردار ہو جاؤ یہ خواجہ عمر و ہر عیار حمزہ ہیں سوسن
 جب تک خبردار ہوئے ہوئے اپنے جلدی سے جال مارا جو کچھ مال و اسباب روپیہ اشرفی زر و جوا تھا
 سب جال سے اکٹھا لیا بلکہ وہ کشتیان اور جو سامان نفرتی و طلالی سامنے رکھا ہوا تھا سب
 جال مار کر نذر نبیل کیا اور خود گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے جس مقام سے ہٹ کر دوسرے مقام پر گلیم
 اوڑھ کر کھڑے ہو گئے مگر جمال سے اسی حالت گلیم اوڑھنے میں کہا کہ اے جمال اپنے کو بجا میرا زر
 افشا ہو گیا سوسن تجکو مار ڈالے گی میں تو اپنے کو بجاتا ہوں تو یعنی بچ یہ جو جمال سے کہا یا تو جمال خواجہ
 کی طرف دیکھ رہا تھا یا یہ جو خواجہ کی صدا سنی اور خواجہ کو اپنے مقام پر نہ پایا جب تک سوسن
 ہوشیار ہو کر بھر کرے جمال بھی وہاں سے چل دیا اور جلدی سے چوتھے پر سے کود کر دھتوں کی
 آڑ میں ہو گیا اور سب خواجہ میں دو و نون شاہراہ دیان دیکھ رہی تھیں کہ یہ کیا واقعہ ہوا و رکھا
 امر یہ کہ شراب سے کیسی صدا آرہی ہے یا تو گانا سن رہی تھیں اور ناچ دیکھ رہی تھیں یا اس واقعہ
 کو دیکھ کر حیران ہوئیں جب شراب شعلہ نیکڑاڑی اور یہ صدا دی اور سوسن نے یہ تقریر کی
 اتنوسیکے حواس جاتے رہے اور سب بدحواس ہو گئیں کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ عمر و بیان کہاں سے
 آگیا یہ کیا خبر شراب نے دی اور سوسن نے گیر کہہ کر خواجہ صون سے کہا کہ وہ سامنے عمر و کھڑا ہوا
 ہی میں نے سحر سے اسکو مجبور کر دیا ہے تم جا کر پکڑ لو اب بھاگ نہیں سکتا ہے انھوں نے سوسن کے
 کہنے سے ادم کو دیکھا دیکھا کہ تو نہ عمر و نہ کوئی ہی بلکہ جمال قیصر تان توڑ خان بھی غائب ہیں اور
 سب مال و اسباب بھی مع اوکا لدان اور خا صدان و جنگی و کشتیوں کے غائب ہو انھوں نے
 یہ دیکھ کر عرض کیا کہ ملکہ عالم عمر و کہاں ہے جسکو اپنے سحر سے اسیر کیا ہے یا تو نہیں دکھائی دیتا
 ہے آپ ہکو پتہ بتائیے تو ہم جا کر پکڑ لائیں سوسن نے برہم ہو کر کہا کہ وہ میان قیصر تان توڑ خان
 جسکو جمال را ہدار بنا استاد بنا کر لایا تھا وہ گویا نہیں ہی بلکہ عمر و ہی پکڑ لو انھوں نے عرض کیا کہ
 ملکہ نہ تو ہکو تان توڑ خان دکھائی دیتے ہیں نہ عمر و نہ جمال را ہدار نہ وہ مال و اسباب ہر سب

تھان تو ترخان کو دیا تھا بلکہ چہ چیز میں جو کہ سامنے سند کے رکھی ہوئی تھیں اور کشتیان شہر کی
وہ سب غائب ہیں یہ آپ فرماتی کیا ہیں ہم حیران ہو ہو کر نہ بکھر رہی ہیں بلکہ تو کچھ نظر نہیں آتا ہر
یہ جو کھنوں سے کہا اب سوسن نے بھی اس طرف دیکھا واقعی کسی کو نہیں پایا سب غائب
تھے کہا کہ تلاش کرو وہ ابھی اسی باغ میں موجود ہوگا کسی درخت کی اڑ میں پوشیدہ ہو گیا ہوگا
انھوں نے کہا کہ ملکہ کسکو تلاش کریں اسنے کہا کہ اری کم بختوں اسی گوئے اپنے باپ واپس یا کہ
اور جمال را ہار کو اور جانوں وہ گنہگار تھا تمھاری ماں کا خصم عمرو عیار تھا کہ گوئی لک صورت نہ
آیا تھا اسی باغ میں ہوگا کہیں گیا نہ ہوگا پتہ یا کہ وہاں دیو یون نہ ش کر وجب اسطورہ سنگا لیان دیکر کہا تو وہاں
انھیں ادھر ادھر تلاش کرنے لگیں درختوں میں ایک بلدیچ کیا کہ عمرو عیار گوئی کی صورت بنا آ یا ملکہ
نے پہچان لیا اسی باغ میں دیانے پائے درختوں میں سب باغی تھے انگو بھی اس وقت وہ
کر دیا اور کہا کہ خواہ رت بہت وادہ مرد ہو پتوں میں سے یا نہ پائے کا قصد کرے اسکو اسے لایا پائے
دینا ہر دن اجازت کی بات بھی سب سے بدینہ میں خواہ میں باغ میں نہ رستوں میں وہ وادہ پائے
نہ بلکہ ایک تادم چاہو بڑ کوئی نو میں کو دی ہوئی میں تلاتے رہیں دیوں و زخون میں کوئی میں
ایسے سے خستہ میں کوئی نہ حدی کہ جس میں کوئی دے بدال مارے و زخون میں کوئی رہے نہ نہ لہ شہاں
آجباروان میں کوئی تیران وارنگس کے تختہ پہ نہ پائے اس کہیں بڑ کوئی اس نہا میں دیکر رہی ہائے ہوا
تہ رہا کے درخت آ رہے ہیں اور ایک تمام کا انبار کردہ کیا وود شک ہو کے میں ای کہ رہا
تمام خواہ میں ڈھونڈ رہی ہیں اب یہاں یہ غلیہ و حوسن و وادوں اسکی المیہاں پند میں وہ ووش
ماہ ووش سوسن آئے کہ ہر کہ کیوں اس میں سے بدستہ سنا یا تھا ہار سے قتل کہ ہر تہا
میں بلایا قنار مانے کا رنگ بدایا کیا ہو یہ را بندہ نہ نہ لایا کہ نور فر ہوگا مائے بیلیان میں کہ
ہوں مان کے قتل کو اپنے پاس بگد میں تو مارا کہ وادہ لایا ہوئی ہیں میں رہا کہ ووش میں
زمانے کا قصہ درج یہ تھا کہ میں جو ماری جاتی تو کہ با مان با تو یہ تاجہ ملوہ ہو یہ رہا کہ
اپنے مصروف میں لائے ان پہلو گرم کر والے تے شب جہر سے پورے ایسی سستی کو کہ وہ وہ
سر جھیکاٹے ہوئے تھے میں مثل جو یوں کے دم شگے ہوئے میں کہ یہ کیا ہوا رنگ چہ یوں کے گائے
میں زعفرانی ہو رہے ہیں حواس درست نہیں میں یہ دل نہ کہ یہ تہا کہ یہ کیا ہوا ہوا اس حال میں

چھ مہی ورنہ کبھی نہ بلانے بلکہ خبر کر دیتے یہ تو ورق ہی پلٹ گیا اب کیا جواب دین چو تو نکھار سے گھر سے نکلا
 واقعی زمانہ ہکو کیا کہے گا کہ بیٹیوں نے مان سکے تامل کو اپنے پاس جگہ دی یہ تو خاموش بیٹھی ہوئی دل سے
 یہ باتیں کر رہی ہیں و سن کر رہی ہوئے اگر ایسا ہی تھا کہ یہ گویا آیا تھا تو پہلے ہکو خبر کی ہوئی ہے دریافت
 کیا ہوتا اجازت لی ہوتی اگر ہم اجازت دیتے تو پھر طلب کیا ہوتا یہ کہسی خود تار تکی کہ وہ ان ہائی اطلاع
 اور خبر کے بلا لیا اور ہکو آگاہ تک نہ کیا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ضرور ہکو بھی معلوم تھا تھا ہی
 یہی سازش تھی جب اس طور سے سوسن نے سنت و ملامت کی اس وقت ان دونوں نے مل کر
 اور خدمتوں پر گئے رو رو کر یوں جواب دیا کہ لہذا مجھے آپ کے سر کی قسم اگر ہم اس حال سے انکار ہوں
 حال جو ہم جلسہ میں کتنا سے تالاب کے گئے حسب دستور قدیم جمال بھی آیا ماروئے ایک ہفتہ پہلے
 یہ اس سبب دریافت کیا آئے کہ میرے استاد قیصر تان تو یہ خان آئے ہیں انکی خاطر ہر بات
 میں عرصہ ہوا آئے بہت تعریف کی ہکو انتیاق ہوا ہے طلب کیا وہ وہاں آئے خوب ہائے
 ہکو کا نا پسند آیا یا نکار وعدہ لیا آج پہنچے بیان طلب کیا ہم اس امر سے باطل ہوا ہستے ہو
 غم و غیار پر نہ ہکو اسکا گمان نہ یہ معلوم تھا کہ مولا و مڈی کا نا بنی دورست بدل لکھا ہوا نکار
 و دعا باز پر نہ ہکو مال سے ایسی امید تھی کہ ہمارا ملک کھا لیا اور ہمارے ساتھ نہ لے لکھا ہوا ہم
 حال سے آگاہ ہوتے کو ضرور آپکو خبر کرتے ہم بالکل نا واقف تھے اس قدر تو شور و زور ہوا کہ آیت
 اجازت نہ لی سکی ہے سزا مرتب فرمائی ہم اس قدر امید کے گنہگار ضرور ہیں ہاتھ بڑا زبردستی
 میں جو ہم اس سے آگاہ ہوں سوسن نے کھلے کھ کر کہا کہ یہ امر تو ضرور درست ہوا و رقم
 سچ کہی ہو مگر کمزور یا تھا کہ تم مجھے اجازت یستہیں میں اگر مناسب ہانتی اور خوب دریافت
 کر لیتی تو اجازت دیتی اس وقت کچھ مضائقہ نہ تھا اب جو ہوا سو ہوا آئندہ اس حال سبب
 ایسا تصور نہ و ان دونوں نے کہا کہ اگر ابکی مرتبہ ایسا تصور ہو تو اب ہکو جو پابندی ہا سزا
 دیکھے گا اگر امان یہ بتائیے کہ اب کیا ہوگا وہ مولا تو بھاگ گیا سوسن نے ہاتھ پٹائی
 خود ہ جائیگا کمان اسی باغ میں ہر تھاری خواہیں تلاش کرے کپڑے لاتی ہیں خود بھی
 تلاش چلتی ہوں تم گھبراؤ نہیں اب جو ہونا تھا وہ ہوا اس میں تھار کیا تھا رہا ہر مڈی خیر
 ہوئی کہ میں اپنا بند و بست کر چکی تھی اگر بند و بست نہ کر چکی ہوتی تو یہی زاری ہوتی وقت

شروع قتل ہوتی یہ کسر سوسن نے کچھ بڑھا اور پڑھ کر اپنے ہاتھ و دیکھا تو ریا کہ عمر و اسی بلکہ وہ بھی
 بھی گیا نہیں ہو سکتے کہا کہ سنا ہوش و ماہ و شش وہ ساربان زادہ بھی ایسا نہیں ہو اسی بلکہ
 ہر چلو ہم بھی تلاش کریں یہ کھراکھی کھانے سے ایک خواہی کہتی ہوئی آئی کہ ملک آپ کیوں ثابت کرنا
 میں جاتی ہوں تلاش کرتی ہوں سوسن نے کہا کہ تو بھی تلاش کر اور میں بھی تلاش کرتی ہوں میں کیلی
 ایمان بٹھک کر کیا کرونگی وہ خواہی بٹھکے ایک طرف کو چلی گئی اور بڑھو ٹھٹھ لگی سوسن نے وہ چھپ چھپ
 جا کر تلاش کرنے لگی روشنی استغفر یہ کہ جو ذرے زمین پر چسپ ہیں وہ بھی دکھائی دیتے ہیں نہ یہ کہ
 انسان نہ دکھائی دے مگر جب وہ اسی حالت پر موجود بھی ہو یہ سب تو تلاش کر رہے ہیں بڑھو بلکہ
 حال ملاحظہ ہو جیسا کہ دیکھا کہ خواہی میں برکت تلاش کجک سوسن پھینک اب اسے خیال کیا کہ تم پکڑ
 مار گئے اور میرے سوسن نے قتل کیا اس سے اپنی جان بچاؤ اور جا کر خواجہ کے حال سے
 صاحبقران کو آگاہ کرو کہ خواجہ کو سوسن نے اسیر کر لیا ہے پھر خیال آیا کہ جاؤ گے کہ حضرت بیک پر
 ہیں تو حکم جاری کیا کہ باہر کوئی نہ جانے پاسے بڑی خرابی ہوئی مفت میں کھینچے اور قتل ہو رہے بہت
 پریشان ہوا و رفتوں کی آواز آ رہی بہت بارہ درمی بد آیا تو اسے دیکھا کہ بہت سات ملے پانی بہت کا
 تابان نور و دم بنا ہوا ہوا اسے خیال کیا کہ ہیکل راہ سے نکل چو بس یہ تو جان بچا کر یہ خیال کر کے
 کہ صاحبقران کو خواجہ عمر و کے حال سے آگاہ کرو اور یہ سوچو کہ عمر و اسیر ہو گیا ہوگا سوسن
 نے سوچا کہ پکڑ لیا ہوگا آئینہ وقت اسی عالم شیب میں طرف ان کے یہاں جہانقران کے طرف کو بہت
 کے رہی ہوگا یہ بھی دیکھا کہ خواجہ سے دریافت کیجئے تھا کہ ان کے یہ سلام نامان ہو خواجہ کہ سپیکر
 جسے کہ مراد صاحبقران مع شکر کے اسی مقام پر فرود گشت ہیں کہ نامان پر کوہ بہستون تھا ویرا کہ
 فرما رہے ہونگے یہ اسکو نہ تو معلوم تھا ہوا اس سمت کو پہاڑ اسکو تو راہ ہیں رکھا جاتا ہے اب حال
 یہاں تک کہ ہونا ہے کہ کام نوامین و سوسن خود تلاش کر رہی ہو ایک کہ میں نے خواجہ کا نام مان لیا ہے
 نہ جمال کا یہ رشتہان جو ہو کر سیر سے دریافت کرنی رہا کہ وہ خود بتا دیا اسی بلکہ میں رہا
 یہ ہم ایسی بدخواہی ہے یہ نہیں دریافت کرتی ہو کہ کہاں راہ کے بہت ہیں نہ نہیں
 ملتا ہے یہ جب سوسن سے معلوم ہوا کہ وہ بھی دریا سے دور ہے اور خواہی کوئی ڈالہ مار
 ملتا ہے ہوتی ہو کالیان بھی نہیں ہر خیال سے کہ اسوقت میں ایک ترسے بلکہ کو کچھ نہ لگتی

گوشہ اور کوئی مقام باقی نہ رکھا جو نہ تلاش کیا ہو صد کردی کہ درختوں کے پتوں تک میں ڈالالوں
 کی کرسیوں اور شیموں میں تلاش کیا مگر نہ پتہ چلا نہ ملا کوئی یعنی نہ خواجہ ہاتھ آئے نہ جمال آخر کو یہ
 تو عاجز ہو کر یہ کہہ گئی آئی کہ جلد تلاش کر کے لاؤ میں تو تھک گئی اور مواء عمر و نہ ملا اگر تلاش کر کے
 نہ لاؤ گی تو ایک ایک کو سزا دوں گی پھر ہرے والوں سے دریافت کیا کہ کوئی اندر سے باہر تو
 نہیں گیا انھوں نے جواب دیا کہ جب سے بننے پر رات گئے سے پھاٹک بند کیا ہی نہ کوئی اندر سے باہر
 گیا نہ باہر سے اندر سوا سے بوسے گل اور ہوا کے عموماً جو وقت سے یہ حکم ملا کہ کوئی اندر سے
 نہ باہر جائے نہ باہر سے اندر آئے اس وقت سے تو ہوا کو بھی بننے باہر زمین جانے دیا ہر جب یہاں
 لوگوں نے جواب دیا کہ کوئی باہر نہیں گیا ہی سوسن نے یہ کہا کہ آخر یہ دونوں کہا ہوئے کیا بوسے گل
 ہو کر دوش ہو پر سوار ہو کر چلے گئے یا ہوا بکر نکل گئے یا لکس یا پتہ نہ کر کسی مقام پر رہ گئے یا اور کوئی
 جانور شگے بہت تلاش کرو یہ کہتی ہوئی اپنے مقام پر آئی مسند پر بیٹھی دونوں روکیاں بھی کر کے
 برا بڑھین یہ بہت حیران ہو کہ یہ دونوں کدھر چلے گئے کیا ہوئے اسنے پھر سحر سے دریافت کیا پھر
 سحر نے یہ ہی خبر دی کہ وہ اسی باغ میں ہو کہیں گیا نہیں ہوا اب اسکو شک گذرا کہ ان ہوا صوان
 ان ترک کوئی نہیں ملا ہوا ہی ایک ایک کدھر گیا اگر رنگ روغن مارا ہوا تو اڑ جائیگا
 یہ جو دریافت کیا تو سب کو اصلی صورت پر پایا نہ شک بھی دفع ہوا مگر یہ بہت حیران رہا کہ انھیں اور
 دوسرے تلاش کرنے لگی اب اچھی طرح سے دن نکل آیا یہ تو تلاش کر رہی ہوا اور خواہ میں ہو نوا جہاں
 سال سماعت فرمائیے کہ آپ گیارہ ورے ہوئے سب مال و اسباب نذر زبیل کر رہے ہیں یہاں تمام
 کو ٹھہراؤ گا مال و اسباب نذر زبیل فرمایا ایک جہت تک باقی نہ رکھا بلکہ کچھ خاکت کہ اٹھا کر نذر زبیل
 کر لی خوب مہر و دوش و ماہ و دوش کو لوٹا وہ چیزیں جو کہ بظاہر سلت موجود ہیں کہ نہ اٹھایا ہیں
 خیال سے کہ انکے اٹھانے میں پرزہ ہو جائیگا اسکے بعد جا کر تمام خراصوں کے مال کو اڑا کر لیا
 مسماہوں کے مال کا سترتا بھرتا کین نہلا یہ کہ آپ رات بھر لوٹا کیے جب خوب لوٹ چکے اب تمام
 آیا کہ کوئی تدبیر در کرنا چاہیے کہ جس سے امزادی قبضے میں آئے بے بیان جو آئے تو رہا ہی
 اندر سے تلاش ہو رہی ہو آپ بھی ایک گوشہ میں اٹھ کے ہوتا نہ دیکھنے لگے کہ اتنے عرصے میں سوسن
 خواصوں کو یہ حکم دیکر حیرت و تلاش کرتے کرتے تھکے مسند پر آکر بیٹھی کہ سطور سے ہو ڈھونڈ کر لاؤ

ابھی باغ سے کہیں گیا نہیں میرا بھٹو سے کہ رہا ہوں کسی یہ حالت ہے کہ سانس بھولی ہوئی ہو جس قدر
نہیں ہیں از سر تا پا غرق مرقع ہر مسند پر بیٹھی ہوئی پنکھا اپنے ہاتھ سے ہلاتی ہے ہوا خوں سے جو
سوسن کو اس حالت سے آتے ہوئے دیکھا اور یہ حال اسکا دیکھا آپ نووا اس مقام سے مل گئے
اور فکر کرنے لگے کہ کیا تدبیر کروں کونسی عیاری کروں گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے کہ ایک بگل مرد
ایا تھو میں آیا بجز فکر میں جو خواہی کی تو ایک گوہر آید ار مراد کو پایا آپ ایک طرف کو درختوں میں چپکے
ایمان سوسن اکڑ بیٹھ کر ایک خواص پائے چڑھائے ہوئے ڈوبنے کی گاتی بانہ سے ہر وقت ہوا
ہو اس سانس بھولی ہوئی پریشانی پر سپاہ آیا ہوا کہتی ہوئی چلی آتی ہے کہ رات سے اس وقت تک تھکن
کرتے کرتے پریشانی ہو گئی اس موسم کا کہیں پتہ تک نہیں ہو نہ معلوم زمین کھا گئی کہ آسمان یا
کوئی بھوت تھا کہ ہوا بھر رہا گیا یا جن تھا کہ سایہ بکر نکھ گیا یا ہوا ملک کا یہ حکم ہوتا تھا کہ کرو
تلاش کرو کہ ان تلاش کا یہ کہاں نہ تلاش کریں یہ تو بہت عاجز ہیں اب جاسے ملک غامض ہون چاہے
خوش ہوں ہم میں داب دم تلاش کرنے کا نہیں ہو کیا کوئی سوئی ہو جو خاک میں لگایا یا چوٹی ہو
یا پتہ ہو کہ کسی طرف بیٹھ رہا اچھا خاصہ موٹا نازہ انسان ہے یہ کلام کرتی ہوئی اور بڑبڑاتی
ہوئی سامنے ملک سوسن کے آئی اور کہا کہ ملک اس وقت آپکا سوسن غلط ہے رہا ہوا اب خود بھی
پریشانی ہوتی ہیں اور ہم کنیزوں کو بھی پریشانی کر رہی ہیں کہ ان تلاش کریں وہ تو نہیں جانتا
ہو واہ کیا خوب اس مونڈی کاٹنے نے ہمارے آکر ہو بھی اور کہ کو بھی بچار پریشانی و اجڑ کیا
لو ملک نے اس قدر فکر کی اور اس قدر تلاش میں دیر میں وہ دعو ہوئے کہ اب یہ پتہ آگیا سانس
بھولی ہوئی ہو ہوائیاں اثر سے ہی ہیں جو کہ ایک قیم راہ نہ پہلے وہ اس قدر پہلے آگیا حال
ہو گا ایک تو یہ فکر کہ کسی طور سے تلاش کروں کیونکہ وہ دشمن ہے دوسرے راستہ بر کی صاف
تیسرے جاگنا کیونکہ یہ حال نہ کہ کس قدر پیچیدہ آیا اور یہ کہ ہمارے ملک کے اندر کراہت ہیں
اپنی ملک کا پسینہ پاک کر کے اس کاغذ سے آگے کر کے اس کاغذ سے آگے کر کے اس کاغذ سے آگے
اس وقت تک سوا ب پھر نیلے و نیلاش کی نیلے کوئی و نہا ہم نے اس وقت سے لے کر اب تک
کہ کس قدر محکوم فکر ہے کہ ہر امزادہ چاہے کہاں گیا یا ہر توحید ہے کہ ہمارے ملک کے اندر
ہوئے تو یہ تلاش کو چاہتی ہوں و را دم اسے نہ بولی کہ اب آپ کی رات میں میرے قیام میں تو یہ

جام و تلخ و سب و ساغسہ برہم | اگر گذاریم کہ از دست من زندہ و سلاست بدر روی دوبارہ بہت
 ہوشیار بیٹھی تھی یوں عیاری کرتے ہیں بیدار میرے پسند کے سے کوئی بھی نکلا ہے جو یہ نکل جاتی ہے کہ اگر خیر ہو ایک
 اس کے قریب پہنچ گئے جیسے ہی قصد کیا کہ بڑکا واکر و ن ویسے ہی نہ ہو کہ اساربان زار سے راغزادے
 دست خود را نگہدار خیرہ دار ہا تو نہ لگانا میں آپو سچا تو نے تو بڑا غضب کیا تھا اگر میں نہ سمجھتا تو کام تمام
 کر چکا تھا یہ نعرہ شے خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ صد اکمان سے آئی خواجہ نے دیکھا کہ صریح آتش ہوا
 تیر تیر چلا آتا ہے ہوا پڑتا ہوا خواجہ نے اس کو دیکھا قصد کیا کہ ایک ہا تو رسید کروں جب تک یہ آئے
 پھر خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ سحر کر دے تمہارے پاؤں زمین پڑے اور اگر اسیر کیلے اور یہ روئیں تین ہوں
 خبر بھی تمہارا کچھٹ جائے تو بڑی خرابی ہو خیرہ جاتی تو ہاں ہے اسکی زندگی ہو ایک مرتبہ ان دونوں کو
 قتل کرونگا، گریہ آگیا ہے تو آجائے جانا کمان ہا ان دونوں کی ساتھ تمہا ہر دوسرے یہ خود بھی ہوشیار تھے
 اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ اس نے بند و بست کیا ہو مثل شرب کے کہ جیسے وہ شعلہ ہو کر اڑ گئی
 یہ طور سے کوئی اور فو تو پیدا ہو کوئی تپلہ عروخہ پیدا ہو رہا ہے تو اس سبب سے یہ ہوشیار رہتے
 ایک ہا تو میں خبر تھا ایک ہا تو کلیم پتھا بس جب یہ خیال ہوا کہ میں سے قتل کرنے میں ضرورت نہیں
 یہ مجھ کو اگر اسیر کر لے فو اگر کلیم اور علی اور عاصب ہو گئے آسٹو پوز کر سب تک وہ زمین پر آئے آئے
 آپ غائب تھے وہ جزیر میں پڑا یا آئے نہ دیکھا نہ جالا آواز گہرا ہی خواجہ موج۔ ہوں تو میں پاپاں
 پکڑے آپ کلیم اور وہ کر اس مقام سے اٹھ کر آئے اور کیر و پیر ہو گیا لہ پانی برسا اس سے
 سوسن کو ہوش آیا اب جو سوسن کو ہوش آیا آپ کو مست پر پڑا ہوا دیکھا اور رہنے کو اپنے پر بکھڑا
 ہوا یا یا صریح کا یہ عالم ہو کہ حیران وارادہ و دھڑلہ رہا جو سوسن یہ دیکھ دیکھ کر اٹھ بیٹھی اور
 کہنے لگی کہ کیوں میری تم اس وقت کہاں آئے ہو کہ اس قدر پریشان ہو رہے ہو سوسن نے
 یہ کہہ کر دیکھا کہ دل آرام کہاں ہے میری نے یہ کہ سوسن کو جو بدیا کہ اس ساربان زار سے کو دیکھتا
 ہوں ابھی تو وہ یہاں کھڑا ہوا تھا میں نے آواز کیے بھی دی تھی سوسن نے کہا کہ جیسا ساربان اوم
 وہ کہاں تھا میں تو رات سے اسکو تلاش کر رہی تھی ابھی تو میرے برابر میری خواص دل را کٹری
 ہوئی تھی میری نے جو بدیا کہ امریکہ وہ دل آرا نہ تھی جو عیار تھا دل آرا کی صورت بن کر یا کھتا
 رو مال بیوشی آ میر سے تھا یا نہ پوچھتا تھا اور پسینہ یک تا تھا کہ کھو غش آگیا تم جب بیوش

ہو کر گرین خیریکر چلا تھا کہ قتل کرے میں اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک جملہ سونے جھکواں حال
 سے آگاہ کیا میں وہاں سے چلا اسوقت آکر ہوشیاء کہ جب وہ قریب پہنچ چکا تھا اور رات آٹھ بج رہا تھا
 تھا کہ خیر مارے اور انکا کام تمام کیسے کہ میں آکر ہوشیاء میں نے اسی مقام پر سے اسکو نشانہ اور آواز دی
 جہاں سے میں نے خیر کا وار کرتے دیکھا تھا میرے ڈانٹنے سے اسنے اتنا تو ہوا کہ آٹھ بج رہا تھا وہک یہاں پہنچ
 آواز گیر دمی زمین پر آیا کہ میرا کیا ہوا ہوں یہاں آکر کھڑا ہوا کہ میں نے اسکو دیکھا کہ وہاں اب جو
 اسکو دیکھا تو پتا چلا کہ وہ معلوم کہ میرا کیا اسکو دیکھ رہا ہوں۔ حسن نے کہا کہ یہاں کروں وہ تو
 یوں غائب ہو جاتا ہے کہ جیسے یہاں پر تھا ہی نہیں اور میرا واقعہ تو سنو کہ میرے ہاں پر کیا گزرا
 کل شب کا واقعہ ہے کہ میں اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی تھی کہ میرا دل گھبرا یا میں وہاں شب بلی کیلک
 نکھارے پاس کچھ صلاح کروں اور کچھ تدبیر کروں کہ یہ جو غلطی ہو کہ طلسم کشا اور جادو کو اتنا ہر تو
 طلسم کشا اس مقام پر اسیر ہو جائے یہاں نہ اس کے تخت سحر پر سوار ہو کر چلی تھی کہ اوہ جادو بھی
 جب یہاں پہنچی تو میں نے یہاں پر روشنی دیکھی اور گانے کی صدا میرے کان میں آئی میں یہاں
 آئی تو میں نے جیسے آٹھ بج رہا تھا ایک گویے کو گاتے دیکھا جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ گویا کوہ
 بے ستون کی طرف سے آیا ہے استاد ہے حال رہا ہمارا کا قہر تان توڑ خانہ سمیٹا تھی گانا خوب
 تھا جھوک بھی گانا اسکا مزعوب تھا میں نے بیٹھ گئی گانا سننے لگی کہ یکایک اسنے اٹھا ایک گتہ نابی اور چڑی
 و سائے اٹھا کر یاد دہاناب سے ساغر کو مٹا دیا۔ رر سر پر رکھا اور زنا چتا یہ یہ سے قریب آیا اور سر کو
 تھپکا کر کہا کہ یہ قدر دان کو سر سے شراب پلانا چاہیے میں نے وہ سائے اٹھا لیا ہونا کچھ خیال
 تھا اور میں نے بھی کہ طلسم کشا آگیا ہمارے ہمراہ اسکا نیا رطوبہ بھی ہوا تھا۔ اسے بہت کر لیا تھا
 بہت شرب کا ساغر قریب منہ لپائی شراب نے جوش مارا میں نے نہ بہت نہ بہت نہ بہت کیا اسنے
 کہ آگے چھوٹتے ہوئے ہی مل بھلی ہو گئی تھیں ہر گویا نہیں ہر گویا کی صورت نکا ہے کہ اسے نہ کیا ہوا ہے
 یہ سننا تھا کہ میں نے آواز گیر دمی کہ وار دیکھ کروں اور شراب شعلہ شکر اڑی اب جو میں آواز یہ دیکھ اور
 میرا اٹھا کر دیکھتی ہوں تو وہ غائب تھا کہ میں اسکا پتہ نہ تھا خلاصہ یہ کہ رات سے اسوقت تک تلاش کیا
 کہ میں پتہ و نشان نہ ملا ابھی اسے تلاش کر کے بیٹھی تھی کیونکہ تھک گئی تھی پسینے میں ہو گئی تھی کہ میری
 خصوصاً ل آواز دہری ہوئی آئی بہت دلسوزی سے کہا کہ میری ملکہ کے کتے پر بہت محبت ہے میں یہاں

لئے کہا کہ میں تو جتنا مومن تھا اب یہ تو تیرے دیا شدہ ہے کہ اب یہ عمر و عیاد کہاں ہو جو میں نے چھوڑ
 اسم سحر چھوڑ کر اپنے ماتو کی پشت کی گئی تھی اب یہاں اب عمر و عیاد کہاں نہیں یہ وہ جو اپنے ساتھ کہ ہرگز
 نا بدان ہوا اس کی راہ سے چلا گیا سو سن سے صریح سے کہا کہ وہ نا بدان کی راہ سے نکل آیا راوی
 بیان کرتا ہوں کہ جب خواجہ تمام ال و اسباب لوٹ چکے تھے اس نکلے ہوئے سے کہ گھسی پڑے
 سے سو سن کو اسیر کروں گلشن عیاد کی سیر کر رہا تھا کہ ایک گل مراد ماتو کا تھا اس وقت
 ایک طرف کو چلے گئے کہ یہ میں دل آرا خواہ میں خواہہ کی تلاش میں درختوں کے درمیان میں بکھری
 ہوئی تھی خواجہ نے اسکو اپنی عیاد کی گت پندر یا اور اتے ہی اس کے گتھ پتیاں بہوشی یا اودہ تو
 چھینک مایہ کر بیوش ہو کر آئی خواجہ نے اسکو درختوں کے درمیان میں پوشیدہ کر دیا تا اور خود اسکی
 صورت بند سو سن کے پاس آئے تھے اور اسکو بیوش کیا تھا کہ صریح سے کہ بچا یا خواجہ نے دیکھا تھا
 غائب ہوئے تھے دریاغ سے نکل کر طرف مکان جمال را پار کے روانہ ہوئے تھے اسکا حال یہ پتھر
 کیا جائے گا پھر سو سن کا حال والا حلقہ فرمایا کہ یہ صریح کو طرف مکان جمال را پار کے
 روانہ کر چکی ہے نہ جانے صریح کے ساتھ پیر اسم سحر چھوڑ کر اپنے ماتو کی پشت کو دیکھا تھا پھر کہا ہوا
 پایا کہ دل آرا خواہ اس کی مشرق کی طرف جو پہلے کا تختہ ہر دبان اسکو خواجہ عمر و عیاد نے بیوش
 رکھے ڈال دیا جو وہ بیوش پڑی ہوئی ہے جس پر دیکھ کر سو سن سے خواہوں کو وادہ ایسا تم سب ملی آؤ
 عمر و عیاد گیا سب تلاش کیا بکا یہ یہ جو اسنے کہا سب خواہیں سمٹ کر ملی آئیں بن میں جان آئی کہ بچیں
 اس وقت خواہ سے کہہ لیا کہ اسکی بچیں نہ بچیں نہ تلاش کر یہ ہی نہیں پڑھاتی جاتی ہیں یہ وہ شرم و شرم
 تلاش خواجہ میں سرگردان نہیں رہے ہی جسکے مان کے پاس آئیں سو سن نے اسنے بھی سب حال بیان
 کیا کہ کہا کہ اس جا کر دل آرا فلان مقام پر بیوش پڑی ہے اسکو آٹھ گئے اور ب میں جاتی ہوں ذرا
 نہ دیکھتا ہوں یا یہ سارا آیا ہوا ہے یا ماشو کہ پھر وہ کوئی دھوکا دے اب جو کوئی نیر دے خواہ عورت
 خواہ اس کے ساتھ اپنی سمجھت میں نہ آئے دنیا بکھتا ہوا کہ ممکن ہو سیر کر دینا درنگو درنگو دنیا افسون نے کہا
 کہ اس نے سو سن سے کہی ہوئی تھی اور دل آرا کو جا کر اسکی دل آرا ایک ٹاٹ کے
 اس کے پاس میں سو سن کے کوٹیا کر کیا اب جو بیوش آیا اسنے اسے کو برہنہ پایا بہت روئی بلکہ سو سن
 اس کے ساتھ اس کے ساتھ ہوا وہی ملکہ نے کہ کہ تیرے پرے عمر و عیاد کی گئی تو اوپر سے

۱۰

ہوا تو وہ دیکھ کر وحشت و ہلاکت و کشتار و کشتار کے بہانے یہی جبریا ہو رہا تھا کہ
 وہ سب مال آیا لائے دیکھنے کے نام پر تمام سیکو دیارہ۔ یہ تو جہ کو کون سے اوجھالیاں دینے لگیں راوی
 ان کو تو اسی حال میں مبتلا رکھتا ہوا تھا جو جہ کو برا بھلا کہہ رہی ہیں اور حسوسن نے بعد روانہ کرنے
 مال و اسباب کے بھر کیا اور اپنی حفاظت کا پابند کر کے باطمینان تمام بھیجی اور صریح کا انتظار کر لیا
 کہ جمال راہ را کر دیا یہ کہ تمام کے ساتھ بھیجے۔ انتظار میں چھوڑا جاتا ہوا اب خواجہ کا حال بیان ہوتا
 ہوا یہ تو باخبر تھے کہ اب تمام راہ را جہاں سے مکانات پر آئے اسکو نہ پایا تو ان کی دہن میں ایک تہیر
 آئی بلدی سے جمال کے ملازمت و اسکی، انکو حرمی بیوشی امیر ویکو بیوشی کیا وہ یہ دریافت
 کرتی رہا کہ جمال کہاں پر اندین نے کہا کہ یہ کھاوین بیان کرتا ہوں جب وہ کھا کر بیوشی ہوئی
 جسکو وہ سب نوکروں کو کھا کر دینا چاہتا تھا اور یہاں مار کر سب گھر کا مال و اسباب مع تخت و لنگہ
 کے سب مدد و زبیل کر لیا خدا سے یہ کوچہ زور و کم نہ تھوڑی طرفت کئی تاکہ نذر زبیل کر لے بھاری مریا
 کر دی اس دور سے شہان کو دعا دے کیا کہ جیت کوئی بوٹ بیگھا اور خود جمال کی مان کی صورت نکریاں کھو کا
 صحن میں بیٹھ کر خواجہ سے روٹا نام نیکرین و کالیات دینا اور کو سنا شروع کیا کہ اسے وہ موا عمر و آیا
 میرے بچے کو بھی دیکھا کہ اپنے ہمارے گیا اور سب مال و اسباب بھی لوٹ بیگیا انکو کسی طرفت کا
 نہ کھا اب بین کیفو کر سیر کرو گئی۔ یہی کہتا تھا کہ تو بھی دین اسلام قبول کر جب بین نے انکار کیا تو
 انکو سے منقام پر اکیلا چھوڑ دیا اب میں کہہ رہا ہوں اور کیا کروں یہ تو کوئی سہارا نہیں ہے یہ کہتی ہے
 یہ روٹی پر رکھتی ہے خدا زبرد عجائب اس عمر و کو غارت کریں یہ مرد و جان کاشائے آیا تو مجھ کو لوٹ
 میرا ہوتا ہے تنہا اب تو اسکی صورت بھی ہوئی روپیٹ رہی ہے صریح جو دمان سے خوشوار رہتا ہوا
 ملاؤں سے ہوا یہ اسے گرفتار کر لیا اور پھر پالا تھا یہاں آکر پہونجا جب قریب مکان جمال راہ را آیا تو اسے
 کان میں دیکھی صدا آئی اسنے دیکھ کر کہا کہ یہ کوئی رو رہا ہے چاہو تو معلوم ہو جائیگا پہلے اپنا کام کر لو پھر تلاش
 کرنا نہ ورنہ رہتا ہو اسے فو کہتے رہے وہ جمال راہ را کسی طرفت ملکہ کے خوف سے ہمالگ جانے یہ جب قدر قریب
 مکان جمال پہونچا پھر اسے بتا دیا کہ یہ کی صدا قریب ہوتی جاتی ہے جب یہ با کھا رہا ہو تو گیا اب
 اسکو معلوم ہوا کہ جمال کے مکان سے روٹکی صدا آتی ہے اسنے اپنے دل میں کہا کہ یہ کون رو رہا ہے۔ ال
 رو رہا ہے اگر یہ رو بھی رہا ہے اور سنت و سماعت بھی کر لیا تو میں زمانہ نگاہ نہ ور پکڑ کر لیا تو لگا اسکو سننا

ایشہ دروڑ لوانو لگا جسے بڑا غصہ کیا کیا یہ دل سے ہا میں کرنا ہوا جمال کے مکان کے ساتھ میں یہ پرست
 آتراب بیان اگر کیا دیکھا کہ تمام مکان دربران ہوا ایک ہی چیز مکان میں اسباب خانہ داری سے نہیں
 انہ مال کی مان صحن بن بیٹی ہوئی بال کھولے ہوئے خاک پر وہ پڑا رہا ہی ہوا اور خواجہ کا نام سے ایک
 بیان اور کوٹے میں رہی یہ واقعہ دیکھ کر یہ بیان ہوا وہ ضعیفہ ایسی روئے اوپٹ میں نہ صرف
 کہ سنے ہی نہ دیکھا کہ کون تاہرہ فریب اس عورت کے آیا اور کہ کہ اس ضعیفہ نے تیار ہوا جمال
 کہاں ہر دروڑ کیوں نہ ہی ہر ما لوانو لگا اسکو بکڑ کر لجا ونگ کیونکہ حکم ملکہ کا یہ سنے ملکہ سے نہ نہ نہ
 کی اور ملکہ کے قاتل سے مل گیا اسکو اپنے ہمراہ بکڑ ملکہ کی لڑکیوں کے باغ میں گیا وہ تو نہ ہوا کی کہ نہ
 اس کے حال سے آگاہ ہو گئیں وہ دونوں ومان سے جاگے جلد تیار کہان اسکو پر تیار کیا ہوا
 بنی یہ حالت ہر وہ یہ تیرے مکان کی کیا کیفیت ہر دروڑ کیوں رہا ہر وہ یہ سنے یہ کتاب ہر وہ
 سنے سزا شکار کیا میری کو اپنے پاس کھڑا ہوا پایا ہر وہ یہ دیکھنا تھا کہ وہ تیرے ہا مار کر رہی گئی وہ کہنے ملی کہ
 میں کیا جان کہ وہ کہان گیا عمر و عیار اسکو اپنے ہمراہ بیگیا یہ مسلمان کر کے مع تہماں اسباب ہا
 کے میں نہ جو منع کیا تو جمال سنے بھی خوب مارا اور عروٹے بھی اور کہا کہ اگر دین اسلام اختیار نہ کرے گی تو نہ
 ہمراہ لیا نیکے میں نے انکار کیا نیکو مار پیٹ کر اکیلا چھوڑا سب مال و اسباب لوٹ کر چلے یا میں یہ
 روتی بیٹی رہ گئی اسکی جان پر بھائی دیتی ہوں بکورو دنا تو اس امر کا ہر کہ مال بھی گیا اور اسباب بھی
 اور رٹ کا بھی ملے ہو گیا اب میری کیونکر سہر ہوگی کہ کروں صریح نہ کہ کہ اس ضعیفہ کیوں فقرہ کرنی ہونے
 خود اسکو بھٹا دیا ہو گا بسبب خوف بادشاہ کے اسنے کہا کہ میں آپ سے قسم کھا رہی کہ
 ہوں کہ جو میں نے اسکو بھگا یا ہو یا میں اس کے مال سے آگاہ ہوں یہ تو ضرور میں سنے دیکھا کہ وہ
 دونوں گھبرائے ہوئے آئے پہلے تو سب مال و اسباب میٹھا ایک مقام پر جمع کیا اسکو عروٹے
 جمال کر غائب کر دیا اسقدر مال و اسباب تھا کہ میں دن تک اگر اٹھا یا جاتا تو بھی نہ کہ ہوتا یا اس مردے
 نے دم بھر میں سب اٹھا کر غائب کر دیا اس کے بعد نو کروں بکڑ کر اسنے کہہ کہا انھوں نے قبول کیا میں غائب
 بیٹی ہوئی دیکھا کہ یہ کیا آفت ہے جب نو کروں سے کہ چکا نہ بکڑ ال نے بلایا اور مجھ سے کہہ کہہ بن سلام
 قبول کرو میں نے انکار کیا بکڑ خوب پہلے تھا یا جب میں نے نہ ما تو بکڑ مارا اور جو میرے ہاتھ تھے
 سب حصین لیا کپڑے بھی پہنے اٹھا کر میری دست و حاجت سے چھوڑ دیے اور دونوں کے دونوں

پہلے گئے مین اکیلی رہ گئی انکی جان کو رو رہی ہوں اس اولاد ولی سے بن اولاد کی ہوتی تو اچھی تھی
 بلکہ سے الگ شرمندہ ہوتی وہ الگ میری طرف سے بدگمان ہو مین اور مال واسباب بھی برباد گیا
 یہ سب اس حرام زادے جمال کی بد دوستی و ناجکونہ توجہ جمال کا غم ہر نہ مال کا روناس امر کا ہو کہ
 اب مین کہدھر جاؤں اور کیا کروں گر ملک کے پاس جاتی ہوں وہ نا ارض ہیں کبھی مج کو اپنے پاس نہ رہنے
 دینگے میری ہر طرح سے خرابی ہوئی مین کہہ ملک کی نہ رہی اسے میرے خدا و توبہ میں کیا روئے کیسی میری
 تقدیر بھوٹ گئی کاش یہ مرد جمال صدمہ تا تو میری یہ خرابی نہوتی مین بلکہ ہی کے پاس با بیٹھتی میری برباد
 ہو جاتی مین انکے دو کام کرتی وہ مج کو روٹی دیتیں مج کو مکان کی کیا ضرورت تھی او خانہ داری کی کیا
 حاجت تھی یہ تو اسی دے جو نامہ رنگ جمال کے سبب سے سب چیزوں کی ضرورت ہوئی مین نے اپنی
 جوانی سے کچھ بچھے برباد کی یہ جو نامہ رنگ مج کو غیبتی مین دعا دیکر یک بیا کے ساتھ اس کے بکالے سے چلا گیا پاؤ
 خیال نہ کیا کہ بڑھیا ان کیا کہ گئی اور کہدھر جائیگی ہم اسکو تو کسی طرف کا زمین رکے جاتے ہیں اسطور سے
 رو رو کر یہ سب قصہ بیان کیا کہ صریح کو سکے سال پر رحم آگیا اور کہا کہ تو پیچ کستی ہو کہ جمال خمر کے ساتھ
 سب مال اسباب یکے چلا گیا اور مج کو چھوڑ گیا آتے جو بدیا کہ مین قسم کھا کر کستی ہوں کہ اگر آپ سے بھوٹ
 کہتی مین یہ شکر کرتی ہوں یا پوشیدہ کرتی ہوں اور اس امر سے آگاہ ہوں کہ جہان جمال و عمر وین
 تو جو خداوند سادہ و خداوند جمشید و خداوند آفتاب شعلہ یک خاک سیاہ کر دین جب اسطور سے
 مین کھائیں صریح کو توبہ میں آگیا کہ یہ پیچ کستی براستے اس طور سے رو کر سب حال بیان کیا کہ
 کیسا ہی تبت ایسا پریم ہو گا اسکو بھی رحم آجائے ایسا ہی ہوا کہ صریح کو اس کے حال پر رحم آگیا کہنگا
 کہ گہرائی کسوں پر تو میرے ساتھ میں مکان پر چل مین مج کو کھانے کو دلا تا تو میرے استاد کی قبر
 پر بیٹھی رثا عبادت کرتا تیری شہید بھی رست ہو گی خیر ہوا کہ جمال چلا گیا اور نہ ایک نہ ایک
 دن تو اسکی بد رست دلیل ہوتی اور اس پر سبب مین عزت جاتی قتل کی جاتی کیونکہ وہ بہت
 بار وہ ہو کہ تھا اس نے جواب دیا خیر نوب بہ وہ چلا گیا مین کہاں جاؤں صریح
 نے کہا کہ مین نے تم سے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو اور میرے مکان مین چکر رہو اور عبادت
 خدا نہ کر و آستے آستو پوچھ کر کہا کہ میرا خود یہ چاہتی ہوں کہ کسی طور سے کوئی ایسا مقام ملے
 کہ جہان مین بڑھکر گوشہ مین عبادت خداوند کروں اور اپنی باقی زندگی بسر کروں صریح نے

کہا کہ میں تو کہتا ہوں کہ یہاں سے جبر میرے استاد کی قبر پر ٹھیکرا اپنی زندگی بسر کرو جو ابراہیم
 میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ ایک مدت سے مجھے اس قبر کی زیارت کا اشتیاق تھا اس
 حرام زادے جمال سے کسی مرتبہ کہ کہ تو نہایت مریخ جادو میں جاتا ہے میری طرف سے
 نیا کہ مجھے آپ کے استاد کی قبر کے رشتہ کا بہت اشتیاق ہے اور اس کی زیارت کی شوق ہوں اگر اس سے
 ایک دن بھی آپ سے مل سکیا تو میری رانی گرا بیٹی یہی مرضی ہے تو مجھ کو ملے چلیے میں
 ہوں میں قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ میں اب کہ میں بخاؤنگی مگر میری جان ملکہ کے ہاتھ نہایت
 مریخ نے کہا کہ گلو اس سے کہ مطلب نہیں ہے تم میرے ساتھ چلو اس نے کہا کہ چلیے میں مریخ نے
 عمر و میں جمال کی نقی بان کو لیکر اپنے مکان میں آیا وہ یسویۃ تہ گنبد کھوکا اس وقت چلیا
 کی قبر پر بٹھا دیا اور خود بہ آ کر ایک عرضی تہام تکہ سوسن اس قبر کی تعمیر کی کہ اس سے
 جو میں نبوت تکم ملکہ عالم کان پر جمال راہدار کے گیا اور راہدار نیا تو مکان باکل خانہ پر
 نہیں ہے اس پر اس پر ریاقت کیا تو معلوم ہوا کہ جمال راہدار کو مع اس کی مان اور نو کروں اور کل مان نہایت
 کے عمر و اپنے ہمراہ لے گیا ہر ان لوگوں کا پتہ نہیں جو میں نے بہت تلاش کیا میں نشان نہ دے سکا
 ہوا اور میرے کھانے کا بھی وقت آ گیا تھا میں اپنے مکان پر چلا آیا اور جمال مانا تو سکریہ بیان ہوا
 وہ تو ملا نہیں میں نے خیال کیا کہ اب جائیگا کروں آپکو بذریعہ تھریکے اطلاع دی لہذا اب آپ کو لازم
 ہے کہ بہت ہوشیار رہتے ہو ورنہ اسی مقام پر کہیں نہ کہیں پوشیدہ ہوا دیکھ کر کوئی نہ کرے کہ کسی
 زیادہ صلاح عرضی لکھ کر بذریعہ طاہر سر کے سوسن کی خدمت میں روانہ کی وہ طاہر سر نے یہ کہہ کر
 کے پاس گیا سوسن نے وہ عرضی پڑھی حال سے آگاہ ہوئی اس وقت اس کا جواب لکھا میں
 تو ہوشیار ہوں مگر تم بھی ہوشیار رہنا اپنی طرف سے اور میری طرف سے بھی جو میں نے لکھا ہے
 آگاہ ہوئی یہ جواب لکھ کر روانہ کیا اور یسویۃ تہ ایک کمرہ میں جا کر بیٹھی اور خوب بہہ بہہ کر رہا
 اور سب سے کہہ دیا کہ جو کوئی میرے پاس آئے سو مریخ سے اس سے کہہ دیا کہ ملکہ چلیے میں بیٹھی ہیں اب
 چالیس دن اتنے ملاقات ہوگی اور اسے اپنا دہ بند و بست کی تو بند و بست کر کے چلیے وہاں
 طاہر نے جا کر مریخ کو جواب دیا مریخ نے کہا کہ میں ہوشیار ہوں یہاں کون آسکتا ہے ہر دن میرے
 اجازت کے مریخ تو خوش خوش بیٹھا ہے یہ میں معلوم ہے کہ ملکہ ملوت سر پر موجود ہیں میں گور و ہاں

یا یا ہون بخول گئے چون قضا آمد لطیف بدستور جب قضا آتی ہو تو اس کے سامان غیب سے پیدا ہوتے ہیں واقعی غیر ممکن تھا کہ کوئی بدون اجازت مریخ اس تالاب کے اندر جاسکے یا اندر اس گنبد کے آگے آفتاب کی قبر پر اسکو کوئی کیا کرے کہ خود مریخ خواجہ کو لیکر آیا اور آفتاب کی قبر پر چھایا۔ یہی زمانہ کیا کہ مر سے نو دریافت کروں کہ یہ واقعی صلی مان جمال کی رہا زمین بھی کوئی فقرہ تر ایسا پختہ نکلے۔ پھر ایسی تقریر کی خواجہ نے جمال کی مان بنیکہ اسکو بالکل خیال نہ آیا آدم برقصہ یہ تو خوش خوش بیٹھا ہوا و مرتب خواجہ سے دیکھا کہ مریخ نے خود لا کر چکھو اپنے استاد کی قبر پر چھایا اور روزانہ بند رہا اب ہوا مضمون نے دیکھا تو اس عید کو فرش و فرش بشتیشہ آلات و دیگر اسباب تقری و تلائی سے آراستہ پایا ایک طرف رہنے پر آخر فی کا خبار تھا ہو کہ میلے واسے اگر چہ چھاتے سے ایک طرف جو اہر کا دھیر تھا اب اس خواجہ نے پہلے تو سب روپہا ثمری و جو اہر تھا کر نذر زنبیل کیا اس کے بعد وہ سب اسباب ہو کہ قبر پر رکھا ہوا تھا یعنی ہر طلائی و دریا اسباب فرش و فرش وغیرہ اس کے بعد سب جھاڑ و کنول و تارانا کر نذر زنبیل رکھے بالہ بیان نام جیب کوئی پیرانی نہیں بالکل مفایا کر چکی اسوقت کچھ زنبیل سے نکالا اور اپنے دونوں تھنوں میں ردی لگائی آگ انکاں قبر پر رکھا اسکو جلا یا جب دھوان نام گنبد تین پیرہ ہوا کہ مرتبہ بدن کا مریخ آتش خواجہ بلدا تو یہ کیا ہوا کہ خود خود قبر سے دھوان نکلا اور آتی کہ اب ہم بیان کریں گے بلاتے آسمان جائیں اور اپنا سب مال و اسباب بھی لیجا بیٹے یہ بعد آئی ایک طرف ہو قبر مشق ہو لی زمین سے ایک آفتاب پیدا ہوا اسکا ٹکڑ تھا کہ خود بخود سب فرش بشتیشہ آلات جو اشیاء بیان تھیں سب غائب ہو گئیں اب کوئی چیز بیان نہیں ہو بلدا کر چکی کہ یہ کیا واقعہ ہو کہ خداوند خفا ہو گئے ہیں چونکہ مریخ تو اس گنبد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اسنے جو یہ حد اسنے کچھ زمین آئی کچھ نہ آئی حیران ہوا کہ یہ کیا ضعیفہ کہ رہی ہو ذرا چکر دکھنا چاہیے ایک مرتبہ روزانہ گنبد کا کھولا اندر آنا شامت آگئی تھی اندر آکر دروازہ بند کر دیا بیان آکر کیا دکھا کہ گنبد دھوان و حار ہوا رہا ہی کچھ دکھائی نہیں دیتا ہی اسنے گنبد میں آکر جب دھوان دیکھا و کچھ نظر نہ آیا تو بچارا کہ از غیب سے یہ کیا واقعہ ہو کہ دھوان کیسا ہوا تو کیا کہ رہی ہو زمین کہ دھوان تو کہ دھوان میں غیب سے وہ ہی سب مال پھر بیان کیا کہ کھڑا ہوا سنا کیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوا ہے کہ کچھ خفا ہو گئے خیر میں پوچھا یا اس کے منہ کو لگا

یہ دھواں برطرف ہو تو کچھ انتہا کم کروں یہ کہہ رہا تھا کہ اُدھر اس دھوئیں سے اس کے دماغ میں شہ کیا
 اور وہ چنچ کھا کر چھینک مار کر دم سے گریا تب نہ رو کر اس کو اٹھا کر پہلے تو قصد کیا کہ تنہا رہے اور
 پھر خیال میں آیا کہ اسی کی صورت پر تیار ہو کر پھر چکر مسوین پر چربی کر وں یہ آکھاڑ میں اٹلا
 اور نگہبان تھا اس کو تنہا پکڑ لیا اب کون خبر لے گا اور کون اس کو سبائیگا یہ خیال دماغ میں گونج
 خواجہ نے پہلے اپنی صورت مرینہ کی صورت سے مشابہہ کی اس کے کپڑے اتار کر پیشہ اس کے
 اس کو تو زہر زخمیل کر لیا اور اس دھوئیں کو برطرف کیا پکار سے کہ کوئی یہاں آئے یہ کیا ہوا
 کہ میں اندھا ہو گیا یہاں جو اس ضعیفہ کی آواز سننے آتا تو اس ضعیفہ کو دیکھا کہ وہ کھڑی
 ہوئی کہ رہی ہو کہ قبر سے ایک آفتاب نکلا اور صدا آئی کہ ہم جاتے ہیں اب یہاں نہ رہنا اور
 یہ سب مال و اسباب در رو پیدا رہے یہ جاتے ہیں یہ ہی صدا سننے اندر آیا تھا میں نے
 خود بھی دیکھا کہ سب مال و اسباب خود بخود چھوڑ باقی تھا غائب ہوئے نگاہوں پر پیدا ہوئے ہیں وہ
 سب مال اٹھا لے جاتے ہیں میں کھڑا کیا کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے جب پھر نہ وہ رہی مگر پھر پیدا
 ہوئے اس ضعیفہ کو بھی اکٹھا کر لے گئے اس ضعیفہ کا جانا تھا کہ دھواں پیدا ہوا میری نگاہیں
 جو انکا میں اندھا ہو گیا اب مجھ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہر جلدی اگر مجھ کو لیا ورنہ میں ہلاک
 ہو جاؤنگا یہ سننے ہی جو ملازم اس کے اس مقام پر موجود تھے وہ دھڑکے گنبد کے اندر آئے اور
 کندھی نہیں دی تھی صرف پٹ بند کر دیے تھے نوکر جو اس دھوئیں کا کچھ اٹھایا نہ جانتے کہ اس کا
 بالکل بیکار کھڑے ادھر ادھر مثل انہوں کے ہاتھ مار رہے ہیں ان نوکروں نے پھر کوئی کام نہیں کیا
 یہ کیا حال ہے کچھ بیان نو فرمائیے کہا کہ مجھ کو باہر سے چلو تو میں بیان کروں یہاں تو میرا دم
 گھٹتا جاتا ہے ایک تو اندھا ہوا ہوں اسکا صدر درد و سرے ناری کی اسکا سبب اب اس بیان کا ان
 کیا نہ کروں یہ کیا آفت میرے اوپر آئی کیا مجھ سے نہ ہوئی جو بچاؤ سے نہ ملے بلکہ میرا باہر
 سے چلو رہا نوکر صریح کا ہاتھ پکڑ کر لے چلے اسنے راہ میں کئی پر مقام پر ٹپک کر کہاں گرتے گرتے
 بچا اگر نوکر مارے مے ہوتے تو منہ کے جھل گرتا کہ منہ ٹوٹ جاتا وہی بیان آتا ہے کہ خواجہ
 صریح کی صورت پر آمد ہے ہوئے گنبد کے باہر آئے نوکروں نے دیکھا کہ گنبد پر اس مانی
 ہر کوئی شہر موجود نہیں کہ اثر رہی نوکر وغیرہ سب حیران ہیں کہ یہ کیا سانپہ ہو یا کوئی کتا

انہی باتوں سے یہ تو نئی بات آج ہوئی لاکر صریح کو مستند پر بٹھایا پوچھا کہ کچھ بیان فرمائیے کہ یہ کیا واقعہ
 تھا۔ صریح تنہی سے کہا کہ میں گنبد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے ضعیفہ کو لاکر میں نے اندر گنبد کے بٹھایا تھا
 اور وہاں تین چال لڑ پڑا رکھی ہیں باہر گنبد کے بیٹھا ہوا کچھ سحر کے الفاظ یاد کر رہا تھا کہ یکایک
 وہ ضعیفہ اندر سے پکاری کہ اے صریح جادو و جادو تیری دیکھیے یہ کیا واقعہ ہے کہ سب مال و ہساب خود بخود
 غائب ہوا جاتا ہے اور آفتاب قبر سے نکلا ہے میں ہنس کے حیران ہوا کہ یہ کیا سانچہ ہے اندر گنبد کے
 گیا وہاں جو گیا تو میں نے بھی یہی واقعہ دیکھا میرے سامنے سب مال جو کہ باقی تھا غائب ہوا
 اس کے بعد ہوا دیکھا کیا سحر یاد کرنا ہوں یا دشمن آتا کہ یکایک وہ بڑھیا بھی غائب ہو گئی اس کے
 بعد ہوا ان پیدا ہوا کہ پیدا ہوتا تھا میری آنکھوں میں جو دکھا تو میں اندھا ہو گیا اس وقت سے
 کہ وہ نہیں دیکھ سکتی دینا چہ نہ سحر یا داتا پر مجاہد ملک سوسن کے پاس سے چلاؤ تاکہ وہ کچھ میرا
 تیرے بہت کریں اور کچھ علاج کہہ دیں ابھی ابھی تازہ روشنی چلی گئی ہے شاید علاج کیے جانے سے
 واپس آئے پھر میری آنکھیں روشن ہو جائیں جلد سے چلو آنکھوں سے کہا کہ بہت خوب جو
 تیرے سر سے آگاہ نکلے آنکھوں نے تخت سحر تیار کیا اس پر صریح کو بٹھا کر لڑت در بند
 دین کے لیے چلے باقی سے کہ گئے کہ ذرا پوچھا رہنا غم و آہ ہوا ہرے لوگ تو یہاں
 بہت سے کام ہیں مصروف ہوئے اور ضرورہ ملازم صریح نقلی کو لیے ہوئے چلے جاتے تھے
 رہا تاکہ کہ وہ لوگ ایک کو ہ سوسن پر پہنچے باغ سوسن جادو و جادو میں پڑا ترے
 دیباستان اور نگہبان سوسن نے مقرر کیے تھے آنکھوں سے دیکھا کہ صریح جادو و جادو پر سوار اور
 چند ملازم و خدمت گار ہمراہ ہیں ادھر کو آتے ہیں جب وہ قریب آکر پہنچے آنکھوں سے
 کہتا کہ کہہ آتے ہو تم اسی مقام پر ٹھہرو صرف صریح جادو و جادو کو آنے دو کیونکہ ہم کو حکم ہے کہ
 اسے وہاں سے کوئی آنے نہ پائے اگر ہماری اذکیان بھی آئیں تو نہ آنے دینا ہم کیونکر نکلوانے
 ہیں آنکھوں سے کہا کہ ہم کیونکر اپنے آقا کو جھوٹ دین وہ خود غلطاً مابینا ہو گئے ہیں ہم انکو ملک کے
 میں لے آئے ہیں تاکہ ملکہ کچھ تدارک کریں اور تم کہتے ہو کہ تم نہ آؤ اگر ہم چھوڑ دیں گے انکو تو کچھ دکھائی دیتا
 میں پروردگار کے چوٹ لگے گی آنکھوں سے کہا کہ ہم کو حکم نہیں ہے ہم کیونکر جانے دیں صریح
 نے خود پکار کر کہا کہ بھائیوں میں بالکل مجبور ہوں انکے سہارے سے تو آیا ہوں یہ کیونکر

اس سے کیا غرض کہ میری ہی ملازمہ کا لگا جیسا کہ اس کے پاس سے طلبہ پڑھا کر فی الجملہ
تم پچو یا میرے ہاں وہاں دو نواح سے کہا کہ آپ بار بار سے ہزار چلین بیک کا صریح کلام پڑھ لیا اور صریح کے
نواہیوں سے کہا کہ آپ لوگ یہاں تھہرتے صریح نے لکھا کہ اب تمہارے تھہرنے کا بیان کام نہیں ہے تو تم کو
بناؤ اول تو میں اچھا ہو جاؤنگا اپنے آپ سے آؤنگا اگر نہ بھی اچھا ہوا تو ملک کے ملازم چلو پڑھاؤنگے تین
تو کہ ملک خود میں اس امر کو نہ گوارا دین کہ میں ایسی حالت میں اپنے پاس سے جلا جاؤں انھوں نے کہا کہ
بہرہ جاستہ میں صریح نے کہا کہ جاؤ مگر بہت ہوشیار رہی سے رہنا اور کام کرنا دیکھو عمرو عیا ریہا ہیں
بھی وہاں ہیں ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی مکر و فریب کر کے تم لوگوں میں شامل ہو جائے اور کوئی فساد
پاکرے انھوں نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں کبھی ایسا نہ ہوگا ہم بہت ہوشیاری سے کام کریں گے
کسی غیر کو اپنے پاس نہ آئے دینگے صریح نے کہا کہ ان کے جاؤ و دساحر جو کہ صریح کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی
تالاب کی طرف چلے گئے اور جا کر اپنے کاروبار میں مصروف ہوئے جو کہ ساحر وہاں تھے انھوں
نے دریافت کیا کہ یہاں صریح کا مزاج کیسا ہو کیا آنکھوں میں روشنی ہوئی انھوں نے کہا کہ ہم آپ کو
سوسن کے باغ تک پہنچا آئے اندر رسم جانے نہ پائے سوسن کے ملازم انکو لینگے ہکو انھوں نے
باہر سے دست کر دیا نہ معلوم وہاں کیا علاج کیا گیا اور اب کیت ہیں یہ سسکے وہ لوگ بھی
نہ سوسن کے رہے اور ساحر ان سوسن صریح آتش خوار نقل کو بہت ہوشیاری اور حفاظت
سے اس مقام پر لائے کہ جہاں سوسن بھی ہوئی تھی آکر پکارا کہ ملک عالم یہ صریح جاؤ و تشریف لائے
نہ سوسن نے کہا کہ اچھا صریح نے سوسن کی آواز سے کہا کہ اے ملک وہ نا عیار ساربان ادا آیا
تو ہاں اسی کے قوت سے آپ نے اس قدر بند و بست فرمایا ہو لہذا پہلے سحر سے دریافت کریں کہ میں اصلی
صریح ہوں یا وہ میری صورت بنکر آیا ہو خوب جانچ لیجیے پھر چلو اندر اپنے پاس طلبہ فرمائیے گو سوسن کا
پہلے ہی قصد تھا کہ سحر سے دریافت کر لوں مگر جب صریح نے یہ کلمہ کہا تو سوسن نے خیال کیا کہ تمہاری بھی
بے دخل ہو جائیگا اور یہاں تالاب سے صریح بدون حکم صریح کوئی وہاں بائیں سکتا ہو پتہ کو بول گیا ہوگا
جو صریح کی صورت بن ہوگا اگر عمرو صریح کی صورت بنا ہوتا تو یہ کیوں کہت کہ سحر سے دریافت کر لیجیے وہ
اس سے آگاہ کرتا مستدر شک بیکار ہو پھر صریح کو عمرو کہاں پاتا جو اسکی صورت بتا خیال کر کے دل میں
بیکار کہانہ تم قوت سے آؤ میں سحر سے دریافت کر چکی ہوں بھلا تم سے میں شک کریں اگر تم ایسی خواہشمندوں سے

لجھاؤ تو یہی بات میں اسکو کبھی نہ مانو گی اول تو غرور کا تم تک اندر ہی تھاں ہویہ نام خیال دار و مہر
بھی بدون اجازت تمہارے اس طرف آئے تو بل جاسکے نہ یہ کہ وہ خود سنا اور تمہاری صورت باریک
پس بیتک باہکل بیکار اور دشوار راہ تیرا ذرا میں تمہاری امت و سنون کی تپہ کی مذری کیا تھا
ہو جی تک تو تم اچھے تھے میں بہت جہان میں مرجع نے کہا کہ ملکہ میں کیا دہل کران کہ یہ کیا نسبت ہے
اور نائل ہوئی تیرے مشہور میں تیرا پیش آیا سو میں نے کہ مجھے یہ سنا ہے
مرجع کو وہ سادہ لیکر اندر کسے کے کہ نہ مرجع سے میں یہ پوچھا کہ کیا تم نے اس کو دیکھا ہے
میں کس طرف کو سالام کران کیونکہ یہ کہہ کر کہا کہ اس کا نام ہے سوسن ہے یہ تمہارے چارہ کی پوچھی
حالت میں سلام و بندگی کی کیا ضرورت ہے یہ تو سنا ہے کہ میں جہان تم یہ سوسن ہے
ہوئے ہو بیٹھ جاؤ مرجع پر کہ کہ ادب و شایان میں نے اس کو دیکھا ہے اس کو سوسن سے کہ
پروایا اور کہا کہ سوسن نے اس کو کسی کو انکسوں نے اس کو سوسن سے کہ اس کی نعمت میں کہ اس کو اس نے
پس چھایا اور اپنے ملازموں سے کہا کہ وہ اب جاؤ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
پس چھنے سے کیا فائدہ ہو مرجع کو پوچھا کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
دریافت کیا کہ وہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
حق چاہتا ہے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
تو بجا ہے گو اس امر کی جو پہل سے میری کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
تھا ایک مہ تیار کر کے اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
اپنے ہاتھ سے نکالے اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
سے اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
اسکی اپنی میری پور سے اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
میکو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
فرہینگی تو میں چاہتا ہوں کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
کیونکہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو
بیدار ہو جائیگا اگر اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو سوسن سے کہ اس کو

روشن ہوئے تو میرا کسی بھی گوشہ نشین کر دی گئی اگر مٹھاری آنکھیں اس شرط سے اچھی ہوں میں اپنے خون کا
سرمہ بنا کر کھاؤں تو ابھی ابھی جان کا نوخیز کالون اور اسکا سرمہ بناؤں مزہ نہ خواہد یا کہ مجھ کو آپ سے
اس سے زیادہ امید ہو کہ کوئی آپ سا قدردان نہ ملے گا خیر اب میرا واقعہ سماعت ذرا ایسے کہ کیونکر اس
ایمان پر پتہ چلا ہوا میں جو آپ سے رخصت ہو کر جمال راہدار کے مکان پر گیا تو وہاں کسی کو نہ پایا بالکل مکان
خالی تھا تعجب اس امر کا تھا کہ کل مال و اسباب ندارد تھا جھانڈو کا تنکا ملک نہ تھا بہ واقعہ دیکھ کر بہت
حیران ہوا ایک مرد ضعیف وہاں کھڑا ہوا تھا میں نے جو اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں اپنی بکریاں چرانے
آیا ہوں صبح سے یہاں موجود ہوں اور تو میں نے کچھ نہیں دیکھا صرف اس قدر دیکھا کہ ایک عورت اور
ایک سات مرد اس مکان سے گزرے ہوئے تھے سبکی پشت پر کچھ بار بھی تھا اور جلدی جلدی وہ سات
بچے کے میں کھڑا دیکھا کیا تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آئے اور اندر مکان کے گئے اور پھر وہاں سے
بہتر لیکر آئے اسی طور سے انھوں نے کوئی دس پیرے کیے میں نے جو دریافت کیا تو انھوں نے کہا
کہ ہم اس مکان میں رہتے تھے اس میں آسیب ہو گیا ہے لہذا اپنے جانے کا قصد کیا یہاں مزدور وغیرہ
آگاہ تھے ہم خود سب مال اکٹھا لے لے جاتے ہیں غلام بیکر رہا مال لیگئے ہیں نے اس سے
دریافت کیا کہ یہ تو نے اس سے دریافت کیا تھا کہ جاتے کہاں ہوا اس نے کہا کہ مجھ کو اس دریافت کرنے کی
کیا ضرورت تھی اور وہ مجھ کو کیوں بتاتے ہونگے میں نے بہت امانش کیا جب کہ میں تہ نہ چلا تو میں کان پر
دیس آیا ایک اطلاع کی آپ کے پاس تہ جب جواب پوچھا یا تب میں نے کہا نا کھایا کھا کر آتا ہوں تو کہ
قریب گنبد کے باہر بیٹھ کر سیر کر کے گنا ایک ضعیفہ سیرے عزیزوں میں سے ایک عادت سے قبر پر آتا
استاد کی بیٹی ہوتی زیارت انکی قبر کی کیا کرتی تھی اور عبادت آسنے ترک دنیا کی تھی جب سے
اسکا توبہ و فرزند جو ان و اتنا وہ کسی وقت ہا ہر آتی تھی سو اسے رفع حاجت کے وہ بھی اس وقت
جب سب سوتے ہوتے تھے اسکا یہ قول تھا کہ میرا یہ کسی پر نہ پڑے نہ میری کوئی شخص صورت دیکھے
اسکو اسی طور سے ایک زمانہ گزر گیا تھا میں دو دن وقت اسکو کھانے کو دیدیا کرتا تھا وہ عبادت
غلامند میں عروفت رہتی تھی آج بھی وہ اسی گنبد میں تھی کہ ایک مرتبہ بکاری کلاہ صبح آتش خوار
جلد یہاں آؤ دیکھو کہ یہ کیا ہوا اور کیا امر ہو کہ میں ہمیشہ یہاں بیٹھی رہتی تھی اور عبادت کیا کرتی تھی کہیں
ایسا واقعہ نہیں گذرا ایسی صدا آئی جیسی اس وقت صدا آئی اور واقعہ گذرا میں یہ سنے اندر گیا

میں نے بھی دیکھا کہ سقفت گنبد میں سے دو ہاتھ پیدا ہوئے اور وہ اس قدر دراز ہوئے کہ زمین پر آئے اور سب مال اٹھانے لگے بھگو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ ہوا اس ضعیفہ نے بیان کیا کہ قبۃ ثقی ہوئی اس سے آفتاب پیدا ہوا اور صدا آئی کہ اب ہم یہاں نہیں آتے اب ہم بالاس کے آسمان جلتے ہیں اور اپنا سب مال و اسباب در رو پہاڑی پیسے جاتے ہیں یہ صدا آکر وہاں پیدا ہوئے اور سبیاں و اسباب خود بخود غائب ہونے لگا کہ میں نے گھبرا کر ٹکوا آواز دی تاکہ تم بھی دیکھ لو یہ اس ضعیفہ نے بیان کیا اور اس قدر میں نے بھی دیکھا ملک جب وہ سب مال و اسباب غائب ہو چکا وہ ہی ہاتھ اس ضعیفہ کو بھی اٹھانے لگے بھگو اور زیادہ حیرت ہوئی میں حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ وہ آفتاب غائب ہو گیا میں نے اسی حالت میں قصد کیا تھا کہ سحر کروں سحر بالکل فراموش تھا اور حیران ہوا کہ یکایک دھواں پیدا ہوا اس تبر سے دھوین کا پیدا ہونا تھا کہ تمام گنبد دھواں دھار ہوا تھا وہ دھواں جو میری آنکھوں میں لگا میں نے لاکھ لاکھ جاؤ کہ ہر نکل جاؤں مگر بسبب تاریکی اور کثرت دھوین کے راہ نہ دکھائی دی میں آنکھیں بسبب دھوین کے بند ہو گئیں اب یہ آنکھیں کھولیں تو روشنی بالکل نہ تھی کور ہو گیا تھا یہ جو حالت ہوئی میں نے ملازموں کو دیکھا کہ انکے ذریعہ سے باہر آیا باہر آئے سب حال بیان کیا اور آئے کہا کہ تم بھگو ملک کے پاس پہنچو تا کہ یہ علاج ہوا اور میں اس بلا سے نجات پاؤں کیونکہ باہر آ کر جو سحر کو یاد کیا تو یہاں بھی نہ باد آیا اس وقت خیال میں گذرا کہ ملک کے پاس جاؤں اور آئے کہ وہ اس سحر پر بھکا یہ سحر جو کہ میرے پاس موجود ہے میری آنکھوں میں لگا دین تاکہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں انکی بدولت میں صاحب لور اور صاحب چشم چر ہو جاؤں پس ملازموں کے ذریعہ سے یہاں آیا یہ واقعہ ہوا جو کہ میں نے عرض کیا سو سن نے یہ سنا کہ واقعی نیارا واقعہ تم نے بیان کیا کہ جو بالکل سچ میں نہیں آتا ہوا ورنہ بات ہی کیا کوئی شے بے ادبی یا تصور ہو گیا تھا کہ جسکی یہ نہایتی صریح نے کہا کہ ملک میری دانست میں تو کبھی کوئی نہ تو تصور ہوا نہ بے ادبی ہوئی کہ جسکی یہ نہایتی ملک نے کہا کہ خیر یہ تکلیف تمہارے صدر میں لکھی ہوئی تھی وہ ہمیشہ آئی کوئی مقام خوف اور اندیشہ نہیں ہونے مقام رنج و صدمہ وہ سسر رہا تو کہ میں اسکو تمہاری آنکھوں میں لگاؤں اور تمہاری آنکھیں روشن ہوں مگر اسکا کیا علاج ہو گا کہ سحر جو فراموش ہے

صریح لے گیا کہ یہ میری آنکھیں روشن ہو جائیں پھر میں اسکا بند و بست کرونگا ایک منٹ
 میں عجب دیکھا کہ یونگا یہ کوئی شخص امر نہیں ہو سوسن نے کہا کہ خیر لاؤ وہ سرمہ صریح نے کہا بہت
 خوب راہی بیان کرتا ہے کہ صریح نے جو اس امر کو پوشیدہ کیا اور بیان کیا کہ میرے عزیزوں
 میں سے ایک رات رات سے نوبہ پڑھتی ہوئی عبادت کرتی تھی اور جمال راہدار کے چلے جانکی
 کیفیت دوسرے طور سے بیان کی اسکا سبب یہ تھا کہ یہ چلے لکھ چکا تھا کہ نیکو کوئی نہیں ملا
 جمال کا مکان عالی تھا وہاں مع اپنی ماں کے کسی طرف عمر و کے ہمراہ چلا گیا یہ آئے نہیں
 لکھا تھا کہ میں بال کی مانگوں لے آیا ہوں بسبب اس خیال کے کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ اس ضعیفہ کو
 طلب کر کے قتل کرے دوسرے اب صریح اصلی تو تھا نہیں کہ وہ پورا واقعہ بیان کرتا خواہ
 نے جو مناسب جانا وہ بیان کیا مدم برسر طہاب کہ جب سوسن نے یہ کہا صریح سے کہ لاؤ سرمہ میں
 تمھاری آنکھوں میں گادوں پس صریح نے ٹوٹ کر اپنی کمر سے ایک سرمہ دانی نکالی کہ جو رنجی تھی
 اور سپر ڈانٹ لگی ہوئی تھی وہ سرمہ دانی نکال کر سوسن کو دینے لگا جہر سوسن تھی اس کے
 خدات آئے ہاتھ پر بھاریا دینے کو سوسن نے کہا کہ ادھر لاؤ میں ادھر ہوں صریح نے کہا کہ آپ
 خود سامنے بیٹھ جائیں تو بکا یہ ہوں سی طور سے بھکا کر دنگا سوسن نے ہاتھ پر بھاکر صریح کے ہاتھ سے وہ
 سرمہ دانی لے لی اور یہ کہ یہ دانی صریح نے کہا کہ کوئی اسم سر پر بھکرا سکی ڈانٹ لکھو یہ لے اور
 سلائی سلائی رہو ہر سلائی سے کوئی اسم سر پر بھکرا سرمہ لگائیے اور وہ سرمہ
 میری آنکھ میں لگے گا خداوند ساہری و شبیر و باستانا و آفتاب شعلہ پیکر لکھائیے اسی طور سے
 دوسری آنکھ میں لگائیے چہ قدرت ہے خداوند کا تاشا ملاحظہ فرمائے کہ کس قدر جلد میری آنکھیں
 روشن ہوتی ہیں سوسن نے کہا کہ اچھا پس صریح نے سلائی بھی نکالی اور اسی طور سے چمکنے لگا
 ادھر آدھرا دھرا تھوڑا سا دنگا سوسن نے اس کے ہاتھ سے لائی پس جب سلائی پہنچا تو وقت اس
 کما تہ نہ پکڑ پکڑ پکڑا کر قصد کیا سرمہ دانی کو کولون ڈانٹ کو کسا ہوا پایا زبانی ڈانٹ نکلی
 صریح نے کہا کہ اسکی ڈانٹ شبیر لعلی پر صریح نے کہا کہ ملکہ رو کر کے کھوس لے اپنے نواسے کا
 کہ چاہے میں یہ بھی تو شرط ہر جہت تک سرمہ لگانے والا ہوں نہ کرے منہ سے
 نہ بولے پھر اسی طریقہ سے اسم سر پر بھکرا اور زور کر کے ڈانٹ لکھو یہ سوسن نے کہا کہ یہ

کتاب کا آغاز زمین کا نام لکھ کر تلی صریح سے جواب دیا کہ میرے پاس تو بسبب پنج ہزار روپے کے
 بچا نہیں بول گیا ہوں گا، تو کہہ دیا سو سن سے پھر سمجھ کر اور ڈانٹ پر زور کیا نہ کھلی
 آخر کو عاجز ہو کر اوٹھنے کے پاس آکر خوب کچ کچا کر چور کر کیا ایک مرتبہ بڑا قست آواز آئی نہ مدد
 کے نہ بہت ڈانٹ یا بھولی ڈانٹ کا جدا ہونا تاکہ ایک غبار میں مدد ملی سے اڑا دیا پنج سو سن
 کے پونچھا اس کا دماغ میں پونچھا تھا کہ کوئی ایک آئی اور ایک مرتبہ یہ بیہوشی ہو کر گری میاں
 صریح سے چمکے گا آواز دی کہ وہ مارا نہ تو ایسا نہ کرو دیا۔ تاہم ایک بار نعرہ دیا کہ گر لڑا رہ
 کہ از دست سن زندہ سلامت بدر روی اس وقت تو تیس سال کے آکر چالیا اور زمین کا کام کام چکا
 نہ اس کے تیار بن چکے ہی اس کا خاتمہ کر چکا ہوں وہ میرے پاس زمین میں موجود تھا اور تیرہ
 زمین کی سیر کر۔ تاہم اپنے حاکمی صریح کو بتا کہ وہ آری سے ہاتھ نہ بچائے بہت کھائی بھالی پھرتی
 تھی اب جلاہم کب تیار ہوں یہ کہہ کر آپ نے افسوس کیا نعرہ خواجہ عمر اور عیاد میں عیاد میں بقران
 کرے کرتے کا پتہ ہر سال دوندہ جان ارد گرد ہوں زمانے کا مکار و غدار ہوں
 مرا تیر رفتار گر ہو قدم صبا شو کرین کیا ہے بہر قدم اڑا دوں صبا کے بھی میں بدوش کو
 نہ پونچھ مری گرد با پوشش کو یہ نعرہ ایک آپ چمک کر آگے برابر سو سن کے توبیہ ہوئے
 نے بلدی کرتے خیر نکال دوی بیان کرتا ہوں چونکہ اس کی قضا تھی اور نہ ابھی اس کے مندر میں
 گرفتار ہونا تھا بلکہ خواجہ کے قدر میں رحمت و شکایت بری تھی کیسے خواجہ غالب آئے گو خواجہ اپنا
 کام تو اچھے سے کرتے تھے دانا دقلندہ ہو کے بددھو کا کیا یا کہ اس کو آٹھا کر نذر زمین میں نہ کر لیا پھر
 ایک قیل کرنے چلے اور پوشی میں اپنی حفاظت کا خیال بھی نہ کیا فاش اپنی حفاظت بھی اسی
 بیت خیر کیا آگے اور قریب ہوئے کہ برابر سو سن کے پہلے زمین میں شوق ہوئی اور ایک
 پتلی پیدا ہوئی خواجہ اس کو دیکھ کر تھکے تھکے گریب، مکس ہر شب ہوں ہوں پتلی نے آتے کے ساتھ خواجہ
 کی کھلائی پکڑی اور کہا اوسا رہاں نرا دے یہ کیا کیا ہو کہ پتلی آٹھا تا خواجہ کو یہ معلوم ہوا کہ شب
 دیونے کھلائی پکڑی اب جو قصد کرتے ہیں کہ زور کر کے کھلائی چھڑا ہوں فو اتنی قوت نہیں ہوتے
 اپنی بالکل سب سے حرکت اپنے کو پاتے ہیں کیا کریں اور صر تو آتے ایک ہاتھ سے
 خواجہ کی کھلائی پکڑی دوسرے ہاتھ میں آگے چھوٹی سی برنجی بچھا رہی تھی وہ اس نے

سوسن کے غریباری کہ جبکے پٹنے سے بیوشی دفع ہوئی سوسن کو ہوشس آیا آتے دیکھ کر میرے
 سحر کی تیلی صریح کا ماتھ پڑے ہوئے کھڑی ہو اور کہ رہی ہو کہ اوسا زبان راوسے نوئے بت آفت
 برپا کر رکھی ہوا کر ملک کے اوپر عیار رہی کرنا ہی یہ کہو کہ ملک اپنا اندر نسبت فرما تیلی تھیں کہ بگلیبہ وین
 تو نے تو سو قت باکل نامہ کیا تھا اب تھا کہ کیونکر اپنی جان بچا یگا اتھو پکا پکھٹے ہوئے بہت قتل
 کیے جاؤ گے آپ بوسے کہ اور امزدی میں کو ان ہون آسنے کہا کہ تو عمر و عیار ہوا آپ بوسے کہ تو جھوٹی ہی
 میں تو صریح ہوا اندھا بہ کر آیا ہون تاکہ ملک میرا علاج کریں انکی بددست گیری آنکھیں روشن ہون
 وہ بولی کہ تو خود ہون ہی تو عمر و عیار ہوا سوسن نے جو یہ واقعہ دیکھا اور یہ تقریر سننی ایک مرتبہ منسلک کر
 بیٹھی اور یہ پاری کہ اگر تیلی سمجھیں یہ یا واقعہ ہر جلد بیان کر آسنے کہا کہ اگر ملک یہ نہ دیکھتا تو میری
 صورت بگڑا ہوا معلوم آتے تھے کو کیا کیا آپ کو فقہ دیا کہ میں اندھا ہو گیا ہون پھر
 سرمدانی دی تھی سمجھیں کہ نہ تھا بدکہ بیوشی تھی کہ جیسے آپ نے اسکو زور کر کے لکھوں اس سے
 بیوشی آری کہ آپ بیوشس ہو اگر میں اسنے قصد کیا کہ آپ کو خیر سے ہلکے کرے کہ میں نے
 اگر ماتھ پڑا اور آپ کو ہوشیار کیا اب کتا ہی کہ تو جھوٹی ہی میں عمر و عیار نہیں ہون بددست
 آتش خوار ہون اور ملک یہ بگڑا ہوا ہوا اپنی جان بچانے کے لیے مکر کرنا ہی ورنہ عمر و عیار
 نہیں ہو سوسن نے کہا تو سچ کہتی ہو آسنے کہا کہ میں سچ کہتی ہون سوسن نے خواجہ سے کہا کہ
 تم بتاؤ کہ تم کون ہو آیا صریح ہوا عمر و عیار خواجہ نے کہا کہ ملک یہ آپکی سحر کی تیلی تھوٹی ہو و
 نہیں ہون بلکہ وہ ہی آپکا ایک دلے نابینا علام صریح ہون ملک اس سے فریاد کیا کہ یہ میرا تو
 چھوڑ دے کہ کلانی ٹوٹی جاتی ہوادی بیان کرنا ہی کہ اس تیلی نے خواجہ کا وہ ہی ماتھ پڑا تھا جس
 کا تھر میں خیر تھا تو دور سے ماتھ پکا چھوٹا ہوا تھا مگر بیکار تھا کہ بے حس ہوا اس تیلی نے یہ ہتھکے
 سوسن سے کہا کہ ملک آپ بلا خطہ فرمالین وراس سے دریافت فرمائیں کہ یہ کت ہو کہ
 میں صریح ہون اگر یہ سچ ہے تو اسکو کیا ضرورت تھی کہ یہ برہنہ خبر یا تھر میں سے ملا خطہ فرمالے
 کر اسکے ماتھ میں خبر دیا نہیں ہوا آپ بوسے کہ اگر ملک جب سے میں اندھا ہوا ہون سب
 سحر فراموشس ہو گیا ہوا میرے قبضہ سے نکل گئے ہیں بلکہ میرے دشمن ہو گئے ہیں کہ
 اسنے ہکو قید کر رکھا تھا یہ بھی میرے پاس قید تھی بس آسنے وہ دشمنی ادا کی جو اس کے دل میں

ایک مدت سے تھی کہ میں نے اسے قید کر رکھا تھا اسنے اسی دشمنی اور عداوت کی وجہ سے میرے
 اہل خانہ سے بد رفتاری شروع کر دی اور میں تو صریح ہوں سوسن میں ان ہو کہ یہ پہلی کہتی ہو کہ یہ عداوت کا
 خود ہوتا ہے میں صریح ہوں کہ کو سچا جانوں اور کہ کو جھوٹا یہ سی فکر میں تھی کہ اسکے خیال میں
 یہ نام تو سچا کر لیا ہے سچ تو اسکی اصل صورت برقرار رہے گی ذرا بھی تغیر نہ ہوگا اور اگر یہ صریح نہ ہو
 ہوا اور یہ ویرا ویرا دشمن عیاں میں سے صورت بنائی ہو تو سب رنگ و روغن اثر جائیگا اور
 صورت نکال آئیگی سمجھتے ہیں کہ حال کھل جائیگا کہ کون سچ کہتا ہے اور کون جھوٹ یہ خیال کر کے
 کہتے تھے کہ میں ابھی دشمنی ان کے یہی ہوں معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون چاہا اور کون جھوٹا ہے یہ بولے
 ضرور تھا کہ یہ بیٹا نہ آیا ہے میری حالت معلوم ہو جائے کہ میں سچا ہوں یا یہ پہلی سوسن سے
 پورے سمجھ نہ پڑتا خواہ بہ اس طرف دم کیا ہم سچ کا دم نہ تھا کہ وہ رنگ و روغن عیاں میں نہ تھا
 اور اسکی صورت کل ان اب سوسن نے لکھا کہ اسنے خواجہ عمر و کشتہ ہوئے ہیں جو کہ یہ
 نہ پہلی نہ دیکھی تھی وہی میرے انکھیں میں دیکھ رہا تھا دل دھکائی سے رات بھر دیکھا
 سینٹا سے اٹھ جانوں عیاں سا بیٹ چہ آؤ گا تھکے کاتھیں کراؤں اور پکا تاریل سا سرٹاٹا کا کرنا اور
 پانچا سے پٹ ہوئے سمجھتے تھے پورے دیکھا یہ سوسن نے کہا کہ تم کون ہو آپ بولے صریح تھے کہ
 نے کہا کہ ذرا آئیں میں اپنی شکل مبارک کو دکھاؤں گا اسنے یہ کہہ کر خود سوسن نے اٹھ کر خواجہ عمر و
 رکھ کر اب جو خواجہ سے آئے ہیں انکی تربیتی صلی صلی پائی رنگ و روغن عیاں میں کو آئے ہیں اپنا
 یہ جو دیکھا تو آپ بولے کہ وہ بھی ملے تم صاحب حرہ زبردست ہو اور بڑی صاحب اقبال ہو
 ملکونوں کی قتل نہیں کر سکتا تو جیسا کہنا تھا اس سے زیادہ پایا میں نے تو کان پر سے
 ہو کر خود دیکھی وہ نہ تو کچھ بگاڑا نہ کوئی شے کر دینا کیسا اس طرح کے تھے
 ان سو دنگا وہ اسکے لئے کا خیال ہی نہ کر دینا نہ ہوتے نہ جانتے معلوم ہوا کہ یہ سوسن
 نہ شہید کی بھی اسستہ ہو وہاں کہتے تو مختاری نہ کر دی اسنے سوسن سے کہہ دیا
 کہ ان کو فقرہ دیتا ہوں وہ اپنے تیری قوتی لئے اب جہاں بھی کہیں ہو کہ میں نہ ہوں
 بد و ناسل کے ہوئے اب بگو اس طو سے تل کر دنگی کہ یہ سے سال پہلے رہا
 اور بیات دیا رجم کسا میں اور یہ کہ رجم آئے ہیں اسنے تیرے گوتے سے کہہ دیا

لگا کر نہ کہ اس کے تو اپنا نام سوسن بن لکھا اب تو جانا کہاں ہو بعد مدت تو یہ
 لکھا آیا ہو شب سے تو نے بکوبہ بیان کر رکھا ہر برابر عیار بیان کر رہا ہو اور
 پھر بار زمین آتا ہوا اپنی جاسوسی عیار سے قید تو کھڑا ہو اس پر بھی فقرہ
 بتا ہو یہ تو بڑی خبر ہوئی کہ میں نے پناہ دے بہت حفاظت کا کر دیا تھا کہ یہ تیر
 باقتل جان بچاؤ گی اگر ہندو بہت نہ کر چکی ہو تو تو قتل کر دے اس کا کیونکہ جو میرا خیر خواہ
 اور محافظ تھا اس کو بھی تو نے پاڑ دیا تھا اب کون تیرے پنجہ سے بچاتا ہو نیکو خیر خیال
 تھا کہ تو پہلا کیا ہر نہ در آئے گا عیار سے کرنے کو میں نے سحر کر کے یہ بتلی اپنی
 حفاظت کے لئے بنائی تھی اور مقرر کی تھی کہ جب تو عیار سے کرے اور قتل پر آمادہ ہو وہ
 چائے اور شہاب کی طرح ایسا ہی ہو اب بتا کہ تجلو گس طور سے قتل کروں یا تیرے
 پہاڑ کا خون یا تیرا رنڈا کروں یا سنگسار کروں یا در پر کھینچوں یا جلا کر لوہا کر
 تیرے سے تمام کر دوں یا تیرے بڑیاں نکالت کر تراغ و زغین کو دہوں جس طور کی سزا تو
 خود اپنے لیے تجویز کرتا ہے جو رکی تجھے سزا دوں تو نے بڑے بڑے ساربن نامی و گرامی کو
 قتل کیا ہے ان سب کا خون تیرے سر پر ہوا آج اتنا عوام تجھ سے لیا جائے کہ جب
 تجکو میں قتل کرونگی تو انکی روح مجھ سے خوش ہوگی آپ بولے کہ اے ملکہ میں تو تھا را
 ایک اور شے غلام ہوں یہی تو یہ مرضی ہے کہ تجکو رہا کر دو میں تم سے جان و مال کو تب
 و روز و عا دیا کرونگا بلکہ اب یہاں شہر ونگا بھی نہیں سیدھا جانا نہ کعبہ کو جلا جاؤنگا
 و ہاں جا کر عبادت خدا کرونگا اور اپنی اوقات بسر کرونگا میں آپ کے قدموں کی قسم
 کہ تا ہوں کہ اب جو یہاں آؤ وں سوسن نے کہا کہ کیوں فقرہ دیتا ہو اور بیکار کی
 فقرہ کر کے داغ پریشانہ کرتا ہو پس خاموش رہو آپ بولے کہ اے ملکہ اگر سچ تو بھتی ہو تو میں
 ہر منہ منہ ارا متا کرتا تھا کہ دیکھو ان تم کو کس قدر جانتی ہو معلوم ہوا کہ تم بہت زبردست
 ساحر ہو پورے یاموں پرانا ان تھا کہ رات و دن میں تیرے میں مرتبہ تمہارے عیار سے کرتا
 اے قلعی امر یہ جو یہ فقرہ رستہ پر کوئی ساحر یا ساحرہ نہیں نے آج تک نہیں دیکھی جو کہ خداوند
 نے اپنی ساحر شمشیر و ملکہ و امامہ نے اپنے حبیب سے یہی میں نے کی وہ نہ پہچان سکے

کیونکہ کیا تو اسکا اصلی واقعہ یہ تھا کہ میں بہانہ موجود تھا جب تم نے میرے سے کہا کہ تم جا کر بالی راہدار
کو پکڑ لو میں نے جو یہ سنا تو خیال ہوا کہ ایسا ہو کہ یہ ہر امر اور جمال کو پکڑاؤں اور تم اوسیت دیاؤ جس
میں مرتضیٰ سے پہلے وہاں پہونچا جمال کو تو پایا نہیں اوسکی ماں اور نوکروں کو پایا سبکدوش کر کے
مع مال و اسباب کے داخل زبیل کیا ایک تنکا تک نہ چھوڑا اور خود اوسکی ماں کی صورت بن کر بیٹھ رہا
جب مرتضیٰ پہونچا اوسکو شعیثہ میں اوتا رہا اور اسکے ہمراہ اسکے مکان پر آیا اوسنے گنبد میں کہا کہ
تو آفتاب شعلہ پکڑ اوسکے استاد کی تھی مجھ کو پہونچا دیا میں نے یہ فقرہ کر کے اوسکو ان گنبد کے ہوا
پہلے تو سبیل وایت باب نذر زبیل کیا و و دیوشتی سے اوسکو بوش کیا پہلے اوسکو کہ ایسا ہے
بند اوسکی صورت پر تیار ہو کر اوسکے ملازموں کو آواز دی اندھا بن کر اوسکا ہاتھ پکڑ کر مار آیا
سب حال اوسنے بیان کیا تھا جو کہ تم سے بیان کیا اوسکو بیکر بیان آیا اور یہاں آکر
تکو فقرہ دیکر بیوشش کیا اگر میں یہ جانتا کہ تم نے یہ ہمہ گیر کی ہو تو تمکو بھی اوتھا کر نذر زبیل
کرتا موقع میں دیکھ کر قتل کرتا خیر و حق کا کھایا راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے کل حال
ابتداء سے آخر تک جمال کی ماں سے اور مرتضیٰ سے گفتگو کرنے کا اور مرتضیٰ کو جو کما دین
گنبد کے اندر بلائے کا بیان کیا جب سوسن یہ سب حال سن چکی اسنے سو کہا کہ خواجہ
کے جسم پر تپ سوار استہک کہ خواجہ کو اسنے قید سحر میں مبتلا کر کے سو کہا کہ خواجہ کی قوت
داخل زبیل ہو گئی اور پاؤں زمین سے پکڑ لیئے اب اوس پتلی سے کہا کہ چھوڑ دے اوسنے پتھو یا
دو پتلی تو غائب ہو گئی اب اسنے آواز دی اپنے نوکروں کو جب دروازے اسنے اون سے
سب حال بیان کیا اور کہا کہ پلہ اور جنین لایو جب وہ کو بیٹے وغیرہ لینے کو گئے اسنے خواجہ سے
کہا کہ مرتضیٰ کو بتا دے تو میں تمکو چھوڑ دوں ورنہ قتل کر دے گی خواجہ نے کہا کہ مرتضیٰ کماں میں
مرتضیٰ کو کھ گیا ہوں بھائی میں اوسکو کماں سے پیدا کروں تو تجا فقرہ دیتی ہوں سب شہر
فقرے میں آئے والہوں مرتضیٰ قریب بہشت میں ہو سوسن نے کہا کہ اگر تو مرتضیٰ
کو رہا کرے گا تو یہ سے ہاتھ بست ہستی کے ساتھ مارا جائیگا میں تجھ کو بذاب الیم قتل
کروں گی خواجہ نے کہا چاہے تو مجھ کو قتل کر چاہے قید کر میں تو مرتضیٰ کو کھ چکا ہوں کماں سے
لاؤں گا یہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھ کو قتل نہیں کر سکتی نہ یہی تجھ کو قتل کروں گا خواجہ نے یہ

اگر بھیجی یا سب قفس کے محمد صدام نے قتل کو بھیج دیا کی بات یہ سب قریب تو کھڑے تھے
 وہ سب کر قفس کے باہر اکل آئے اور ایک دھول سپر پہنچا صاحب کا شانی کراد سکی ٹوپی دور جا کر
 گرمی دھوں باز کر آپ بہت تھے اسی کے برابر ایک سا جھڑپ تھا اس سے ہم صدام نے
 کہہ کہ واہ بھائی میرا تھا سب اب الہی دیکھتی ہوتی ہی جو تھے اس وقت ایسی دنگی کی یاد رکھیے گا
 اپنی پ نے کی پھر اپنے دن پہرہ روئے گا اسے کہا کہ دنگی کیسی کہا کہ تم نے دید و دانستہ
 دھول ماری کہ ٹوپی کر پڑی اور سچ کہتے ہو کہ دنگی کیسی اوسے کہا کہ قسم سامری کی کہ میں واقف ہیں
 انہیں مومن مجاہد و ماخپوں کی دنگی اچھی نہیں معلوم ہوتی تو ہم صدام نے کہا کہ فیر دیکھا جائیگا صمصام
 اس کے اوسے یہ باتیں پوری تھیں کہ آپ نے کیا کیا کہ ایک ساحر کے دوڑ کر جو ایک سات ماری دودھ
 سے گرا لیا تو دیا مرا آپ نے ایک کے برعکس چیت رسید کی اتنا آپ نے چٹان چٹان چٹین اور
 اور جو لین مارنا شروع کر دین ماسد و حوٹوں کے دھول پور بنا دیا اور بولا دیا سب عمر و
 کی تلاش کرنا بھول گئے سو سن حیران حیران ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ یہ کون سکو مار رہا ہے
 مگر کوئی دیکھانی نہیں دیتا جواب تو سب قفس کے پاس سے ہٹا آئے کہ کون یہاں کھڑا ہو کر بیکار کو
 دھولین کہنے بہت صاف ہو گیا سوائے سو سن کے کون اور غام پر رہا یا صحت مام تھا صمصام
 نے اندر قفس کے چار تمام قفس بند کر دیں تپہ چلا با چلا آیا یہاں دھول پور بنا ہوا تھا آخر کو سو
 حیران ہو کر سو گیا اور دریافت کیا کہ عمر و کہاں ہے صمصام نے بھی تھا دسے باغ میں ہی آپ نے
 اٹھا باکہ عمر و کو تلاش کر دیکھیں کیا نہیں ہے اسی باغ میں تو ہیں حیران کے حصار کے دہلیز میں
 کہ باغ کے باہر نہ جاسکے گا اسی باغ میں سہ ٹکڑا ٹکڑا کر رہا ہے یہ کہہ دے سحر کیا کہ گرد باغ
 کے حصار سحر ہو گیا اب تمام ساحر تلاش کرنے لگے آپے خوبیاں و دولت سو سن کی نذر بڑیل کی
 آپ نے تو کہ یہاں سے نکل چلو پھر کوئی تدبیر کرنا جب صمصام نے میں دیوار اتنی حامل ہو جاتی ہے
 رستہ نہیں ملتا ہی آخر کو آپ پریشان ہو کر پھر واپس آئے یہ خیال کر کے کہ اب اسکو قتل کر کے
 یہاں سے جائینگے بدوان اس کے قتل کیے ہوئے رہا ہی نہ ہوگی ساحر تلاش کر رہے ہیں جب
 کہیں تپہ نہ چلا تو سب سو سن کے پاس واپس آئے اور کہا کہ ہم نے تمام باغ کو اچھا جان مارا کہیں
 عمر و کا چہرہ ملا سو سن نے چہرہ سے دریافت کیا سحر نے خبر دی کہ باغ میں سو جوہر و فلان

انعام پر کھرا ہوا ہے۔ سوکسن نے ساحرہ کے پاس پہنچا اور وہاں سے تھیں اور سوکسن نے ان سے
 کہا کہ میں نے سوکسن سے اب ستر ہفت چوبیس سو اور تمام بیویوں کے ساتھ ساتھ سوکسن کے
 حیت کسی کے کھونسا رسید کیا کسی سے نہ کسی سے چہرہ دون میں ہا خدہ کی د سے مارا کہ کھانا پاتا
 وٹا کیسا سر چٹ گیا کوئی نہ سے بھل کر اور نہ توٹ گئے سوکسن اور سب سے تر ہو کر
 عاجز کیا سب آپ بھی تھک گئے تو آپ نے انہیں کیا کہ کسی مقام پر پہنچ کر کچھ دیر رہ لو گے
 طرف کو چلے گئے اسی بارغ کے دبان : غبان کا چھپر میرا ہوا تھا اور کچھ روکنا وہ
 پکا کے اور نہ ان کے خاوند کے آسے بلکہ کے پیشاب کو نکلی تھی آپ سے اور سوکسن
 مار کر میویشن کیا اوسلی صورت نکرا و سنے پھیر میں آسے با غبان کے ساتھ کھانا کھانے گئے
 اوس کے پشت پر چھپر کے کورسے میں توپ دیا یہ کہتے جاتے تھے کہ صا د ب تم نے سنا کر نہ رہا
 عمر کو کو مرنے پکڑا تھا را کو قفس میں بند کیا وہ قفس سے غائب ہو گیا بارغ میں اور تھک کر رہا تھا
 سب کا مال اسباب لوٹ لیا ذرا قہ ہوشیار بنا اور تھک کر کہ ایک سو اربان کر گیا بایا تا مہر سے
 تھک کر جاوے جائیگا : تیلو ہی تو اور یہ قتالی ہلے جائے ہو کدا وند اور دہر سب آسے اور ستر
 باتیں کرتے جاتے ہیں اور کھانا کھاتے جاتے ہیں دبان سوکسن نے جب دیکھا کہ وہ لوگ
 کم ہو گیا اور اس میں ہو گیا نیال کیا کہ شاید بارغ سے باہر چلا گیا جو یہ تلا مہر لم ہو گیا اور یا نہیں
 ہو کر وہ دل سے باتیں کر کے کتاب سے روچا دیکھا کہ عمر و کسان در آ یا بارغ میں دبان
 سے باہر چلا گیا یہ تحریر یا با کہ عمر و غلان مقام پر نہ تھے : غبان کی چہرہ کی شکل بنا ہوا اس کے ساتھ
 کھانا کھا رہا ہے جو اس نے دیکھا کتاب سامی میں ہر دبان سے ادھی اور اس نے کسی سے نہ
 سنا اور اس با غبان کے پھیر کی طرف چلی رہا تھا کہ یہ دبان جا کر پوچھی جیت اس نے دوسرا
 کہ و اقلی با غبان کے ساتھ آپ اور سکی جو رہا اس کے ساتھ ہوئے کھانا کھا رہے ہیں سکر اکڑن
 کر رہے ہیں چونکہ کتاب سامی سے تھک سکا ہوا ہو چکا تھا اس نے پکار کر کہا یہ خیال کر کے کہ کچھ
 ہوا وہی نہیں کہ چلا جائیگا غائب ہو جائیگا تو سانسے موجود ہے ہر جا گیا معلوم ہو جائیگا
 میں جا کر پکڑ لوں گی یہ پکڑی کہ اور با غبان اپنی چہرہ کو پکڑے : جانے پانے جب تک
 میں نہ لوں وہ اسے نہ چھوے کی کتہ ہر پست کر کہا کہ آپ کیا فرماتی ہیں سوکسن نے کہا

بہت پریشان کیا تو سو سن نے دریافت کیا کتاب سامری سے کہ یہ کیا سبب ہو کہ عمرو نام لوگوں کو پریشان کر رہا ہے اور دکھائی نہیں دیتا یہ واقعہ تو میرے اوپر ظاہر ہوا کتاب نے خبر دی کہ اسکے پاس ایک کلمہ ہے کہ وہ جب اسکو اور ملتیا جو وہ سبکو دیکھتا ہوا سبکو کوئی نہیں دیکھ سکتا اسی کلمہ کو اور سے ہونے ہی سبب طرف تھہر رہا ہوا اور لوگوں پریشان کر رہا ہے یہ امر جو خواجہ کی حالت کا اسکو معلوم ہوا اور یہی معلوم ہوا کہ کلمہ اور سے ہونے ہی اس کلمہ کی یہ خاصیت ہے کہ وہ سبکو دیکھیں گے اور انکو کوئی نہیں دیکھے گا یہ بہت پریشان ہونے لگا خیال کیا یہ تو بڑی خرابی ہوئی اگر راستہ باغ کا کھولے دیتی ہوں تو یہ خرابی ہوتی ہو کہ وہ چلا جائیگا پھر اگر پریشان کر لگا ایسا ہو کہ میں غافل ہو جاؤں اور وہ پڑے یا قتل کر دے تو کیا ہوا اگر راستہ نہیں کھولتی ہوں تو وہ میرے موجود ہونے پر قتل ہو جائیگا پھر لیگا بڑی خرابی میں جان ہوا آج کئی دن سے لیتی تک نہیں ہوں اسی خوف سے میں تو تیب عذاب میں مبتلا ہوئی ہوں خدا و عمر سامری اس عذاب سے نکالیں تو انکو فکر کرنے لگی کہ کس طور سے اس عذاب سے رہائی ہو نظر کرتے کرتے یہ بات ذہن میں آئی کہ تو عمرو عیار کو اسی باغ میں اسی طور سے چھڑ دے اور حصار بن کر باغ کے رہنے دے اور خود اپنے بھائی اعظم جادو کے پاس اختطیم کوہ پر چلی جا کیونکہ وہ بھی ایک درندہ کا لاک ہے یعنی درندہ اعظم کا یہ بیان تڑپ تڑپ کر مر جائیگا راستہ تو اسے باہر نکلتے کا ملے گا نہیں ہوں ہی تڑپ تڑپ اور پھر پھر کر ہلاک ہو گا تو قید رہیگا اور اپنے سپ سالار مقہور جادو کو بلوا کر اس باغ کی نگہبانی اور پاسبانی سپرد کر اور اس سے کہدے کہ تم اپنا حصار کر لو کہ باغ میں بیاتی ہوں اگر یہاں رہو گی سبب خوف عمرو کے نہ سوؤنگی نہ لیوؤنگی تو تیار رہو جاؤنگی راوی بیان کرتا ہے کہ اس امر کو اس نے اپنے دل میں تجویز کر کے ایک طاہر سحر کو روانہ کر کے مقہور جادو کو اپنے سپ سالار کو اس درندہ کے اندر سے کہ جان اس کا لشکر وغیرہ ہو طلب کیا کیونکہ یہ سپ سالار درندہ کوہ سو سن پر اپنے باغ میں رہتی ہے اس کا کل لشکر سپ سالار اندرون درندہ ہے اس طاہر سحر نے جاکر مقہور جادو کو اکاہ کیا کہ تم کو ملکہ یاد فرماتی ہیں وہ اونہ وقت اثر رسوخ پر سوار ہو کر آگیا اس سو سن جادو کے آکر اس نے پہلے سلام کیا ساتھ ساتھ گیا مگر مقہور نے دیکھ کر سو سن بہت حیران اور پریشان چہرہ اونرا ہوا ہر منہ پر ہوا بیان آواز رہی ہیں ہاتھ جوڑ کر پوچھا کہ کیوں ملکہ نصیب دشمنان مزاج کیسا ہے میں کچھ روسے مبارک پر گرد کہہ دو رست پاتا ہوں یہ تو سو سن نے کہا کہ اسے مقہورہ کیا ہوا گردن ترو کے ہاتھوں بہت پریشان ہوں

اوست آج پنج روز سے پریشان کر رکھا ہوتا تھا سنے کی ہون نہ سیتھ کی نہ سوسنے کی نہ لیٹنے کی
 تھوڑے قسم نے لوجہ بیٹے آج پانچ روز سے سو اسے یوں خشک کے کوئی چیز قسم غلام سے
 کھائی ہو یا پانی پیا ہو تو میں سنے اپنی (کیوں کے استخوان پھاسے ہوں اور انکے خون پیا ہوتا ہو)
 سنے کہا کہ آپ قسم بیکار کو کھاتی ہیں مثلاً اسی طور سے یقین آگیا یہ واقعہ تو فعل میان نہایت تپ
 سوکسن سنے اول سے آخر تک کل ماں بیان کیا اور کہا کہ آج چار روز سے وہ اس باغ میں
 ہی میں سنے حصار بھر کر دیا ہے کہ وہ کہیں جا نہیں سکتا ہے اور اس کے پاس ایک گھیم ہر کہ وہ اوکو
 اور شہ ہوئے ہے اور ناٹب ہر وہ بیکار دیکھتا ہے اور سوکو کوئی نہیں دیکھتا ہے پس اس سبب
 سے بہت حیران ہوں کہ یہ کیوں ابھی بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ تمکو یہاں کا اختیار دیکر
 یہاں سے دو تین دن کے لیے اپنے بھائی کے پاس اعظم کوہ پر چلی جاؤں وہاں جا کر
 آرام لوں اور وہ ایک دن راحت سے بسر کروں اور اس کے بعد چلی آؤں جیتا کہ تم یہاں کا
 بند رہتے کرو اور حفاظت رکھنا چھوڑو کو نکلنے نہ دینا اپنا حصار بھر برطرف کیے یعنی ہوں تم اپنا
 حصار گرد باغ کے گرد دیکھو بہت ہوشیاری اور خبر داری سے رہنا روز روز کی نیکو خبر دیتے رہنا
 نہ روئے بلکہ سر کے مقہور رہنے کہا کہ آپ تشریف لے جائیں اسنے اسکان بھر بہت کوشش کی
 عمر و کی کیا لیاقت ہے جو باہر جاسکے ہوا تو اس باغ سے جانے نہ سکتی عمر و تو انسان ہے سو کن
 نے کہا کہ بہت اچھا ہے اب میں جاتی ہوں اوستے اور وقت اپنی خواہوں وغیرہ کو بلا کر کہا کہ
 ماں سفر کرو پھر خیال میں آیا کہ ایسا نہ کہ عمر و خواہوں میں لکراؤنگے ہمراہ باغ سے باہر
 نکل جائے تو ساری محنت بیکار ہو کہ کہہ چکا تھا تم لوگ اسی باغ میں رہو میں آتی ہوں یہ کہہ کر اور سحر
 کیا کہ زمین شق ہوئی اور سوکسن مزن زمین ہو کر طرف اعظم کوہ کے آئی بھائی کے پاس چلی گئی
 بلکہ اپنا حصار بھر برطرف کر لیا منہور رہنے اور وقت اپنا خرچہ کر اور سکادو بارگاہ باغ کے
 ہو کیا خواجہ نے قصد کیا تھا کہ بہتر انہوں کو اپنے ہمراہ بیکر جائیگی تو کسی خاص کو بیوقوف
 کرے اور کئی کل بیکار کے ہمراہ چلا جاؤ تھا مگر جب سوکسن اکیلی غرت زمین ہو کر چلی گئی خواجہ
 رہ گئے پھر خواجہ نے گشت لگائی کہ شاید کسی طرف سے راستہ مل جائے تو نکل جاؤں مگر
 راستہ نہ پایا مجبور ہو کر رہ گئے اور سدن تو مقہور رہنے وہ اتنا دن اور رات جاگ کر سب کی خواجہ

ابھی اوسکو پریشان نہ کیا یہ تو یہاں بندوبست کر کے بچھا دینا تو بہت کم ہو کہ مقہور جاوہ
 ایک جوان خوبصورت صاحب خلق تشکیل حسین مرد جری کبر و نخوت سے بری ساحر زبردست
 بادہ جرات سے ست ایک مدت سے اعظم جاوہ و برادرسوسن جاوہ کی دفتر ملکہ ماہ انتہائی
 پر عاشق و فریفتہ و مگر بسبب اس کے ملازم ہونے کے کہ سوسن کا ملازم ہو اور اعظم جاوہ ایک بار شاہ
 اعظم اور حاکم و رہبر و مقہور و سی کا سپہ سالار ہو اور اوس کے یہاں ملازم ہو کہ وہ اعظم تمام اوس کے
 قبضہ میں ہو اوسکی تلوار کے تسکے پڑے ہوئے ہیں شجاء و ساحر میں کے جھنڈے گرے ہوئے
 ہیں اپنا مقابل وہ کسی کو نہیں جانتا ہی سوسن کو تو وہ ماننا ہی نہیں تو کھڑا اور کی کیا حقیقت
 ہر شکل جو بادشاہ ظلم اس وقت ہر وہ اوسکی تو کچھ اصل سمجھتا ہی نہیں جو سب حاکمان و رہبر
 نے شکل کی اطاعت کی اور جا کر نذر دی الا اعظم جاوہ و سوسن نے اطاعت کی نہ نذر دی جب کہ ہر شکل
 نے طلب کیا بذر یونانہ کے جواب لکھ دیا کہ مہلت ہے تو تون نہ ہوں کیونکہ آجکل کچھ انتظام ملکی میں
 مصروف ہوں کچھ کا زمانہ دن کے ہاتھ سے شرا بیان پڑا کی میں اولی و کچھ بحال کر رہا ہوں صاف
 ملو سے انکار کرنا بھی مناسب نہ جان تو کچھ بھلا و حوالہ دیا ایسا تو ہوتا ہے کہ کسی مقام سے
 اوس کے دختر کی شادی کے پیغام بھی گئے بادشاہ و ان کے دربار سے ورنہ اس کی اوس سے انکار کیا
 اور کہا کہ میں ابھی اسکی شادی نہ کر سکا ہوں اب ان میں طلاق سحر میں شہرہ آفاق ہو خدایت
 حسین و خوبصورت عورت ہو ناما نہیں مہر میں ہر تہیک و تھیس اعظم کو وہ کہلاتی ہو رہی تھیں و نہ
 اعظم کی لقب سے مشہور ہو نہایت حسین و شکلیں ہو رہی اوس کا سوسن بھی کوئی پندارہ سوسن
 کا ہو کا قبول شاعر ہے پس پندارہ یا کہ سوسن سن رہا ان کی راتیں مرادوں کے دن پانچ
 سراپا میں یہ چند شعر کافی ہیں نظم سبزل گل چو انی نما بدشمن پرست نقد کہانی تھا ہر ترانہ اوس کے
 جا سزیم بدن ہر ساری پوشاک پر جو جو جو ہر سارا لکھ اوس پر رہتا تھا زبان ہر روح گرام
 کی جو تو وہ پک جان ہر ٹرٹی سیکل گلے میں ڈالے ہوئے ہر پیاری پیاری چہین لکھ کے پڑے
 تاکہ یہ نہ کہانہ نہ کہانہ شوخی ہو لاکھ مقصد سن کہ ہر شہرہ کہ بہت حسین اور خوبصورت
 تھی یعنی شہرہ آفاق دلیری میں طاق اور سکو ایک دن مشہور رہا اس طو سے دیکھا تو کہ دن سے
 کے یہاں آئی تھی مقہور بھی موجود تھا یہ دیکھ کر عاشق ہو گیا تھا بسبب فوج اعظم جاوہ و مقہور

اظهار عشق کرتے سکتے تھا ایک تو ملازمت کا خوف دوسرے اپنے کم تر ہونے کا ڈر تیسرے
 یہ خوف کہ اگر اظہار عشق کر دے اور ان لوگوں کو ناگوار ہو تو میری جان پر سب سے بڑا تو قتل کیا جاؤں یا پھر
 کر لیا جاؤں کیونکہ جبکہ انہیں جادو نے بڑے بڑے شاہوں کی درخواست کو قبول نہ کیا تو میں کیا چیز
 ہوں اور میری کیا حقیقت و لیاقت ہے جو میری درخواست کو قبول کرے گا اس کے اظہار میں سوا
 دولت و خاری کے اور دیگر حاصل نہ ہو گا اس سے بہتر و انسب یہی ہے کہ اس امر کو سینہ میں پوشیدہ
 رکھوں اور وقت کا منتظر رہوں دیکھوں کہ اسکا انجام کیا ہوتا ہے اور آتش فراق سے شمع سان رہا
 دن جلا کر دن راوی نازل ہو کہ مقہور جادو نے ایسے ایسے خیالات کر کے اظہار عشق و محبت ملک
 ماہ اختر می نہ کیا اپنے سینہ میں اس آتش کو پوشیدہ کیا رات دن اسی تصور و خیال میں مبتلا تھا
 تھا اور آتش فراق سے جلا کرتا تھا چہرہ اوسکا ارغوانی ہو گیا تھا آنکھوں میں حلقہ پڑ گئے تھے
 انار حضرت عشق اوسکے رخ سے پائے جلتے تھے اوسکو اپنے سرو پا کا ہوش نہ تھا دن اوسکو آہ و
 زاری میں شب اوسکو اختر شماری میں گزرتا تھا ہمہ وقت تصویر خیالی ملک ماہ اختر می کنی پیش
 کرتا رہتی تھی تنہائی میں اکثر دل سے باتیں کیا کرتا تھا ملک کی تصویر خیالی سے اوسکو سوا اس
 آتش کے دوسرا شغل نہ تھا کھانا پینا سونا وغیرہ اسے ام تھا اکثر اکیلا بیٹھا ہوا رویا کرتا تھا کبھی یہ
 کہ یہ تھا کہ صحر میں نکل جاؤں کہ بیان کو چاک کر دوں حضرت عشق نے اوسکو اپنے قبضہ میں
 کر لیا تھا کشور بہر اسکی سپاہ عام لے چڑھائی کر لی تھی اقیہم دل کو فوج صدمہ و رنج نے
 لوت لے لیا تو عشق سر پر سوار تھا پہلوان عشق نے باوجود یکہ مرو سپاہی تھا مگر زیر کر لیا تھا وہی
 نہ سبب آیا تھا مقہور جادو و مندوب ہو گیا تھا فلا صدمہ یہ کہ مقہور ملک ماہ اختر می پر ایک
 مدت سے عاشق و زلیفہ تھے اوسکے سود سے زلفت میں از خود رفتہ تھا مگر اظہار عشق نہ کر سکتا
 تھا نہ تو اسقدر زور و جواہر رکھتا تھا نہ صاحب حکومت تھا نہ اعظم جادو و موس جادو
 سے سحر ساری میں مقابلہ کر سکتا تھا مجبور و ناچار آتش فراق سے جلا کرتا تھا اور یہ شعر پڑھا کرتا
 تھا شعر نالہ رام چند می خواہم کہ میان یکشم بد دل ہی گوید کہ سن تنگ آدم فریاد کن ۵ راوی سحر
 بیان نقل کرتا ہے کہ مقہور کا تو یہ عالم تھا عشق ملک میں ملک ماہ اختر می کو اسکی خبر بھی نہ تھی کہ تیسرا کون
 مرنے کا ہے تو جلد متروک نہ تھا صرف ناظرین کو آگاہ کرتا تھا کہ مقہور ایک مرد عاشق تھ اور دائم زلفین

مقبلا ہی یہاں تک کہ میں نے تھری کی تھرا خواجہ اوس دن تو سوکسن سے اور تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
کر لیا تھری سے براحت اوس دن اپنے میں یہ کہ کسی قسم کی تھری خواجہ سے تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
کے باہر چلے جاسکے تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
سوکسن جادو جو تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
کر لیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
زمین پر کر لیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
ابست اپنے اپنے تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
شعن ہوئی اور سوکسن جادو ویدیا ہوئی تمام خاک میں وہ تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
یہ حالت بہن کی دیکھ کر اعظم جادو ویدیت پریشان ہو گیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
کیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
ساتھ نہیں نہ چھ سامان سواری و نشان شوکت ہمراہ تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
نے عرض کیا کہ ذرا میرے حواس درست ہو لیں تو عمر کیوں آتھو نے کہا کہ اڑکھانا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
کرنا سوکسن نے کہا کہ آپ میری حالت ملاحظہ فرما رہے ہیں تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
اؤن ذرا حواسن بجا ہو لیں اعظم نے کہا کہ ایتھو دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
دھول و حواسن دیوں کھری ہوئی دیکھ رہی ہو اور کوئی تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
آب گرم و تسلی لیکر حاضر ہو لیں سوکسن نے منہ ہاتھ دھو لیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
جس ہاتھ رو کے بیچارہ تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
اعظم کے بار بار کہتے تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
جب کھانے وغیرہ سے تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا
کر تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا تھری سے پہلے ہی کہہ دیا

حد طلمس پر آگیا گئی معرکہ شنگال سے اور طلمس کشا سے ہوئے ہر دو طلمس کشا غالب آیا چند ہوا خواہان
 شنگال شریک طلمس کشا ہو گئے ہیں تو بخون نے سب حالات طلمس سے طلمس کشا کو آگاہ کیا چنانچہ
 طلمس کشا در بند بیستون کی طرف آیا حکیم اسقلینوس و حکیم شیا طین نے طلمس کشا کی اطاعت کی
 بیستون جادو مارا گیا کوہ بیستون برباد ہوا بادشاہ سابق یعنی سیما سے بلند آواز رہا ہوا دشنے رہا ہو کر
 سب حال سے طلمس کشا کو خبردار کیا اور کہا کہ بدون در بند سوکسن کے تخت ہوئے لوح طلمس و سیاب
 یہ ہوئی پس طلمس کشا نے اپنے عیار خواجہ عمرو کو در بند سوکسن کی طرف اس غرض سے روانہ کیا کہ وہاں سے
 حالات دریافت کرے کہ اور کچھ خبر کرو تاکہ میں جا کر در بند سوکسن کو فتح کر کے روح حاصل کروں اور مرتجع کو
 بھی قتل کر دے تو آپ بخوبی آگاہ ہو گئے کہ وہ بڑے غضب کا عیار ہوا دشنے بڑے بڑے ساحران نامی
 کو قتل کیا تھا صریح کہ وہ غضب کوہ سے آیا جمال راہدار سے ملا و سو کچھ فقرہ دیکر مسلمان کیا اوسکے ذریعہ سے
 دھرو شش و ماہ و شش کے پاس پہونچا تو کو اوس عیار کا گانا پسند آیا او بخون نے اپنے باغ میں طلب کیا
 گانا جو ایتھا کہ اتھان سے میں بھی چوینچ گئی وہ عیار میر سے رو بر بھی خوب گایا شراب میں مہوشی ملا کر
 بکھو جام دیا میں عمرو کی او خمرہ کے آنے کی خبر پا چکی تھی کہ وہ سرحد طلمس تک آپکے ہیں اپنا بند و بست کر چکی
 تھی شراب نے مجھ کو اوسکے حال سے آگاہ کیا میں نے آواز گیر دی اوسکے پاس کلیم عیاری ہوا و سکی
 بدست ہو کر اوسکو جو اور شہ تو تو دوسکو دیکھو اوسکو جو کہ اور شہ ہو کوئی نہ دیکھو کے پس وہ کلیم اور شہ کو
 غائب ہو گیا تمام خواص و غیرہ کو لوٹ لیا دو پہر رات سے دو پہر دن تک تماشہ کیا نہ ملا پھر اوسنے
 میر سے اوپر عیاری کی سیری خواص نکرا آیا اور رومال مہوشی آمیز سے میرا منہ پونچھ لیا کیونکہ پسینہ آیا ہوا
 تھا مجھ کو ہوش کیا میں مرتجع کو اس حال سے آگاہ کر چکی تھی کہ طلمس کشا برا سے نفع طلمس آچکا ہوا و سکا عیار
 میں اوسکے ہمراہ مخبر و درویش اور میری طرف سے بھی غافل ہونا چاہتا تھا اوسنے بند و بست کر لیا تھا جب
 وہ عیار میر سے قتل کے لئے پہونچ لیکر چند دہان مرتجع کو خبر ہو گئی وہ چمک کر آیا لکڑی کی کہ قبل زمین پر پڑنے
 کے ڈانٹا وہ پھر کلیم اور شہ کو غائب ہو گیا مرتجع نے آکر مجھ کو ہوشیار کیا میں نے سب حال اوس سے بیان
 کیا اوسنے اور میں نے پھر تماشہ کیا نہ ملا اب جو دیانت کیا تپلہ صحر سے تو معلوم ہوا کہ وہ باغ سے نکل گیا
 میں نے مرتجع کو رواد کیا کہ تم جمال راہدار کو پکڑ لاؤ وہ عیار تیل سے جمال کے گھر پہونچ گیا وہاں جا کر
 جمال کی مان اور اوسکے ملازمین کو مہوش کر کے اوسکے پاس زہیل ہوا و میں داخل کیا اور مال اسباب

لے لیا نکل چلا رویدہی اور خود جہاں کے مان کی صورت بن کر بیٹھ رہا جب مرتح ہو چکا اور سکو نظر دودھو کا
 دیکر اس کے مکان پر گیا اور اس کے استاد کی قبر پر عبارت کرنے کو بیٹھا پہلے جو کچھ وہاں تھا وہ
 سب غائب کیا پھر مرتح کو اندر بلایا مرتح کو بیہوش کر کے نذر زمیں کیا آپ اس کی صورت بن کر
 اور اندھا بن کر بعد اس کے ملازموں کے میرے پاس آیا مجھ سے سب حال بیان کیا اپنے
 نام بنیا ہونے کا ایک سرمہ دانی دی بجائی صاحب میں یہاں اپنا بند و بست حفاظت رکھتی تھی اس
 سرمہ دانی میں بیہوشی تھی میں نے جو کھولا بیہوشی میرے دماغ میں ہو چکی میں بیہوش ہو کر
 گرمی وہ قتل کرنے چلا پتے سے گھر لے لکل کر اس کو پکڑ لیا مجھ کو ہوشیار کیا پھر کیا کمون کہ جو جو فقرے
 اوسنے کیے گھر میں نے نہ سنے میں نے جو مرتح طلب کیا تو کہا کہ میں کیا گیا ہوں کہاں سے لادوں
 میں نے ہر چند بدعت کی نگاہ نہ قبول میں نے اوس سے قید کیا اور قفس میں بند کیا اس نے سر پر لٹکایا
 سوئی رات کو وہ قفس سے خود بخود غائب ہو گیا صبح قفس کے قفل اسی طور سے کھلا ہوا قفس بند رہا
 اور کار ہا جب صبح کو میں بیدار ہوئی اب جو دیکھا اس کو شش میں نہ پایا بہت حیران ہوئی پہلے تو
 خود غور دیکھا کی جب نہ ملا اور نظر نہ آیا تو سب خواص و عیوہ کو بلایا اور مٹھون نے بھی دیکھا کیا
 و نظر باخلاصہ یہ کہ وہ قفس سے نکل کر سر ایک کو پریشان کرنے لگا میں نے کتاب سامری میں
 جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ باغ میں جو میں نے گرد باغ - عمارت کیا کہ جانا کے اوسے وہ وہ آئینہ
 برپا کین کہ میں کیا عرض کروں تمام باغ میں ایسا ہی تھا وہی تلاطم برپا کر دیا باغ میں کی بورو
 کو بیہوش کر کے اس کی صورت بن کر اوس کے ساتھ نہ سب کدنا کہ باغ میں یہاں سے کتاب میں
 دیکھ کر حلی جیسے مجھ کو آتے ہوئے دیکھا غائب ہو گیا غلہ صہ یہ کہ بہت پریشان کیا کہ کیا پانڈان
 غائب کر دیا کیسا لوٹا غائب کیا یہ اندر سے نکال کر لی کھانا بکارتی ہو اور کھانا آگ سے غائب
 جاتا جو جب میں پریشان ہوئی اور کتاب سامری سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے پاس کلیم ہر جگہ
 لینے سے وہ غائب ہو گیا ہر پاس وہ کیس کو نظر نہ آیا کھانا میں باغ - عمارت سے پریشان ہوں ہو گئی
 تھی نہ سوائی تھی نہ چین سے لیٹی تھی کیجئے کیا تھا کیا تھا میں نے اس کے آگے میں حالت میں قہقہہ
 مامدی ہو جاؤنگی میں نے اس سے سب مامد و تقویر بتا دی کہ صاحب کے باغ کی مخالفت اور باغ
 کی پاسبانی اس کے سپرد کی اور اس سے کہا کہ تم سب سے باغ سے اڑ کر دواؤں سے رہو غائب

میں اپنا حصار سحر برطرف کر کے اور مقننہ کو کل باغ کا مالک کر کے زمین میں غرق ہو کر اپنی خدمت میں آئی کہ یہاں پہنچ کر دو چار دن تو راحت سے بسر کروں تاکہ یہ کنسل برطرف ہو پھر اسکی کوئی تدبیر کی جائیگی یہ حال ہو سیرا اور یہ آفت میرے اوپر نازل ہوئی عمر و عیار کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بھاگی ہوں باغ کو ترک کر کے راوی بیان کرتا ہے کہ سوکسن نے کل حال بیان کیا میں نے منہ بہ منہ بطول ہونے کی اور تکرار کی مختصر طور سے جو کہ ضروری تھا اس مقام پر تحریر کیا ورنہ ادب سے تو حرفت بوقت بیان کیا تھا اعظم جادو اور اسکی بی بی ملکہ سیمتن جادو و طاسوشل بیٹی سنا کی جب سوکسن نے اپنی تقریر ختم کی اسوقت اعظم نے کہا کہ کیوں سوکسن تمک حراسی کا نتیجہ کیا ہوا جیسے شہزاد کال نے اپنے آقا ولی نعمت کے ساتھ سلوک کیا اور اسکی شراکت تنے بھی کی اسکا یہ انجام ہوا کہ راحت سے بیٹھنا نہ نصیب ہوا کچھ ہی دما نہ گزرنے پایا تھا کہ ملسم کشا ملسم کو فتح کرنے کو آگیا جس طور سے شکال نے لکھرامی کی اوسی طور سے اس کے ملازمون نے اس کے ساتھ سلوک کیا بد کام کا انجام بد ہو خیر اور یہ جو تھاری حالت ہوئی ہے کہ ایک ادنا عیار سے جو کہ غیر ساحر ہوں بھاگی ہو کہ کوئی سامان ہمارا نہ ہو بڑا سہرا بھلا اسکی بھی یہ مجال تھی یا مجال ہے کہ وہ تم ساء ہوں کو پریشان کرے اور ہم اسکا کچھ نہ کر سکیں اگر یہ کہو کہ سائے شش و خیزہ کو اوستہ قتل کیا تو اون لوگوں نے خود ہی اپنی جان دی اور مارے گئے اور ہلاک ہوئے اسے سوکسن تو نے جو یہ سب حالتیں عمر و عیار کی بیان کیں عقل کام نہیں کرتی ہر کائنات میں یہ اوصاف اور خصلتیں ہوں اور انسان بھی کون کہ جو غیر ساحر ہو باوجود کہ ہم ساحر ہیں ہم ایسے کام نہیں کر سکتے ہیں نہ کہ غیر ساحر کرے یہ بالکل خلاف ہے تو جو خائف ہو کر بھاگی ہے تو اس خیال سے ایسی ایسی باتیں بیان کرتی ہے تاکہ یہ کوئی الزام نہ کہ ساحر ہو کر غیر ساحر سے بھاگ آئی سوکسن نے کہا کہ بھائی صاحب میں پتہ عرض کرتی ہوں کہ اسکی یہ حالت ہے میں تھوڑے نہیں عرض کرتی ہوں اعظم نے کہا کہ خیر کیا کہوں میرا بتی چاہتا ہے کہ اسکو بھلا کر دیا چون سوکسن نے کہا ایسا غضب نہ کیجئے گا میں اسی غرض سے تو اسکو شہور کے سپرد کر آئی تاکہ وہ ہلاک ہو جائے جب باغ سے باہر نہ نکل سکے گا جب تک باغ میں میوہ وغیرہ رہیگا کھائیگا جب ہو جائیگا تو مارے قانون کے مر جائیگا اعظم نے کہا کہ وہ مقننہ کے ساتھ کھانا کھا یا کر ٹیگا جبکہ تم کہتی ہو کہ اسکی یہ حالت تھی کہ ہر ایک کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتا تھا اور کوئی اسکو نہ دیکھتا تھا تو اسوقت اسکو کون منہ کر لیتا ہے کہ اس نے

ابن سب نے کہا کہ جب سے آپ یہاں تشریف لائی ہیں عمرو نے سیکویشان نہیں کیا مگر مقہور
 جادو مارے خوف کے برات بھر سوئے نہیں بن یقین ہو کہ وہ عمرہ کو اسیر کر لین سوکسن نے
 کہا کہ خداوند ایسا کرین لون سب نے کہا کہ اوٹھو نہ لے یہ ہندو بست کیا ہو کہ باغ کے
 باہر نہ کوئی جاسکے نہ اندر آسکے خواہ ساہو خواہ غیر ساہو بدون ادنیٰ اجازت سکے ہم اولے
 اجازت لیکر آئے ہیں ورنہ غیر ممکن تھا سوکسن نے کہا کہ یہ اتنی تدبیر کی ہو جب یہ معلوم ہوا
 سوکسن کو کہ مقہور نے ایسا سحر کیا ہو کہ کوئی اندر نہیں جاسکتا ہواستے جو طائر سحر برائے خبر
 مقرر کیے تھے اوٹھو دلپس بلا لیا اب یہ جادو نہ کے ہاں بین است بھی ہوئی ہو یہاں
 جب خواہمیں اور سب ملازم سوکسن کے چسے گئے مقہور اکیلا رہ گیا تو استے طائر سحر رونہ کر کے
 اپنے ملازموں کو طلب کیا اوٹھ کے اندر آئے کی اجازت دی اولے کمد یا کا اب باہر باغ کے نہ
 جانا اون سب نے کہا کہ بہت خوب دودن اسی طور سے کڈرے خواجہ عمرو یہ فکر کر رہے ہیں
 کہ کسی تدبیر سے کوئی عیاری کر کے مقہور کو قتل کروں یا اوٹھو اسیر کروں اگر یہ شراکت کرے
 تو بہتر یہاں سے رہائی ہو اگر یہ شراکت کرے تو قتل کرو تب ہی رہائی ہوگی خواجہ اس فکر
 میں دن رات مصروف رہتے تھے اور گلشن عیاری کی سیر کیا کرتے تھے مقہور جادو نہ دن کو سوتا
 تھا نہ رات کو اول تو وہ فراق میں ملکہ ماہ اختر کی کے رات دن مبتلا رہتا تھا اور شمع سان گھلتا
 تھا دوسری یہ فکر تھی کہ ایسا نہ ہو کہ عمرو عیاری کو قتل پا کر تپ کر کوئی حملہ کرے تو بیڑی خرابی ہو ایک
 دن کا ذکر ہو کہ کوئی دودن ہوئے ہوئے مقہور کو یہاں آئے ہوئے کہ اکیلا کرے میں بیٹھا ہوا
 تھا تصویر خیالی ملک کی سلسلے اس کے موجود تھی یہ اس سے راز و نیاز کی باتیں کر رہا تھا اور شعر
 عاشقانہ پڑھ رہا تھا خواجہ ٹہلتے ہوئے فکر عیاری میں مصروف ادسی کرے میں آئے یہاں
 جو آئے تو مقہور کو اس حالت میں پایا کہ دور رہا ہو اور یہ قین شکر کسی شاعر کے درد زبان ہیں
 اسے رشک قمری کا جلانا نہیں اچھا ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا دیگر دم صدر فرقت
 سے نکل جائے تو اچھا یہ سرت بلا سحر کی نکل جائے تو اچھا یہ فرقت میں تیرے مار نفس سینہ میں
 میرے ہاں کاٹا سا کھٹکتا ہو نکل جائے تو اچھا یہ کبھی یہ کتا تھا شعر مراد و سیت اندر دل اگر گویم
 بن سوز و گرم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد یہ کبھی کتا ہو کہ اسے ملک عالم میں کیا غرض کروں

اسکا کیا سبب ہو جو آج یہ گلہ سستہ کھین تیار کر کے لائے اور ڈالی بھی لگائی ہوئے ہاتھ بوز کر
 عرض کیا کہ کھگوان آپ کو سستہ رخصت رکھیں اسکا سبب یہ تھا کہ عمو عیاریا ہوا تھا اور غم
 میں پھر رہا تھا میں نے خیال کیا کہ اگر گلہ سستہ بنا کر لیکر جادو ایسا نہ ہو کہ عمو واپس آئے اور عیاریا
 پھر گھر سے تو بڑی شرابی ہو میں بدنام ہوں گے سے جب اس نے بول میں نے اس وقت بڑائی کی کہ شاید
 عمو عیاریا گیا جو جب تو اس سے بولتا میں گلہ سستہ تیار کر کے حاضر ہوا کہ آپ کو خوش رکھ
 کہ وہ انعام نوائے شکر و رحمت جو اب باک اسے رہائی یہ گلہ سستہ بنے کہا کہ جو بیکار ہو ایسا کیا
 نہیں رکھتا ہوں یہ گلہ سستہ تو اس وقت تک کام کا ہر جہ کہ دل رکھتے ہوں اتنا میں مشاعر
 سے گلہ سستہ نہ لگو چاہیے تنگوار غم ہو بہ اور نہ شش ہوں بہانہ تو غم سے مدد نہیں تو پھر
 یہی حالت میں گلہ سستہ لیا گیا کہ میں جب سستہ اس باغ میں آ گیا ہوں سول پر باران یہ خوف
 ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مرگ کر دے وہ دیکھنا تو دینا نہیں جو کہ چاہیے ایسی حالت میں اس
 گلہ سستہ تو اس وقت تک رہا کہ اس وقت سے سوتا نہیں ہوں حد تو خلی چلی نہیں تو اس
 آفت میں متاثر رہیں وہ بڑا کدہ سستہ قبل است گلہ سستہ تو اس صورتہ اس قدر صحت کہ ان تین
 نہ رہا یہ اقصاء و محاورہ کہ آتہ شہادت سستہ عمو ورحمت لکھا کہ وہ جا نہیں سکتا جو رخ سے
 کر دھار سستہ کہ ہو سب میں اسے جاسنے نہ لگا مگر میرے سے کر لکھی ہیں متاور سستہ
 کہ باغبان میرے چہرہ کی طرح دیکھتا ہوں ہاں میں بہ کچھ نہیں بن جاتا دیکھ دو وہ نہیں
 پر شکر کر رہا ہوں ہاں کچھ کہنے چاہتا ہوں کہ وہ جانا بہ کچھ کہی وہ اس وقت سے سستہ بنا
 ایک مرتبہ متاور رہنے چاہتا کہ یہ تو کیا کہتے ہو کہ یہ زمین پر نشن بناستے ہو اور کہتے ہو چہ
 میری طرف بکتے ہو دیکھتے ہو کہ میں ہوں تو کچھ عرض کروں کہ بیان کرو اس کا کہ میں ہاں
 ہوا میں نے آپ سے چہ کو سفیہ پایا میں نے نہ کہا کہ میں کا یہ دیکھنا متغیر خیال ہے کہ اسی
 غم کے سبب سے میں یہ خیال میں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اور نہیں فرمایا ہو جو کہ کچھ شہد ہے
 محکوم میں ڈر رہتا ہوں خیال کیا کہ میں اس کے ستارے لہزدن دیکھوں کہ کیت میں ہی
 مسابک کر رہا ہوں اور خیال کہ ہاتھ نہ دے نہ نہیں کر رہا اب وہ معلوم ہوتا ہے تو کچھ دہوانہ
 ہو گیا نہ چلے نہ کہہ سنے میں کوئی وجہ دے جا رہا ہے روشن رہے درست کہ ہاں میں ہوں

پیوند جھاننا پھول پتی کو پہی نہ یار مل مجھ کو تیار ہوا تھا بتا کہ کیا تجھ کو معلوم ہوا وہ بول کہ وہ سب
 آپ نے تو پہلے ہی مجھ کو دیوانہ بنایا دریافت تو کیا ہوتا اگر میں غلط جانتا تو پھر لینا دینا
 امر کا عجب کیا ہو کیا مال میرے لئے ہو سکے تھیں ہوتے ہیں اگر میں نے یہ کہا تھا تو کیا
 ہو نہیں سکتا ہو مقہور نے کہا کہ اچھا تو اس نے شہادہ سے یہ بتا کہ کیا تجھ کو معلوم ہوا یہ ہے
 ستاروں کا حال اور سمجھنے کا کہ اسے بیان میں نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کے ہمارے
 زبردست ہیں گاہے تغیر آلودہ علم و کے خدشہ سے نہیں ہر جگہ یہ کھڑا ہوش ہو رہا تھا
 نے کہا کہ یہ کیا کہا تو نے کہ جگہ اور خفا ہو سکتا ہو یا کچھ یہ نہ تو کہ اس نے کہا کہ اگر آپ نے
 تو میں بیان کروں مقہور نے کہا کہ کیا میں دیوانہ ہوں کہ یہ کھڑا ہو لگا تب اس نے کہا کہ
 تب سے تو یہ شہادہ ہوتا ہے کہ آپ کا دل کسی پر آیا ہو آپ اس کو سبب کس سے کہتا ہے
 نہیں ارسے ہیں نہ اس کا وصل نصیب ہوتا ہے آپ اس کے فراق میں مانند شمع نسبت ان کھٹے ہست
 میں اور تیش فراق سے پہلے جاتے ہیں بھلا آپ سچ بتائیے کہ میں نے غلط تو نہیں عرض کیا
 یہ بھی مجھ کو میرے علم کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مشق کوئی ذمی مرتبہ سب اور اس
 اختیار میں نہیں ہر جگہ اس پر کوئی اور قبضہ ہو رہا ہو تو نہیں ہر دو بھی صاحب اختیار اور
 آپ سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے جگہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ وہ کسی ملک کا بادشاہ ہو چکی ہو
 آپ عاتق ہیں اور یہ مشق آئندہ سے ہو کہ جو اس باغبان نے کہا ہو مقہور اور اس کی درت
 دیکھنے لگا کیونکہ اس نے پتہ پتہ کی باتیں کہیں اور کس سچ کہا گویا ہر گل حال سے نگاہ ہو یہ علم
 سے واقف ہو کیونکہ اس حال عشق سے سوائے مقہور کے دل کے وہ کوئی شخص
 نہ تھا اسے مقہور کے دل کا کل حال کہہ دیا ہے تو مقہور حیران ہوا اور کہنے لگا کہ سچ بتا رہے
 کیونکہ یہ حال دریافت نہ کیا کیا اس علم کو بھی تو نے حاصل کیا ہے کہ وہ لگا کر بتا رہے کہ جو
 میں نے عرض کیا ہے یہ شہادہ مقہور اسے جواب دیا کہ وہ نہ کہہ سکتا ہے کہ وہ نہ کہہ سکتا ہے
 معلوم کیا ہو گیا تو اسے علم ہوا کہ وہ باغبان کے لئے مقہور تھا یہ مقہور
 سب سے پاک راست رکھیں میں قوم کا مال دبا نہیں ہوں نہ تو کہہ سکتا ہے کہ وہ نہ کہہ سکتا ہے
 میں نے اپنا پیشہ آجانی اختیار کیا ساتوں بیدار ہوتے ہوئے یہ بھی لکھ دیتا ہے کہ وہ نہ کہہ سکتا ہے

مگر اسی زمانہ میں بچہ اس امر کا بھی شوق تھا باغون میں جایا کرتا تھا پھرون باغنا نون کو روکشن
 پٹری درست کرتے دیکھا کرتا تھا اوسکے پاس پھرون بیٹھا ہوا یا تین کیا کرتا تھا اوسکے اسپتھے
 پھرون بیٹھا یا کرتا تھا اسی طرح سے ایک زمانہ گزر گیا کہ ایک باغنا نون نے مجھ سے کہا کہ
 سیان برہمن تم مجھ کو باغبانی تہا دین تم ہمارے لڑکے کو یہ علم تبادو میں لے کہ کہ اچھا اوسنے مجھ کو
 باغبانی بتائی چونکہ مجھ کو شوق تھا میں نے خوب دل لگا کر اور خیال کر کے اوسکو حاصل کیا نون باغبانی
 میں کامل ہو گیا میں نے اوسکے لڑکے کو رمل تہایا پونٹھی کا دیکھنا سکھایا اسے سب سالار
 برہمن میں اب کچھ نہیں ہو سوا اے در بدر پھرنے اور ٹھوکر بن کھانے اور بھیک مانگنے کے
 دوسری بات نہیں ہے جب رس کو تہایا تو ایک نے ایک پیسہ ہاتھ پر رکھ دیا میں نے جو دیکھا
 کہ یہ پیشہ بالکل خراب ہو گیا اب سواے ختیون کی طرح پھرنے کے اور دوسری بات
 نہیں ہے میں نے ترک کیا چونکہ باغبانی اتنی تھی میں نے اوسمیں نوکر مئی کی اوسمیں دن بھر بچہ تہا
 تھا اوسپر بھی پیٹ بھر کر روٹی دیتی تھی جب سے باغبانی اختیار کی راحت بھی ملی اور شکم
 پر جو کرد و نون دست روٹی بھی ملنے لگی پس میں نے ترک کیا اور باغبانی کرنے لگا اوسوقت
 آپکو جو شوم و مکدر دیکھا تو خیال آگیا جو کچھ یاد تھا اوسکے ذریعہ سے اسقدر حال اور بابت
 کر لیا اب چاہے جمعوت ہو چاہے سج چاہے آپکو یقین آئے چاہے نہ آئے مقصود نے
 کہا کہ اے باغبان میں تجھ سے اپنا کیا حال بیان کروں بقول شاعر شعر مراد دسیت اندر
 دل اگر کہیم زبان سوزد وہ و گروم کشم جو نسیم کہ مغز استخوان سوزد وہ کہا کون کا سے کہوں
 نوڑ نہ آئے وہ گوشت کے کا سب پنا جیسا کچھ سمجھ بچھتا ہے وہ اے بھائی یہ اوہ حال ہر کہ
 اگر کہت ہوں تو جان جاتی ہے اور نہیں کہتا ہوں تو بھی جان جاتی ہے بڑی خرابی میں مبتلا ہوں
 نہ کہت ہوں تو یہ ہر کہ گھل گھل کر ہوتا ہے پھر یہ بھی امید ہوتی ہے کہ کشت پہلے بھی مراد دل بہا کے
 او کہتے ہیں تو فوراً قتل کا سامنا ہوتا ہے اور جو دولت ہوگی وہ الگ پس اسی سبب سے دل ہی دل
 میں تم کہا ہوں اور رہ جاتا ہوں یہ جو تو نے کہا سب سچ ہے مگر مجھ کو اسکے بھی اٹھنا میں خوش
 نہیں کرتے ہیں لی کرتا ہوں کہ میں تجھ سے بیان کروں اور تو بھی کسی سے کہہ دے تو میری آہ
 بھی مائے اور جان بھی اوسنے کہ کہ میان سپر سالار تم اس امر سے اطمینان رکھو میں پیشہ

ایک نہیں ہوں نہ اس شخص کا آدمی ہوں کہ کسی کا راز بیان کروں سب کو نہایت چاہئے تو وہ بیان
 سے نہ کہے آپ شاق سے بیان کریں تاکہ میں بھی تو جانو ایسا میرے سوا کسی کو نہیں
 ابھی مجھ کو لا نہیں ہو مقصور نے کہا کہ تم اس امر کا اقرار کرتے ہو تو اس شخص سے یہ کہو
 ابھی قرا کر دو کہ ملکہ سوکسن کی ملازمت ترک کر کے یہی ملازمت کر لیں شہید ہوئے
 اسے میرا دل پہلے گا اور جب کچھ مجھ کو دریا نہت کرنا ہوگا دریا نہت کر لیا کروں گا یا نہت کر لیا
 کہ ایک بات اور سن لیجئے میں آپ سے باتیں نہیں کرنا چاہتا تھا اور خیال بھی کرتا تھا کہ
 اپنی شہادت کا رنگ بہت گوارا ہو چڑھی بڑی انکسین نہیں کرتا کہ وہ بڑی شہادت ہے کہ
 انکسین میں سارا سہرا پا ملکہ ماہ و ختری کا اس کا بیان نہت کر دیا مقصور نے کہا کہ اسے
 موت دے گا سہرا پا اس کی زبان سے نہت بہت حیران ہو کر وہ بیان کر کے یا اسے بکھاتا تو اس
 نے باتیں کر کے بولا کہ تو نے تو اس طرح سے بیان کیا کہ تو اس آقا کو دیکھ کر کہ
 صورت تھے بیان کی تو اس صاحب صورت کو کسی مقدمہ پر دیکھا تو نہت کہہ کر میں نے
 انکس اس صورت کا آدمی نہیں دیکھا مگر یہ علم ہے اس شخص کی تصویر میں یہ صاحب رو بہ
 پیش کر دی میں نے آپ سے بیان کی یہ جو اس نے کہا تب مقصور نے کہا کہ سے بھائی بیان کر
 کہ اس شخص نے جان وادب سے وصل ہو گا یا نہیں یا اس کے ذائقہ تربیت کر دیا
 بہت اچھا ہے یہی اسی درد فراق و صدمہ جدائی میں بسر ہوگی اور میں ہمیشہ اس شخص کی صورت
 سے مثل شمع کے جلو کر دوں گا تب اس نے کہا کہ پہلے آپ اس کا نام و نشان اور اس کے پاس
 کا نام مجھ سے بیان کریں تو میں اس امر کو بیان کروں یہ جو میں نے بیان کیا ہے کہ اس میں کوئی نام
 و نشان کی ضرورت نہ تھی وہ آپ کے نام کی ضرورت تھی وہ مجھ کو معلوم تھا میں نے دیکھ لیا تھا
 کہ آپ یہ فرمایا کہ اس شخص کے ذریعہ سے نام نشان بھی دریافت کر لیا تو یہ امر خیر نہیں ہو کہ
 نام معلوم ہو جائے ان نام بتائیے تو میں یہ بھی بتا دوں خواہ رہے کہ اگر دیکھو اس کا فیصلہ
 رہے چاہے کسی پر نکلا ہر نہ پائے کہ کیا محال اگر نہ پائے تو آپ کے محال ہو کر نہ پائے
 پھر وہ بھی مقصور نے کہا کہ آگاہ ہو کہ اسے بھائی اصل امر یہ ہو کہ میں ماہ و ختری و ختری
 اور شاہ کوہ اعظم حاکم و رہبر اعظم ایک مدت سے فریاد میں ہوں مگر اس شخص سے کہیں

اولیٰ سہ سالہ رمون ساہوکار سوسن جادو کا اور سوسن جادو کی حقیقتی چھوٹی بہن جو اعظم جادو
 کی اعظم جادو بادشاہ جلیل القدر پر بھڑکتے ہوئے ہوا دے سکے یہاں پر سب سے پہلے بہن سہری کیا
 حقیقت ہو پھر بڑے بادشاہ رمون نے اس کے دھڑکی خواہش کی مگر اس نے نہ قبول کیا تو وہ جلا
 انکڑ کیا قبول کر کے گیارہ برس تک قید و اس امر کا ختم ہو کر ادھر میں سے اس امر کو سننے نہ سکا
 اور ہر اعظم و سوسن کے جولو قتل کر ڈال دیا گیا مین اور کجاوہ دگر مین اس دل کے ہاتھوں مجھو
 اب اس کے یہ پھینسا بھی تو کہاں جا کر چھٹا کہ جہاں کوئی دست رس نہیں تو سوا کے خاموشی اور
 وہاں رہنے کے اور اتنے دن میں چھٹنے کے پس اسی خوف سے مین نے آج تک انہما نہیں کیا
 اپنی یہ قتل اور حالت کو دیکھ کر اور ادنیٰ بیا قتل و حالت کو دیکھ کر مین نے فیصلہ کیا کہ یہ سہوکار
 کی نسبت بہت زیادہ ہے یہ نسبت خاک لایا عالم پاک میں نے سوا کے مزار اٹھا لیا
 کے اس کے انہما رہنے دو یہی بات نہ پانی کو بہت دل کو سمجھا یا مگر اس نے نہ مانا آخر کہ وہ سہوکار
 خرقہ اٹھا لے گا اور اٹھا لے گا اور جیتا تاکہ زخم دہر ہو لگا اوٹھا لگا اسی سبب سے یہ پوچھتا ہے
 کہ ان تیرے علم سے یہ سہوکار جو دھن یہ بھی بڑیہ علم کے دریافت کر کے مجھ سے کہہ دے جو
 اٹھاوے گا اس کا اوس جہاں سے رہنا جو ابدیہ کہ آپ نے نام و نشان بتایا ہے مین اس امر کو نہ چاہتا
 اٹھاوے گا اور آپ کی خدمت سے یہاں کرنا ہوں مین اس امر کا تو یقین کرنا ہوں کہ یہ سہوکار
 ایک یقین بوند ہے کہ اس قدر سہوکار دیا کہ واقعی تھے سب سچ اور درست کہا کوئی بات غلط
 نہیں کہ اس سہوکار کے وہ سب سچ سہوکار کے ہاں سے نہ چھوڑا کر دیا ہے مین ایک یقین بوند
 دیا مین یہی سہوکار یہاں سے چھوڑا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد آیا تو ایک کتاب ہاتھ میں تھی اس
 کتاب کو کھولا کچھ دیکھا اور شاید کچھ زمین پر لکیریں بنائیں اس کے بعد سر اوٹھا کر کہ اگر آپ خدا ہوں
 تو یہاں آؤں گا مین یقین کرتا ہوں کہ میری تقریر کے آپ بہت خفا ہوئے اور نا ارض مقہور
 اسے کہا کہ تم یہاں کرو مین خفا ہوئے کہ اس نے کہا کہ ضرور خفا ہوں گے مقہور نے کہا کہ مجھ کو قسم ہے
 اوس کے کہ اس کی نہ جیسے مین حاشی ہوں مین بھی نہ خفا ہو لگا ہاں پہلے یہ بتا دے کہ اس کا اصل تیر
 مقہور میرا تیرا نہیں ہے اور یہاں کرنا غنا ہاں نے کہا کہ اصل تو ضرور آپ کے مقہورین ہی مگر تیری
 خرابی کے ساتھ تیرے مین یہ خیال کرنا ہوں کہ جس طور سے اصل کا انجام ہو گا اوسا آپ قبول فرمائیے

کوئی شکل نہیں ہوگا یہ علم یہ کتاب ہو کہ وہ اسکو قبول ہی کرے۔ کب تک آپ وہی شراکت
 نہ کرے۔ معذور نہ کہہ کہ اسے بھائی جب یہ امر ہو تو مجھ کو اس سے کب انکار ہو میں صاف کہہ دوں
 مجھ کو سوکسن کی ملازمت سے یہ امر تو حاصل نہ ہوگا کہ میری مشوقہ مجھ کو مل جائے میں تو کیتا ہوں
 کہ اگر کوئی یہ کہے کہ تو مجھ کو سجدہ کر اور بھائی مان میں تیری مشوقہ شجوا دلا دوں گا تو میں اسکو سی
 کروں بلکہ کبھی اسکی اطاعت سے سرتابی نہ کروں نہ غلامی سے باہر ہوں مجھ کو اپنی مشوقہ کے
 لئے سے غرض ہوا اگر عمر و عیار مجھ سے اس امر کا اقرار کرے تو وہ اگر اس امر کی خواہش کرے
 کہ تم میری طرف سے سوکسن سے مقابلہ کرو تو میں مقابلہ کو موجود ہوں خواہ مارا جاؤں خواہ
 اسکو قتل کروں وہ اس امر کی خواہش کرے کہ تم مجھ کو رہا کر دو میں تمہاری مشوقہ کو دلا دوں گا
 تو میں اسکو رہا کروں مگر مجھ کو کیونکر اعتبار آئے کہ جو وہ کہے گا وہی کرے گا بائمان نے
 کہا کہ اسے سب سالار آپ نے اکثر کتابوں میں دیکھا ہوگا کہ یہ لوگ مینے خدا پرست جو منہ
 سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں چاہے اس میں جان جائے چاہے رہے ابھی کل ہی کا ذکر ہو کہ
 زمانہ نہیں گزرا ہو کہ سوکسن جادو نے جب خواجہ شرو کو اسیر کیا ہو اور ان سے دریافت
 کیا ہو کہ مرتع تنش خود کہاں ہو اور مخون نے کہا کہ میں کھا گیا ہوں تب ملکہ نے خواجہ
 یہ تشدد کیا تا کہ قتل دے مگر خواجہ وہی کہے گئے جو کہ چکے تھے خواجہ نے جان کا دنیا قبول
 کیا مگر مرتع کو نہ بتایا نہ اپنا دین و مذہب ترک کیا اسی طرح سے بہت سے انکے واقف
 ہیں بھال فرمائیے کہ اس باغ میں قیدی ہیں مگر کوئی پرہیز نہیں کر رہا کہ اس خیال سے
 کہ بیان نہ کرے پھرے ہلاک ہو جاؤ گے اس سے یہی بہتر ہو کہ سوکسن کی اطاعت کر لو جان
 تشدد نہ پھرے وہ نہیں ہو دوسرے یہ امر خیال کرنے کا ہو کہ انکے پاس ایسی ایسی شے ہے کہ جب
 پناہ میں ماحرہ و غیر ماحرہ ہوں تو پوچھو شہید ہو کر قتل کر ڈالیں وہ سب کو دیکھیں مگر انکو کوئی ناز کیجے
 وہ یہ نہیں کہتے کہ ان سے اور حمزہ سے قصہ ہو کہ کسی حالت منقلب یا عالم پوشی کی
 میں قتل نہ ہوا سب عیاری کرنا ظاہر ہو کرے کہ جسکو قتل کرنا ہو شہید کر کے کرنا ہو اسکو اسیر کرنا
 ہے اسے کرنا کبھی کبھی وغیرہ سے کام نہ لینا مان صرف اس وقت میں اسے صرفت میں مانا کہ جب
 اس کا غلٹ ہوا اسکو اپنے صرفت میں لاکر اپنی جان پناہ لیتا جیسا کہ انھوں نے بیان کیا کہ وہ گلیں اور گھر کرنا

اگر حالت پرستیدگی میں اور خون سے سیکو قتل نہیں کیا اگر وہ پچاس ہشت تو ملکہ کو قتل کر ڈالتے بلکہ اگر
 اچھا ہو بھی نہ ہوتا پس یہ بات ایک قول کے جھٹی اور زنی بات کے باہر ہیں اگر وہ اقرار کریں گے تو توبہ
 آئیگی رشہ اکت کرینگے اور آپ کے کام کو انجام دینگے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ آپ کو غبت والے ہوں
 اگر آپ اور انکی اطاعت کریں یا اپنے دشمن سے ہیں اور ملکہ کے ساتھ ذنی کریں مگر جو سب طہم
 کے لئے جو سب شہوت ہوا رہیں اسے بیان کر دیا رہی ہے نہ سچے ہوں اور انکی توبہ کی توبہ و توبہ کر گیا
 توبہ کی توبہ خیر جو مستور رہے کہ کما تہ سنے سچ کہ اسے بھائی میں گیا کروں نہ اچھا غم و
 توبہ بیان ہو جو میں کہ وہ بیوان اپنے کو فہر کرنے لگے اور کہوں یہ ہی شہادت کرے لگے بلکہ اگر
 یہ ہی شہادت سے کہ ان پر جو دوسرے میں سنے ونگے ساتھ اس وقت تک کہ کوئی نیکی نہیں کی ہے
 یہ ہی کی پور اور انکو باغ میں توبہ کر رکھا جو وہ کیوں یہ سنا نہ بدلی کرنے لگے اس باغبان
 نے جو سب دیا کہ میں اسے سندھوئے اشراونکے وقعات کو کہوں میں دیکھا ہے کہ اہل اسلام کا یہ
 اتوار ہے کہ جو دشمن کے ساتھ ہیں یہ بھی شہادت ہے کہ وہ ہمارے دشمن ہو مگر سب وہ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ
 اب ہم ذنی نہ کریں گے بلکہ دوستی کریں گے تو پھر یقین آجاتا ہوا اور سلیکے مان سے جو خیال نہ رہا
 دل میں جو توبہ نہ کل جاتا ہم اس کے ساتھ یہ نیکی پیش آستہیں اگر جو دوسرے ہم سے دشمنی کرے
 نہ ہم اس کے دشمن نہیں رہتے ہیں اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ سب ہم شریک ہو گئے ہیں تو یہ بات
 سے شریک ہوتے ہیں گو آپ نے کوئی نیکی نہ وغیرا سب ساتھ نہیں کی تو اسے دشمنی سے لڑ گیا
 آپ اس امر کا اقرار کریں گے کہ میں اب دشمنی سے باز آیا کی طاعت کرتا ہوں تو یہ دوسرے
 آپ کے ساتھ دشمنی نہ کریں گے بلکہ آپ کے جان و دل سے سب یہ سنا کہ یہ میں کہے دیا ہوا
 نہ ایک دین اسلام قبول کرتے ہیں نہ توبہ کرنے کا کہ تو اس سے سب یہ سنا کہ یہ میں کہے دیا ہوا
 کہ رہتے ہو کہ جیسے خود توبہ پرست ہو اور ونگے نہ توبہ سے سب یہ سنا کہ یہ میں کہے دیا ہوا
 ہوں اور جو امر حق ہو توبہ سے سب یہ سنا کہ یہ میں کہے دیا ہوا
 ہو میں کہہ کرتا ہوں کہ ایک سیونہ لو رہو خواہ وہ خوش ہو یا غم میں ہو خواہ کہی کرانہ ہو
 توبہ پرست ہوں تو اپنے کرتے بہا بہا توبہ پرست ہوں کہ اسے سب یہ سنا کہ یہ میں کہے دیا ہوا
 بلکہ اپنے کام سے کام لیں کہ سب وقت اقرار کرتا ہوں کہ اسے وغیرا یہ ہی شہادت ہے کہ اسے

[illegible]

وہی ہوا کہ قہور سے جب خیال خواجہ کے خواجہ کی اطاعت کی اور میرا مہر ہوا خواجہ کی توبہ
 پوری ہوئی اور عیسیٰ بن پری جب اوسنے کہا تھا کہ خواجہ کو بلاؤ میں رہے گا تاکہ میں ان اور پری
 کے کر کے رکھا تھا اوسوقت خواجہ نے اپنے کو ظاہر کیا اور وہ روپیا سپہ فوج میں کیا خواجہ
 کی یہ عیاری اور جالاکہ دیکھ کر مقتور کو بھی یقین واثق ہو گیا کہ نہ در خواجہ عیسیٰ بن پری مشورہ
 ہو کہ وہ اوسنے اور میں اوسکے رسل سے کامیاب ہو گیا اور میری مراد دل پر آئی پس یہ طبع
 اہل لام ہوا خواجہ سے اسنے دریافت کیا کہ آپ سنے کو کچھ پانا کہ میں کسی پر عاشق ہوں خواجہ
 سنے کہا کہ اہل تو اپنے علم کے ذریعہ سے وہ مرے پاس ہی صورت ستارے اشعار عاشقانہ سے
 جو کہ تمہارے میں کہ میں اپنے پڑے پڑے پڑے میں پیر سے ہر وقت وہاں بیہودہ تھا اور اسی نگاہ
 میں تھا کہ تم پر کوئی عیاری کر دے کہ تم وہاں سے اوتھکا پھان اگر سیٹھ ذرا عیاری دہشت میں آگئی
 یا فہان کو بیوشش کر چکا ہو سکی صورت بکریہ گلدستہ بیوشش تیار کر کے اور یہ وہاں سے
 چلا کہ آپ کو یہ سستہ سو گھا کر بیوشش کر دے اگر اس قدر سستہ بیوشش نہ ہو سکتا تو اور کچھ بیوشش
 سے کرتے سستے کھیلا کر بیوشش کر دے اوسوقت قہور سے ہتھیار کر دے اور کہانہ ہا کر دیت
 اسلام قبول کرو اگر تم قبول کرتے تو میں تم کو رہا کرتا اگر تم الٹا کرتے تو نہ رہا کرتا یا قید کرتا یا یہ کرتا
 کہ تمہارا قتل کرتا تاکہ رہائی ہوتی حصار بھر بھر ہوتا میں بخاری صورت پر تیار ہا کر صومل کے پاس
 جاتا اور اوسے عیاری کرتا اور اسیر کرتا کہ جب یہاں پہنچتا تو یہ تدبیر کی غیر متنبہ میرے کتبہ عمل کیا
 تمہاری عیاری درست ہو گئی اگر اب یہ تھاؤ کہ تم یہاں سے کوہ اظلم پر بھی چل سکتے ہو میں اسکی تائید کرتا
 بجنوبی مجھ کو معلوم ہو کہ وہ سن تمہارے پیر کے وہاں عظیم کوہ کی طرف تھی تھی اپنے بھائی سے اس پہلے
 تو یہ ارادہ تھا کہ سب خواص کو لیکر جاؤ کہ پھر خیال آیا کہ ایسا نہ کہ عیسیٰ بن پری خواص کے ساتھ
 لکھا کے اور یہاں سے نکل جائے چنانچہ وہ غرق زمین ہو کر گئی ہی میں بھی کھڑا ہوا سن رہا تھا جب
 تم سے باتیں کر رہی تھی میں نے اوسوقت یہ خیال کیا تھا کہ یہ جائے تو تم عیاری کر رہے ہو میں نے
 کیا قہور نے کہا خیار اب یہ تباہی کر کیوں کر اظلم کوہ پر چلوں خواجہ نے کہا کہ یہ تدبیر کہ تم ایسا کرنے
 تمام صومل جادو میں مضمون کی تحریر کرو کہ جب آپ باغ اور عیاری کو میرے سپرد فرما سکیں
 تشریف لے لیں حفاظت میں صرف ہوا اگر باغ اس قسم کا حصار بکریہ گلدستہ تیار کر دے

اجازت اسکے اندر باغ کے نہ آئے وہاں اسکے نبو سے گل یا ہر باغ کے پنا پڑ آ پکی خواصین وغیرہ
جو آپکی خدمت میں گئی ہیں اول سے آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ وہ مجھ سے اجازت لیکر گئیں تھیں اول سے جانے
کے بعد میں نے برای خدمت چند ملازم اپنے طلب کر لئے وہ میری خدمت کرنے لگے میں یہاں مفاطت میں
مصرف وقت تھا کہ مجھکو معلوم ہوا کہ میرے بھائی افغان گدز ترن و نیزہ باز آئے ہیں اور بخون نے قریب
باغ کے خیمہ پر کیا کیونکہ وہ پہلے در بند سوسن میں گئے تھے اور کو معلوم ہوا کہ میں ملک کے باغ میں ہوں
وہ یہاں آکر اترے کیونکہ میرے بھائی میں دیب طائران سحر نے جو کہ میں نے برائے جاسوسی مقرر کرتے
تھے کہ مجھکو بیرون باغ کی خبر دیتے رہیں مجھ سے آکر اطلاع کی تو میں نے اپنے ایک ملازم خاص کو اس کے
پاس بھیجا اور اس سے سبب تشریف لانے کا دریافت کیا پتا چڑا اور بخون نے کہلا بھیجا کہ مجھکو
اختلاف قلب از حد ہو گیا ہے اور حکیموں نے تجویز کیا ہے کہ میں کوہ و صحرا کی سیر کروں اس وقت میرے
دوہن میں آیا کہ کوہ سوسن بہت اچھا مقام ہے اور جاسے پر فضا ہے مقصور کے پاس چلون اور اس کے
کوہن کوہ میری ملک سوسن سے سفارش کرے اور ملک مجھکو چند روکے لئے کوہ سوسن پر قیام کرنے کی
اجازت دین اور ایک ضروری کام تم سے کہنا تھا اس غرض سے اور بھی ادھر کو آیا پہلے در بند سوسن میں
گیا وہاں معلوم ہوا کہ تم یہاں نہیں ہو بلکہ ملک کے باغ میں ہو بلکہ اپنے بھائی کے پاس تشریف لیگی ہیں
تمہارے سپرد باغ کو گئی ہیں میں وہاں سے یہاں آیا لہذا یہاں آکر معلوم ہوا کہ تم نے باغ کے گرد سحر
کیا ہے کہ کوئی بد دن تمہاری اجازت کے باغ میں داخل نہیں ہو سکتا ہے میں مجبور ہو گیا کیونکہ سحر سے
لا علم ہوں اس سے نفرت رہی ہوں پہلوانی اور سپہ گری سے رغبت رہی اور سوسن میں نے حاصل کیا تم
جی آگاہ ہوا سو وقت میرا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا ہونہ کوئی مجھ سے لڑ سکتا ہے بلکہ مجھکو یہ دعویٰ ہے کہ حمزہ
مقابلہ کروں اور اسکو زہر کر دوں اسی خیال سے میں نے آج تک کسی سے مقابلہ تک نہیں کیا حمزہ
کے اشیاق میں دوسرا میرا کوئی ہم پلہ نہیں ہے لہذا اگر تم اجازت دو تو میں تمہارے پاس آؤں اور تم سے
اس امر کو بھی ظاہر کروں کہ جسکی غرض سے میں آیا تھا اور باغ میں رہ کر اپنا دل بھی بہلاؤں اور تاکہ
میرا مرض اختلاج قلب و ف ہوا اور اس امر کے کہنے کی تم سے بہت عزت تھی میں تو تمکو خود اپنے
دکان پر طلب کرتا مگر اس خیال سے نہیں طلب کیا کہ میرا خود قصد آنے کا تھا اسی سبب سے نہیں طلب
کیا یہ جو اور بخون نے پیغام بھیجا چونکہ میرے بھائی ہیں بجائے باپ کے ہیں اول سے آنے کی خبر پا کر اور علامت

اور یہ سب امرے ہونگے بھب خواجہ نے یہ تصور سے کہا متصور رہنے خواجہ سے کہا کہ آپ پوشیدہ
 ہو جائیں پہلے میں اذگوں بکروں گے غنہ یہ لیتا ہوں گراؤنگے اس عارف میدان پاؤنگے تو اس وقت اونپر
 ظاہر کرونگے اگر میدان نہ پاؤنگے تو فوراً قتل کرونگے تاکہ اس قدر بجا راز افشا نہ ہو یہ کسی سے نہ کہیں کہ
 ہمارے بیان نے بگو طالب کر کے یہ کہنا تھا جس سے کہ ہر ایک کو شک گذرے خواجہ نے کہا کہ
 کیونکر رونگا ایمان لوگے اور کیا کرونگے متصور رہنے جواب دیا کہ میں یہ کہوں گا کہ اگر میں کسی سبب سے ہوں
 اسقام قبول کر لوں اور بن سادہ کی شہرکت کر دوں تو تم لوگ میرا ساتھ دو گے یا نہیں اگر اذخون
 اقرار کیا تو اونپر اس امر کو ہر روئے اراکڑ کا کیا تو اس وقت قتل کرونگا خواجہ نے کہا اراؤخون
 یہ نیال کر کے کہ میدان کا ہر سے اس امر کے دریافت کرنے سے کیا ہوتا ہے دریافت تو کرنا چاہیے
 کیا یہ مسلمان ہونگے ہیں جو ہم سے یوں دریافت کرتے ہیں صرف اس وقت اقرار کر کے اونکے دل
 حال دریافت کرو بغیر کواپنے فعل کا اعتبار ہو چاہیے وہ کرنا اذخون نے کر کے اقرار کیا اذخون
 تم نے ظاہر کیا وہ فرشتہ ہو گئے اور اذخون نے سب حال سکون و اعظم سے بیان کیا تو پھر ٹری
 خرابی ہوئی ساری نعمت بیکار ہوئی تھا ابھی مطلب فوت ہوا اور میرا بھی متصور رہنے کہا کہ بکار الکی پر دا
 نہیں ہو وہ جا کر نہ نیگہ کیا ہو کچھ میں چیری سے ہیں مگر کو نہیں کرتا ہوں یہ راول اسی طور سے چاہا
 کوئی یہ احکام نہیں ہے بیکار ہو کچھ میں چیری سے ہیں مگر کو نہیں کرتا ہوں یہ راول اسی طور سے چاہا
 ظاہر ہوئی اور میں آگاہ ہوا میں نے اور اویان باطلہ یہ نسبت کی اور دین اسلام قبول کیا میرا مذاہم ہوا
 کون ہر سکون اگر باکسین تو رہنے لگے کہ میں سے وہ پیر و کون بدست کرنے والی یا عظیم اگر حاکم میں تو
 اپنے ملک کے پیر سے وہ کون ہیں بنیامین دوست کرونگا جیہ آپ ایسا میرا میں وہ احوال موجود ہو
 اب میں ابھی حالت میں ترک تھا کہ سے نہیں کرتا ہوں رہتا ہوں اسفند پائے میں تو اونٹ بھی مشابہ
 کرزن اگر ساری پوشیدہ آئین تو زور بکڑ سے ہو کر سحر سے جواب دون اس وقت تک میں سب
 دھرت تھا کہ جیہ میں ہر کل سب دوست و پادشاه کوئی میرا میں وہ لگا رہتا تھا خداوند باریک اور جہرہ میں
 کو ماہر وہ سال سے بہت وقت رہا کہ دست رنہ وہی رہ گئے کہ آپ ایست میرے وہ کار موجود ہیں انہیں
 کوئی مہارنگہ دیکھ سے تو انکے ہاں وہ جگہ ساری دولت میں کہیں پوشیدہ ہو جائے کہ علم اسلام
 میں نے پناہ لے تو کون میرا ہر گز نہ کر سکتا جواب میں ہاں میں ہوں کہنا تک آپ میری یہ دوست

تمک حلال ہو یا تمک حرام یہ جان لو کہ وہ یہی کہیں گے کہ چھانکی اچھائی چاہتہ ہیں اور برائی نہ
خواہان نہیں تہن اور تمک حلال و غیر خواہان اور سوقت کتنا کہ جو ہم تم سے کہیں گے اور سو قہوں کرو گے
جب وہ اسکا اور کریں تو کتنا کہ ہمارے راز کو افشا تو نہ کرو گے وہ ضرور اسکا اقرار کرینگے اور سوقت
ہر ایک کے ہاتھ میں خیر دنیا اور کتنا کہ ہاری خوشی یہ کہ تم کے سب اپنے سر کاٹ کر ہمارے قدموں پر
ڈال دو بلکہ یہ کہنا کہ اگر ہاری قضا آئے اور ہم قتل کیے جاتے ہوں اور کون تم سے یہ کہہ کہ تم
اپنے آقا کے عیوض میں اپنی جانیں دو اور اپنے کو ہلاک کرو تو ہم تمہارے آقا و مالک کو
چھوڑ دیں تو تم اس وقت میں بھی جانیں عزیز کرو گے یا میرے عیوض میں دیدو گے اور سوقت
خیر و بیکاروں سے کہنا کہ میں نے ابھی ابھی کتاب سامری میں دیکھا ہے کہ میری موت بہت
قریب ہے تو تھوڑے عرصہ میں میں مر جاؤں گا مگر یہ بھی اور سمین سخن ہے کہ اگر تمہارے
عیوض دس آدمی اپنے کو اپنے ہاتھ سے بچرے ہلاک کریں اور اپنا خون تمہارے سانس کریں اور تم انکا خون لیکر
پانی ملا کر غسل کرو تو تمہاری زندگی ہوگی در نہ مر جاؤ گے پس تم لوگ کیا کہتے ہو یہ خیر موجود ہے اگر اپنی جانوں سے
میری جان کو عزیز جانتے ہو تو شوق سے اپنے سرن سے جدا کرو کہ میں تمہارا خون پانی میں ملا کر غسل
کروں اگر میری جان سے اور میرے زندہ رہنے سے اپنی جان اور اپنی زندگی کو مقدم جانتے ہو تو مجھ کو جواب
صاف دو میں اور کوئی تائید کروں اگر وہ لوگ انکار کریں تو جانتا کہ انھوں نے سب جواب مکر تیز اور
قریب انگیز مصلحت وقت جان کر دیئے ہیں اور جان لینا کہ یہ سب دشمن ہیں فوراً قتل کرنا اگر انھوں نے
تمہارے کدے کے ساتھی خیر اور تمہارے ہر ایک نے گردن پر پھیرنے کا قصد کیا اور ہاتھ گلے تک لگائے تو
جان لینا کہ یہ خواہ و تمک حلال و خیر اندیش ہیں ان سے کبھی برائی نہ ہوگی یہ جان تمہارا گنبد گر لگا
لو جان اپنا خون گرا میں گئے پس اس کے ہاتھ پکڑ لینا خیراؤں سے لے لینا اور کتنا کہ ذرا ٹھہرو
میں نے غلطی کی وہ ساعت ابھی نہیں ہو جو وقت میں کون اور سوقت گئے ہونا ابھی تمہارا جان
دیتا ہے سو ہو تمہاری جان جانی اور صحت فائدہ ہوگا بعد تھری دیر کے جتنے عرصہ میں اس کے خیر
اصلی تم چھپا سکو اور خیر نقلی اس کے پاس بیکر سو بعد میں انعام کے اوتے کٹ کر جان وقت و فاداری
و جان ثناری یہی کہ تم میں کون ایسا ہو جو اپنی جان شمار کرے اور سوقت جو دے اپنے اپنے خیر مارینگے
وہ بچے و فادار ہیں اور سوقت اور کو گئے سے لگانا اور کتنا کہ میں تمہارا امتحان کرنا تھا بھلا تم خیر خواہ و حلال ہو گے

خیر خواہ و حلال ہو گے

یہ تو خواجہ حسن اندخت کر خواجہ حسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے اپنے
 لئے بہت سے کام کیے ہیں اور میں نے اپنے لئے بہت سے کام کیے ہیں اور میں نے اپنے لئے بہت سے کام کیے ہیں
 جان بیکار رہا لیکن ان کی خدمت میں نہ پہنچا اور نہ ہی ان کی خدمت میں نہ پہنچا اور نہ ہی ان کی خدمت میں نہ پہنچا
 ان کی زندگی پر غیش و عشرت میں کیوں نہ بسر کرے جو انھوں نے کہا میں نے اسے جو کمال انھوں نے چاند
 حکم و خدا نیست خدا ہے اروں کلمہ درست سامری و تفسیر و دیگر ایان باطل کے حتیٰ میں اپنی زبان پر
 بیان سے فرماتے ہیں کہ وہ خود بخود خود بخود خود بخود خود بخود خود بخود خود بخود خود بخود
 بہت سی باتیں بھی تھیں کہ جنکو میں نے اپنے لئے بہت سے کام کیے ہیں اور میں نے اپنے لئے بہت سے کام کیے ہیں
 ہم کو سامری پرستی جو بیشید پرستی کی تھی کہ جب سے ہم دنیا سے یہاں آئے سو سے جلنے کے ہم کو
 دوسرا کام نہیں ہے جلد اس مذہب کو ترک کر دینا چاہیے حال تو گناہین سے یہ واقعہ دیکھ کر ان کو بڑا
 تھوڑا سا دل چاہتا تھا کہ یہ حال دیکھ کر ان کو بڑا دل چاہتا تھا کہ یہ حال دیکھ کر ان کو بڑا دل چاہتا تھا
 پر اس لئے کہ یہاں بہت سے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے
 کہ جو دنیا پر سارے تھے مگر خواجہ عمر و دیگر کے کئے سے وہاں سے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے
 کی تھی اور اس سے لگے تھے انکو میں نے دیکھا کہ راحت و آرام بہت سے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے
 بہت سی عورتیں جو بصورت ان کی خدمت میں ہیں بہت سی راحت ہوا انھوں نے جو مجھ کو دیکھا تو پوچھا
 کہ کہ ان کو خواجہ و جہد سامری پرستی و بیشید پرستی ترک کرنا کہ مثل ہم سب کے تھوڑے تھوڑے راحت
 سے اور غیش و عشرت میں بسر و تمرہ صاف تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے تھوڑے
 کی راحت و آرام سے بسر ہوگی یہ بزرگوار میرے میں و مددگار رہیں گے جب مرے گا اور یہاں آئیے تو یہاں
 بھی راحت دینی اگر وہین اسلام نہ قبول کرے گا تو مثل ان سب کے ہمیشہ جہنم میں جلا کر رکھا اور جلا کر رکھا
 کوئی فریاد کو بھی نہ پہنچے گا خواجہ کی شرکت میں یہ سب منع ہیں کہ سیر جنت اقصیٰ ہوگی حوران
 جنت خدمت کرنی اور نہ شرکت کرنے میں ہزاروں طرح کی تکلیفیں دنیا پر بھی ملین گی اور یہاں بھی
 پس میں نے جو یہ واقعہ دیکھا اور ان لوگوں کا جلتا پاتا پیرا بند بند کا بننے لگا اور میری عجیب حالت
 ہوئی میں نے ان بزرگ سے عرض کیا کہ مجھ کو سلمان پیتے انھوں نے فرمایا کہ حج کو جب تو اٹھنا تو
 خواجہ موجود ہیں ان کی خدمت کرنا اور میں جنت کرنا ان سے اپنی خط معاف کرانا اور کہنا کہ آپ اپنے کو ظاہر

خیر خواہ و خیر اندیش ہیں اور آپ کی نیکی کے خواستگار ہیں ہم سب تک حلال ہیں جہاں خدا خواستہ آپ کا
 پسینہ گرے وہاں ہم اپنا خون گرایں گے اور خواجہ نے مقصود کے کان میں چپکے سے کہا کہ ان سب کی
 پیشانیوں سے نور اسلام پایا جائے گا اور خوب شناخت کر لیا ہو یہ سب تمہارے
 خیر خواہ و خیر اندیش ہیں ان سب کی پیشانیوں پر نور اسلام سے روشن ہیں تم بلا خوف اسے تقریر کرو کیونکہ
 یہ جو مقصود سے کہا تھا ان سب کے چہرے پر نور ہو چکا اور ان کی تقریر سے جب یہ خواجہ نے کہا اور انھوں نے
 جب یہ جواب دیا تو مقصود نے پھر وہ تقریر بیان کی کہ کتنے ہیں میں نے دیکھا ہے بس انھوں نے
 یہ تقریر اپنے مالک کی سنی فوراً جواب دیا کہ یہ کیا آپ فرماتے ہیں اگر ہماری سب کی جنین آپ کے
 کام آئیں تو ہم جانتے ہیں اسے آئیے ہم اپنے سر کاٹتے ہیں خون موجود ہے غسل فرمائیے ہمارے زندہ
 رہنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو اگر خدا نخواستہ آپ نہ ہوتے تو ہماری زندگی کیونکر بسر ہوگی ہم تو آپ کی
 بدولت پرورش پاتے ہیں اگر ہم نہ ہوتے تو آپ ہم سب کے بال بچوں کی خبر لین کے اور ان کی پرورش
 کا خیال نہیں کیا اگر خدا نخواستہ آپ نہ ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو ان کی پرورش ہم سے نہ ہوتی کی بس
 ہمارا مرنا بوتر ہو آپ کے مرنے سے ہماری موت بہتر ہو آپ کی زندگی سے یہ کہہ کر ہر ایک نے خیر
 اٹھا لیا اور قصد کیا کہ اپنا گلا کاٹے بس مقصود نے ہر ایک کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور ہر ایک
 کو گلے سے لگایا اور کہا کہ تم لوگوں سے مجھ کو اس سے زیادہ تر امید ہے یہ کیا امر ہے بس میں صرف
 امتحان کرتا تھا مجھ کو ثابت ہو گیا کہ تم سب خیر خواہ ہو اب جو تم سے کہو ان اسکو قبول کر دینا تم سے
 اپنا ایک راز کہتا ہوں وہ راز کسی پر ظاہر نہ ہو اور بدون میرے حکم کے کسی پر افشا سے راز نہ ہو
 اور کوئی اس سے آگاہ نہ ہو انھوں نے کہا کہ کیا مجال تب مقصود نے اپنے عشق کا حال بیان کیا
 جسے بعد وہ خواب جو کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا اور ساری تقریریں اور کہا کہ میں تو مسلمان ہو گیا ہوں
 تم سب کیسے کہتے ہو ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ اگر آپ نے دین اسلام قبول کیا
 تو ہم نے بھی قبول کیا ہماری زیست و موت آپ کے ساتھ ہو جو آپ کا دین و مذہب وہ ہمارا
 پس مقصود نے بموجب ہدایت خواجہ عمر و خواجہ کو طلب کیا خواجہ نے ظاہر ہو کر سب کو مطلع
 اسلام کیا خلاصہ یہ کہ وہ بھی سب کے سب از سر صدق مطلع اسلام ہوئے جس ان کا ہون سے نصرت
 پائی اب تو ہر طرح کا اطمینان ہو گیا خواجہ مقصود کے ہمراہ بارہ درمی میں آئے جن سے ذکر بیٹھے

سب ملازم اگر گرد جمع ہوئے اب خواجہ نے اسی مضمون کا نام لکھ کر اسے سوسن جادو کو سپاس کیا
 کی طائر محمود نامہ لیکر طرہ درجہ اعظم کے روانہ ہوا وہاں سوسن جادو نے اپنی خواصوں کے بھٹی بھٹی
 جادو اور مقصور کا ذکر کر رہی تھی کہ نہ معلوم اُس سے اور خواجہ سے کیونکر ٹپٹپ اور اُس نے کیا تدبیر کی خواجہ
 کے اسیر کرنے کی دودن اور پھر لون اور آرام پالون تو پھر یہاں سے وہاں جادو اور پھر بندوبست کرین
 یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ طائر محمود نامہ لے کر مقصور جادو کا پہنچا سوسن کے آکر بیٹھا سوسن
 نے اسکو دیکھ کر کہ یہ طائر کسی کا نامہ لیکر میرے پاس آیا ہے کہ اُس طائر کو چاروں طرف لٹا کر دیکھ گیا
 سوسن نے اُس طائر کے گلے سے نامہ کھولا اور اسکو چاک کر کے پڑھتے ہوئے وہ ایک جب کے نیچے مضمون
 سے آگاہ ہوئی زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس مقصور نے نفست کر کے عمر کو نکال دیا بڑی خرابی ہوئی
 اب وہ آفت برپا کر چکا اگر میں اس جانی تو کبھی مقصور کے سپرد نہ کرتی پھر آپ ہی نے لی کہ خیال فرما رہی
 ہو یہ مقصور اب نہیں ہو کہ اتنی بڑی غلطی کرنا خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا اگر موشیا رہنا چاہتا ہوں اب
 ہو کہ عمر وہاں آکر غیری کرے اب جب تک کوئی انجام عمر کو نہ ہوئے گا اسوقت تک میں یہاں سے
 نہ جوں کی یہ لکرو وہاں سے اٹھ کر اپنے بھائی اعظم جادو کے پاس آئی اور وہ نامہ اعظم جادو کو سنایا
 اور کہا کہ بھائی اس میں کیا رائے ہے اعظم نے جواب دیا کہ میرے نزدیک تو مقصور نے بن کے غفلت کی
 صرف اس خیال سے کہ اس عمر کو بے سبب سے بین یہاں ہوں یہ کہ میں آسکتا ہوں نہ جاسکتا ہوں جب
 عمر وہاں نہ ہوگا اور نکل جائیگا اسوقت میں بھی اس عذاب سے نجات پاؤں گی اس نے غفلت کی وہ
 کیا ممکن نہ تھا کہ جب اُسکا بھائی قریب دربار پہنچتا اسوقت میں زکوہ برائت کرنا اور وہ اندر ہی
 کے آتا یہ پھر حصار کو دیتا تو کیا نقصان تھا کوئی تکلیف نہ تھی یہ کوئی غفلت و خوشیاری کی بات نہ تھی
 بلکہ احتیاط تھی وہ کون ایسا لاؤشکر و سامان فربہ شوکت است بہرہ لایا ہوا کہ جسکے لیے دن بھر وہ
 اٹھارہ ماہو گاہ حضرت اسکی اسناد دی اور چار کی غلطی کہ اُس نے اس طریقہ سے عمر کو نکال دیا وہ یہ فقرہ کہ
 سوسن نے جواب دیا کہ بھائی صاحب مجھ کو مقصور سے یہ امید نہ تھی ورنہ تو وہ ایسا ہو کہ وہ میری بارگاہ
 کا خوابان ہو بلکہ وہ ہرگز کہ نہیں میرے لیے اچھا ہی اور نیکی ہو اور کسی قسم کی بد عنوانی اور بدی نہ کر
 اس آیت سے آپ خاطر جمع رہیے کہ مجھ کو مقصور کی طرف سے یہ طعن کا امید نہ ہو یہ وہ امر کہ اُس سے
 غمزدہ ہو کہ اُس نے خیال نہ رکھا اور غفلت سے کام لیا یہ اس امر کی بد عنوانی آپ کی کیا راحت ہے

میں سوسن کی حفاظت میں ہرگز شذکال ہوتا ہوا تھا کہ اسے سوسن سے مقام لوح دریا
 کر لیا اور اسکو معلوم ہو گیا بلکہ لوح کو اسنے دلچسپی سے سنا جاتا ہے کہ سوسن ہی مالک تھی اور
 حفاظت کرتی تھی مگر جب شذکال آگاہ ہوا اسنے اپنی طرف سے نسیم جادو کو مقرر کیا مگر ماتحت
 کر دیا سوسن کا بس سوسن نسیم و شذکال کے علاوہ کوئی آگاہ نہیں ہر یہ سنا کر گئے ہیں کہ اسی
 در بند میں لوح ہرگز مقام لوح سے آگاہ نہیں ہیں خواجہ نے کہا کہ خیر خواجہ نے بہت سی عیاریاں
 دیا لاکیاں اپنی رو برو مقصور کے بیان کیں کہ جسکو سنا مقصور کو حیرت ہوئی اور بہت توڑ پھوٹ
 کی نہی تو کر ہو رہا تھا کہ وہ طر سوتا کر ہو پڑا مقصور کے زانو پر بیٹھ گیا مقصور نے خواجہ سے کہا
 کہ نیچے جواب نہ آگیا خواجہ سلامت مقصور کے سامنے ایک ساحر کی صورت بنے ہوئے
 بیٹھے ہیں یہ کہہ رہے تھے کہ اگر کوئی یہاں سے آئے اور سوسن کسی کو بھیجے کہ جا کر مقصور کے
 بھائی کو لے آو اور وہ یہاں آکر دریافت کرے تم سے کہ تمہارا بھائی کہاں ہے تو تم کیا جواب
 دو گے مقصور نے کہا کہ آپ فرمائیں خواجہ نے کہا کہ واہ میں ہی سب تدبیریں بتاؤں تمہاری
 تو وہ مثل ہوئی کہ جو آگ کو لے وہی لینے جائے یا یہ کہ لاد دولا دولا دے والا ساتھ وہ مثل
 تمہاری ہوا بھائی کچھ تو عقل سے کام نہ مقصور نے جواب دیا کہ جب اسقدر عقل رکھتا
 بھی ہوں بس آپ تو میرے استاد ہیں جواب تعلیم فرمائیے گا میں اسے بموجب کار بند ہونگا
 خواجہ نے جواب دیا کہ اپنے لیے کو ہم سب کو آکر سیکھو کیونکہ اپنی ضرورت ہرگز نہ تو بتاؤ کہ ان
 سب کاموں کے صلہ میں تم ہم کو کب دو گے تم تو معشوقہ پاؤ گے حمزہ طلمس فتح کرنے کے لیے لوح
 پائیگا بلا مشقت محنت و مشقت جس پر ہوگی اور جان جس کی جائے گی اسکی جائیگی تم معشوقہ
 کے ساتھ چین کرو گے اسکو وصل سے شاد ہو گے خوب مزے آؤ گے حمزہ طلمس فتح کر کے
 دوست پائیگا چین کر گناہم یوں ہی موی کے موی رہیں گے مقصور نے جواب دیا کہ میں آپ سے
 اقرار کرتا ہوں اور اگر فرمائیے تو لکھ دوں کہ چاس ہزار روپیہ میں آپ کو اس امر کے مو وضع
 میں دوں گا اگر آپ میری معشوقہ کو نکال دے گیے گا خواجہ نے کہا کہ بھائی بھلا کون دے گا یہ
 سب باتیں اسوقت تک ہیں جب تک معشوقہ نہیں ملتی ہر ادھر تم نے معشوقہ پائی پھر آکر
 بھی کو نہ سلاؤ گے پورے طور سے بات بھی نہ کرو گے لینا دینا کیسا مقصور نے جواب دیا کہ عرض کرنا ہوتا ہے

نچو آگاہ کیا کہ میرا کوئی بھائی نہیں ہوا تو جو تیرے پاس حیرت زدہ چلا کچھ سے اب متعلق ہو گا میں کوئی اور صلاح
 دیتا یہ تو باطل تم نے غلطی کی اب کیا ہو گا جو جان سے ہو پیرا کہ مقصود ہے کہ کہ خواجہ میں کہان سے
 پیدا کروں اگر ایسا ہو کہ سوسن جو میرے ملازموں سے آگاہ نہ ہوتی اور انکی صورت سے نشانہ ہوتی
 تو میں یہ کرتا کسی ملازم کو اپنے اپنا بھائی بناتا اور اسے چاہتا اب کیا کروں خواجہ کہ کہ میں کیا
 بتاؤں تم سے غلطی ہوئی اسمیں میرا کیا مقصود تھا اور بولا کہ علم مجبوری ہو گیا کیا جائے میں تحریر کیے
 دیتا ہوں کہ جواب ناممکن ہے میں عرض ہوا جو نہ وہ اختلافی لو آدمی تھے بن مہر لکھایا تو وہ چلے گئے کہہ
 گئے ہیں کہ دراصل مرض کم ہونے تو پھر میں آؤ گا سوا سے اس تہیر کے دوسری کوئی تدبیر نہیں ہو جو
 نے مسکرا کر جواب دیا کہ تم کو اختیار ہو میں کیا بتاؤں یہ تم کو بن پڑے وہ کرویں مقصود ہے کہ
 قلم داہستہ تھا کر سوسن کو تر کر کے کہ تر سے بھائی بہ سبب اختلاج تنب کے طہر کر چکے گئے وہ
 کر گئے ہیں کہ جب اختلاج کی شدت کم ہوگی تو آؤ گا اس سبب سے میں مجبور ہو گیا نہ حاضر ہو سکا اب
 جو حکم ہو وہ بھی لہوؤں کہ خواجہ نے یا پھر پکڑ لیا اور کہہ کہ مقصود یہ کہ غضب کرتے ہو بنا بنایا کام
 خراب کرتے ہو میں تم کو یہ لازم ہو کہ کچھ صبر کرو تا کہ کوئی تدبیر کی جائے اور بھائی روپیہ وہ چیز ہو کہ
 انسان بیٹ بن جاتا ہو نہ کہ بھائی یہ امر کوئی دشوار ہو کچھ صبر کرنے کا اقرار کرو تو کسی کو نہ کسی کو چھوڑ کر
 اسکا انتظام کیا جائے بدون اپنے دینے تو بہ گز بہ گز نہ ہو کہ ام کر میں کام ابھی اسی مقام پر بھی آپ کے
 موجود ہو جائیں گے مقصود ہے کہ کہ کہ کسی کو دس بیس ہزار روپیہ دے کر اس امر پر
 راضی کیا جائے کہ تم مقصود ہے کہ پکڑ لیا پاپ بیان کرو اور مقصود کو اپنا بھائی جب لایا ہو گا تو اس
 امر کو ہر ایک برداشت کرے گا اپنی جان پر کا فی خبر خائے کا مقصود ہے کہ کہ پھر خواجہ گستدر روپیہ
 صبر ہو گا غم و غم کہ کوئی تدبیر ہزار روپیہ صبر ہو گا اگر اسکو تم گوارا کرو گے نقدان تو ہو گا اگر
 کام کتن بڑا ہے کہ معشوقہ یا شہزادے کی اگر ایسا نہ ہو گا تو پھر مشکل ہم سوسن سے ہو جائے گی کہ
 آپ ہی تو تحریر کیا کہ میرے بھائی آئے ہیں انکو آپ کی نہ صفت میں پھر عرض کرنا ہر تب میں نے
 طلب کیا تو لکھ بھیجی کہ وہ چلے گئے چلے کیا تیجہ کے ایسا تحریر کیا تھا اور اب کیا سوچ کر یہ تحریر
 کیا ضرور اسمیں کوئی نہ کوئی فتور ہو پھر کوئی صورت بن نہ پڑے گی آئندہ تم کو اختیار ہو اگر سام
 کی خواہش تم کو ہو کہ میں ملکہ ماہ اختری کے رطل سے کامیاب ہوں تو روپیہ صبر کرو ماضی

بند و بست ہو گیا ہوگا بس جاسے ہی یہ لوح کی تدبیر فرما نہیں اور موت موت جس کر میں صاحب قرآن سے فرمایا
 کہ یہ ممکن نہیں ہوگا اب نہ جانو مجھ کو بدین جاسے قرار نہ آئے گا استقیانیوس سے نہ لیا نہ صاحب قرآن اس
 یہ شریعت سے جائز نہ آئے بادشاہ طلسم کے بدین آئے اگر شریعت سے جائز ہو تو کون راہ تہوگا
 سوا سے آئے کوئی سرحد طلسم سے دور بند سوسن سے آگاہ و نہیں جو خصوصاً در بند سے اور وہاں سحر و
 ساحری کا بالکل کارخانہ ہو بدین کرنی مرہ نہیں تو کہ تو سوسن کے تہان کو روکے اور راستہ سحر کو روکے
 سوا سے اس امر کے وہ بدین جائز نیست ہیں مبتلا ہو صاحب قرآن سے فرمایا جو کچھ ہو بدین جو ونگا ضرور
 استقیانیوس سے کہہ کہ یہ صاحب قرآن میرے کئے پر اس فرمایا اور ابھی اسطرت نہ شریعت سے بدین
 کیونکہ وہاں سوا سے خرابی کے کوئی اور صورت نہ ہوگی کیونکہ یہاں سے بلند و آریہ نہیں ہیں کہ بدین رو کھلے
 اگر طلسم کشا بھی اور جو جائز نہ ہو سیر ہو جائز نہ ہو جیتا کہ مرتبہ نہ قتل ہوئے اور راستہ نہ لے اسوقت تک
 یہ نہ شریعت سے چلیں بادشاہ و طلسم کو آئینے دیجیا اور خواجہ وہاں مرتبہ کو قتل کر کے راستہ کھولیں آپ
 یہاں سے چل کر در بند کو فتح کریں صاحب قرآن سے فرمایا کہ مجھ کو کسی امر کا خوف نہیں ہوا اول تو میں مالک اسم
 اعظم ہوں اس مقدم کو اسم اعظم چھارہ کرونگں مرتبہ سائنہ آئیگا اس سے مقابلہ کرونگا اور قتل کرونگا
 بعد وہ مجھ سے کہہ سکتا ہوا فضل خدا شمل حال بدین کسی کے بعد وہاں پر نہیں تڑپا ہوں اپنے خدا کی
 بات پر تکیہ کر کے مقابلہ کرتا ہوں اس سوا سے خدا کے ہیں کسی سے نہیں ڈرتا ہوں و یہی کہ حقیقت رکھتا ہوں
 جو بدین میں سے بدین یا سوسن سے خوف کروں اور در بند کیا چیز کہ بدین نہ جوں ایک ایک کا سہارا کروں اور
 اور کار تلاش کروں اسوقت میں تو کسی بدکار کی بدین سے خواہش کی نہ تھی جبکہ بڑے بڑے طلسموں کو فتح
 کرتے آیا ہوں اور بڑے بڑے سحر و انجمن پند و تنہا مقابلہ کیا ہوا اور طلسموں کو فتح کیا ہوا تو یہ کیا اصل
 ممکن ہے میرے اوپر کیا منہ کرے جو سب فرزندان و سرداران بدین کے طلسم فتح کیے ہیں یکہ و تنہا اور بدین کی
 خواہش کار نہیں ہوئے ہیں کسی صاحب سے ڈرے ہیں بدین تو صاحب قرآن ہوں میں کیوں سوا سے
 نہ خدا کے دوسرے کی خواہش کرنے لگا اب آپ مجھ کو نہ روکیے میں جاؤنگا میں حکیم استقیانیوس سے
 کہہ کر یہ صاحب قرآن تم فرمائیے ہم سب کے حال پر خدا خواہستہ ضرور وہاں جا کر کسی آفت میں مبتلا
 ہو گئے تو ہم غلاموں کا کون ہوشنگال تو ہم کو ار حد پر نشان کرے گا ایک ایک کو چن چن کر قتل
 کرے گا کہ ہم کہ نیست و نابود کر دے گا اور بہت کچھ بدین و انکس کر کیا صاحب قرآن خدا موشن ہو رہے ہوں اور

کے تھا کہ تہذیب کے خیمہ فیض میں رہن ہم کو تم سے لچو دلاست خواجہ عمرو کے دریافت کیا یہ سب کچھ
جو حال بیان کیا: حال طرے سے بیان کیا جو غفلت طور سے مجھ کو دریافت کرنا وہ مال سے نہیں بہت خوب
صاحب قرآن نے حکم دیا کہ مال را بیدار کو جب در بار برخواست ہو تو اسے خیمہ میں پہنچاؤ پھر خیمہ پر
کہ جب در بار برخواست ہو صاحب قرآن در بار برخواست کر کہ اپنی خیمہ میں تشریف لے گئے خاصہ نوش
فرمایا سب سردار اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے چونکہ سب کو اس امر کا یقین ہو گیا تھا کہ
صاحب قرآن اب بدون بادشاہ طلسم کے آئے ہوئے در بند سوسن کی طرف نہ تشریف لیا جائیگا سب کو
اطمینان تھا خصوصاً حکیم استقلینوس کے یہاں سب اسناد اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں کوئی کڑی
کوئی چوسر کھیل رہا ہے کوئی آرام پذیر ہو رہا ہے جب صاحب قرآن نے خاصہ نوش فرما کر ہالائے سہری تشریف
لیئے جمال را بدار کو سب صاحب قرآن نے خیمہ میں پہنچائے تھے پھر سردار سہری فرش پر بیٹھا ہوا تھا کہ
صاحب قرآن نے کل حد تک توجہ عمرو کے دریافت کیے جمال سے اول سے آخر تک سب حال بیان کیا
پس صاحب قرآن نے خواجہ عمرو کی کھلیست جمال را بدار سے سنے بہت فسوس کیا اور اسی وقت ہم
دیا کہ قندس چلو اند کو بلا: دیو بدار جا کر قندس کو لے آیا آپ نے حکم دیا کہ اشتر کو کس کر قریب و پھر راست
کے درخیمہ پر حاضر ہونا ہم پر اسے حلایہ لشکر کشٹ کر بیٹھے اُس نے کہ کہ یہ سب خوب راوی بیان کرتا ہے کہ قندس نے
اشتر کو زمین و بھام سے آگاہ کر کے درخیمہ پر در کر لیا صاحب قرآن بیدار تھے جمال سے باتیں کر رہے تھے کہ
قندس نے اگر عرض کیا کہ درخیمہ پر مرکب حاضر ہو صاحب قرآن نے جمال را بدار سے فرمایا کہ چلو ابس
صاحب قرآن نے اٹھ کر لوپشاں زیب تن فرمائی مٹیہار لگا کے ایک پرچہ کاغذ پر یہ تحریر کیا کہ اے حکیم
استقلینوس آگاہ ہو کہ میرے دوست و بھائی پر تو بلا نازل ہوا درجین یہاں راحت کے بیٹھا رہو نہ یہ
ممكن نہیں ہے جس قدر لوگ چلتے پڑھتے اور بلکہ مجاوی بھی منع کیا ہیں اسوقت خاموشی ہو رہی تھی
دل سے آوارانہ کیا کہ ایسے وقت میں میں اپنے دوست کی ایک نہ کروں اور آئندہ میں یہ سبہ دون
پس میں جمال را بدار کو ہم لے کر برائے مدد رہائی خواجہ عمرو طرح در بند سوسن کے جاتا ہوں ہم
لوگ پریشان نہ ہونا اطمینان کھنا یہ تحریر کر کے چو بدار کو یاد کیا کہ یہ ہمہ وقت سر حکیم استقلینوس
کو دیدین اور خود قلم سے بار تشریف لائے اشتر پر سوار ہوئے جمال کو بھی مرکب پر سوار کیا اب جمال
کے کہ تم مجھ کو در بند سوسن میں پہنچاؤ جہاں خواجہ قتب ہیں جمال نے عرض کیا کہ میں آپ کو اسی راستہ

لیے چلتا ہوں کہ جس راہ سے خواجہ سلامت میرے مکان پر پہنچے تھے صاحبقران سنہ ۱۰۸۱ھ میں
 صاحبقران و جمال مع قندس کے لشکر سے باہر آئے جمال کے ہمراہ طرہ در بند سوسن کے روانہ ہوئے
 صاحبقران کو نوراہ میں رکھا جاتا ہوا وی بیان کرتا ہے کہ اُس دوپہر شب میں صاحبقران و جمال قریب
 سوسن کے نکل گئے تھے صبح ہوتے ہوئے ایک نوا میں پہنچے صاحبقران سنہ ۱۰۸۱ھ میں ایک شمشیر پر پہنچے
 و فوکیا نماز پڑھی بعد ذرا غنائیچہ و یرناک سیر کی اُس کے بعد کعبہ و واپس جمال راہ کو نوراہ لیکر طرف در بند
 سوسن کے روانہ ہوئے صاحبقران کو نوراہ میں رکھا جاتا تھا جمال لشکر کا تحریک کیا جاتا ہے کہ جب صبح
 ہوئی دربار آراستہ ہوا سب سردار آکر ضرور ہر ہونے دو لون حکم بھی آئے ہے اپنے مقام پر پہنچے
 صاحبقران کا انتظار کر رہے تھے استقلالینوس نے وزیر پرستون سے کہا کہ نہ معلوم یہ سبب ہے
 کہ بھی صاحبقران تشریف نہیں لے سکا باعث غم یہاں تک کہ ہر روز جو سب سے پہلے تشریف
 لائے تھے ہم جب حاضر ہوتے تھے تو انکو ذرا علی پر تشریف فرما کرتے تھے آج خیرات کا عہد ہے اسے مستحون
 نے وزیر سے جواب دیا کہ معلوم ہو چکا ہے کہ شب کو بیدار رہے ہیں جمال سے باتیں کی ہیں خواجہ کا حال یہاں
 کیا ہوا اسی سبب سے آٹھ نہیں نکلی ہوا رہا رہے ہیں جب بیدار ہوئے تشریف لائے استقلالینوس
 نے کہا کہ میں جانتا ہوں و بیدار کر کے بھی نہ پاتا ہوں بہت صاحبقران کے سنہ ۱۰۸۱ھ میں وزیر پرستون
 کہ کہ چلے میں بن چلتے ہوں شہ نذرانہ خواستہ ہو طبیعت و طبع جو ایسا ہو اسکو منہوس نے جواب دیا
 کہ اچھا چلو بس قندس کی تھا کہ اُس جواب دہ نے کہ صاحبقران رقعہ دے کر گئے تھے اور فرما گئے تھے
 کہ یہ رقعہ استقلالینوس کو صبح دیدینا و کہدینا کہ صاحبقران جمال راہدار کو سینہ ہمرہ لیکر طرف
 در بند سوسن کے گئے ہیں تم اطمینان رکھو اور دیکھو اسوقت خبر نہ کرنا ورنہ میں بہت ناشتہ کرونگا اُس
 جواب دہ نے یہ سب خوف صاحبقران کے کسی سے اسوقت نہیں کہا بس یہ بولا کہ وہ رقعہ دیا
 استقلالینوس نے کہا کہ یہ رقعہ ایسا ہوا کہ میں نے وزیر پرستون سے کہا کہ یہ رقعہ صاحبقران عالی شان
 آپ کو دے دیں و خود جمال راہدار کو ہمراہ لے کر طرہ در بند سوسن کے تشریف لائے گئے ہیں
 گئے ہیں کہ اطمینان رکھیں ورنہ در بند سوسن کی طرف جاتا ہوں براہ راست وانی خواجہ عمر اور نیکو منع فرما
 دیا تھا کہ اسوقت کسی کو اس حال سے آگاہ نہ کرنا ورنہ یہ رقعہ دینا صبح کو جب دربار آراستہ ہو
 اسوقت صاحبقران استقلالینوس کو رقعہ بھی دینا ورنہ زانی بھی آتا یہ رقعہ حاضر تریہ سنہ ۱۰۸۱ھ میں استقلالینوس

اور دیگر سرداروں کا رنگ روشن ہو گیا جو اس وقت کے رہے استقلالینوس نے اس کو جو بدار سے کہا کہ تم نے اس وقت
 کیوں غما کر خبر کی اور کیوں نہ یہ رقعہ دیا تم کو معلوم ہو جو کہ کر صا جتوان نور دے گئے جانے نہ دیتے تھے جو اب
 کہ وہ منع فرما چکے تھے میں کیوں نہ کر خبر کرتا اور آپ کو آئی کر کے وہ راض ہوئے اور پھر غصہ فرما کر استقلالینوس
 استقلالینوس نے وہ رقعہ دیا وہی تختیوں پر قوم بلکہ مرقوم تھا استقلالینوس نے وہ رقعہ ہوا نہ بذر پڑھا اور
 بل دربار سے لیا کہ اب آپ لوگوں کی رسم ہو کہ یہ کی دستان سب سے جو بدار یا کہ تم سب آپ کے
 ہاتھ فرات میں دیا و طبع تم میں جو آپ کا حکم ہو گا ہم اس کو پہنچا دیتے ہیں آپ کی اسے وہ ہماری ہم آپ کی رسم کے
 خدمت ہر زمین کے دینے اس وقت جب سب اہل دربار سے پاس زمان ہو کر یہ کہ استقلالینوس نے
 کہا کہ میری تو یہ اسے ہے کہ ہم سب بھی مع شکر کے عقیب ہیں وہ چہ کہ ان کے رت و رتہ سوسن کے پیر ہیں
 اور روایات پہنچ کر صا جتوان عالی شان کے شریک ہوں تم سب کی اسے ہوا ان سب سے جو اب دربار
 سے سب ہر یہ اسے بہت عمدہ ہو کوئی اس سے اسے اخراجات نہیں کر سکتا ہر جس جب سب سے جو اب دربار
 اسی وقت استقلالینوس نے حکم دیا کہ سب لشکر تیار ہو ہم خدمت صا جتوان طرک در بندہ رو نہ پہنچے
 یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت لشکر حران میں بند و بست ہوئے تھا اور تیاری لشکر میں سب مہر دت ہوئے
 خلاصہ یہ کہ قحور سے عرصہ میں سب لشکر تیار ہو گیا سرداروں سے آئے عرض کیا کہ سب لشکر تیار ہو کر حرکت
 و غیر سحران کا بسم اللہ اشریف سے پہلے استقلالینوس نے یہ کہ کہا کہ اچھا بس اس وقت استقلالینوس
 کے لکھتے ہوئے تھا کہ سب سردار و غیرہ بھی لکھتے ہوئے خلاصہ یہ کہ حکیم استقلالینوس ان
 سب کو مجرہ سے کر بیرون بارگاہ آئے یہاں سب لشکر آراستہ تھا اور تیار آراہ سفر تھے حکم کا بابر آنا
 تھا کہ خادموں نے تخت حاضر کیا استقلالینوس تخت پر سوار ہوا شیخ طہین اپنے تخت پر سوار ہوا
 وزیر سب ستون اپنے تخت پر سوار ہوا اور سب سردار سوار ہوئے جو سحر تھے وہ سوار میں سے
 سحر پر سوار ہوئے جو غیر سحر تھے وہ مر کیوں پر سوار ہوئے اور سب سب غیرہ جو ہر پاس تھے وہ بھی
 سگ اور بار کیے کے خدمت یہ کہ سب سارن لیا اور سب لشکر کو ہر ایک استقلالینوس طرک در بند
 سوسن کے عقیب صا جتوان میں روانہ ہوئے براسہ تشریف لے کر جتوان طرک در بند سے سوار
 میں رکھا جتا ہر اب آئندہ تحریر ہو گا یہ غلات باد و طہر لیتے سیماسے بلند آواز میں کہہ رہے تھے
 ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی بیان کرتا ہے کہ سیماسے بلند آواز جو صا جتوان سے بعد جاتے تھے

کے رخصت ہو کر ان محراب کے عجب کے روانہ ہوئے یہ کہہ کر کہ میں اپنے شہر وغیرہ جمع کروں توں تشریف
 سب کو اپنے ہمراہ لے کر یہ تو اودھ کو روانہ ہوئے وہاں محراب کے عجب میں سب سرکار و ملازم تہنکو پہن مرتبہ
 یہاں آکر سہما کے بلند آواز نے نامے لکھے تھے۔ اور طلب کیا تھا یہ غیب پا کر کہ ہی راجا دشت و رہا ہو گیا
 اسے طلب کیا جو اپنے مقام سے چل جہن جو پوشیدہ ہوا تھا شہر کے اس بند و اور غریب
 بادشاہ و دختر بادشاہ و زوجہ شاد بھی اپنے ملازموں کو ہمراہ لے کر رہائی کی خبر پا کر اپنے مقام سے روانہ
 ہوئے یہاں آکر پہونچے سب ملازموں سے آپ اسے قبال کیا جو کہ اسے قبل اسے اپنے و غیرہ
 پر پائے خلاصہ یہ کہ جنہو سے بند آواز سے نامہ لکھ کر طلب کیا تھا سب دیان راجہ جمع ہوئے
 تھے اس محراب میں ایک مجمع کثیر و جم غفیر ہوا تھا اور سب بادشاہ و دختر کر کے سب ہر
 وقت تھے سب اپنے مقام پر بیٹھے وہ تھے شہر کے پر کے اس کے ہوتے تھے ہر
 کر رہتے تھے کہ ایک ابر سوسنی رنگ ایک سطر سے تھا سب نے اس ابر کو دیکھ کر ہر کہ کہ یہ
 کسی سحر کے آمد کا ہر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ملازم بادشاہ آتا ہے وہ خود شہر شیر سوار سپہ نشاہ و
 شہر شہزادہ و زوجہ نے اس ابر کو دیکھ کر کہا کہ سنو۔ ہوتی ہے کہ کوئی سحر بردار آتا ہے ہر امر کو فوری
 کہ ہمارے خیر خیر بہت ہیں سنا ہے کہ یہ ہے۔ وہ ہر قریب ہوا کہ شہر کے اس ابر کے ہر
 کے دیکھا کہ ایک تخت پیدا ہوا جب وہ تختی سے قریب پہونچا سب سرداروں و ملازموں و غیرہ
 سب غائب و غور و غور نے پہونچے تاکہ خود بار بار شہر لکھنے لگے یہاں میں سب ہر سنا متعلقہ اس
 اپنے مقام سے چلے ہر ایک نے قدموں سے حاصل لی بادشاہ نے اپنے فرزند و دختر کو اپنے ساتھ
 پیشانی پر بوسہ دیا مزاج کی کہ نہ ہیندہ دریا فستق انھوں نے عرض کیا کہ آپ کے دین و مال کی ترقی
 کے خواستگار ہیں اور ابھی تک زندہ ہیں خداوند ہم سب کے سر پر آپ کی سلامت کے لئے ہے
 بعد سب سرداروں سے ملا اور سب کو ملے سے اپنے خلاصہ یہ کہ یہی سے بند آواز ان سب کو ہمراہ
 لے کر رگاہ میں آیا اور بار بار اسے ہر ایک اپنے مرتبہ کے موافق بارگاہ میں بھیجا اب بادشاہ نے
 سب واقعہ اپنی رہائی کا بھل سے آخر تک سب سے یہ ور کہا کہ میں نے شہر کشت سب کشتی کی اختیاری
 کی اور طبع اسلام ہو۔ تم سب کو لینے آیا ہوں۔ تم سب کی کیا راہ ہے میری شہر کشت کرو گے
 اور اپنے آبائی دین کو ترک کرو گے انھوں نے سنا کہ اس نے اس علی دین ملو کہم جو آپ کی طرف اور نہ ہیندہ

ساحر باترہ نفس و بطوطاؤں وغیرہ پر سوار ہوئے جو سردار تھے وہ آردر پاسے کشمیر پر سوار ہوئے بادشاہ
 مع اپنے فرزند و دختر و زوجہ کے تخت پر بیٹھا برگلنارا کر سایہ فگن ہوا اُس سے بارش لعل و یاقوت و گوہر
 مکی ہونے لگی ہر بادشاہ کے چتر زرین گردش کھانے لگا مچل بال ہما کی ہونے لگی بڑے شان و
 شوکت سے سیما سے بلند آواز طرقت معاجن کے تین لاکھ ساحران جان بار کو ہمراہ لیکر چلا
 خلاصہ یہ کہ سیما سے بلند آواز مع کل لشکر کے اُس مقام پر پہنچا کہ جہان صا جعفران فروکش تھے
 یعنی حوالی کوہ بے ستون میں یہاں جو آکر پہنچا تو کسی کو نہ پایا لشکر کا نام و نشان نہ تھا یہ واقعہ
 دیکھ کر یہ بہت حیران ہوا اور سرداروں سے کہہ کہ جب میں تھارے لینے کو صا جعفران سے
 رخصت ہو کر طرقت صحرائے عجائب کے گیا تھا تو صا جعفران مع لشکر کے یہاں کشریعت فرما تھے
 جبکہ وہاں عرصہ جو ہوا تو نہ معلوم کس طرف کشریعت لے گئے ہیں بس کس سے دریافت کروں چہند
 ساحروں سے کہا کہ فلا تلاش کرو اگر کوئی مل جائے تو میرے پاس لاؤ شاید اُس سے کچھ حال
 معلوم ہو یہ حکم دے کر لشکر کو حکم دیا کہ ان مقام پر قیام کرو مگر کراہی نہ کھولنا کہ صا جعفران کا
 حال دریافت ہو گیا تو ہم اُس طرف کو اسی وقت روانہ ہوں گے ان سب سے عرض کیا کہ بہت
 خوب لشکر اسی طور سے کمر بستہ ایک طرف کو صفت باندھ کر کھڑا ہو گیا چند ساحر اُس محل پر پہنچے
 بین تلاش کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم استقلینوس ایک ساحر پیر کو یہاں چھوڑ گئے تھے
 اور اُس سے کہہ گئے تھے کہ اگر بادشاہ طلسم اس طرف کشریعت لائیں تو اُسے کہتے کہ صا جعفران وغیرہ
 مع کل لشکر کے طرف در بند سو سن کے گئے ہیں اور اب بھی اُسی طرف کشریعت لے چکے ہیں ہم بھی اُن
 کے لشکر کے ہمراہ چلا آنا چاہتے وہ ساحر اُسی صحرائے ایک پہاڑی پر مقیم تھا صبح کا وقت تھا
 کسی ضرورت سے پہنچے پہاڑی کے آگیا تھا کہ ان ساحروں کی شکاد اُس پر پڑ گئی یہ ساحر اُس کے
 قریب آئے اور اُن کو سلطان وضع پایا بھی مسلمان تھے پہلے صاحب سلامت کی اسکا بعد
 کہا کہ چلو تم کو ہمارا بادشاہ طلب فرماتا ہے کہ بدیا کہ میں کسی کا نوکر نہیں ہوں جو چلوں جسکو
 فلاں ہو میرے پاس خود آئے ہیں اپنے وقت کا خود بادشاہ ہوں اور کون بادشاہ بلا مانا ہوا خوش
 نہ ہوا بدیا کہ اگر مرد پیر اس قدر برہم نہ ہوا اُسے کہا کہ برہم کیوں نہ ہوں کس واسطے نہوں میں اپنے ملک
 کے حکم سے یہاں مقیم ہوں میں کسی کا لازم نہیں ہوں کہ جو کوئی یہاں آئے میں اسکی طلب کے

مستقروں پر اور وہ سب سرفراز ہوئے۔ پھر اسے غمور چہرہ آگیا کہ نہ ایمان نہ توفیق نہ ہوئی ایک سہ ماہی
 کو سلام کیا یا بعد صاحب سلامتی ہوئی صاحب سال مستحق بعد مزاج پڑی ہوئی بس وہ سہ ماہی غمور کو
 اپنے ہوا لیکر اس کے انتہائی بھائی کے گھر غمور پر اسے یہاں دربار لایا۔ یہاں سب سرفراز حضرت دو کو
 مع سوسن جاوے کے حائر دربار تھے کہ وہ سہ ماہی کو اپنے مقصد اور سوسن جاوے کے غمور کو
 بھیک کر سلام کیا وہ اس کے بھائی سے بھی مقصود ایک بھائی کو دیکھ کر سوسن و غمور کل باہر بار حیرت
 ہوئے شکل مبارک کو دیکھ کر کہہ اے اس کا اس کا توفیق نہ ہوئی پہلوانان لوگوں کی
 نگاہ سے زمین کی برکت ہر ایک دیکھ رہی تھی۔ وہاں میں کہتے تھے کہ یہاں سب لوگوں کو یہاں سب الہام
 میں نمایا ہوا آیت حریف و نہ سب کو جو دیکھتی تھی عجیب لڑکھائی گزری ہر ایک کی تھی وہ بھی عجیب غمور
 سلام کر چکے و شکل در حمت ہوا ایک دیکھ کر غمور و ایک دیکھ کر غمور غمور غمور غمور
 کی نگاہ بھی سوسن جاوے کو بھی غمور جاوے پر تھی اہل دربار پر سب سب اپنے اپنے مقصد
 چکے سویت مقصود چہ دو سے سوسن جاوے کے کہ تہ سب برا غضب کیا انعامت کی تہ اچھے
 باغ سے نکل گئے۔ سب نکل جانے پر غمور کی بات پامو کہ نہ وراوئی نہ کوئی انت ہر ایک
 نے عرض کیا کہ لیل عرض کریں کہ کیسی غلط و غصبت ہوئے۔ سہ ماہی نے یہ سب کے آتے
 وجہ سے ہوئی ورنہ بھی تہ ہوتی ہیں نے تو ایسا بندہ و بسہ تہ یہاں تھا کہ اندر بانٹ کے ہوا کا جانا یا باغ سے
 باہر آنا حال تھا یہ تہ آشرفیت اس کے اس سے یہ غصبت ہوئی میں غلط وارنہ و رہن میں یہ اقصو
 فرمایا جاوے سوسن نے کہا کہ میں نے غلط تمھاری قبل ہی سے سو دن کر دی تھی اور اب بھی موت
 کی مار ایسی غصبت تہ کو زہر پہن تھی مقصود اس کے اس کے لسان سے غلط ہوئی جواب ایسا قصو کسی
 میں نہ ہو گا سوسن نے کہا کہ خیر ہاں یہ بتاؤ کہ یہ جو پہلوان وضع تمھارے ہر ایک میں تھی تمھارے
 بھائی میں مقصود نے کہ کہ جی ہاں یہی بھائی صاحب ہیں یہ بہت دنوں سے پہلے سے سب
 سخت بیمار تھے۔ جو فصل خداوند سے اچھے ہوئے ہیں صحت اشد کی شکایت تھی سو وہ بہت
 آتے سے دفع ہو گئی ورنہ اسے غصبت تھی کہ کوئی آتے نہ تھی۔ بتویہ آتے بھی نہیں رہے ہیں
 قبل میں اگر آپ انکو مل حلقہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہاں پہلوان ہیں اس خلافت کے ان کو
 بہت لانگو کر دیا ہو رہا ہے اس کے بل سے ہر ایک کو خوش آئے۔ ہر ایک دیکھا سوسن نے کہا کہ

کے نام کو ساحری حاصل کر کے برباد کیا اور سناندان میں ہمیشہ سے سپہ گری چلی آئی ہے اور ہم سب سپہ
شہید ایسا نا لائق نکلا کہ اسے اسکو ترک کیا اور ساحری جو کہ ایک ذلیل کام ہے اسکو اختیار کیا میں نے
جو اس سبک ترک کیا تو اسی غرض سے ترک کیا کہ اسکے ملنے میں میری کم غرتی ہے اور باعث کسر شان ہے
کیونکہ ساحر ہمیشہ وقعت اور سب آبرو و خیال کیے جاتے ہیں انکی غرت و توقیر نہیں کرتے ہنگاموں
میں ہر ایک کے چہرے پر ہوتے ہیں غم و غم و غم اسی علم کو حاصل کیا پھر میں کس طور سے مقصود سے ملتا یا
ملوان اسی سبب سے نہ میں بھی اسکے پاس آیا نہ اسکو اپنے پاس بلایا اور یہی باعث ہے کہ اسے
جو آپ سے کبھی میرا ذکر نہیں کیا کیونکہ اسکے نزدیک سپہ گری ایک ذلیل پیشہ ہے اور یہ کہتا ہے کہ ساحر کو ہر طرح کا
اختیار ہے جو چاہے وہ بذریعہ سحر کے اپنے لیے شان و شوکت پیدا کرے تو وہ تو آدمی اسکے پاس ہر وقت
برائے خدمت موجود رکھتے ہیں ہر طرح کی دولت و ثروت بہم کر سکتا ہے چاہے تو تمام عالم پر قبضہ
کرے ساحر کسی کا بھی محتاج نہیں ہوتا ہر خلافت اور پیشہ وادوں کے کہ جب تک انکی کوئی خواہش نہ
ہو تو وہ محتاج و مفلس رہتے ہیں میں یہ کہتا ہوں کہ پہلوان کی ہر ایک تندر و نہایت کرتا ہے چاہے برابر
جنگ ویت پر خلافت ساحر کے کہ اسکی وقعت و عزت ساحر بھی کرے گا غیر ساحر بھی عزت نہ کرے گا بلکہ
تحت سحر پر بھی کرے گا اور پہلوان کی ہر ایک ساحر و غیر ساحر عزت کو ہر ساحری کو حاصل کر کے
اپنے خاندان کا نام و بود و بابت سے بہت بہت اسکو پسند و نصیحت کی مگر اسنے کسی طور سے نہ سنا میرے
کشم پر عمل نہ کیا آخر کو میں نے عجز و ہراس اسکو گھر سے نکال دیا اسنے میری آراپ کی ملازمت کی گو خداوند
ہر طرح کا راحت و آرام اپنے فضل و کرم سے مرحمت فرما کر یہ جیسی شہر کی حاجت نہیں ہے ہم کو نوکری کی کوئی
غرض نہ تھی نہ ہر بلکہ سوچا اس آدمی خود بخود سے نوکری میں نہ لیں نہ اس سے کرسے جنت میں نہ کسی
کی ملازمت نہ کی بلکہ چار و پیر نہ کر کے فنون سپہ گری حاصل کیے یہ سب لائق کے گھر سے نکلا ہر ایک
ان کو نہ کر کے لے کر نوکری کر لی بہر طور میری کمی نہ تھی کا سبب تھے اور اس سے کہ میں مدبر ہوں جو
میں نہ سنا ہے نہ ہوا میں تو دوسرے سبب سے ایک کو مجھے عیون سے تیرے کہ تم کو وہ و میرا لی سیرت کہ تمھارا دل
تجربہ اور یہ اختلاف وقع ہو دوسرے مجھ کو اپنا نام روشن کرنا اور سب پر تیرا ہر کرنا تھا کہ افغان ایسا بہر
ہی ہوتا ہے اور اپنی بد وقت و وقت سب کو دکھاتا ہے تاکہ لوگ میری عزت کریں اور انکی نگاہوں میں
میں صاحب زور و طاقت معلوم ہوں اور ذلیل کریں اور یہ جو میں نے ارطون روز یہ صرف کر کے ایک فن کو

یہ ہوش ہو کر گر پڑے گا میرے گزریں قرب کی تاب نہ لائے گا اسکے انکار کو نہ اٹھا سکے گا بلکہ ایک اور شہید ہو
 وہ بھی سوسن سے عنت فرما لے گا یہ ہے کہ جب بین حمزہ اور قرب اگر سے پست کروں اور وہ خاک پر گرے اُسوقت
 آپ اور اس وقت کہ قرب اور حمزہ کے قریب تشریف لائے ہیں اور اسیر کر لیں کیونکہ حمزہ ایسے دلہے ساحر سے
 اسیر نہ ہو کہ کو زبان سحر نکالوں یا مہم نہ ہوں، چہرہ بھی بزدل سے اور صاحب لیاقت و صاحب حکومت
 صاحب تاج و تاجدار ایسے بزدل سے کہ اسیر کرتا رہتا ہے اور نہ خود باندہ لیتے تھے کہ میں کیا جیسے شخص کو
 باندہ ہوں یہ کہ میرے ایک قرب کی تاب نہ لاسکتا جب بین گزریں گا کہ مٹو نہ آپ سے پکار کر کہہ دوں گا
 کہ تشریف لے لیتا اور حمزہ کو باندہ لیتے ہیں آپ دونوں صاحب جاکر باندہ لیتے ہیں کیا یہ تو افغان سے لے لیا
 سوسن سے انہی کی طرف دیکھ اور اٹھ رہے کہ نہ آئی کیا راستہ انہی سے سوسن کا اشارہ پا کر
 افغان کو جواب دیا کہ ہم سے یہ آپ کی دونوں شواہد بشیں قبول کیں ہر کوئی نقصان نہیں ہو رہا مقصد یہ
 کرنے میں بلکہ نفع یہ کہ ہمارے اہل شہر نہ ہلاک ہو نہ نہ حمزہ سے ورنہ طرف سے اہل شہر کشت
 خون سے محفوظ رہیں اور ہم دونوں حریت لے لیں ہوں کے خون سے بری رہیں گے ہمارا قصہ منشا یہ ہے
 کہ ہم حمزہ سے طلسم کشا کو اسیر کر لیں اور طلسم فتح ہونے سے بچے، بلکہ ہمارا آپ کے مقصد سے حاصل
 ہو جائے گا ہاں اس وقت خدا خواستہ جبکہ آپ حمزہ کو نہ بیکر سین کے اور خود میر ہو جائیں گے اس وقت
 ہم ضرور کرینگے اور باریعہ سے حمزہ سے مقابلہ کریں گے جس وقت تک کتاب سے اور حمزہ سے مقابلہ
 ہو گا اور فیصلہ نہ ہو گا اس وقت تک کوئی سحر نہ کریگا اور یہ جواب کہ جب بین حمزہ کو گزریں پست کروں آپ
 دونوں صاحب نہ کرتا نہ کو باندہ لیں یہ بھی ہم کو قبول ہو گیا جبکہ آپ ہمارے لیے اتنی بڑی رحمت
 گوارا کریں گے کہ حمزہ کو مقابلہ کر کے پست کریں گے تو یہ ہم سے یہ بھی ہو سکے گا کہ ہم کو باندہ لیں اگر
 ہم مقابلہ کریں اور حمزہ پر غالب آئیں تو کیا ہم اس وقت یہ خیال کریں گے کہ کوئی دوسرا اگر حمزہ کو باندہ
 لے آپ اتنی ہی صاحب ہو گا کہ اس قدر لشکر دار گزریں اور رشتہ بگاڑا اس وقت آپ بین یہ طقت کہن
 ہوگی کہ اس کام کو پیشہ ہو س تو درست نہ ہونگے نہیں ہم ضرور بموجب آپ کے کہنے کا عمل کریں گے
 کیونکہ یہ احسان آپ کا ہم پر ہو گا کہ طلسم کشا اسیر ہو جائیں گے افغان نے جواب دیا کہ بہتر پس اسی طور
 سے ایک پرچہ پر تحریر کر دیجیے اس امر کا خیال رہے کہ یہ احسان میرا صرف آپ لو کو نہیں ہوتا ہے
 بلکہ تمام ساکنان طلسم زہر بادشاہ و طلسم پر ہوتا ہے بین آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ اگر تمام عالم

شکار کر کے میرا دل گواہی دیتا ہے کہ یہ حمزہ کو زیر کر کے کا سوسن سے کہہ گا کہ میں ایک خلافت عرض کرتی ہوں
 میری بھی تو یہی خواہش اور یہی خوشی ہے کہ کسی طور سے حمزہ اسیر ہو جائے اعظم نے کہا کہ یہ امر ہو جائے گا
 اطمینان رکھو نہ تمہارے اہل لشکر سے کوئی ہلاک ہو گا نہ میرے اور حمزہ اسیر ہو جائے گا سوسن سے کہہ
 بہت خوب اعظم نے دربار پر خاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے مگر ایک کی زبان پر انفاق
 گرز زنت کی تعریف تھی اور یہ ایک یہ کہ رہا تھا کہ ہم نے آج تک ایسا جوان نہ آوروں حسب تن و توشش
 نہیں دیکھا ایسا انفاق گرز زنت پر دھوا اعظم نے دونوں وقت کا کھانا مقرر کیا پاس شوان و دونوں وقت
 چائے لے کر بیٹھ کر کہہ انفاق گرز زنت یہاں کوہ اعظم پر اعظم جاؤ گے تمہاں ہیں اور حمزہ
 صاف فون کا منتظر رہتا ہے لیونکہ خواجہ نے یہ خیال کر لیا تھا کہ میں جب مجھ کو حمزہ ہو گا اور میں نے نہ تو صاحب مقرا
 ضویق میرا ہونے چاہیے مگر یہ پوچھتا ہے کہ دربار سوسن پر آئیے جب یہ معلوم ہو گا کہ سوسن جہاد و دربار سوسن کو چھوڑ کر
 اپنے وطن و طرف دربار اعظم کے اپنے بھائی کے پاس چلی گئی ہے اور وہاں پر صاحب مقرا ان اور کو اپنے
 سے بہت متکبر ہے کہ اس کی سب سے بہانہ یہ ہے کہ اور یہی کلمہ خواجہ نے اعظم و سوسن سے کہہ
 بھی تھا خواجہ تو یہاں مقیم ہیں ہر روز وقت صبح کھٹہ دو کھٹہ کے لیے اعظم کے دربار میں آتے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ آپ لوگ نہ کہہ کرینے کہ میں کیونکر حمزہ کو زیر کرتا ہوں راوی کہتا ہے کہ خواجہ ایسے چرب
 زبان و شیرین کلام اور بیچ ہیں کہ انھوں نے اپنی طرف اعظم کو یہ سبب چرب زبان و شیرین
 بھائی کے کر لیا ہے اور آختر چرب و خوش بہت متقد اور دوست ہو گیا ہر دل میں یہ اپنے خیال کرتا ہے
 کہ راقی ان سے حمزہ کو زیر کر لیں وہاں تک ہو گا کہ اس کو اپنا ملازم کر لوں گا جاسے نہ وہ ننگا جو یہ ماہوار
 دے گا وہ ننگا کیونکہ ایسے بہت ہوں اور ایسے جوان ممکن نہیں ہوتے ہیں بلکہ اسکے ذریعہ سے ہم دنیا
 پر قبضہ ہو جائے گا حمزہ سے نہیں رہے سے کل لشکر حمزہ و کل سردار حمزہ اطاعت کریتے اشکرت
 ہو گا یہاں ہیں حمزہ کی حکومت ہو گی وہ بدون مقابلہ قبضہ میں آجائے گی باقی رہے اور ملک
 وہ سب ذریعہ سے قبضہ میں آجائے جب یہ میری ملازمت کو قبول کر لیں اس وقت ملک گیری پر
 مکرانہ ہونے لگا ورنہ گہری کرس تمام عالم پر قبضہ کر لوں گا میری حکومت دور دور ہو جائیگی اس
 ایسا پہلوان اور مجھ ایسا چرب و دونوں ملک کو شمش کرینگے تو تمام عالم میں میری ہی حکومت
 ہو گی اور میری شجاعت و بہادری کے سکے پڑیں گے جب نہیں کہ میں طلسم پر بھی قبضہ پاؤں گا

سوسن کو فتح کر دینا اس کے بعد اسے تیر در تیر سوسن لپٹا اسکو سوسن جہاد و سنے اسیر لپٹا کر
 اسکی رہائی اور درجہ کیا۔ یہی کی فکریں چار ہر سنا تھا کہ ملکہ بھارتی بوی دل میں کہنے لگی کہ یہ کھانی ہی
 ہے کہ لوگ ہم ہر نہ کسی کے کرین دل پر کسی کا فتنہ نہیں ہر ٹرے ٹرے ہر شاپیوں کی ٹیٹ سس دل سے
 یا تھون نکل گئیں ہیں تو میں کیا ہوں نہ کہ بہت بہین الماس پوش ملکہ بران مشیران کہ اسٹہ باب
 ہرے ہرے طلمسہوں کے ہار و ش و کٹے بلکہ خداوند طلمسہ کہلائے تھے یہ حبیبی شوق ہو کر شہر پر طلمسہ
 ہو گئیں اور انھوں نے کت کر کے طلمسہ کو ہر باد کرایا تو میں کیا چیز ہوں اب وقت بیچے رہتے ہیں
 ہر ہر کہ ملکہ طلمسہ کشا کا پر کسی کا اب پس دل کا ظنہ کر و مہو گاننگ و ناموس شواہد میں جہتواہ نیکت
 اسے دل کی مزل بخت کر و کیونکہ اب تم سے فراق کی تکلیف اٹھانے میں سکتی ہو اگر اسوقت میں کہ اس
 کر و کی کو طور و طلمسہ کشا کو خیر ل ہو گا اسکا بھی تم سے ایک قسم کی نفست ہوئی ہو مگر اب جب یہ
 شینکا کہ ملکہ میر جیس طلمسہ کشا پر یہ شوق ہر اور طلمسہ کشا اسکی طرف سے در بندہ سوسن کو یہ کہتے ہیں کہ
 اور اس سے طلمسہ کشا کی ملکہ نے یہ کسی سے شوق تھی اور کیسا عشق تھا کہ معشوق پر نہ وقت پڑا ہو
 عاشق سے خیر نہ ہو یہ اسکل خلافت ہو عشق و عشقی کے اب جو کچھ ہو وہ ہو ہم اس طلمسہ کشا کی ملک و مدد
 و شراکت واجب و لازم ہو یہ سنے دل سے باتیں کہ اسے اپنے باخ میں آلی اپنے وزیر زری کو بلایا و اس سے
 کہا کہ اب مجھ میں تاب میر دانی نہیں ہر نہ مجھ سے صبر ہو سکتی ہر نہ دل میں موت ہر نہ فراق سے
 اٹھائے کی نہ قلب میں طاعت ہو کہ ہر نہ کو اٹھاؤں اور اب میری ہر نہ موت ہو کہ میں قریب ہر نہ اسے
 ہوں اگر تم کوئی صورت وصال ہر نہ کی نہ نکالو گی تو میں اپنے کو ہلاک کر ونگی اور ہر نہ اس میں سے پی پی جان
 و ونگی سو دھال میں کہ ایک اونگی وزیر زادی سے ملایا میں لیکر عرض کیا کہ آپ کے دشمن جن میں آپ کے
 مدد ہی اپنے کو ہلاک کر دینے یہ کہتے ہیں آپ پر سے مدد ہو کر جائے آپ کی لا بلا لیا و نہ سے جائے آپ کی چون استفادہ
 ہر نہ ہر دانی ہیں اور سب صبر ہیں حاضر ہوں جو مدد ہر نہ لیتے ہیں ہر نہ انھوں سے ہی لاؤں اگر حکم ہو تو میں
 طلمسہ کشا کو یہ کراٹھ لاؤں و یا پس پہلو میں بٹھا دوں مگر ملکہ حضرت استفادہ فرمایاں ہر نہ کہ وہ ہر نہ
 سے جواب دیا کہ میں اسکو خیر کر وں یا اپنے دل کی اطاعت کروں وہ تو قابو سے نکلا جائے ہر نہ کسی ہر نہ زنیہ
 حیت ہو سوا سے و صل کے کوئی ہر نہ میری تدبیر نہیں ہر نہ وزیر زادی سے عرض کیا کہ پھر تشریف لے جاتے ہیں
 آپ کی وکالت کر ونگی اور طلمسہ کشا کو راضی کر ونگی اس امر میں کہ واقعی ہر نہ ہو کیا کیا جائے کہ سنے کہا

کہ پھر مجھ کو اس ملک کی طرف لے چلو تاکہ میں تیرے حریف کو قتل کر کے تیرا ملک تیرے قبضہ میں کروں اور خود
اپنی منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئی سنے غرض کیا کہ آپ یکہ و تنہا ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو تنہا
لے جاؤں وہ سامنے میرا باغ بروج شب کو آپ وہاں قیام فرمائیے جو دن و شب مجھ کو نصیب ہو وہ نوش
فرمائیے بوقت صبح اپنے لشکر کو طلب کرونگی اسکو ہمراہ لیکر تشریف لے چلیے گا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو چاہی
ہمراہ لشکر کے آئے ہیں عرصہ ہو گا میرا کام بروج ہو گا میرا ایک دوست مبتلا سے بلا ہوا ایسا نہ ہو کہ مجھ کو یہاں
عرصہ ہو وہ وہاں قتل کر ڈالا جائے تو یہ بھی خرابی ہو میں اسی کی ملک کو جاتا ہوں تم خود میرے ہمراہ چلو اور
دور سے اس ملک کو بتا دو میں تمہارا کر اسکو فتح کر لوں گا لشکر کے ہمراہ جاتے ہیں عرصہ ہو گا کیونکہ وہ بھی تو
لشکر لیکر آئے گا لشکروں میں مفاد ہو گا نہ معلوم کب ملت ہوتے عرصہ میں وہاں اسکا خاتمہ ہو جائیگا
آستے جوا بدیا کہ آپ اس امر سے اطمینان رکھیں میرا لشکر کل بوقت سحر حاضر ہو گا اور اس ٹرائی میں عرصہ نہ
ہو گا دوسرے میں آپ کو اکیلے آکر ہرگز ہرگز نہ جانے دوں گی اگر ایسی ہی تعمیل ہو تو آپ تشریف لیں میں جب
اس طرف سے مراجعت فرمائیے گا اسوقت میری ملک فرمائیے گا آستے دنوں جہاں میں مبتلا سے بلا رہی
ہوں اور دس چندہ دن سی آپ کا برج کار نہ ہو میرے لیے آپ اپنا نقصان نہ فرمائیے میں تو مبتلا سے
بلا ہوں جب واپس آئیے گا اسوقت رحم فرمائیے گا یہاں تو اب رنج و صدمہ اٹھانے کی عادت ہوئی
ہو جو جب مصرعہ رنج سہتے سہتے پتھر کا گلیہ ہو گیا اس ناز میں نے اسطور سے تقریر کی کہ صاحبقران
کا دل ٹوٹ گیا اور یہ پتھر ہو کر فرمایا کہ تم نہ کہہ کر میں بدوں تمہاری حجت روائی کیے یہاں سے نہ جاؤنگا
چاہت ہو عرصہ ہو جائے ہو چلو تمہارا باغ نکال ان پر اس میرے دوست کا خراب ملک پر شاید میں تمہاری
حجت روائی کروں خداوند کریم کو چھوڑ دوں جو وہ سپہ رحم فرمائیے کوئی صورت اسکی روائی کی نکال دے
اور وہ اس بلا سے بچے پائے جب یہ صاحبقران نے فرمایا آستے کہ کہ تشریف لے چلیے وزیر راوی
ساکہ کی صاحبقران سے اس طرح کی تقریر کر کے ان کو اپنے ہمراہ لیکر چلی وہ جوٹ ہو آپ نے کہ
یہ نوع شخصیت آمینہ ہزار استیقتہ انبیز وہ اسوقت تدبیر وزیر راوی نے کی کہ یہ فقرہ دیکر صاحبقران
کو ساکے باغ میں لے چلے چونکہ عقد تھی یہ تدبیر کی جب صاحبقران چلنے لگے تو جمال راہدار نے صاحبقران
سے اشارہ کیا کہ چھوٹی ہوئی کرنا وزیر اس لیے بھیجے صاحبقران ٹھہر گئے جمال راہدار نے چپکے سے غرض کیا
کہ یہ راہدار اب غلبہ کر کے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ فقرہ دیتی ہو آپ کو یہاں سے بلا کر لیجائے اور غافل

نے فرمایا کہ یہ آپ کی قدمہ و کتبیہ شل میرے ہر کسی محیر کاناموس نہیں ہے۔ منوں کو آپ کا رشتہ شل
 ہی اور نہ آرزو پوری کی کہ آپ شہادت دے کہ میں آپ کو ایسے زمانہ میں پہنچا رہا ہوں جہاں
 سب ملازمین کو لیکر کٹھی ہوئی یہ بھی آپ کی کتبیہ ہے۔ آپ نے پرواہ کیا کہ جب یہ میں جیتا ہوں
 جس تو کہا کہ خیر اب تم سننا ہی چاہتے ہو کہ میں نے یہ بھی کیا غصی غمی تھا کہ وہ وقت تھا کہ میں
 کیا کہ واقعی میرا تصور تھا مومن فریاد کا اب بعد جیتا ہوں جسے ہزار ہا دہریہ سیکڑے
 جو قریب پہنچ کر یہ نگاہ غور دیکھتے ہیں تو صاحب جنت ان کو یہ درشتاں سے مریضی جیسا کہ
 نگاہ لڑی ایک قدر نامکمل ان ابرو چھوٹا راجہ جنت ان سے دل پر پڑا کہ دوسرا مہو پیا ہے۔ جہاں
 اس نازنین مہربان کو دیکھ کر فریاد ہو گئے۔ جہاں سے ملاحتہ فرمایا کہ یہ سنا نہ ہیں۔ مہربان
 سر تا پا ناز و کرشمہ سے بھری ہوئی دلیہ بان بات بات سے پیدا نشانِ رغبتی ہو رہا تھا۔
 مثل خراب کعبہ گویا ترکانِ خونوار برسہا ہفت آرائی نصف بستہ ہیں عارضِ شمس کل
 بزمِ نایاب و ندان گوہر ابدار سے زیادہ نہایت زلفین ووش پر پڑی ہوئی ہر اسے شمس کعبہ
 کھار جی میں گلا صراحی دار سینہ پر جوین کا جھر رنہ نہایت نور کے سپین ڈھل ہوئی نور رخ سے
 نرم پانچ روشن مزارچ میں سرودہ پن کھنار لب اس پہنچے ہوئے ہر پاس جو ہر میں شوقہ مار سے ہوئے
 بھوسٹ میں شوقہ من کے کٹھی یہ یہ مہر ہوئے کہ گردن ہاں سے سنا سے ہیں یہ کھٹکھا
 کہ شوقہ صاحب جنت اس کی شوقہ ہوئے خدیج شوقہ کے انشاہ ہوئے رومی میں رہا کہ جب
 کیا سب ستون جاو کی کما کو لئی تھی و نصف راہی ہوئی تھی صاحب جنت کی جب نظر سے پر پری تھی
 تو انہی میدان اس زمانہ میں پیدا ہوئے اور سب آواز جات سے شوق ہوئی تھی کہ تہک پہنچا کہ جب
 جس جنت اس وقت سرایت سے تو بیکار ہو کر پڑی کو جیجیہ دایاں سوکھ جو صاحب جنت کے وہ
 اور پورے طور سے یہ نگاہ خیریت و رینہ جنت تو اس الشب دیر پہنچے نمودار تھی ہاں ہر وہ
 یہ صاحب جنت جی فریاد ہوئے جیسے کہ شوقہ ہر جنت ہاں ہر جنت ہر جنت ہر جنت ہر جنت
 ایک ایک نہ سوکھ مہر نہ دیکھتا ہے صاحب جنت نے پہنچے ہوئے کہ لو جان و دل سے عاشق ہاں
 ہاں ہاں صاحب جنت ہوئی تھی فراق صاحب جنت ان میں زندہ شوق تھی آدم ہر جنت صاحب جنت
 اسے کہ شوقہ و رہا سے صاحب کر کے فریاد ہوئے مستعد ہر جنت ہر جنت ہر جنت ہر جنت

کسی خوابش نہ کہ ایک تاجہ او کو دیکھ لیں یہ آپ کا فرما تھا کہ وہ رات نہ لگے نہ رات نہ لگے اور آپ بھی وہ عالم ہو
 کہ تو ہم سب جانتے ہیں آپ پر سے نقد کیے گئے یہ کہ آپ فرما سکتے ہیں یا صبر: یہ ان کے خوراک سے خوراک ہیں
 آپ پر ہی ہے: وہ جانتا ہے کہ کوئی آپ کا دل لب پر اور آپ کس کے مٹو پ ہیں یہ کہ اور وہ کی طرف دیکھ
 کہ کہ اولیٰ بجا کر پہلو میں بیٹھو باتیں کرو لی یہ خرد نیکو چھا نہیں معلوم ہو کہ تو یہ غمزہ ہی اور ہے
 جب کہ کرو یا تو وہ پتہ ری تھی کہ رتوں کو نیند نہ آتی تھی یہ اب یہ حال ہے کہ جب وہ آگے ہیں تو سفیران کا ہر
 کہ پہلو میں نہیں بیٹھتی ہوا رہتی بات تھی تو پھر چھو کم تخت کو کیون بھیجا کہ میں انہیں بات فی سنا کام کا ہی
 ہر جگہ ایسا ہے ہر خرد ہو چکا شرم و حیا کو بالاسے طاق رکھو پہلو میں جا کر بیٹھو دیکھو دیکھو انہیں یہ سب
 انہیں سنا کہ ان کو نہیں دیکھتے ہیں نہ کہ مسکرا کر جواب دیا کہ وہ ری مجھ کو بھی انہیں نہیں دیکھتے ہیں
 سب تو میری باتیں نہ کرنا میں نے کب تم سے کہا تھا کہ تم جا کو سناؤں کہ پناہ دے رہا ہے آپ ہیں مہم ہوا
 کہ آج میں یہ خوب ہیں کہ جانوں کہ فراق کسے کہتے ہیں اور شادی کی کسٹ: ہر جگہ انہیں انہیں انہیں سنا کہ
 بھی سنا ہی نہ کہ میرے کان ان باتوں سے آشنا بھی نہ ہو سکتے ہیں یہ بات ہمیشہ جانتے رہا ہے
 جانتے پہلے میں بیٹھتا ہوں یا بیٹھتا ہوں یہ کہ رات ہو سکوں کر تھو وزیر زادی سنا کہ وہ کہ خوب یہ لو وہ
 ہو لی کہ اگر ہیں تو آج کون تو تم تکو بھوت بھی نہ ہو یہ حالت میری ہی تو ہے: رات انہیں شرمی و دین کا
 زاری میں کہیں ہی تہ وقت میری ذکر تھا میں ہی تو شرمی و شرم نہ پڑھا کرتی تھی: انہیں تو بدلتا ہے ہفتین
 کہ کرتی تھی میں ہی تو وہ نہ پھا کرتی تھی میں ہی تو یہ ستون جادوں کے کہ کوئی بھی وہ ان سنا
 یہ سوداؤں لپرتی تھی میں ہی تو کوہ بے ستون کے میدان میں کسی ایک کھانا شوق ہو گیا اور
 بے ستون جا: وہ سنا حالت کا فقرہ کر کے چلی آئی تھی اور میں ٹرپ ٹرپ کر کے سنا: انہیں یہ کہ
 میں ہی نے تو دل پر کسی کی تجربہ کیا: تقریب کے چھو ہی کو طائران حرم میں ہی سنا: وہ یہ کہ
 آپ ہی میں نے تو یہ کیا تھا کہ میں اپنے نو بہک کرونگی نہیں لو کہ لی تدبیر کو میں نے کہہ دیا
 اپنی وزیر زادی کو روانہ کیا تھا یہ سب کام میں ہی نے تو کیے ہیں تم بیچو ری غریب آپ جانتے ہیں: شور
 سے وزیر زادی سنا کہ اُدھر تو تھا جبران نے کان بکھڑے کیے کہ یہ کہ وہ جانتا ہے: وہ نے شرم کا
 کہہ کیا اور آہستہ سے کہہ کہ تو ڈی شوق ہوتا نہ کہ کہ کوئی اپنی بات تجھ سے نہ کہ راستہ راز سے
 کہہ کہ شہر تو جیسا بگھتی ہیں وزیر زادی نے جواب دیا کہ سچ کہنے والے کو ہمیشہ براہ تو میرا ہے

نہیں ہو ملک نے عرض کیا کہ میں نہ مانوں گی اپنے کو ہلاک کرو گی اب یہ دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو گی اگر آپ کو
 یہ منظور ہو تو پہلے مجھ کو قتل فرمائیے پھر کثرت لیت لیتا ہے میں منع نہیں کرتی ہوں یہاں تک کہ سارے نے استقرار
 نہ کیا کہ صاحب قرآن نے فرمایا کہ تم عقبہ میں آنا میرے ہمراہ نہ چلتا تھا نہ یہ ایک حبیب یہ قول واقعہ ہو چکا
 ایک مسہری پر صاحب قرآن نے چکر آرام فرمایا ایک پر ملک نے خبر دے کہ بوقت سبغ صاحب قرآن نے
 بیدار ہو کر تازہ ہوا فرمائی در ملک سے رخصت ہو کر جمال راہدار کو ہمراہ لیا کرتا در بند سوسن کے روانہ
 ہوئے ملک روٹی روٹی بچے صاحب قرآن کے ملک سے بھی خبر دیا کہ سب خواہیں تیرے زبان پر حکم
 دینا تھا کہ سب تیرے ہوتے لیکن تھوڑے عرصہ میں سب سارے درست ہوئے ملک بھی رخصت ہو کر نزدیکی
 کو خواہیں کے عقبہ صاحب قرآن میں طرقت در بند سوسن کے روانہ ہوئی صاحب قرآن کو قلعہ منازل
 کا طرہ اہل فرماتے چلے جاتے ہیں عقبہ صاحب قرآن میں ملک بھی اُدھ کا حال سننے کہ خیر اسقلینوس
 کل لشکر کو لیا جیسے میں دو منزلا سے منزلا کرتے چلے آئے ہیں میں نے ملک میں صاحب قرآن کے ایک شب
 انعام کیا اب جو صاحب قرآن چلے تو ایک بحر میں پہونچے تھے ایک طرف سے بہت گرو کا پیدا ہوا صاحب قرآن
 نے جمال راہدار سے فرمایا کہ کوئی لشکر آتا ہے ذرا ٹھہر جاؤ دیکھیں یہ کس کا لشکر ہے اور کدھر سے آتا ہے اور کدھر
 کو جا رہا ہے ابھی صاحب قرآن کا یہ حکم تمام نہ ہوا تھا کہ پشت کی طرف سے آواز آئی کہ او جمال راہدار تو
 کہن گیا تھا تو نے بڑی خاک حرامی کی کہ سوسن سے بغدوت کی اب اپنے باپ طلسم کش کو اپنے ہوا
 لیس طرفت در بند سوسن کے پاس قتل سوسن جو دو چلا جہین کب تکاوا طلسم کش کو زندہ چھوڑا ہوں
 کہ تم دونوں در بند سوسن تک جاؤ اور سوسن بچاؤ سے متا بندہ کرو راوی بیان کرتا ہے کہ جب سن جاؤ
 انکو کہہ کی طرف جاتے لی تھی تو ایک ساحر کو مقرر کر گئی تھی او مائیں سے کہہ گئی تھی کہ جس ت تم کو
 جمال راہدار سے اسکو اسیر کر لاؤ چھوڑنا نہیں یہ حال کسی سے اسنے نہیں کہا تھا اس ساحر کا نام
 بختیہ نام ہو یہ اسکو اسی منصب پر مقرر کیا تھا اور بہت اقوم دینے کا اقرار تھا یہ جمال راہدار
 کے ملک میں رہتا تھا کہ اتفاق سے یہ بھی تلاش کرتا ہوا آنکلا جمال صاحب قرآن کو لیکھ پڑا
 یہ در حیرت میں کہ دل سے ہر ایک گاہ ہر ایک کے صفحہ دل پر صاحب قرآن کی تصویر کھینچی ہوئی
 دیکھ کر خواب میں بھی دیکھتا تو پہچان سکتا کہ یہ طلسم کش ہے اسنے جو دیکھا تو پہچان لیا دل میں کہا کہ خوب
 بوقت پر طلسم کش اور جمال سے سامنا ہوا دونوں کو اسیر کر کے لے چلے گا بہت کچھ انعام پر ونگاہیں

میں جن جاسکی یہ دل سے بائیں کر کے اٹھ کھڑا ہوا زمین سے اور ہاتھ جوڑ کر صاحبقران کی طرف چلا اور
 دوڑ کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور یوں کہنے لگا کہ میری خط معاف فرمائیے آپ بیشک طلسم کش
 ہیں اور قاتل ہیں شہ کمال جاو کے میں نے آپ کی اطاعت کی سوسن کی کیا ایماقت ہو تو وہ
 آپ سے مٹا دیکر سکے صاحبقران نے اُس کا سر اٹھا کر اپنے سینے سے لٹکایا اور فرمایا کہ میں نے تیری
 خطا معاف کی تو ادیان باطل کو ترک کر اور اعلیٰ امت اسلام کو اپنے ساتھ لے آئے اس وقت امت اسلام کی و
 صاحبقران کی شراکت کی صاحبقران نے پوچھا کہ آپ اس طرف کس شریفیت سے جاتے ہیں کہ ہرکا
 قصد ہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں در بند سوسن کی طرف جا رہا ہوں براہ راست رہا ہی خواجہ شکر و
 براہ راست کتل سوسن جاؤں میرے قتل کے سوسن وہ شہید بی لوح آئے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا
 کہ حضور اس طرف بیٹھا کشتہ ہو گیا جاتے ہیں سوسن جب وہ تو ہی جز ہو کر خواجہ کے ہاتھ سے
 طرف در بند غلیم سبزی کی بدوڑا رہا، یہ عمر کو اپنے باغ تین گیدہ کرئی تھی اپنے سپہ سالار او
 قتل کرئی تھی یہاں سے چند فاصلہ ہو کر وہ دین سے بھی رہ گئے کہ تھوڑے جادو سپہ سالار
 سوسن جادو اپنے بیان کیا کہ سوسن جادو آپ پر مقہور کا بڑا بھائی مقہور کے
 پاس آیا بڑائی کی آرمین تو وہ تھوڑے سوسن سے نکل کر تھوڑے بہ سیدک دانخان گرز زن
 مقہور غافل ہوا حضور نے فرمایا خواجہ سوزن پادشہ نکل کے رہے ہیں تھے سنا کہ نغان گرز
 زین اور مقہور جادو سوسن سے سب سے بڑا ہے آپ سے متفق ہو کر چنانچہ اعظم جادو سوسن
 کے اقرا ہو گیا کہ آپ لوگ نہ تھے تھیں تین طلسم کش لو بھنوں سپہ کری اور پادشاہت
 میر کر لوں گا وہ آپ کی تہمت رکھتا ہے تو مجھ سے متقابلہ کرے ایک ذرا سے حملہ میں میں سوا سید
 کر لوں گا ان دونوں سے اس سے کشتہ پر عمل کیا ہوا سوسن و مقہور جادو و افغان گرز زن کو ان
 پر قہر میں کہ جب طلسم کشا دہ تھے وہ تو اس سے مت بلہ ہو کر یہ جوا سے بیان کیا صاحبقران نے
 کہا ان میں سے کوئی نہ فرمایا کہ سب سے راجات در بند سوسن کے جانا بیٹا ہی بلکہ لازم ہے کہ طرف
 در بند اعظم کے چہین و افغان گرز زن سے مقابلہ کریں دیکھیں کہ وہ کیسا پہلوان ہوا وہ
 کہ تھوڑے عرصے میں رہے تو کہ تھوڑے سے مت بلہ کو کشتہ ہر جمال سے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہی
 میں آئے کہ یہ کتاب معاف کر دے میں نے یہاں سے چلے گئے ہیں چلیے گا آپ کی خدمت

بجلا تا ہوا چلا چلو کا جمال سے یہ سنا صاحب قرآن نے سینکست جادو سے کہا کہ اب نہ رہی اور
 جھوٹ و درہندہ اعظم کے لئے چلو اسے عرفی کیا یہ سنا خبر سے ابھی ان کے لئے لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 فرمایا کہ یہ جو کرو غبار بلیتہ ہوا یہ آید لشکر کے آثار ہیں یہ لشکر اسے اور معلوم ہو سکتا ہے یہ لشکر اسے اور
 یہ ہے اس کے ہمراہ چلوں صرف یہ خیال ہو کہ کوئی حراہت میرے، مطلق اس کی خبر پا کر میرے مقابلہ کا قصد
 نہ اپنے تمام سے نہ چلا ہو جب وہ یہاں آکر پوسٹ اور اساتذہ معلوم ہو کہ صاحب قرآن یہاں پہنچے آئے
 لشکر کو دیکھا چٹ کے تو وہ خیال کریگا کہ تمہارے پھر سے ڈر آیا ہے جسے تمہارے چلا گیا مگر یہی شک ہو گی ان لوگوں
 کے کہ تمہارے یہاں ہیں جب حضور کا جی چاہے تشریف لے چھوڑیں یہ ان کے عقب صاحب قرآن کا اس دور
 کہ یہ صاحب قرآن بھی ایک رست کے ساتھ میں کھڑے ہوئے اس کی طرف ملاحظہ فرما رہے تھے کہ وہیں آئے
 کا شک کا کہ وہ ان میں آکر سے پچاس علم نیا مست پچاس ہزار لشکر پیدا ہوئی نشان کے یہ پچاس پچاس پچاس
 خداوند کریم خبر پڑھی اور ایک مرتبہ اسے اس غبار کے میں غار اور اسے اسے کشیدیں پر علم رہے ہوئے ہیں
 کے تھے ہر ہونے کے بھی ہر یرون پر حمد انہی مرقوم تھے کہ وہ علمدار اگر ایک طرف کو تھے کہ کیونکہ انہی کے تھے کہ
 جہاں پر صاحب قرآن کو دیکھن ٹھہر جانا پھر اسے کو تھے جانا کیونکہ ہم تو مل میں صاحب قرآن میں چاہے جیسے علمدار
 نے صاحب قرآن کو زیر سایہ و ڈت جلوہ گرد دیکھا ایک طرف عقب ہر صدر کھڑے ہوئے تھے اب اور چار سو
 منور ہو اور بھی ایک دات کو صف بستہ ہو چونکہ صاحب قرآن دور تھے یہ بیچہ مع جھنڈا تھے پچاس
 ان لوگوں کے یہ سبب بندی کے کہ وہ ہاتھ یون پر سوار تھے صاحب قرآن کو پہچان لیا کہ سب صاحب قرآن
 نے سینہ دیکھا تو کچھ صورتیں آشت معلوم ہوئیں اور نشاندہ سے اشارے کہ وہ نہ تھے یہ صاحب قرآن
 نہ تھے ہو گیا کہ یہ لشکر ساحرون وغیرہ کا تھا پرستی جو سب مسلمان ہیں کیونکہ ان کے اشارے علمدار
 کچھ برس سے یہاں ہیں صاحب قرآن حیران و پریشان ہیں کہ یہ لشکر کا ہوا اس لشکر کا کیا یاد شہادت
 کہ یہاں کیونکہ یہاں پر ہوا یہ کیونکہ یہ مقام تو قیام کر کے کا نہیں یہ نہ وقت شام تو قریب نہ کہ منہ زبانی کر کے
 ان لوگوں کے میں سے دیکھا بھی یہ خیال دیا میں اسے جانتے تھے اور ملاحظہ فرماتے جانتے تھے کہ صاحب قرآن
 نے ملاحظہ فرمایا کہ بعد گزرنے جلوس سواری کے اب اندیشہ کی شروع ہوئی دیکھ کر ایک حکیم و فاضل
 زخم تخت پر سوار ہوا اسے ایک تخت اور اس پر قاشیم ڈالا ہوا میں طرف اس لشکر کے ساحرون کا
 انکا فسر اور سوار عقب میں لشکر پر شمار عقب لشکر اٹا ہوا ہوا اس تخت سوار سوار لوگوں

سے لپٹا کر اٹھ کر اس مقام پر کیون قیام کیا اسکا کیا سبب تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے موافق حکم کے عمل کیا اسکا حکم تھا کہ جہاں پر صاحبقران کو دیکھتے پھر آگے نہ بڑھنا اسی مقام پر قیام کرنا چنانچہ ہم نے یہاں آکر صاحبقران کو تشہد لیت فرما دیا ملاحظہ فرمایا کہ وہ زبرد رخت صاحبقران عالی شان جلو فرمایا ہین اسی طرف ملاحظہ فرمائیے ہیں اسقلینوس نے سر اٹھا کر اُس طرف دیکھا صاحبقران کو: وہ گر پایا روی کہتا ہے کہ حکیم اسقلینوس عقب صاحبقران شکر لیکر چلے گئے اب یہاں آکر پہونے راہ ہیں صاحبقران سے ملاقات ہوئی اگر صاحبقران باع ملکہ میں قیام نہ فرماتے تو بہرگز یہ اسقلینوس سے ملاقات نہ ہوتے اُس قیام کے کرتے سے یہ ہوا کہ شکر آکر صاحبقران سے ملحق ہو گیا جب اسقلینوس نے ان لوگوں کی رہائی کی اور خود بھی صاحبقران کو تشہد لیت فرما دیکھا اُدھو جب صاحبقران نے اس تشہد کو دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ شکر نے قیام کیا خود اس شکر کی طرف اس قصد سے چلا کہ دریا چار دیووں کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہ سکا شکر ہے صاحبقران اُدھو سے چلے اُدھو سے اسقلینوس ہر اس قدر مبوسی صاحبقران چلے جب صاحبقران قریب پہونے اب صاحبقران نے پہی ناکہ یہ شکر میرا ہے اور یہاں وقت پر جو سوار ہیں یہ حکیم اسقلینوس ہیں اور وہ جو لشکر حراں ہے وہ بھی میرا ہے شکر نے یہ دیکھ کر صاحبقران اُس مقام پر بٹھ گئے اور جمال را بہار سے فرمایا کہ دیکھ تم نے حکیم اسقلینوس کو اب یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب پہونے انکو رقعہ دیا ہے وہ اس رقعہ کو پڑھ کر فوراً مع شکر کے وہاں سے چلے گئے کہ اسوقت پہونے خیر اب انکو بھی ہمراہ لیکر طرف در بند کے چلیں گے ہم سے تو چاہا تھا کہ یکے نہ نہ بنا کر در بند کو نفع کریں مگر حکیم اسقلینوس نے ساتھ نہ چھوڑا آتے ہیں تو آتے دو اُدھو حکیم نے جب انہوں نے پہچان لیا تو مع حکیم شیطین و وزیر کے ستون و دیگر سرداروں کے تخت پر سے اتر کر چار دیو پہونے ہو کر دال سے ہاتھ باندھ کر خدمت نما جعفران میں آیا اور صاحبقران کے قدم پر گر کے عرض کرتے تھا کہ ہم غلاموں سے کوئی ایسی خطا سرزد ہوئی کہ ہم کو چھوڑ کر حضور یکہ و تنہا روانہ ہوئے جو خطا سرزد ہوئی ہوا اسکو معاف فرمائیے صاحبقران نے حکیم کے سر کو اٹھا کر سینے سے لگایا ہاتھ کھوئے فرمایا کہ کوئی تمہارے کوئی خطا نہیں ہوئی بلکہ یہ سبب ہوا کہ میں نے تم سے کہا کہ میں طرف در بند سوسن کے جانا ہوں تم لوگوں نے منع کیا وہاں خواجہ عمر و تہید سے مجھ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو میں ان لوگوں کے لئے پہونے عمل کروں اور وہاں خواجہ کو سوسن جادو و نقل کر ڈالے تو میری خرابی ہو پس میں بوقت شب پہونے

جھکو حیرت ہوئی کہ یہ کس خدا پرست کا شکر جو آخر پرستہ دریافت چلا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی اب
 ہم اور تم ملکر طرقت کوہ اعظم کے چہین کے استقلینوس نے عرض کیا بہت خوب اسے لینا صاحب قرآن
 نے سبقت میں چادو کو سب سے دیا اسے سب کو بہت سزا دیا صاحب قرآن نے اسکو بھی بارگاہ میں صحت
 ساحران میں جبکہ مرحمت فرمائی استقلینوس نے عرض کیا کہ گستاخی معاف کر حکم ہو تو مکہ عالم کو بھی شکر
 میں سے آؤں آپ کی اگر مرضی عالی ہو تو انموط لب فرمایا یہ صاحب قرآن نے فرمایا کہ یا ان کی نقصان
 انکو جو الگ الگ چنے کے حکم دیا تھا اسے سبب بہ تھا کہ یہ سے مراد شکر نہ تھا میں لایا تھا کیونکہ میں تم
 سیکو چھوڑ کر چلا آیا تھا میں نے یہ خیال کیا اگر انکو ہمراہ لیا جاتا ہوں یہ سب عورتیں ہیں جو سیتہ یہی
 کہیں گے کہ قرہ صاحب قرآن عورتوں کا شکر لید براسے تھا بد آئے ہیں اس میں میری بدنامی بھی پس میں نے
 الگ الگ گناہوں کے حکم دیا وہ غلطہ آئی میری ہمراہی میں بتم لگا لئے ہو اب انکا بھی شکر میں ہوتا اور میرے
 ہمراہ ہونا امر نقصان نہیں ہوا استقلینوس نے کہا کہ یا صاحب قرآن ملک کہان میں ہم کو معلوم ہو ہم
 خود ہمارے آئین صاحب قرآن نے فرمایا کہ اسی جنم میں کسی مقام پر فروکش ہیں تلاش کر لو کیونکہ انکو حکم
 غلطہ اترنے کا دیا گیا تھا وہ کسی مقام پر ہوئی حکیم استقلینوس نے اسی وقت چو بارون کو بلا کر
 حکم دیا کہ اسی صحرا میں تلاش کرو کہ کسی مقام پر کچھ کیے وغیرہ برپا ہوں ہم کو اگر خبر دو وہ چو بارون حکم پا کر
 فوراً روانہ ہوئے تلاش کرتے کرتے ایک مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ چند جیسے وغیرہ برپا ہیں انھوں نے
 وہاں جو لوگ تھے ان سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ جیسے ملک برجیس آفتاب منظر کے ہیں وہ براسے
 شکار آئی ہیں وہ چو بارون یہ دریافت کر کے لشکر میں آئے اور داخل بارگاہ ہوا استقلینوس سے عرض
 کیا کہ جی ہاں آپ کے لشکر سے تھوڑی دور پر چند جیسے برپا ہیں ہم نے توجہ کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ
 ملک برجیس آفتاب منظر براسے شکار آئی ہیں یہ آئے جیسے ہیں جب یہ حکیم استقلینوس نے
 ان صاحب قرآن سے بیان کیا کہ یہ جیسے خبر معلوم ہو گئی دریافت ہو گیا اب کیا آپ فرماتے ہیں صاحب قرآن
 نے فرمایا کہ جا کر آؤ استقلینوس نے عرض کیا کہ ایک رخصت پناہ تھوڑی غریب فرمادیجیے اس میں یہ مضمون ہو
 کہ میں نے استقلینوس کو تمہارے پاس روانہ کیا ہے تمہارے ساتھ شکر میں چلی آؤ اب ہمارے شکر آگیا ہے
 صاحب قرآن نے اسی وقت پرچہ قرطاس پر یہی مضمون تحریر کر دیا حکیم استقلینوس سرحدوں کو اور
 ایک محافظہ ہمراہ لیا اسطرح کو روانہ ہوئے اوصاف ملک کو بھی طائران سحر نے آگاہ کر دیا تھا کہ یہ شکر صاحب قرآن

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

صاحبقران سے سب کا جھڑوسہ لیا حکم لیا دیا یہ وقت سے سب ان ہونے لگے حضور سے عزت میں سب
 سامان درست ہو گیا صاحبقران و نائب پر سو رہے و سب لشکر و خاں سردار چست و تیز رہے اب ان کو
 سفری پر چوب نہ پڑی تھی کہ ایک طہسار سپہا بر سوئی رات بھر نہ سوتے تھے نہ کھاتے نہ پیتے نہ
 کی چاہت تھی صاحبقران سے نہ اروا نہ فرما کہ ابھی شکر کو حکم کہ پتہ تار و لہجہ صفت
 آرائی کا حکم و کمونکہ یہ آمد شکر تو ہر کوئی سے ترستے تھے کہ اس لشکر کو دیکھ سو شہید ہونے سے بد کرے
 آئے ہو یا کسی سے ترک ہوئے تھے کی خبر پا کر سو سن چھا دینے روانہ کیا کہ جو کہ جا کر رہ میں رہے لو اور تھی یہ
 لڑو یہ جو صاحبقران نے فرمایا استقینوس نے اتنی وقت لشکر کو صفت لایا ہونے کا حکم دیا شکر صفت
 ہوا کہ وہاں بڑا سب اگر پہونے اور طہسار میں کے مانل ہوا صاحبقران و دیر سرداروں نے و خاں بل لشکر
 دیکھا کہ زیر ابر یہ قوت نہ رخصت پر بدشاہ طہسار لیتا سما کے بلند آواز سو رہے میں سر پرچہ مالائی سر پرچہ
 کر رہا ہر تاج سر پرچہ قہر سے قہر کا زبردست تیرنگ بیان موتیوں کے ماٹ سے شمشیر الماس نکال رہی ا
 ہونے پر و جھولی سحر ایک پہلو میں ایک جوان تاج سر پرچہ پہنے ہوئے سوار چار ایک سداوت قوت کے
 ایک تخت پر دو تارین سو رہے تین ایک من چارو ایک کم سن ہو عقیب میں لشکر بشارت ہر ہر
 و قرآن سے پر سوار بر قین تمکاتے ہوئے ہر قین ہلاکے ہوئے شعبہ سے سر دھکاتے ہوئے کوئی پانی پیا
 رہا تو کوئی بار سحر سے بارش مردار پر کسی نے بیخ سحر نہ دیا کہ وہ ہوا پر قہر کہ ہوا میں سے خوشبو
 چلی آئی چو اسی طریق سے وہ لشکر جو کہ قریب پانچ لاکھ کے تھا چلا آتا تو عقیب لشکر آرد رہا سے سر
 پر بار کاہن و خیمے وغیرہ بارہین صاحبقران نے سیم سے بلند آواز کو دیکھا سرداروں سے فرمایا کہ لو
 بادشاہ طہسار بھی آگے جوا تھا استقبال کرو اور استقبال کر کے لاوجب یہ آئیں گے تو چہ سفہ کا حکم دینے مرد
 ادھر سے چست صاحبقران نے استقینوس سے فرمایا کہ یہ جوان جو شمشیر پر سوار چار ہوں چار اور تارین
 کو ان میں با استقینوس سے عرض کیا کہ یہ جوان کو فرزند ہر بادشاہ کا اور چون زمین کم سن ہو یہ دختر چار
 یہ سن ہو یہ زوجہ ہر سہ ما سے بلند آواز ان باقی اور سب سردار میں صاحبقران نے یہ سننے فرمایا کہ معلوم
 ہو گیا رہی کاہن کہ ادھر ہے سردار بجا صاحبقران طہسار و شاہ کے برائے استقبال چھے اور دھر
 ہر سہ ما سے بلند آواز سے ہو گیا کہ صاحبقران کے لشکر و کل سرداروں کے تشریف فرما میں یہ دیکھ کر بادشاہ
 نے بہت فرزند و زوجہ و دختر سے و سب سرداروں سے فرمایا کہ چیل ہر جا و ساتھ صاحبقران لیتا ہے

باقی قصه سے وہ سب سے پہلے حقیقی و مسمومین کے اعظم کوہ پر تقرر ہوا کہ جب طلسم لکھ سطریت کو آیت کا تو متغایہ
 یہ چہ عجز بین سے جو بہت بڑا تھا وہاں کیا کہ در تیرہ سو سن کر جان بیکار ہوا اعظم کوہ کی طرف چلا وراخان کا راز
 سے متغایہ کوہ پر پہنچی تھی کہ پہلے کا قصہ کیا کہ حکیم صاحب سے لکھ کر پہنچے انھوں نے اکرانہ کہ
 اسی وقت ہر طرف سے فریادیں سننے لگیں کہ اچھا وہ دن اور اسے بہانہ سہلی اب لشکر کوہ کو پہنچا ہے وہاں
 اس پر ہوش سے کہ تھوڑی آنکھ سے دیکھ کر اب کل یہاں سے مستقیم دلت عظمیٰ کہ چھوڑا
 پہل کر انھوں نے اکرانہ کرینا شروع کیا بھی دیکھیں کہ یہ کیسا جوان اور پادوان پر اور کس قدر زور و قوت
 اور طمانہ اور اس پر تیرہ کا پادوان کوہ میں کسی لائق نہیں ہوتا ورنہ میں اس کو زیر کر سکتا ہوں اتنے میں ایک
 دانی ہوتا مثل منور کے فیض ہوتا میں بھلا کیا کسی کو زیر کر دیتا اور کیا مقابلہ کر دیتا اس سے پہلے حکم
 اسی سے آج تک میرے مقابلہ کی باری میں نہیں کہے کہ ہم مزہ کوہ پر کر لیتے یا مثل فغان کے اسی سے
 حتمی و عجز کیا ہے اور یوں قریب ہوا شکوہ کچھ تو غرور پر اس سے مقابلہ کرنا پر ضرور ہوا اگر رایت و حوالہ نہ ہوتا
 اتوں در خیال کرے گا کہ طلسم کا کوہ میرے حال سے آذی ہوگی وہ میرے خونت سے ادھر نہیں آئے اور میں
 اسو اسے خداوند کریم کے کسی سے نہیں ڈرتا میں اگر خداوند کریم جانتے کا تو میں اس پر غالب ہوتا اور نہ جسکو
 ایک مثل پنج سالہ زیر کر سکتا ہوں وہاں پہلوان پر مگر فضل خداوند و جوان سے آج تک میں کسی سے
 از و انہیں تیرہ سو سن سے پہلے ہی ثابت زمین سے لگائی کیا علم کہ اس پر اتنے سالی میں یہ دولت میرے
 ہاتھ میں ہو سکی مگر میں نے اپنی باری بندہ ہر طرح مجبور و زچار ہوا اسکو اختیار ہر قسم حالت و احوال
 اسے ہر سو چھوڑ دیا ہے اسے جو چاہے آئیں کریمہ انحر من کثرت و قتل من انہ نہیں اس پر کس غی
 میں شہر میں رہتا ہوں کہ فرور و تکیہ کا بچہ م اچھا نہیں ہوتا در ہمیشہ ص حب غرور و تہا ہے
 بہت ہوا و تیرہ سو سن سے پہلے ہی لوگوں کے کسی کو زیر نہیں کرے و نہ وہ سب کا خالق ہی اس نے
 سے ہوا یہ ایک بہت بڑا ہے و تکیہ کر کے کیا شرم یا رانہ در و باری آئے ہو ملوک احمیت
 اسے میں پڑا ہوا ہے تیرہ سو سن سے پہلے ہی معتبہ ہوا احمدی رحیف عجز و انکسار سے خداوند کریم
 عویش ہو گیا ہے سد غرور انہیں چھوڑ دیا ہے رگڑتا ہوا کہ بڑا تہیہ ہوتا ہے ہر دینا لوجہ و رخصت کہ بہت
 سے بہت ہے میں نے اسے نہ لگایا ہے وہ سب عمر ہمیشہ رہے ہیں اور تہو کہ فروشی کر کے میں اسے کیا کیا
 عجز و رخصت ہے میں نے اسے نہ لگایا ہے میں نے غرور لکھتے ہیں و رجب عمر ہوئے ہیں کوئی انکی عزت

نے عرض کیا کہ یہ کشت کل لشکر کا جو کڑی رکھتا ہے تو یہ کشت کل لشکر کا جو کڑی رکھتا ہے
 اعظم جادوئے دربار برخواست کیا افق از زن بھی موجود تھا ہے، عظم جادوئے کہ کہ آپ کا یہ خیال
 تھا ملائم عمرانیہ کہ عظم کشت آلیا یا نہیں آپ کو فرست گئے کہ عظم کشت آلیا میرے خون سے اچی
 حضرت یہ لوگ جو قتل کرتے ہیں اس اور کو قتل کرتے ہیں یہ لوگ کسی سے ڈرتے نہیں ہیں احقر جادوئے
 جواب دیا آئے ہیں تو کیا بنائیں گے تم کو حتیٰ وہاں کر پتہ ہو کہ ہمیں کر لین گے یہ خون اس راہ خون
 افغان کے کہ میں خون کے سبب سے نہیں کہ میں عظم کشت آلیا کہ کل ہم آپ تلپین کے و درامش
 ہوئے یہ مکر دربار برخواست کیا سب سپاہ اپنے مقدم پر آئے اور جو دربار کشت آلیا اپنے مقدم پر آئے
 نہایت عظم کرا اور چھوڑ دیا لیکن سب سپاہ اپنے مقدم پر آئے اور کشت آلیا سب سپاہ اپنے مقدم پر آئے
 کہ یہ کشت آلیا جو کرا کر کشت آلیا جو کرا کر کشت آلیا جو کرا کر کشت آلیا جو کرا کر کشت آلیا
 کے سب بند و بست کر کے اور سب بند و بست کر کے اور سب بند و بست کر کے اور سب بند و بست کر کے
 ہوئے یہ کرا اور چھوڑ دیا لیکن سب سپاہ اپنے مقدم پر آئے اور کشت آلیا سب سپاہ اپنے مقدم پر آئے
 کل لشکر عظم جادوئے کا جو کہ قریب پانچ سو ساٹھ سو کشت آلیا جو کرا کر کشت آلیا جو کرا کر کشت آلیا
 ہوئے کشت آلیا کے بارگاہ کے آئے ہوئے کشت آلیا کے بارگاہ کے آئے ہوئے کشت آلیا کے بارگاہ کے آئے
 ہوئے یہ سب
 یہ لکھتے ہیں اور یہ تحریر کرنا کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ
 اس بار کو دیکھو بادشاہ کشت آلیا کہ وہ ایک کوہ عظمیٰ کہ وہ ایک کوہ عظمیٰ کہ وہ ایک کوہ عظمیٰ کہ وہ ایک کوہ عظمیٰ
 یہ کہ کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ
 کے چند دن اس کو روانہ کیا کہ چکر خیر نور و کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ
 آ کر چلے کہ کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ
 چکر خیر نور و کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ کہ یہ ایک کوہ عظمیٰ
 کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ
 کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ
 کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ
 کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ کے کشت آلیا کوہ عظمیٰ

بادشاہ کے ادھر صاحب قرآن نے دربار کیا سب سردار حاضر رہے ہوئے صاحب قرآن نے خواجہ عمر و
 کے مقام کو پہنچ کر فرمایا کہ بھائی عمر و کے نہ ہونے سے دربار سوچا اور وہ ہوئے تو کچھ پہل پہل ضرور
 ہوئی زبان تو یہ گفتگو ہو رہی یہ بات بلا سے کہو اعظم جادو و سوسن جادو بیدار ہوئے اور سب
 سردار جو کہ زبان رہ گئے تھے علاوہ اسے جو شکر یہ زبیر اودا سے تھے اعظم جادو و سوسن بیدار ہو کر
 و سب امر ضروری سے فراغت کر کے ساری سہ ماہی بیرون نکل آئے سب سردار یہاں
 پہنچے تھے سب مجاہد الہ کے بعد جسے وغیرہ کے اعظم نے سب سرداروں کی طرف دیکھ کر سب
 سردار و ضریح سوسن افغان گرزین کے جب افغان گرزین کو اعظم جادو و سوسن نہ پایا سوسن
 کی طرف دیکھ کر کہا کہ کب سب مجاہد افغان گرزین بھی تک نہیں آئے اب سب سردار تو آگے
 ہیں صرف انکی دیر ہو رہی ہے تو بین لشکر کو روانہ ہوں یہ تو بین نہایت کرو کہ مزاج کیسے ہو جو
 بھی تک نہیں آئے سوسن نے کہا کہ یہ کیا ہے جو قلمور جادو بھی کو نہیں آیا ہے اعظم نے کہا
 کہ پھر ان دونوں کو طلب کرو سواست کہ سویرے سے یہاں چل کھڑے ہوں اور لشکر میں پہنچ
 ہوں میں اور آج ہی تاہم لکھن طے کرنا ہے جو اب طلب کر رہے ہیں ورنہ فکر ہے بلکہ سوسن نے جواب دیا
 کہ بہت خوب یہ جواب دے کر ایک چوبدار کی طرف دیکھ کر کہہ کر تھوڑے دوڑے کہو کہ
 افغان گرزین کا مزاج کیسا ہے جو بھی تک نہیں آئے ہیں یہاں سب آمادہ ہیں ویاہین کو
 طرف لشکر روانہ ہوں وہ چوبدار یہ حکم پا کر چلا وہاں افغان گرزین جو بیدار ہوئے تھے تو انھوں نے
 آج اپنے کو دوسرے لباس سے آراستہ کیا تھا رکائے خود و زین پر آراستہ کی راستہ سے
 مورے پٹنے جوشن و چار آئینہ جسم پر آراستہ تھے دو ٹول پر کان کی تڑکھن ہزار ہوں کا کمر بین
 تیغہ اصفائی قاب میں سپر بلائی خوش خیم گرد اور دیگر آرائش و ضرب سے خوب آراستہ
 مراستہ ہوئے جب اپنے کو آراستہ کر چکے تھے تو سب مقتدر ہوئے کہ اب چلو وہاں اغتال کو میرا
 انتظار ہو گیا یہ مقتدر ہوئے کہ رہے تھے کہ چوبدار سے اپنے آئے کی خبر کرائی جب خبر پہنچی اسکو سنا
 طالب کیا آئے تھے حجاز کر کے عزت کیا کہ بادشاہ نے دریافت کیا کہ مزاج کیسا ہے اور فرمایا کہ کب
 سب مجاہد بھی تک نہیں آئے ہو غرض ہوتا ہے افغان سے چوبدار کہ تم ٹھہرے رہو ہم ساتھ ہی ہیں
 ہیں وہ چوبدار ٹھہر گیا چونکہ یہ آراستہ تو ہو ہی چکے تھے مع مقتدر کے چوبدار کے پھر دھڑلے سے

کے چلے یہاں، عظیم جادو کو انتظار تھا کہ افغان گزرے جو نیچے مجرا کیا، عظیم اور سوسن کو بس جب مقصود و واقف
 آپ کے تو عظیم جادو سب سرکاروں وغیرہ کو ہم انیکزیر کو آئے اور لشکر کی طرف چلے وہاں لشکر انتظار
 میں کھڑا ہوا تھا کہ آمد لشکر کے عظیم جادو کی دیکھی سب لشکر اسی طرف متوجہ ہو گیا یہ خبر ہر کاروں سے
 صاحبقران کو پہونچائی کہ عظیم جادو مع سوسن جو دو افغان گزر زن وغیرہ کے اپنے لشکر میں رہتا
 ہے یہ سب کے صاحبقران نے فرمایا کہ پر دے بارگاہ کے اٹھ ویسے جاؤ، ہم بھی آمد عظیم جادو کی دیکھیں
 یہ حکم دینا تھا کہ پر دے اٹھاویں گے صاحبقران و کل اہل و عیال دیکھا کہ ایک برسیاہ عظیم جادو
 کی طرف سے اٹھا اُس ابرہین برق کی پیک اور رعد کی گرج تھی لکھنؤ و ناقوس کی صدا آرہی تھی اُسے
 اور بارش دروید ہو رہی تھی کہ وہ ابرقربیب لشکر آکر شوق ہوا صاحبقران وغیرہ نے مل جھپٹ فرمایا کہ
 اُس ماہر سے بہت سے تخت پیدا ہوئے اور منس و بازو اور دیکھا کہ اس کے تخت پر ایک ساحر
 اور ساحرہ بیٹھے تھے ساحر تو سر پر تاج رکھے ہوئے تھے اور اس شاہی سے آراستہ
 تھا اُسے طور سے وہ ساحرہ بھی تھی سہ پہاں دونوں کے تاج تھے اور چتر گردش کر رہے تھے مچھل
 مہوستان تھے بال ہما کے سامنے اُن کے سامان سحر رکھا ہوا تھا برابر اُس تخت کے دونوں طرف
 تخت تھے ایک تخت پر صاحبقران نے دیکھا کہ ایک پہلوان تندر اور قوی تن قوی من یہ معلوم
 ہو تا ہے کہ غالب دیو میں انسان پر آلات حرب و ضرب سے از سر نہایا آراستہ و ہیرا ستہ گرز ہشت
 پہل اُس کے پاس تخت پر رکھا ہوا تھا عجیب طرح کا گرز تھا کہ اُس کے آٹھ پہلوا ٹھورنگ کے تھے
 صاحبقران نے بادشاہ طلسم سے دریافت کیا کہ یہی عظیم جادو جو تخت پر سوار ہے یہاں سے
 نیست آواز سے عرض کیا کہ یہ پتہ آگے کے تخت پر ساحرہ و ایک ساحر تاج پہنے ہوئے سوار ہے
 یہی عظیم جادو و سوسن جادو ہے اور دینی طرف سب سردار سحر ہیں اور بائیں طرف غیر سحر ہیں اور
 یہ جو ایک تخت پر برابر عظیم کے سوار ہیں یہی افغان گزر زن ہے فریہ سے معلوم ہوتا ہے اور جو برابر
 اس کے تخت پر ہے یہ قہور جادو ہے راوی بیان کرتا ہے جب عظیم جادو اپنے لشکر کے قریب آکر پہونچا
 سب لشکر نے پہلے سلمیٰ کے بابتے بجائے علمہا سے لشکر کو جلوہ دیا سب اہل لشکر نے جھک کر
 سلام کیا عظیم جادو و سوسن جادو سب کا مجرا و سلام لیتا ہوا سرداروں کو ہمراہ لیے ہوئے داخل
 لشکر ہوا اور ہر کام میں نے خدمت صاحبقران حاضر ہو کر سب حال سے اور ہر ایک سردار کے نام سے

بجائے

اخص جعفران کو آگاه کیا کہ لوان سردار بر سر کوه دوزخ جب جعفران کو معلوم ہوا
 کہ اعظم جاوہر گیا آپ نے سیو قمت و غیرہ بظاہر فرمایا کہ یہاں سے کوہ دوزخ میں اتر جاؤ و یہاں
 تک پہنچ کر کے لکھو کہ میں نے جعفران کو اپنی زبان سے رش و فرستے ہوئے ہوں کہ یہاں کوہ دوزخ میں رہا
 نامہ تحریر ہو چکا ہے اعظم نے یہ فرمایا کہ جعفران کو یہاں سے واپس نہ لے جاؤ اس کے ایک
 نامہ بنو مسعود اس مضمون کا تحریر کر کہ تمہارے برائے جو سزا ہے اس پر یہ مقام میں کو پہلے سزا
 دے دینا کہ تمہیں یہ کہ تم سوچو کہ لوہے کی تختہ کی تیرہ ہونے لگی ہیں جہاں سلامت لپیٹ
 چکے جاؤ ورنہ یاد رکھو کہ وہ سزا کے سخت پر ہو گا کہ تم مرنے کو دیکھو کہ یہاں پر الیغیر
 جسے کا جتنہ بار سننے نہ ہو کہ سب کو کہہ دیا کہ باقی ماند حضرت اپنے سردار و بادشاہ
 طلسم کے جعفران کو ہر سے اپنی خط و طاف کر رہے ہیں اسلام کو ترک کرو یہاں سے چلے جاؤ ورنہ یاد
 رکھو سوا سے سخت آگئی ہے ورنہ مت پسانے کوئی ورنہ امری حاصل نہ ہو کہ میں تمہیں دیکھتا ہوں
 ہوں لوح طلسمی کا دستیاب ہونا حال پر نہ خیال کرو کہ ہمارے دونوں درباروں کو اس کو بے ستون
 کے قتل کر لینے کے یہ خیال نہ ہو کہ یہاں سے جاؤ منظور اور نہ اٹھ کر تار و تار سے
 پھنسا ہو کر کل میدان جنگ میں آؤ ورنہ جی نہیں دوں ان دشمنوں کو کہ یہاں ہمارے طبع و خلق ہرگز
 پر درز ایک لمحہ ہو جائے کہ جتنے ہوں وہاں سے ہرگز نہ چلا جائے کہ یہاں سے ہرگز نہ چلا جائے
 یہ ہر کسی کی شہادت میں ہے کہ اس وقت تک کہ میں نے یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں
 کرے گا کہ جی رہا ہوں کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں
 مرحوم کا ایک کھانا کھا کر چلا کر کے جب تک کہ تمہارے اوائل خان سے ہرگز نہ چلا جائے کہ یہاں سے
 مغلوب ہوا کہ ہرگز نہ چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں
 سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے سب سے
 اٹھ کر لڑنے والی ایک ہونہ کو لڑنے والی ہونہ کو لڑنے والی ہونہ کو لڑنے والی ہونہ کو لڑنے والی ہونہ کو
 ہرگز نہ چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں
 نہیں منظور ہو کو بدوں دیکھا یاد رکھو کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں
 تم کو اختیار ہو زیادہ تحریر ہو چکا ہے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں چلا جائے کہ یہاں سے نہیں

اس کے پیش پر عظیم جادو نے اپنے لکھنے والے اپنے ہاتھ میں بند کر کے ہر کی بادشاہ کے
 نام پر بار بار اس کے نام پر پیش کیا جب یہ نامہ تیار کیا سو وقت عظیم کے آگے ایک صندوق
 رکھا گیا تھا اسے اس صندوق میں رکھ دیا گیا تھا اس کے بعد اس کی اس کو رکھا اور کچھ اسم
 سحر پڑھ کر اس پر دم کیا کہ وہ اپنی خود بخود پڑھنے لگی یہ نامہ کہ وہ برابر اس کے سامنے ہوئی اور ایک صورت
 اسے اپنی شکل میں دیکھی وہ طوائف حالت میں بر طرت ہوئی وہ اپنی گویا ہوئی کہ کیا قسم ہو تا ہر کی ہون
 جگہ نہ فریاد پر عظیم جادو نے اس سے کہا کہ اگر تم یہ نامہ لیکر پاس طبع کشاکش کے جاؤ اور سچا جواب
 لے آؤ وی بیان کر لیا کہ یہ تمہارا عظیم جادو ہے اس غرض سے کہ اس کی کہ افغان گزرنے سے
 کہ تھک دینے کے کتبوں وغیرہ میں دیکھا جا کر سنا بھی ہو کہ جو نامہ میر جاں پر حمزہ کے دربار میں حمزہ
 اس سے ایسی تقریر کر رہا کہ وہ ہر دم ہو رہا ہو کہ قتل تو نہیں کرتا ہر گز دلیل تو ضرور کیا جاتا ہر بدین خیال
 عظیم جادو نے سحر کی پتی کے ہاتھ نہ روایا کہ میرا نامہ ہر دلیل نہ ہو دو مسرے وہاں پڑے پڑے
 سحر میں ان کو بھی معلوم ہو کہ عظیم جادو ایسا سحر زبردست ہے کہ اسے اپنی سحر کے ہاتھ نہ روایا
 کیا اس خیال سے اور عظیم نے اس پتی سحر کے ہاتھ نامہ بھی خلاصہ یہ کہ وہ اپنی نہ لیکر طرف
 شکر اسلام کے چلی وہاں دربار راستہ تھا صاحب جعفران نہ مہ تحریر کر رہے تھے سب وہ دربار
 تھے کہ وہ اپنی پتی پتی پتی کو برقی کوندی اس کے بعد پتی پتی ہوئی سب اہل دربار برق کی چمک کو دیکھ کر
 متحیر ہوئے تھے کہ یہ کیسی چمک ہوئی کہ وہ پتی ظاہر ہوئی آتے ہی اسے سمنے صاحب جعفران کے
 چکار کر کے کہ اس سے لٹا آگاہ ہو کہ میں نامہ لیکر آئی ہوں عظیم جادو کا بن مہ تھا اس کے اسکا جو ب
 تحریر کرو جو تم کو حضور ہو یہ جو اسے کہا صاحب جعفران نے اس کی طرف دیکھا کہا کہ لاؤ نامہ اس پتی سے
 دم نہ نہ جعفران نے نامہ پتی کے ہاتھ سے لیکر دیر کو دیا اور اس پتی کی طاقت دیکھ کر فریاد کیا
 خدا جہنم میں رہے جو ب تحریر کر لے دیت ہوں اور کرسی محرمات کی وہ پتی کرسی پر بیٹھ گئی
 یہ سب باشند آواز سے اس کی طاقت دیکھ کر کہا کہ تو بڑی بد تمیز اور بے ادب ہے کہ نہ جب آئی
 اس وقت سلام کیا نہ جب کرسی بیٹھنے کو محرمات ہوئی اس وقت سلام کیا گو میں اس سے
 آگاہ ہوں کہ عظیم نے اپنے سحر سے جگہ تیار کر کے بھیجا ہر صوف ہم لوگوں پر اپنی مکاں ظاہر کرنے کو
 تو ہم ایسے ایسے بہت سے کر کے ہیں اور بہت سے شعبہ دکھایا کرتے ہیں ہم ڈرتے ہیں

میں بھی اسکی خط کو ممان کرونگا بلکہ اسے کل شتر غیر ساحران کا پسہ لار کر لوں گا۔ حسن سے نہ ابدیہ۔
 گو یہ ام تو غیر ممکن ہے مگر قرعہ الہی قصد بھی کرے گا تو مسکو سیو اسے بلند آواز و حکیم مستقیم بنوسن غیرہ
 نفع ہوئے اور صلح نہ کرنے دیتے کیونکہ ان لوگوں کو تم سے از حد عدوت ہے انہیں سے جو بدیا کہ اگر اب
 قرعہ نہ کرے گا ان لوگوں کے کشت پر عمل کرے گا تو خراب ہوگا، اخلاص گزرن سے نہ ان کی بدلتا رہے
 شک جوابدہ یا کہ معلوم ہوگا کہ آپ لوگوں سے کہیں نہیں بلکہ غفر بیکون کہ جنہیں انکے اوقات تھے
 قرعہ میں باوجودیکہ کل حالات قرعہ کے غشی تصدیق حسین و اسان کو نے لکھا کہ جناب نشی تو کشتہ
 نہایت کے مبلغ میں چھپا دے کہ میں یہاں قرعہ سے لیکر تیندم کر آپ لوگوں ان کتہ یا نہایت
 فرماتے تو بھی ہاں یہ کار نہ فرماتے ہیں دیکھ چکا ہوں قرعہ سے ان منہ، شہر تو اس وقت ان کتہ
 کہ جہاں پر جان کا خوف تھا تو یہاں کیا اہل عت کرے گا یا اپنی دین ترک کرے گا، اسکا چہرہ سے نہایت
 کہ جو میری پشت زمین سے گاؤں میں اسکی اہل عت کروں بلکہ اس سے جو منہ بد کرتا ہوں یہ شہر
 اس سے کرتا ہو کہ اگر تم مجھ کو زیر کر دو گے تو میں تمھاری اطاعت کر دینا گو میں تم کو زیر کروں تو تم میری
 اطاعت کرنا ایسا ہی ہو تا جہاں یہ کہ آجنگا قرعہ اس سے زیر نہیں ہو تب سے زیر ہو اہل عت لاری
 وہ رتہ نہ چاہئے اطاعت نہیں کی وہ راکیا پھر یہ کہو نا فرمایا کر لیا جائے وریہ نہ آئے نہ سوار سے ہون
 اور میں کہو نکران لون کہ نامہ کو دیکھ قرعہ صلح پر آمادہ ہو جائے کہ ہوان متی یہ لیت ہوئے ہان
 جب میں زیر کر لوں گا اسوقت وہ ضرور اہل عت کہے گا بیٹے، غنم سے کہ کہ آپ بت بیان لاری
 جواب آئے گا جوابدہ یا کہ جواب جنگا آئے گا اور یہ تحریر ہوگا کہ اگر آپ نہ پڑھتے نہ پڑھتے پڑھتے
 تو ہم اطاعت کرینگے اور اگر ہم اسکو زیر کر لیں گے تو تم سب کا اہل عت کرتا ہوگا، عظیم سے جو ہان
 کہ ہم کو اسکا یقین نہیں ہے کہ اسکا جواب نہ پڑھے مگر یہی جو یہ پڑھتا کہ ہم اہل عت کرینگے راوی ہون
 یہ کہ یہ سوال و جواب ہوئے تھے کہ وہ پتی جواب یہ ہوئے ہون نامہ ہانچو میں انھوں نے کہ وہ
 جو تقریر بادشاہ سے اور اس سے ہون تھی وہ بیان کی انہیں نے کہا کہ تو نے خوب کیا، یہ جواب
 ادھر اعظم نے نامہ لیکر دیر کو دیا اور ایک دستر چھ کر دم لیا کہ وہ پتی ایک مرتبہ ہی تھی اور نہ
 برعہ کرائی یعنی طلالی ہو گئی اعظم نے اسکو اٹھا کر منہ و کچھ میں رکھا منہ و کچھ بنا یا چہرہ میں
 کہ ہان نامہ پڑھو دیر سے جواب پڑھک اس میں یہی تحریر تھی کہ اگر ہان افغان سے نہ پڑھتے

[illegible]

مقدم پر بیٹھے ہوئے سحر کو جگا رہے تھے کسی طرف دھووان بلند تھا بخور کی خوشبو آ رہی تھی گوگل اور لونگ جلا رہے تھے سحر کو جگا رہے تھے غیر سا ترخیز و تلواروں پر بارہو رکھوا رہے تھے کسی طرف بیٹھے ہوئے لکانو کو جو کہ خدائونہ کرنے تھے سینک سناک کر درست کر رہے تھے جو تیرا چھرا چھرا تھے وہ اپنے تیر رکھتے تھے ایک طرف ہزاروں سوار و پیدل بیٹھے ہوئے دوسراں پر تلوار پر بارہو رکھوا رہے تھے جو بہادر و منجھلے تھے وہ باہم بیٹھے ہوئے کلام کر رہے تھے کہ دیکھیں کل کس کا پہلا وار ہوتا ہے اور کون آگے بڑھ کر لڑتا ہے اور کس کا قدم پیچھے ہٹتا ہے کون طعیت رہتا ہے اور کون بھاگ کر اٹھتا ہے اور باہم تلے مل رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عید ہے اور کہتے تھے کہ بھائی بھائی جو کوروز جنگ و اسوقت کلے مل لو کلے دوس مرگ سے ملاقات ہوگی ایک دوسرے کے خیمے میں جا کر بیٹھنا تھا اس سے کہتے تھے کہ کیون بھائی کیا ارادہ ہے کل روز جنگ ہوگا کفار سے مقابلہ ہوگا کیون بھائی تم کیا کہتے ہو کس تربیت سے لڑو گے آیا تلوار سے یا نیزے سے کل عروس مرگ سے سامنا ہوگا بھائی کل قدم نہیں مسطور سے مقابلہ کرنا کہ کفار عاجز ہو جائیں اور قدم اٹھ جائیں اور بھاگ جائیں اسے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا تم دیکھ لینا کیسے بڑھ بڑھ کر ہلکا ہوتا ہوں اور کس جوانمردی سے مقابلہ کرتا ہوں روی بیان کرتا ہے کہ جو کہ شجاع اور بہادر تھے وہ بار بار خیموں سے نکل کر آسمان کی طرف دیکھتے تھے کہ ستارے آسمان پر نمایاں ہوئے ستارہ سحری فلک اختری پر چمکا رہا ہوں کو ہوا کے رخ پر گرتے تھے کہ نسیم سحری کے جھونکے چلنے لگے ستارے سحر نمایاں ہوئے عاشق و اشتیاق عروس مرگ میں صبح کے بہت اشتیاق تھے اور از حد صبح کی خواہش تھی بہادروں کا تو یہ حال تھا اشتیاق روز جنگ میں اس رات کا دلاز ہوتا شاق تھا اور جو بزدل تھے وہ یہ فکر کر رہے تھے کہ کیونکر بھاگیں کیونکہ ہم نے تو عزت اپنی زندگی بسر کرنے کے لیے نوکری کر لی تھی کہ پیسہ پیدا کر کے اپنی اولاد کو پرورش کریں نہ یہ لڑیں جڑیں اپنا خون کریں اگر ہم نہ ہوں گے تو ہماری اولاد کی کیونکر پرورش ہوگی ہم ایسی نوکری سے باز آئے جو کوئی برائے دریا فست خال آیا اور پوچھا کہ مزاج کیسا ہے کل روز جنگ ہوگا جواب دیا کہ بھائی صبح سے دست آرہے ہیں بالکل طاقت نہیں ہے بلکہ تک نہیں جاتا ہے کل بھائی کیونکر میدان جنگ میں جا کر مقابلہ کریں اٹھ تک نہیں جاتا ہے بالکل بیچارہ ہو گئے ہیں انھوں نے کہا کہ بھائی خدا تم کو شفا دے کسی سے اپنے کو بیمار بنا کر لحاف اوڑھ لیا تھا کہ سردی سے بہت

شعر جو تیسرے کہ گویا ہو کہین و نجست از زمین و بر آید ترین و جب صاحبقران سوار ہو چکے بادشاہ
 بھی تخت پر سوار ہوئے بعد سوار ہوئے بادشاہ کے سب سردار سوار ہوئے جب سب سوار ہو چکے
 صاحبقران مع بادشاہ کے طرف میدان جنگ کے راہی ہوئے سواری مثل بادبھاری کے بہ صد کروڑ فرحانی
 جاتی تھی و سواری کا جلوہ و جوانوں کی نمود و باتوں کا و شہت یوں کا پھونکنا وہ صبح کا وقت وہ نسیم
 سحری کے تھوکن کا چلنا جب سنان دھن تھا اس بہار اور ان جوانوں کو ناک پیر اپنی لہر کو خم کیے ہوئے
 دیکھ رہا تھا ادھر سے توہم جعفر بن بعد شوکت شان میدان جنگ میں پہونے سب لشکر جھک کر سلام
 کیا علم و نگو جہاد دیا سرخ و سبز نشانوں کے پھر پھر لعل کے ہوا سے نہ اسنے لکے باجے جنگی بچنے لکے ادھر سے
 لشکر افغان بھی پوج پاٹ کر کے اور مسلح و تہی ہو کر تہ میدان جنگ کے چلا گئے کالے علم کے پھر پھر کھوٹے
 ہوئے تھے کفار یا تہری جو جیشید کرتے ہوئے آتے تھے عظیم جو دو سو سو سن جاو وقت پر سوار
 عقب لشکر بشمار ایک طرف مرکب پر انخت کر زرت بعد کروڑ بایں طرف عظیم کا لشکر تیس سارن اور
 دہنی طرف لشکر سارن بعد شان سحر زریان دکھاتے ہوئے تعبدہ بازیان کرتے ہوئے آکر پہونے
 صاحبقران نے افغان گزرت کو عجب شان و دبہ سے دیکھ اپنے دل میں کہا کہ یہ پہاوان
 واقعی بہت جری و بہادر و معوم ہونے پر جب دونوں لشکر آکر پہونے لگے ب صف آرائی ہوئے اسی وقت آرا
 شکر انھوں نے صفوں کو آراستہ کیا ساتوں صفیں درست ہوئیں دونوں طرف کے نسب سر کفار
 بین اعظم و موسیٰ کا نسب نہ تہ ہوا دہنی طرف سرداران سحر طراز بایں طرف سرداران تیس سارن تہ
 باندہ کر کھڑے ہوئے ہمنہ و بیسہ و ساقہ و مین گاہ قلب و جناح پہلوانوں و سارون سے راستہ
 ہوا افغان گزرت براہ تخت احزم نے مرکب پر سوار گر گر ان سنگ پائے میں لیکر کھڑے ہوئے پانچواں
 تند و تیز و تہ لشکر اسلام کے دیکھ رہے ہیں ادھر صف آرائی جب ہو چکی اُدھر لشکر اسلام میں یوں
 عقین آراستہ ہوئیں کہ بایں جانب تو لشکر سارن وائے سردار صف بستہ ہوئے اور تیس بایں
 سیماسے بلات آوار کا ناظم ہو اور براہ راست تخت کے دہنی طرف تخت حلیہ استقلال موس کا اور
 بایں طرف حکیم شہا طین کا بہان جی ساقہ و مینہ و قلب و جناح و بیسہ و ساقہ ہونے عالم
 تھا کہ دم سے دم سے ہنر رکاب سے رکاب سے ہونے تھے سوار یوں کھڑے ہوئے پسید
 دوش بادشہ راں دوش جو دوش جہاد آئینہ بند صاحبقران سر عہد شیر بہر بہر تہ

صاحب قرانی با پیہر نورانی جلوہ فرما تھے جب دونوں طرف صعد آرائی ہو چکی اسوقت دونوں طرف
 کے لشکر سے تہذیبیہ بردار پہنچے بردار برق گردانے لگے پستی و بلند میں کو ہوا رکب ہو درخت صحن مل تھکے آدھ
 پ قلم کیا شقون نے شکل کر آب پاشی کر کے گرد و غبار کو پھٹ دیا ساحرون سنہ دونوں لشکروں کے
 کر کے پست و بلند میں کو ہوا رکب کسی نے سحر کیا کہ ہوا چلی جھٹھ درخت صحن مل تھکے سب خبر سے
 اٹھ گئے کسی نے سحر کیا کہ ابر سحر پیدا ہوا اس سے پانی پر سا گرد غبار پڑ گیا کیا سب سب بند ہو گئے
 ہو چکا ایک مرتبہ دونوں لشکروں کے بقیہ سے بندہ آواز نکلتا تھا کہ یہ غیبی و نبوی شہادت کرنا ہے
 آواز میں لگا لگا لگا ہے اور جوانان بکو شہید و جامہ زینات پر پوشیدہ شعر بیان دلاؤ تمہارے موت کو
 اس زندگی کی موت کو یہ دنیا عجب مقام غیرت پر اور اس سے سرشت پر بڑے بڑے ہیں اور ہوا
 کی دھاک سے دیو کا پتہ تھے وہ جا کر یزید میں پوشیدہ عروس مرگے اسے جو یہ ہو گیا کی مراد
 کو راہی ہوئے یہ دنیا مقام انفس و امان میں وہ شہادت جلیل کہ جیسے سب نے شہادت زین کر لیا
 بسہر رہتے تھے جیسے حکم سے گردن قلم کی جاتی تھی انہوں ہی موت سناتے تھے چھوڑ گئے اور پتہ اپنے
 تھے جیسے بڑے آج وہ ملک گور میں ہیں پڑے ہیں جیسے جیسے تھے کوہ و دریا میں لہکے ہیں
 وہ کانٹے سر پہ کل حیان پر شکوفہ و گل تھے آج دیکھا تو خرابا مل تھے اعلیٰ میں جس جہ پتہ و تہ
 مجموعہ آج اس جاہر آشیا نہ بوم و جہت جو رکھتے تھے سر پہ تہذیب آج جہت و جہنم کو ہیں مہلت اب نہ
 رستم نہ سام باقی ہے ہر اک فقط نام ہی نام باقی ہے غیرت حور و مہ جبین فرستہ ہے جہنم کو ملے ہیں رستم
 کوئی کیتا نہیں کہ گیس کا نام کو کسی گور میں کیا نام و جہت متلی کا جہت سے تھے نہ کبھی دعوپ ہیں
 نکلتے تھے کہ دشمن چرخ سے ہلاک ہوئے استخوان تک بھی اٹھ خاک ہوئے ہر جہت عالم و جہنم
 دنیا ایسی ہے ثبات پر تو اس میں رہنا بیجا ہے بڑے بڑے شہان جلیل کے مرتبہ کا مہلکات تک
 نہیں باقی ہے کوئی دو پھول بھی نہیں چڑھتا ہے دو پھول کے لیے تو ستارے ہیں سورج الحمد کے لیے محتاج
 ہیں اسطو سے نشان قبر برباد ہوئے ہیں کہ لمبے پتہ تک نہیں بڑے بڑے پہلوں مثل رستم
 و سام کے ترغی اجل سے نہ پہنچ سکے اور جا کر یزید کا پوشیدہ ہے گراں گاہ نام آج تک صفی زور
 پر باقی ہیں بسبب انکی جو غروی و شعی عسک و سخی و ست سائیں انہوں مرد و نمہ بھی استہدایہ و
 کے نام کو دشمن کر و اور آج وہ کام کر رہے ہیں کہ تا بہ قیامت صفی ہستی پر نام باقی رہے شعر بیان سورہ

بود کام برتا + رستم سے زیادہ نام کرنا + سوائے نیک نامی کے کوئی شہود نیا پر باقی نہیں رہتی ہوا سطور سے
 جو نصیبوں نے آوازیں لگائیں دونوں طرقت کے اہل لشکر کے دل جوش شجاعت سے بھر آئے مثل
 نصف نمرگان صفوں پر سناچھ گیا ہر ایک جوش شجاعت سے جھومنے لگا قبضہ شہر چومنے لگا
 یہی دل چاہتا تھا کہ صفوں پر چڑھیں اور مارے تلواروں کے لشکر کو تہو بالا کر دیں صفین درہم و
 ہریم کر دیں دونوں لشکروں کا یہ عالم تھا کہ لہجے بندہ و ازلف بت کر کے چلے آئے لشکر میں گریٹھوں کے
 لڑکا کھل کر کہ وہ بھی لڑکا کہہ کر لشکر میں آئے جب نقابت ہو چکی اس کے بعد لشکر کفر کے علم جلوہ کری میں
 آئے اور افغان گرز زن اپنے مرکب کو چھپر کر سامنے تخت کے آئے اعظم جادو سے کہا کہ اجازت
 مرحمت فرمائیے کہ میں جا کہ حمزہ عرب سے مقابلہ کروں اعظم جادو کو افغان گرز زن نے سلام کیا
 تاکہ مرکب درست کر کے ہو وہاں تاکہ لیا مرکب کو مہیر کر کے میدان جنگ میں افغان سے آکر
 پہلے سلج شوری دکھائی برہنہ کے ہاتھ لگانے سیف ہلائی صاحبقران زبردست شہر پیکر اشتہور و زور
 پر سوار مسلح و ملل تشریف فرما تھے ملاحظہ فرما رہے تھے کہ لشکر کفار سے افغان گرز زن میدان میں
 مرکب ابھی پر سوار آیا ملاحظہ فرمایا کہ میدان میں آکر اس نے سلج شوری دکھائی راوی بیان کرتا ہے
 کہ صاحبقران نے ملاحظہ فرما رہے تھے کہ جب صاحبقران برق عرق ہوا اور مرکب بھی برچھے کو زمین میں گا
 کے ایک پاؤں رکاب کے اندر ایک باہر نکال کر برچھے کو مشت درشت سے پکڑ لے پسینہ کو خشک
 کرتے لگا : ب پسینہ خشک ہو گیا اور دم راست ہو گیا پھر سنبھل کر مرکب پر بیٹھا لشکر اسلام کی طرقت
 غمخیز کر کے چکا کہ ایک فرقہ ہزار پرستان و اعزہ بردستان جسکو تناسے مرگ ہو وہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے
 بلکہ میں اس امر کا خواستگار ہوں کہ حمزہ عرب سے مقابلہ کروں سوائے حمزہ عرب کے کوئی دوسرا
 مقابلہ کرنے نہ آئے اعظم جادو اور حمزہ عرب سے بدریغ خیر کے اقرار ہو چکا ہوا اسی اقرار کے موافق آکر
 مقابلہ کرے بین سوائے کٹسم کشاکے دوسرے سے مقابلہ نہ کرونگا اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر کٹسم
 کشاکش حمزہ عرب چکوزیر کرے تو میں مع اعظم جادو و کل لشکر کے اسکی اطاعت کرونگا اور اگر حمزہ
 عرب مجھ سے زیر ہو جائے اور میں غلبہ آؤں تو حمزہ میری مع لشکر کے اطاعت کرے اور میں اسلام
 ترک کرے سامری پرستی قبول کرے یہ کہہ کر کہا کہ اعزہ حمزہ صاحبقران اگر بہادری و شجاعت کی
 امتیاز ہو تو آکر مجھ سے مقابلہ کرو میں نے تمھاری شجاعت و بہادری کا بہت شہرہ سنا ہوا اور مجھ کو

اسکا آبہی بڑا جعفران اس گزر کو سے طریقہ کا دلچسپ بہت حیران ہوئے اور خیال کرتے تھے کہ خداوند
کریم اس گز سے پہچان اودھوا فغان گزرنے لگے ہے۔ اپنے گزر کو بند کر کے گردش دی اور کہا کہ اے طلسم شاخ
گزین میں سے صدے فنا افتائے کی جب اسنے گزر کو گردش دے کر قصد لگانے کا کیا صاحب جعفران نے
بھی گز میں مریون کو اٹھایا اور چہرہ کی پناہ کی دیکھو ہاری بن عرض کیا کہ چہرہ از حل نازک تر
دارم پنہ گزندارم پنہ تو دارم تو ہی بی تے والا جو پچا اس گز کی ضرب سے یہ دعا کر کے گزر کو سرلی اور چہرہ کی پناہ
کی دونوں ہاتھ مع گزر کے بلند کر دیے فغان سے گزر کو گردش دیکر گزر کا وار کب فنا فتائی صدا آئے لی اودھوا
شکر اسلام یہ حالت دیکھ کر برسر صاف جعفران کے لیے دعا کرنے لگا بسلی نکاح ٹری بینی پر دو نو نظر من
کے اہل لشکر کو مجاہدین شہید بنے ہوئے سید طرش دیو رہے ہیں بادشاہ طلسم نے تو یہ واقعہ دیکھ کر نہ پریشان
رکھو لیا اور تہ دل سے دعا کر رہا ہے کہ یا خدوند کریم صاف جعفران کو اس گز سے بچتا تو ہی حافظ ہو و خود خبردار
آجہ دار کمر افغان نے گزر پر را گزر پر گزر پڑا تھا پیدا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ساتواں آسمان چھٹ کر گز سے سرکار
پر مل گز سے نکل کر بالائے فلک کے آسمان پر گئے زمین کے طبقہ تنزل میں آئے دریا کا پانی تل تل
میں آیا بہا ر با ہم سر مارنے لگے ایسی صدا پیدا ہوئی گز زون سے کہ گوش گردوان دون کر ہو گئے کرو بیان
صدا سے مراقبہ سکے دل کے غبار دلت خدا جوں کے دل زمین ہوں سے عشق ہو گیا غبار بند ہوا اس میں
صاف جعفران پوشیدہ ہوئے اودھوا فغان نے گزر کو جب گزر پر را تھا اور پڑا تھا گز کو پاؤں سے
چھوڑ کر پیٹا گیا تھا گز گز سے مذکر زمین پر لڑا تھا اس سے شباب پیدا ہوا تھا آئینہ صاف جعفران پوشیدہ
ہوئے تھے اور گزرا فغان سے ایک غبار پیدا ہوا تھا پس افغان نے الگ ہو کر اپنی سلامتی روٹ
منہ کر کے کہا کہ وہ حق محمدؐ تھے میرے گزر کی تاب نہ لیا اور پست ہو گیا استخوان نامہ کا پتہ نہ ہو گیا
اور بال لیکر چھ ان کے تو بھی ایک ریزہ استخوان کا نہ بنا گیا یہ اسرار و عروسے منہ پر پڑا ہے اسکا کہ درخت
دیہ سو سن و وحشم اس قصد سے آرہے تھے کہ اودھوا فغان ہم سے پاس کر لیتے
جا کر حمزہ کو اسیر لو ہم جا کر فوراً گرفتار کریں حبیب افغان نے دھوکہ منہ کیا سب نے نور تو میرا
بلکہ کیا افغان نے سو سن و اعظم سے بتا رکھا تھا آپ دونوں صاف کیا طرح سے ہوئے دیکھ
رہے ہیں جلد جا کر استخوان نزع ہو گا لا ینسا ابنا تم ہو کہ اسکے لشکر کے لوگ آجیا بان تو پھر پڑی
خرابی ہو یہ کہنا تھا کہ خطر جاو دو سو سن جاو دو نوں تخت پر سے کود کر اور چھپٹ کر اس مقام پر

سیر کر لیا ہم میں یہ طالع تین تین کر کے آپ سے متقابلہ کرین سردار ورنہ کا یہ پکار کر کہنا تھا کہ کل اہل شکر نے
 پکار کر ناتمام دے گیا کہ یا طلسم کش امان جب صبا سے امان نوش مبارک صاحب جعفران میں پہنچی صاحب جعفران
 نے ہاتھ روک لیا صاحب جعفران کا ہاتھ روکنا تھا کہ سب اہل شکر نے ہاتھ روک لیا لڑائی موقوف ہو گئی مگر
 صاحب جعفران نے فرمایا کہ پکار کر کہو کہ امان بشرط ایمان پس یہ حکم صاحب جعفران خواجہ ودیگر سرداروں نے
 پکار کر کہا کہ صاحب جعفران فرماتے ہیں کہ امان بشرط ایمان ملے گی یہ جو پکار کر کہا اُن سب نے جواب دیا کہ ہم نے
 فرمان صاحب جعفران کا قبول کیا یہ کہ جو مغز معزز سردار تھے وہ ہاتھ باندھ کر نچرست صاحب جعفران حاضر
 ہوئے مقصور جادو دست بستہ بیٹھے ہی آگیا تہ میوسی حاصل کی خواجہ نے صاحب جعفران سے عرض کیا
 کہ یہی مقصور جادو ہر اسی نے میرے ساتھ سلوک کیا کہ مجھ کو اپنے ہمراہ کو دسوسن سے لیکر بیان
 آیا جو میں نے کہا وہ اسنے قبول کیا میں نے اسکو تیل سے مسلمان کیا ہر یہ مسلمان ہر یہ تہ خواجہ نے کہا
 صاحب جعفران نے بہت خوش ہو کر مقصور کی بہت تعریف فرمائی کہ اتنے میں وہ سب سردار اعظم جادو
 کے حاضر ہوئے انھوں نے بچرست صاحب جعفران عرض کیا کہ ہم سب آپ کی اطاعت کے لیے حاضر
 ہوئے ہیں ہمارے مقصور کو معاف فرمائیے ہم کو امان عطا فرمائیے صاحب جعفران نے فرمایا کہ امان یہ شرط
 امان ملے گی انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے دین و مذہب میں آئے وہ کیا کہ بھی صاحب جعفران نے
 کچھ نہ فرمایا تھا کہ خواجہ نے کہا کہ اگر تم لوگ کلمہ پڑھو گے تو سحر سے بالکل بیکار ہو جاؤ گے اور ابھی بادشاہ
 طلسم سے نکلے گا جادو سے متقابلہ کرنا ہو گا اُن سب نے عرض کیا کہ پھر کیا کیا جائے خواجہ نے کہا
 کہ مایع اسلام ہو سب طریقہ دین اسلام کے اختیار کرو صرف کلمہ نہ پڑھو اُن سب نے عرض کیا کہ بہت
 خوب ہے صاحب جعفران نے فرمایا کہ ہم فرد گاہ پرواپس جائے ہیں تم لوگ وہاں آنا سب کو ہمراہ لیکر
 انھوں نے عرض کیا کہ بہت خوب ہے صاحب جعفران نے حکم فرمایا کہ جو اہل اسلام ساحر و غیر ساحر قتل
 ہوئے ہیں انکو دفن کیا جائے اور کفار کے کشتوں کو یہاں سے اٹھوا کر کسی غار میں ڈال دو اور شمار
 کرو کہ کس قدر اہل اسلام کشتہ ہوئے اور کس قدر کفار صاحب جعفران کل شکر کو ہمراہ لیکر فرد گاہ پر
 آئے شکر نے مگر کھولی اپنے مقام میں پراترے صاحب جعفران نے دربار آراستہ کیا بارگاہ میں شکر
 اپنے برابر آراستہ ہوا اور اُن لوگوں نے اہل اسلام کے کشتوں کو ایک مقام پر جمع کر کے نماز
 پڑھائی اسکے بعد سب کو دفن کیا اب جو شمار کیا تہ معلوم ہوا کہ دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پہنچے تھے

اور کھڑے رہے کہ ان سب کو اٹھوا کے مقررین ایک نذر رکھا مہینہ نہ دیا وہاں سے سب
 واپس آئے اور صاحب قرآن سے سب حال عرض کیا کہ دو تہ اہل اسلام قتل ہوئے اور دس ہزار
 مارے گئے یہ سب صاحب قرآن خاموش ہوئے اور ہمدردانہ عظمت و وفایت نہایت قدرت سے
 رخصت ہو کر اپنے شکرین آئے سب اہل لشکر کو جمع کر کے کہہ گئے کہ تم نے ان کی خدمت سے
 ہم مل کر کشتہ نہیں کر سکتے ہیں تم لوگ کیا کہتے ہو ان سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہمارے
 انیسراکھی اعظم اور واسپر ہوئے آپ ہمارے سردار و سرپرست ہیں جو آپ کو منظور ہو وہ ہمارے
 بھی آپ کے کئے پر عمل کیا اگر آپ سے صاحب قرآن کی اطاعت کی تو ہم نے بھی آپ کے ہر امر کی
 کی جیسا کہ سب نے جواب دیا پس وہ سردار ان سب کو ایڈمز و دکان پر آئے لشکر کو وہاں اترنے
 کا حکم دیا اور جو غزہ بفرستے انکو چھرا لیا اور باقی اہل لشکر ساری و غیرہ کو وہ دکان پر چھوڑ کر واپس
 صاحب قرآن کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ دربار کھانہ پر پہنچے پندرہ سالار کے خیر کرا لی کہ سالار
 اشکرا عظمیٰ و درویش پر ہر فریق انکو کھانہ پر تاج و درگاہ سالار سے جاکر عرض کیا کہ سالار
 حکم دیا کہ انکو اندر لے آؤ پس درگاہ سالار پر حکم دیا کہ بیرون کھانہ آؤ اور ان سب سرداروں کو تاج و درگاہ
 لے کر کتاب کو صاحب قرآن سے طلب فرمایا پھر جو ستاد سب کے سب درگاہ سالار کے اندر لے آئے
 کے آئے ہر اکام پر سے صاحب قرآن و بادشاہ کو بہت ادب سے بول کیا تو بادشاہی بوالا لے کر سینہ نشین
 ہوئے سب سلام کر کے کرسیوں پر بیٹھے جب بیٹھ چکے تو بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ نے ہم
 غلاموں کو دنیا میں دین اسلام تعلیم فرمایا صاحب قرآن منہ فرمایا کہ بہت اچھا پس ان سب کو
 حق دین اسلام تعلیم فرمایا جو کہ سارے وہ مصلح اسلام ہوئے اور جو کہ غیر مسلم تھے انکو سننے
 کلہ تر چھ جب سب مشرت بابرین اسلام ہو چکے اسوقت سادات سرداروں نے عرض کیا کہ خدا اب ہر
 بین کہ حضور در بند اعظم بین آتش لیت سے چھپ اور سب سادات در بند کو بھی مشرت بابرین اسلام
 فرمائیے اور جو تالیف نکات ہم سب کو انصیب ہو وہ ہمیشہ فرمائیے اور جو تالیف نکات ہم سب کو انصیب
 ہوتا ہے سب جانتے اور حوالہ لیں ہو اور حق دار ہوا سب کو حکم فرمایا کہ صاحب قرآن سننے کے قریب آئے
 اچانک ہم کل صلیب ان سب نے عرض کیا کہ سب شکر اہل دربار کو تاج و درگاہ لے کر مشرت بابرین اسلام
 فرمائیے بادشاہ در بند بین چکر دربار فرمایا کہ صاحب قرآن نے فرمایا کہ ابھی وہ سردار نہایت ہر اکام

تمام پر آئے سب اہل لشکر کو مشرک بدین اسلام کیا سبنا طبع اسلام ہوئے جو اہل لشکر ساحر تھے و مطیع
اسلام بصدق دل ہوئے اور جو غیر ساحر تھے انھوں نے کلہ پڑھا ایمان صاحب جعفران نے دربار برخواست
کیا سب سردار اپنے مقام پر آئے وہ مات بہ عیش و راحت بسر کی جب صبح ہوئی یہ صاحب جعفران
نے بیدار ہو کر نماز سحر اور فرمائی سب سردار بھی عبادت خدا سے فارغ ہوئے اور سرداران لشکر اعظم جاوہر
بیدار ہو کر ورسب لشکر کو راستہ کر کے چلنے کے لیے طرہ درجہ کے حکم دیا اور خود بخدمت صاحب جعفران روانہ ہوئے
یہاں صاحب جعفران بارگاہ میں تشریف لائے بعد فارغ ہوئے نماز سحر کے یہاں دربار راستہ ہوا تھا کہ وہ
سردار آکر پہنچے صاحب جعفران کو حیران کیا اور قواعد شاہی بجالائے عرض کیا کہ تشریف لے چلیے مع کل لشکر کے یہ
نسلے صاحب جعفران نے فرمایا اچھا اور حکم دیا کہ لشکر سامان درست کر کے جلد تیار ہووے ہم اندرون در بند
چلینگ یہ حکم دینا تھا کہ اس وقت سب لشکر تیار ہو گیا بس صاحب جعفران مع سب سرداران و بادشاہ کے بہ خدم
و شہر طرہ درجہ اعظم کے روانہ ہوئے وہاں ساکنان در بند کو خبر ہو گئی تھی کہ ہمارے سردار اسیر ہوئے اہل
لشکر کے شکست کھائی جو سردار و اہل لشکر باقی رہے تھے انھوں نے طلسم کشا کی اطاعت کی اب طلسم کشا
اس طرہ کو آتا ہے یہ لوگ بھی مجبور و ناچار ہو گئے انھوں نے خیال کیا کہ اب سو اسے اطاعت و فرمانبرداری
کے کوئی دوسری صورت نہیں ہے جبکہ سرداروں نے اطاعت کر لی تو ہم کیا چیز ہیں ہم کو رعایا ہیں لڑنا بھڑنا
کیا جانیں بس اطاعت ہم کو بھی لازم ہے بس سب ساکنان در بند اعظم و شہر اعظم یہ سوچ کر ادنیٰ و اعلیٰ
ہو اسے استقبال دروازہ شہر پر آکر کھڑے ہوئے خوب در بند کو آراستہ کیا تمام شہر کو آئینہ بد کیا امیر
و خرباب سب خوش ہو رہے تھے کہ یکایک جلوس سواری نمودار ہوا یہاں تک کہ سب سردار صاحب جعفران کو
لیکر داخل وہ بند شہر ہوئے اہل شہر نے طلسم کشا کو دیکھ کر سلام و بجا کیا صاحب جعفران و اہل لشکر صاحب جعفران
سیر کرتے ہوئے عمارات شاہی میں آئے صاحب جعفران ایوان میں داخل ہوئے اور لشکر جگہ مناسب
پر روکش ہوا سرداروں کے لیے مقام مقرر کیے گئے یہاں صاحب جعفران نے دربار راستہ کیا منادی کو آئی
کہ سب اہل شہر حاضر ہوں اس وقت سب اہل شہر حاضر ہوئے اس مجمع کے روبرو خواجہ عمر و نے یہ حکم
صاحب جعفران تدویناے انکی بیان کر کے سب کو مطیع اسلام کیا جو غیر ساحر تھے انھوں نے کلہ پڑھا
خداوند یہ کہ سب اہل شہر صدق دل سے مسلمان ہوئے جبکہ کاموں سے فراغت ہوئی اب خواجہ
عمر و نے اپنی سب عیاریان دل سے آخر کتاب بیان کیں انرا جملہ کہ جب میں افغان گزرزن کی

شکر معصوم کے ہمارے ہمارے آباؤ اجداد سے وہ گزر کاغذ کا تیار کیا تھا اس میں بیرونی بھی لکھی تھی اس بار کو جب میں نے
 مارا آپ سے گزیر پروردگار کا ترقی پیدا ہوا میرا گزشتہ ہوا اس سے عبارت پیدا ہوا آپ بھی سب ہوش ہوئے اور
 اشتہار بھی میں نے اعظم و سوسن سے پہلے ہی قرار کر لیا تھا کہ جب میں طلسم کشا کو بندہ سب زد کے ہوتے
 کروں تو تم جا کر دونوں طلسم کشا کو پکڑ لینا چاہیے ایسا ہی ہوا جب وہ ندرت عبارت سے وہ بھی بیرون ہو کر
 گھر سے میں نے جا کر ان دونوں کو نذر زہیل کیا اور آپ کو مع اشتہار کے پویشیاں کیا یہ جو خواجہ تھوڑے
 بیان کیا سب سنے بہت خوش ہوئے اور بہت اعراف میں اور کہ آپ کا مثل و نظیر نہیں ہوا وہی
 عبارت آپ ایسا تھوڑا اچھی آپ شاہ عیاران عبارت ہوا یہ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں
 شاہزادہ ولایت میں ہوں پس کفر مانا بہت درست و بجا ہے سرداران اعظم و غیرہ نے بہت شکر
 کی خواجہ عمرونی سب نے دست بوسی اور تہ بوسی کی خواجہ نے سب کو گلے سے لگا یا جب سب
 کام ہو چکے راوی بیان کرتا ہے کہ اب خواجہ سے نہ جیتا ان سے فرمایا کہ اعظم و سوسن جادو
 کو زہیل سے نکالو اور ہایت بدین اسلام کرو گروہ مطیع اسلام ہوں تو خیر و تہ تسل کرو اور وہیں سے
 کرو خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو گون کا اختیار نہ دیکھو میرا دستور ہے جی چاہے اسے سب سے پیش
 آؤں اور جو چاہے اقرار لون صاحبقران نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے یہ سب خواجہ عمر و نے اعظم جادو
 و سوسن جادو کو زہیل سے نکال کر ستون بارگاہ سے خوب کندھا خدا و با صفا سے اس کے ساتھ
 اور ان دونوں نے آٹھ کھولی است کو بندھا ہوا ستون بارگاہ سے پیرور سے پائے بلند آواز دعا جی
 و سرداران صاحبقران و حکیم اسقلینوس و سپہ سالاران نوکری و دخل پر بیٹھا ہوا بیجا
 دونوں نے تعیال کیا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں تمہیں بند کر لیں کہ لیا برا خواب دیکھا خداوند ایسا
 خواب دشمن کو بھی مرد کھائیں خواجہ پرانکی نیگا نہ پڑی تھی خواجہ سب نے کو بیٹھے ہوئے تھے
 گری پرانے ہاتھ میں کوڑا تھا خورجہ سے انکی بی حرکت دیکھ لی آپ سے فرمایا کہ سوسن و
 اعظم و زہیل و شیار جو وہاں کھول کر دیو ہوتے تھے خواب نہیں دیکھ رہے ہو بلکہ میں بیماری چڑھا رہا تھا
 کھول کر دیکھو میں نے عیاری کر کے تم کو اس پر لایا تھا اور تمہارے سب بل شکر و ابل شکر میں
 اسلام قبول کیا اور ہم سب کا یہاں بھٹہ ہو گیا پس اب تم کو لازم ہے کہ تمہاری اپنے خدو و پیدا
 کرتے دے کو پہچانوا جو کہ کسی سے پیدا کیا جسکی تم بند کی کرتے ہو وہ پرستش پر سب بناتے ہیں

تبدیلان مکیہ اللہ کے بہکانے سے خدا بے تھے اور شرک ہو گئے تھے سامری و جمشید بھی خدا کے بندے
تھے اور ساجد تھے بہ سبب سر کے انکو یہ قدرت ہوئی کہ دعوائے خدائی کرنے لگے یہ صرف انکی گمراہی اور
لے ایمانی تھی اپنے ساتھ ہزاروں کو گمراہ کیا پس جو خداوند کریم کو نہ پہچانتے گا وہ اپنے اعمال کی سزا
پائے گا بروز قیامت واصل جہنم کیا جائے گا جانو کہ خدا برحق ہے آسمان زمین و آسمان شجر و مہر جن و انیس
سب اپنی قدرت سے پیدا کیے ہیں جو خدا کو پہچانتے گا اور ہم لوگوں کی اطاعت کرے گا اسکا بڑا مرتبہ
ہوگا تم دیکھو کہ سو سن جاؤ تو نے کیا کیا تدبیر اپنے بچنے کی مگر نہ بچ سکی گویا مجھ کو اپنے باغ میں قید
کراتی تھی مگر میں کیونکر رہا ہو گیا میرے خدا نے میری ملک کی مقصورے میرے گھنے سے دین اسلام
قبول کیا میں نے یہاں تک عیاری کی یہ آپ نے نہیں دیکھا مجھ کو زندہ درگور لرائے تھے اگر میرا دین
برحق اور سچا نہ ہوتا تو میں کبھی نہ رہا ہوتا تم خیال کرو کہ اسوقت میں تمھاری کسی خدا نے ملک نہ دی و
کوئی تم کو بچانے نہ آیا تم دونوں زندہ ہوئے کھڑے ہو اور کوئی امداد کو نہیں آتا ہر اسبند خداوند سے فریاد
کرو دیکھو وہ اگر تمھاری ملک کرتے ہیں اور ہم نے جب اپنے خدا سے فریاد کی اسنے ہم کو اس بلا سے
نجات بخشی تم بھی خیال کرو کہ کوئی صورت میری رہائی کی تھی پھر کیونکر میں رہا ہوا اور یہاں پہونچا
اور تم کو اسے کیا دیکھو تو کہ جن لوگوں نے ہماری اطاعت کی انکی کیا عزت و توقیر ہو اور کس قدر قدر
کی جاتی ہو در کیا مرتبہ ملا ہو اور جنھوں نے اطاعت نہیں کی اور کافری کو پسند کیا وہ مارے گئے انکے
لہشت و پوست کو زانغ و زغن کھا گئے کوئی پرسان حال تک نہ ہوا بے سستوں حاد و کود دیکھو
کہ اس خرابی سے مارا گیا یاد رکھو کہ عمر اس طلسم کی تمام ہوئی اب یہ طلسم ضرور فتح ہوگا اور شہنشاہ جادو
راجہ سے خایہ امر ضرور ہوگا پس اس سے بہتر یہ کہ تم دونوں بھی اطاعت صاحبقران کرو اور دین
اسلام کو قبول کرو ورنہ یاد رکھو کہ تم دونوں کو اس طور سے قتل کر دینا کا ماہیات دریا و مرغان ہوا رحم
مکھینتا اور جھگور جم نہ آئے گا اگر اطاعت کرو گے تو زندہ بچو گے اب تم کو اختیار ہو یہ جو خواجہ عمر
نے بیان کیا اور وہ دعوت خدا کے روبرو بیان کی زندگ کفرانے آئینہ دل سے دور ہوا دونوں نے
اب آنکھ کھول کر دیکھا سب کو مکھ کل سروا من کے جلوہ فرما ہیں خواجہ عمر و سامنے کر سی پر ہاتھ
میں کوڑا لیے ہوئے بیٹھے ہیں یہ جو آنکھوں نے دیکھا اوسا اپنے کو بندھا ہوا پایا خواجہ عمر کی
اپنے دل میں بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی یہ عیاں بے بدل ہر کیا خوب عیادی کی ہر ہما سے

یاس اسے دنوں رہے اور نہ پہچان سکے اور کس تدریس سے ہم کو سیر کر یہ ہم کو نہ بنا سکے اور انکی ظلم و ستم
 دین برحق پر و ضروریہ ظلم کشا ہم کو اسکی اعلیٰ عزت کرنا لازم و واجب ہوا سو قسید میں کسی سے آکر
 ملک نہ لی اور نہ کوئی معین ہوا سو سن سے خیال اپ کہ بیچ راہی جان کو بر باد کرنا پر جو تو عدل با حق و حق
 کی تحریک کئے ہیں وہ سب ظلم ہوئے جہاں ہیں یہ ظلم نہ ورتج ہوگا وراس ظلم کا فلاح ہی شخص پر
 اسکی اعلیٰ عزت کرنا پر ضروری ہوگا ہم کو اسکی اپنی جان و آبرو کا بر باد کرنا جو سب مستوان جہاں سے کیا یا
 اپنی جان سے کیا میں وہ تدریس کو آئی تھی کہ جی عمر و اس باغ سے نہ نکلتا ہر اسے خدا سے اسکی مدد کی وہ رہا
 ہو گیا ضرور خدا سے آسمانی سچا احوال سب خدا سے بالکل پتہ ہیں ظلم کشا کی ملک و برادرانہ ہم پر
 سوچ کر اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نہ لے جہاں سے تو میں کچھ طر ماروں تو اچھ سے کہ نہ میں سے
 یاس ظلم و عدل کو تدریس ہوا پرچہ نکولتا ہو وہ سیر شدہ دو وقت رہا رہا پتہ یہ سب ظلم و ستم نے لاف
 پر تحریک کہ مجھ کو رہا کرو میں سے اس عزت کی دین سلام قبول کی و اعلیٰ تم لوگوں کا دین برحق ہو اور
 خدا سے نا دیدہ سچ خدا پر اور یہ سب باطل خدا سے ہیں سب مری و جہاں پر غنت کی پتہ مطیع ظلم کشا
 ہوئی یہ لکھ کر تواجد عمر و کے رو برو پھینک دیا جو اچھ سے اسکو پڑھ کر صبر و جہد ان کو دکھایا جہاں سے
 پڑھا ورسب سرداروں سے صبر و جہد ان سے خبر دیا کہ سوسن کی زبان سے سوزن نکال رہا ہے کہ
 وہ اقرار کرتی ہو دین اسلام کے قبول کرنے کو جو نے عرض کیا کہ یہ صبر و جہد ات میں پچھتے و غصے مڑیگا
 ہون کا سب اختیار مجھ کو دیجیے پس باب آپ دخل ندین میں نہ سب سبب نزدیک خوب طور سے دیکھ لو کہ
 یہ اب کر و فریب نہ کر لی اسوقت رہا کرو نکال صبر و جہد کے قرار یا کہ اسے غلام و اور بھی کوئی طریقہ ہو کہ
 جس سے معلوم ہوگا کہ یہ کر و فریب نہ کر لی جبکہ وہ اقرار کرتی ہو اپنے خود سے خواجہ سے کہ جی ہاں
 اور بھی طریقہ ہو صبر و جہد ان خاموش ہو بہت خواجہ سے پتہ کر سوسن کے چہرہ پر تڑپ کی اسکی پیشانی
 پر نور اسلام کو جلوہ گر پایا خواجہ کو یقین و افاق ہوئی کہ سوسن سے عدل کی دل سے انوار قبول نہ سبب ظلم
 کیا ہو خواجہ سے جب پہچان پایا تو سوسن سے کہ یہ نہ تو تم سے نہیں کی دوسری شمر طریقہ ہو کہ
 تمھاری دختر جو ماہ و شب پر اسکا عقد تم کو جمال را با رہے نہ کرنا ہون نہ نہ وہ مدت سے اس سے
 عاشق ہو اور میں اس سے قرار کر چکا ہوں کہ تیرے معشوقہ کو دل و دوا و تربت لڑکی پر تمھاری میں
 عاشق ہوں اسکا عقد تم کو دے سا خد کرنا ہو جہاں کر رہا کہ تم کو نہ ملو یہ تو میں رہا کرتے ہوں ورنہ

مرگ مہیا ہے قصا ہو سوسن کے ہر سانس کا غدر پر تحریر کیا کہ میں بھی اور وہ بھی آپ کی کثیرین ہیں اور
 لونڈیاں ہیں آپ کو انکا اختیار ہے جسکے ہر اد چاہتے تھے فرمایا ہے جسکو کوئی غدر و انکار نہ ہو گا یہ بھی جب خواجہ
 نے پڑھا یہ کہ خواجہ نے کہ تم کو لوح طسّم صا حبقران کے حوالے کرنا بیوقوفی تاکہ وہ لوح پاکر رہے
 فتح طسّم جہین سوسن کے تحریر کر دینے جب میں رہا ہوں تو جاکر لوح نور لا وانی کیونکہ مالک لوح میں
 ہوں اور می افطال لوح چھوٹا ہے رہا ہوں لوح دیدون جب یہ سب اقرار سوسن نے کیا خواجہ
 نے اپنا کراٹھی زبان سے سورن لی اور حلقہ ہر سے کھول دیا جیسے سوسن رہا ہوں بیسان
 سب سحر بھل کر بیٹھے تھے کہ شاید یہ ہو کر کوئی حرکت کرے صرف رہا ہوں کی غرض سے یہ سب
 اقرار لیے ہوں سوسن سے رہا ہوں کے ساتھ ہی دوڑ کر صا حبقران کے قریب پہنچا اور رکھا کہ
 میری خط معاف فرمائیے صا حبقران نے اُسے سرائی کر سہنہ سے لٹایا اور فرمایا کہ میں نے معاف
 کیا میرے خدا نے معاف کیا تم شوق سدا پتی زندگی پر عیش و راحت بسر کرو بس جب یہ صا حبقران
 فرمایا سوسن نے خواجہ کے قدموں اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا کہ میری خطا معاف فرمائیے اور آپ کو
 اپنی لونڈیوں کا اختیار ہے ہر خوش کو میں لے آتی ہوں پس فرمایا قبول فرمائیے وہ خوش کو جسے ساتھ
 چاہیے منعقد فرمائیے خواجہ نے بھی گلے سے لٹایا فرمایا کہ میں نے بھی تمہاری خطا معاف کی اب سوسن
 سے بند آوار کے پاس آئی اُسکے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اے جہات پناہ میرے قصور کو معاف
 فرمائیے میں بھگتوں سے شکست کا ہے آپ سے منہ نہ ہولتی اور میں نے کتھی کی صا حبقران سے
 فرمایا کہ اے میرا سے بلندا واز تم کو ہمارے سر کی قسم سوسن کی خطا معاف کرو اور رکے سے لگاؤ
 سوسن سے بلندا واز نے ایسی ہی کیا اب سوسن اور سب سے ہی صا حبقران نے سوسن کو زمین
 سحران میں سب سے بال و دست جبر و تمسک فرمائی اب خواجہ اعظم کی طرف توجہ ہوئے فرمایا کہ تم سوسن
 اطلاعات صا حبقران کو مل چکا ہے کہ وہ سوسن کے ہر اد کس لغت کے ساتھ پیش آئے اور یہ
 عتسیت فرمائی بس تم کو بھی لازم ہے کہ تم بھی اپنی زندگی کو عتسیت جانو اور اطاعت کروادہ غلطی نہ
 پہلے ہی اپنے دل میں تجویز کر چکا تھا کہ اے غتسہ اسلام میں بہت لطفت و ادب و عزت ہے یہ جسم تہذیب
 ضرور جو صا حبقران نے اسکا شکایت کرتے ہوئے کیا ہے یہ سوسن کے نہیں ہیں اپنے اپنے
 دی اور خواجہ کے قتل کیسے کی مرتبہ نہ ہو سکا خواجہ نے ہی اس پر لبس سے ثابت ہوتا ہے کہ میں سوسن

اسے فرمایا کہ اب تم لوگ مظلین رہو کہ بعد فتح طلسم تم سب کی شادیاں ہوگی تم اپنے معشوقوں کے محل سے
 شاد کام ہو گے تم نے خود دیکھ لیا اور سن لیا کہ ان لوگوں نے اقرار کیا ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے غلام
 ہیں آپ کے فرامنے کو ہم نے بسر و چشم قبول کیا جب خواجہ نے اس تقریر کو ختم کیا اس وقت اعظم جادو اپنے
 مقام سے اٹھا اور ہاتھ باندھ کر یوں عرض پیرامو کہ یا صاحبقران زمان آپ دستگیر بیکسان ہیں ایک
 امر کا امیدوار ہوں اس میری عرض کو قبول فرمائیے تو بعید از عنایت نہ ہو کہ صاحبقران نے فرمایا کہ بیا
 کر اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض لیا کہ اس غم کی یہ خواہش تیرے حضور مع بادشاہ و کل سرداران اور کل لشکر
 کے جو کچھ مجھے نصیب ہو شل نان و نمک کے اسکو نوش فرمائیے اور میری مہمانی کو قبول فرما کے میرا سر
 افتخار آسمان پر پہنچائیے اپنے غلاموں میں سرفراز فرمائیے اور میری عزت بڑھائیے یہ جو صاحبقران
 نے فرمایا کہ تم نے قبول کیا اب اعظم نے عرض کیا کہ سوسن کو بھی اجازت دیجیے کہ وہ بھی شریک
 دعوت ہو بعد ختم دعوت وہ برائے لوح لے جائے اور لوح لا کر آپ کو نذر دے آپ لوح لیکر اسے فتح طلسم
 شریف لے جائیے ہم لوگوں کو جہان فرما دے حاضرین صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر اعظم نے عرض کیا
 کہ اب لوح کے تلے میں کوئی مشعل نہیں ہو سوسن جائیگی لوح لے آئے گی اب کچھ عرصہ نہ ہو کا حد جہان
 لے فرمایا کہ اچھا پس اب اختلج دوڑے سامان دعوت کا حکم فرمایا ٹہری دھوم سے اسنے نماز تورات
 کو بادشاہ و کل سرداران کی دعوت کی یہاں آکر دعوت ہو رہی ہو اور صاحبقران اعظم جادو کے مہمان
 ہیں اور یہاں پہنچ کر عشرت بسر کر رہے ہیں نا تو مصروف مہمانی رکھا جاتا ہوا اب حال طلسم و
 شنگال جادو تحریر ہوتا ہو کہ یہاں شنگال جادو بیٹھا ہوا تھا دربار راستہ دکھائیے بالکل بخوف
 تھا کہ میں نے در بندوں پر خیر کر دی تو کسی نہ کسی در بند پر طلسم کشا اسیر ہو جائے گا یہ ویش پسند بہت
 ہو بالکل بے فکر ہو کر عشرت و عشرت میں مصروف ہوئے تھے یہ دربار تھپتھپا ہوا تھا سب سردار اس کے
 حاضر دربار تھے کہ یہاں ان ساحروں کی لاشیں آکر اس کے سامنے گرین مع اسکی زانی نے لاش کے کہ
 جسکو خواجہ عمر و نے قتل کیا تھا جبکہ فرشتہ قدرت لیکر طلسم میں گئے تھے سلماسے مہر مہال و جہانگیر
 کو رہا کر کے لائے تھے ان لاشوں کو دیکھ کر شنگال کو بڑا صدمہ ہوا اسنے سحر سے دریا بست کیا معام
 ہوا کہ خواجہ عمر و نے ان سب کو قتل کیا اور وہ سلماسے مہر مہال و جہانگیر کو رہا کر کے لائے تھے اسکو
 بڑا فسوس ہوا ان لاشوں کو جلوہ دیا کئی دن تک بڑا فسوس لیا رنج و غم میں مبتلا رہا بعد

نئی دن کے وہ منٹ و غم بڑا ہوا کہ چھ عیش و عشرت میں مصروف ہو یہ جسم کی طرف سے ایسا غافل ہو گیا کہ
اسکو ظلم کی فکر نہیں ہوا کہ وہ یہ عیش میں بسر کرتا ہو اور ساتھ موشنِ ظلم کے باعث بسر کرتا ہو وہ
پہلے تک دربار کرتا ہوا اسی طور سے ایک زمرہ گذرا کہ یہ دربار میں بیٹھ ہو خد دربار سے اٹھ گیا کما ایک طرف
اگر سنے اس کے بیٹھ بڑا انسان کو یہ ہوا اوپر کر کے کھڑا کر دیا جسے وہ دیکھ کر دو گنا ہو گیا کہ تیرے بیٹھ
یہ خیال ہو جا ظلم کشائے کوہِ سبے ستون پر کر کوہِ سبے ستون اور یہ سب ستون جو دوسرے
آپ کی دوستی اور محبت میں اپنی جان دی بادشاہ سابق کو طے کر گئے تھے یہاں سے ظلم کش کی شراکت کی
اور اپنے لشکر جمع کرنا شروع کیا حکمِ استغیثہ دیا جس سے ظلم کش کی شراکت کی اطلاع پہنچ گئی
لشکر جمع ہو گیا ہوا کہ یہ ظلم کش تو بادشاہ کے دشمن ہے اس لیے اس کی شراکت کی اطلاع پہنچ گئی
مگر اسے کہ ابراہیل دربار آگاہ ہو کہ میں یہ بیرون ہے ستون جو دو کا سب ستون ہے اس سے ظلم کش کے بارگاہ
پر لے تھا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ طے ہو گیا اور جس کر تک ہو گیا اس طے ہو گیا یہ تھا کہ شعلہ
دور در اہل دربار کے چہ کار رنگ اڑ گیا اور غیبت ہو گیا یہی حال اہل دربار کا ہوا شعلہ کے اہل دربار
کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی مقام خوف و اندیشہ نہیں ہو مگر بادشاہ سابق رہا بھی جو اٹو لیا بنا لیا اور
وہ ان حکم شریک ہو گئے ہیں تو کیا کر لیں سب ستون کے بارے میں جو وہ سب ستون کے بارے
ہونے سے کوئی نقصان نہیں ہوا اول گواہ کا دستیاب ہونا حال یہ کوئی حال لوح سے آگاہ نہیں ہو
دوسرے ابھی یہ بند سوسن و دیگر در بند باقی ہیں در بندان میں سے کسی نہ کسی در بند پر ضرور ظلم کش
سب ہو گا جب یہ سب در بند فتح ہوں اس وقت ابین ظلم کش پر ان کا سب سے بڑا در بند و شایدون
لوح کے فتح ہونا حال یہ کوئی خوف و اندیشہ نہیں ہو مگر ظلم کش الیٰ اللہ ہے وہ در بند بھی فتح
کرے اور ظلم کش بھی در ہم و بر ہم کرے مگر جو نہیں کر سکتا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو لوح پر جس سے ظلم
کش ہو گا وہ لوح صرف فتح ظلم کش کا کام ہے کیسے قتل کی تدبیر نہ بنا رہی کیونکہ وہ لوح بادشاہ کے پاس
کے نام پر تیار کی گئی ہے اور یہ ظلم کش بھی اسی کے نام سے بنا کر بس میں سے ظلم کش چھین لیا وہ قریب
کر لیا ہے میرے نام سے نہ لوح تیار ہوئی ہے نہ ظلم کش جو لوح میرے قتل کی تدبیر ہے میرے قتل کے
بارے میں کام آئے ہیں نے اسی سبب سے چلے ہی اپنی تدبیر کر لی جو اس پر قتل ہونا حال یہ زمین
ظلم کش کو بعد فتح ظلم کش چھین سے نہ بیٹھنے ہوتا تھا لوگ اطمینان رکھتے تھے کہ ظلم کش کا یہاں تک نہ ہو

مخالف ہر سن لیند کہ سوسن جی دو غرہ طلمسہ کو سپر کر لیا یہ سوسن سرد روغن و اہل دربار نے عرض کیا کہ ہم کو کسی امر کا خوف نہیں ہر وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ اسی طور سے طلمسہ کش بہان تک آج تک تو خرابی ہو ششکال سے کہنا کہ اب بین بھی تدبیر کرتا ہوں آج تک کو غافل تھا اب بین خبر دے رہا ہوں سبکی تدبیر کرونگا سب کا کن در بند کو نہ مہ تحریر کرتا ہوں کہ وہ جو شیارہ جو جان و زہد ہر اسیری طلمسہ کش بین ضرورت ہوں راوی بیوت کرتا ہوں کہ سید وقت ششکال سے تدبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ حاکم کن در بند کے نام نہ لے تحریر کر دے ہر نامے تحریر کرنے لگا یہاں تو نامے تحریر کیے جاتے ہیں ایک جگہ سماعت فرمائی وہ جگہ یہ کہ بین ناظرین نازک شیاں عالی فہم کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ ناظرین ہر وقت نکتہ سنج کو معلوم ہو کہ کاتبان طلمسہ ہوش رہا ہے بہت بڑی غلطی فرمائی خصوصاً منشی احمد حسین صاحب مرحوم نے طریقہ یہ تھا کہ جب طلمسہ تیار کیا جاتا تو بادشاہ دربار یک اس طلمسہ کا مقرر کیا جاتا تھا اسی کے نام پر طلمسہ باندھا جاتا تھا اور تہجد بادشاہ کے خاندان میں ہوتے ہیں اور جب تک کہ طلمسہ مقرر نہ ہو جاتا تھا اس زمانہ تک جو بادشاہ کے بعد دیر سے ہوتے تھے آئینہ ان سب کے نام بذریعہ رمل کے درج کر کے سب کے نام لوح طلمسہ میں درج کیے جاتے ہیں کہ جس بادشاہ کی حکومت ہو اور وہ ملک رہے ہو اور جب طلمسہ کش طلمسہ فتح کرتے آئے اگر وہ بادشاہ ہو کہ ایک طلمسہ ہر طلمسہ کش کی طاعت کرتے تھے ورنہ اس کے قتل کی تدبیر طلمسہ ہوتے تھے تدبیر سے قتل کیا جاتے اگر مطیع ہو جائے تو صرف طلمسہ فتح ہو جاتا ہے پس جبکہ بادشاہ اصلی لاچین تاجدار تھے اور افراسیاب نے ٹک حرامی کر کے حکومت طلمسہ پر قبضہ کر لیا تھا یہ سپہ سالار تھا لاچین کا یہ بادشاہ طلمسہ اصلی نہ تھا کہ منشی صاحب نے اسی لوح کے ذریعہ سے کہ جس کے ذریعہ سے اسد غازی نے طلمسہ فتح کیا افراسیاب کو بیکار قتل کر دیا کیونکہ اس کا نام اس لوح میں نہ تھا شاہ کے نام پر طلمسہ تیار کیا گیا تھا وہ تو ایک بیکار شخص ملازم طلمسہ تھا گرائے اپنے عہد میں اور دانا کی سے طلمسہ پر قبضہ کر لیا اس قبضہ کرتے سے وہ ملک نہیں ہو سکتا تھا نہ اس کے قبضہ کی تدبیر لوح طلمسہ سے دریا قتل ہو سکتی تھی اور کسی تدبیر سے قتل کر آئے تو یہ اعتراض نہ ہوتا ہاں وہ لوح لاچین میں جہاد کے قتل کی تدبیر میں ہو سکتی تھی اور اس کے ذریعہ سے لاچین قتل ہو سکتا تھا چونکہ اس نے اس وقت گرنی تھی لوح نے تدبیر قتل لاچین نہ بنائی طلمسہ فتح ہو گیا بین نے اس اعتراض سے اپنے کو چھوڑا کہ کوئی یہ اعتراض میرے اوپر نہ کرے کیونکہ بادشاہ طلمسہ اس طلمسہ کے سہما کے ہوتے تھے ورنہ بین اب

کہ دو سوسن لوتیہ سے نہ طلسم کش اور نسیم سے کہنا کہ جلو تھو را بدو کار مقرر کیا ہے اور یہ خلعت تم کو ہر فراموشی
 حرمت کی ہر اور کہنا کہ اگر تم کو کشش کروئے، و طلسم کش لوح نہ پاسے کا تو ہم تم کو بہت انعام دینا بلکہ تم
 تم کو در بند سوسن کا مالک بنی تھو از مرتبہ بلند کی تم کو جو کم در بند کیا اور سوسن کو معزول کیا اور پروانہ تھو
 بحالی اور سوسن کی موتوفی کا لکھنا یا بجز یہ پروانہ لیتے جاؤ و رکنت کہ میں نے اس در بند کو تھو سے نام پر تھو
 کیا اب جب تک تم نکل نہ ہوئے یا شریک نہ ہوئے یہ در بند فتح نہ ہوگا اگر سیما اب تم بھی بہت اچھی طور
 سے بند و بست کرنا میں تم کو بہت انعام دونگا تم دونوں کو میں نے بالکل اخصی رلوت کا دیاجو سے جاؤ اور
 بند و بست کرو سید وقت شنگال نے اسی مضمون کا ایک حکم نامہ نسیم کے نام تحریر کیا اور پروانہ اس کی
 بحالی اور سوسن کی موتوفی کا تحریر کیا سیما اب سے کہ اب کوئی مشکل نہیں ہوا تو پر تھو بندہ ہونا اور
 در بند پر تھو نہ سوسن نہیں ہوا اگر سوسن ہوئی تو مشکل تھی وہ ضرور ترقی اب کیا سیما اب نے غرض کیا
 اگر وہ ہوئی تو میر کی پناہ ایک منہ میں میں اسکا کام تم کرتا یہ کہنا اور اسید وقت شنگال سے نصرت
 ہوا و در بند سوسن کے مثل برقی کے روانہ ہوا پر پروانہ پیدار کے شنگال نے اسی وقت بعد جانے
 سیما اب شغہ شو کے ایک نام بنام منیر جادو حاکم در بند منیر ہو، لک منیر یہ اور ایک نام بنام حاکم
 در بند عفت از زر عفت ان جادو تحریر کیا اور یہ لکھ کہ سوسن و اعظم نے لک منیر کی شرکت کی اور
 اسے در بند فتح کرادیا گو میں نے اپنے وزیر سیما اب کو براے بند و بست اور روانہ کیا ہوا و لک کے بند و بست
 کے لیے در بند سوسن کے کیا ہر تھو لوک بھی خبردار ہو چکا و اوہ پوشیا تم لو، کا دیج جاؤ کہ اگر طلسم
 کش تھو ری ہوتے جسٹو سے ہو سکے اسکو اسیر کرنا اور ہم لو کا کہ نہ جیس ہم حرم دین اسیر عمل کرنا
 روی بیان کرتا ہے کہ شنگال نے جسے روانہ کر کے دربار برقی ست کیا اسکو اطمینان ہو گیا یہ پھر محرومت
 جیش و احت میا اسکو محرومت غیش و راحت رکھ جاتا ہوا و جل سیما اب نے تحریر کیا جانا کہ یہ راہ لک کے
 در بند سوسن میں ہو چکا در بند سوسن میں ایک بندہ ہے کہ اسکا نام پانچ عجائب تھا ہر اسکی یہ
 ہر کہ تمام پانچ میں درخت عجیب سے لگے ہوئے ہیں انہ عجائب یہ ہر کہ دسویں رنگ کے ہوئے ہیں شکر
 اسی رنگ کے ہر درخت ہوا ہر کا ہر سمین ایک بار دوری ہوا و لباس کی ہر اس بار دوری میں ایک
 لک منہ ہر اس لک منہ کی پشت پر لوح طلسم ہے جب شنگال نے نسیم کو بھیجا تو سوسن نے اس کو
 اس لک منہ کا محافظ قرار کیا نسیم رخت ہر سوسن کا سب سامان اسی باخ میں رہتا ہر نسیم

خیر تم بھی کیا نہ کہو گے تم کو خبر بھی ہو کہ کیا ساتھ نہ رکھ گیا اور بی سوسن نے کیا حرکت کی تم کو مبارک ہو ورنہ
 سوسن کی بلا شکر گشت خیر سے صومست اور حفاظت لوح کی خدمت پر دونوں امر سوسن کے قبضہ سے
 نکال لیے گئے اور تھاری اور میری سپرد نے ہم تم کا مل طور سے حکم در بند مقرر کیا گئے اور محافظ
 لوح میں تھارا بدکار بی سوسن اپنے باغ میں نہیں ہیں تم کو خبر بھی ہو کہ انھوں نے کیا کھلایا اور
 زمین تم کو دوسری خوشخبری یہ سننا ہوں کہ تھار سے نام در بند اعظم کی بھی حکومت کا پروانہ آئینہ دو بیگناہ
 میں نسیم نے کہا کہ یہ واقعہ میری سمجھ میں نہ آیا کہ سوسن و اعظم سے کونسی ایسی حرکت سرزد ہوئی جو یہ عتاب
 شاہی اپنا نازل ہوا یہ سباب نے جو ابدیہ کہ سوسن و اعظم نے طلسم کشا کی شہرت کی سوسن نے تیار
 کیا یہ کہین حی فطوح ہوں آپ کو لوح لادنی آپ اطمینان بخین مکار و جادو و ملازم اعظم جادو سے
 شہنشاہ کا اس حال سے آگاہ کیا اور کہا کہ سوسن و اعظم تک حرام ہو گئے بس بادشاہ نے ناکہ نکھا
 پلاس بداندہ فرمایا مجھ سے کہا کہ تم نسیم کو ان دونوں کاموں کا فردہ دینا اور کہنا کہ ایسی تدبیر کرو کہ سوسن و
 طلسم کشا لوح نہ پاسکے اور تم اسے معین و مددگار رہنا یہ حکم نامہ تھا جسے نام بادشاہ نے تحریر فرمایا اور تھاری
 نیالی اور سوسن کے برخاست کیا یہ کہلورہ پروانہ اور حکم نامہ دونوں نسیم کو دیا نسیم اسکو دیکھ کر خوش ہو گیا
 اور بہت نعمتوں پر اسباب کا کہنے لگا کہ جبکہ سوسن سے کیا غرض میں ملازم تو بادشاہ کا ہوں
 صرف اُنکے حکم سے سوسن کی اطاعت کرتا تھا ورنہ میں سوسن سے سی امر میں کم نہ تھا اگرچہ غفران
 حکم شاہی تھا سو جہ سے چہو رتھا اب غمن میری قد فرمائی اور غرض تھائی سوسن کی بھی یہ لیاقت ہے
 کہ وہ لوح کی طرف آنکھ اٹھا دیکھنے لگا کہ لوح کا پرتو شیر آدھو رخ بھی نہیں کر سکتی ہر دوسرے
 آپ میرے مددگار ہیں بی سوسن کو میں ایسا کافی تھا جبکہ آپ ایسا شخص میرا بدکار ہو گا اب میں
 کب کسی سے دلوں گا سوسن یہاں قدم رٹھے تو پاؤں قدم کڑواؤں یہ کیا واقعہ گذرا بیان تو فرمایا
 جب میری شعلہ خوتے اول سے آخر تک سب بدل صابتران کے شریف الہیہ دربار
 فتح صسم سعی و کوشش کر کے کیا اور اسے آخر تک کہ ستایا اور کہا کہ اب لوح طلسم سے پو شیدہ
 کر کے کابست کرو نسیم نے یہاں کہ جب آپ ایسا میرا بدکار ہو تو میں کیا بند و بست کروں دوسرے
 بادشاہ بھی حکم دے کہ تم اور نسیم دونوں بدکار لوح کا بند و بست کرو بس اب کوشش فرمائیے یہاں
 تک کہ چھ کہہ امر کو میں بند و بست کرتا ہوں چلو وہاں سے چلو کہ جس مقبہ پر لوح ہے

سب بندوبست کر کے اور نسیم کو سب نکتہ سمجھا کے اور یہ کہ اگر اب تم بدخون و خستہ بیان قیام کرو کوئی تم کو پریشان
 نہیں کر سکتا یہ بیان کوئی اب نہیں آسکتا بڑا دھڑکھڑایا ہوا آئے گا جو کہ خیر ہو جائے گی یہ کہ اگر سبھا پہ شعلہ خور
 بیان سے حشر و عفرین بارہین پاس تشنگاں کے آیا ورنہ کہ میں سب بندوبست کر آیا ہوں اسکو سب
 سمجھا آیا اور جو بندوبست کیا تھا وہ سب بین لب ورنہ کہ میں اپنے مکان پر جا کر مقیم ہوتا ہوں اس غرض
 سے کہ شانہ و شوہر کے تو مجھ کو معلوم ہو جائے ہیں وہاں جا کر بندوبست کروں عمرو کو پھر وہاں تشنگاں کے آئے کہ
 اچھا جاؤ تمھاری نوکری معائنہ کی لیونکہ تم نے بہت بڑا کام کیا ہو بس سبھی وہاں سے نہ بھٹکے ہو کہ
 اپنے مکان پر آیا ہے اسے ہی اس سے ایک یاغیہ تیار کیا اس میں ایک جڑ بنایا اس میں یہ بیٹھا اور وہ رہیں
 آنکھوں پر پڑھ لی یہ بندوبست کیا کہ اگر میں سوتا ہوں اور شب کو وہاں کوئی واقعہ ہو تو بھی مجھ کو خبر ہو جائے
 یہی میری مقرر کی راوی میں کرتا ہوں کہ اسے اتنا بڑا بندوبست کیا تھا کہ دوسرا سا حرد نہ تھا وہاں سے نہ بھٹکے نہ
 تھا کہ وہ خود خواہ وہاں آکر پہونچے پہونچے اور کو جنبش ہوئی اسکو خبر ہو گئی راوی بیان کرتا کہ یہ تو یہاں سب
 بندوبست کر کے بیٹھا وہ نسیم باطنان مقیم ہوا تشنگاں ظلمت میں ہو کر کچھ حال نسیم کا تم پر کیا جاتا ہے کہ نسیم
 کو بڑے بیٹھے خیال آیا اور تنہائی میں اسکا دم گھبرا یا اور یہ سب تنہائی کے پریشان ہوا لیونکہ یہ اس وقت پر
 اکیلا تھا تنہا لوح بھی ہوئی تھی اسے غمیل کیا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ تنہائی بھارت ہو اور دل
 اور راحت ملے نہ کہ اپنے لخت فکر کرتے کرتے اسکو یاد آیا کہ تم بیکار مصیبت تنہائی اٹھاتے ہو اور اکیلا پڑتے ہو
 عقد تو ہو چکا ہے پھر پھر کو سب سرائے سے طلب کر لو شب بھی برعیش و غشرت بسر ہوگی اور دن بھی تمھاری
 ہوائی بھی مفت راہنماں ہوئی یہ اس نوکری کے پیچھے جسدن سے سپر و ہوا رہی عقد کیا ہو ورنہ واقف
 بھی نہ ہوئے کہ کسی پر کسی نہیں بڑھو رت تک نہیں دیکھی کہ کالی پیر یا لوری آنکھوں والی بڑباندھی تو
 میں اس سے نہیں واقف اور وہ مجھ سے نہیں واقف وہ اپنے دل میں کیا کہتی ہوگی کہ شادی تو کر لی مگر
 آج تک غیر نعلی کیا ہے رشتہ جیکے ساتھ میری شادی ہوئی عورت کے کام کا نہیں ہو جو مجھ کو نہیں طلب کیا اور
 نیکو دو۔۔۔ کے بھی کام کا نہیں رکھا کہ میں اور شادی ہو وہ لگ بھگ تری ہوگی میں الگ تری ہو ہوں
 اب تو بین میدان کا بالکل حاکم ہو ہوں اسکو طلب کر لوں وہ میری حالت سے آگاہ نہ ہوں اسکی
 حالت سے وہ یہ جانتے کہ میرا شوہر مرد ہو جو اسکا صاحب ہے تو وہ بڑا غافل و غور اس امر کا مدد ہوگا میرے
 خیر نہ لینے سے یہ بخیر کر کے اسے اسکو وقت کلم و اوست و کا خیر لکھا کہ رتہ سپر سے نہ نام میں خیر نہ لکھا

کھڑکیاں کریمہ بین برس عہدہ آ پستہ پنی رتی کی شادی میسے ساتھی کی کو میں اس وقت سے آئے تھے
 لکھنؤ کے پھر لوگوں کو تخت وغیرہ کا چورہ سب ہوا تھا آپ سے فرمایا تھا کہ ابھی لکھنؤ کی کم سن ہوئی لڑکی نہیں
 بیکر شوہر کے مکان پر جائے لہذا دو برس تک بھی ہم خدمت نہ کر سکیں گے جی نہ مویشی ہو رہا تھا یہاں پر عدد
 لکھنؤ آپ سے لڑکی کہ خدمت نہ کیے اس پر طرح پر ہوا کہ ایک برس آپ کے دربار سے نہ رہا وہ ہو گیا رات سے
 خیراں میں رہا تھا یہ وہ عدد لکھنؤ تھا آپ خود تکرر فرماتے ہیں کسی کو روانہ کر کے طلب کر لوں گا یا خود آ کر
 سب سے فوجانی خیال سے برس دن تک میں سے اتنا کیا یا آپ سے کسی قسم کی تحریر و کتابت بھی نہیں
 قلم پٹھا رشتہ کیا ہوا ہے اس سے کہ تو نہ صرف خدمت تکرر فرماتے ہیں کوئی دوسرا سلسلہ لکھنؤ میں
 جو شادی کی بڑا چچی راجہ دارم کے بیٹے کی پر نہ کہ پہلے سے اس بیٹے کے لیے اگر ایسی الفت و محبت
 تھی تو پستہ آپ سے کیوں شادی کی بیٹے ہی انکار کیا ہوتا کہ اب میں یہ رنجہ بدستہ بلائے جاؤں اور نہ
 کرتا ہوں اس لئے ہم اپنی مرضی کو خدمت فرماتے ہیں میرا لازم بہ ملائے مقبہ اور پستہ دار و صاحب اختیار ہوں
 غیر خواہ وہ تک حلال ہر بہت احسن سے میری راجہ دارم سے پاس پہونچاؤں یا کسی قسم کی انگوٹھ لکھنؤ میں
 یہ سواری وغیرہ کا سب بند رہے گا لیکن میں خود آتا ہوں ایک سرکاری ضرورت ایسی کہ حق ہے کہ مجھ کو ہم
 تہمت نہیں ہر سانس لینا دشوار ہے اور اب میں بالکل تنہا ہوں بیٹے کو میرے پاس چند لازمات لکھنؤ میں
 ایسی خدمت ہے کہ میں سوائے تنہائی کے پاس شخص کے جو غفلت سے ہو کسی دوسرے کے آپ سے
 پاس نہیں لکھنؤ میں ایسے وقت میں سوائے میری بیوی ہیں وہ ورنہ تنہائی ہوتی اور کس کو
 طلب کروانے آئے سے میرا غرض ظہر کی زیادہ حد اب یہ کہ کر کے سیم چاہئے وہ سب بلائے جاؤں اس لئے
 ملازمین سے جو کہاں سے کہ بھی جائے کہ تم پر فوجیہ کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور مراد جاؤں میں سے کسی کو یہ کہہ دینا
 تھا یہ ہر سواری کر دینے تم سواری ایک پرچہ تاکہ دیکھو کہ شہر شہری اور خبر داری سے اہل سائنس
 کوئی تم کو قریب دے اور تم دھوکے میں آ جاؤ غرض یہ کہ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ وہ عورت بن جاتا ہے بھی
 ہو جاتا ہے اس لئے خیال رہتا ہے میں اسی سبب سے کہ لڑکی و شہر نہیں دانا کرنا ہواں صرف تم کو روانہ کرنا
 ہواں بلائے جانے جو اب یہ کہ آپ اعلیٰ میں ہیں پستہ دارم کی راجہ دارم سے لکھنؤ میں
 لیکن مجال جو وہ مجھ کو قریب دے رہی ہے نہ کہ وہ میری طرف سے لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں
 میں جلوس سواری ہر پانچ سو آدمی راجہ دارم اور لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں لکھنؤ میں

میں سے یہ پتہ درست نہیں کیا بلکہ جو کہ شوق سے ہیں خود بخود شہید ہو کر ایک لامتناہی تیار کر سکتے ہیں۔
 اس وقت سے انکو یوں غیب کیا جاتا کہ اگر یہ شان بشوکت یہاں آجینگی اور عمر و کو خبر ہوگی کسی کی صورت سے
 وہ بھی پہلے ہی خبری خرابی ہوئی اور اس صورت سے کوئی بھی آگاہ نہ ہوگا سوائے آپنا لوگوں کے اور میرے
 پس ابلاغ سے وہ تبدیل ہوگا کہ میں ہرگز نہ جوں نسیم کے ایک آئینہ کالرا سکودیا کہ اس آئینہ کو دیوار
 کی حالت سے لے کر کچھ کا وہ روزہ پہنچا دیکھو کہ تمہارے کھوں کر چھپ جیسا کہ وہ روزہ شروع ہو رہا ہے خود
 یہ وہم نہ ہو چاہے جب سے یہی برآتا ہے تو میں پھر چھپ چکا ہوں روزہ ظاہر ہو کر میں تھا یہ آئینہ
 پر موجود ہے۔ ہر روز جب روزہ ظاہر ہو کر کا یہ خبر ہو جیسا کہ میں روزہ کھولنے کا تمہارے میرے روزہ کے چھپنے
 ابلاغ سے کیا بہت خوب راوی آئے تو ابلاغ سے سحر زدہ دست نہیں ہو دوا ایک شہر کے ہیں مگر وہ اس قدر
 سحر میں و جنت میں رہ رہے خیال کر رہے ہیں وہ آئینہ نسیم کے آئینہ لیا اسکو دیوار باغ کی طرف سے لے کر
 اور روزہ ظاہر ہوا یہ دیوار کھول کر باہر آئے بان روزہ بند ہو گیا اور معدوم ہو گیا یہ زمین آیت انشاء ہے
 کہ کہ شہر موسیٰ میں جا کر چار کمان چھرا لے لے اور ایک میں نہ ان کماروں و رمیہ کو ہمراہ لیا کرتے ہیں ہر ادب
 چلا یہ تو اُدھر کہ جاتا ہوا ہر نسیم نور و جب کے انتظار میں شہر و فتنہ جاتا ہوا یہ دن خبر میں چاس مرتبہ اسم تمام
 پر آتا ہے کہ یہاں پر روزہ ظاہر ہوا تھا میں خیال سے کہ شاید ابلاغ سوار ہی لیکر آیا ہو اور دریا نسبت کر کے
 چلا آتا ہے وہ چھپ سونے پر رات سحر کی حفاظت کر رہی ہیں و ربانہ کی اور سب دن سب دیوار باغ پر چھپ رہی ہیں
 ہیں یہاں کو یہ بنا و بستہ ابلاغ اُدھر کہ چلا جاتا ہے اب یہ حال لشکر میں اجتنابان قطعہ نگاہن گوش گردان آگیا
 مزمز یا سکتے ہیں فتنہ سب از سام بن نریان کا سماعت فرمائیے کہ مہن جب قرآن یہاں مقصود ہے
 عین شہر عشرت میں جب بدو رہا تھا شبانہ روز کے وہ جلسہ ہر فتنہ ہوا دعوت سے فراغت ہوئی
 عظمیٰ و وہ غیر نے ایک رات براحس و آرام بسر کی لیونکہ تھکے ہوئے تھے توین دن صاحب قرآن سے
 موسیٰ جادو سے فرمایا کہ اب یہ کر لوچ لاؤ ماکہ میں برائے فتح طلسم روانہ ہوں موسیٰ نے کہا کہ بہت
 خوب جاتی ہوں لوچ ماتی ہوں لیونکہ نسیم جادو سیری طاعت سے محافظ لوچ ہر میں جا کر اس سے لوچ
 سے آتی کو میں پیشہ آگاہی تھا فتنہ تھی اب ایک مدت سے فتنہ کال سے نسیم جادو کو بھی ملازم کر کے
 میرا نام سے مقرر کیا وہ زمان آ یا میری اطاعت اُٹنے کی میں نے اسکو نگہداشتہ تھا اب کا محافظ
 مقرر کر کے خود اپنے باغ میں آکر مقیم ہوئی دوسرے تیسرے جا کر خبر لے آتی تھی میری جان بھی میں بہت

تھو غصیب طرٹ خواجہ کے دیکھا اور قصہ کیا کہ سحر کرون اول نور بان میں سوزن تھے دوسرے کتہ صفا ویا
 ۱۰ فاسے بندھا ہوا تھا سحر کیونکر کرتا جب سحر کر سکا تو مریخ نے قصہ کیا کہ زور کر کے کتہ کے حلقہ تو
 نور ڈالوں تاکہ رہا ہو جان جس قدر زور کیا اس قدر کمند اور کس گئی یہ اب عاجز ہوا اسنے یہ قصہ کیا
 کہ اپنے کور با کر کے اور سحر کے ان سب کو اسیر کر لوں خصوصاً عمر و عیار کو اسکو ایسی مزا دیوں کہ یہ تمام
 عمر یاد کرے مگر جب کچھ بس نہ چل بہت پریشان ہوا تو اپنے قصہ سے باز آیا اب اسنے سحر و اٹھا کر دیکھا تو
 سیماسے بلند آواز کو تخت پر بیٹھے ہوئے پایا اسنے زوجہ و دختر و فرزند کو برابر تخت کے نیم تخت پر دیکھا
 بائیں طرٹ اور سب ساحر و سحر دان کھٹ بستہ پایا دیکھا کہ سوسن جادو و اعظم جادو نیز دونوں بھی
 کر سیوں پر جلوہ گر ہیں اور دہنی طرٹ و نکل شوائت پر طلم کشاد حکیم استقلالینوس و دیگر سردار غیر سا
 میں اسنے صاحب قرآن کو پہچان لیا کیونکہ سب سالکان طلم کے دل پر تصویر طلم کشائی تھی مگر
 جو اور خواجہ عمر کی اسی سبب سے مریخ نے خواجہ و صاحب قرآن کو پہچان لیا اب جو یہ اسنے
 دیکھا اپنے دل میں مثل مایہ سرودم بریدہ کے عجب و تاب لکھا اور رہ گیا اب خواجہ نے کہا کہ اب
 مریخ جادو تمہارے دیکھا کہ ان سب سے طلم کشائی اطاعت کی سامری و جمشید پر لعنت کی تو بھی
 لعنت کرا اور دین اسلام اختیار کر اور اطاعت طلم کشائی قبول کر دیکھا اپنی جان کو غنیمت جان
 کوئی کسی کا نہیں جو یہ طلم غرور فتح جو کا شہنشاہ مارا جائے کا مریخ نے کچھ جواب دیا تو موٹا سا
 کیا خواجہ نے قلم و کاغذ اسنے سامنے رکھا اب پھر وہی تقریر کی اور حمد الہی اور تعویذ خداوند کریم
 و مذمت سامری و جمشید بیان کی او جمشید و سامری پر لعنت کی یہ حکم مریخ کو نگواریا وہ مہوے
 خواجہ کو بہ نجات تھو دیکھا بس نہ تھا کہ پا جانتا تو لپکا کھانے اسنے غیض و غضب میں گریہ تحریر
 کیا کہ میں مثل ان لوگوں کے نمک حرام نہیں ہوں کہ نمک حرامی کروں اول تو میری نہ اچانیں چن
 تو ایک ایک تاخن یا سے سامری و جمشید پر تھار کروں اور اپنے اگستار ملک شعلہ بیڑ کے مانع ہیں
 دوسرے شہنشاہ کی اطاعت کسی حالت میں ترک نہ کروں یا مجھ کو جان سے جتا کر ارا بج کر اپن
 ایمان دین گوارا نہیں ہر جھکو اختیار ہر کیا کروں کہ بندھا ہوا ہوں اگر یہ ہا ہوں تو اسکا مذاہم سکو
 بتانا یہ جو ساحر ایمان بیٹھے ہوئے ہیں میرا لیا بتا سکتے ہیں سب کو دیوانہ کر دیتا اور جو کھنڈ
 غیض و غصیب سے جلادیتا ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جو چھو سے بنائے بن سکے وہ کریم ہرگز ہرگز

دین اسلام قبول نہ کرونگا نہ اطاعت طلسم کشا کر رہا ہو گا تو سب کو مزا چکی ہو گا جب یہ تحریر خواجہ
 نے مرتب ہوئی غصہ حضرت کو آیا فرمایا کہ معلوم ہوا میری قضا آئی ہے خیر میں لیا کروں وہ تحریر سب کو دیکھ لی
 راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب قرآن و بادشاہ و حکیم استقلینوس و شیاطین و وزیر کے سستہ و
 سوسن و اعظم سب نے مریخ کو سمجھا کہ اسی کا کہ نہ منہ انکار ہی کیے لیا بلکہ اُسے چند طہر
 خلافت شان صاحب قرآن تحریر کیے اور خداوند کریم کو ابھلا لکھا اور تحریر کیا کہ میں بہ کزیر کو خدا
 آسمان کی بندگی نہ کرونگا یہ جواہر تحریر کیا اب خواجہ ابواب جو دوڑ کر ایک کڑا ہار لگا کر وہ دھڑپ
 گیا کھل اتر گئی خون بہنے لگا خواجہ نے کورسے سے پٹ رکھ لیا برابر ہاتھ چلے جاتے ہوا اس کے جسم سے
 خون کے ٹہرے اس کے ہر رتبہ میں جب بہت سے کورسے، رچکے پھر اُس سے کہا اُسے پھر خون رانی
 کہتا ہوں اسے خون کے اہل دربار کا یہ حال ہے کہ کانپ رہے ہیں صاحب قرآن خاموش بیٹھ ہوئے
 ملاحظہ فرما رہے ہیں اعظم سوسن و وزیر دارین سے سب ذیل میں خیال کیا کہ اگر خدا انکار کرے گا
 میںی حال ہمارا ہو اور اسی طور سے خواجہ ہم کہ خداوند کریم نے اپنا پادشاہی اختیار
 کیا اور یہ خواجہ نے اس کو کورسے کے نیچے رکھ لیا اب صاحب قرآن سے ملاحظہ کیا کہ مریخ کا جسم
 پاشن پاشن بولیا اور اسے خون بہنے لگا خواجہ نے فرمایا کہ اگر خواجہ یہ غم و بدعت نہ کروں یہ سستہ
 کشا سب یہ کہ اب اسکا سر تن سے جدا کروں اپنی مزا کو پہنچے اب جب اسے پتہ چلا کہ وہ روکا
 ویسی اسے مزا پائی اب یہ اس مزا کے لائق نہیں ہوئے اس لائق ہونے اسکا سر قلم کروں پس یہ خواجہ
 صاحب قرآن نے فرمایا خواجہ نے یہ موجب ہے صاحب قرآن اس پر کمر بستہ ہو گیا اور چھپٹ کر قریب مریخ
 آئے اور کہا اب بھی کچھ نہیں یہ تو دین اسل مرقبوں آ رہے ہیں خواجہ نے یہ تحریر کیا کہ میں یہ
 سے خزان نکال تو تو مزا معلوم ہو خواجہ دوامروں سے بالکل سب خون سے ایسا ہو گیا کہ وہ خود
 سے کہیں کہ اس کو باندھا تھا وہ سر سے بڑے چڑبے سے خواجہ نے اور صاحب قرآن جہاں وہ باندھا تھا
 اسے اعظم لیس یہ جواہر سے تحریر کیا خواجہ نے اس کی زبان سے سرزنشیں کیے سر سے سب سے
 جہاں سب یہ تھا کہ وہ بالکل از سر تا پا مجروح تھا جیت خواجہ نے سوزنوں کی اس کی زبان سے بولتے
 آئی اُسے قصہ کیا کہ وہ کروں سر سے سب برکت کنند اعقاب صف اس کو ہر بار مزا پاشن و اموشن
 تھا بھلا سو کیا کر سکتا جب اسے سوزن مزا پاشن پاشن خواجہ نے پھر طہرات و خط و بند و پاشن

اُس نے ہر دم ہو کر جواب دیا کہ اے ساربان زادے حیر مزاد سے تو قتل کیوں نہیں کرتا ہر چھو پر بھی انتہیت ہوا۔ تیرے
 دین پر یہ کہنا تھا کہ جس قدر ان وکل اہل دریا اور خصلہ آیام ریخ نے ہزاروں طالبان سوسن و اعظم
 و دیگر مدد و یون کو دین میں شواہد کو نہایت خصلہ آید و کر کے بیاض گردن پر جو ہاتھ رسید کیہ سراس کا
 وٹے کٹ کر زمین پر گرا اور تین ہی طور سے جدتھار ہا ہر خصلہ ہو کر زمین پر کرنا تھا کہ نزل پیدا ہوا ہوا
 آندھی اٹھی برت باری و سب باری ہوئی ایک برستہ لی ہر شور و غل چاٹنے کے مرتبہ ہر خصلہ ہوا
 تھا اسے مرستہ کی بنا پرستہ جو بلند ہوئی تمام ایوان تار یک ہو گیا اس شور و غل کی صدا آئی کہ زمین کو
 تزلزل ہوا۔ اسی سبب نے ہر ایک کے دل کو بلا دیا راوی بیان کرتا ہے کہ جب مرتبہ ہوا
 قتل ہوا و بان سرحد و ند سوسن پر جو مالا ب سحر اور عینا ہر خصلہ ہوا۔ سحر و شیا سے سحر
 مرتبہ و پیلہ ہوا۔ خصلہ کہ مالا ب بین مرغابیان بنی ہوئی پری۔ جتنی تھیں اور شتا وری زمین پر
 شب کو چاٹنے انسانی بین اگر خصلہ و تھیں و سرود ہو تین تھیں اور وہ آسمان پر جو کہ اسے اسے
 آفتاب شمس پیرستہ بنایا تھا اس میں اس کے بھی نہ شریک تھا اسی سبب نے اسے مرستہ
 بعد بھی یہ آسمان قائم رہا تھا یہی سبب تھا کہ مرتبہ خصلہ اس کا مرنا تھا کہ وہ سبب
 سامان سحر و دعوان ہو کر آگ سوا کے گندہ کہ جس میں آفتاب زمین تھا و جہاں علی تھا و درہ
 گیا اور سب مرستہ لیا سحر و شفت ہو گیا جو ملازم مرتبہ کے اسی شمس و آسمان سے دیکھ کر
 بھاگے ان میں سے بہت سے وہ کر رہ گئے جب تک بن گئے بن گئے و ہمارے کرتی اور
 وہ زمر کے دو ملازم ہیں باقی سب مرستہ و دونوں جہاں کہ او و آوازین تھیں ہوتے
 پوشیدہ ہوئے حیران تھے کہ یہ کیہ ہوا کہ را و رکب سا خصلہ ہوا ہمارے مانگہا کہ اس نے
 ہم کو انکو ملکہ سوسن کے پاس پہنچا آئے تھے یہاں تو ببین سات ہو گیا اسی شمس و
 نشان ملک نہ رہا۔ سوسن ہا لویا تھیں سوسن پر خصلہ ہوا۔ و ہر زمین ہوا۔ ہر زمین ہوا۔ ہر زمین
 کیا لیا تھا بڑے غصہ تھیں کہ اسے مرستہ عداوت بن کر ہی آواز دانی تھی مگر کہ اسی مرتبہ آتش
 شوار جہاں و بودا سوسن مردیم و جان داویم ہر خصلہ ہوا۔ سبب یہ تھا کہ آئی تھو و تار کی
 وغیرہ برطان ہوئی مطلق و نہت ہوا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر کی لکھن سستون سے پڑ بھی ہوئی
 سراسر اس کے پاؤں پر پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔ پڑا ہوا۔

سوسن مفہوم و نژاد کی ہونی و کھادی چیز و متغیر متغیر ہوا سوسن کی مہین چہرہ پر دروازہ اس کی ہمال
 رخ سے پیدا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اگر چہ وہ بھی آگے ہی تھا جتنقران کے تھکے ہون پر سر رکھ دیا اور
 رو کر کہنے لگی کہ یا صاحب قران میری غلطی نہ کرنا سوسن بہت برا ٹھیکہ ہے نہ شور ہوا میں سے بہت
 بڑی غلطی کی نوحہ ہاتھ سے نکل گئی یہ نہ خیال فرمائیے کہ سوسن سے فریب کی اور نہیں ہے
 اگر فقہ کیا کہ لوح قبضہ سے نکل گئی یہ مکر سے بیچ ہون لگی میں بالکل بے تصور ہون راوی کہتی
 ہو کہ جب سوسن آئی تھی تو صاحب قران و بادشاہ نے قفس کی تھاکہ دریافت کر دین کے لیے لے لیا
 لڑکی حالت دیکھ کر ہر ایک حیران ہوا تھا کہ یہ کیا حالت اس کی یہ تو بہت سے خوش و خرم ہون لگی ہوا ہے
 ایسی حالت نکالی صاحب قران ابھی درپاس سے نہ کرتے پاس سے لے آئے تھے کہ آتش زروان پر مہر دینے پر کس
 صاحب قران نے اسکا مڑاٹھ کر سینہ سے لگا دیا کہ یہ تو سوسن کی خود کی ہے جو مستعد رہا رہا لگی ہو
 یہ بیان تو کرو اور میں کہوں یہ خیال کہنے لگا کہ قفس سے نکلتی تھی ظہر اظہار بیان تو اور یہ کہ
 تھکری حالت پر جب سوسن سے ہاتھ جوڑا پھر جانور بند سوسن میں و تو یہ بانے ہو جیتا اور
 بل کو نیست و نابود پانا سوسن سے ظہر و دھن میں کہ یہ اندازہ تھا پش پش ہو جتا میں سے دریافت کرنا
 سب حال اپنا قصہ جانے کا ظہر لڑتا اسکا منع کرنا پتا پر ایشیا ہونا اسکا اظہار بیان دین کہ تم پر ایشیا
 اس ہو کو خواجہ عمر و صاحب قران و کل سر ارا کر بردار کرے اور یہ بیان پر بہت بڑا ہو کہ پڑھنا خواجہ
 کی کوشش سے یہ مقام فتح ہو گا اور نوحہ آئے لی میں اس بستی کو می لیتی آئی ہوتی تھی نہ تصور
 ہوا کہ میں یہاں مصروف ہوں رہی آئے عرصہ میں وہاں بہت بڑا ہو گیا تھا لی صاحب اس کے رخصت
 کہان سے جا کر یہ پس ہونے لگا کہ حال میں لے لیا سوسن کا غلطی سے لگا کہ کو تلاش کر لیا تو اسکا پتہ نہ چلا
 معلوم ہوا کہ بھاگ گیا جب یہ حل سوسن سے دین لیا صاحب قران سے نہ پایا کہ اس میں تھا
 کیا تصور ہو یہ سب تقدیر کا پھیر ہو بھی طلسم سے نکلے ہوئے ہیں نہ کہ ظہر اظہار بیان و ظہر اظہار
 باطن نہیں ہون کہ ایسا ملن کروں تم پر کیا کسی نے ظہر و سوسن یا تھا تھکے پش خوشی سے اظہار
 کی اور لوح کے دینے کا اقرار کیا تم لیا کرو کہ دشمنان کو خبر ہو گئی تھوں سے بڑا ہو کہ یہ لکھنا
 کہ جس قدر کا فرہین سب اسی طور سے نکلے ہوئے جس قدر میری قفس ہو گی وہ انہی قفس پر نکلے
 ہو گا کہ لکھ خواجہ کی طرف دیا کہ فرمایا کہ خواجہ تم سے سنا کہ سوسن نے کیا کیا اسکا کہہ دیا

سوسن کہتی ہے کہ خواجہ کی کوشش سے لوح سے آپ نے فرمایا کہ بہت ہی ارشاد ہوا آپ کہ تو میں
 کہتا نہیں ہوں مگر سوسن کو لبت ہوا کہ جبک مارتی ہے جبکہ وہاں ساحر جا نہیں سکتے ہیں بیچارہ غیہ
 ساحر کو کہ سکتا ہوں ایک ماش سے دانہ میں میرا قماش بدل جائے گا میری جان کوئی فالتو نہیں ہے کہ
 میں دیدار و آئستہ ایسے مقام پر جا کر اپنی جان دوں کہ جہاں ساحر جائے ہوئے خوف کرتے ہیں میں
 باز آیا چاہے لوح سے چاہے نہ ہے کچھ ارا تو ہمیشہ یہی کام ہے کہ اسکو قتل کیا اسکو دیکھ کیا میں کہنا تاکہ
 تمہارے ساتھ اپنی جان دیتے پھر وہ میں سے توبہ کی اس تم جانو اور تمہارا کام جب کچھ مال و دولت
 ملے گا اور میں طے کر دوں گا تو کہو گے کہ یہ مال غازیوں کا ہے اس میں تمہارا حق نہیں ہے اسوقت وہ نڈاری
 اگر مدد نہیں کرتے ہیں اور کوئی تدبیر لوح کے دستیاب ہونے کی نہیں بتاتے ہیں غنائی پر نیست ہوتے
 ہنہزار ہر بی بی آپ آئین اور لوح کے حاصل ہونے کی کوشش کریں اور لوح کو حاصل کریں کیوں
 جنت ب مشقت اور محنت تو ہم کریں اور جب راحت کا زمانہ ہوا اور دولت ملے تو دوسرے
 لوگ اس پر قابض ہوں اور ہم نہ دیکھ کر رہ جائیں وہ مثل بڑے دکھ پھر میں بی فائیت کو سنا کہ وہ ملک
 پایہ کہ حلوائی کی دوکان دادا جی کی فکریہ مثل حمزہ صاحبقران کی ہو کہ سب بھگت ہم نے کی
 انھوں نے ہمارے پیسے اٹھا کر تقسیم کر دیے بس معاف فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم تو ذرا سی
 بات میں بگڑا جاتے ہو میں نے تم سے یہ کہہ کر کہ تم جو میں نے تو دیکھا کہ تم نے سنا کہ سوسن نے کیا
 کہ جواب دیا کہ یہ کس گنہ سے آپ نے کہا تھا کہ میرے ستارے کے لیے ہاں میں نے سنا جس طور سے
 آپ نے ستارے میں سے بھی سن لیا ہمارا جنت ان سے کہا کہ پھر میرے وہ کہ کیا تدبیر کی جائے خواجہ نے
 کہا کہ میں کیا جانوں کہ یہ تدبیر کی جائے اسنے بڑے بڑے ساحر بھیجے ہوئے ہیں بادشاہ و طلسموت و دھرم
 انکی موجودگی میں میں بتا رہا ہوں جو یہ تدبیر بتائیں وہ کی جائے صاحبقران نے فرمایا کہ شہر یہ
 فرما کر صاحبقران بادشاہ و اعظم اسقلیموس و شیا طین کی بڑی متوجہ ہوئے اور سوسن نے
 اور ان سب سے کہہ کہ آپ لوگ تدبیر بیان کریں جو کہ ساحر تھے انھوں نے سوئے ہر پانست کہ
 اسقلیموس نے زاپچہ کیا اور صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم عرض کرتے ہیں جو ہر سے فہم
 میں آتا ہے مگر ہم خواجہ کی رائے پر سبقت نہیں کر سکتے ہیں نہ خواجہ کی ایسی عقل دیکھتے ہیں جو امر
 ہمارے ذہن میں آئے گا ہم عرض کر دیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور خواجہ علم رس سے

دریافت کرنے کے لئے اُدھر ان ساحروں نے بھی دریافت کیا اور اسقلینوس نے یہ خبر کیا۔ تیسرا جہاز بھی
 ساحر اُدھر چلے گا وہ اس پر ہو جائے گا سوائے خواجہ خرم کے کہ یہ سب مقام اُن کی کوشش سے نکل
 ہوئے اور لوح دستیاب ہوئی اگر وہ کوشش نہ کرینگے تو لوح کا ملنا دشوار ہو گا وہ تو جہان سے ہوئے گا
 وہ اس پر ہو جائے گا جب یہ سب کو ظہر ہو اور ایک سال سے یہی عرض کیا سو سن نے اُس پتی کو تہولی سے
 نکال کر سامنے رکھا اور اُس سے دریافت کیا کہ اُس نے یہی بیان کیا خواجہ نے تہود یا فسق کیا اُن پر بھی
 یہی ظہر ہوا جب یہ سب نے عرض کیا اُس وقت صاحب قرآن نے خواجہ سے فرمایا کہ اب آپ نے اُن
 کو یہ سب کیا کہتے ہیں اور یہ پتی میری کہتی ہے اب اس کی تدبیر کیا ہو خواجہ نے جواب دیا کہ یہ سب میرے
 دشمن ہیں کیونکہ میں نے ان سب کو عیاری کر کے اس پر کیا ہے وہ دشمنی اور کرسے ہیں چاہتے ہیں کہ میں ان
 جاکر قتل ہو جاؤں یا کسی آفت میں مبتلا ہوؤں میں ایسا نادان نہیں ہوں ہوا ہوا ہے کہ میں نے عمل کر دیا
 میں باز آیا صاحب قرآن نے فرمایا کہ اگر خواجہ عمر و تم یہ ایسی باتیں کرتے ہو تم سے تو ایسی بات نہ کہتی کہ تم
 وقت پر ایسی تقریر کرو گے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ تم نکار کرو اور لوح کی فکر نہ کرو تم سے دو سست
 کوئی دوست اپنے دوست کو ایسے وقت میں پورا نہیں کرتا اب صاف دیکھو یہ وقت ہے اب سب کو
 نہیں بربھائی یہ وقت دستگیر ہی کا ہے تم نے یہ سب اپنے اپنی جان کو بھی عزیز نہیں کیا ایسے لیے وقت
 میں تم نے کوشش کی ہے کہ دو مراد کرتے بھائی کوئی تو تدبیر لوح کے سنائی کرو وقت سے پہلے دھرم
 خواجہ نے کہا کہ میں ایسی باتوں میں سب آتا ہوں بہت سے تم نے کہا کہ میں نے سب اور میں
 تمہارے نظردان میں آیا اُسکا میں نے پہلے ہی مہربانیاں ایسے نقد دینے میں میری خزانہ سے
 اب وہ نہ لگا لگا جو خلیل خان نے لکھا ہے اب میں نے لکھا ہے کہ اس کا سبب اس کا سبب
 فرمایا اب میں یہاں ٹھہر رہا ہوں نہیں فی کعبہ چڑھا دوں جس کا یہاں بیٹھا رہا ہو گا کہ
 حضور سے پیچھے میرے پڑے رہو گے بلکہ زیادہ پریشان کر کے اُس کو لکھ کر شرمی جاتا ہے
 میں باز آیا آپ کے ہمارے رہنے سے اب میں جاتا ہوں بقول اسی کہ بزدلی ہی مرغا نشہ درانی چڑھا
 صاحب قرآن نے فرمایا کہ کیوں بھائی ایسے وقت میں تم ہی اس کا پیچھو روئے ورنہ نہ کہ
 کے چاہو گے خواجہ نے کہا کہ اگر عمر و خواجہ جس زندگی میں سب سے بدتر ہوئے ہو گے تو وہ
 کسی کا نہیں ہوتا ہے میرے بدمعاش ہو بھی چکے ہیں یہ سب کے سب ہوتے ہیں کہ ان سے

پھر تجھ کو یہ ضرور ہو کہ میں میرا چاکر اپنی جان دونوں پر کھڑا آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ لے خدایا غلط بین تھا کہ بعد
 جتنا ہوں کچھ اپنے والد بزرگوار کو اور دیگر اپنے دوستوں کو پریم دیتے ہو یا نہیں صہا جعفران نے فرمایا کہ جگو
 پریم دینا نہیں تو آپ شریف لے جائیں میں نے آپ کی دوستی اور ملاقات دیکھ لی ذرا سی شقی میں آپ
 شکے جاتے ہیں غیر جیسے ہمارا بھی رہا ہے اور جو جہ لے اٹھ کر سزا میں آیا اور جب جب شواہجہ صحن میں پہنچے
 تو سوسن داغ عظم و بادشاہ نے صہا جعفران سے عرض کیا کہ حسب طور سے ہو شواہجہ کہ راضی ہو یا نہیں بدین خواہ
 کہ یہ کام انجام دیا گیا ہم سب بیکار ہیں صہا جعفران نے فرمایا کہ میں کیونکر راضی کروں وہ تو برہم ہوئے جاتے
 ہیں یہ انھوں نے ناب نیاطیق پیدا کیا ہے پہلے تو یہ طریقہ نہ تھا ان سب نے کہا کہ آپ انکے مزاج سے آگاہ ہیں
 کوئی تو میری فریاد یہ تو سب سے سن اور سب سے باتسم کہ سوقت صہا جعفران نے قلم اٹھا کر ایک
 پرچہ قلم سے پر تحریر کیا کہ میرا ایک لاکھ روپیہ وہ شخص سے حوالہ دے کر اس کی مدد کرے کہ اسے نسیم و
 سیماب کو قتل یا اسیر کرے یہ لکھ کر وہ رقعہ یہ کمر فروش پر ڈال دیا کہ اے اہل دربار یہ لاکھ روپیہ اس شخص کے
 ہیں جو نسیم و سیماب کو اسیر کرے یا قتل کرے اور ہوتے نہ دے صہا جعفران نے یہ حکم دیا اور نریمانہ سر ہار
 شواہجہ نے بھی سنا یا تو جہ سے گئے یا واپس آئے مگر بیڑے ہوئے سب نے سنا کہ وہ اتنے ہوئے چلے آئے
 ہیں کہ حمزہ کی قیمت ایک نہ ایک دن میری جان لے گی میں رکھ چاہتا ہوں کہ اسکی قیمت کو ترک کروں
 کروں تو میں ماننا ہو کہ میری گردن کی نہ گردن میں نے سوقت تصد کیا کہ چلا جاؤں یہاں سے اٹھ کر
 جھمن ٹک گیا اسے قدم نہ اٹھواں نے کہہ دیا کہ کیا کہ حمزہ کو نہ تو نہ نریمانہ قیمت میں مبتلا ہو میں خاندانہ میں جا کر
 بیٹھ رہوں اور انکو یہاں چھوڑ دوں تو یہ آپ کو جو کچھ ہو میں اسے تدبیر لوح جو فونکا ہوا اس دل کا مگر اب
 قسم لیا لو لگا کہ سوامے اس کام کے اور کسی کام میں شراکت نہ کروں اور قمر سے بھی قسم لے لوں گا
 کیونکہ اب زمانہ میرا پرانہ سن کا بڑھ چکا ہے ہوئے آپ اس لئے میرے سب خدویش بیٹھے ہوئے
 دیکھ رہے ہیں جہاں پر رقعہ پڑھا اس نے لیا تھا کہ پرچہ جیب میں رکھ لیا صہا جعفران نے فرمایا
 کہ شواہجہ تم نے کیوں یہ رقعہ اٹھا لیا کہ سب یہ تو وہ لے جو تدبیر لوح کرے اور سیماب و
 نسیم کو قتل یا اسیر کرے تم خوف نہ تعب کو بہتے ہو تھکے کس کام کا ہر تم تو جانتے تھے انکار کرتے
 ہو پھر کیوں رقعہ اٹھائے ہو شواہجہ نے منہ بجا کر کہا کہ صہا جعفران میں دل سے مجبور ہوں اس لئے
 نے لے لیا کہ میں تم کو چھوڑ کر جاؤں یہ رقعہ جو میں نے اٹھا لیا ہے سب یہ کہ میں نے خیال کیا

جس کا دل چاہتا تھا کہ وہ ٹھکانا لے تو تم بھی ہم اپنا راستہ کرنا خافل نہ ہو جاؤ کہ وہ موقع پا کر اپنا نام نہ کرنے کے لئے
 کہہ کہ وہ کام کیا ہو جو ان میں چاہا کہ اور بیباک تھیں انھوں نے بالکل صاف طور سے کہہ دیا کہ یہ کام ہوا ہے
 جس کے سر محمد کا لیا کو مزا مل گیا مٹھ میں پانی بھر آیدل میں کہا کہ جلدی کیونکر وہاں پہونچوں در لطف وصل
 حاصل ہوا اسکو ہم نہیں سمجھا رہی ہیں اور دو وطن بن رہی ہیں جو بڑی بوڑھیان ہیں وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ
 اگرتو کی کوئی ایسی بات وہاں جا کر نہ کرنا کہ بے شرم و بے حیا مشہور ہو شو بہت بہت چڑھاؤ پڑے تیر نہ کرنا
 فرما اپنے نویلے دیے رہنا شرم و حفاظت سے باتیں کرنا جو کہ بہت شوخ اور شنگ تھیں انھوں نے وہ وہ
 باتیں بتائیں کہ وہ ہنس دی اسکو خوب چکا کر دیا اور کہہ دیا کہ ایسی باتیں کرنا کہ اسکو اشتیاق ہو دیکھو یہ
 باتیں مرد کو مار ڈالنے کی ہیں انھیں باتوں سے مرد عاشق ہو جاتا ہوا وی کہتا ہوا کہ یہاں تو یہ سات
 ہورہا ہوا ہر ایک جادو و مراد جادو سے کہہ رہا ہے کہ جلد رخصت فرما دے تاکہ میں سویرے سویرے
 یہاں سے روانہ ہوں اگر نہ چڑھ گیا تو دھوپ کی حدت کے سبب سے مجھ کو بھی تکلیف ہوگی اور
 سواری بھی پریشان ہوگی مراد کہہ رہا ہے کہ چند عزیز اس کے ہیں وہ مل لین تو میں سوار کر دوں یہاں تو یہ
 بندوبست ہو گا کہ پر ایک مجمع ہے کہ خواجہ بھی ساحر کی صورت میں ہوئے اس کوہ کی طرف جا نکلتے
 انھوں نے کہہ دیا کہ ہر جمع دیکھنا یہ خیال کرنے کے لئے کہ دریافت کرنا چاہیے کہ یہ مجمع کیسا ہے شاید یہاں سے
 کچھ ہاتھ لے لوڑی دو کوڑی کا روزگار ہو جائے یہ خیال کر کے خواجہ کوہ کی طرف چلے دیکھا کہ چند آدمی
 وہ پر سے اترے چلے آئے ہیں خواجہ اس کے قریب پہونچے سلام کیا انھوں نے جو مسافر وضع دیکھا کہا
 کہ کیوں کیا مطلب ہے وہ یہ سمجھے کہ کچھ سوال کرے گا خواجہ نے کہا کہ کیا اس کوہ پر میللا ہے جو یہ مجمع ہے
 یا کوئی مقام مبارک ہے کہ لوگ اسکی زیارت کو آتے ہیں انھوں نے کہا کہ اے ساحر نہ میللا ہے نہ مقام
 مبارک ہے مراد جادو کہ کوہ کی دختر آج رخصت ہوگی ہر اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے آپ نے کہا کہ
 معلوم ہوا اسکی برات ہے کہ نہیں بھائی شراح ہوئے تو تین برس ہوئے مگر رخصت نہیں کیا تھا
 آج اس کے شوہر کے پاس سے پیغام آیا ہے کہ میری زوجہ کو رخصت کر دو تو وہی رخصت ہو رہی ہے اس سے
 عزیز واقربا نے آپ نے کہا کہ جائے گی کہاں کیا کہیں باہر شادی ہوئی ہے کہا کہ باہر
 تو شادی نہیں ہوئی ہے رہنے والا تو اسی سرحد کا ہے وہ ملازم پر شنگال یاد شاہ طلسم دار بھی نظر آئے
 لوح طلسم کا نسیم جادو نام ہے آپ نے فرمایا کہ پھر وہ خود لینے آیا ہو گا کہا کہ اے مسافر تو تو بات دہرایا

۱۱۱

اگر تار اور بات کی چار پنجو پر اسے جھکڑوں سے کام کیا ہو گا کہ سال بھر ان تم خفا کیوں ہو سکے ہو میں نے
 جوئی بات سنی اس سبب سے دریافت کیا کیونکہ زمانہ کا طریقہ یہ ہے کہ برات کے دن دو وطن رخصت
 کر دی جاتی ہے اپنے شوہر کے ساتھ جاتی ہے یہاں میں نے تمہارے منہ سے سنی بات سنی کہ تین برس
 ہو گئے ہیں نکاح کو اب رخصت ہوتی ہو دوسرے شوہر خود آکر لے جاتا ہے تم کہتے ہو کہ آدمی آیا تو اٹھوں
 سنہ ہا کہ ہمارے ملک کا یہ طریقہ یہ کہ لڑکی کی شادی چھوٹے سن میں کی جاتی ہے جب جوان ہوتی ہے
 جب رخصت کی جاتی ہے پھر چاہے دو ملے آئے چاہے تہ آئے صرف کہ ملے کھجے تو رخصت کر دیتے ہیں
 یا کسی آدمی کو بھیجے تو رخصت کر دیتے ہیں اگر خود دو ملے بھی آیا تو اور اچھا ہوا نسیم جادو خود آتا اپنی زوجہ
 کے لے جانے کے لیے گروہ آج کل ایک ایسے کام میں مصروف ہے کہ اسکو مہلت انہیں ہر جہاں رہتا
 ہو وہاں سے باہر نہیں آسکتا ہو بس اُسے اپنے ملازم خاص ابلاغ جادو کو اور سواری روانہ کی ہے اور
 روجہ کو طلب کیا ہے نسیم کا جسرا اپنی بیٹی کو رخصت کے دیتا ہے خواجہ نے کہا کہ اب معلوم ہوا یہ کس اور
 آپ کہتے ہوئے کہ ہر ملک و ہر رسم ایک طرف کو راہی ہوئے وہ لوگ جو اپنے کام کو جانے تھے چلے
 گئے آپ اسی امر کے منتظر تھے کہ یہ چالیں تو میں بھی کوہ پر جاؤں جب دیکھا کہ وہ اور طرف گئے آپ کو ہر
 آئے دیکھا کہ ایک میاں رکھا ہوا ہے چار کھار رو دی پہنے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایک سا حکر سی پڑٹھا
 ہے کہ رہا ہے کہ جلدی بیٹھے عرصہ ہو تا ہے ایک ساتھ ضعیف اس سے کہہ رہا ہے کہ تھوڑی دیر اور تزلزل دیتے
 میں سواریے دیتا ہوں خواجہ نے جو یہ واقعہ دیکھا آپ فکر کرنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ
 فکر عیاری میں ایک طرف کو چلے گئے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ سب نے دیکھا کہ ایک سا ہو کا رلی
 لڑکی حامی کا لنگا پہنے ہوئے سر سے پاؤں تک اپنے کو چادر میں لپیٹ لیا کہے ہوئے پاؤں میں بازرب
 جھم جھم کرتی تھوڑی چلی آتی ہے مراد جادو کے مکان پر پہنچا رہا ہے کہ جب مراد جادو کی رخصت
 ہوئی ہم سے ملی تک نہیں کہ ان لوگوں نے اسکی طرف دیکھی کہ انہی کو نہیں سو رہی تھوڑی
 ملی جو آپ یوں کہ اگر تم لوگوں کی اجازت ہو تو میں بھی جا کر اس میں درجہ مانعہ کھیل کر بیٹری ہوئی
 ہوت میں فساد سامو طانی چلی ہوئی ہیں نے سنا کہ اس کے شوہر نے پاس سے نہ مہ آ یا ہے اسنے طلب
 کیا ہے میں خود تل اپنی سسرال سے آئی ہوں ان سے میں یہ سب مندر میں لکھ رہا ہوں میرا آنا
 ہوا ان لوگوں نے کہا کہ جادو تم کو منع کس نے کیا ہے یہ منہ تھن کہ وہ جاس کر اندر ان سے لے لیا

دیکھا کہ عود کو نکال کر جمع کر کے سن بھی ہون اور سن بھی ایک چور میں دھنڑا کر دیا اور وہاں جا رہی تھی وہاں بہت سی عورتیں ہیں یہ یعنی ساہوکار کی لڑکی بھی یہ کہتی ہوئی کہ میں اپنی بہن سے ملوں میں اور یہ ساتھ لکھیل کر پڑی ہوئی ہوں اسکی چوڑی اور چوڑی سے سب حیران ہوئے چونکہ کثرت سے عزیز واقارب کی عورتیں ملنے کو آئیں تھیں اور ہمسایہ کی بھی ان سب نے خیال کیا کہ یہ بھی مثل ہم سب کے ہوئی نقصان کیا ہو بل یعنی دوسب نے راستہ دیا وہ ساہوکار کی لڑکی قریب آئی دختر مراد گل ندام کی سر سے پاؤں تک بلا میں میں گلاب میں ہاتھ ڈال کر روئے لگی کہ بہن تم اب اپنی سسرال جاتی ہو دیکھیں اب کب ملاقات ہو برسوں کا ساتھ چھوٹا ہر گویا میں بھی طہر والی ہوئی ہوں سسرال میں رہتی ہوں مگر جب یہاں آئی تھی تو تمہارے دیکھنے کو ضرور آتی تھی اب کیونکر دیکھوں گی نہ تمہارا شوہر جیسے یہاں تم کو آئے دے گا نہ یہ شوہر تمہارے مکان پر مجھ کو جاسے دے گا اب ملاقات کا یہو نادشوار ہو یہ کہہ کر بیٹھ گئی اور باتیں کرنے لگی جہاں اور سب بیٹھی ہوئی سمجھا رہیں تھیں یہ بھی سمجھانے لگی ایک مرتبہ یہ کانٹین چلے گئے کہ ان سب کو ہٹا دو تو میں تم سے کچھ تخلیہ میں باتیں کروں کہ جسکے سبب سے تمہارا شوہر عاشق ہو جائے اور تم کو دم بوش چاہیے اور محبت کرے بدو نہ تمہارے اسکو چین نہ آئے ایک پل کی بددائی ناگوار ہو تمہارا ایک سونا اسکو دشوار معلوم ہو تمہارے سوا دوسری عورت کی طرہ نہ لگتا تھا اگر نہ دیکھتے ایسی نہ ہیر میں نہ تھی کی ہر جب تو میرا شوہر مجھ کو اپنے سے ایک پل کے لیے جدا نہیں کرتا ہر جب میں یہاں آئی ہوں تو اتنا تو میرے فراق میں ٹر پتا ہوا اور پھٹکتا ہوا اور جلدی سے سواری بھیج کر بلا لیتا ہوا میں ایسی بے اعتنائیاں کرتی ہوں کہ اگر اپنے مان باپ کے ساتھ کروں تو انکو افرات ہو جائے مگر وہ ن باتوں کی طرہ خیال بھی نہیں کرتا ہوا یہ حالت ہے کہ رات بھر میں اور دن بھر میں سو مرتبہ پاؤں پر گرتا ہوا اور ہاتھ جوڑتا ہوا اسکو رات دن سوا سے میری خوشی اور رونا جھوٹی کے دوسرے کام نہیں ہے یہ جو کہا اس ساہوکار کی لڑکی نے اسکو بھی خیال ہوا کہ ان باتوں کو بھی سننا چاہیے کہ کہ تم اس کمرہ میں چلو میں بھی آئی ہوں وہ ساہوکار کی لڑکی اٹھ کر اس کمرہ میں آئی یہ دختر مراد بھی پیشیا کے بھانے سے اٹھی اور اس کمرہ میں آئی جو ہم نین تھیں انھوں نے قصداً کہ ہم بھی ہمراہ ہوں کہا کہ تم ٹھہرو میں ذرا اپنی بہن سے باتیں کروں تو آتی ہوں وہ ٹھہر گئیں یہ کمرے میں آئی دیکھا کہ ساہوکار کی لڑکی بھی ہوئی ہر جی اُسے بیٹھ گئی کہا کہ میں جلد بیان کرواؤں کہ ان کے بہن پہلے تم یہ دو اٹھا لیں

[illegible]

دو صا آدمی نہیں بجا گیا ہیں اسی غرض سے میں نے محمد بن قاسم کو کہیں روکنا چاہا کہ وہ نہ آئے
 وہ نہ آئی ہوگی یہ سب دیوانی ہوئی ہیں بجا کر میں یہ نہیں کر کے تیس سو تھوڑے ہیں کہ وہ نہ آئے
 کہ وہ نہ آئے ہیں یہ بلایا گئے کہ ان کے شوق سے دروازہ کھول دیا میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 میں نے کہہ دیا کہ چھ دروازہ کھول دو اور وہ کھول دیا کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 یہ وہ بلایا گیا ہے اس سے دروازہ کھولا اس نے کہا کہ یہ بلایا گیا ہے اس سے دروازہ کھولا
 کیونکہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 بلکہ ابلاغ کو بھی اندر نہ ہوا ایسا نہ ہو کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 کیونکہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 میں نے ابلاغ کے کہا بہت خوب یہ کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 اور یہاں دوش پڑا تھا کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 وہاں سے ایک طرف گواہی ہوا کہ ایک شخص کو سب سے پہلے پہنچا گیا اور وہاں سے ایک طرف گواہی ہوا کہ ایک شخص کو سب سے پہلے پہنچا گیا
 وغیرہ سب سے پہلے پہنچا گیا اور وہاں سے ایک طرف گواہی ہوا کہ ایک شخص کو سب سے پہلے پہنچا گیا
 جہاں چھوڑا جان سے شوق ہو گیا پھر ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 سی مقررہ پر اس کے وصل سے کام میں ہوا اس نے ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 آنا تھا اب تو اور زیادہ پیڑ لگائی کہ عمر و آیا عمر و آیا سب دروازے کھول دیا کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 عمر و پتلا سے کہ تو دیکھ کہ ایک دروازہ کھول دیا کہ ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 یہ کیا واقعہ ہوا کہ اب کو بھی حرکت ہوئی اور میں نے ان کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو
 لکی نسیم نے جب اس ناز میں سے کہہ دیا کہ ہر آتش بھڑک رہی ہے تو میں نے اس کے پاس پہنچ کر ان کو بلایا گئے ہیں شور مچا کر آیا عمر و آیا اس نے کہا کہ آپاٹا ہے ان کے پاس پہنچ کر ان کو

اسکا مینہ سے باہر نہ تھا ایک مرتبہ عمر و آیا عمر و آیا پھر لڑائی جب خواجہ نے تہذیب پر پہنچنے پر زمین سے
 نکلنے پر یہاں ہوئے گئے اس جتنے لگی نہ تھوڑے دن میں ایک مہینہ کی یہ علامت خواجہ کے آسنے کی یہی سبب سے
 مقرر کی گئی اور کہ تھا کہ خواجہ جب یہاں پہنچے تو تو عمر و فرستے گئے لیکن کے اور زمین سے شعلہ
 بلند ہونے و طائر بھی خود بخود جیسے کہ درختیاں گریں اس سے یہ بڑے جتنے جاسٹین اور یہی شعلہ جاسٹین
 ہیں کہ عمر و آیا عمر و آیا یہ حالت دیکھ کر یہ حیران ہوا اس کا خیال گذرا کہ میری زوجہ زمین پر کوئی نہ کوئی
 ہو اور عمر و اب تو اسے کہہ کر نامہ زمین پہنچا کہ تو عمر و تو نہیں ہو اسے ٹھہرنا کہ اس کا او موسے موٹری
 کالے کیا دیوانہ ہوا زمین شوری ہو تیری زوجہ ہوں مجھے تو کیا عدست مرد کی پاتا ہر سو اسے
 عورت کے میں اس امر سے واقف نہیں ہوں تھیں کہ میرا خیر دیتا ہے کہ عمر و آیا جو آثار عمر و
 کے آسنے کے متحرک ہے وہ سب نامہ ہر جہت میں ہیں خود حیران ہوں کہ عمر و کہاں آیا تو تو عمر و جو
 یا میں ہوں اُسے کہہ کر اچھا امتحان کرے دیکھو یہ کہہ کر کے کہ میں عورت ہوں یا مرد اب یہ حیران ہوا
 کہ اگر یہ عمر و ہوتا تو یہ کیوں کہتا کہ دیکھو کہ میں عورت ہوں یا مرد ادھر باغ کا یہ عالم کہ یہ سیر طرت آگ
 لگی ہوئی ہے غدا صہ یہ کہ سب طائر جل گئے اس سب پتلیاں اور سب درخت جستہ باغ سحر سے
 بنا ہوا تھا سب جل کر خاک ہوئے سب اسے ایسی باغ کے سحر کی ایک شمع نہ رہی اب تو نسیم کو یقین
 ہو گیا کہ میں عورت عمر و میری زوجہ نہیں ہے یہ خیال کر کے اپنے دل سے یہ کہتا ہوا چلا کہ اوسا ربان
 زادے تو نے بڑا دھوکا دیا تو بی عمر و تو میں نہ اؤنگا میرے تمام سحر کو برباد کر دیا اب تو کہاں جاتا ہے یہ
 کہہ کر جھپٹا خواجہ سے جو دیکھ کہ یہ میری طرت آتا ہے اور اس پر ظہر ہو گیا آپ جست کر کے الگ
 ہوئے اُسے قصہ کیا کہ سحر کرون آپ نے جھٹ سے کلیم اڑھولی اب جو وہ آواز گیر کہہ کر جو دیکھتا ہے
 تو وہ نہ زمین تدارد ہر اب اسے پشت و ست کو اپنے اسم سحر چھو کر دیکھی یہ خیال کر کے کہ یہ کون ہے
 آیا میری زوجہ ہو یا عمر و عین راستہ سے بد ہوش تھا اشتیاق زوجہ میں جب سحر کو اپنے برباد
 کر چکا جب ہوش آیا اب جو اسے خیال کر کے دیکھ تو لکھ ہوا پایا کہ یہ تیری زوجہ نہ تھی بلکہ خواجہ عمر و
 ہیں انھوں نے جا کر تیری زوجہ کو سب ہوش کیا اور اسکی صورت بن کر خود آئے یہ جو ظاہر ہو سکا
 وہ نکال کیا تو اس جاسٹین رتبہ جو بیان کرتے لیکن رنگ رو متغیر ہو گیا چہرہ پر مردنی چھا گئی
 نہ نہ کیا اب اسے درانت کیا کہ عمر و نے میری زوجہ کو کیا کیا ہے ہوش کر کے معلوم ہوا

کہ آئینہ نشانی نہیں کیا پریشان نہ ہو اپنی زمین میں رہتا تھا یہاں سے دریا قسٹ کیا کہ چھوڑ گیا چھوڑ
 دیا گیا یہ غصہ تھا ہر معلوم ہو کہ ہائی باغوں پر گلہ سڑھ ڈھکے ہوئے قسٹ ہر آب یہ جو معلوم ہوا آئینہ سحر کیا کہ
 تمام باغ بہت آگ لگ گئی آپ نے وہ ایک طرف سے دیکھ کر کہا اے ہوا کہ یہ سحر آئینہ سے غرض آئینہ کہ
 خواجہ جیل جہان بہان آویز خواجہ سب گزشتہ آئینہ کی فکر کر رہا ہے خواجہ امینداروں میں گلہ سڑھ ڈھکے ہوئے
 سوچ رہے ہیں کہ اب کونسی خبری کروں اور کس خبری کروں سدا سیر کروں یہاں خواجہ اس فکر میں
 تھا کہ کیا کرے گا یہ اپنے آپ کو کس خبری کروں خواجہ کو اس سیر کروں یہاں میری سدا اپنی فکر میں ہوا وہ غصہ
 بیرون تھا وہ اپنے حق میں تھا کہ اسے یہ سنا کہ انھوں نے تیویہ واقعہ دیکھا اور یہ خبر بہت بڑا غصہ
 ہوا اور یہ تھا ہر جہاں اسی وقت وہ اپنے باغ میں تھا کہ اسے بلتا آواز دیا غصہ و سو میں غصہ
 ہو کر رہا، مستوان سحر کر کے باغ ہوئے اور ہر ایک کے لئے نوالہ عطا ہوا کہ اسے نوا اور اسکو ہر ایک
 لئے اپنی اپنی زبان سے کہتے تھے اے ہوا کہ اور اسے سیر کر کے اس غبار پر اسے لگے تو صد سے ہے
 اور تھا جہاں سے وہ یہ واقعہ دیکھتا فوراً بدلتا کر ایک شستہ کڑی میں تھے، چٹائی اس پر سم
 دیا سیر کر کے آئینہ ہوا اس غبار پر ماری بکست لہذا غصہ سے ایک شرافت ہوا اور برق چمکی وہ غبار
 ہر طرف سے ہوا اور وہ لامکان بھی تھا کہ ہوا گیا وہ جو باغ سب اصلی تھا وہ رہ گیا پس جہاں جہاں
 آئے کہ عسکر سید کی کھینچ کر اس باغ کی طرف چلتے ان سحروں سے تیویہ واقعہ دیکھ کہ وہ دھوکہ
 اور غبار ایک برکت ہو گیا اور باغ تھا ہر جہاں باغ کے اندر سے شعلہ نکل رہے ہیں اور وہ
 ہر جہاں سب رنگ پر یہ جنبش کر کے اور گڑ گڑا کر طرف سے سب کے چلا گیا سب جاوہر آئینہ مقام پر
 بیٹھا ہوا تھا اس کے چند رفیق اس کے پاس حفر تھے پچاس ہزار ساحر جو تیویہ سب و کل موجود تھے
 تھے ان کے اسرار حفر تھے کہ سب نے دیکھا ایک طرف سے طرف در بند سوسن کے شعلہ ہر
 سحر پیدا ہوئے اور شور و غل کی صدا آئے لہذا یہ گھبرا گیا تھا کہ اے ہوا کہ جیسے ہی یہ آئینہ تھا کہ ایک
 برق چمکی اور ایک طائر پیدا ہوا آئینہ زبان ان کی کو یا ہو کر کہنا کہ اے ہوا سب کیا سب خبر
 بیٹھ ہوئے ہوا ان عروہ و جہان سیم بزرگ فعل یافت ہوا اور تمام طائر سحر و شہر سحر و شہر ماس
 سحر جیل کرنا کہ ہوئے اب سوسن باغ اصلی کے کوئی دوسری شہر نہیں باقی ہے طائر گشت جہاں گیا
 ہوا آئینہ سحر کر کے تمام شہر کو برباد کیا، سحر عظیم ہو کر وہ غبار و دھواں ہر طرف ہو گیا ہوا

نمایان ہوا جو چاند خیر سے نہ تھا تھا کہ سہما ب سہما سب سے کہا کہ تم لشکر لیکر آؤ میں نسیم کی کمک کو
 لیا تا چون بڑا غضب ہوا کہ سب محنت بیکار ہو گئی میں جا کر طلسم کشا و عمر و کور و کون اور اس پر کروں
 ایسا نہ ہو کہ عمر و لوح پر قبضہ کرے اور طلسم کشا کیونکہ طلسم کشا کے ہمراہ سوسن ضرور ہوگی وہ حال لوح
 سے آگاہ ہو یہ ہکر مرچ پر دانا پیدا کر کے طرٹ در بند سوسن و بلخ عجائب کے چلا یہ راہ میں تھا کہ اسے دیکھا
 اور سر گزرتا ہوا چلا آتا ہوا اب گواستو قہین کلی ہو گیا یہ اپنے سحر کو زور دے کر چلا اسکے جاننے کے
 بعد اس کا سپہ سالار اخلاق جو دو اس کا لشکر لیکر چلا یہ تو ادھر سے چلا ادھر حمزہ صاحب قرآن اپنے
 نام کا نعرہ کر کے دروازہ باغ پر آئے اور ایک ہنگا جو مارا دروازہ باغ کا بلند تھا وہ مع چوکھٹ بازو کے
 اٹھ آیا صاحب قرآن یہ نعرہ کر کے مع اشتہر و یوزاد کے داخل بارگاہ ہوئے نعرہ صاحب قرآن سے
 امیر عرب شیخ روزگار + یہ حکم خدایتہ شمشیر چار + یکے تیغ مقام و مصمام نام + یہ تیغ عقرب
 یکے ذوالجہم + بن کاہن از جہن پاک کرد + سر سر کشان حملہ و رخاک کرد + یہ نعرہ کر کے جو عقرب سلیمانی
 علم کیے ہوئے داخل باغ ہوئے نسیم کے کان میں جو نعرہ صاحب قرآن کی صدا پہونچی اسنے ہٹ کر دیکھا
 اول ہی پہچان لیا کہ یہ طلسم کشا ہے یہ طرٹ صاحب قرآن کے اس قصد سے چلا کہ طلسم کشا پر سحر کر کے طلسم
 کش کو اس پر کر لو کیونکہ ابھی اسکے پاس لوح نہیں ہے یہ تو ادھر چلا آؤ وہ خواجہ نے جو نعرہ امیر کی صدا
 سنی آپ نے بھی اپنے سر پہ کلیم دور کی اور اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہوئے آپ نے اپنے نام کا
 نعرہ کر کے عمر و لوح میں حیار صاحب قرآن + میرے مکر سے کا پتا ہو جہان + تراشندہ ریش
 کف و زون + زمانہ کا مکار و خدا رہون + میرا تیز رفتار ہو کر قدم + صبا ٹھوکرین طھائے ہر قدم + ارادون
 صبا ٹھوکرین میں ہوش کو + نہ پہونچے میرے لڑ پالیوس کو + دو بندہ جہان برز طرار ہون + جہان گیر عالم کا
 جب زبون + نسیم امیرین طرٹ پلا تھا کہ خواجہ نے نعرہ کر کے اور نیچے کو لکرے لپکرا آؤ زدی کہ و نسیم
 کہ مھربان ہوئے تیرے قدم نہ تیرے راوی بیان کرتا ہے کہ نسیم سے اسی طو سے باغ میں آگ
 چارون ذرت لگی تو چونکہ صاحب قرآن سم اعظم کو در زبان کیے ہوئے ہیں بدین سبب صاحب قرآن
 کو آگ ذیت نہیں پہونچاتی ہر ہٹ کل ہوئی جاتی ہو اور جو اس آگ سے بچے ہوئے ہیں اسکی
 یہ وجہ یہ کہ آپ نے دوش پر کلیم ہر جو کہ معجزہ فی ہر ذوق آپ کو بچائے ہوئے ہے جب خواجہ نے نعرہ
 کیا اور نسیم کو ڈانٹا تو نسیم اسطرت لوٹا کہ ادھر صاحب قرآن سے ڈانٹ کر فرمایا کہ او نسیم

اور معرکہ جان بین تیرا حریف موجود ہوں اب نسیم حیران ہوا کہ کیا کروں کس طرف نہ بوجاؤں اس سے نہ شک نہ ہر
 لرون اگر حریف یعنی طلسم کشا کی طرف نہ جاتا ہوں تو عمر و عیار بھی پشت پرستے اگر پہنچے مارو سنہ کا کام تمام
 ہو جائے گا اگر عمر و کی طرف نہ جاتا ہوں تو طلسم کشا کا نشانہ ہوتا ہوں بڑی مشکل میں میری جان پڑی ہے
 جہاں تو کہ ہر جہاں اور کیا کروں اسی حالت میں نسیم نے یہ چن شعور نہایت ایک شعور کے ساتھ جو اس کے
 سبب دل تھا خواجہ آتش کے پڑھے نظر یہ کس رشاک میحا کا معانہ ہر زمین جسکی پہاڑی پہاڑ
 ہر چو نہ یہ مطلع اس کے حسب حال تھا اس نے پڑھا سے غم میرا فکر باغبان ہر دو عملہ میں ہمارا نشان
 ہر زمین کی سیر ہوتا ہر جھگڑا مکر میری ہر دست باغبان ہر دو قلعی اسی یہ حالت تھی جب آتش
 یزید وہ مبتلا تھا ابھی یہ کسی طرف نہ جاتے پایا تھا اور میان زمین و آسمان ہر تھا اور وہ ان ساحروں
 نے جو کہ ہمراہ صاحبقران کے تھے مثل مقصورہ سیما سے بان آواز وغیرہ کے یہ جو دیکھتے کہ غیا
 و دعوان بر طرف ہو گیا اور بانع عجائب بند بہ اور نوحہ صاحبقران خواجہ کی صدا کا نہیں پہونچی
 معلوم ہوا کہ صاحبقران و عمر و دونوں بانع میں اور بانع سے شعلہ ہائے آتشیں نکل رہے ہیں
 صاحبقران مقابلہ فرما رہے ہیں نعرہ پر نعرہ فرما رہے ہیں جو سیما سے باندا آواز و اعظم حیا و و
 و سوسن جادو نے دیکھا اور صاحبقران و خواجہ کے نعرہ کی صدا سنی بس تا سب زری ہر سب
 کے سب لپک کر مثل شعلہ جوالہ کے آگے جب بانع پہونچے تو م بانع کو آتش ہمارا پایا
 کہ کہ جو دیکھا تو کیا اندیشہ پڑا کہ ایک طرف تو صاحبقران شمشیر بکھت کھڑے ہیں اور ایک سمت عمر
 و نسیم حیا و و ہر جب وہ صاحبقران کی طرف جلتے کا قصد کرتے ہر عمر و و اٹھ کر اپنی طرف
 بڑھتا ہر جب وہ خواجہ عمر و کی طرف جلتے کا قصد کرتا ہر صاحبقران ڈانٹتے ہیں وہ عجیب آتش کش
 ہیں ہر بقول شاعر سے دو عملہ میں ہمارا آتش ہر + پس ہر رنگ جیو دیکھا اور بانع کو آتش ہمارا پایا
 و دیکھا کہ یہ دونوں شتا و دریا سے شجاعت و منہنگ ہر جرات اس آگ میں سب سے خوف کھاتے ہیں
 وہ آگ ان کے جسم کو بالکل تکلیف نہیں پہونچتی ہر یہ دیکھنا تھا کہ بادشاہ نے سحر کیا کہ ابراہیم
 ظاہر ہوا وہ ابراہیم بانع پر پہونچا اس ابراہیم سے جو پانی بر تمام آگ حل ہو گئی ہر وہ آگ
 کہ جسکے سبب سے بانع آتش ہمارا ہوا ہر وہ لگی انہی آگ کے سحر کیا کہ جسکے ہر ہر ہر
 تھے سب تمام جو گئے سوسن نے سحر کر کے تمام بانع کو جس آگ کے ہر ہر ہر ہر ہر

ستہ یہ ساحر بندہ سب کو چمکے ایک مرتبہ نعرہ کر کے یہ سب ساحر اس بانع میں آئے اور کہا کہ اونسیم کہہ کر
 جاسے گا ہم سے مقابلہ کر ہم تیرے ہم نبرد ہیں کیا غیر ساحر وہ نہ جھپٹ جھپٹ کر جاتا ہے ساحر وہ نہ
 سامت کرتا کہ پھوول کا حوصلہ شکے یہ جو صدا آئی نسیم نے ہر اٹھا کر دیکھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی
 کیا نظر کیا کہ بادشاہ طلسم و سوسن چادوا عظم چادو و مقصور چادو و نصرت کرتے ہوئے میری خدمت
 چلے آئے ہیں ان لوگوں نے آئے کے ساتھ ہی ملہری آتش سحر کو فرو کر دیا اب آگ کا نام و نشان ہی بانع
 میں نہیں ہر آواز بیان کرتا ہے کہ جب نسیم نے ان لوگوں کو دیکھا دم نکل گیا کہ میں تو ایسا دور یہ مقدر
 ان دوسے تو کوئی صورت مفکر کی نظر نہیں آتی ہر گو غیر ساحر تھے یہ تو ساحر ہیں کس کس کے سوا کیا ہو اب
 دونگا اور کس کس کا حملہ رد کرونگے بڑی مشکل ہوئی یہ سب عجیب آفت میں مجبور مبتلا کر گئے ہیں کہ
 گئے تھے کہ جب کوئی آفت یہاں آئے گی ایر کو حرکت ہوگی مجبور ہو جائے گی میں فوراً آؤں گا تم
 کچھ کچھ زانیہ میں حرکت ہونا تو درکنہ رابرغیب ہو گیا تمام طائران سحر و بتیان تحری و درخت سحر کے
 جل گئے اور اسکو خیر نہ ہوئی اور وہ برائے ملک نہ آیا اب میں کیا کروں ان لوگوں سے کیونکر اپنی جان
 بچاؤں یہ یہ خیال کر رہا تھا کہ سوسن نے جھپٹ کر قریب آکر نعرہ کیا کہ اونسیم تو نے نیک حرامی کی
 میری اطاعت سے چاہیہ تو میرا ملازم تھا یا شنگال کا جو تو نے شنگال کے کہنے سے چھو سے
 اعتراف کیا اور اوج پر قبضہ کر لیا اور سحر کر کے بانع کو پو شیدہ کر دیا تجھ کو نہ معلوم تھا کہ یہ سب امر ظاہر
 ہوئے اور یہ کار کی خفت ہوگی نسیم نے کہا کہ میں نے تو نیک حرامی نہیں کی بلکہ تم سب نے نیک حرامی
 کی اور شنگال سے منوت ہو گئے طلسم کشا کی اطاعت کی اپنا دین آباؤی بھی ترک کیا میں میرا ملازم
 نہ تھا بلکہ شنگال کا ملازم تھا اسکے حکم سے میری اطاعت کرتا تھا جب بادشاہ نے مجھ سے فرمایا
 کہ میں نے تم کو در بند سوسن کا حکم کیا اور سوسن کو موزوں کیا تم لوح کی حفاظت کرتے نہ طلسم کشا
 لوح کو پائے نہ سوسن بلکہ جلی کا پردہ نہ تحریر کر کے بھیج دیا اور اپنے ذریعہ سب آتش تو کو دہون
 و دہد گا و متہر کیا پھر میں نے ونگرا سکی تا فرمانی کرتا اور مثل تم سب کے نیک حرامی کرتا سوسن نے
 کہا کہ اب اسوقت کوئی تیری مدد نہ نہیں آتا ہر وہ معاون و مددگار کہاں گئے آکر مدد نہیں کرتے
 ہیں بس سی میں خیریت ہے کہ طلسم کشا کی اطاعت کر اور دین اسلام اختیار کر رہا میرے ہاتھ سے تیرا
 زندہ بچنا مثال ہے کیونکہ اپنی جان بسے پیچھے پڑا ہر اپنی جوانی پر دم کھا نسیم نے کہا کہ میں مرد ہوں

ان سب کو آکر قتل کرنا ہوں لاوی بیان کرتا ہوں اسی حالت میں نسیم نے سر اٹھا کر دیکھا تو سیلاب نشہ جو
 کو دیکھا کہ چلا آتا تو نسیم کے جان میں جان آئی اب تو یہ ڈٹ کر لڑنے لگا سیلاب جو آیا تو اس نے
 نسیم سے کہا کہ تم ہنٹ جاؤ میں اس سے مقابلہ کرتا ہوں تم لوح کی فکر کرو لاوی کہتا ہے صاحب جعفر ان
 وسیلے سے بلند آواز وغیرہ نے سیلاب کو آتے دیکھا تو سیلاب سے بلند آواز سے قصد کیا کہ جا کر
 مقابلہ کرو لیکن اور روکوں اور صاحب جعفر ان سے بھی قصد ہرے کا کیا تھا کہ اعظم و مقہور وغیرہ
 نے روکا عرض کیا کہ اچھی حضور تکلیف نہ فرمائیں ہم لوگ ان سے مقابلہ کریں گے کیونکہ یہ بھی ساحر
 ہیں اور ہم بھی ہیں یہ جہان نسب نے کہا صاحب جعفر ان خاموش ہوئے اعظم نے صاحب جعفر ان کو
 آگاہ کر دیا تھا کہ یہی سیلاب جادو و زبردست کمال جادو و سیلاب نے نسیم کو الگ کر لیا خود
 سوسن سے لڑنے لگا سحر ہوتے لگے سوسن نے سحر کر کے آگ برسانی سیلاب نے ابرہہ سے
 پانی برسایا اسکو فرو کر دیا سوسن نے سحر کیا کہ شیر پیدا ہوا وہ طرف سیلاب کے چل رہا تھا
 نے سحر کیا کہ گینڈا پیدا ہوا شیر دینڈے میں لڑائی ہونے لگی وہ دونوں لڑتے لڑتے جمل کر خاک
 ہو گئے سیلاب نے زمین پر دو تیرا لاکہ بھر سیلاب جوش مارنے لگا سوسن نے زمین غرق ہوتے
 لگی سوسن نے ایک دادہ ش کا مارا وہ دریافا ٹپ ہو گیا سوسن نے سحر کیا کہ ایک درخت سوسن
 پیدا ہوا اسکی خوشبو جو پھیلی اور سیلاب کے دماغ میں پہونچی سیلاب بے ہوش ہوئے لگا اور چاہا
 سوسن کے قدموں کو اوسہ دون کہ یکا یک ایک پتلی پیدا ہوئی اسنے پکار کر سیلاب
 کے منہ پر ماری کہ اسکو بوش آیا اسنے پوچھا کہ سحر کیا کہ درخت سوسن میں آگ لگ گئی وہ
 جلنے لگا اٹھیں سے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ لپک کر طرف سوسن کے چلا سوسن نے اُت جہ
 کیا وہ فرو ہو گیا اسی طور سے سحر چل رہے ہیں کہ یکا یک آسمان ابر سحر نمودار ہوا اور اس سے آواز
 نقارہ آتے لگی وہ ابرا کہ یہاں نشہ ہوا اس سے پچاس ہزار ساحران غدار و کافران ناہنجار
 جھوٹیاں تانہ دھون پڑا لے ترسو میں ہاتھ میں لینا لینا کہتے ہوئے آپہونچے اخلاقی جادو
 سپر سارا سیلاب اس کے عقب میں شکرے کر چلا تھا اب آکر پہونچا یہ لشکر تو آیا آتے ہی ساحر
 غدار نے سحر کرنا شروع کیا اعظم نے صاحب جعفر ان سے عرض کیا کہ سیلاب کا شکر آگیا اب میں
 بھی جاتا ہوں لڑنے کو بس اعظم جادو و مقہور جادو و زبردست ستوان و صاحب جعفر ان و خواجہ

[illegible]

سلام و صا جعفران و شکر اسلام و سیماسے بلند آواز و اعظم جادو و غیرہ سے اور کل لشکر نے جو یہ سنا
 کہ سوسن نے لوح پر قبضہ پالیا اور سب لشکر کفار سے سوسن پر حملہ کیا اہل لشکر اسلام بھی ایک
 مرتبہ حملہ ور ہوئے اب غصب کا معرکہ چاہا اور مقابلہ ہونے لگا بلا کے سر چلنے لگے مینہ سر و نکا برسنے لگا
 ہر طرف بیرون کے فل چپانے کی صدا آنے لگی راوی کہتے ہیں کہ خواجہ عمر و لڑتے لڑتے تھک گئے تھے یہ لڑتے
 ہوئے عقب لشکر پر آئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو کر دم راست کرنے لگے اور لڑائی کا تماشا
 دیکھنے لگے سوسن پر جو سب نے حملہ کیا سوسن بھی جی توڑ کر لڑنے لگی اور برکین چمکا چمکا کر گرائے
 لگی اور لشکر کفار کو مسمار کرنے لگی اسی طور سے لڑتی ہوئی قریب صا جعفران پہونچی اور کھدستہ عجب
 کو توڑ کر روح مہنوعی نکال کر صا جعفران کے گلے میں ڈال دی سیماب نے جو یہ واقعہ دیکھا اب تو
 بالکل بالوس ہو گیا ہر اس طاری ہوا میں سے کہنے لگا کہ لوح پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا سب جی چھوٹ
 لڑنے لگا اس خیال سے کہ میرا ہر اب طلسم کشا پر کوئی فتح نہ پائے گا اور اہل اسلام نے جو فخر پر حملہ
 کیا یہ کثیر تھے کفار قلیل تھے پہ پہونے لگے قریب تھا کہ شکست کھا کر بھائیوں کہ ایک مرتبہ سیماب
 نہ جی اٹھی اور بر کتاب جادو و پچاس ہزار کا لشکر لے کر آ پہونچا اور جنگ مغلوبہ کو دیکھ کر یہ جی بڑھ
 ات قریب سیماب آ کر بولا کہ بھائی صاحب کھرا سنے کا نہیں میں لشکر لیکر آ پہونچا ہوں خیر مجھ کو
 ہمت نہ فرمائیے کچھ خوف نہ فرمائیے میں موجود ہوں لڑنے کو دیکھیے سب کو بھگائے دیتا ہوں یہ سننے
 سیماب کی جان میں جان آئی اور خیال کیا کہ لشکر تازہ دم آیا ہے یہ لڑے گا بر کتاب نے اہل لشکر
 سے کہا کہ تم درمیان میں بھائی صاحب اور طلسم کشا کے ہو جاؤ میں اہل لشکر طلسم کشا کے حملہ کو
 روکتا ہوں اور سرداروں کو بھراؤ لے کر پیلا یہ حکم دینے تھا کہ چند سردار سحر کر کے درمیان صا جعفران و
 سیماب کے آگئے اور سب سے کہا کہ ہم طلسم کشا سے لڑتے ہیں آپ دم لے لیجیے سیماب اس
 امر کو غنیمت جان کر ہٹ گیا چونکہ یہ لشکر تازہ دم آیا تھا لڑنے لگا پھر اسی طور سے جنگ ہونے لگی
 یہاں تو جنگ ہو رہی تھی کہ درمیان میں پہونچی جب قریب تھکتے تھے پہونچا
 است دیکھ کہ درمیان میں کئی ستر ہزار سوسن کو کھدستہ سے لگی ہوا اپنی دانستہ میں وہ اسی
 لوح سے لکھی ہوئی سراسر ہاتھ نقی لوح لگی اسوقت کی کارروائی نے کام دیا اسنے جھپٹ کر صلی اوٹ
 لیا کھدستہ اٹھ لیا اور اس کو غنیمت جانانے خیال کیا کہ اگر وہ سے جاتا ہوں تو لشکر ان سے بچتا

پاس اسی کوئی شے ہو کہ جسے سبب سے اس پر ہر تر نہیں کرتا ہر اسکو لینے پر جتنے سے خوب بات سمجھتا
 تھا جس بخد خوشی دلائے وہ مٹی پر چو نہ تقدیر کھائی بین اس طاعت فتح ہو۔ خیر ہو چہ نہ کہ ہو گا یہ
 حیدر نے جانا ب لولہ بڑے پتے خواجہ یہ سوچ رہی تھی نسیم نے کہا کہ کھائی ہمدرد نہ نہ کھولا ہوا پتہ
 کہ دعوت مہوت یہ کمرہ مٹ غی کے ہاتھ بڑھایا اس طاعت دیتے جانتے ہیں نسیم کا انکی حالت غم سے دور
 جس طاعت مقابلہ ہو رہا تھا اس طاعت پشت تھی کہ خواجہ نے ایک دم بڑھ کر کہا کہ یہ کھائی خداوند غنیمت ہو گیا
 طلسم کشا کو معصوم ہو گیا وہ خود ہر شے پر ہمتا ہو چھا لی لیکن پوشیدہ ہو چھا یہ تو نسیم نے سنا اس نے
 پلٹ کر دیکھا کہ کیا واقعی طلسم کشا آگیا ہو تو اور کوئی مدد پر کروں جیسے اس نے منہ چیرا اور اوروں پر ہمتا
 خواجہ نے بی لالی حلقہ کند کے اس کے غم میں دانت اور پانی کہ وہ کچی ہوئے اس کے غم میں حلقہ چوڑے سے
 یہ اس کے کند کہ یہ لپ سا فہ ہوا پٹ جیسے ہی پلٹا خواجہ نے ہاتھ کو بٹھک اس کے کند پر پانی میاں پر سے
 کہ اور پوتہ بیہوشی اس کے دماغ میں پہنچی اسکو چھینکے۔ آنی جدی خواجہ نے کند سے پر ہمتا کیا اور
 پر گرد خواجہ نے اس کو تھا کر نذر نبیل کیا اب آپ خوشی خوشی گلہ سے لوح لیکر وہاں کے جست
 و خیز کر کے ہوئے چہ یرمن سوسن کے اور ایک سردار یہاں سے سامنا ہو گیا عقور سے
 خلاق سے اور اعظم سے ہر مقام سے یہاں سے باندہ آواز شہر سے بڑے گات اپنی فوج کے
 اور چہ نہ جعفران کے اور یہاں سے سامنا ہو گیا اہل سردم سے چاروں طرف سے انکار کہ
 یہاں سے سردار سے ہمت سے سب ایک ایک دوسرے کے لئے تھے اور مٹا ہل کر کے چوتھے خواجہ
 کے پاس لہجہ تھی خہ
 کر کے اس غول پر پہنچے دو چر کوٹھیں نہ کرادیا جب ان لولوں سے کہ کیا آپ یہاں سے لپ اوان
 کے اثر کو کیا نہیں آپ اس غول کے نکل کر دو مہر سے غول پر چلائے اسکو درجہ دیر چہ کہ شہر سے
 ہر مہر کے چلے گئے ہیں اب تو یہ حالت یہی کہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ خہ
 اور جست و خیز کرتے ہوئے قریب تھا جعفران پہنچے تھا جعفران ان سے سامنا تھا بلکہ ہر خواجہ سے
 سو کر رہا تھا کہ ایک برق چمک کر جعفران پر گری تھا جعفران نے ہم غم و زاری سے انکار
 ہوئی بھی شعلہ صاع جعفران کے قریب آیا وہ کچی بھڑک ہوا نسیم نے اس کے قریب سے گزرتا تھا
 حملہ کیا تھا جعفران نے اسکو پکڑ کر چیر کر پھینک دیا اور سر کو منہ سے نکل کر جس قسم سے

سحر کرتا ہوا جعفران روز قریبے میں کیونکہ اسے عظم و دربان پر سیاہ بیجانتا ہے کہ جعفران کے
 گلے میں لوح جو اس سبب سے طلسم کشا سحر پر اثر نہیں کرتا جو ناظرین کو معلوم ہو کہ سوسن سے جو کاہنہ
 اٹھایا تھا اور سحر کرتی مہین چلی تھی یہ سبب خوشی کے اسنے یہ خیال نہ کیا کہ اگر لوح جسی ہوئی تو حجاب
 سحر فراموش ہو جاتا مگر سحر کیوں کر رہی ہوں اور سحر کون یاد ہو مگر لوح کے ٹٹنے کی خوشی میں اسنے بھی
 یہ خیال کیا کہ لوح لا اصرار جعفران کے گلے میں ڈال دی سیاہ لوح اصلی کا یقین ہوا کہ یہ لوح اصلی ہے
 یہ ٹٹ رہا تھا مگر اسکو یہ فکر تھی کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کے رو برو سے بھاگ جاؤں اپنی جان بچاؤں اب
 تو اچھے جو قریب پہنچا اور صحران کو لڑتے ہوئے دیکھ فوراً کھدستہ کو ٹوڑ کر اور لوح نکالی و جست
 کیا کہ برابر اشقر آئے اور کہ یہ صحران یہ لوح اصلی جو وہ نقلی ہے تو آپ کے گلے میں ہے اور خواجہ
 نے صحران کو اصلی صورت دکھائی اس عرض سے کہ صحران یہ خیال کریں کہ کوئی تربیت
 ہو کہ وہ صحران دیتا ہے صحران نے جو یہ سن پلٹ کر جو دیکھا خواجہ کو اپنے قریب تھا پایا خواجہ نے
 کہ یہ صحران یہ لوح اصلی ہے جو سوسن لائی تھی اور آپ کے گلے میں ہے وہ مصنوعی ہے کہ
 نے ہو گا لکھا یا تھا کیونکہ نسیم و سیاہ نے یہ تدبیر کی تھی کہ دو کھدستہ اور اسی قسم کے بنائے
 سحر سے جیسے کھدستہ لوح تھا اور اسے نہ رہی لوحین رکھیں تھیں اصلی کھدستہ کو کنار سے رکھا تھا اور
 مصنوعی برابر رکھتے اس خیال سے کہ جو لوح لیتے آئے کہ وہ درمیان کا اصلی خیال کیلئے تھا یہ
 ایسا ہی ہوا کہ سوسن نے کھدستہ درمیان کا اصلی کھدستہ نکال کر کے لے لیا اور آہ کو دیا نسیم نے
 کیا کرتا دیکھ اصلی کھدستہ اسی مقام پر پایا پس وہ بیکر جھاگا تھا کہ میں قبل سے باہر شہر سے تھا
 میں نے جو دیکھا کہ نسیم جنگ و پیکار کو چھوڑ کر ادھر کھڑا تھا اور اسے سحر اثر نہیں کرتا جو میں نے خیال کیا
 کہ اس کے پاس کہ فی ایسی کشمکش کہ جب سے اس پر اثر نہیں کرتا جو یہ اسے لیے ہوئے تھا جانتا ہوں
 قبل سے اس مقام پر پہنچا کہ جد سے وہ جلتا تھا وہاں ایک باغبان کھڑا تھا اسکو یہ خوش کر کے
 اسی صورت پر تیار ہوا کہ نسیم پہنچا میں نے اس سے سبب بھاگنے کا دریافت کیا نسیم نے یہ
 پس لوح طلسم ہے کہ جسکے سبب سے جبکہ خوش ہو میں اسکو پوشیدہ کرنے چاہوں یہ سن تھا کہ میں نے
 اسکو دھکا دیا وہ خوش کیا اسکو کو نذر نہیں کیا اور میں لوح نیکر دھانے چلا اگر یقین نہ ہو تو میرے اس لوح کا
 امتحان کر لو چھاسکا امتحان کرنا اگر وہ اصلی لوح ہوگی تو اسکا عکس جس شہر پر ہوگی وہ شہر کی بڑی ہوگی

آکر چلا تھا کہ صاحب جعفران نے خیال کیا کہ یہ کھانا جو کھا کر کھل گیا تو نہ معلوم کیا قسمت ہو پر اس پر سب سے
 عکس لوح کا ڈالا عکس کا پڑنا تھا کہ اُسکو سحر فراموش ہوا اور جو پر سحر سے پیدا کیے تھے وہ بڑھت ہوئے اب
 یہاں تک کہ زمین کے غطیان پہنچ کر پہلا جیسے قریب پہنچا صاحب جعفران یا علی مدد یا بیرون پاس کہ کمر چڑھا
 مارا دو ال کمر پر پڑا مثل خیار ترکے دو ٹکڑے ہوئے اُسکا کمر ٹاٹھا اور دو پر کاٹے ہوئے تھے کہ آثار سحر خود ارمیوں کے
 اور جعفران سرور ارمیوں کے مرنے کی علامت پیدا تھی اسلئے مرنے کے ساتھ ہی او رقیامت برپا ہوئی سیاہ آنکھیں
 اٹھی بڑھت ہاری سب باری ہوئے لگی آگ برستے لگی زمین ہلنے لگی تو مہر کی بونی بڑھت سے صدر زمین
 آنے لگیں کہ کشتی کہ نام میں برکت سب جادو و خدایاں جادو و بود پر غل جانیے کہ سحران لشر سلام نے
 سحر کیے اور شعلہ ہائے سحر روشن کر کے اس تاریکی کو بڑھت کیا تو رانی کہ کشتی نام میں سیلاب آتش خود جادو
 بود افسوس مردہ و جان دہیم بطلب خود نہ رسیدیم اس صبح کا آنا تھا کہ وہ سب آثار بڑھت ہوئے تاریکی
 دفع ہو گئی اہل لشکر جو یہ صدا سنی اور معلوم ہوا کہ ہمارے سردار جو کہ مقرر تھے مارے گئے وہ اسیر ہو گئے جو
 کہ افسران علی غما وہ بھی قتل ہو آہ اب سو اس امر کے باطاعت کریں یا قتل کریں کوئی اور صورت نہ
 کی نظر زمین آتی ہر بلکہ قتل ہونے سے اطاعت طلسم کش کرنا بہتر ہے سب اہل لشکر نے ایک مرتبہ
 الامان الامان کی دھوم مچائی یا طلسم کش ہم کو امان مرمت ہوا اور بھو برگ کاہ دیا لیں اور امان کے
 خواستگار ہوئے پتھیا را اور حربہ ہائے سحر سب پھینک دیئے جب صاحب جعفران نے صداست امان سنی
 خواجہ سے کہا کہ پکار کر کہہ دو کہ امان بشرط ایمان خواجہ برابر صاحب جعفران کے کھڑے ہوئے لرزے تھے خواجہ
 نے پکار کر کہہ دیا کہ صاحب جعفران فرماتے ہیں امان بشرط ایمان سمجھئے ایسا زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آپ کا
 دین و مذہب بھی قبول کیا تو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیسے یہ جو صاحب جعفران نے سن فوراً پاٹھ
 روک لیں کفر کشتی سے باز آئے خواجہ سے کہا کہ پکار کر کہہ دو کہ اب کوئی ان لوگوں کو نہ قتل کرے ہم نے
 امان دی کہ نہ وہ ان کے خواستگار ہوئے یہ حکم دینا تھا اور نہ جہ کا پکارا کہ اس غنا یہ سب لوگ
 تو غرض جہ ان سے بخوبی آکاہ تھے سب سے ہاتھ روک لیں شریف کو امان ہی تمام اہل اسلام
 شرف و رواج و دولت لہجہ سے ہوئے تھے یہ وہی نہ تھل جائیں راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جو نورانی اور
 کتب ہوتے تھے ان میں سب سے سب سے ایک طرف جمع ہوئے لئے تھوڑے عرصہ میں ان کا کسم
 آجوت اور اہل اسلام ایک سمت صفت بستہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ کفر جو اسے تھے اُسے

المستدرج و حج ہوئے اھوں نے عرض کیا کہ یہ دریا نہایت گہرا ہے کہ اگر کسی نے اس میں نہ چھوڑا تو اس کو بھی جگہ قیام کرنے کی دینا تاکہ وہ اترے اس میں نہ فرما کہ دربار پر تھا
 گیا سب سردار اپنے اپنے خیمے میں آئے پوشاک نرم اتاری شب خوابی کے پڑے پہنے کھوپڑا لگا کر اپنے اپنے
 بیان کرتا تھا کہ یہ سب اہل شکر اسلام و کفار و سردار تین شبانہ روز کے تھکے ہوئے تھے کیونکہ یہ جنگ مغلوب
 تین شبانہ روز تک قائم رہی نہ کفار کے ہاتھ ہی رہے نہ اہل اسلام کے برابر لڑا ایک خلاصہ یہ کہ جو تھے دن
 جب شکر اٹھ گئے امان طلب کی تب سب کو راحت ملی جنگ مغلوبہ موقوف ہوئی سب آرام پذیر ہوئے
 و کفار و بن سے ہر کاروں نے صاحب قنات کا پیام جا کر دیا سب کفار اُس وقت شکر اسلام میں چلے
 آئے کیونکہ امان طلب کر چکے تھے اور اقرار کر چکے تھے کہ دین اسلام قبول کرینگے بس اس غرض سے لشکر میں
 چلے آئے یہ شکر بھی اگر ایک طرف اترائیں وغیرہ شکر اسلام نے دیا وہ برہا ہوئے اُس میں سب کفار
 اترے جو کفار کو وہ و صحرا میں منتشر ہوئے تھے وہ بھی خیرات سننے چلے اپنے اپنے لشکر میں اب جو تھا گیا
 تو معلوم ہوا کہ چند ہزار اہل شکر و مروت ہوئے ہیں ان سب کو بھی اہل اسلام نے بہت صاحب قنات
 شرف خاتمہ میں پہنچا دیا ان کا بھی علاج ہوئے لکھنؤ خلاصہ یہ کہ انہی ہزار ساحر و ان کے قریب بیعت اسلام
 ہوئے مادی بیان کرتا ہے کہ جب صبح ہوئی صاحب قنات نے دربار پر حاضر کیا سب سردار و
 دربار ہوئے دربار جب آرامتہ ہو چکا صاحب قنات نے حکم دیا کہ قیدیوں کو بلاؤ داروغہ زناں سے
 سیدقت قیدیوں کو حاضر کیا سب نے حاضر ہو کر صاحب قنات و بادشاہ کو ہر ایک سب ساٹھ کھانہ
 ہوئے جو مقرر سردار تھے ان کو کریمان مرحمت ہوئیں وہ کریدن پر بیٹھے اب صاحب قنات نے
 انہی بیات فرمائی اور نہ مست کفر سب کے دلوں سے نزاکت و اطمینان ہو اشل یا مینہ کے اس وقت
 تہہ نے ہر ایک صدق دل سے بیعت اسلام ہوا صاحب قنات نے حکم دیا کہ اب تم بہ کر کل اہل شکر
 و بیعت اسلام کو خلاصہ یہ کہ ان سرداروں نے سب اہل شکر کو بھی مطیع اسلام کیا جس قدر شکر و بیعت
 اہل شکر سب کے بیعت مطیع اسلام ہو یہاں شکر بھی شامل لشکر ساحران لیا یہ سردار صاحب قنات کے خواہ
 مستدرج ہوئے تھے و غیرہ رشتہ اور نہ تھے ہوئے جو تھے وہ بھی مطیع اسلام ہوئے جب قیدیوں سے
 فراموش ہو چکی ان کا دربار بھی چلے اب صاحب قنات حاکم خواجہ کے منطوب ہوئے فرمایا کہ تم بھی
 پیاری حاصل ہیں کرو خواجہ نے ان سے آخر تک سب حال بیان کیا صاحب قنات نے فرمایا کہ

گوئی کہ جوئے تو تین برس ہوئے اب میں نے اسے طلب کر لیا تھا کہ یہ سچہ گدرا نہ اس نے بچتے میری صورت دیکھی کہ میں کیسا ہوں یہ تو جسے تحریر کیا تھا اچھے نے کہا کہ یہ کیا ہو میں تو کھلیا ہوں اگر کچھ پیرہہ نہ کرے کہ تو زندہ کی جائے اچھا تم بتاؤ کہ اگر تمھاری جو رو تم کوئے تو تم دین اسلام قبول کرو یا نہیں اسنے یہ اسنے تحریر کیا کہ ضرور بلکہ میں مہر کرتا ہوں کہ اگر میری جو رو جوئے کو میں مضیع اسلام ہوں اور دین اسلام قبول کروں اور طلسم کش کی بہ توشی طاعت کروں یہ جب خواجہ نے کھا ہوا دیکھا صحتقران نے بھی مدد فرمایا خواجہ سے کہ کہ نسیم و رہا کرد و اور اسکی جو رو کوئے حواسے کرو و و ایک جست پیش کرتا ہے خواجہ نے کہا کہ کیا خوب آپ تو اچھے آئے ہیں اسکے خیر خواجہ نے اگر ایسی ہی خیر خواہی فرمائیے گا تو خوب کام چلے گا میں اپنا نقصان کروں اسکے حاصل ہونے میں بچیں ہزار روپیہ صرف ہوگا انکو میں نے ایک ہزار جن کے پاس بچیں ہزار روپیہ کر لیا وہ بچیں ہزار روپیہ سے پاس صرف ہوئے اندازاً تو آپ صحت فرمائیے یا نسیم دے میں انکو نیک رہن کر کے دے دوں بدون بچیں ہزار روپیہ اور صحت جن کو نسیم کی زوجہ کی رہائی غیر ممکن ہے صحتقران نے فرمایا کہ آپ پرانی جو رو کے رہن رکھنے والے کون تھے جو رہن رکھ لیا یہ بھی کوئی ظلم و ستم ہے کہ اسکی جو رو کو رہن کر لیا اگر وہ دعوتے دے تو کیا ہو سوقت کیا جواب دے کہ خواجہ نے کہا کہ ہم سب کوئی ہیں آپ کون ہیں تو اسکی طرف سے ایسی تقریر فرمائیے کہ میں بس معلوم ہوا کہ آپ بھی عجب آدمی ہیں میرے دشمن ہیں آپ اس سے دعوتے کرادیجئے دیکھو وہ میرا کیا کرتا ہے میرا جوئے حاصل کرنے میں اور اس غیری میں بہت روپیہ صرف ہوا آپ نے صرف ایک لاکھ روپیہ دیا میں نے ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ صرف کیا پہلے وہ پچاس ہزار روپیہ صرف فرمائیے پھر اور کچھ تقریر فرمائیے میں خود آپ پر اپنے روپیوں کا دعوتے کرونگا چوتھ میں ایک لاکھ جن کا قصد تھا آپ کے کام کو جاتا تھا کہ وہ راہ میں مل گیا اسنے پکڑ لیا اور کہا کہ چلو میرے مکان پر میں تم کو اپنے گھر میں بند کر رکھوں گا سوقت تک کہ جب تک تم میرا روپیہ نہ دو گے میں نے پتہ اس پر دیا تو والا کہ میں صحتقران کے کام کو جاتا ہوں اگر انکا کام نہ ہوگا تو انکا نقصان ہوگا وہ تمام کھڑے گھر بھر کو قتل کر ڈالیں گے اسنے ایک نہ سنی اور کہا کہ میں نہ رانوں گا تم جاؤ گے کہ ان بعد مدت کے توئے ہو میں تمھاری تلاش میں پھر رہا تھا یہ کہ اسنے اپنے نوکروں کو حکم دیا کہ انکو پکڑ لو اور مکان پر لچلو اگر یہ با سنی اپنے آپ سے صحتقران گریہ کچھ سختی کریں تو انکو باندھ لو اب جسے نہ روپیہ جوئے اپنے

کے ساتھ ہو گیا میں یہ جانتا تھا کہ یہ سب کچھ ہو گا تو بھی باہر نہ آؤں سو وقت میں آپ سے یہ بات قبول کیا تھا
 خد سے یہ کہ چھپیں ہوں اور یہ نہیں سمجھتا میں اسکی توجہ دون صاحب قرآن سے فرمایا کہ میں یہ نہ کہتا ہوں بہت
 سنا تھا رسد جانتا ہوں نہ سمجھتا تھا اختیار چھوڑ دے چہ بہ نہ دے اگر اسکو توجہ روکی نسبت ہوگی وہ
 دے کی خواہش ہے کہ آپ کو آپ مطلب ہو ورنہ عرض ہے جو آپ دخل سے ہیں میں نے اسے تو نہیں
 کہا تھا کہ میرا رویہ یہ ہے کہ میں اس سے باتیں کر رہا تھا آپ سے بیٹا دخل دیا صاحب قرآن
 سے فرمایا کہ اسکو روکا کر دیکھتے پھر اس سے کہتے ہیں تو اچھے نہ کہہ اگر وہ رہا ہو کر میرے و پر مد کرے
 کیونکہ تھو سے بڑا ہو تو مجھ کو نہ بچائے صاحب قرآن نے فرمایا کہ اسکو رسد و ہمان بیٹھ ہوئے
 ہیں دوسرے میرے پاس لوح پر کیا وہ ان سب کو ہلاک کر کے تم کو قتل کرے گا خواہ یہ تیرے ہوں ان
 ساحروں کی طاقت دیکھ کر کہہ کہ آپ لوگ میری کمک کر بیٹھے اگر نہیں میرے اوپر حوالہ کرے سب سے
 کہا کہ ہاں آپ طہیستان رہیں جب تک کہ رسد و ہمان ہم آپ کو نہ جاسے اسنے جب یہ خواہش
 تھی ان سب کی زبانیں سنا اسوقت میں نسیم کی زبان سے سوزن کی اور گند سے رہا آپ نسیم سے رہا ہو کر
 صاحب قرآن کو میرا یہ امر حیرت ان سے اسکو کرسی مرحمت کی نسیم نے پہلے ہی دل میں خیال کر لیا
 تھا کہ ان لوگوں سے مقابلہ کرنا بیکار ہے جب اس بند و بست پر یہ ہمان پہنچ گئے اور سیلاب وغیرہ
 قتل ہو گیا اور لوح ہاتھ سے نکل گئی اور اتنے زبردست ساحروں نے اطاعت کی تو میں کیا چیز
 ہوں بیکار ان سے رٹ کے اپنی جان دینا پڑا اور چھ فائدہ نہیں ہو یہ لوگ ضرور تائید یافتہ اور صاحب
 اقبال ہیں بس تجھ کو بھی لازم ہے کہ انکی اطاعت کر اور دین اسلام قبول کر واپس زبانی راحت و آرام ہو کر
 تیری بھی نئی شادی ہوتی ہر وجہ کے بعد یہ خوشی و راحت کے زندگی کو بسر کرے سوچ چکا تھا اسی سبب
 سے اسنے اپنی جورو کو عمر و عیہ سے طلب کیا تھا خواہش ہے یہ بات کہی کہ میں نے کہا لیا اب
 وہ کہان اسنے خواہش سے لیا تھا کہ مجھ کو بھی قتل فرمائیے جب اسنے بہت اصرار کیا اور اس امر کا اقرار
 کیا کہ اگر میری جورو و مہکول جائے تو میں دین اسلام قبول کروں تب خواہش ہے کہ میں اسے چھپیں
 ہزار پر رہن کر لیا ہر دو بین لادوں جب خواہش ہے صاحب قرآن کے کہنے سے نسیم کو رہا کیا
 نسیم سائے صاحب قرآن نے کرسی پر بیٹھ جب یہ بیٹھ چکا اسوقت اسنے صاحب قرآن سے
 کہا کہ یا صاحب قرآن میری جورو و مہکول جائے تو میں آپ کی اطاعت کروں و دین اسلام بھی

کسی صورت کو ملایا سرسوزن نہ پایا صاحب قرآن نے دیکھا کہ یہی تھواری روجہ پر نسیم سے کہہ گی ہاں ہاں
صاحب قرآن نے نسیم سے پوچھا کہ تمہارے اپنی روجہ کو پایا کس نے کہا جی ہاں ہاں روجہ پر نسیم سے صاحب قرآن
نے پوچھا کہ تم کہاں تھیں یہ کیا وعدہ گداڑا کس نے کہا کہ میں اپنے مکان میں تھی کہ میرے شوہر کے پاس
سے نہ مگیا میری طلب میں میرے باپ نے خود فرستایا میرے عزیز بھائی نے ملنے کو آئے۔ ایک
ساہوکار کی لڑکی میری ہم سن تھی وہ بھی مجھ سے ملنے کو آئی وہ جگہ ایک ایک کا کہہ دین۔ نے لی اسے چھو
باتیں مجھ سے کہیں اور ایک پڑیہ جگہ دی کہ اسکو کھاؤ تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی میں نے جیسے وہ
پڑیہ کھائی پھر مجھ کو خبر نہیں کہ میرے اوپر کیا گداری تھی میری آنکھ کھلی ایک آق سے مجھ سے کہہ دیا کہ
خواجہ سلامت نے طلب فرمایا تو سب پتے وغیرہ میرے ہاں رہے۔ ڈاک کا پتہ اور میری پتہ
دی اور یہاں پہونچا دیا میں آپ لوگوں سے واقف نہیں ہوں کہ آپ ہوں ایک ہیں صاحب قرآن
نے فرمایا کہ تو دیکھ ان میں تیرا شوہر کون ہوا کس نے کہا کہ میں نے شوہر کی صورت تک نہیں دیکھی جو چاہوں
مگر میں دیکھتی ہوں کیونکہ جب شادی تھری تھی تو تصویر میرے شوہر کی میرے باپ کے پاس گئی تھی
انھوں نے جگہ دکھائی تھی کہ تھواری شادی اسکے ہمراہ کی جاتی ہے تم کو متشور ہو میں نے وہ تصویر
دیکھی تھی کچھ مجھ کو خیال سا ہوا اگر اس صورت کا آدمی یہاں ہو گا تو میں پہچان لوں گی یہ کہا روجہ دیکھنے کی
نسیم خد موش بیٹھا ہوا ہوا کس نے نسیم کے قریب آکر بغور دیکھا اور پہچان کر نسیم کا ہاتھ پکڑ لیا اور
کہ کہ یہ میرا شوہر ہوا اسی کے ساتھ میری شادی ہوئی تھی اس صاحب قرآن نے روجہ پر نسیم سے
فرمایا کہ جب سے تو پڑیہ کھا کے بیہوش ہوئی آج تجھ کو موش آیا کس نے کہا کہ جی ہاں ہاں صاحب قرآن نے
نسیم سے فرمایا کہ تھواری روجہ تم کوئی اب تم بھی اپنا وعدہ پورا کرو کس نے کہا کہ بہت خوب پس نسیم نے
اپنی روجہ کے مہرے والے تلے اسلام ہوا اور اسنے اطاعت صاحب قرآن قبول کی بے نسیم سے
صاحب قرآن نے فرمایا کہ تم اپنی روجہ کو لے جاؤ اور سو کوڑے غیر چہنچہاؤ اسنے کہا کہ بہت خوب
پس نسیم اپنی روجہ کو لے کر اپنے مکان پر آیا کیونکہ اسکا مکان اسی در بند میں تھا اسکو وہاں ڈاکٹر کے
وغیرہ سے آراستہ کیا خواجہ کی عیاری کا سب حال میں کیا وہ بہت حیران ہوئی نسیم اپنی روجہ کو
مکان میں پہونچی کچھ رہا میں یہاں صاحب قرآن نے بعد نسیم کے چلے جانے کے اور کو مل حلقہ
غیر تو یہ تریب اس پر تحریر نہ پایا سو اسے کچھ لیران کے اب صاحب قرآن یوں ہوئے بادشاہ

نے لکڑیاں خشک جنگل سے جمع کیں اور چوڑی پتھری سے انکے نکالی لکڑیوں کو جلایا اسپر وہ دل زخمی ہوا
 کا رکھا اب جو دھواں بلند ہوا ہر جہت سے ان سے نوح کو دھونی دی جب سب دل جل گیا سب جو
 جس جہت سے دھواں نکلے نوح پر نکلے کی کو نوح سے سب حیرت طاری ہوئے اب طوائف سے کچھ بچے
 کچھ منسل بیہوش تھے چمک رہے تھے ہر جہت سے ان سے طہرۃ فرمایا یہ قریر تھا بعد اسم اللہ کے اس طہرۃ کش
 آگاہ ہو کہ جب تم کو یوں طلسم دستیاب ہو اور چند عوطہ سینہ پشتمہ زخمی ہو اور دل زخمی ہوا دھونی
 کے بعد تیرے نوح غار پر چڑھو تو کیا زہر پڑے گا اور بند سوسن دور بند اعظم کو فتح کر اگر سوسن جادو و اعجاز
 تیری شراکت بھی کریں تب بھی تو ان در بندوں کو فتح کریں یہ کہ یہ دونوں تیری شراکت ضرور کریں ہیں
 تو پشتمہ زخمی کے دہنی طرف رو نہ ہونا ایک کو نہ دیکھو شکوہ تجھ کو نظر آئے گا اس کو وہ فلک شکوہ کے اس
 پار جہت سے کی تدبیر یہ کہ لو کہ اس کو سر پر رخت اور یہ کہ اس کو نوح مجھ اس پار کوہ کے پہونے دے تھیں
 بند کر لیتا ایک اس پر نہ پیدا ہو گا وہ جو کو اس پار پہونے کا دیر کا جب یہ صدا آئے کہ آنکھیں کھولو جب
 پشتمہ کو دیکھنا جب تو اس پار کوہ کے پہونے کا کو تجھ کو ایک جنگل سوسن کا نظر آئے گا جس قدر درخت
 اس جنگل میں ہوں سب سوسن کے ہوں جب سے تیرے قدم وہاں پہونے کے ہر طرف سے یہ صد
 آئے گی کہ لینا پکڑنا طلسم کش آگیا یہ وہاں سے زہر جہت سے پہونے کا بار لودہ درخت شود خود اپنے مقصد سے
 حرکت کرنے کے لیے اور زمین کے تو نوح کو اس طور سے سر پر رکھے رہنا پاگل کی گزند نہ پہونے کا بلکہ
 جہت سے قتل کرنا ہوا بر جہاں جاتا جب وسط جنگل میں پہونے کا تو ایک ہمسایہ اور نصف سوسن کا ہو
 اسپر ایک مائٹ تھا وہ وہ بنو دیکھ کر درخت کھول کر تیرے تکلیف پہونے کی خاطر سے تیری
 برکت سے اس کا بھانپ لیا کہ تو تیرے سے قتل کرنا نہیں جو اسم حاشیہ نوح پر لکھا ہے سو پیکان تیری
 دھڑکے اور اس سے پہونے کا کہ رہا ہے اس سے کچھ ایک ان سے سیاہ بولیں اس قدر انداز سے
 ان کے ہاتھ کہ ان کو نشانہ پر پہونے اگر ان سے خط کی تو یہ رکھتے کہ تو یہ کہ چھوٹا ہو جائیگا اس طور
 سے کہ سر تیرا لگا کر جو بھی خط کہے گا تو مابہ سینہ تو پتھر کا ہو گا اسطرح سے لگا داکہ تیسرے خط
 نہ لکھ کر بھی مرے نہ خط نہ لکھ کر تو تو یہ لکھ پتھر کا ہو گا پھر پھر ہائی نہ ہو گی تو اگر تو اس
 خط کو قتل کرے اور وہ مرد درخت سے جس مقام پر وہ خط لکھے اس مقام پر تو بھی جانا اور پکا
 ہوتے کہ ان کو خون ہو جائیگا اور یہی اس وقت کریں کہ ملکہ سوسن جادو نے میری طاقت

جس کے سر پر کشتی کے اترے اور طرقت جنوب کے چلے ایک اور ایک صحرے پر باریلیکا منجھن میں
 نذران درخت ہونے جس میں سر انسان کے بجائے ٹھکے ہوتے ان مرد میں ایک سر ہوتے بڑا
 سب مردوں کے وسط میں ایک رخت کھان کے بالائے شاخ لگا ہوگا طلسم کش کو لازم ہو کہ تیر کو
 لٹان میں بیٹھ کرے اور اپنی آنکھ پر اس سر کے لٹکے و موی خدنگ نشانہ پرستہ کا ایک شعلہ پیر
 ہوگا اس کے پیدا ہونے سے تمام جنگل میں آگ لگ جائیگی سب مرد رخت جتنے تین کے جب سب
 مرد اور رخت جل کر خاک ہو جائیں اور صحرا بالکل صاف ہو جائے اس وقت طلسم کش اس مقام پر بٹھ کر
 پیرا سم پرستے جب ساتویں دفعہ سم پرستے لے گا تو ایک شیر بڑا پیدا ہوگا اس کے ثبوت نہ کرے
 جب وہ قریب آئے جست کرے اس کی پشت پر سوار ہو وہ شیر بیدار ہو جائے گا اس کا من تو رست
 سوار ہو کہ کسی مقام پر اس کی پشت پر نہ کرے پس جہان پر شیر جا کر خدے اس کی پشت پر نہ کرے
 ایک بات ماری کہ اس کا سر اڑ جائے اس کی گردن سے خون نکلے ایک رات کو روان ہوگا پس اسی
 خون کے ہمراہ یہ طلسم کش چلا جائے وہ خون ایک حوض میں جا کر گرے گا تمام پانی اس کا سرخ
 ہو جائے گا طلسم کش بھی اس حوض میں کود پڑے جب تیر پر پاؤں پہنچے تو آنکھیں کھول کر
 دیکھے کہ ماہی کھان میں کھوٹ ہوئے بیٹھے ہوں گی اور وہ خون پانی ہی ہوں پس یہ نوح کو اس کے نصیب
 میں ملے گا جب نوح نیکو میں ڈالے گا ایک شعلہ پیدا ہوگا وہ شعلہ تمام پانی کو خشک کر دے گا
 اور آگ کی کشتی نامہ من ما میراں جاو و بود اب نہ وہ حوض رہے نہ وہ صحرے طلسم کش اور ایک
 صحرے میں اپنے کو پائے گا پس اپنا دست راست کی طرف روانہ ہو چاہے اس قدم پر جا کر اس کو
 ایک خاندان باغ ملے گا طلسم کش بلا خون اس باغ میں چلا جائے رہے خیاں رہے کہ شمس باغ
 کے پھل کھائے نہ پانی پیے ہر طرف سے یہ صدا آئے گی کہ طلسم کش آئیہ صدم کشا آ گیا یہ پچھو بھی خیاں
 نہ کرے یہ صراط بارہ دری کے جائے اندر بارہ دری کے جب پہنچے گا تو طلسم کش کو وسط
 بارہ دری میں ایک مرد ضعیف اور زنان ضعیف دونوں بیٹھے ہوں گے یہ ستر پہنے ہوئے نظر آئیں گے
 چھپے وہ طلسم کش کو اپنی طرف آئے ہونے دیکھیں گے وہی چوسر اٹھ کر طلسم کش پر رہیں گے اور
 خود کھائیں گے پس طلسم کش کو لازم ہو کہ اس قدر جلدی کرے کہ وہ تیر سر اس کے قریب نہ آئے پائے
 اور یہ بچھا گئے نہ پائیں کہ یہ لنگے براہ پر پہنچ جائے بائیں ہاتھ سے عورت کو دھتے ہاتھ سے مرد کو اٹھائے

استقبال پہلے راہ میں جا کر قندیموسی حاصل کی فواخدا شاہی بجا لائے سب صاحبقران کو بارگاہ میں لائے
 ونگل پر صاحبقران جلوہ فرما ہوئے سب واقعہ در بندوں کے فتح کرنے کا بیان کیا اور اسی وقت
 جشن کے برپا ہونے کا حکم دیا سب سامان درست ہو گیا بزم عشرت برپا ہوئی رقص و سرود ہونے
 لگا صاحبقران نے اعظم جادو و سوسن جادو کو بادشاہ شہر اعظم شہر سوسن کیا راوی بیت
 کرتا ہوا کہ در بندوں کے فتح ہونے سے وہ جو پردہ ہائے سحر در میان دونوں ملکوں کے کل تھے ہر طرف
 ہونے لگے و در دونوں ملک نمودار ہوئے وہ جو ناصد تھا وہ ہر طرف ہو گیا وہ جشن سب تشریف روبرو ہوا
 حال جشن و سامان جشن بہ سبب طول کے نہیں تحریر کیا کیونکہ ابھی اس حقیر کو تھم طلسم کا حال تحریر
 کرنا ہوا اور اجزاء کم ہیں کیونکہ حکم یہ کہ اسی جلد میں اس طلسم کو تھم کر دینا نظر میں آئے معلوم ہو کہ بیان بہت بڑا
 جشن خوشی برپا ہوا ساتویں دن وہ جشن برخواست ہوا صاحبقران نے اعظم جادو و سوسن جادو
 سے فرمایا کہ اب یہ دونوں صاحب اپنا اپنا ملک کو جائیں اور ساکنان ملک کو سکون دین میں اور
 در بندوں کو فتح کرنے کی فکر میں جسا ہوں انھوں نے عرض کیا کہ جب سب طلسم فتح ہو جائے گا
 سو وقت ہم قدم سمیٹ لڑو مہر سے جدا ہونگے ابھی ہم ان تہ و نگو نہ چھوڑینگے صاحبقران نے فرمایا کہ اگر
 تم نہ جاؤ گے تو اہل شہر کیونکر مسلمان ہو گئے کہ ایک ایک سردار روانہ کر دینگے وہ سب کو جاکر تو اعدا اسلام
 سے آگاہ کر آئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا پھر جلد یہ تدبیر کر و کیونکہ ان لوگوں کا اب کافر بننا اچھا نہیں
 ہر س اعظم جادو نے ایک سردار کو روانہ کیا شہر اعظم بیطرت اور سوسن سے بھی ایک سردار کو شہر
 سوسن کی بیطرت روانہ کیا چنانچہ سرداروں نے جاکر دونوں ملکوں سے باشت و نلو جمع کیا اور تعریف خدا بیان
 کی اور سب حال بیان کیا خلاصہ یہ کہ سب اہل شہر دونوں ملکوں کے مسلمان ہو گئے یہاں بھی رواج
 دین اسلام ہوا اب صاحبقران کو تو یہاں چھوڑا جا تا ہوا وہ ان سرداروں کو مسلمان اہل شہر کو کرنے گئے
 تھے انکا حال بیان کیا جاتا ہوا وہ اہل شہر کو مسلمان کیے کہ یہاں شکوہ ہے بنام بادشاہ اسلام ہو سکے جا
 کرے سب حال صاحبقران کے بیان کیا اور اعظم و سوسن سے اب صاحبقران نے خیال کیا کہ وہ
 ایک دن بزم کروں تو چہرہ نو و دیکھوں جو حکم دے اس پر عمل کروں بس صاحبقران کو تو راحت
 و آرام میں غور نہ رہی جا نہ ہوا اب کچھ حال غلام شاہ رومی کا تحریر ہوتا ہوا اب شہر حال غلام شاہ رومی پسر
 رشید قندیموسی صاحبقران شہرہ کہی تان فرنی کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو عطاق کج کلاہ و باقوت کج کلاہ

کشتہ ہو طلسم کشا نے اس کا شہر بنایا اور بارہ گنجی ہوئی اس کے کمر سیاہ کی لاش سے ایک طائر سیاہ رنگ
 پیدا ہوا جس نے بلند ہو کر آواز دی کہ اے شہنشاہ آج کا تو میرا سب نازیب نسیم کو عمر و ستے پکڑ لیا لوح طلسم
 طلسم کشا کو مل گئی لشکر سیاہ سے شاکستہ طہ کی اور سب اہل لشکر نے احاطت کی طلسم کشا کی یہ
 طلسم ضرور فتح ہو گا تو اب غفلت سے ہوشیار ہو اور اپنے تئیں درست کر عیش و عشرت کو ترک کر اور طلسم
 کی فکر کر ورنہ یہ طلسم فتح ہو جائیگا اور تو را جائیگا یہ کمزور و ناتوان تر تہج مار کر اڑنے لگا سلی آنکھوں سے بجائے آنسو
 کے شعلہ نکلا وہ لاش سیاہ و برقت ب پر گرا سیاہ پھر کشتہ ہوا اس کے سر تھو پر قتاب بھی جنکرا رکھ ہو گیا
 کو یہ وقت ہنسی و مذاق گاہ تھا سپر بھی ایک سزاواران شہنشاہ سے بول اٹھا کہ اے بادشاہ یہ رکھو اٹھا
 کیونکہ اسیر سیاہ کا کشتہ جس پر یہ رکھو ٹی لہی جائیگی وہ سونا ہو جائے گا سیاہ نے کشتہ ہو کر خوب
 خاصیت پیدا کی وہ کیا کہنا شہنشاہ نے کہ کیا بین کیا جائے واقعی سیاہ کے مرنے سے میری کمزوری
 گئی اب مجھ کو ہوش آیا کیونکہ طلسم کشا نے لوح پانی پر اب غفلت لازم نہیں ہے یہ کمزور کو طلب کیا کہ ناسے
 پھر کمان در بند تیسرے وزیر عرفان زاد کو تحریر کروا نکا یہ مضمون ہو کہ طلسم کشا نے لوح پر کتبہ پڑھایا اعظم و خیر ہے
 شریعت کی میرا فریاد سیاہ شعلہ ہو کشتہ ہوا اور اس کا بھائی بر قتاب جاو و بھی اب طلسم کشا لو حکو لیکر در بند
 کے برباد کرنے کی فکر میں جائیگا لہذا تم لوگ میست ہوشیار رہنا اور یہ فکر کرنا کہ کسی تدبیر سے طلسم کشا کو اسیر کر لینا
 اگر طلسم کشا کو اسیر کر لو گے تو انہی پاؤں کے اور تمہیں راحت تمام سالن طلسم پر ہو گا تو یادہ کیا رکھا جائے تھوڑی
 تحریر کو بہت جانور زیادہ شوق ملا تو اس راوی بیان کر رہا ہے کہ ابھی یہ ناسے نہ تیار ہوئے تھے کہ فرم جادو کے
 یہ اگر فریاد کرنے لے اور فرم جادو کے مرنے سے شہنشاہ کو گاہ کیا اور آکا کے جل کر خاک ہوا اس کے بعد پیر
 سوسن پرست جادو کے آئے انھوں نے در بند سوسن کے فتح ہونے سوسن پرست جادو کے بارے
 جاننے سے آگاہ کیا کہ یہ بھی جل کر خاک ہوئے تھے کہ چوہر باز جادو کے پیر آئے بشکل طائر انھوں نے چوہر باز
 کے مرنے سے خبر دی اور در بند اعظم کے فتح ہونے کی اور ان کے جب یہ تھوڑے خبر میں پہنچیں شہنشاہ کے حواس
 جھٹکے رہنے لگے کہ یہ سب واقعے میری غفلت سے واقع ہوئے خیر ب بین تدبیر کو زنا ہون دیہ سے کہا کہ
 یہ بھی تھوڑے کمزور دو بار اب در بند سوسن در بند اعظم کو طلسم کشا کے فتح کر لیا سوسن پرست جادو
 و چوہر باز جادو و اس کے در بند ہوئے کمان در بند کو تو چہ تی شہادت کر چکے تھے ان در بندوں کا
 فتح ہونا کیا مشکل تھا اب تم ہوشیار رہو و غفلت کو جان نہ فرما یہ سب حال بھی تحریر کر دیا تھا

[illegible]

کہا کہ ہم نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے جس امر کا خیال تھا وہ آپ نے فرمایا
 پس اس وقت منبر نشی کو طلب کر کے حکم دیا کہ چار نامے ہماری طرف سے ان چار حکموں کے نام تحریر
 کرو ایک نامہ بنام اسفندیار صحرائشین دوسرا نامہ بنام لایہوز نیزہ یا نیزہ سرائنامہ بنام لاجورد و ریاض شکات
 چوتھا نامہ بنام ابزرگ کلہ حاکم کوہ ابزرگ کے ہوگا مضمون ناموں کا یہ ہوگا معلوم ہو کہ اس قسم کشت لے لوح
 یا کر تمام در بندہ ہم و ہر ہم سر کچے اور اب وہ مع شکر کے اس در بندہ کی طرف تہا یہ لہذا یہ وقت مدد و کمک ہوا
 تم کو لازم ہے کہ مع شکر و سپاہ کے آکر جو ری ملک کرو اگر تم نے آکر اور ہماری کمک کر کے طلسم کشت کو اسیر دلایا
 تو بادشاہ طلسم پر حسان کیا اور تم سائن طلسم پر روح سامری و مجشید تم سب سے بہت خوش ہوئی
 راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ منیر جیادو نے کہا دیر نے اسی وقت تاسے تحریر لے اور اظہار میں بند کر کے
 پیش کیے منیر جیادو نے اپنے عیار بہ ام نیزہ قسار کو نامہ دیکر کہا کہ یہ تاسے لیکر دے واپس نامہ بنام
 اسفندیار صحرائشین کے پہونچی کر جواب دلا اور ایک نامہ لاجورد و ریاض شکات کو پہونچا دیا اور
 ایک لایہوز نیزہ یا نیزہ کو اور ایک ابزرگ کلہ کو پہونچا دیا اور ان سب کے جواب لے کر بہت جلد آوا
 ابزرگ کلہ کے حال سے تو ناظرین آگاہ ہیں کہ یہ بہت بڑا زبردست بادشاہ ہے اب کسی سے دینا
 دین بہ منیر کا مہر سحر ہونے سے مطیع ہوئے کہ خود غیر سحر جی و اس کے پاس شکر کشتی ہے کہ سکھال
 آئندہ ظاہر ہوگا چھ تحریر کر چکا ہوں اور باقی پھر تحریر کرونگا اسفندیار صحرائشین ایک پہونچا
 زبردست ہے اور بہت خوبصورت ہے و حرا میں رہتا ہے ایک لاکھ سپاہ رکھتا ہے یہ بھی مطیع ہے منیر جیادو کا
 بلکہ منیر کی دفتر بیکار لے کر لے کر ان کے پر مائل بھی ہے اس کو بہت عشق کے صحر پسند ہے اس سبب سے
 اسکا صحرائشین لقب ہے لاجورد و ریاض شکات بھی پہونچا ان زبردست ہے ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ کا
 افسر ہے بہت جوان مرد دلدار ہے دریا کے کنارے رہتا ہے وسط دریا میں اسنے آٹھ بنایا ہے اس سبب سے
 دریا شکات لقب پایا ہے یہ بھی مطیع منیر جیادو ہے لایہوز نیزہ یا نیزہ بھی پہونچا جبری و بہر ہے ایک
 لاکھ سپاہ کا ایک افسر ہے فن نیزہ بازی میں کمال رکھتا ہے اس کا نام نیزہ یا نیزہ شہور ہے یہ بھی مطیع
 منیر جیادو ہے پس منیر جیادو نے ان سب کو نہ نہ خوا کر روانہ کیا پتہ عیار کے ہاتھ یہ سب بہ سبب سے
 اعت کر کے میں تیر کی ورنہ منیر سے بہت زبردست ہیں میں سارے منیر نے پہونچے اسفندیار کو
 جاکر منیر کا نامہ دیا اور زبان بھی عرض کیا کہ منیر جیادو نے آپ کو مع شکر کے بہت کمک کیا ہے

[illegible]

کہ یہاں اب قبر شاہ صاحب کی سب پرستش کرتے ہیں اور جب وہ دن آیا جو کہ البزرگ کھڑے ہوئے کو چ
کے لیے مقرر کیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ سب سامان سفر درست ہو کو چ فرمائیے شریف نے چھین پتہ
البزرگ کلاہ نے اس دن اپنے وزیر کو البزرگ کوہ کا حاکم کر کے مع اپنے سپہ سالار کے طرٹ در بند منیر بیگ کے ساتھ
ہوا قبل سکے عیا منیر جادو چل کھڑا ہوا تھا اب اسکا حل تائیدہ تحریر ہو گا پہلے حال سسک بطلانی
کامل حفظ ہو یہ جو خبر دریافت کر کے اور سب حالات شہر دیکھ کر طرٹ لشکر کے چتے تھے علما شاہ دود سے چلے
آتے تھے کہ ایک مقام پر لشکر اتر ہوا تھا کہ سسک بطلانی پہنچے وہ فرخندہ تہو کر سب حال بیان کیا
علما نے سب حال سمجھ کر فرما کے لشکر کو اس دن نو قیام کرنے کا حکم دیا دوسرے دن وہ اپنے کو چ فرمایا
سسک بطلانی کا یہ طریقہ تھا کہ یہ لشکر سے الگ الگ آگے آگے جاتے تھے صبح کا وقت تھا کہ یہ لشکر
الگ چل کھڑے ہوئے تھے دو پہر تک انھوں نے راستہ چلا چونکہ دھوپ میں حرارت زیادہ تھی گرمی کی سبب
پسینہ آگیا سانس بھول گئی یہ اپنا دم راستہ کرنے لگا ایک درخت کے سایہ میں اتر ہوا کھانے سے ہوا
کھا رہا تھا اور پسینہ خشک کر رہا تھا کہ ایک طرف سے رنگ کی صدا آئی انھوں نے جوتی تو اس طرف دیکھا
کہ جد سے صد آئی تھی انھوں نے دیکھا کہ ایک عیار اتر ہوا چلا جاتا ہے کوہ البزرگ کی طرف سے آتا ہے انھوں نے
تعمیل کیا دل میں کہ اس عیار کو اسیر کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ کدہ سے ہے یا اور کدہ کو جاتا ہے پس
سسک آگے بڑھ کر ایک جھڑی میں پوشیدہ ہوئے اور حلقہ ہاتھ لے کر وزیر خدک پوشیدہ کر دیا وہ خود
بٹھ کر رہا چونکہ وہ عیار تیز چلا آتا تھا پسینہ میں غرق تھا اس مقام پر جو پہنچا ہوا تھا وہی جوتی ہوئی یہ ظہر
کیا اسنے خیال کیا کہ ذرا یہاں ٹھہر جاؤں پسینہ خشک کر لوں چتر گھوڑا گھوڑے ہی یہ ٹھہر کہ سسک شیر کی بولی
بولی وہ حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی صدا کھانے آئی پلٹ کر اسنے دیکھا اسکا حیران ہو کر دیکھتا تھا اور
قرعہ تھا کہ سسک نے جھٹکا مارا حلقہ پاؤں میں چھسے جب تک یہ بٹے بٹے کہ سسک نے دوسرے جھٹکا اس
زور سے مارا کہ زمین پر زرا کہ سسک نے دوسری کندہ ماری کہ گلا اسکا پھنسا پس سسک جست کر کے باہر
آیا آتے ہی حباب مارا کہ یہ ہوش ہو اب جو اسکی تلاش لی تو ایک نامہ اسکی کمرے نکلا اسکو جو بڑھا
تو وہ جواب نامہ منیر تھا طرٹ البزرگ کلاہ کے اسمین لکھا تھا کہ میں لشکر کے برابر کہ ایک رواد
ہو چکا ہوں بہت جلد پہنچتا ہوں آپ اطمینان کہیں مجکو خود مقابلہ طلسم کشا شتیاق چھ میسے دل کی
سزا براتی یہ جو سسک نے دیکھا دل میں کہا کہ واہ کیا خوب اسوگت یہ سلا اور تھا رسے ذہن میں آیا

کہ تمہارے عیاری کر کے اسیر کر لیا اور یہ چہرہ چاہا اور البتہ زمرع شکر سوچیں چکا تھی شاہزادہ جب مع شکر کو
 البتہ زمرع کے قریب پہنچتا تو بیٹھا رہتا کس سے مقابلہ نہ ہوا سوا اسے جس کے کچھ چھوٹا تھا نہ ہوتا کہ وہ اندھا تھا
 کے خلاف تھا بہت سردی کے شکر سے مقابلہ کرنا بہت دشوار تھا کہ شاہزادہ بھی اس سردی سے نہ ہوتا
 وہ ہنسے واپس ہوتا تھا ہاتھ آجاتے تھے افاقہ نہ ہوا میرا شاہزادہ بڑی زحمت میں اس کو دیکھتا تھا وہ اس کے
 یہ اس سے چلو بس سہل یا طاقی اس عیار کو لیکر واپس ہوتا تھا شکر چلے آتا تھا شکر ایک کھڑا ہے پیر
 میں پہنچا تھا کہ سہل شکر میں پہنچا خدمت غمش میں جا کر دیکھتا تھا کہ سہل متاثر ہوا شکر کو
 خوش ہوتا تھا حکم فرماتا تھا مجھ کو یہ ضروری عرض کرنا ہو علم شاہزادہ سے اس وقت شکر کو خوش ہونے کا حکم دیا
 اس وقت اسی مقام پر شکر اتر آیا تھے وغیرہ ہر پامو کے بارگاہ میں علم شاہزادہ تشریف لائے تو کچھ عرصہ فرمایا
 سب بادشاہ اور سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا سرگشت سہل سے عیب نہیں چاہا وہ کوئی نقصان کر سکتا
 کی حالت بیان کی اور وہ نامہ پیش کیا علم شاہزادہ نے وہ نامہ دیکھا کہ وہ عیار کہاں ہو سکتا
 نے عرض کیا کہ حاضر کرتا ہوں یہ کہہ کر جہان پوشیدہ کرایا تھا وہ ہنسے چارے آیا سکو مستون سے باندھ کر ہوشیار
 کیا اب چو شکر ہوٹل آیا اپنے کو بندھا ہوا پایا اور ایک دربار آراستہ دیکھا اب جو توجہ دیکھا تو غلطی کے کلام
 ہوا تو مستون کلام وغیرہ کو تختوں پر جلوہ گرد کیا اور ایک جون رہا تو دیکھل شکر پر لب کر دے اور ہر دو
 شوکت جلوہ فرما دیکھا رعب شامی سے اس کے بند بندین غمش تکیہ بند تھا ہوا تھا کاشی کے جب درام
 حواس درست ہوئے اب اسے آنکھ ملے لکھ دیکھا غلطی وغیرہ کو تو پہنچا تا اگر علم شاہزادہ کو نہیں پہنچا جہان
 تھا کہ یہ تو غلطی کے کلام ہر دو دیگر ملک کے بادشاہ ہیں ان کو تو یہ نہ جانتے ہیں اس لیے ہر اس کا
 سبب ہر دو جون کوئی ہر دو دیکھل پہنچا ہوا ہے اس لیے اس نے اس کا سبب پرستار کیا کہ اس کے قریب
 اگر لسا کہ وہ عیار یہ دربار کی فروتنانیت ہر دو تو پائین آئے اس کے سبب ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو
 کے کلام انہی کے دین سہل قبول کر لیا ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو
 ایک دھندلے ہوئے دو دربار غلطی کے کلام کو تو لیا اس سبب ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو
 ان کے دھندلے کی اس شہر کی غلامی بہ خوشی قبول کی ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو
 البتہ زمرع کے کلام تشریف لے لیے جہاں کہ اس ملک کو بھی اس کے سبب ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو
 کلام شکر و سپہ سالار کے جواب میں رستم سے ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو ہر دو

منیر جادو مع شکر کوچ کر کے روانہ ہو چکا ہے آپ وہاں جا کر کیا عجیبہ علم شاہانے فرمایا کہ پھر کس طرف آؤ
 پہلویں آئے عرض کیا کہ حضور بھی در بند منیر یہ کی طرف مع شکر کے تشریف لے چکے ہیں اسی قسم پر اب بھی کمال
 سے مقابلہ فرمایا علم شاہانے فرمایا کہ اگر عیار تیرا کیا نام ہو آئے عرض کیا کہ غلام کو پھر ارم تیرا رقتا رقتا کہیں
 علم شاہانے فرمایا کہ ارم تیرا رقتا رقتا یہ بیان کرو کہ منیر جادو و شہان سب ویرا سے کہ سب ابیرا سب
 کیا ہو کس سے مقابلہ ہوئے دلا ہوا پھر ارم تیرا رقتا رقتا عرض کیا کہ اوشہر یار غلام عرض کر پکارتا کہ در بند
 منیر یہ مرحلہ ہو علم زعفران دار سلیمان کا منیر جادو اس مرحلہ کا کہ پھر اور شہنشاہ جادو اس
 بادشاہ پر قسم کا اسکا تابع ہو منیر جادو کوئی جوان ہیں کہ نام انکا حمزہ صاحب شہزادہ ہے چنانچہ آپ
 فرزند ہیں وہ برائے نفع علم شریف لائے تین کئی مقابلہ بادشاہ و علم سے ہوئے بادشاہ و علم سے
 شکست کھائی آخر کو ہوا کہ بہت سے ساحر اور کئی سردار و علم کش کے شریک ہوئے علم شاہانے
 کو دے ستون کو ہر باد کیا بے ستون جو دو کو قتل کیا شہنشاہ بادشاہ و علم ہمیش پسند ہوئے
 کچھ بھی خیال نہ کیا کہ یہ کیا امر ہے یہاں تک کہ در بند سوسن در بند اعظم کے حاکم اعظم جادو و
 سوسن جادو و علم کش کی اطاعت کی جب یہ حال شہنشاہ کو معلوم ہوا آئے ہیں اسے
 بادشاہ منیر جادو کو نامہ تحریر کیا اور تحریر کیا کہ یہ یہ واقعہ گزرے ہیں اس امر کا خیال رہے کہ
 اگر علم کش اس در بند پر آئے تو اسکو جسطور سے ہوا سیر کر لینا جائے ندین جب یہ نامہ آیا منیر جادو
 نے خیال کیا کہ علم کش پر یہ سبب دوع کے سحر اثر تو نہ کرے گا بس علم کش سے اور غیر سحر و سحر
 شکر سے مقابلہ کر ا کوئی نہ کوئی پہلویں ضرور علم کش کو اسیر کر لے گا بس اس عرض سے منیر جادو
 نے ان سبب کو طلب کیا جو جب یہ علم شاہانے کو معلوم ہوا کہ فاتح اس علم کش حمزہ صاحب شہزادہ
 ہیں غنطقی کج کل سے فرمایا کہ کیونکر ہیں اس علم کو فتح کر سکتے ہوں کیونکہ فاتح اس کے
 حمزہ صاحب شہزادہ تھے اگر میں کوشش بھی کرتا تو ضرور کسی نہ کسی ہتھیار سے ہوجاتا خیر اب
 میں بھی در بند منیر یہ کی طرف چلتا ہوں وہاں انکی زیارت اہم سبب ہوگی بہت خدمت میرے
 دل آئے دیکھنا تو چاہتا ہوں وہاں انکے قد و مہکتہ تروم کی زیارت سے شہزادہ ہونے کا بخون کے
 انفس خدا سے کرم سے کسی مرحلہ بھی فتح نہ لے خوشا نصیب میرے جو ہیں انکی خدمت میں
 پہنچوں اور ایسے وقت میں انکی شرکت کروں جہاں پھر جو تکی چڑھائی ہو و جادو و سحر

شکر پہونچا تو دیکھ کہ شکر چہا تو پیر و نخل شکر ہوا بخد مست کن خزاورد پہونچا اور غرض کرتے لگا کہ اگر جتنے نور
شکر کو دینے کے طاعت کو پتہ نہ رہا کہ حکم فرما بن خوراک بن الہر تک شکر سے سب مند ہو جائے۔ اسی مقدم پر
جائے من سب دیکھو اس سے بچو لیجیے اور سے شکر کو شکست دیکھیے علمشاہ نے فرمایا کہ آپ اس کا
شکر آج ہی عرض کیا کہ بنی بن و جی تو اسی حرت کو جانا چاہیے اس راستے سے وہ اس راستے سے علمشاہ
نے یہ سننے شکر کو حکم دیا کہ دست راست کی طاعت اتر چلو دھوکا راستہ قریب ہی بہت جلد در بند سے
اور پر پہونچ جائیے بنی حکم ہر وہ شکر جو جی دیا راوی کہتے ہیں کہ یہ ادھر سے الہر تک چلا جائے شکر کی پیر
یہ کو چلا آدھ الہر تک کچھ کل چلا نہ سکتا شکر کے چلنے کا تھا کہ اتفاق سے دوسرے دن ان دونوں شکر
دوسوین تھائی تھی کہ ایک صحر سے تھی و دق یہ ایک طاعت سے گرد شکر علمشاہ یہاں ہونی اور ایک جانب سے
تو یہ شکر نصف رہا ہونی اور وہ غیب شکر علمشاہ نے دیکھ کر دیا دوسرے آفتاب پوشیدہ ہو گیا شکر
اور وہ غیب سے کہ پیر شکر پہرہ روز رفتن خویش کم کر دیا اور ایسی گرد بلند ہوئی تھی کہ دنیا کا ایک ہو گئی
الہر تک چلا گئے حویہ گرد و غبار بلند دیکھ ہر کارون کو حکم دیا کہ جا کر خیر تولاؤ کہ یہ غبار کیسا بہت ہو
ہر کار کا سے روانہ ہوئے اور صحر سے شکر سے علمشاہ کو خبر پہونچائی کہ آپ شکر کو اسی مقدم پر پڑو تو فرما تا
کا حکم فرمایا سے سے شکر نصف رہا جو یہ مقدم بہت عمدہ ہر اسے مقابلہ ایسا صحر پیرانہ آب و کپ نہ
تھا کہ علمشاہ نے یہ سننے آپ وقت شکر کو حکم فرمایا کہ اسی جنگل میں خیمہ وغیرہ پر پا کر دیکھو کہ ساکنے
شکر نصف رہا ہر کار کا ہوا سنو آئے نہ جانے دینے کے مر جائے معقول دیکھ کر یہ حکم دینا تھا کہ اسی مقام پر شکر
تھو لپ دیکھیے و ہر کار کا بن بر پا ہونے لگے شکر اترنے لگا بازار میں آراستہ ہونے لگے ہر کار کا
جو د خل شکر ہوئے انھوں نے شکر شیر کو دیکھا کہ فردا شکر ہونے کا بندوبست کر رہا تو جدھر نکلا وہاں
جاتی جو سوئے شکر کے اور سب ہی شکر کے کوئی دوسری شکر نظر نہیں آتی ان ہر کارون نے شام ت
ہوں غلطی کو اور خود بارشہ غلط قیہ کو دیکھا اور پہونچا نہ دریافت کیا کہ یہ شکر کہاں جاتا ہو اور
علمشاہ کو دیکھ کر دریافت کیا یہاں شکر بنے کئے کیا کہ یہ پسر حمزہ علمشاہ نو جوان رستم علی شان ہیں
انھوں نے شکر اپنے لہر سے بہا دیا ہوا سو سنا کیا اور اکیلے شکر لیت لائے تھے ان کے بڑے شکر کو
شکر سے دیکھ سب حال علمشاہ کی جانب پر پہونچا بیان کیا اور کہا کہ آج سے نہ ہر سب شکر ہمراہ
پیر زنت کو الہر تک ہر سب لے لے الہر تک چلا گئے شکر جت لپے جاتے تھے راہ میں خبر پائی

اپنے شہر سے بھاگا تو بس یہ پسند ہوا کہ شہر کی گروہی جو کہ بلند ہوئی تھی البزرج کلاہ سے جو یہ آتش
 ہر کارون کی زبانی سنی تیوری پر بل ڈال کر ہر کارون سے کہا کہ پس حمزہ سے مابعد دولت کی راہ رو کی ہو
 اور مابعد دولت کے لشکر کے مقابلہ کا قصد رکھتا ہو تو ہم بھی اُس سے اسی مقام پر مقابلہ کریں گے اور اسکو اسیر
 کر کے اپنے ہر آدمی کے پیش اور جب کہ حمزہ یعنی طلسم کشا سے مقابلہ ہو گا تو اسکو دکھا دینے کہ دیکھو ہم نے
 تمھارے فرزند رشید کو اسیر کر لیا ہے جسکی شجاعت کا بڑا شہرہ تھا جو شکر پہ حمزہ کے ہمراہ ہو غلطاق غیر
 لگا ہو رہا ہے ہمراہ کسب لشکر تھا وہ تو یکہ و تنہا آیا تھا یہ سب لشکر اُس نے ان سب بادشاہوں کو
 زیر کر کے حاصل کیا ہے البزرج کلاہ یوں لاخیر مجھوا ایک مدت سے ہوس تھی اور قصد کرتے تھے کہ غلطاق
 سے مقابلہ کروں اور اسکو بھی اپنا مطیع بناؤں مگر حلفت نہ پائی تھا دیکھو میرے لئے تصویب سے اس
 صحرائین میری از روپوری ہو جائیگی غلطاق کو بھی مع پس حمزہ کے اپنا مطیع بناؤں گا سب یہ لوگ
 میرے ہاتھ سے بچ کر جائے کہ ان میں ان سب کو مار لوں گا اگر وہ لشکر کثیر رکھتے ہیں تو لاکھ کا اگر لشکر
 ہو تو ہمارے ہمراہ بھی پانچ لاکھ سپاہ ہے کیا پروا ہے یہ پانچ لاکھ تو لاکھ پر غالب ہوتے اور ان سب کو
 شکست دینے لہذا ہمارا لشکر بمقابلہ لشکر پس حمزہ فروکش ہو مابعد دولت پس حمزہ سے مقابلہ اور مجاہدہ
 بخوبی کریں گے یہ جو حکم البزرج کلاہ نے اپنے لشکر کو دیا اسوقت کل لشکر نے رخ اُسران کا کیا کہ
 جدھر لشکر علمشاہ فروکش تھا علمشاہ بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے گرد و غبار تو بلند
 ہو چکا تھا اسی گرد و غبار کو دیکھ کر علمشاہ نے لشکر کے فروکش ہونے کا حکم فرمایا تھا سو کس سے
 دریافت فرما کے اور لشکر فروکش ہوا تھا اور جب لشکر البزرج کلاہ قریب لشکر علمشاہ پہونچا
 تو امن گرد کا شگافہ تھا ہوا امن گرد سے پانچ سو عالم پانچ لاکھ شہ کی عدت کہیں آہوئے جنت چھوئے دن
 پر آج بخت خداوند عجائب تحریر تھی فیلولان کی مستون پر آئینے لگے ہوئے فیملان وریان پہنے ہوئے
 بیٹھے تھے وہ سب کے سب آکر ایک درخت قلم ہوئے ان کے بعد جلوس سواری نمودار ہوا وہ
 سب بھی ایک سمت آکر قائم ہوا اب علمشاہ نے دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار تاج
 بے سر پہنے ہوئے برابر تخت کے منہ پر ایک پہلوان سوار از سر تا پا دریا سے آہن میں
 غرق و غلب میں لشکر پیشا ر قطار و قطار چلا آتا ہے غلطاق نے علمشاہ سے عرض کیا کہ یہ جو
 تخت پر سوار ہے یہ البزرج کلاہ ہے اور یہ جو برابر تخت کے مرکب پر ہے یہ اسکا سپہ سالار ہے

کہ اپنی دین آبادی ترک کیا ہو مگر اسے پھر حمزہ کے میراث خوف بالکل نہ کیا اور اسکی اطاعت کرنی میرے
 حال سے نہ واقف تھے جو ایسی حرکت کی بس خیریت اسی میں ہے کہ پھر اپنا مذہب آبادی قبول کرو اور
 جبکہ ہر سال خرچ دیا کروا اب وہ زمانہ گزر گیا ہے کہ تم مجھ سے خرچ لیتے تھے اور میں تم کو خرچ دیتا تھا
 میں نے دو سال سے تم کو خرچ نہیں دیا تو تم نے میرا کیا بن لیا میرا تو قصد تھا کہ میں لشکر لے کر تمہارا
 ملک پر آؤں اور تم سے خرچ لوں تم ایسے بے خوف ہوئے اور مایہ دولت کا کچھ خیال نہ کیا کہ یہ کیس
 سبب ہو جو البزنج کلان سے خرچ موقوف کر دیا کوئی تو ایسی وجہ ہو جو واقع ہو اس پر تم لشکر
 لے کر پھر حمزہ کے کھنے سے مجھ پر لشکر کشی کا قصد سے چلے معلوم ہوا کہ تم مجھ کو مثل سابق سفیال
 کہتے ہو اور میرے حالات کی تم کو خبر نہیں ہے میں اب وہ نہیں ہوں دو سہرا ہو گیا ہوں اب مجھ سے
 تم کو خوف کرنا لازم ہے تم سے سنا ہو گا کہ جن جن لوگوں کو میں خرچ دیتا تھا ان سب سے میں نے
 خرچ لینا شروع کیا ان سب نے میری اطاعت کی سب سے میری تلوار کو مانا ہے یہ فضل پر خدا
 جہاں تک کالندہ تم کو تحریر کیا جا رہا ہے کہ اپنی جان کو برباد نہ کرو نہ اپنے ہمراہ دو سہرون کو خراب نہ کرو بیچار
 دونوں طرف کے اہل لشکر کا خون ناحق اپنے سر پر نہ لود دیکھو ہوش میں آؤ اور اطاعت سے پھر
 حمزہ کی دست بردار ہو بنک اسکو اسیر کر کے اپنے ہمراہ لے کر مایہ دولت کی خدمت میں حاضر ہو
 زبردست تمھاری خطا کو معاف کر دینے میری اطاعت کرو اور اپنا آبادی دین پھر اختیار کرو اسلام
 کو ترک کرو یہی صورت تمھاری زندگی کی ہو ورنہ یاد رکھو کہ اسی جنگل میں تم سب کے سر کاٹے
 ہوئے پڑے ہوئے اور جسم جسم ہمارے مرکب سے پاکل ہو گئے کہ تندرہ تم کو اختیار ہو زیادہ کیا لکھا
 جائے بقول شاعر شمع منست اپنے حق بود افتمہ محرم + تو دانی دگر بعد ازین والسلام + البزنج نے یہ
 مضمون بتایا منشی نے اس وقت نامہ تحریر کیا لفافہ میں بند کر کے مہر کر کے پیش کیا البزنج کلان
 نے ایک سرور کو کہ نام اسکا ناچو سے شیر پیکر تھا نامہ دیا اور کہا کہ یہ نامہ ہے جا کر پھر مسخرہ و
 مختلق کو دینا اور اسکا جواب بانصواب ان سے حاصل کر کے بہت جلد واپس آنے کا کہ ان کے
 جواب سے آگاہ ہو کر جیسا وہ تحریر کریں ویسا بندوبست کیا جائے مایہ و سے شیر پیکر وہ نامہ لے کر
 طرف لشکر ظلمشاہ کے چلا یہاں ہر کاروان نے شاہزادہ کو حال نامہ سے اور مضمون نامہ سے آگاہ
 کیا یہاں سے ان خود تجویز ہو رہی تھی کہ البزنج کلان کو نامہ قید آمیز لکھا جائے کہ ہر کاروان سے

تھنے کا ارادہ کیا تھا کہ پھر خیال پیدا ہوا کہ اگر کوئی ذرا بھی حرکت کی رہبان اس قدر سردار ہیں سب مایہ
 تلواروں کے تیرا قیہ تختہ کر ڈالیں گے اس سے بہتر یہ ہو کہ جب یہ میدان جنگ میں صفت آ رہو تو
 میدان میں آکر اور اسکو ٹوک کر اپنے مقابلہ میں طلب کروں اور اسکو سزا دوں اس حرکت کی
 یہ دل میں سوچ کر اپنے قصد سے باز آیا علمشاہ نے نامہ چاک کر کے دیر سے کہا کہ ہماری و
 محنتاں کج کلاہ کی طرف سے تحریر کر دو کہ بیچارہ تم نے ایسی تحریر کی ہر نہایت بیہودہ تھاری
 تحریر ہر ایسی تحریر تھی کہ ہم نے وہ نامہ چاک کر ڈالا تم نے یہ جو تحریر کیا ہر کہ تم نے بیچارہ لشکر کشی کی
 میں خود آئے والا تھا تم کیا لشکر کشی ہم پر کرتے ہمارے آئے کی خبر پا کر اپنے لشکر کو ہمراہ لے کر
 شہر کو چھوڑ کر بھاگے تھے وہ تو ہم کو راہ میں خبر مل گئی ہم نے آکر رو کا ورنہ تم تو چل دیے تھے
 اب میں کسب جائے دیتا ہوں تم سے نامہ کا جواب دے کر کہ آؤ کہ جنگ ہو کر میدان میں آؤ
 ہم بھی آکر تم سے مقابلہ کریں گے جس قدر تم نے تحریر کیا ہر سب کا یہی جواب ہر کہ مقابلہ کرو ایسی
 بیچارہ تحریر کے جواب دینے کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں ہر بس یہی جواب ہر جو کہ ہم نے تحریر کیا یہ
 لکھو کے اس نامہ پر کو دیا اور کہدیا کہ کہدیتا کہ میدان میں آؤ تم کو تھاری تحریر کا جواب زبان
 تیغ سے پڑا جائے گا وہ نامہ ہر جواب لے کر وہاں سے اپنے لشکر کی طرف واپس آیا اور داخل لشکر
 ہو کر الیزنج کلاہ کو جواب نامہ دیا اور زبانی سب حل کہا اور کہا کہ پسر حمزہ نے نامہ چاک کر ڈالا
 اور کہا کہ کہدیتا کہ تمہارے نامہ کا جواب زبان تیغ سے دیا جائے گا میدان میں آؤ یہ سن کے
 الیزنج کلاہ ہست حیران ہوا کہ کہدیتا کہ نامہ پڑھو دہرے نامہ پڑھا مضمون نامہ سنکے اور ہر ہم
 ہوا سیوقت حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے ہم میدان جنگ میں جا کر پسر حمزہ
 کو اس حرکت کی سزا دینگے کہ آسان ہر مابدولت کا نامہ چاک کر ڈالیں میں اس نامہ کے
 چاک کرنے کی عیوض میں اگر اسکا تمام جسم نہ چاک کروں تلواروں سے تو اپنا نام الیزنج کلاہ
 نہ دیکھوں یہ میرے ہاتھ سے سب کر کہان جاتا ہر کل ہی حال معلوم ہو جائے گا یہ کہ حکم دیا کہ
 ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجے یہ حکم دیتا تھا کہ اسوقت نقارہ چوب پڑی سب اہل لشکر کو
 معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہو گا لشکر حر یعنی ہر کاروں نے یہ خبر علمشاہ کو پہونچائی کہ لشکر کفار
 میں طبل جنگ بجا ہر اسکا قصد ہر کہ کل میدان جنگ میں نکل کر حضور کے غلاموں سے مقابلہ

کیسے باقی شہریت کر رہے تھے کہ علم شاہ نے بھی حکم دیا کہ ہر ایک شہریت کو چھوڑ کر اپنے گھر چلے جائے۔
 اور انہی کے ساتھ ہی کوس جی پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں سے ایک جنگ ہوئی۔
 جنگ کے بعد دونوں طرف کا دربار بھی سب سے دور ہوا۔ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کس طرف چلے گئے۔
 اور سب کی کہنے سے وہ وہاں سے دور ہوئے اور وہاں سے بھی اسی سال جنگ ہوئی۔
 جب آخر ہوئے تو علم شاہ اپنے محل سے لشکر لے کر میدان جنگ میں آکر تھکے ہوئے۔
 لشکر کا میدان میں پہنچ کر وہاں سے لشکر کو روک کر اپنے محل سے واپس لے گیا۔
 اس کے بعد علم شاہ نے اپنے محل سے لشکر لے کر میدان جنگ میں آکر تھکے ہوئے۔
 جب ان کے لشکر کے چلنے سے سوائے لشکر کے کسی اور چیز کے نام نہ رہا۔
 اس کے اجازت سے کر میدان میں آیا۔ وہاں سے لشکر کو روک کر اپنے محل سے واپس لے گیا۔
 پرستان کا نام ہے کہ میر نام ماہر سے شیر چلے کر میدان میں آکر تھکے ہوئے۔
 بس کل نامہ لے کر آیا تھا۔ تھکے ہوئے۔ کبھی نہ رہا۔ کبھی نہ رہا۔ کبھی نہ رہا۔
 جو کہ اپنے کو بہادر و جہری تصور کرتا تھا اور اپنی شہریت پر فخر کرتا تھا۔
 کوچک کر لڑا تھا۔ وہی جہان میر سے متدبر کہ اپنے میں اسی اور کہ نہیں طلب کرتا۔
 کہ نہ کہ اور اس کے ساتھ ہی جو کہ کل میں سے منہ ہوتی تھی۔ تھکے ہوئے۔
 کیا پڑا اسی سے اسے ہر قسم کرونگا۔ یہ کہ اپنے ساتھ سب سے پہلے چلے گیا۔
 اپنے ایک بھائی سے کہ وہ میر کر کے چلے گیا۔ سب سے پہلے چلے گیا۔
 بھی میدان میں لڑا تھا۔ پھر وہاں سے اپنے گھر چلے گیا۔
 میں سے نہ کہ جو کہ اس وقت ظالمی کی سرکشی سے اپنے گھر چلے گیا۔
 کہتے ہیں علم شاہ نے دیا کہ اپنے گھر چلے گیا۔
 کا طریقہ ہوا اور انھوں نے اتفاق سے مقرر کیا کہ جس کو جنگ سے کھینچ کر لے گیا۔
 کہ اس کے بعد نہ کہ جو کہ میں نے جان دیا کہ وہ میر سے کھینچ کر لے گیا۔
 تو بدنامی ہوئی۔ سب پر سب یہ نعرہ کر رہے تھے کہ علم شاہ کو درگاہ سے اسکو طلب کیا۔
 کو نہ نکالا۔ وہاں سے میر دار کو بھیجا۔ میں نے علم شاہ کو لے کر لے گیا۔

کہ تباہوں کو سب اہل بیتان رکھو لکھو ان کو کون کے اصرار کیا مگر علمشاہ نے نہ مانا اور انہوں نے نصرت فرمایا
 شود مرکب کو ہمیں کر کے طرف میدان کے چلے سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے اور
 تماشا میدان جنگ کا دیکھنے لگے ہر ایک کی آنکھ ٹری ہوئی دیکھا کہ علمشاہ میدان جنگ میں پہونے
 ماہر دے شیر پیکر مرکب کو روک بونے کھڑا تھا اور انتہ رک رہا تھا جیسے اُس نے علمشاہ کو اپنی طرف آتے
 ہوئے دیکھا بہ قصد کاوڑنی گردا سیر کاٹ کر بڑھ علمشاہ نے بھی سپر پشت پر سے نی اور سپر کو لے کر
 شاہزادہ بھی اُسکی عزت چلے بس باہم تگ و دو چلی دونوں سپر میں باہم لڑیں کھڑا سپر سے شرارے نکلا
 بلا سے آسمان کے دونوں مرکب پیچھے بٹے دیکھنے والوں نے دیکھ تو یہ نظر پڑا کہ مرکب علمشاہ کا دو قدم
 پیچھے ہٹا اور ماہر دے شیر پیکر کا سات قدم پیچھا ہوا تھا و مٹی میں غلب و مغلوب کا حال کھل گیا
 بس دونوں مرکبوں کو مسل کر بہ ہم مقابل ہوئے اُس کا فوجی سر کو بہت بڑا حصہ تھا نہ کچھ کم نہ سن نیزہ
 اٹھا کر سینہ بے گینہ علمشاہ پر علمشاہ نے نیزہ کو سناں نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہوئی نہ یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ دو بیلین باہم کتھے گئیں سن نہیں چمکنے لگیں شرارے نکلتے لگے کوئی پچیس طعن کی رد و
 بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر علمشاہ نے برچھے کو گانٹھ کر بندہ صراحتقرانی ہا لہا اب جو مرکب کو
 ہمیں کب نیزہ صاف اُسکے ہاتھ سے نکل گیا مثل تیر شہاب کے بلا سے ہوا جا کر چمکا شکر اسلم سے
 ایک غریب بلند ہوا یہ نابکار نیزہ بھڑبھڑا جالت میں غرق ہو گیا اپنی شرمندگی رفع کرنے کے لیے فوراً
 تیر تھم پدارتیں مہ سے لے کر وار کیا شاہزادہ نے اُسکے وار کو پشت شمشیر پر روکا لگی تلوار چلنے ایک مقام
 پر موقع پا کر اب جو جنبہ کا ہاتھ رسیہ کب تلوار نے اُسکو دوہا بھلا ب کب ہیبت ہو ایک تو تیر پری بان فرنگی
 دوسرے دست زبردست علمشاہ ایک ہی وار میں داخل نہ رہا اُسکا منہ تھا ورد کب سے
 کر گزرا تھا کہ اُسکا بھائی زحل شیر پیکر الہرز سے اجازت لے کر میدان میں آئے ہی اُسکے تلوار
 کا دار کیا علمشاہ نے اُسکی تلوار چھین لی اور مرکز نجیر پیکر قاش زمین سے اٹھایا اور بارے تیر چپڑ
 دے کر زمین پر مارا کہ نقش زمین ہو گیا استخوان تک ریزہ ریزہ ہو گئے یہ حال دیکھ کر عجب روتیہ شکار
 ایک پہلوں نے می تھا وہ مرکب کو ہمیں کر کے ور بادشاہ سے اجازت لے کر مقابلہ میں آئے ہی
 گزرا وار کیا علمشاہ نے اُس کے کلمہ عمود کو پکڑ کر اب جو جھٹکا دیا اگر چھوڑ نہ دے تو طرانی کے
 پاس سے ہاتھ ٹوٹ جائے خبر نہ ہوا جلدی سے چھوڑ دیا بس علمشاہ نے گزرا کو زمین پر پھینک دیا

حمین تو چار اظہار تیرہ کہ گزیرہ کو اٹھا کر علمشاد پر وار لیا راوی بیان کرنا ہے کہ یہ سب گفتگو کے
 ٹکڑے زمین پہلے بس اس سے تیرہ کا وار کیا علمشاد نے تیرہ کو تیرہ پر رو کا ستان سے سنان
 بیان سے سمجھن اڑنے لگی تیرہ بازی ہوئی جو بند تیرہ کا وہ باندھت ہو علمشاد کھولہ بتے ہیں جو یہ
 باندھتے ہیں وہ کھولہ بتا دے عرصہ تک تیرہ بازی ہوا کی پختہ طعن سے رد و بدن ہوئی تھی کہ
 ایک مقام پر علمشاد نے تیرہ کو تیرہ سے گاتھو کر اب جو بند صاحب تیرائی سے باندھا اور مرکب
 کو تھیر کیا صاف تیرہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا دو کوس سے فاصلہ پر تیرہ بکرا یا بکرا سے مہربان یا
 خرپو پیدا ہوا تمام شکر کے غنوں کو حلوہ ملا سب اہل اسلام نے خوش ہو کر نعرہ تیرہ بند لیا
 شکر کفر کے جو اس جاتے رہا البتہ رنج کلاہ کے ٹھہرے پر ہوا بیان اڑنے میں یہ رنج تیرہ شکر
 کا یہ حال ہوا کہ نردانہ مست سے تیرہ بجا اب خجالت میں غرق ہو گیا منہ پر عرق شرم آ گیا
 اسی حالت خجالت میں گزر گراں سرا راہ پر سے لیا اور تیرہ رنجہ دار کسرا اور یہ نعرہ کر کے نداء
 پس حمزہ پنج اس گز کی ضرب اسے کر کوہ ٹوٹ جاتی ہو علمشاد نے نسر مایا کہ تو شوق سے وار کر
 بس اُسے دونوں رکابوں پر زور دے کر یا خداوند عجاوب کہ گز کر کا وار کیا علمشاد نے گزہ چاہ کی
 پتاہ کیا اور ورکاہ باری میں عرض کیا کہ بناہ تو دارم پنہ گزہ دارم چہرہ من از گل زلزل ترا مست
 بس یہ دعا کر کے آنت تیرہ کو گزہ پر رو کا گزہ کی تیرہ بلند ہوئی تیرہ گزہ کے تمام حوہل لیا
 زمین کا ٹپ گئی اندام کوہ میں ریشہ پڑ گیا شرار سے دونوں تیرہ سے نکل کر یہاں سے آسمان سے
 گزہ دن میں پہل پڑ گئے ہل زمین شوق ہو گیا اور علمشاد تیرہ گردین پوشیدہ ہو گئے مرکب تک
 تک زمین میں غرق ہو گیا مگر شکر شکار ضرب لٹا کر بٹا آواز دی کہ دم و پست کرہ مرہ را
 دیکھا مگر تمام کیا اگر غریب الے کہ خاک جھانی جاسے گی تو اسکا ریزہ استخوان ہیک نہت کا ٹکڑا تیرہ
 کن رہا فسوس حیوان قوی و شکیل تحت ایسے جوان بہت کم پیدا ہوتے ہیں تیرہ سے بچا کر
 کہنا اور ٹکاہ کوٹ کوٹے مرکب کو معین کب سسکا کے جو یہ حال دیکھ فوراً چھا کل آسٹ کر
 تیرہ اوزد زلی گردین جا کر دیکھا کہ دونوں ہاتھ مثل ستون کے بندھے تھے اور گزہ تیرہ تمام تھا مرکب
 تیرہ تیرہ زمین میں غرق تھا سسکا کے گرد گرد چرخ مار کر گرد کو چھایا اور تیرہ جب کر
 آواز دی کہ اے شہر ورمز اچ کیسے ہو شہر ورمز اچ کیسے ہو شہر ورمز اچ کیسے ہو شہر ورمز اچ کیسے ہو

[illegible]

آب سے کر قریب گرد آیا کر دیکھ کر پانی کے چھینٹے مار کر گرد کو چھایا اور گرد کے آیا دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں
 ہرین موسے پسینہ جاری ہو دونوں ہاتھ مش سستوں کے بلند ہیں چہرہ سرخ زہر یا ہر مرکب
 زمین میں عرق ہوا وہ بیوقوف کھڑا ہوا سنے آواز دی کہ اے پسلاواں جہان حریت زیادتی کر رہا ہو
 جو مشیاء ہو جیسے کچھ آواز نہ آئی پھر اسنے پکا پکا پچھو صدا سنائی تیسری مرتبہ جو اسنے پکا پکا
 جب صدا نہ آئی تو کجبر گیا پانی کا چھینٹا منھ پر دیا اُس پر بھی اُسے ہوش نہ آیا اُسنے پریشان
 ہو کر دوسرا چھینٹا دیا اب اسنے آنکھ کھولی عیسارہنے کہا کہ مزاج کیسا ہو اسنے اشارہ
 کیے کہا کہ ٹھہر جاؤ اب اسنے حواس اپنے درست کر کے کہا کہ کیا بلا کے ضرب لگائی
 یہ معلوم ہوا کہ آسمان بھٹ پڑے جھٹی کا دو دھوڑ بان پر ذائقہ دے گیا آج تک اس قسم
 کی کسی نے ضرب نہیں لگائی مگر بچا یا خدو ندی اب نے حریت کا کاحال ہوا اُسنے کہہ کر
 زیادتی کر رہا ہے کہا کہ چاہیے کہ کس مرکب کو جو ایڑ کر تا ہو تو اُن کو مثل مرکب لگی کے پایا یہ نہ
 معلوم ہوا کہ یہ مرکب مرکب کیا گیا کیونکہ ہاتھ دے کر نکالا جب اُس کو مردہ پایا زمین پر دے
 مارا اور شہوار علم کہنے اس قصہ سے کہ میں اُسے مرکب کو ہلاک کر دین یہ کہتا ہوا کہ تو نے
 بڑا غصہ کیا کہ میرے مرکب کو ہلاک کیا میں کب تیرے مرکب کو زندہ چھوڑتا ہوں رادی
 سب ان کو متوجہ کہ زبان ابل شکر کفارہ البرزخ کلہ کا یہ حال تھا کہ سب کے دم نکلا ہوئے
 تھے اور ہر ایک یہ خیال کیا کہ اب اس جوان نے اتنے بڑے سردار کو یوں ہلاک کیا
 تو اب کس میں یہ طاقت ہو جو اس سے مقابلہ کرے اب جو یہ مبالغہ غصہ ہو کر تو کون
 اس سے ٹرسے گا ہر ایک کا وہ نکلا ہوا تھا اور حواس باخبر تھے کہ اُس کے نعرہ کی صدا
 آئی اب سب کے حواس درست ہوئے سب نے دیکھا کہ مرنج رامن گرد سے پیدل نکلا تاوار
 علم سے ہونے لشکر کفارین فرط خوشی سے غریبوں بلند ہوا سب کفار خوش ہوئے اُس کو
 زندہ جو پایا اہل سلام کو خوش ہوئے تھے ان کو بالکل خوف نہ تھا اسکی جنت و پیکار
 سے ہر ام میں علم شاہ کو غالب دیکھ رہے تھے اور سب کو یقین تھا کہ علم شاہ اب
 ایک کونہ غم شاہ سے جو اُس کو شمشیر باعث غبار رہے تھے دیکھا اور یہ کہتے ہوئے کہ تو نے
 غصہ سب کیا کہ میرے مرکب کو ہلاک کیا میں کب تیرے مرکب کو چھوڑتا ہوں ہر ایک

گئے ہوئے نہ چھوڑو نہ یہ نصیب تو علمش ہے اس کا اور نہ اس کا کہو نہ فریاد نہ اس کا وہ چھوڑ دے اور
 دیکھ کہ علمش اس کے دل میں کون سا ہے یہ پتا رکھو کہ وہ کیا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 اور نہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہوتا کیونکہ میرے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 تجھ کو قتل کروں گا علمش ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 میرے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 کہتا تھا اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 مجھ کو قتل کروں گا علمش ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 پڑی بارگاہ کو چھوڑ کر چلا گیا وہ چھوڑ دے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 نہ مرنے میں علمش ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 رہا پہلی گاہ میں کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 اس لشکر بھی خوش ہوئے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 کیونکہ یہ بہت قوی ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 تمہیں اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 ابھرا اہل اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 شہوت تھا کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 جو دیکھیں کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 ایمان شفیق ہوئے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 کشتی ہوئے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 اسے اپنا کہتا تھا کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 بیت وہ تھا کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 بیت چھوڑ دے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے
 بیت وہ کہتا تھا کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے کہ اس کے دل میں کون سا ہے وہ چھوڑ دے

نکل جاتے ہیں یہ جب اسکو دہاتے ہیں تو اسکو نکلنا مشکل ہوتا ہے اہل لشکر نے جو دیکھا کہ کشتی اٹک
گئی دونوں طرف کے لشکر بھی وہاں نہ رہا و سردار کن رے پر آکر موجود ہو گئے سوار و پیادہ کت رے پر
پہنچ گئے تخت بادشاہ ہون کے رکھ دیے گئے بازار آراستہ ہو گئے سودا فروش دست ہوتے لگا کٹورہ
بکتے لگا سودے والے پکارتے لگے میلے کا سازنگ ہو گیا چہل پہل ہو گئی مگر سب کی نگاہیں
اسی عزت لڑی ہوئی ہیں سب کشتی کو دیکھ رہے ہیں خلاصہ یہ کہ اسی جنگامہ میں شام ہو گئی مگر
سب و مغلوب کی تمیز نہ ہوئی جب شام ہو گئی اور آفتاب عالم تاب غروب ہو گیا تاہم اپنے
رو سے نریا دکھایا بند نقاب روز کو دور کیا برائے تمی شام جنگ و پیکار تخت فلکی پر چڑھ گیا
مع اپنے سپاہ سپرد خان کے لیٹ رست ہو گئی اسوقت مرتجع نے ہاتھ روک لیا اور کہہ کہ امیر جوان
وہ کیا کہتا خوب تو مجھ سے لڑا مگر دن واسطے جنگ و پیکار کے چہ اور شب برائے راحت و آرام کے
تیرا سب تو اپنے لشکر میں جا کر آرام کر اور میں اپنے لشکر میں جا کر راحت و آرام پس کرونگا کل صبح کو
یہ عہدیت میں آکر مئی بل کرونگا علمشاہ نے فرمایا کہ یہ تو تو نے پتہ نہ مگر میرا یہ طریقہ کہ جب تک
میں حریت کو زیر نہیں کر لیتا ہوں اسوقت تک میدان جنگ سے واپس نہیں جاتا ہوں بس
میں تو واپس نہ جاؤنگا اگر تو متحسب کیا چہ تو جا کر کچھ تھوڑی دیر آرام کر میں یہاں کھڑا ہوا ہوں
تو پھر آکر تیرے مقابلہ کرنا علمشاہ نے جو یہ کہہ اسنے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تو تو میدان جنگ
سے واپس نہ جائے اور میں واپس جاؤں اگر تیرا یہ طریقہ ہر تیر میر بھی یہی طریقہ چہ مگر یہ بتاؤ کہ
پر وہ شب حال چہ میری اور تمھاری کشتی کا تماشہ کون دیکھے گا اور غلب و مغلوب کی
کیونکر تمیز ہوگی علمشاہ نے فرمایا کہ بادشاہ ہوں کو راست کا دن کرنا کتنی بڑی بات ہے ابھی
تو میدان ابھی سب سامان ہو جائے تم اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو میں اپنے لشکر سے
جب یہ علمشاہ نے فرمایا اسنے کہا کہ بہت خوب اور البزج کلاہ کی طرف دیکھو کہ کہہ کہ
روشنی کہ ادریبیہ اس نے اسوقت روشنی ہونے کا حکم دیا علمشاہ نے پلٹ کر غنطاق
کی طرف دیکھا کچھ فرماتے کی بھی ضرورت نہ تھی کہ سب سامان ہو گیا اسقدر غنطاق نے
روشنی کی کہ راست کا دن ہو گیا اور البزج کی طرف سے بھی روشنی آئی جب روشنی ہوئی پھر
کشتی ہونے لگی کہ اتنے عرصہ میں دو کانسہ شیر کے لہرزد دونوں طرف سے آئے مرتجع نے

انکار کر بیٹھ تو نکاح حرامی ہوئی، اب تو کچھ ہو چاہت جان جاسے چاہت رہے ایک حربہ ضرور کرینگے یہاں
 اہل لشکر میں یہ باہم تقریر ہو رہی تھی، وہاں اُس نے علمشاہ سے کہا کہ اگر پسر حمزہ ہوشیار رہو جاہلین یہ
 آخری زور بٹھو کر کرتا ہوں علمشاہ نے فرمایا کہ شوق سے تو زور کر جو کچھ حوصلہ تیرے دل میں ہو وہ
 نکال دے میں کب منع کرتا ہوں یہ سننے اُس نے دونوں نشانہ پکڑے اور سر کو سینہ میں اڑا کر سارے دوڑا
 کوئی سات قدم پر جا کر اس سے ٹھکرا، رازہ دم کی شور میں اور قدم کے انتشار پر چلے آئے جب انھوں نے
 دیکھا کہ اپنی حد پر پہنچ چکا ہے اب جو قدم پیچھے ہٹا تو شجاعت میں فرق آیا انھوں نے لشکر مارا
 اُس سے ٹھکرا مارا کہ ان کا بانیان ٹھٹھنا آشنا بزین ہوا اب جو انھوں نے مندر میں عم کیساتھ
 یہ ٹھٹھنا یہ غرق زمین نہ گئے اُس نے خوب طور سے کمر زنجیر پکڑ لیا اور کرن شروع کیا یہ
 مثل باز کے، پرتھو کب دست نہ ہوئی کہ دونوں ہاتھ زخمی ہو گئے کپڑوں سے شون
 سینے لگا پتہ دیکھا ہو گیا مگر اُس کو وقت سار کے لشکر میں جنبش تک نہ ہوا، آخر اس نے عاجز
 ہو کر ہاتھ اٹھالیا اور کہا کہ میں زور کر چکا اب آپ اپنا زور پیشی میں اپنی حسرت
 نکال چکا یہ کہہ کر وہ بٹ کپا بس علمشاہ اُس کو اسی طور پر لے دوڑے اور پندرہ سولہ
 قدم پر لڑ کر چھٹا مارا کہ دونوں ٹھٹھنے آشنا بزین ہو گئے اُس نے تھک کپا کہ میں بھی لشکر
 قائم کروں مگر حریف کب لشکر تک عم کرنے دیتا ہر حریف زبردست ہو علمشاہ نے بہ چالاکی
 اسکی کمر زنجیر پکڑا اب جو زور کیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر پہلے زور میں تہہ سینہ لائے
 دو سرے زور میں سر سے بند کر لیا گرد سر چرخ دیا اُس کے داسٹائے کہیں موزے
 کہیں خود کہیں تین مرتبہ گردش دے کر زمین پر مارا، اُس نے چاہا کہ سنبھل کر اٹھوں
 مگر حریف کب اٹھنے دیتا ہر یہ لود کر اُس کے سینہ پر سوار ہوئے اور اسکی کمر زنجیر سے
 مشکین باندھیں اور اُس کو اسیر کر لیا اسکا قریب کھڑا تھا اُس کو اشارہ کیا
 وہ جب قریب آیا اُسکے حواسے کیا وہ تڑپ کر دھڑکھڑا یہ بھی اکبر کی باہر آئے اُدھر کھڑے
 تھے جو یہ واقعہ دیکھا سب کے حواس جاتے رہے البتہ رنج کلاتے پکار کر اہل لشکر سے کہا
 کہ مارو پسر حمزہ کو زندہ میدان سے واپس نہ چائے یہ جو کب لشکر مجبور ہو گیا اسوقت سب
 مریکوں پر سوار ہوئے لے اہل اسلام نے جو یہ صدائیں سنی وہ بھی مریکوں پر سوار ہونے لگے

اور حملش یہ قریب رکب آئے اور جست کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور البرز سے گشت گشت کیا کرتے تھے
ہوا اور لشکر گرفتار لینے لے کر تموارین علم کے طرف حملش کے چھٹے دن پہونے پہونے پہونے پہونے
مغلوبہ کر کے ہوئے ویند تھیں ہی تان ہوئے فرما دیا اور مرکب کو آمیزہ لڑنے کے لے اس کے لشکر برف
ان پر حمل کر کے لشکر اٹھا دیا پرچہ پر سے شمشیر زنی لڑنے کے بل اس وقت ہوئے ویند تھیں کہ
آق سے نہ دار سے جنگ مغلوبہ واقع ہوئی ایک مرتبہ نور کی نور ہوئے نورین علم کے لشکر ان
سے سخت پٹ ہوئے اور کھانے مرچ کر ایک مقام پر تیسرے دن تھا اور غصہ سے بھی ہو
چھوڑ کر سروان جنگ ہوا تھا یہ سب تان ہوئے نہایت روا اور سب لشکر مشورت نہایت
ہو چنند شکر و پیشہ یہ ان رہے جیسے اور اس وقت کو غنیمت سمجھ کر اس وقت
پر آیا تان مرچ تھیں سب پر سب انوں کو بیوشی لڑا کرتے بیوشی یہ اہ قیہ خانہ
جا کر مرچ سے کہا کہ ایک بیٹے ہوئے کہ ہوئے کہ منہ منتظر کنندہ انداز ہوئے سوچے ہوئے
قیہ کو دینے کو وہ بیوشی ہوئے اس سے سوچے کہ اپنی قیہ کو دینے کی باہر تھیں نہ
آپ دیکھ کہ یہ سدان میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئے سروان کا بیٹھو بریں رہا ہوئے یہ سدان
صد اس کے دلیران سے تھا کوئی رہا ہوئے ہم ہرے مرچان سے اس قدر قیہ کہ ایک
آسمان خاکی زیر آسمان کی تم ہوئے یاقول فرود سے شعور ستم ستوان دان پہونے شست
زمین شش شد و آسمان شست شست اس غیب سے جہدی پاکسہ مرکب ان کو ہوئے
کیا اور ایک ملو کسی لٹے کی لٹھا کر دی یہ مرکب پر سوار ہو کر لشکر سل میں پر اپنے
نام کا نعرہ کر کے جا چڑا سکے نہ کی صدا ہو اہل سلام سے ملنے جیران ہوئے کہ یہ کیونکر رہا ہوئے
سے جو مرچ کے نوحہ کی صدا سنی بہت کر دیکھ اسکو بل سل میں سے جنگ میں نہایت پڑا
سکے سے فرمایا کہ تم نے اسے نہیں تیسرے دن تھا ہوئے یہ ہوئے اس کے سے نہ
کہ قیہ نہ میں اسیر کیا تھا نہ معلوم کیونکر رہا ہوئے نہ جان خبر نہ ہوں اس کے کو
چلا اور البرز سے اس کے عیار سے آکر کہ کہ شوش ہو تھیں نہ سب کو بیوشی لڑنے
مرچ کو رہا کی ملاحظہ فرمائیے وہ سارے دن یہ کر رہا ہوئے نہ خبر نہ ہو گیا ایک
مرتبہ قیہ ہوں سے کہ پکار کر کہہ دو کہ کوئی پریشان نہ ہو مرچ کو ہو رہے ہیں یا کر دیا ہو

کہ یہ واقعہ سب سے پہلے اس گنگائی خیالی میں ہوا کہ یہ مجھ کو شکوک دے گا اور میرے شکر پر بخون
 مار چاہے یہ سب میرے ہاتھ سے ہو جائے۔ لیکن یہ تو دیکھ کر پہلے سے یہ ایک مرتبہ تیغ کی پتی میں فرنگی کو
 پکڑ کر لے گا۔ اس کے ہاتھ سے اس کے ہاتھ سے ہر چیز فیض سے ملے گی۔ یہاں تک کہ میں یہ معلوم ہوتی ہوں کہ وہ
 یہاں خون زخمت میں رکھ رہی ہیں۔ پیشانی پر ہزاروں ششیں چڑی ہوئی ہیں۔ گنگائی اس امر کی
 اور فریاد کہ میں تو غلبہ میں اپنی رنج گنگائی کے ہاتھ میں ہوں۔ وہاں میرے شکر پر بخون مار کر اور اپنی ہاتھ
 یہاں شکر سے بھر دیا اور در بند منیر کی طرف کی طرف میں جا کر اسی وقت پرستل کر دیں گا۔ چھوڑ
 سب ہوں تو اس کی آواز منطقی وغیرہ سے عرض کیا کہ ہم بھی بھرا رہا ہے۔ اب چھتے ہیں شکر پرست
 فریاد کہ تم شکر کے گڑھے میں گھر نہیں سکتے۔ ہوں اب کسی کو جرات نہ ہوتی کہ پتھر سے یہ باہر
 یا روک دے۔ اسے فرمایا کہ لاؤ ہمارے مرکب جب تک کہ ایک آگے آگے آپ تھکے کہ اس میں چکر
 سنا سنا ہوا کہ کو دھڑکی کو اس کی جگہ کیا آپ بہت کر کے ایک کی پشت پر تھکے ہیں اس میں کر کے
 وہاں بنا کر طاقت در بند منیر سے کہ جیسے میاں منیر چڑھ کر وہاں سے لیا سوسہ ملطقی ہی تھا۔ وہ
 تھکے ہوئے سب کاچ نا تھا کہ اس وقت شکر میں پڑھو گیا کہ سامان سفر درست کر دینا منیر
 سنا سامان سفر درست کر کے جا کر دیا اور کہا کہ بہت جلد سامان سفر درست کر دینا منیر
 تھکے ہوئے سب سامان درست ہو گیا۔ سب شکر کر کے کر چھتے پر تھکے ہوئے سامان وغیرہ
 یہاں سے سب پاؤں شکر ختون پر سو رہے۔ کل شکر کو ہر گز کے منطقی تھکے ہوئے وغیرہ
 ایک سب میں شکر ہاں سے روئے شکر شکر الہ رنج گنگائی کے غلبہ میں تھکے ہوئے سامان
 کے جہاز میں ہیں ان سب کو رات میں رکھا جا رہا ہے۔ اس کا وقت پر قریب ہے۔ سب
 در بند منیر پر چڑھ کر سب سامان سب کا حال تو بہت ہی سب میں ہیں۔ ان کے تھکے ہوئے
 سامان منیر چڑھ کر وہاں طلسم شکر پھیرتا ہوں۔ رومی میں کہ جب منیر دوسے جہاز میں تھکے
 ہوئے ہیں۔ اس کے پہلے عیار کے ہاتھ سے سامان شکر کے الہ جواب پر قریب کیا تھا کہ آپ کا سامان
 آج حال مندرجہ ہے۔ گاہ چوہا پتہ لیٹان رکھیں میں سب بند و بست کر لوں گا۔ کوئی مقام قریب و شوش
 نہیں ہے۔ میں طلسم شکر کو کسی نہ کسی تدریس سے اسیر کر لوں گا۔ یہ جواب لکھ کر روانہ کیا تھا۔ وہاں سے شکر کا
 کارخانہ ان کے پاس پہنچا۔ اس کے بعد میں جواب پر قریب تھا۔ وہاں کی فکر میں تھکے ہوئے

صاحبقران نے فرمایا سب کے سب نہ خوش ہو سب صاحبقران نے خواجہ محمد و سہ فرمایا کہ اگر خواجہ
 سہان شکار کے مہیا ہونے کا حکم دو خواجہ سہان کہ یا صاحبقران میں ہی ہمارا چلو ننگا صاحبقران نے
 فرمایا کہ خواجہ یہ تھا رکیا کام ہر ایک زحمت کرنے کے کیا حاصل تیر میں شام تک واپس آؤ ننگا تم یہاں
 لشکر میں رہو یہ لوگ نہ بٹا سکتے ہوں گے نقد ابھی درست نہیں ہوئے ہیں انکی تگرانی کرو میں کوئی
 جنگ و پریکا نہ لینے نہیں جاتا ہوں جو تم کو بھی ہمارا لے جاؤں یا کہیں دور جاتا تو تمھاری ضرورت تھی دن
 بھر کے سیت جاتا ہوں شادانہ تھے شام تک واپس آؤ ننگا شکار پھیل کر تم ٹلینا ان رکھو چھوچھو ذخیرہ بھی
 ہمارا نرانا ننگا صاحبقران نے خواجہ کو مقرر کیا تھا یا کہ خواجہ نے مان لیا بس اس وقت سامان شکار
 خواجہ نے سب و تودا رہا صاحبقران شکار و لوڑا پر سوار ہو کر سامان شکار ہمارا لیکر حریف کے پاس
 شکار روانہ ہوئے یہی ہوتے شکاری باز رہے بازو داروں کے ہاتھوں پر تھے تھے گاہک ایک تھوری اسی قسم
 سے ہر قسم کے بادبان شکاری کی ہمارا لیلی فزوں میں شکار سب ہمارا رکاب تھے بس صاحبقران جنگل
 میں شکاریوں سے پہلے پہلے چلے جاتے تھے یا شکار فرمایا بازو ذخیرہ کو چھوڑا وہ شکار کو پکڑ لائے اس کے بعد چرند و ننگا
 شکار ہوتے رکاب صاحبقران نے یہ لوگ لیکر ہر شکار ہرن وغیرہ مرکب کو ہمیں کیا تھوری دور
 چلے تھے کہ ایک ایک مقام پر بہت سے ہرن گھاس چر رہے ہیں صاحبقران نے انکی طرف مرکب کو ہمیں
 کیا بل تھانہ یا کہ ان کو ہوں میں یا کہ ہو سیار رنگ بہت بڑا ہو کہ وہ سب ہو ننگا بادشاہ و انسر معلوم ہوتا ہو
 و بہت خوب صورت ہو صاحبقران نے یہ قصد کیا کہ اس کو زندہ اسیر کرنا چاہیے یہ بہت خوب صورت ہرن ہو بس
 مرکب کو تھانے یا ہوں نے جو شکار مرکب کی مدد سنی کان کھڑے کیے یا تو گھاس چر رہے تھے ایک مرتبہ چوکتا ہو کر
 چاروں طرف دیکھنے لگا تھی نیچے بڑا کچی کہ صیاد ہم سبکی فکر میں آتا ہو جب صاحبقران قریب پہونچے وہ آہو
 جس سے دیکھ کر بھاگے بھاگے صاحبقران نے ان کے عقب میں مرکب بٹھا دیا راوی بیان کرتا ہو کہ دو ایک کو تو
 صاحبقران نے لے کر یا سب سب متفرق ہو گئے گروہ ہو سیاہ رنگ سیاہ صاحبقران نے ننگا تھا سامنے
 صاحبقران کے ساتھ رہا وہ نہیں بھاگا اب جو صاحبقران نے اسکی طرف اسکی سیری کے قصد سے مرکب بٹھا یا وہ بھی بھاگا
 ہے یہاں سے یہاں وہ بہت دیر گزرتا چلا جاتا تھا صاحبقران مرکب کو ہمیں چر رہے تھے جاتے ہیں گروہ آہو ہاتھ نہیں آتا
 بس یہاں سے بہت کچھ دور ہوتا تھا صاحبقران نے جن میں اور پریشان ہو رہے ہیں میں کہتے ہیں کہ اس نے بہت پریشان
 ہوا تھا یہاں سے بہت کچھ دور ہوتا تھا صاحبقران نے جن میں اور پریشان ہو رہے ہیں میں کہتے ہیں کہ اس نے بہت پریشان

کہ اس لیے میں نے غرض کیا تھا کہ میرے پر رہنے دیجیے نہ کہ یہ یہ آپ نے نہ سمجھا پر کہ وہ یہ کہ
 اس وقت میرے پر جو سنے تو میں اس کو اڑ کر کوٹھ لیتا آپ کو اس کے قریب پہنچاتا تھا یہ وقت کو یہ کہ
 بوقت میں بھی پریشان ہوتا ہوں آپ بھی پریشان ہوتے ہیں اگر پر کہتے ہیں تو اس قدر جیل
 نہ فرمایا کیجئے صاحبقران نے فرمایا اے بھتیخو تو کسی طور سے اس جرن کے قریب جاؤ پوچھو
 کہ میں اس کو اسیر کر لوں یہ سنکے اس شخص کو دینا دینا دینا اس قدر تیز جا رہا ہے کہ اس کا سینہ زمین سے لگا
 ہوا ہے کسی مقام پر دم نہیں لیتا ہوا ہوگا بھی یہی حال ہے کہ بہت دغہ کرتا ہوا چلا جاتا ہے گندہ کے
 زور سے دو سہ کو سون رہا صاحبقران کو لگا کر نہال گیا جب صاحبقران عابریں
 دل میں خیال کیا کہ زندہ اسیر نہ ہوگا اس کو تیرے نکار رو بہوش سے کہیں تیرے کش سے یا زور سے
 از بنگ فہم مقتدر و غارت بپر لیا ور کہان میں جوتا یہ ہر کوئی آہو نے جو دیکھا کہ اس
 کاری نے قصہ میرے پاک کرنے کا کیا اب اس طور سے بہت دغہ کرنے لگا کہ حیرت زدہ رہا
 اور تک صاحبقران عابریں اپنی بھیان اپنے دانتوں سے کاٹتے ہیں منہ میں گھنٹہ چہرہ
 پر غصہ سے سرخ ہوا غصہ خلیل مل گیا تھا میں بس نہیں کہتے ہو کہ پاجائیں تو پائیاں کر کے
 کو پتے نہ کر سکا کہ نہ شے سے برہم ہوتا ہوں رو پکا میں صاحبقران آہو کے پیچھے ہٹ کر
 رہتا تھا اب صحرا میں جا کر پوچھنی وہ حرا بہت پڑ جاتا تھا صاحبقران بھی تب میں چہرہ
 پر غصہ سے تھا اب بھی اس کا سامنے ایک کوہ میں شکوہ تھا اس کے قریب جا کر ٹھہرا اب صاحبقران
 اسے دیکھ کر اب یہ کہاں جا سکتا ہوگا حائل ہوا ہوا اس کے کونے کے قریب آئے چہرے آہو کے دیکھا
 کہ مسرت سے گیا اب جو بہت آہو پڑ کے اس پر پڑا یہ اس کے دیکھ صاحبقران کو اور
 شہد آیا ورنہ دل میں خیال کیا کہ بیعت ہو گیا جان کر کوٹھ لکھ کر کے دیکھتا ہے زندہ آگیا
 محنت ہو یہی مردمی و شجاعت پر رقت و تیرے ہی سہ ہر میں یہ خیال کر کے قصہ کیا کہ اس قدر
 ہر کام کرتے بھی شل آہو کے اس پر چست کیسے ہو پتے کیسے کیا کیا یہ سب کے زبان پر زبان
 لگا تھا کہ یہ ایسا ہو کہ اسباب ہلاکت کے ہو مازد ہو چکا اور نہ معلوم اس آہو کے ساتھ میں
 اس قدر دور شکر سے نکل آیا ہے تو پھر شکر میں پوچھا دھور میں اس کے قتل میں مر گیا ہے کہ
 ہو جاؤ گے پیدل قدم سے چلا جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ اس شخص کو اس مقام پر چھوڑ دو اور خود جان

اس کوہ پر جاؤ اور اوس آج کو تلاش کر کے شکار کرو وہ غرور پیاز پر کسی گوشہ میں اپنی جان بچا کر بیٹھا ہوگا
ایک لکروں سے اور تجویز کر کے اشقر سے زبان تن میں آیا کہ تو اسی مقام پر نہیں کوہ پر جاتا ہوں اور ابھی
آتا ہوں اوس آج کو شکار کر لاؤں۔ اشقر سے زنا کر لیتا۔ اشقر سے زمین پر لشریف لائے اور زمین گرد
پھاڑ پر چیت لگے یہاں تک کہ بالاس کوہ پہنچے اشقر سے کوہ چرامین صروت ہوا آپ نے کوہ پر جا کر
عام کوہ کو جہان مارا کہیں ہوگا پتہ نہ پتا آج کوہ کشت کرتے ہیں کہ اس طرف جا پہنچے کہ حد حدود
راستہ سے دور جانے کا تھا آپ نے نیل فرمایا دل میں کہ مسدود ہوتا ہے وہ آج وہاں سے کوہ پر
سے اور کوہ چٹا گیا ہو ذرا پہنچے بھی شستر کر لو راوی بیان کرتا ہے کہ صاحبقران کو اس قدر غصہ ہے کہ
کسی بات کا خیال نہیں ہے فرط غیض و غضب سے اپنے تن بدن کا ہوش نہیں ہے اس امر کا خیال ہے کہ یہ کیا
لنو حرکت ہے کہ ایک جانور صحرائی کی تمام قدر جستجو کرتے ہو کیا وہ بھی کوئی انسان ہے کہ تمام اس قدر زبردستی
کرتے ہو جانتے بھی دو کسی استغناء نہیں ہے غصہ میں بھرتے ہوئے آہو کی تلاش کر رہے ہیں پس یہ سوچ کر
کہ وہ اس راہ سے نیچے پہنچے چلا گیا صاحبقران بھی اوس راستہ سے زیر کوہ آئے جب گنگا ٹی بہا کر
چلی گیا تو ایک صحرائے پر بار زعفران زرا نظر آیا کہ صدف رنگاہ و درخت اوس جنگل میں ہیں سبز زعفران رنگ
ہیں مثل تن عاشق کے وہ صحرائے پر صاف جہاں ان نے اوس صحرائے کو بستی پوش دیکھ کر بہت تعجب فرمایا
کہ وہاں کیا خوب ہے میرا کام ہے کوہ زعفران کا کھیت ہے جہاں لگاہ اوٹھ جاتی ہے سوا سے زردی کے
دور سے شترانہ نہیں آتی صفت اور صفت یہ کہ جو طائر ہیں اوس جنگل کے یہ بھی بستی پوش ہیں جہاں شترانہ
ہیں وہ بھی زمین غبار جو بلند ہوتا ہے وہ بھی زرد بلند ہوتا ہے ہر طرف سرسوں کا تختہ بکلا ہوا ہے گویا
بازار بلند ہے صاف جہاں اوس صحرائے زرد پوش کو دیکھ کر مجھ ہوئے اس کا خیال میں بازار راست
برو ان کی تولاٹ فرماتے ہیں وہ اس جنگل کی یہ کرتے ہوئے ہمارا کارواں نہ فرما آج سے چلے جاتے
ہیں شترانہ دور پہنچے تھے کہ ان کی آواز کی کہ جیت کوئی درویش تھکا تھکا کہ کسی تمام یہ شترانہ
کچھ پھر رہا ہے صاف جہاں اوس آواز پر نیچے چند قدم چلے گئے دیکھا ساٹھ ایک چوڑا سا بھگدو
وہ بھی زرد ہمارے ساتھ ہے جہاں سسٹ کی ٹہنی پر نکر زرد رنگ ہے دریا کے دو بستی حیات کیش
تداریں ہیں و خیر کہ وہ انسان مثل ستارے کے جاتا ہوا ضعیف اس قدر کہ پائین تک غیب ہو گئی ہیں ایک
تبع ہزار دانہ بڑے بڑے دانوں کی ۲۰ فین پیچا ہوا کچھ پر چڑھا ہے اور مارا ہوا مراد ہے کہ جانور دن شربت

دیکھتا جاتا ہے کہ جیسے کسی کا کوئی انتظار گزرا ہے اور لباس زرد رنگ سینہ تھرا کرتا پھرتا ہوئے اس قدر
 عبادت خدا کی ہے کہ لا غزوہ کیا ہے اور اسکے بار بار دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گویا کسی کا انتظار کر رہا ہو کوئی
 آیا والا ہے صاحب قرآن کو اب خیال یہ اس فقیر کو دیکھ کر کہ اس درویش سے چکر دریا سنت کر دے کہ یہاں
 کوئی آہو تو نہیں آیا صاحب قرآن اور دھوکہ چلے یہ خیال کرنے ہوئے کہ یہ کوئی بہت خدا رسیدہ ہے جس نے
 اس صحرا سے پر ہمار میں یکہ و تنہا بیٹھا ہوا ہے کہ جہاں نہ کوئی انسان ہے نہ حیوان از قسور انسان نہ آدم
 کیا نہ تک نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ بسبب کمال کے یہ خدا اس کو پند آیا اور اسے اس کو زور پیش کر دیا جیسے
 لوگوں سے ملاقات کرنا اور ان کی خدمت بجالانا باعث فخر و افتخار ہے چلو اس کی خدمت کر دے و اسی
 خدمت کا ملکہ ملے گا اگر یہ تھا جسے حق میں دعا کریگا تو پھر اسے گناہان گزشتہ عظیمہ جانتے یہ خیال دے گا
 ہوئے اس فقیر کی طرف اشارہ ہوا اسکے کان میں جو بادوں کی چاپ کی صدا آئی اور تہہ راہ گزشتہ
 جیسے اس کی نگاہ صاحب قرآن پر پڑی ایک مرتبہ خوش ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ایک ہاتھ مناجات
 سلام و علیک اسے مجاہد راہ خدا و اسے زلزلہ قاف ثانی سلیمان و اسے راک راہ اسلام و اسے نجات
 طلحہ عزراں زار سیماں خوش آمدی دے گا اور دسی شعر یا بیا کر ترنگ در کنار کشم یہ نہنگ آمد و ہم
 چند اقل کشم و دیگر از آمدت اگرچہ داشتے و در رہ گذشت کل دشمن کاشتے و بین تو آپا ایک
 دست دید و عرصہ بعید سے منتظر تھا اور انتظار کر رہا تھا مجاہد معلوم تھا کہ آپ اسے فتح طلعت شمس بیت
 لائے ہیں اس طرف سے آہو کے عقب میں تشریف لے چکے لیکن یہ آپ کا شکامہ جو وہ جواب جو صاحب قرآن
 نے ملاحظہ فرمایا تو اس میں کو ایک ہی سے بندھا ہوا پایا کہ وہ کھڑا ہے صاحب قرآن نے خیال کیا
 کہ میرا کامل ہو گا سکویہ سے حال سے آگاہی ہو گئی اور اس سے بھی یہ خبر دار ہوا کہ میں آہو کے عقب میں
 آہو کی تلاش میں آیا ہوں وہ کیا خوب اس کا کچھ عالم غیب میں ہی رہا ضرور ہو یہ ضرور بینہ حاضر خدای
 کریم و مقبول بارگاہ الہی ہو سکے اور پسب حال کشتن ہو گا کوئی حال اس سے پوشیدہ نہ ہو گا
 اس کمال اور اس رتبہ کا فقیر آج تک میری نگاہ سے نہیں گزرا جیسا یہ درویش کا ہے جو خیال
 نہا کے صاحب قرآن نے جواب میں فرمایا کہ علیک السلام بندہ و خاص خداوندی سامعین و آسمان
 کے تلاش میں تو یہاں تک آیا ہوں میرے منتظر رہنے آپ کی نیت سے منور فرمایا ہے یہ کہ
 خوش تقدیر ہو اور خوش آمدی ہے کہ آپ کی زیارت سے منور ہوئے یہ آپ کے اور فی ہر گز اور ہر گز

قریب تشریف لائے راوی بیان کرتا ہے کہ اس صحرا میں اگر عاصی بقرآن ایسے محو ہو سکے ہیں کہ کسی
 امر کا خیال تک نہیں رہا اب سبھو لے سے بھی لشکر کا خیال نہیں آتا ہوا سر اور پیش کو تو دیکھ کر بالکل بے خود
 ہو گئے ہیں اور ہر سے عاصی بقرآن چلے اور ہر سے وہ نفیر چہ قدم چلا کہ عاصی بقرآن نے لپک کر اس کے
 قدموں کو بوسہ دینا چاہا کہ اس نے عاصی بقرآن کا سر ہاتھوں پر رک لیا اور کہا کہ اے بابا یہ کیا کیا ہیں
 تمہارے قدموں کو بوسہ دوں تو زیبا ہو کیونکہ تم مجاہدین اسلام ہو تمہارے قدم کی برکت سے تمام
 عالم ضلالت گنہ سے پاک و صاف ہوا تم نے صبح اسلام کو روشن کیا ورنہ تمام عالم بسبب ظلمت کفر کے
 تاریکی میں تھا کوئی خداوند کریم کے نام سے آگاہ نہ تھا تم ہی نے اس اسم پاک سے سب کو آگاہ کیا تم کو دیکھ
 کر وہ ضلالت کو تاراج اسلام پر ہو چکا یہ تمہارے قدم کی برکت ہے کہ ہر طرف اب بلا خوف اسم باری تعالیٰ
 لیا جاتا ہے تم نے بڑے شیر کھار کو کلہ طیبہ تعلیم کیا اور نشان اسلام کو بلند کیا مجھ کو لائق و لازم ہے کہ میں تمہارے
 قدموں کو بوسہ دوں اور تمہارے ہاتھوں کو انکھوں سے لگا دوں میری سعادت ہے کہ تمہاری خدمت کیا لاؤں
 اور تمہاری غلامی اختیار کروں میں ایک ادنیٰ ملک ناپاک اس کے در کا ہوں سوائے گوشہ نشینی کے مجھ سے
 کیا ہو سکتا ہے یہ اہل بال گناہ میں مبتلا ہو کیونکہ مجھ سے دنیا پر اگر کچھ نہ ہو سکا سوائے کھلنے اور رونے کے
 اہم یہ بدرون کے سبب سے دنیا تاریم ہے کہ تم نے اگر اس جوان کو الایض کفر سے پاک کیا اور سب راہ رستہ کو انی
 بہت دانا کا امیدوار ہوں یہ کہ عاصی بقرآن کو نگلے سے لٹایا اور وہ نفیر بہت شفقت سے پیش آیا آپ
 باس لاکر اس چار پٹھان آپ سائے میں عاصی بقرآن بیٹھ ہوئے خیال فرما رہے ہیں کہ کیا نہیں
 ہو ایسے انسان کہاں پیدا ہوتے ہیں اس درویش نے عاصی بقرآن سے عرض کیا کہ عاصی بقرآن
 اب جو کام فرمائیے کیا آپ کو میری صحبت اور ملاقات کچھ ناگوار گدڑی اور بناظر کو یہ ان قیام زمانہ گرانہ ہو چکا
 تھا تم پہن فرماتے ہیں عاصی بقرآن نے فرمایا کہ میں اس مزین حیران ہوں کہ کیا مقام ہے اور اس قدر زور
 پہن کر جسے یہاں کی ہرزہ ہو اور یہ ہرانا کیونکر جناب نے اسیر فرمایا میں اس کے نقب میں بہت
 دیر سے یہ ایشان تھا اسی کا تائن میں بیان آیا تھا اور جناب کا اسم مبارک کیا ہے اس درویش نے
 سنا کر جو سب دیا کہ تم بیکار کو پیش ہو اس صحرا کو میرے بسنت بہار کہتے ہیں اور یہ بھی ایک مقام ہے
 مقام دنیا سے میرا نام درویش ریاضت کیش ہے مجھ کو بسبب اپنے حلم کے معلوم ہوا تھا کہ تم اس طرف تشریف
 لائے ہو تم نے دو درندہ فتح کیے ہیں ایک درندہ سوسن و ایک درندہ اعظم سوسن جادو و اہم جادو

کہ نہیں تم اسکا شکار کردیہ تو شکا ہی جانور ہا اگر میرے عمارے طاقات مستدرغنی تو ضرور ہولی کوئی اور
 سلسلہ پیدا ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ جی نہیں میری خوشی یہ ہے کہ آپ اسکو رہا کر دیں یہ جو صاحبقران
 نے فرمایا اس درویش نے کہا کہ اگر تماری یہی خوشی ہے تو تم اپنے ہاتھ سے اسکو رہا کر دو یہ کہہ کر اس
 آپ کو صاحبقران کے سامنے کھڑا کر دیا پس صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے اس کے گلے سے سی کھڑی
 وہ رہا ہو گیا اس درویش نے کہا کہ اے آپ صاحبقران کو پوسو سے اور اونکو دنا سے کراؤ کوئی دانی
 اور خلق کے سب سے میری جان بچی اور اپنی اہل جیواؤں پریش نے کہا اونکو پناہ دے اور پناہ دے اور پناہ
 تھوڑی دیر تک اور وہاں تھوڑے اوس کے بعد شاہ صاحب سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں کیونکہ مجھ کو
 دور جانا ہے شاہ صاحب نے کہا کہ داہ کیا خوب ایک مدت سے تو میں تمھاری زیارت کا شوق تھا اب
 جو زیارت نصیب ہوئی تو تم اسقدر جلدی کرتے ہو کہ میں رخصت ہوتا ہوں اب دن تمام ہو چکا ہے کوئی پریش
 باقی ہے اسقدر دن اور یہ رات اس فقیر کے مکان پر شریف رکھو جو نگرے روٹی کے میں مانگ کر رہوں
 اوسکو نوش کر دکل بوقت سحر شریف لیجانا فقیروں کی ہمانی کو قبول فرماؤ گو میں جانتا ہوں کہ تم سے شک
 مان جو نہ کھائی جائیگی مگر میری خاطر سے نوش کرنا پڑیگی صاحبقران مجبور ہو گئے کیونکہ اہل اسلام
 میں رد دعوت نہیں کہتے ہیں اگر کا فر بھی کہے تو اوسکو قبول کرتے ہیں نہ کہ ایسا بندہ مقبول دعوت
 کرے اور صاحبقران انکار فرمائیں درویش کے اصرار سے صاحبقران ناچار ہو گئے فرمایا بہتر ہو آپ کی
 مرضی درویش نے کہا کہ بسم اللہ اویٹھے اور میرے مزار فرمائیے دیکھیے کیا کیا صنعت خداوند کریم کی ہے یا صاحبقران
 اس صحرا میں ایک بنگلہ ہے یہاں سے تھوڑی دور ہے اس بنگلہ میں ایک نازنین رہتی ہے ایک مدت سے
 نہایت حسین و خوبصورت ہے جسکو اس سے کیا عرض ہے کیونکہ میں تو مارک دنیا ہوں یہ تو دنیا داروں
 کا کام ہے کہ عورت کی طرف رغبت کریں بسبب خواہش انسانی کے یہاں نفس امارہ کو قبل ہی سے مار
 چکے ہیں دنیا کو طلاق دینے کے میں پھر دنیا کے کاموں سے کیا عرض ہے وہ اکثر اس جنگل میں آیا کرتی ہے
 اور یہ کیا کرتی ہے کہ اوس کے چہرے سے آثار عشق ملے ہوئے ہیں کہ کسی پر عاشق ہے اور کسی کی طالب ہو رہی ہے
 آج تک اوس سے اس امر کو دریافت تک نہیں کیا گو وہ میرے پاس کئی مرتبائی مگر میں اوسکی طرف
 ملاحظت نہ ہوا وہ بیٹھی رہی ہے اب آپ اس طرف بھی سیر کرتے ہوئے لے لے کر
 لے جیئے راوی بیان کرتا ہے کہ اوس درویش نے اسقدر تعریف صاحبقران سے اس نازنین کی کہ

صاحب قمران کو استیقا ہوا اس کے دلچسپی کا اور ایک الفت سی دل میں پیدا ہوا اور اس کے دل میں
 عشق از دیدار خیزد و لبساکین دولت از گفتار خیزد پس صاحب قمران نے دوسروں سے فرمایا
 کہ کہو ان شاہ صاحب ہم بھی اس نازنین کو دیکھ سکتے ہیں بھلا وہ کیوں بکواس نہ کو دیکھا ہے گی
 درویش سے کہہ گا کیسا میرے بیان سے ابھرے گی کچھے کا استیقا ہوا خجاندہ اپنی
 سہ پہر کا وقت پر شاید وہ برائے سیر بھی اٹھتی ہو شاید بگڑتے آپ اس کو دیکھ کر اس کا
 دل لپکے کہ چہ تش لبت سے چلیے پس وہ درویش نے نعمت کیتل صاحب قمران کو پہلے کہہ کر اسے
 صاحب قمران کی یہ حالت تھی کہ مجھ ہو گئے ہیں مجھے انکا دوا دینا چاہی تو سب پروردگار نے فرمایا
 کہ زمین زرد آسمان زرد درخت زرد ہو ازرد درختوں کے تینے تک زرد ہیں یہ مسکرمہ ہوا کہ یہ درخت
 خزان سیدہ ہیں مگر یہ امر نہیں ہو دہل ہی بہت زرد ہیں اور ہی ہا رہی ہو راوی بیان کرتا کہ کبھی صاحب قمران
 کو ایک مقام سے دوسرا مقام زیادہ تیر بار چار قدم پر ہی بار بار آسمان تھا وہ لایا یہ ان نواں مکان کا
 زبان بونہانی حارابی میں شاخا سے درخت یہ بھیار زمزمہ بنی کرنا طواؤسان خوش خرام کا وہ نقش
 کرنا کسی طرح قمری کی کو کسی سمت نعرہ حق سر ہو بیلون کا گلون کے استیقا میں ادھر سے اوڑھ کر
 اوڑھ جاتا نسیم و مہا کے جو ٹکون کا پلندا دل کو باغ باغ کیے دیتا تھا وہ سب کو خوابیدہ کا بار بار
 قدم پر برائے تنظیم صاحب قمران اور تھا واقعی وہ محو اشوب مقام میر بار تھا درخت سے بوسے خوش
 چلی آتی تھی دماغ بوسہ کر رہی تھی تب ہوا آئی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے قرابے کے قراچے عطر کے گندہ
 صاحب قمران خوش ہو ہو کر درخت ملا حظہ فرماتے تھے اور اس درویش سے فرماتے تھے کہ واقعی کہہ رہا
 ہوا میں نے پروردگار کی بھی یہ کی مگر ایسا پر بار صوابان میں نہیں دیکھا یہاں اگر دل بل باغ
 ہو گیا ہر رخ و غمت فرغ ہو گیا شان پروردگار حسنات کریم کار ساز کی نواہت فرماتے ہوئے یہ کہتے
 ہوئے کہ اگر یہ بوسے تن زبان ہو جائے تب ہی تو اپنی خلاق جہان اواز ہو سکے بقول شاعر شعر کہہ
 بوسے تن گرود زبانیے نیارم شکر تو ہرگز بیا لے پا دانی جب تمام فرشتہ آپ سے نوب مقام پہنچا
 انما یابین جانشاہون کہ دنیا پر ہی ایک مقام ہو جسکی نواہت فرماتے کی جو شعور ازاد دوسروں پر رہے
 زمین است و زمین است و زمین است و زمین است و زمین است و زمین است و زمین است و زمین است
 باغ عنوان کا اور نقشہ ہی باغ عدن کا کہو ت نہ ہو کہ جہان آپ ایسا بناؤ عالم کریم ہر ساز بقیہ ہو

اوس نازنین کے مشتاق ہو گئے کہ عنان صبر و استقامت اختیار کر سکیں جو ان کی مائی پر اس قدر بقیار نہ ہو سیکے و لکھو
 تا بوین رکھتے یہ آپ کے طریقہ کے خلاف ہے اگر وہ نازنین کیسے ناموس ہو تو کیسی قباحت ہے آپ کے دین
 و مذہب میں پرانے ناموس کو خیال بد دیکھنا گناہ ہے یہ کیسی آپ کی حالت ہوتی جاتی ہے صاحب حقراں نے
 جو یہ سنا سر جھکا کیا اور دل سے کہا کہ تو کیوں اس قدر بقیار ہوتا ہے یہ کون سی حرکت نازیبا ہے ایسے مرد
 بزرگ کے رویہ و دل میں کتا ہو گا کہ حمزہ عجب سہل شخص ہے اور یہ یہودہ صاحب حقراں یہ خیال کرنا
 تھے اور دل سے باتیں کر رہے تھے کہ کیا ایک اوس بنگلہ کا پردہ جو در پر پڑا ہوا تھا زلفیت کا وہ بلند ہوا
 کیونکہ صاحب حقراں کی اوس طرف نگاہ تھی درویش پہلو میں کھڑا ہوا تھا صاحب حقراں محو مثل آئینہ حیران
 بنگلہ کی طرف نگاہ تھے جیسے ہی پردہ اودھا ایک برق سی کو نہ ہو گئی یہ عالم ہوا کہ اگر صاحب حقراں نے
 یہ خیال کیا تو مثل حضرت موسیٰ کے غش آجاتا جیسے حضرت موسیٰ کو کہ مور پر غش آیا تھا انھیں
 صاحب حقراں کے چکا چونڈ سی ہو گئی آپ نے آنکھیں ملکر جو دیکھا تو ایک آفتاب عالم تاب کو ایک
 رخ زعفرانی سے طلوع ہوتے پایا صاحب حقراں نے ملا حظہ فرمایا کہ ایک نازنین بوٹا سا اودھا
 قد جوانی کا سینہ پر اودھا گردن صراحی دار آنکھیں دونوں جوانی کے نشہ سے لال لال اور نین سرخ
 سرخ دورے پڑے اودھا یہ عالم ہوا کہ گویا کوٹ کو ٹکر موتی بھر دیئے ہیں پیشانی نورانی مثل بدر کا
 روشن رخسار مانند گل کے نازک لب و لون دو گلاب کی پنکھڑی دانست ہیرے کی کیناں بھری
 پوش پر پری ہوئیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب زلفیت مشکین ہوا کے سبب سے رخ پرانی ہو کر وہ
 وقت مل رہے ہیں یا ابر کا لکھ آفتاب پراگیا جب وہ بہت کھین یہ معلوم ہوا کہ ابر حیدر آفتاب پر
 سے بہت گینا از سر تا پا دریا سے جواہر من عوطہ مارے ہوئے زعفرانی جوش پینے ہوئے گر لگا اوس
 ہی ایک سادہ پن ظاہر اوس سیلے پن بھی ہزار ہا رنہا و نھے بغیر لاشعرا نظم کتاب اوس گن کا حاسہ
 تریب بدن بے سادہ می پوشاک پر تھے سو جو بن بے سبز مثل گل جوانی تھا حسن پوست فقط
 کہانی تھا بے ناک میں نیم کا فقط عکاس شوقی چامکی تھا حسن کا صاحب حقراں نے ملا حظہ
 فرمایا کہ ایک نازنین مجہین تر کین قتال عالم آفت جان سے دار حسیان ہمارا اوس گلوں
 نکلی سامنے اگر کھڑی ہوئی صاحب حقراں نے ہوا کو سنا منہ دیا تو اوس کے چہرے سے آواز
 پیدا تھی معلوم ہوتا تھا کہ کسی پر یہ دلدادہ ہوا کہ کسی کی فریختہ ہوئی دونوں رخساروں کے ترے

آنکھوں میں حلقہ پڑے ہوئے تھے ہونٹ دونوں خشک معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی پر مرقی ہو کسی کی
 شاید جو آثار عشق رخشے ہو یہاں چہرہ اغوا لے اوسکا کتا ہے کہ یہ عاشق ہی اور کسی کی شاید ہی
 صاحب جقران نے جو اسکی صورت زیبا اور شکل رعنا دیکھی جو نظارہ ہو گئے اودھر اوس نازنین
 نے بنگلہ سے نکل کر چاروں طرف دیکھا اوسکی نگاہ صاحب جقران پر پڑی ایک مرقہ خوش ہو کر
 یوں پکاری کہ یہ کون گل رعنا اور خوش تھا آیا ہے کہ تمام صحرابار سے ملو بیڑ شجر خوش بہار سے جو ہم باہر
 ہر طرف نسیم ہمارے محبوب کے چل رہے ہیں بلبلیں خوش ہو رہی ہیں یہ کون شاید نگاہ میں آیا ہے کہ صحرابار
 کا یہ عالم ہے کہ کثرت بہار سے اپنے باہر میں نہیں سماتا ہوا ہے ایک مطلع شیخ تصدق حسین دہستان گو
 کا یہ ماحول مطلع نسیم صبح دم بھر باغ میں جا کر پکارتی : مبارک بیلون تمکو کہ پھر فصل بہار آئی :
 اگر مطلع کسی شاعر کا مطلع محبوب انداز سے کہہ دے کہ میں گلشن میں بہار آئی : بکرو فرسنداز کے ادیب وار
 آئی : یہ مطلع پڑھ کر صاحب جقران کی طرف دیکھ کر سر جھکا لیا مگر صاحب جقران نے ملاحظہ فرمایا تو اوسکے
 چہرہ پر آثار خوشی و خرمی ہو گیا پائے صاحب جقران نے یہ دیکھ کر درویش سے فرمایا کہ اگر اجازت ملے
 تو میں اس نازنین سے کچھ کلام کران درویش نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے میں سن کب کرتا ہوں آپ کو اختیار
 ہے اگر وہ آپ سے کلام کریں تو عشق سے کلام ہو جائے صاحب جقران نے جب یہ اجازت پائی صاحب جقران
 اوس نازنین کی طرف چلے وہ بھی چند قدم برمی گریہ عالم تھا کہ لبشاش و درخاک تھی یہ معلوم ہوتا تھا
 کہ گویا اپنے جہان میں نہیں سماتی تھی بچوں نہ سماتی تھی ہارے زطر خوشی کے جب صاحب جقران اوسکے
 قریب پہنچے اوسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے نازنین مجھ میں تو ماہ کس آسمان کی باور بھول
 کس باغ حسن کی ہی بیان کر اور تیرا نام نامی داسم گرامی کیا ہے شعر اگر شاہی ترا آخرچہ نام است : و اگر
 ماہی ترا منزل کدام است : اوس نازنین نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ایک نازنین اور زرد پوش اوس
 بنگلہ سے باہر آئی مگر خوش وضع طرہ صا شونخ و شنگ جوانی لاشنگ برابر اوس نازنین کے آکر
 کھڑی ہوئی اور صاحب جقران کی طرف دیکھ کر کہا کہ آپ ہماری ملک سے کیا دریا منت فرما رہے ہیں
 پہلے آپ اپنے نام نامی داسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کیا آپ ہی طلسم کشا ہیں آپ ہا کا ام مبارک
 حمزہ صاحب جقران پر صاحب جقران نے فرمایا کہ میں اسی خاکسار مرآپا انکسار کو حمزہ صاحب جقران
 سب کہتے ہیں یہ ہی حقیر پر تعفیر طلسم کشا کے لقب سے مشہور ہے اوس نازنین نے کہا کہ واہ

کیا خوب آپ نے کوئی شخص لوگوں کو مار مار کر لایا تو جعفران سے فرمایا کہ ان کو اسے پسند نہ آئے
 مار مار کر لایا تو ان کا نام بتاؤ اس نے کہا کہ کیا بیان کروں یہ ان شریفوں کی نسبت ہے جو اسے
 یہ بھی کوئی طریقہ ہو کہ آپ بھی ذمے ہوں اور میں بھی جیلے دستہ ہوں و فرمایا کہ وہ خود سے
 فرمایا کہ اسے مشائخوں کو اسے بے مال جہان آگے نہ مارو فرمایا کہ آپ سے نہ تو میرے ساتھ نہ
 گرایا آج آرزو پوری ہوئی امید بانی کہ آپ کے قدم نہ کسر کر جائیں جان آئی ترمیم
 میں روح سے خود کیا اگر ایک دن اور آگے نہ کوئی نیم جان ہو جاتا جو نہ بدو م تھا
 آپ کی آمد کے لئے تو اب بستر بیماری سے اٹھتا اور بار بار آپ کو کہتا کہ کو با دو اسے دینے میں
 لاسے کوئی بیمار اچھا ہوگا یا تو اس سے اوشد جاتا تھا یہ نہ پا کر کہ نہ وہ جعفران سے جعفران
 میں بستر ہو کر اوشد دیکھا اور یہ ہنگام کے آپ کے اختیار میں تھے اس نے پہلی ناہنہ کی
 طرحت اختیار کیا کہ آپ کی شہداء اور طریقہ ہیں یہ یہ جانتے ہیں کہ میں کتنا ہوشیار ہوں
 نے سوال خوش ہو گیا چہرہ پر رون آگئی پس اس نے ازین سے کہا کہ اب میں نے اپنے
 میں تشریف لائے اس نے ازین سے صاحبہ ان کو لاکر مسجد میں لایا تاکہ وہ جعفران
 کے ساتھ آوے وہ سامنے بیٹھی وہ درویشی میں سامنے بیٹھا اب تمام جعفران نے فرمایا کہ حال یہ
 کہ وہ تم کوں لگے ہو اور یہ نازنین کس نے اسے مسوی و غنی کی کل زوار کس نے اسے
 خورشید ہوا وہ نے کہا کہ یا عاصم جعفران سے اسے دیا یہ نازنین جو کہ آپ کے چلو میں ہوا وہ
 اس کا نام لکھ کر عفران ترسہ ساز ہوئے وہ کہہ کر شہزادوں کی اس کی مولا کو لے کر لے کر لے کر
 پہنچا کر لے کر لے کر اس کی فریاد ہوئی کہ آپ کی تصویر دیکھ کر آپ پر عاشق ہوئی اس نے
 کہ آپ کے آتش فزات میں جلا کر تکیں اور راستہ ان سے مدد لائی اور لائی لائی تھیں ان کو آپ
 واصل سے نا امید تھی کہ میں نے بذریعہ ہوش و ہوش کہنے سے مدد ہو کر آپ کو حاصل کر لیا
 ہوگا آپ سے میرے بہت سے افریقہ میں تشریف لائے ہیں اس سے کہہ کر لے کر لے کر لے کر
 اختیار کیا اور آپ کا انتظار فرمائے گئیں ہم زور مجھ سے فرمایا کہ تکیں کہ کیرا زور اور
 وہ کون سا دن ہو گا جہان واصل سے صاحبہ تصویر کے ساتھ کوئی ہوگی تو وہ بانٹے کہ
 کہ یہ تصویر کس آفت جان و ظالم ہر باد کی ہر تہ سے سرسبز ہو کر پادشہ کو لے کر لے کر

ظاہر ہوا پس میں نے ملک کو مژدہ دیا کہ یہ تصویر جس شخص کی ہو اسکا نام حمزہ صاحب بقران ہو وہ
 فلاں تاریخ و فلاں زمانہ میں ایک ہرن کے تعاقب میں یہاں تشریف لائے گا پس اس امید
 انکی زندگی تھی اور اسی اس پر ہنس رہا تھا کہ یہ زندہ رہیں آج صبح کو میں نے انکو فیروہی تھی کہ لو مبارک
 ہو تمھارا معشوق آج آگیا آج وہی دن اور وہی تاریخ ہی ملک یہ سنکے خوش ہو گئے تھے کہ
 جب آپ اس طرف کو شاہ صاحب کے ہمراہ چلے گئے میں نے ملک کو آگاہ کیا تھا کہ صاحب بقران
 اس طرف تشریف لاتے ہیں آپکے اثبات میں باہر جا کر کھڑی ہوئیں اب آپ نے سماعت
 فرمایا سارا واقعہ خلاصہ یہ ہے جو کہ میں نے خدمت عالی میں عرض کیا یہ آپکی عاشق و شہید ہیں
 انپر رحم فرمائیے راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب بقران کا خود دل اچکا تھا اور تبتلا سے زلفت ہو چکی
 تھی یہ جو اوس وزیر راوی نے کہا آپ سے جواب دیا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا میں نے سنا اور عیبت
 کیا مگر ایک خرابی ہے کہ ہم لوگ ساحرہ سے عقد و نکاح نہیں کرتے ہیں جب تک وہ سحر سے توبہ نہیں
 کرتی ہے پس اگر تمھاری ملک سحر سے توبہ کریں تو کیا مضائقہ ہے اوس نے سکر کر جواب دیا کیا صاحب بقران
 ملک اور میں قبل سے طبع اسلام ہو چکی ہوں تو اب میں ایک مرد بزرگ نے اگر یم دونوں کو طبع
 اسلام کیا اسی عرض سے تو اس صحابی نے مسکن کیا تا کہ کوئی ہمارے حال سے آگاہ ہو یہ ان ان
 درویش کو ہم نے مسکن گزین پایا دل میں کہا کہ یہ بھی خدا پرست اور مرد بزرگ ہے خوب یہاں بس
 ہوگی بس ہم یہاں رہنے لگے آپ شوق سے ملک سے کلام فرمائیے کس طرح کا خیال نہ فرمائیے
 یہ کہکر چند طریقہ قواعد دین اسلام کے اوس نے بیان کیے اب صاحب بقران کو یقین ملی ہو گیا کہ جو کچھ
 کہتے ہیں سب سچ اور درست ہے صاحب بقران کا خود دل اس امر کا خواہش تھا کہ اس نازنین
 سے عقد کروں اور اس نازنین کو اپنے تعریف میں لاؤں صاحب بقران از حد بخیر ہو رہے تھے
 اوس نازنین نے بقران پوشش کی طرف توجہ ہوئے صاحب بقران نے اوس سے لباس میں بھی
 اوسکو اس طور سے پایا کہ جیسے آفتاب ابر تک میں چماتا ہو وہ لباس سیلا ہزار ہزار بناؤ دکھارہا تھا
 یہاں تک کہ کسی کے اشتیاق اور صدمہ فراق کی وجہ سے اس نازنین نے تبدیل لباس
 نہیں کیا پس صاحب بقران نے اوسکی طرف توجہ ہو کر فرمایا کہ اے ملک کچھ کلام کرو اپنے مشتاق
 سے کہنے لگا کہ اگر اپنی وزیر راوی کی طرف دیکھا دے تو عرض کیا کہ ملک فرمائی ہیں کہ بارہوی میں

[illegible]

جس طرح طہسم زعفران خوش الحان پڑھتے ہیں محل میں علیہما فان بنیا ہما جعفران یہ رنگ دنیا ہوا اس دنیا سے
 محبت کرنا بے سود اور بیکار و نہایت درجہ اسکا محنت کرنے والا دلیل و خوار ہوا اس دنیا سے کسی سے
 دنیا کی ہونہ کر گئی اس پر بھروسہ کرنا اس سے محبت کرنا نہایت درجہ بیکار ہو ہی ہو تر اور انسب ہو کہ
 مارک دنیا ہو جائے اور گوشہ عافیت میں بیٹھ کر اپنی زندگی بسر کرے دنیا پر غیبت کرے جب اس طور
 سے تصویر دارا نے بیان کیا ہما جعفران کا یہ عالم ہوا کہ زار و قطار روئے لگے بالکل دل دنیا
 کی طرف سے پھر گیا اور خیال کر لیا کہ یہ سب سچ کہتے ہیں تو نے اپنی ہر بیکار اس دنیا کے طلب
 میں برباد کی پس اب بھی کچھ نہیں گیا ہر فقیری اختیار کر فقیروں کا بڑا مرتبہ ہوتا ہر ایک اور کی خاطر
 کرتا ہر راوی بیان کرتا ہو کہ ہما جعفران نے تصد فرمایا تھا کہ لباس کو جسم سے دور کر دوں یہ خیال کر کے
 لگے سے نوح طہسم اور دو نوح جو کہ قتل شنکالی کے لیے تھی اور اکثر جب کے سبب سے سحر اثر نہیں کرتا
 تھا تمام اسکو اوسین دہنیہ بھی تھا کہ جس سے شنکالی قتل ہو گا اور سب اثاثہ ہما جعفران نے
 اوتار کر رکھ دیا اور اس درویش کے طرف متوجہ ہوئے تھے کہ یہ ایک تصویر سکندر گویا ہوئی کہ
 یا ہما جعفران جب میں نے بھلائے باپ کے مرنے کے شنت عاوست پر قدم رکھا اور بارگاہ
 ہوا تو میں نے رنگیوں سے مقابلہ کیا اونکو شکست دی کہ دایا نے میرے اوپر لشکر کشی کی مقابلہ
 ہوا میری فتح ہوئی خلاصہ یہ کہ میں نے بڑو شمشیر سفید اقلیم پر قبضہ کیا سفر وریا کیا پروردگار ہاتھ
 میرے تلاش ابھیات گیا میرے مقدمین ابھیات نہ تھا میرے پاس بڑے بڑے حکیم اور ندیم
 مجھے میں نے آئیہ بنایا سکندری بنائی ہیں برس تک حکومت کی تو ہم کا سامان پیش میرے
 لیے دیا تھا مگر جب مرا تو سواست و دگر گفن کے اور کچھ بیکار اس مال دنیا سے حاصل نہ ہوا
 شاہ حبیب کا اوسے میری نسبت یہ پانچ مصرعہ نظم کے بن شخص کے کل سوے گورستان ہوا
 عالی تھے و مقابر بے قدر تھے سب وہ خشتی پائت مالی تھے پانچ او پیر یہ دو مصرعہ بے ہمتوں فیاض
 تھے و مہا اگر چہ سب سامان ملے اور مالی تھے و سکندر حبیب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی کے
 دانتی ہاؤسے یہ سب درست کہا میں نے جب اس دارن سے طرقت عالم بقا کے رحلت کی تو سواست
 دو گز گفن اور تھوڑی سی زمین کے میرے تصرف میں کوئی شے نہ تھی اور نہ ہی بادجہ دیکھتے تھے
 تمام عالم پر قبضہ کیا تھا اور دولت بیٹا میرا قبضہ تھا نہ وہ ملک میرے کام آیا اور وہ دولت

کام آئی میں نے ہزاروں کو قتل کر کے اور کھون کا خون اسپتہ سر پر مول لیا اور یہ ملک
 و دولت حاصل کی دو دوسروں کی ہو گئی میرا ساتھ کسی نے نہ دیا اور دوسروں کا قبضہ ہو گیا
 اپنی جان لڑائی ہزاروں ٹون کر کے حاصل کیا تھا خون جگر کھایا تھا سب غنت و شقت
 تو میں نے کی بعد پھرے اور دن سہا اور سپر قبضہ ہوا یہ حال ہوا اس دنیا کا اور مال و دولت کا پس
 یہ کسی کے ساتھ دنیا نہیں کرتی ہر اسٹاپہ عالم ہر کہ جب اس سے تارک ہو تو ایسی باتیں کرتی ہر کہ اس
 محبت کی جائے اور جب اسکا کوئی طالب ہوا تو یہ اس سے فرار کرتی ہر پس یہ عجیب ایک فاضل
 عورت کا طریقہ رکھتی ہر کہ جب اس سے محبت کی تو وہ فرار کرنے لگی جب لذت کی تو وہ غنت
 دلانے لگی وہی اسکا طریقہ ہر جب اس سے بھاگے تو یہ چھپا کرتی ہر جب طالب ہو تو یہ بھاگتی
 ہر پس یہ بہت بڑا اسکو ترک کرے اسکے حاصل کرنے میں کوئی نفع نہیں ہر بلکہ نقصان ہر اور
 ترک کرنے میں ہر طرح کا نفع ہر کہ خدا ملتا ہر مرتبہ اعمال کو پہونچتا ہر شکستہ کی اس تقریر سے
 صا جعفران کا یہ حال ہوا کہ جینیں مار مار کر دہانے لگے مثل ابر بہار کے دیدہ نگہی سے آنسو
 جاری ہو گئے دنیا و اہل و دنیا کی طرف سے بالکل دل پھر گیا اوس درویش کی طرف نہ بکھر فرمایا
 کہ اے شاہ صاحب مجھ کو اب طریقہ درویشی تسلیم فرمائیے اور دین گدائی مرحمت فرمائیے میں نے
 اس دنیا کو ترک کیا کسی گوشہ میں بیٹھ کر اپنی زندگی بسر کرنا کیونکہ بقول ان لوگوں کے یہ دنیا
 نہایت فریب باز اور مشکل ہے میں نے بہت بڑے گناہ کیے ہیں کسی گوشہ میں بیٹھ کر اونکے عفو
 ہونے کی دعا کروں اس دنیا کے حاصل کرنے کے لئے میں نے ہزاروں بندگان خدا کو
 بے گناہ قتل کیا اور سب کا خون میرے سر پر ہر یہ تقریر صا جعفران کرتے جاتے ہیں اور
 لباس جسم سے اوتار دیتے جاتے ہیں خا صہ یہ کہ ایک کرتہ اور زیر جامہ تو رہنے دیا جسم میں باقی
 سب لباس دور کیا مع اسلحہ و لوح باز بانے صا جعفران کے اب جو اون تصویروں کی طرف
 دیکھا تو یہ نہ بڑھا کہ سبکی آنکھوں سے مثل باران کے آنسو جاری ہیں صا جعفران نے درویشی
 سے فرمایا کہ صبا ایک کرتہ اور ایک نعمت مرحمت فرمائیے اور ایک بوریہ کہ میں کسی گوشہ میں اسکو
 چھپا کے بیٹھ رہوں اور اپنا پیالہ مجھ کو پلائیے میں آپکا پیلہ ہوتا ہوں اور دنیا کو ترک کرتا ہوں
 واقعی نہ زرو مال کام آئے گناہ اولاد میں اس مال دینا اور زرو جو ہر سے ہوا سے کفن اور تھوڑی کا

زمین کے اور کیا بچاؤ لگاؤ اور لاد ساتھ دیکھیں نہ اس سب بعد برسے باہم حصہ بانٹ کر لین گئے
یہی تو نہ ہوگا کہ کوئی میری تیر پر قرین خوان لو کر رکھے یا انھوں دن فاکھ چڑھتے گوارا نہ یا
دو پھول چڑھا جائے یا ایک شمع روشن کر جائے سب دوسری فکر میں ہوئے کوئی خبر نہ لیگا
اس سے کیا فائدہ کہ میں اور دن کے لئے اس قدر حسرت گوارا کروں امر شاہ صاحب سواست
اپنے اعمال کے کوئی قبر میں ساتھ نہ لگاؤ نہ فکر کیوں نہ کروں کہ اعمال درست ہوں اور وہ پتہ کیوں
نہ حاصل کروں کہ جو میرا ساتھ دے جو صاحب قرین نہ بنے یا شاہ صاحب سنے جو اب دیا گیا
صاحب قران بھی اپنا زمانہ نہیں ہوا آپ سے فقیر ہی نہ جو سنا کی آپ جہاد کیجئے اپنے لشکر
میں تشریف لے جائے وہاں سب کو آپ کا انتظار روا سب آپ کے مشتاق ہیں یا صاحب قران آپ
مازمین کے عشق میں مبتلا تھے اور یہ آپ کی عاشق و شہید ہو آپ اس سے عقد فرما بیت پیش
براحت بسر فرمائیے آپ سے درویش نہ ہو سکے گی آپ کیوں اس قدر سچے ہوئے ہیں ملاحظہ
تو فرمائیے کہ آپ کی محبت میں ایک شخص ہلاک ہوتا ہو صاحب قران سے فرمایا کہ میں سے عشق و عاشقی
سے ہاتھ اوٹھایا میں کیا جانوں کہ کس خن کسے کہنے ہیں اور عشق کسے کہنے ہیں میں نہ عقد کروں گا
نہ نکاح میں سب چیزوں سے دست بردار ہوں دنیا کو میں نے ترک کیا دنیا پر نعمت کی دنیا کو ہلاک
فرمایا میں نہ جانوں گا ضرور درویشی اختیار کروں گا درویشی نے کہا کہ یہ ماز میں جو ہلاک ہو جائیگی
صاحب قران سے فرمایا کہ مر جائے کیا یہ قبر میں میرا ساتھ دے گی یہ بھی تو نہ ہوگا کہ حب میں مر جاؤں
تو میرے سوک میں قبر پر بیٹھے یہی ہوگا کہ یہ سے مرنے کے دوسرے دن اسکی فکر ہوگی کہ کہیں اور
عقد کروں یہ میں کیا کروں عقد کر کے اپنی بقیہ کیوں نہ درست کروں میں ضرور درویشی
اختیار کروں گا آپ بھلو طریقہ درویشی تبسم فرمائیے میرا دل باطل دنیا کی طاف سے بھر گیا ہے میں
فقیر ہو کر کسی گوشہ میں بیٹھوں گا درویشی نے کہا کہ یا صاحب قران یہ کیا خیال ہے دل میں آپ نے
جہاد کیا اسکو نکالیں درویشی سے سخت چیز یہ نہیں آپ سے ہوگی میں نفس کشتی کرنا پڑتی
ہو آپ سے نفس کشتی نہ ہوگی صاحب قران سے ہمارے جزم میں سے عقد کر لیا ہوا اور دنیا کو ترک
کیا ہے یہ کہہ کر اس ماز میں کل طرف دیکھ کر کہا کہ دل نہ کرنا دنیا پر دنیا میں تمہارے دوست
ہوں بلکہ میری محبت سے باز آؤ اور یہی طرف دل نہ کرنا میں سے ملے نہ کہ اور دنیا پر دنیا کی

مین تارک جہان ہوا فقیری میں نے اختیار کی یہ شکے وہ نازین روتے مگی اوہ صاحبقران نے
 کرتے بھی جسم سے دور کیا اور کہا کہ اور دلش ایک سمت حرمت کر میں فقیر ہو گیا میں نے دنیا کو ترک
 کیا اور گوشہ غزلت کو اختیار کیا اور دنیا کی طرف سے میں نے منہ پھیرا اور دنیا و اہل دنیا پر لعنت کی راہی
 کتا ہر کہ جب یہ کلر صہ جعفران نے فرمائے تو وہ نازین روتے مگی بلکہ وہ درویش بھی صاحبقران
 کی تویہ حالت تھی کہ روتے جاتے ہیں ہر طرف دیکھتے جاتے ہیں یکا یک ایک طرف سے آواز آئی کہ
 حمزہ صاحبقران ذرا ادھر بھی دیکھو اور ان کی تقریر کے خوش ہو چکے مجھ سے بھی دو بائین میں لو اور
 مجھ سے کچھ کلام کرو پھر تم کو اختیار ہو چاہے فقیری اختیار کرنا چاہے دنیا کو ترک کرنا صاحبقران نے
 پلٹ کر دیکھا تو ملا خطہ فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ پر بندہ چاہے پیا ہوئی جب صاحبقران نے اوہ کو دیکھا
 آواز آئی کہ اسی مجاہد راہ خدا و امی رہبر راہ اسلام سلام علیک صاحبقران نے جواب سلام دیا اب پڑھیں
 نے فرمایا کہ کیوں حمزہ صاحبقران کیا قصد ہو یہ کس لیے تم نے ترک لباس کیا اور کس لیے تم فقیر ہوئے ہو
 کیا فقیری راہ خدا میں جہاد کرنے سے بہتر اور انبہ ہو یہ وہ کام ہے کہ جس سے خدا خوش ہوتا ہے تم نے اس
 کام سے منہ پھیرا ہے کہ جو خوشنودی خدا کا کام ہو اور کو ترک کرتے ہو ایسا نہ کہ خدا تمہاری اس حرکت سے
 ناخوش ہو لو پھر کسی قسم کا عذاب نازل کرے کیا تم بھول گئے اور واقعہ کو کہ جبکہ ملکہ حشر لگا رہا وہ
 شہر اپنے قضا کی تم کو ملکی قبر پر فقیر نہ کر بیٹھے تھے اور تم نے ان دونوں کے غم و الم میں دنیا کو ترک کیا تھا
 اور راہ خدا میں جو جہاد کرتے تھے اور کو ترک کیا اور کفار کشتی سے نہ سوڑا کہ اور کی تم کو نہ اہل تم حقین
 پر کھینچے گئے کہا کہ زحمات میں کو ہو میں کیا کیا تکلیف میں تم نے یا میں تمہارے دانت باندھ گئے جینے کی
 کھال بہرہ چر حالی گئی جب تک کہ تم نے نہ کی اور اس کے اقرار کیا کہ اب مجھ سے ایسی حرکت نہ ہوگی میں
 راہ خدا میں جہاد کرونگا کہ جس وقت اس کام سے منہ پھیر دنگا جب تم کو اس سزا سے سزا دے
 اور تکلیفیں پہنچے ہو میں یہ اسی ام کی سزا تھی جو کہ تم نے حرکت کی تھی اور حمزہ جہاد فقیری سے
 جواب پھر تم اس امر کے ترکسب ہوتے ہو پھر کسین اوس عذاب میں نہ مبتلا ہو اور اوس قسم
 کی سزا نہ ملی از حمزہ ان تصویروں کے کہنے پہ نہ جاؤ یہ سب تصویریں کا غذ کی ہیں سوا س میرے
 میں اصلی ہوں یہ سب تم کو دھوکا دیتی ہیں دیکھو اس حرکت سے باز آؤ اور اپنے کام میں مصروف
 ہو اور جہاد کو ترک نہ کرو دیکھو برا کرتے ہو اور ان تو کسی کے دلوں کو گمانا اپنا نہیں ہوتا ہے اگر تم مارنا

ہو گئے تو یہ نازنین ہلاک ہو جائیگی کیونکہ یہ فقہار سے اور پر عا سنت رہی یہ امر خدا کو ناگوار ہو گا کہ جس نے
نے میری ایک بندگی کی جان لی اسکا خون ناحق تمھارے سر پر ہو گا یہاں سے جاؤ جہاں نہ ضرورت
مقام طلسم ہوا۔ کا نام مرقعہ عجائب و دفتر تصویر گویاں ہر قسم خیال کو جو کہمے اسے اپنے دل میں بخوبی
دل سے برطرف کرو اور اس نازنین کے ساتھ محض کرد اسکی اسٹپ واصل سے سنا و کام کرو اور اس
و لگو خوش کرو اور اس کے دل کو جاؤ بارہ دوری میں بزم عشرت آراستہ کرد عیش و عشرت سے کمر بستہ
شب بسر کیا کرو دن کو راہ خدا بن جاؤ کیا کرو ویکھو میرے کشمکشوں کو ویکھو اس سے
باز آؤ جب تصویر بزرگ چھرنے اس موصوفے سے جہتہ ان سے بیان کیا تھا جہاں سے کایہ عالم ہو گا کہ
خیال برطرف ہوا اور وہ جو اثر تشریف تصویر سے نہ رہا وہ ہے یہاں اہل تہذیب و ادب اور فقر و غنا پر
ایک دل پر اثر ہوا کہ صاحب قرآن نے کہا میں لیا اور کہا آپ سب سے فرمایا۔ یہی واقعہ ہے
خیال نہ کیا کہ میں یہ کیا حرکت کرتا ہوں ان تصویروں نے جو یہ قدرتی میرے دل پر اور ان اثر نے
اثر کیا وینا سے لغزت ہو گئی مگر آپ نے فرمایا کہ ہاں کہ مجھ کو میں حرکت باز رکھ اور مجھ کو
بچھایا جہاں آپ نے اس قدر مہربانی فرمائی ہو اور اس قدر مہربانی فرمائی ہے میرا مقدر ان نازنین
اس کے بعد اور یہ میرے آپ کا کلمہ تھیک ہوئی بزرگ چھرنے سے جواب دیا کہ تم تیار رہو یہی میں بزم عشرت
آراستہ کر رہی ہوں شکیا اگر فقہار اعلیٰ پروردگار کا نام نازنین کے وصل سے سنا و کام ہونا تھا تو ان
نے فرمایا کہ بست خوب یہ کلمہ اس نازنین سے کہ کہ یہ وہ دوری میں بزم عشرت سے پاکر میں اسے
میں یہاں ٹھہرون گا ایسا نہ ہو کہ یہ تصویر میں بھی وہ تھا کہ میں کہنے سے سب سے بڑا ہے
امر کا ترکیب ہوں کہ جو کہ خدا کی خوش خدای کے خلاف ہو جس کے سبب سے میں موروں اسے ہوں
خداوند کریم خواجہ بزرگ چھرنے کا بعد کرے کہ جنہوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں چاہے امر نازیبا سے باز رہے
میں بست ممنون اور شکر ہوا بارہ دوری میں جلو بزم عشرت سے راستہ کرو شکیا خواجہ ملا مست
تسلیت رائے نورانی میں اس کے اوپر نازنین نے لکھا کہ بست خوب مگر صاحب قرآن نے
محو ہیں کہ نہ تو باندھے صاحب قرآن واثا صاحب قرآن کا خیال نہ لو جو کہ خیال نہ تھے کہ
اب ایسے خوش ہو گئے ہیں کہ لباس تو پہن لیا کر ان چیزوں کا بعد خیال نہ کیا پس دنیا میں
صاحب قرآن کو یکہ دوسری بارہ دوری میں آئی صاحب قرآن کو لاکر سنہ پر بٹھا دیا اور حکم دیا

کہ بزم عشرت آراستی جائے پس فوراً بزم عشرت آراستی کی کئی چراغان کیا گیا شراب
 و کباب کی کشتی لاکر سامنے رکھی گئی اوس نازنین نے تبدیل لباس کیا شل غروس شب اول
 کے آراستہ ہو کر باس صاحبقران کے آئی اور پہلو میں آکر صاحبقران کے پیچھے صاحبقران نے
 کشتی کھینچ کے بام پر بیز کیا اور بھر کر اوس نازنین کو دیا اوس نازنین نے وہ جام لیکر ہاتھ
 سے صاحبقران کے پی لیا اوس نازنین نے دوسرا جام لبریز کر کے صاحبقران کو دیا صاحبقران
 ایسے مہو تھے کہ جام شراب اوس کے ہاتھ سے لیکر ناجرہ کر کے پی گئے اب دوسرا شراب چلتے لگا
 جام اگر دوش میں آیا صاحبقران بہت تازہ رہا ہیں کہ خواجہ بزرگ تشریف لائیں اور عقیدہ نصین
 بعد عقیدے ہیں اس سے ہم بہتر ہوں اسکے دل سے اس نے دل کو نہ دیکھ کر صاحبقران
 کی نگاہ میں بارغ کی طرف لگی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے دیکھ کر نواچے بزرگ چاہے پیسے
 نہ ہوئے ہمارے سب سے پر حریب ہاتھ میں تیس ہزار روپے ہوئے تشریف لے گئے ہیں صاحبقران
 نے بزرگ پر کواٹے ہوئے دیکھا براے انجیم اور ٹھوکرے ہوئے استقبالیہ کر کے ہاتھ بارہ دیکھا
 میں سند پر لا کر بٹھا دیا اور آپ ساتھ بیٹھے وہ درویش بھی بیٹھا ہوا تھا پھر بزرگ پھر نے
 صاحبقران سے وہی کلام کہنے صاحبقران نے بزرگ چہرہ کی تقریر سن کر فرمایا کہ میں نے آپ کے
 کہنے پر عمل کیا اب آپ میرا عقد پڑھئے بزرگ پھر نے صاحبقران کا عقد اوس نازنین کے
 ہمراہ پڑھا جب عقد سے فراغت ہوئی بزرگ پھر نے فرمایا کہ میں نصت ہوتا ہوں صاحبقران
 نے فرمایا کہ دل تو نہیں چاہتا جو کہ میں یہ کہوں کہ آپ تشریف لے جائیں مگر انکسیت کے خیال
 سے میں نہیں کر سکتا ہوں کیونکہ رات قریب پر پھر کے آچکی ہوں اونی بیان کرتا ہوں کہ خواجہ بزرگ
 صاحبقران سے نصت ہو کر بارہ درمی سے چلتے جب خواجہ بزرگ پھر چلے گئے پھر دور
 شہاب چلنے لگا اب صحبت خلیہ برپا ہوئی وہ درویش بھی صاحبقران سے نصت ہو کر
 ایسا کر رہا میں یہ کہ آرام پذیر ہوئے جب سب لوگ چلے گئے بارہ درمی میں ایک سہری طلالی
 لگی ہوئی تھی پس صاحبقران اوس نازنین کا ہاتھ پکڑ کے سہری پر تشریف لائے اب اوس
 مختلط ہوئے بعد جب صاحبقران دوسرے قصد سے اٹھے صاحبقران کی جو نظر اوس
 نازنین پر پڑی دیکھا کہ وہ بیوش پڑی تھا اور چہرہ اوس کا زرد ہوا ہوا بیسہ جاری ہو صاحبقران

خاموش ہو رہی تھی تنہائی اور بیکسی پر انہیں سو س کرنے لگے یکا یک صاحبقران کی نگاہ زمین پر جو
پڑی دیکھا صاحبقران نے پانی چاروں طرف مسہری کے ہوا اور بڑھتا جاتا ہوا پھیلتا جاتا ہوا
صاحبقران نے خیال دیا کہ جب تک تم اس مسہری پر بیٹھے رہو گے یہ پانی اسی طرز سے طغیالی
کر لیا بہتر یہ ہے کہ کوہ مسہری پر سے الگ ہو جاؤ اگر مسہری پر بیٹھے رہو گے تو یہ ہو گا کہ یہ پانی لنیان
کر کے شکوہ ڈبو دیکھا یہ خیال دل میں کر کے اب صاحبقران مسہری پر کھڑے ہوئے اور جست
کر کے اس قصد سے کودے کہ اس پانی کو پھاند جاؤں اور بارہوری سے باہر نکلون جیسے ہی صاحبقران
نے جست کی اس خیال سے کہ فرش پر کودوں پس صاحبقران فرش پر تو نہیں گرے اس پانی میں
گرے گرتے ہی غرق ہو گئے نہ وہاں زمین تھی نہ فرش تھا دریا سے نہ تھا تھا صاحبقران اوسین
غرق ہو گئے صاحبقران کو پانی سے تھا پانی دشوار تھی اب جو صاحبقران غوطہ کھا کر اوپر سے
آنکھ کھول کر جو دیکھا تو نہ وہ بارہوری ہی نہ وہ باغ ہی نہ وہ صحرا ہے زعفران زار ہے بین ایک دریا میں
چرا ہوا ہوں ہا تو یادوں پانی میں مارنے لگے پھر غوطہ کھالے لگے صاحبقران حیران ہوئے کہ کچھ اس
دریا سے نکلون حد حوا نکھو اوٹھا کر دیکھا سواے پانی کے کوئی شے نظر نہ آئی اس دریا کا کنارہ عدم
سے ملا ہوا تھا صاحبقران اوس دریا سے نہ غار نہ پیدا کنارہ کو دیکھا اور اپنے کو اوسین غوطہ کھاتے
ہوئے دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور چاروں طرف نگاہ اوٹھا کر دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہے
کہ صاحبقران کو اوس پانی سے پناہ پانی دشوار ہوئی صاحبقران شنواری کرنے لگے مگر یہ عالم
تھا کہ غوطہ کھانے لگے ہر مہر تہ غوطہ کھالے میں اور او بھرتے ہیں اب صاحبقران نے جو نگاہ
اوٹھا کر دیکھا تو اوس درویش کو کنارے اوس دریا کے کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا ہنس رہا ہے اور
پتھر کر کہ رہا ہے کہ کیوں او طلسم کشا تو نے طلسم کشائی کی سزا پائی بہت خوش تھا دینا سو سن
اعظم کونج کر کے اور روح پائے دیکھو روح تیرے پاس موجود ہے اور دسپ اثاثہ صاحبقرانی
ذرا اسم اعظم یاد تو کر کہ یاد ہوا طلسم کشا نگاہ ہو منم ضیر جادو و حاکم در بند مستر بہ و در بند
تو ویر گویاں و مرقع عجائب میرے ہاتھ سے اب بچا کہان جائیگا تیری قضا اس مقام پر
تھی نہ تھکا تھکا کر بیان لائی تھی بہت دوست یار تھا کیسا دھوکا کھایا دیکھو یوں لیتے ہیں
یوں دھوکا دیتے ہیں یوں اسیر کرتے ہیں اب بھی طلسم کشائی سے باز آؤں اسلام کو

اور شنگال کی طاقت کر تو تیری زندگی جو در نہ اسی دریا میں غوطے دیکر مڑاؤنگا صاحب جفران
نے اسکی لٹری پر شنگے فرمایا کہ اونا بکار کیا کروں کہ مجبور ہوں در نہ اس لٹری کی تھکوں ضرور سے اوتیا
ایک ضرب شمشیر میں تیرا کام تمام کرتا کیا کروں کہ ناچار ہوں یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ میں ترک اسلام
کروں اگر خبر مریدہ مروں اور پھر زندہ ہوں مگر میں اس امر سے باز نہ آؤں اس طلمس کو ضرور فتح
کروں اگر میرا خدا برحق ہے اور میں اس طلمس کا فاتح ہوں تو ضرور زندہ ہوں گا اگر میری قضا ہے تو
میں مجبور ہوں یہ جو صاحب جفران نے فرمایا میں ہر جا دوں نے جواب دیا کہ اسے تیری رہائی غی ممکن ہے
اب تو اس دریا سے فنا سے رہاں نہ پائیں گے اسی میں رطب کرم جائیگا صاحب جفران نے فرمایا کہ
تیری کیا لیاقت ہے جو تو مجھ کو قتل کر سکے یا یہ دریا ہوں حکم خدا کے نطق کر سکے تو سن نہیں
سننا ہو کہ بدن حکم خدا کے پتہ تک حرکت نہیں کرنا ہو وں اس کے حکم کے کوئی شین قتل کر سکتا
اگر میری قضا اسکی رات سے نہیں ہے تو تیری کب بابت ہے جو تو مجھے قتل کر سکے تو بہرہ جسم
کا ایک بال تک نہیں کم کر سکتا ہے اگر اسکا حکم نہیں ہے تو تو کیا قتل کر گیا بقول شاعر رشو الریتخ
مالہ حبیدز جاسے وہ نہ ترو گے تاہنوا ہر خدا سے بہ الزام عالم ایک نہ جائے اور میرے قتل
کی فکر کرے تو بھی بدن اس کے حکم کے مجھ کو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہر جا رہے تو تمام عالم
ایک ہو کر اس امر کی کوشش کرے کہ میں نہ مروں تو میں زندہ نہیں رہ سکتا ہوں جو یہ ان جا
وہ کہتے موجود ہوں یہ جو صاحب جفران نے فرمایا میں ہر جا دوں نے کہا کہ میں یوں تھکوں کہ ان کو
کروں کہ وہ بکرم کے کسی قسم کی اذیت نہ ہوئے ہوں کیونکہ قتل نہ کروں کہ یہ سب
پر مہمان ہوا رہا بیان دریا کو مرشس نے اور مجھ کو رحم نہ آئے تیرے گوشت کے کہ اب کھا کر
کھاؤنگا اور سب سالکان در نہ ہر کو کھلاؤنگا بادشاہ طلمس شنگال و نیز سالکان طلمس بھست خوش
ہوئے ان پر میرا حبان ہو گا مجھ کو بھست سچا غار میں صاحب جفران نے فرمایا کہ یہ کھاروئے
کہا کہ ایک بچہ پیدا ہوا وہ صاحب جفران کی کمر میں تھا وہ صاحب جفران کو دس دانی شنگال کر
باہر لایا میں ہر جا دوں کے پاس لاکر صاحب جفران کو دین پر رکھ دیا وہ نے فرمایا کہ تمام جسم پر
صاحب جفران کے قید سحر قائم ہوئی تمام جسم صاحب جفران میں ارد و دم پست نے سنے سنے
سحر تیار کیا ادھر صاحب جفران کو ڈاکر اور سحر کر کے صاحب جفران کو بیاد و تیرے رہا ہوا

یہاں اسکا بھائی بے لیلیہ جادو حکومت کر پاتھا یہاں اگر پوچھا سب اسکو دیکھ کر خوش ہو گئے
 راستے کہا کہ تم سبکو مبارک ہو کہ میں نے طلسم کشا کو اسیر کر لیا یہ کہہ کر سبکو دکھایا کہ دیکھو طلسم کشا
 موجود ہے صاحبقران کو اون سبکو دکھایا سب صاحبقران کو دیکھ کر خوش ہو گئے منیر جادو
 کی توثیق کرنے کے اور عرض کیا کہ آپ نے کیونکر طلسم کشا کو اسیر کیا منیر جادو نے بیان کیا کہ
 تم سب اکٹاد ہو کہ میں جو تم سے رخصت ہو کر گیا تو ایک صحرا میں قریب گنبد تصویر گویان و مقبرہ
 عجائب کے پہونچا وہاں ٹھہر کر میں نے دریافت کیا کہ اسوقت طلسم کشا کہاں ہے اور کس
 شغل میں ہے سحر سے معلوم ہوا کہ طلسم کشا یکہ و تنہا برائے شکار فلان جنگل میں آیا ہوا ہے میں نے
 اسوقت اپنے شاگرد غلمہ جادو کو ہرن بنا کر اس جنگل کی طرف روانہ کیا اور اسنے کمدیا کہ تو طلسم کشا
 کو لٹا کر بیان لے آؤ داد و حر کو روانہ ہوا یہاں میں نے سحر کر کے اس صحرا کو زعفران زار بنایا جو شکار
 تندرہ زرد تھی چنانچہ میں نے ایک جنگل چھوڑا اسو اس صحرا میں بنایا اور ایک جنگل اس جنگل سے فاصلہ
 پر سحر سے بنایا اور میں دو چلیاں سحر کی مثل نماز میں ان جہان کے بنا کر رکھیں انکو تعلیم کر دیا کہ
 جب صاحبقران اس طرف آئیں تو تم میں سے ایک نکل کر صاحبقران کو دیکھ کر یہ شعر پڑھو اور
 یہ کہے کہ میں عاشق ہوں ایک کو ملکہ بنایا اور سکا نام ملکہ زعفران زار سحر ساز رکھا اور ایک کو
 وزیر زادی مقرر کیا اسکو تعلیم کیا کہ یہ تقریر کرنا میں حمزہ کو لگا کر بیان لاؤ لگا منیر جادو نے
 وہ سب تقریرا دن کے دو برو بیان کی جو کہ اس تہی سحر نے صاحبقران سے کی تھی اور اون کے
 کمدیا تھا کہ تم حمزہ کو لگا کر گنبد تصویر گویان میں لے جانا پس میں فقیر بنکر بیٹھا یہاں تک
 کہ غلمہ جادو حمزہ کو لگا کر وہاں لایا میں نے حمزہ سے یہ تقریر کی حمزہ مستفہم ہوا ہو گیا میں نے
 حمزہ کو وہ ہرن دکھایا کہ جسکے تعاقب میں آپ یہاں آئے ہیں یہ ہرن موجود ہے حمزہ کو اوسکے
 حال پر رحم آیا اسکو حمزہ نے رہا کر دیا میں نے غلمہ جادو سے کمدیا تھا کہ تم انکو جا کر خبر کر دینا
 کہ من حمزہ کو لیکر آیا ہوں وہ رہا ہو کر گیا اور اسنے جا کر خبر کر دی میری اور حمزہ کی یہاں باتیں
 ہونے لگیں منیر جادو نے سب تقریر اپنی اور صاحبقران کی جو کہ صاحبقران سے کی تھی اون
 کے دو برو بیان کی اور کہا کہ میں حمزہ کو لگا کر وہاں لیگیا ہوں جب میری فمائش کے اون دونوں
 ہر دونوں نے نکل کر یہ تقریر حمزہ سے کی حمزہ سے اور جو اون نماز میں ان سے تقریر ہوئی تھی جو کہ

اگر اس کے لیے خواہوں کہ وہ جو جائے اور وہ اگر سگور یا کر لیا میں میسر جاوے جو اسے چاہے یا کہ نہ لوگ پکار
 نکال رہے ہیں کہ اس کے انتشار کروں میں اس کو میرے طلمسہ لیا کے در بند کے باقیہ نقل کروں گا
 ایک نامہ شکل جادو کو تحریر کرتا ہوں اس کا مضمون یہ ہوگا کہ میں نے طلمسہ کشا کو اسیر کر لیا ہے
 اور میرے پاس قید ہے اور اس کی نسبت کیا حکم ہے یہی لوح وغیرہ میرے پاس موجود ہے اگر ایشاد ہو تو میں طلمسہ کشا
 کو قید خانہ میں پھانسیوں آپ سے قتل کر دوں یا اگر اس کا حکم ہو تو میں اسی مقام پر بیرون و رہنمائی کروں
 اب اس کے زندہ رکھنا چھوڑنا نہیں چاہتا اس کا ایک حکم ہو اور اس پر عمل کیا جائے تو وہ مجھ سے کہنا کہ
 راستہ کی بہت ٹھیک ہے پس اس وقت میسر جاوے اسے اسی مضمون کا نامہ تمام شکل بادشاہ
 طلمسہ کے تشریح کے بارے میں سے وہ کہہ کر ایک نفس نکال کر جہا جفران کروں میں قید کیا
 اور اس کے درمیں بیاتے رکھا میں کہہ پر تکرار کیا کہ وہ دوم ہو گیا یہ چند بہت کر کے نہ اس کے
 میں آیا براستہ و آرام لبر کر کے نکالنے تمام درمید میں شادی کرادی کہ کل ہم بیرون و رہنمائی طلمسہ
 کو قتل کرینگے سب طلمسہ کشا کے نفس کا چکر نماشتادیکھیں یہ جو شادی ہو گئی ہے بہت ہی پر یا ہوتا
 رات میں بیان کرتا ہے کہ بیان تو قتل صا جفران کا سان ہو یا ہو اور وہ دہ طماثر نامہ لیکر اڈا تو درمل
 طلمسہ ہوا شکل کا دریا میں بھیجا ہوا تھا سب سے دریا میں دربارت طلمسہ کشا کا ذکر ہو یا تھا کہ ولوم
 اب طلمسہ کشا کہان پر کہ یہ طماثر ہو چکا اسے نامہ اقرین شکل کے دریا شکل سے وہ نامہ کہو نذر
 اس کا جیسے یہ نامہ کے مضمون پر نگاہ ڈی اور چل پڑا فطر خوشی ست چہرہ اس کے انرا سے
 مال ہو گیا پس اسے نگہ ہو گیا پھولوں نہ ملتا تھا ایک مرتبہ لیکر اڈا تھا کہ وہ اہل دربار میں کہہ ہو چکا اور
 اسے لاکھ کشا کو اسیر کر لیا ہو گیا کہ اگر حکم ہو تو میں طلمسہ کشا کی قید لیکر حاضر خدمت ہوں آپ خود
 نفس کر میں ورنہ مجھ کو حکم فرمائیے کہ میں بیرون و رہنمائی کروں اور اس کا قید رکھنا چھوڑنا
 یہ نامہ ہو کر اس کے خیر خواہ اس حال سے اچھا ہو جائیں نہ پھر شری خرابی ہو پس میں اس کو بھیجے
 بھیجتا ہوں کہ بیان لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہر تم خود اس کو بیرون و رہنمائی کر قتل کر دے
 اس کا سر اور لوح لیکر بیان تو میں لوح کو پوشیدہ کر دوں اور شین خوشی کروں کیوں بھائیوں
 صخر جادو سے بڑا حکم کا تم سبکی جان بچائی ارستہ ہم سب پر احسان کیا اوں سب سے جواب
 کروا قی وہ سب کا کیا کر چکا ہے کہ یہ ادا نہیں چکنا ہی اور ہم سب تمام عمر اس کے بار احسان سے سبکدوش

[illegible]

فراغت کر کے اپنے اپنے غیموں سے نکلے خواجہ اپنے غیم سے براہ ہوئے سرور و دل کے
 کہا کہ خواجہ فرمائیے کیا قصد ہے خواجہ نے فرمایا کہ میں راستے تلاش جاتا ہوں اور سب نے
 عرض کیا کہ ہم بھی چلتے ہیں یہ سننے خواجہ نے کہا کہ بسم اللہ تشریف لے چلے خواجہ اپنے شاگرد
 مارنے ہونٹ طرفت اوس صحر کے چلے کہ حد صحر جعفران براہ شکر تشریف لے گئے تھے یہاں
 اور سدن براہے تھیں صحر جعفران چلے ہیں کہ جسدن صحر جعفران کو صحر جادو نے لپکا کر
 قید کیا ہے اور نامہ شکر کالی کو خیر کیا ہے اور سامان قتل کے درست ہونے کا حکم ہے صحر جعفران تو
 وہاں قید ہیں اور اوروں کو خواجہ و سرور ہا سے تلاش نکلے ہیں خد صحر یہ کہ وہ سرور اور خواجہ اوس مقام پر
 آئے کہ جہان صحر جعفران نے آ کر قیام فرمایا تھا اور ایک چھوٹا سا خیمہ وہاں برپا تھا اونہیں جہاں
 شاگرد پیشہ مقیم تھے اونکا حال ملائے فرمایا کہ جب صحر جعفران اوس جہاں کے عقب میں مرکب کو
 ہمہ کر کے روانہ ہوئے تھوڑی دور تک تو یہ لوگ متبہین گئے جسدن قتل کے تورہ گئے اور تھیں
 کرتے گئے کہ صحر جعفران اوس جہاں کو قتل کر کے اور شکر کر کے واپس نہینگے وہ رگہ شام تک
 انتظار کرتے رہے صحر جعفران واپس آئے انھوں نے بڑے غصہ تک اوس قتل میں تلاش
 کیا مگر یہ خیرین جلا جب صحر جعفران نے تو وہ لوگ اوس مقام پر واپس چپے آئے اور ذکر کرنے
 لے کہ اب کیا تدبیر کریں اور کہاں صحر جعفران کو تلاش کریں صحر جعفران کہہ عروس ہوں سے
 انا قسب میں لشریف لے گئے ہیں یہ لوگ اسی فکر میں رات بھر مبتلا رہتے جب صبح ہوئی تو پھر تلاش
 کو نیٹے تمام صحر اچھاں مارا لیکن صحر جعفران کا پتہ نہ ملا آخر کو تھک کر وہ لوگ آ کر رستہ خیال
 آ کر رہے تھے کہ جا کر شکر میں خبر کریں تاکہ اور سرور و خواجہ براہے تلاش کی طرفت روانہ ہوں یہ
 انکار کر رہے تھے کہ خواجہ و سرور جو شکر سے چلے تھے یہاں آ کر پوچھئے اور خواجہ و سرور جہاں
 آ کر اودن و گون سے دریافت کیا کہ صحر جعفران کہاں ہیں انھوں نے بتایا کہ وہ جہاں میں ہیں
 ہم کیا بیان کریں کہ صحر جعفران کہاں ہیں خواجہ نے کہا کہ کچھ تو بیان کر دینا ورنہ میں نے عرض
 کیا کہ میں بعد شکار پرندوں کے صحر جعفران مصر و شکار پرند ہونٹ ایک مقام پر بہت
 سے ہوں تھے اوپر مرکب کو ہمیں کیا اونہیں ایک بہت بڑا ہرن سیاہ رنگ تھا صحر جعفران
 سے اسے عقب میں مرکب کو ہمیں زیادہ جست و خیز کرنا ہوا بھاگا جہاں تک ہم سے نہ تھوڑا دیا

ہم نے ساتھ دیا جب ہم سے نہ چلا گیا ہم حاکم کر رہے تھے وہاں جب قزاقوں اور کچھ قسب میں سے کچھ
 کے قسب لے گئے ہم شام تک اسی مقام پر رہے۔ ساتھ ساتھ کچھ کچھ بے عصبانیت نہ تھے۔
 اگلے تو ہم بہت پریشان ہوئے۔ خدائے حق یہ کہ دوپہر کے بعد ہم نے وہاں کوئی نشان نہ دیکھا
 پتہ نہ ملا تو ہم وہاں سے واپس آئے۔ رات کو جب ہم نے سوئے تو کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کوٹھے اس وقت تک تلاش کیا لیکن کہیں نہ ملے۔ آخر میں ہم نے ایک کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ نے سنا کہ ان کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کہ ہر تلاش کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 اسیر کر لیا۔ کس پر عاشق ہو گئے کیونکہ یہ لوگ نہایت ہی بہادر اور شجاع تھے۔ انہوں نے
 ہمیں یہ خبر دی کہ وہاں اب تو کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کہ ہم اسی سبب سے متحیر ہوئے کہ انہوں نے یہ خبر دی کہ وہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 انہیں زیادہ اصرار نہ کر سکے۔ خاموش ہو رہے۔ جب انہوں نے یہ خبر دی کہ وہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 لیا تو یہ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 تھیں یہاں سے نہ سس جاتا ہوں اور لوگوں سے کہہ دیتا ہوں کہ وہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 آگیا ہمارے ہاتھوں نے اس وقت کا نشان دیا۔ اور اس وقت کو جسے انہوں نے یاد رکھا کہ
 ہم بھی چاہتے ہیں خواجہ تھوڑے دنوں کے بعد کہ وہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 یہ کہ غریب سرستے وہ ہمراہ خواجہ کے ہمراہ رہا۔ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 انہوں نے یہ دس ہزار کو سین کو غریب سے کہہ دیا۔ انہوں نے یہاں کرتا ہے کہ غریب سے کہہ
 کہ خواجہ کا ساتھ میں دیا۔ انہوں نے یہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 ہمارے ہاتھوں نے نشان سے کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 کے خواجہ اور اس کے ہمراہ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 خود ہاتھوں کے کو قسب لے گئے تھے اور اشتہار دیا کہ وہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 چر رہا تھا اس انتظار میں کہ صاحب قزاق قسب لائے۔ انہوں نے یہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ
 رہا یہاں تک کہ وہ رات اشتہار لے اسی مقام پر رہے۔ انہوں نے یہاں کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ کچھ

جنگل میں پہونچے تو وہاں نشان سم مرکب نہ پائے اب خواجہ نے خیال کیا کہ یہاں تک صاحبقران
تشریف لائے ہوں کیونکہ اس مقام تک نشان سم مرکب پائے جاتے ہیں اب خواجہ صاحبقران
کو اس جنگل میں تلاش کرنے لگے تلاش کرتے کرتے اس مقام پر پہونچے کہ جہاں وہ کوہ تھا کہ
جس پر صاحبقران تشریف لے گئے تھے جب خواجہ اس مقام پر پہونچے تو خواجہ نے اشقر کو چرتے
ہوئے پایا اب خواجہ کے حواس درست ہوئے اور خیال کیا کہ صاحبقران اس صحرائے تشریف
رکھتے ہیں کیونکہ اشقر چر رہا ہو سوائے خواجہ کے کوئی دوسرا سردار نہیں ہو سکتا تھا یہ پہونچ گئے تھے
کہ خواجہ قریب اشقر آئے اور اس سے زبان جنی پوچھا کہ اسے اشقر دیوزاد تیرا کب کہاں تھا
نے سراؤ تھا کہ دیکھا خواجہ کو پایا زبان جنی میں کہا کہ کل صاحبقران اس وقت ایک ہرن کے عقب
میں یہاں آئے تھے وہ ہرن بہت کر کے کوہ کے اس پار چلا گیا پہلے صاحبقران نے قصد فرمایا
کہ مجھ کو ہمیں کرین میں بہت کر کے مع صاحبقران اس پار جاؤں پھر کچھ خیال آیا سیری پشت
پر سے اوترے اور مجھ سے فرمایا کہ تو یہاں ٹھہر میں آہو کو شکار کر کے لاتا ہوں پھر تیری پشت پر سوار
ہو کر شکار کو چلوں گا چنانچہ صاحبقران بالائے کوہ تشریف لے گئے میں یہاں چرتے لگا اور سوقت
ت میں یہاں صاحبقران کا انتظار کر رہا ہوں یہ وقت آگیا صاحبقران نہیں تشریف لائے
چونکہ آقا کا حکم تھا کہ تو یہاں ٹھہر رہنا میں اگر تجھے سوار ہوں گا اس سبب سے میں یہاں ٹھہرا ہوا ہوں
جو اشقر نے بیان کیا خواجہ نے سنے اشقر سے کہا کہ تو نے کیوں اپنے آقا کا ساٹھ چھوڑا
اگر تیرا صاحبقران وہاں کسی وقت میں مبتلا ہو گئے ہوں تو کون تیری پشت پر آکر سوار ہوگا
یا جب صاحبقران نہ آئے تھے تو تو نے ہم لوگوں کو کیوں نہ خبر کی اشقر نے اسی زبان میں
جواب دیا کہ میں کیونکر سوار ہوتا ہوں حکم نہ تھا کہ عدل حکمی کرتا اور کیونکر اب لوگوں کو اس حال
سے آگاہ کرتا کیونکہ یہ خیال تھا کہ شاید آقا جائیں اور مجھ کو پائیں تو راہ کی تکلیف دہاؤں میں پیدل
چلیں جب وہ مجھ سے یہ سوال کریں کہ میں کجگو چھوڑ گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ تو کہیں جانا نہیں تو پھر
تو کہیں بدو نہ میرے حکم کے چلا گیا کہ کجگو پیدل چلنے کی تکلیف دہاؤں پیری پھر میں کیا جواب
دوں گا ایسے ایسے خیال کر کے میں اسی مقام پر ٹھہرا رہا خواجہ نے کہا کہ اگر صاحبقران کسی
آنت میں مبتلا ہو گئے ہوں گے اور کوئی چشم زخم ارنکے دشمنوں کو پہونچا ہو گا تو دیکھنا کہ میں کجگو

کیسی سزا دیتا ہوں تو نے اکیلا صاحبقران کو جانے کیوں دیا کیونکہ تو اگاد ہو کہ اوکے زمانہ مجھ کو ملے
ہو ایک ایک ذرہ خون کا پایا سا ہو جو خواجہ نے کہا اس شق نے جو اب دیا کہ مجھ سے ملے تو ضرور
ہوئی مگر میں بسبب عدول حکمی کے خیال کے ہمراہ نہ جاسکا نہ اولیے کچھ عرض کر سکا ان باتوں
اور تقریر میں شام ہو گئی اتنے عرصہ میں وہ سردار بھی آگئے جو کہ بااثر ہو اپنے وزیر پر اگر کہ
چلے تھے اوٹھوں نے دیکھ کر خواجہ اور اس شق سے باتیں ہو رہی ہیں وہ سب زمین پر
آئے خواجہ سے کہا کہ کہیں یہ صاحبقران کا ملا یہ مرکب تو صاحبقران کا ہوا کا کمان ہیں تو
نے جو اب دیا کہ میں نے جو اس سے دریافت کیا تو وہ بیان کرتا ہے کہ کل سہ پہر کو صاحبقران اس
مقام پر پہنچے تھے کیا یہ بیان شمر نے کا حکم دیکر خود بالا سے کوہ تشریف لے گئے تھے اور دست سے
تشریف نہیں لائے میں اس کے انتشار میں یہاں کھڑا ہوں پس اس قدر پتہ چلا ہو جو کہ راستہ پر
ہو اس سبب سے میں مجبور ہوں درنہ اس وقت بلا سے کوہ جاتا اور تباہی کر تا کہ کیا اس پہاڑ
پر کوئی مکان ہو کسی نازنین کا کہ اس نے صاحبقران کو اپنا مکان کیا یا انوں سا مر رہتا ہے کہ اس کے
اسیر کر لیا خواجہ نے یہ جو کہا ان سرداروں نے عرض کیا کہ ہم کیا عرض کریں اس پہاڑ سے
سردار و زمین پر کی شروع ہو خاص در بند میری کی تو ہو میں مگر اس پہاڑ سے وہ جنگل اور
وہ مقام شروع ہیں جو کہ در بند میری سے قلعہ رکھتے ہیں ہمارے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ کوئی
نہ کوئی بلا صاحبقران پر نازل ہوئی صاحبقران اس پار کو چلے گئے ہیں ساحروں کے ہاتھوں
پر تصویر صاحبقران کھینچی ہوئی ہے اس ساحر نے جو کہ بیان رہتا ہے پہچان لیا ہے اور وہو کا
دیکر لوح وغیرہ لے لی ہے اور صاحبقران کو اسیر کر لیا ہے اگر کسی نازنین سے کہ صاحبقران مکان
ہوتے تو اس وقت تک نہ قیام فرماتے ضرور تشریف لے لاتے اگر یہ نہ ہوتا تو اس شق کو ضرور طلب
فرماتے ضرور کسی جا میں مبتلا ہوتے ہیں خواجہ سلامت اس در بند میں ایک مقام بہت آمنت
ہو اس مکانم مرقع عجائب ہو اسکو در بند و بند تصویر گویاں بھی کہتے ہیں دامن تمام شام
اس وقت مثل حبشہ و صفاک و فریدون وغیرہ کے تصویریں بنی ہوئی ہیں یہاں تک کہ جبکہ
لوگ خدا پرست و غیر خدا پرست اس دنیا کو چھوڑ کر طرٹ عدم کے گئے ہیں سب کی تصویریں
میں آدم سے اس دم تک کی اور وہ تصویریں کلام کرتی ہیں اور تصویریں ان کو دیکھ کر ان کے

ہو جاتا ہے اور اپنے سے خود رفتہ ہوتا ہے اور سکو اپنے تن بدن کا پوشش نہیں رہتا ہے ایسا خود رفتہ
 ہوتا ہے کہ جو چاہے گدوا دسکو خبر تک نہیں ہوتی چاہے او سکو اسیر کر لو چاہے اس کے کیرے اوتارے
 وہ بالکل خبر نہ ہوگا ہکو یہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہوا کہ صاحبقران اس مقام پر پہنچے گئے اور
 اس گنبد کی سیر میں مصروف ہوئے کسی نے اس کو بخود پا کر اسیر کر لیا ہمارے قیاس میں آتا ہے کہ وہ
 ہرن اصلی نہ تھا بلکہ کوئی ساحر تھا وہ لگا کر صاحبقران کو لے گیا اور کسی ساحر کا بھیجا ہوا تھا خدائے
 کما کا انبوج کچھ جو میں کیا گردن اس وقت تو میرے بنائے سے کچھ بچا نہیں رہا تھا میرے کہنے سے
 محکا وہ بھی خوف پیدا ہوا سیاد میں اس وقت جاؤں یہاں کے حالات سے آگاہ نہیں ہوں میں بھی
 کسی بلا میں مبتلا ہو جاؤں تو وہ مثل ہو کہ ایک نشہ دہندہ پھر کون آنے کی میرے لئے حیرت کی فکر ہو گیا
 اس سے بہت پہلے کہ یہ رات تو جس طور سے ہو یہاں بسر کیا ہے صبح کو میں برائے لاسٹر کو وہ جانتا تھا
 جب تک پتہ و نشان نہ ملے گا اس وقت تک واپس نہ آؤں گا آپ لوگ یہاں منتہم رہ چکا کر
 صاحبقران رہا ہوئے تو یہ وہ حیرت انگیز منہ میں مبتلا ہوئے اور اس کی فکر ہو گیا
 اگر متناہی ہو تو میرے پاس ایک سفید مہر ہے اور سکو بچاؤں گا اس مہر میں یہ صدادوں کی بات
 جلد آؤں اور کما کر یہاں صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا ہے تم فوراً آنا اس مہر کی صدا جو اٹھو
 اس کو سناں ہاں آؤں اور انھوں نے کہا کہ اچھا پس یہ صلاح ہو چکی اور صاحبقران نے سنا کہ ایک
 منتہم رہا ہے اس مقام پر پہنچا ہوا وہ سب کے سب اس خیمے میں آؤں گے کہ اتنے غصہ میں وہ
 سرد ہو چکی آگ ہو کہ یہ دل پہلے تھے اور انھوں نے بھی اگر سب حال سنا خواہے نہ تو اس سے بھی
 سب حال و وقوع بیان کیا اور کہا کہ تیرے یہ کرنا کہ میرے مہر کی صدا سنکے تم میں سے وہ پارتو لشکر
 کی طرف جائیں اور وہ لشکر کو ہمراہ لیکر بیان پہنچیں اور کوہ کے اس پار پہنچ کر مع لشکر
 کے مدد کہیں راوی بیان کرتے اور اس دن خواجہ ایسے پریشان ہوئے تھے صاحبقران کے گم
 ہو جانے سے اس کی اصلی صورت پر پہلے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ شب اور سرداروں نے
 اور خواجہ ایسے مقام پر تیرے کوہ بسر کیا تھا کہ سحر ہوئی پس خواجہ نے اپنی صورت تبدیل
 کی آپس میں صورت بنائی یہ سرداروں سے رخصت ہو کر اس کوہ کی طرف پہلے اور سب
 سرداروں کو خوب ساقیہ کر دیا وہ سردار اس مقام پر انتظار آواز مہر میں پہلے ہوئے تھے کہ

اودھ آواز مہرہ آئی اودھ ہر تہ پہلے گنگ روانہ ہونا باہم صلح ہو گئی تھی کہ جس قدر سردار و زمین سے جو کہ
 صاحبین سب کے سب طرف لشکر کے جائیں اور جو کہ غیر صاحبین وہ کوہ کے باہر پر اسے گنگ روانہ ہونی
 ان سب کے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے جو کہ غیر صاحبین پر جو کہ کسی نظام و ور پر مقابلہ ہو
 ہم جب تک وہاں پہنچیں پہنچیں گے وہاں فائدہ ہو جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ سب سردار و غیر
 چلے جائیں چار یہاں رہ جائیں وہ تخت سحر تیار کر کے اوسپر ہم سب کو بیٹھا کے روانہ ہوں براہ گنگ
 اسے پسند آئی پس وہ سردار و لشکر کو جانے والے تھے وہ اس قصد سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ راہ
 صد آئے اودھ ہم طرف لشکر کے روانہ ہوں اور جو کہ اسے گنگ جانے والے تھے وہ مستعد ہو کر
 بیٹھے کہ اودھ صد آئے اودھ ہم ان سردار و کو لیکر روانہ ہوں انکو تو یہاں پہنچا جاتا ہے کہ یہاں
 خواجہ کا تحریر ہوتا ہے کہ خواجہ جو بلا سے کوہ گئے تمام کر دے دیکھا اور صاحبقران کو تلاش کیا
 سوائے سطح کے کچھ نہ پایا نہ اوس کوہ پر کوئی باغ تھا نہ کوئی مکان تھا خواجہ جہاں ہوئے یہاں
 قونہ کوئی بلغ ہر نہ مکان ہر نہ میدان ہر نہ صاحبقران کہاں ہیں کہ ہر گئے کوہ پر آکر خواجہ صاحبقران
 کو تلاش کر رہے تھے کہ خواجہ لے دیکھا کہ ایک کھائی بنی ہوئی ہے خواجہ نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے
 صاحبقران اس راہ سے زیر کوہ چلے گئے ہیں پس خواجہ بھی تلاش صاحبقران نہ کر دے اسے راہ
 راہ سے اب جو خواجہ زیر کوہ آئے خواجہ نے ایک میدان دیکھا کہ کوسوں تک سبزہ سبزہ ہے اور
 سبزہ نار پہ بہا ہے عجیب گلزار صحرایہ طرفت گنگا سے دور و گنگ ہوئے ہیں اور وہی گنگا پہاڑ
 ہوئی ہے کہیں لالہ ما خدا ہے کہیں بیلا میرہا ہے کہیں صنوبر پہ کہیں شمشاد آزاد کہیں بوسہ بہا
 پاؤں سے کھڑا ہوا یاد پروردگار کر رہا ہے ترس و لرز میں یا سن فضا ہے کہ وہاں گنگ
 نیکے ہوئے ہیں سبزہ لک رہا ہے آبپاشی لیسیم سے کوسوں تک سبزہ سبزہ ہے کہ وہاں نہ ہوا ہے نہ پانی و نہ
 سے ہوا ہم طرفت انہما دقت سب کار سبزہ میں ایک ہی چیز تھا کہ انہما دقت سب
 شمشاد پر چھٹی ہوئی حق سہ حق سہ کاهم ہر پہاڑ میں فائدہ ہے کہ کوہ کرتا ہے کہ کل کلام کہ
 ہر جہاں نور الہی میں مصروف تھا چونکہ صبح کی وقت تھی نہایت صاف و شاد تھا جہاں
 اختری پر وہ آفتاب عالم تاب کا طلوع ہونا وہاں ہی نہ ہوا کہ جہاں سبزہ سبزہ تھا
 سے تمام عالم کو روشن کرنا عکس آفتاب جو پانی میں نہ تھا نہ تھا نہ معلوم ہوا کہ

بوجہ یہ سمان دیکھا وجد کر کے گئے یاد آئی کا دم بھر نہ گئے اوس جنگل کو بہت پسند کیا وہاں میں تھا
 کہ واقعی کیا بہار افزا و راحت فزا وہ لکشا یہ جنگل جو جنگل دیکھ کر روح کو راحت دے لگو فرحت
 حاصل ہوتی ہو راوی بیان کرتا ہو کہ خواجہ عمر و اوس صبر کی سیر کرتے ہوئے صنعت پروردگار کی یاد
 کرتے ہوئے پائے شطری لگاتے ہوئے ہوا شش حمزہ صا حبقران چلے جاتے تھے یہ پسین
 خیال تھا کہ وہ میرا گل رعنا و دل آرا اسی گلزار بیخیزان میں کہیں نہیں ضرور ہوگا تنہا و لایم ہو کہ تو اپنے
 پھول کی مثل بلبل کے بیان تلاش کر! اور ڈھونڈو یہ دل میں خیال تھا پس خواجہ صابران
 کو تلاش کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ایک اور ضعیف خواجہ کو نظر پڑا وہ اوس جنگل سے بھی زیادہ
 پرہیزگار و سیرتدار تھا اس میں درخت میوہ دار بھی تھے ہونے نہ کثرت اثمار سے شاخیں زمین کی سے
 لے رہی تھیں گو خواجہ گرسزد تھے مگر اس خیال سے خواجہ نے اون درختوں کے پھلوں کو
 تو نہ کرنے کھایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ درخت سیر کے ہوں میں پھل تو ثروں بسبب سے کولی
 زتسمان تنہا ہو سچے یا میں درخت میں خود بخود شک جاذب یا کوئی مجھ کو پکڑے تو خرابی ہو
 ایسے ایسے خیالات کرتے ہوئے اور اپنے کو اون درختوں کے سایہ سے بچاتے ہوئے چلے جاتے
 تھے کہ اوس صحرا سے پر بہار کوٹ کر کے خواجہ ایک دوسرے سبز درخت میں پہونچے کہ وہاں سوا سے
 سبز کے اور کوئی شجر نہ تھا خواجہ اوس کے کنارے پہونچے اور یہ جنگل تمام ہوا تو خواجہ کو خیال ہوا
 کہ ایسا نہ ہو کہ یہ صحرا سحر بند ہو کیونکہ یہاں سوا سے سبز کے کوئی اور شجر قسم میوہ دگل کے نہیں ہیں
 قسم کا کوئی درخت نہیں ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک سبزہ نظر آتا ہے جہاں درخت
 کے یہاں قدم رکھنا خلاف رازانی اور عقلمندی ہے یہ سوچ کر خواجہ نے زنبیل سے ایک رنگی کو
 نکالا جسے اوس جنگل کی آزمائش کے لیے اوس رنگی سے کہا کہ تو اوس مقام تک کہ جہاں پر وہ
 چتر پانی کا چیل تو میں تنہا و کر ونگا و درنگی نہ کر کے لایع سے بہت جلد ایک غرق باندھتا ہوں
 اور پتا ہوا چاہے کیا خواجہ نے یہ خیال کیا تھا کہ اگر یہ صحرا سحر بند ہو گا تو رنگی اسیر ہو جائے گا تو ملام
 ہو جائے گا پھر تم اطمینان سے جاؤ اور قدم رکھنا میں سبزہ پر اگر یہ اسیر ہو جائے تو کوئی اور تدبیر
 کرنا اور اوس ساحر کو قتل کرنا کہ جیسے یہ سحر کیا ہوا اس جنگل کو سحر بند کیا ہے بتو نیز کر کے خواجہ نے جواب
 رنگی سے کہا پس وہ رنگی جلدی جلدی اوس سبزہ پر قدم رکھو گے اوس حفر آب کے قریب آیا اور

وہاں سے پلٹ کر خواجہ کے پاس آیا خواجہ نے ملاحظہ کیا کہ یہ رنگی بلا خوف گیا اور اسی صورت نوپس
 آیا کسی قسم کا اوکو ضرر نہیں پہونچا پس خواجہ نے زنبیل سے ایک ڈلی قند سیاہ کی نکال کر اس رنگی کو دی
 وہ رنگی وہ ڈلی لیکر بہت خوش ہوا خواجہ نے پھر اد کو نڈر زنبیل کر لیا اب یہ اطمینان قائم خواجہ میں
 صحرائین روانہ ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ نے دیکھا کہ ایک طرف سے چند گھسیارے چلے آئے
 ہیں اور کچھ لوگ ان کے عقب میں ہیں وہ ایک سمت کو جلد جلد چلے جاتے ہیں وہ گھسیارے اسی
 صحرائین آکر پہونچے اور گھاس چھیلنے لگے خواجہ نے جو دیکھا کہ ایک مجمع کثیر ایک طرف کو چلا جاتا ہے خواجہ
 ان گھسیاروں کے پاس آئے اور کھڑے ہوئے ان گھسیاروں نے خواجہ کی سپٹ پاس بکھڑے دیکھا
 جب ان نئیوں نے دیکھا کہ ایک ساحر ہمارے پاس ٹھہرا ہوا ہے جھولی دکھائی یہ تیری ہولی ہوا ان گھسیاروں
 نے خواجہ کو دیکھا کہ آپ کہاں کے رشتے والے ہیں اور گدیہ سے تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں
 کہ قصہ خواجہ نے حوایا کہ میں ساحریوں و رندوں سے سن کر تشریف لائے ہوں وہ رند تباہ
 و برباد ہو گیا ہم سب ساحر وہاں سے بھاگے ہیں اور نکل آیا یہ کون تمام ہوا ان گھسیاروں نے
 جواب دیا کہ یہ مقام در بندہ میرے سے تعلق رکھتا ہے یہ میرا اسی در بندہ کی سرحد ہے اور ہم گھسیارے ہیں
 در بندہ کے اندر سے ہر اجازت حاکم در بندہ بیان کیا میں لینے کو آئے ہیں کہوں کہ ہم سب جو کہ در بندہ کے خلاف
 ہیں کہان سرکار کے لینے گھاس لینے کو آئے ہیں جو تم سے کہا کہ ہم در بندہ سوسن سے رشتہ دار
 ہیں وہ در بندہ تباہ ہو گیا میں تباہی کا مارا آ رہا ہوں کہار و نکل آیا ہوں وہ در بندہ کو تباہ ہے اور کس سے
 تباہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ اسے بھائیوں کس طرف سے تلمس اشعار کے ہاں جو بچا ہوا
 تھا اسے کل تلمس اشعار نے در بندہ فتح کیا ہم سب اس تلمس اشعار کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بھاگے
 ہیں گھسیاروں نے کہا کہ اب وہ تلمس کشا کہاں ہے جواب دیا کہ اپنے لشکر میں جو گامین تو لشکر میں
 پیوڑ کر آیا ہوں ان گھاس والوں نے کہا کہ تم کب وہاں سے چلے جاتے ہو اب دیکھ میں یہاں
 جلا تھا جب اب تو تلمس کشا اپنے لشکر میں تھا ان گھسیاروں نے کہا کہ انہوں نے جانی نکال دی ہے
 ہوا اور تم بھی آگاہ ہو کہ حاکم و رند یہ جاوونے کل دھوکا دیکھ تلمس کشا کو اسے کر لیا ہوا دھوکا
 آیا تھا آج اس کے قتل کا دن ہے حاکم در بندہ اوکو لیکر بیرون در بندہ آیا ہوا وہ وہاں مقام پر
 اوکو قتل کر لیا کیونکہ سنا گیا ہے کہ جو ان تلمس کشا کا خون کر لیا وہاں ایک دانہ نہ روئیے وہ ہو گیا

پس اسی غرض سے مینر جادو طلسم کشا کو لیکر برائے قتل بیرون در بند آیا ہر تمام شہر میں منادی کرانے لگا کہ جسکو طلسم کشا کے قتل ہونے کا تماشا دیکھنا ہو وہ بیرون در بند آئے سبکو اجازت دیجاتی ہو چنانچہ جہاں طلسم کشا قتل کیا جائیگا وہاں لاکھوں آدمیوں کا مجمع ہو گا یہ سنکے اوس ساحر نے جواب دیا کہ بھائیوں یہ تو تم نے ایسی خبر سنائی کہ میری جان میں جان آئی میں خدا وند سامری و جمشید سے یہ دعا کرتا چلا آتا تھا اذنیوں نے میری دعا سن لی یہ بتاؤ کہ وہ محاکمہ ہو کہ جہاں طلسم کشا قتل ہو گا کیونکہ میں بھی جا کر اوسکے قتل کا تماشا دیکھوں اور خوش ہوں اوسکو قتل ہوتے ہوئے دیکھ کر بلکہ اگر موقع ملے تو میں بھی کچھ اپنے دل کی بھڑکس نکالوں ایک آدمی ضرب میں بھی لگاؤں یہ جو سامر نے کہا کہ سبکو اوس مقام کا پتہ دو تھا راہمیر بڑا احسان ہو گا اون بھاس والوں نے جواب دیا کہ کیا وہ مقام کوئی پوشیدہ در بیان سے تھوڑی دور پر ہو کہ وہ لوگ چلے جاتے ہیں تم بھی اسی طرف کو جاؤ جہاں یہ لوگ جاتے ہیں اوس مقام پر پہنچ جاؤ گے یہ سنکے خواجہ اوس طرف کو روانہ ہوئے جب تھوڑی دور چلے آئے اور اون گھسیاروں کا سامنا جاتا رہا خواجہ ایک مقام پر بیٹھ گئے اور فکر کرنے لگے گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے ایک زانو پر سر کو جھکا کر دریائے فکر میں غوطہ زن ہوئے در مطلب کی عواصی کرنے لگے گوہر مراد ہاتھ آسکی فکر میں غور کرنے لگے یہاں تک کہ گوہر مراد ہاتھ لگا سر زانوئے فکر سے اودٹھا اور ایک صورت پر بنارہو کر اوس سمت کو روانہ ہوئے کہ انکا حال آئندہ تحریر ہو گا اب شہر حال پھر مینر جادو و جمنہ صاحب قتل و قتل جمنہ صاحب قرآن کا قلمبند کرتا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیں راوی بیان کرتا ہر کہ جب جواب نامہ شنکال کے پاس سے مینر کے پاس آیا اوسمیں یہ تحریر تھا کہ اوس مقام پر قتل کر کے سر طلسم کشا کا لیکر یہاں آؤ مع لوح طلسم کے تاکہ میں اوسکا بند و بست کروں اویسے مقام پر لوح طلسم کو رکھوں کہ پھر کوئی نہ پاسکے جب یہ جواب اوسکو ملا تو اوسنے صاحب قرآن کو ایک نقش میں بند کر کے فید کر دیا تھا اور اوس چیز کو نظر مردم سے مخدوم کر دیا تھا اور منادی کی تھی کہ کل ہم طلسم کشا کو بیرون در بند فلان صحرا میں قتل کریں گے سب اہل شہر قتل طلسم کشا کا تماشا اوس صحرا میں جا کر دیکھیں عام اجازت ہر اسنے یہ تدبیر کی ایک صندوق میں لوح اور نیز قتل شنکال وراثتہ صاحب قرآن رکھا اوسمیں قتل دیا راوی بیان کرتا ہر کہ جب سے منادی مینر جادو نے کرادی تھی اوسوقت سے

اگر چہ پچا اور انتقام کرتے ہیں جو قریب خیمہ میں گستاخ کو تھپایا اور جو بیو ترسے کے قریب تھا پکڑا
 جی دور کیا پلا دون کو قتل کیا کہ بہن کا بند و بست کرو کوئی آنے نہ پائے اس بیو ترسے کے قریب اور
 نیز خیمہ کے قریب یہ بند و بست کر کے کو تو ال سے کریمیر جادو کو سلام کیا پس خیمہ چادروں سے اوسکا
 سلام لیکر اپنے قریب ہمایا، جو قفس سے اوتار لیا کو تو ال سے کہا کہ قیدی کو قفس سے نکالو کو تو ال سنا
 سراز خیمہ کا پکڑ کر صاحبہ ان سے قفس کے نکار صا، جعفران جب بیرون قفس آئے اس زور اور اگر
 سے اوتار کہ خانہ زنجیر میں غل ہو، خیمہ جادو سے بنا کہ قیدی نے قیدی کو توڑ دالا بنگا کو تو ال سے کہا کہ
 اے بادشاہ شاید قید کو شکست بردار خیمہ جادو سے توجہ ہوا یہ خیال آیا کہ اگر قیدی بہن کو شکست
 کرنا تو کیا پر واپی قید تو جسے یہاں کے موجد نے اوسکو کیونکر شکست کر لیا اور صا جعفران نے
 اکرانی مید لک کہ سلام میرا اس شخص پر ہو کہ خدا کو دلاں لے پاب بناتا ہو اور اسکو بوسہ دانت مانا
 اور اس کے پیچھے ہوئے خیمہ بیرون تو اسکا مرسل اور پیام بر خیال کرتا ہوا اور اس کے فرمانے پر عمل
 کرتا ہوا بہت ہی سامری و خیمہ وغیرہ پر یہ جو صا جعفران نے فرمایا جواب سلام کون دیا اول تو
 وہاں خاک کون سے کو تو ال اور پچ جادو کے دو دندان کا دست یہ کلمات صاحبہ جعفران کی زبان
 سے نکلے ایک دو منبٹ تھامے کاج، کاغذ کو توڑ کر پار گزرا آتش غیض و غضب کا لہر سینہ میں جادو
 میں مشتعل ہوئی چہ و فریاد غیض سے مثل یہ مٹی کے لہاں ہو گیا، اڑھی مڑھوون کے بال مثل تکر کے اترے
 اہو گے، دونوں آنکھیں سے نہ ہو گئیں مثل انکار سے کے بحالت غیض پکڑا کہ اوسکا کشتا تو بایز بان
 صا جعفران ہوا میرے ساتھ بند صا جعفران، جیسے، جیسے قابو ہو رہا ہے یہ حال ہو کہ میرے خدا دانا
 کو یہ سہ رو بہ و اوتا ہو، بند ہو رہی ہیں گئی و سکاں ابھی تک نہیں جلا کیوں اپنی قضا بلتا کہ
 پس خیمہ میں واک سوسہ گئی سے تو کہ اور وہ بن اسد نام کو ترک کر اور بادشاہ علم شہ نکال کی اٹھ
 کر سہ دست میں نہ رہی، نڈر دس، میں کچھ اسید دست دس کروں گا و بعد وہ سامان قتل تیار ہو
 وہ دست میں صا جعفران کی دیر رتو اسٹ مقام پر خیال آ کہ کس دھ کے سے ادر کس نہ ہر سے سینے
 کچھ اسے کیا ہیون صیاری ایسے ہیں اسوقت تو میں نے تیرے ساتھ، یاری خوا، جہ تیرے کے مانند کی اگر
 وہ اس مقام پر موجود ہوتا میری غلامی کرتا یہ تیرے میری کے صاحبہ جعفران نے ہم ہو کر کہا کہ اوسیر جادو
 کسا بیودہ بتاتا ہوا اپنی زبان نہ کر خلو مرنے سے راتا ہر دین موت سے بالکل خوف نہیں کرتا ہوں

حاکم ہو وہ یون بڑی سی سے قتل ہو سوائے دشمنوں کے کوئی دوست نہ آئے بل دل
اس طرح کی تقریر باہم کر رہا تھا اور طالع خوش ہو رہا تھا کوئی صاحبِ قزاق نہ تھا کہ
تقریب کر رہا تھا کوئی جوانی صاحبِ قزاق نہ تھا افسوس پاتا جاتا تھا کہ نہ تھا نہ تھا نہ تھا
بل شیخ کا تو یہ عالم تھا وہاں جو دے نہ تھا صاحبِ قزاق کو نہ تھا نہ تھا اور نہ تھا نہ تھا
کان و ناک کے گلے میں اپنے سے ہوئے ایک رومال کندہ پر پڑا ہوا کہ جس سے خون کی باری
نہیں چھا اور ہمیں خون کے وجہ سے ہوئے چالی ہوتا پانچ سو روپے کا پانچ سو روپے کا
چوڑا سا تیز کمر سے لگا ہوا سیاہ رنگت پرست شین ان فطرت نسیم لکھا تھا ہر جا کہ بیجا دو
نے پہلا حکم دیا اسے قریب صاحبِ قزاق کے آگے کہا کہ اب ملے کہتا جو کہتا ہو کھائے ہو پینے
پانی سے جو وصیت کرنا ہو وصیت کر لے جو جس سے کہتا ہو کہہ لو کہ اس سے یہ اپنا نہ عہد ہے
ہر شے تہ حیات قطع ہو چکا تھا ایک حکم مل چکا ہو وہ حکموں کی دیر جو صاحبِ قزاق سے فرما کر ہو
تو آپس طعاع نہ اب ہمیں بچاے لعلام کے منت جبر کہتا ہو نہ ... بچاے پانی کے نور
دل پتیا ہون وصیت کے بارے میں جو تو نے کہا اس کا یہ جواب دے کہ ہاں کوئی دوست نہ
کہ جس سے وصیت کروں اور مجھ کو وصیت ہی کیا کرنا ہو اور جو کہتا ہو کہتا ہو میں اپنے خدا
سے کہ پتیا ہون دوسرے تم سب بھی سن لو کہ آریہ چالی عہد حیا اس طرح سے یہی تو
میں آجائے لو اس کو میرے مقام قتل سے آگاہ کرنا اور یہ کہ دنیا کہ اس مقام پر جسے مجھ کو
قتل کیا تھا بیان پر اس کا خون کرا تھا اور جہاں پر یہی لاش کہہ بیٹھا اور سکا اور ساوتہ دنیا
کہ وہ سورہ فاتحہ سے یہی روح کو یہ حرکت دے کہ دنیا کہ تھا کہ دنیا کہ تھا کہ تھا کہ
رکھتا ہو کہ کبھی کبھی اچھی چالی میرے ذرا پر جو بیان بنا تو فاتحہ پڑھتا ہو کہ گویا بھینس
کہ مرار کہان نامن ہو گا یہ اترن ٹھہرا خورن ہو نا یہ وہ مقام کیا ہے کہ ایک تصویر کیا ہے
کہ جہاں پر لاش بھینک رہی جا رہی ہے اسی مقام پر فاتحہ پڑھتا ہو کہ گویا بھینس
کہنا کہ خواجہ میں اس مقام پر بیٹھا ہوں اور میں نے فاتحہ پڑھائی اور میں نے
کہ ہم تھانہ ہر شے تھا بلکہ کہن ملانہ قتل نصیب ہوا اور چالی ہو تو جیت کے ہم تم سب
ملا کر عدم کر لے راہ میں خوب راحت ہے سر کر لے کہ منشی لکھ رہے ہیں ہر روز

تقدیر میں سختیر کیا تھا کہ اس مقام پر قتل کیے جائیں کہ جہان نہ کوئی دوست ہونہ ہدم ہوتی ہم شریک
ہو سواسے تشنگان خون اور خواستگار ان جان کے نہ کوئی رونے والا ہونہ پیشے والا ہو عالم
غربت ہو اور کیسی ہو جسکے استدرہ دار اور عزیز ہوں وہ یوں قتل ہو کہ کوئی وقت و گاہ بالین پر
نہ ہو کوئی پانی کا قطرہ دینے والا عالم مزرع میں سر زانو پر رکھنے والا بھی نہ ہو ہم یہ نیال کرتے تھے
کہ جب ہم اس وارد دنیا سے طرف دار بقا کے سفر کرتے تو اول منزل تک ہلو ہمارے دوست
و آشنا ہو سچا آئیے دوش بد و کش اولاد ہاری سر پر نہ میت کے ہمراہ ہوگی یہ تیر نہی کہوں
ترجیمہ ناع و زین ہو گا اس فلک ناجار کے ہاتھوں ٹرسے ٹرسے شاہان طیل ایسے ذلیل
ہو کر قتل کیے گئے کہ جیلے نام اس وقت تک معشرہ و زکار پر باقی ہیں مگر اس آسای فلک نے اونکو
مثل وادہ کندیم کے الیہ پینا اور ایسا باد کیا کہ انکے نشان لحد تک نہیں معلوم ہوتے ہیں ای
بھائی میں کیا ہوں اور کیا مقبیت رکھتا ہوں جب مر میں دینی اس فلک تغزیر پر داز کے
ما تفرق مبتلا میرے توفیق کیا چہ میوں اونھوں نے کیسے کیسے ظلم و ستم اعدائے دین کے
گوارا کیا مگر سواسے نہر شک کے دوسرا کل زبان پر نہ لائے پس تم سب بھی شکر کرنا اور عنان
محبوب بضا کو انھوں سے نہ دینا نہیں کر لینا کہ ایک عبد ذلیل رب جلیل تھا وہ ہم سب سے جدا
ہو گیا زیادہ تر بقراری و بقراری سے کچھ فائدہ نہ ہو گا صابرون کا بڑا مرتبہ کہ خداوند کریم صبر
پر نہ و ان سے بہشت خوشل ہونا جو میں کیا تھا ایک تم سب کا خدائی تھا خیر جدا ہو گیا کبھی ہو سکتا
تے بھی اگر کیا کرنا اتنا خال ہے کہ ان کا قران دین و مذہب سے میرے خون ناحق کا معلوم
نہ ہو کہ یہی علم اپنے امید نہ کو اختیار جو بندہ ہر طرح مجبور و ناچار جو یہ سے دل میں جو کچھ
نیال اور اپنے دہ سب فاک میں مل گئے اور اوکے خلاف ظہور میں آیا و قبی یہ امر ہے کہ جو
نسب یا تباہ کردہ کبھی نہیں ہوتا ہی جو فاک چاہتا ہے وہ ہوتا ہی جو مقدر میں لکھا ہوتا ہے وہ ہوتا
ہے نہ ہون کسی شاعر نے ایک شعر میں ادا کیا ہے شعر من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال کہ
ز حد کنا فلک را چہ بال و پا و صافقران نے پڑھ کر اوٹھایا ایک مرتبہ چارون طرف دیکھا کہ
خاک کی ٹوٹا کیوں اور سہ مقام پہ سبوا نیا خون کا پیا سا پایا یہ ملاحظہ فرما کے دل کی طرف خطاب
کر کے فرما کہ میوں او دل تو بس سے تقریر کر رہا ہے کون سننے والا ہے کون تیری محبت پہنچ کر ہوا ہے

کون تیرے دوست صادق محب و اثنی برا و سچان برابر خواجہ عمر و کوثر ا پیام دین والا ہر
 سب بیان خون کے پیاسے ہیں یہ تیری کیا حرکت تھی تو نے جو سامان قتل موجود دیکھا تو
 مجھ کو بدحواس کر دیا پس اس قدر خوفت زیبا نہیں ہوا ہے آپ میں آ اب ایسی تقریر زبان پر
 نہ آئے یہ فرمایا کہ اے صاحب تو یہ سب پیام میرا خواجہ عمر و کوثر و خا دینا کا تو بھائی وقت گ
 حیرت کو تھارا انتظار تھا اور آنکھیں ڈھونڈھوئی تھیں یہ خیال تھا کہ ان سوس موت کوئی نہیں لے
 کہ جو یہ سب عالی خواجہ ست بیان رہے اور جا کر میرے مرنے اور قتل ہونے کی خبر دے تاکہ
 وہ آکر مجھ کو قتل و کفن تو زمین اس در سے تو محروم نہ رہوں اور بھائی میں مرنے سے تو ڈرتا نہیں
 ہوں نہ اس وقت میں مجھ کو کسی قسم کا خوفت ہر موت سے بلکہ میں موت کو حیات ابدی اور حیات
 کو موت خیال کرتا ہوں کیونکہ اس سے کسی کو چارہ نہیں ہے نہ در یک نہ ایک دن اب کی جہیز ہر
 وہ ناپید ضرور ہو گا اس سے ڈرنا کیا جو ہر ریزہ زندہ رہا وہ بھی ایک دن نہ رہے گا تو یہ کیا
 آبیات پیکر زندہ رہے گا وہ بھی ہر روز فیاضت ذالغ موت سے آگاہ ہو گا پس بسبب یہ امر کہ
 تو موت سے کیا ڈرتے ڈرتے مٹو چہ کہ جہنم چراغ میں روغن ہوتا ہے اور سینہ رحلت ہو جب و عن
 ہی نہ ہو گا تو کیونکر جلیگا بان خیال اس امر کا ہے کہ ایسے مقام پر موت آئے کہ جہان ہوا سے شون
 جان و ایمان کے کول دور نہیں رہے جو کل پر چھائے دھنا دیں۔ آگاہ کہ ان کا گاہ کرے تل
 و کفن پس اس کا وہ کہا کر اور میں کی کروں جو نقد میر میں تھا وہ پیش آبا میں اس وقت میں ہی
 مگو نہیں بھو نہ کو چاہوں نہ ترسے کہ آگاہ آنکھیں ڈھونڈھوئی ہیں مٹو چہ ہی مٹو چہ ہی مٹو چہ
 نہ بھوننا اے صاحب تو یہ پیام دینا کہ اے جمال نثار سے دیار کی سرت آئی کہ میں یقین کرتا ہوں کہ جو
 ترک ہی یہی آگاہیں کھلی رہی مہر ہی یہ آرزو و خواہش ارن لاون سنت ہو کہ جب مجھ کو دن
 کرین تو ایک روز قبر میں رہتا ہوں تاکہ جب تم میرے آؤ تو میں نکل دو دیکھ لوں ایک شعر جو تیرے
 اس مضمون کے نکلوا یاد آیا کسی شاعر کا شعر جو میرے روزانہ رہتا ضرور ہے مگر اب میں حسرت
 رہتا ہوں یہ شعر ہے مگر عجب ہے کہ اب سننے سے باقی نہ رہا کہ میں نے کہا کہ تو نہیں یہ کیا ہے کہ
 او میرا پیام تو چو نکلوا ہے کیونکہ یہ آگاہ میر مقام میر تو یہ کہ باقی ہو گیا تو وہ صاحب سوس و دل
 لیجا تو یہ نذر دل کا پیغام ہے مجھ سے سب سے سولی جوابی دینا دینا دینا دینا دینا دینا دینا دینا دینا

اور وہ ہر تیری جستجو میں ہر شے ہر تیری آرزو میں ہر تو یہ پیام پہنچا دینا راوی بیان کرتا کہ
 ان کے کلمات صاحب قرآن کے سبب خوف یا پھر کے زبان پر نہیں جاری فرمائے بلکہ بطور
 ہراس دل کے نکالنے کے بیان فرمائے صاحب قرآن پر کیا نعرہ ہر بڑے بڑے بنی اور غمزدن
 ہر ہنگام نزل بلا ایسے کہ فرمائے ہیں نہ یہ کہ موت سے خوف کر کے فرمائے ہوں یہ آخر تھا
 جب تھا حضرت عثمان یہ کہ فرمایا کہ کیا ایک جلاوٹ نے حمزہ سے فرمایا کہ اے حمزہ یہ تو کس سے
 کہہ رہا ہے کہ یہ پیام دینا بیان کون ایسا تیرا دوست ہے جو یہ تیرا پیام عمر کو دیکھا بلکہ عمرو بن
 اگر بیان ایسا تو وہ بھی قتل کیا جائیگا ہم سب اس کے ہی نعم کے پیاسے ہیں اور اس کے تم سے
 زیادہ قاتل ہیں تم سے تو اس قدر تقریب بھی کی اگر اس کو دیکھو یا میں تو فوراً شہر سے نکل کر
 گردا لین یہ پیام دینا کیا اس کو اس قدر بھی تو ہمت نہ ہو کہ وہ بیان کی خاک اٹھا کر دیکھ
 اس کے پاس سے لے کے وہ کہا نا نعرہ دے گا اور کہا تمہاری قبر کا نشان بنائے گا ہم تو یہ آرزو
 کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تو عمر و بیان کے ساتھ اس کو بھی قتل کر دالین تم بیکار ایسے
 بیان کرتے ہو بیان کوئی رحم تمہارا حال پر نہ کھائے گا تم کو بھی کیسے وقت میں رحم آیا یا تم نے
 اس رحم کو کیا جو بیان کوئی رحم کھائے یہ تقریر اس کی سننے صاحب قرآن نے فرمایا کہ خاک
 آئی ہے اس نے چہ تو یہ سکہ خواب کی نسبت کہتا ہے اور کوئی قتل کر سکتا ہے جان اگر شہر سے اٹھو
 بھی قتل اس تمام پر اور تم لوگوں کے ہاتھوں سے ہو تو کیا چارہ ہو ورنہ وہ جس وقت غیر ہے
 کہ حمزہ خدایں مقام پر بیٹا وہ قتل کیا گیا تو آتش کے یا آہ مظلومان کے بیان اگر پوچھیں گے
 او تم سب کو میرا خون ناحق کے معاوضہ میں قتل کرینگے دیکھ لینا کہ اس قسم کو دین اور تباہ
 نہ کر دین اور ایک ایک کو چن چن کے قتل کریں تو اپنا نام عمرو بن عبدمنہ جلاوٹ کے جواب دیا کہ جب
 ان کو اسلی ہمت بھی ملے تب وہ ایسا کرینگے صاحب قرآن نے فرمایا کہ انا لائق بیکار کی باب
 کرتا ہوں نہ یہ نشان کہ اپنے کام میں مصروف ہوا جلاوٹ کو جواب دیا جاتا تھا کہ دوسرا حکم پہنچا
 اس نے فصد کیا کہ انھوں نے باندھوں کہ صاحب قرآن نے فرمایا کہ کوئی یہی باندھنے کی ضرورت
 نہیں ہے یہ نام دہرے ہیں ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جاتی ہے وہ کبھی اپنی آنکھوں پر پٹی نہیں
 دیکھتے تو کہتے ہیں کہ قتل کر دینا جو صاحب قرآن نے فرمایا اور نہ لگا دینا اس کی طرف اشارہ

وہ درگشا اور پیچھے ہٹ گیا۔ وہ صفیہ صاحبہ قرآن مجید سے اور سپر او سکویہ خوش ہوا لایا
 نہ ہو کہ حمزہ سبکو ہلاک کرے اور کہا کہ اوتیدی کو پتی نہیں باندھنے دیتا کہ نہ باندھنے دست میرا
 کیا نقصان ہے یہ کہ مکتوب تھا کہ تیسرا حکم پہنچا کہ او جہاد جلد قتل کر اسس سفید کو یہ حکم پہنچتا تھا کہ
 جہاد نے کوئے کا خط گردن پر دیا تھو چوڑا سا نیام سے لیا اب پیرے بدلتے لگا اور آدھن لگا
 لگا کہ تھو بار جو۔ اور لکھتا ہوں بازو پر خوش ایک طربین سرتن سے جدا کرتا ہوں مارا الذہیر
 تمام جو زندہ کرنا خداوندون کا حکم ہوتا ہے جو جہاد کو کہہ گیا کیونکہ یہ مرد جلیل القدر ہوا ہے خون
 کے دے پیار بہت ہونگے پھر اگر اور وقت فرمایا گیا کہ زندہ کر دو تو یہ زندہ کرنے سے زندہ
 ہو گا شہر سلطنت سلطان کنڈیس لکھن برجلہ عیسیٰ بن مرثا راوانہ بدست دلائے بر صیاد و پتہ
 ذرا سمجھ لیجئے پھر حکم دیا کہ جہاد کو نے حلا کر کہا کہ کون ہے جو ہوا و نصیحت کرتا ہے جو ہم حکم
 دیتے ہیں اور سیریل کر جہاد ہم جلدی کرتے ہیں اسی قدر تو بیمار کی نظر کر کے دیر کرتا ہے جہا
 قتل کر اور عویا دن کے بہت ہیں تو ہوا کرین جہاد کو دیکھا ہوا دم سے ت اگر خون کا دھوی
 کرنا ہوا اور لکھو اب دے لین گے تجھے کیا غرض تو تہا سے حکم سے قتل کرتا ہے جو جہاد
 لکھا جہاد تہا اب لکھ کر تہا جہاد طرف صاحب قرآن کے دیکھا اب صاحب قرآن نے ملاحظہ
 کیا کہ اب دقت مرگ قریب پہنچ گیا دل کو دافن خداوند کریم کے رجوع کیا اور جہاد شوق
 اور مجموعہ ہوا کہ باقیہائے بین یون دعا فرما لے گے تو سب کا سنا ہوا ای فائق جہاد تہا تو
 سبب اسباب ہوا اپنی قدرت کاملہ سے کوئی ایسی صورت پیدا کر میں پنج جہادوں اگر یہی
 موت نہ آئی ہو اگر موت آئی ہو تو پھر شوق سے میں قتل ہونے پر راضی ہوں تہا سے حکم کے
 خلاف نہیں کر سکتا ہوں تہا مالک ہے اور مٹتا نہ دیکھ میں نے صرف اس سبب سے
 پیری درنگا میں عرض کیا کہ نہ بیان کوئی یہ ارادہ موت ہو تہا ہم جو یہیں وقت نزاع لگے کر گیا
 موت بعد ایسا دیکھا اور میں موجود ہو کر یہ عالم اسباب ہے کہ ایک کو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ
 ہمارے عزیز وقت مرگ ہمارے قریب ہوں لاش پر گرے داری کرین ہم اور نہ دیکھ لیں اور
 وہ جہاد بکھولیں پھر کہاں اون سے ملاقات ہوگی حواسے دوزخا بہت ہے بیان ایک کہ
 دیکھا نے گا یہ سبب ہے جو میں تجھ سے ایسی دعا کرنا ہوں در — — — — — یہ کہ اگر یہ

قتل ہوا تو نہ کوئی غسل دیا نہ کفن نہ کچھ نصیب ہوئی اور اٹھا کے سب لاش کو چنگدین سے لئے
ریتن اور نہ ہاتھ جو تیری راہ میں جہاد کرتے تھے اور کانڈوں کو قتل کرتے تھے طعمہ زناغ و زعفران
پوسنے کی سیسب ابھی تو نہ ہارون کا فر باقی ہیں اونکو تبلیغین بدین اسلام کرتا ہوں تو میرے
دین و مذہب اور تیری طرف ان سکور جو ع کرنے کی عرض سے اور تعلیم کرنے کے مشاب سے
دین اسلام کی روانہ دینی کی ضرورت ہے اور حرایا تھا کون سا ایسا قصور و گناہ اس پر ناہ
اور سیاہ کے سر زد ہوا جو یہ میری حالت ہوئی اور میں اس ثواب عظیم و اجر بزرگ سے محروم کیا
جاتا ہوں اے کریم تو نے ہر ایک کی وقت سخت بین ملک زمانائی حضرت یونس کو ابلق ماہی سے امان
دی حضرت خلیلا کو کہ جنکے خاندان سے ہوں آتش مزدوی سے پناہ عنایت زمانی اور آزاد کو اونکر
اوپر گلزار فرمایا ہرنی کی آنے مدد کی نوع کو طوفان سے نجات دی اسی طور سے اگر تیری شہادت
میں ہوا اور میری زندگی ہو مجکو بھی نجات دے یہ فرما کے یون دعا کرنے لگے کہ تو ایسا کریم ہو
کہ تیرے سامنے دوست دشمن سب برابر ہیں سبکو رزق رحمت فرماتا ہو اور سبکی حفاظت
کتاہو رباعی اے کریمی کہ از خزائن حبیب پیکر و ترسا وظیفہ خوداری پڑ دوستان را کجا کنی محروم
تو کہ بادشاهان نظر داری ہمارے بغیر صاحبقران یون دعا کرنے لگے ہر سگر و سنار بکار مت
من جبریل کہ آنحضرت میں بتایا وہ بین سو برس نبی می سے پہلے نامہ رسید سلمان کو تجھ کو پوچھتا رہی اوکچھ
کی منتظر رہیں بتایا وہ ای سنگ الدن مننتی کروں میری بارگیوں دیر لگاؤ پوچھ بلرباب بلا امداد ام
یا سلطان دستے بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستے پڑ حالات شب مجراج در لستم بدالی پوچھراوتہ
نگیر ہی یا علی ہر خدا دستی پڑ یہ رباعی ورد زبان فرما کے دعا جو کی چونکہ وقت اجابت دعا تھا
پوپخ چکا تھا صاحبقران پر شداید بھی سب ہو چکے تھے اور صاحبقران نے اوسی عالم دعا
میں اسلام سے توبہ بھی کی کہ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی کہ میں ترک جہاد کروں اور فطری کام
خیال کروں اگر اس خطا کے عیوض میں یہ سزا ملنی ہو تو وہ مجھ سے عالم بدحواسی میں سرزد ہوئی
تھی کہ میں نے ایسا قصد کیا ورنہ میں کبھی نہ کرتا اون تصویروں کے پھر ایسا اپنی طرفت مھو کر لا
اور کچھ ایسی حل تقریر کی کہ میرے دل میں ایسا خیال پیدا ہوا میں اوسکی سزا پا چکا اب رحم کر
جو کہ صاحبقران نے توبہ بھی زمانی اور رلمان دالتے وقت اجابت دعا پوپخ چکا تھا پیر

او عابدت اجابت پر پوچھا اور نشانہ لگا ہوا تھا اور حد تو صاحب قرآن نے دعا فرمائی اور وہ جلاو
 نے قصہ کیا کہ تیغ ماروں کہ میری سب سے جلاو جو جائے کہ ایک ایک آواز میسب و سبب ناک آئی
 کہ او جلاو نے بنیاد و ستم ایجاد غضب کرتا ہی دست خود را نگہدارا بھی حمزہ کو قتل نہ کرنا جب تک
 میں نہ آوں اگر تم نے قتل کر ڈالا تو یار رکھو کہ اس وقت تم سب پر خداوند سامری رحمت پیدا پنا
 عذاب نازل کرے ایسی میسب صدا آئی کہ تمام صحرا کانپ گیا اور سب اہل مجمع ہی دیکھنے سب
 اور سطریت دیکھنے لگے کہ جہر سے وہ صلا آئی تھی جلاو کا تو یہ حال ہوا کہ وہ تو کانپ کر گر پڑا
 تیغ اور کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا تمام اہل مجمع میں تھلہ پڑ گیا بلکہ وہ کہہ کر بھاگ بھاگ کیسی صدا
 آئی کہ جسکے شفیق دل اہل گئے کیسی کانپتے میر نے جو یہ سنا اور اہل مجمع میں تھلہ دیکھا
 اور جلاو کی یہ حالت دیکھی پوچھا کہ یہ کیا ہوا کو تو اہل نے بڑھ کر غرض کیا کہ جب جلاو تیغ لیکر بر طرس کشا
 پوچھا اور قصہ کیا کہ ہاتھ لگائے کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ تمام صحرا لرز گیا ہر ایک انسان کا بند
 بند کھپنے لگا جلاو کی یہ حالت ہوئی میر جلاو و لے گیا کہ وہ صدا کیسی تھی اور کس کی تھی اور کہہ
 سے آئی تھی کو تو اہل نے عرض کیا کہ صحرا سے آئی تھی سب اسی طرف دیکھ رہے ہیں جہر سے
 صدا آئی تھی یہ شکے میر نے جو دیکھا تو سب اہل مجمع ایک طرف کر دیکھ رہے ہیں یہ بھی اسی طرف
 دیکھنے لگا وہ دعا صاحب قرآن نے جو وہ صدا سنی اور جلاو کی یہ حالت دیکھی حیران ہوئے کہ یہ کیا
 واقعہ ہوا کہ ابیرا بھائی خواجہ عمر و میری خبر پا کر گیا جو جلاویوں کے دوست اگر کوئی تیری دعا صاحب قرآن
 اور دعا دے دیکھنے لگے کہ ایک ایک سب اہل مجمع اور صاحب قرآن و میر جلاو وغیرہ کی نگاہ پڑی دیکھا
 کہ ایک شخص کہ جسکے پانچ سر ہیں چار سر تو چھوٹے چھوٹے ہیں اور دعا دے اور ایک بہت بڑا
 ایک اور بڑا اور بہت بڑا قدی ہر دون یہ تین ہر تین چار آنکھیں میں اور دونوں کیسے
 بڑے دانت مزے سے باہر نکلے ہوئے سیاہ رنگا شکل قیہ کے انکھوں سے نور ہیں جیسے شعلہ
 نکلے جنت کی عیب رنگ کی پوشاک پہنے ہوئے پٹری پٹری وہ رنگ بدل رہی ہو بالاسے
 میں ہوا زمین پر چلا آئی اور یہی کہتا ہوا چلا آتا کہ او میر جلاو و خردار بھی حمزہ کو قتل نہ کرنا جب تک
 نہ آوں اگر ہر دن میر سے آئے ہونے قتل کر لیا تو یار رکھو کہ خداوند سونٹ یہاں عذاب نازل کرے
 کہ تم سب کے سب اہل خاک سیاہ ہو جاؤ گے بس طہنہ کو غافل کر دینا کہ فرستادہ خدا

سافر ہی و ہمیشہ یہی ہونے لگتا تھا کہ یہ دنیا بے ہوشی میں کچھ پیام آگیا ہوں چلے دو
 کیا پیام تھا کہ حکم قتل دیا راوی بیان کرتا ہوا کہ وہ کل صبح و صورت عجیب جو ادون سب سے
 اور یہ تقریر سنی جس کے دم لگھل گئے اور اس جہان سے کہ یہ کون ہو خداوند سامری و ہمیشہ پتہ نہ تھا
 ہم نے اس شکل کا انسان نہیں دیکھا گویا کون آدمی جمع تھے مگر سب تہ تیہ ہو گئے اور ہر ایک طرف
 خوف سے پوشیدہ ہوئے لگا کہ ایسا ہوا کہ ہم سب کو کہہ کر کہ یہ بھی کہا تھا کہ اگر نہ مانو گے تو ہم
 ہم سب کو ابھی کھا جاؤ گا ایک کو زندہ بچھوڑا گیا کیونکہ خداوند دن کا حکم ہے کہ اگر تمہارے کئے پھل نکلے
 تو تمہارے وقت جہنم و بان جمع ہو سب کو کھا جانا خداوند نکلے کی سزا دینا یہ خوف طاری ہوا تو سب
 سب مقام اس تلاش کرنے لگے کو ان درخت کے پتوں میں پوشیدہ ہو گیا کوئی غار میں اور کچھ
 ہو گیا کوئی جاگڑے میں صحرائے پناہ ہوا ہزاروں گریہ اور پائیال ہوئے گویا کہ کئے گئے کہ اگر نہ مانو گے
 تو کھا گیا کبھی سزا دینی ہو کبھی کھا گیا کبھی پائیال ہو گیا یہ عالم ہوا کہ اس عجیب شخص
 انسان کو دیکھ کر ہر چل پڑی کہ عام مجمع تو بالا ہو گیا کبھی کسی کی خبر نہ تھی پائیال کیے راستے
 بہت سے لوگ اپنی جان بچا کر یہ کہتے ہوئے طرف درندہ کے بھاگے کہ کون یہاں سے اور
 اپنی جان سے ہم ایسے تماشے سے باز آئے اگر ہم یہ جانتے کہ یہ آفت برپا ہو گی تو ہم کبھی نہ
 بیٹے اسے ویسی سزا پائی فیہ بھاگ چلو یہ باتم تقریر کرتے ہوئے بھاگے ہزاروں تباہ و آوارہ ہوئے
 بدحوشی میں راستہ بھول گئے جنگل میں سرگردان پھرنے لگے گرگ و شیر کے اٹھتے ہوئے راوی بیان
 کرتا ہے کہ اس عجیب و غریب حال ہوا کہ سامری زبردست اور حاکم و بدتمیز ہوا کہ
 یہ شکل کو دیکھ کر کانپ گیا دانتوں کے نیچے لٹکتی دہائی کوٹواں سے کہا کہ کون ہر گواہ
 نہیں ہوئے دیکھا اوتے کہا کہ یہ روئے کھڑے ہوئے جاتے ہیں کہ جیسے ہر ہاتھوں اور چھٹے
 ہر ہاتھ اس جہان میں دیکھتے خداوند سامری کیا رنگ دکھاتے ہیں اور کیا پتہ تا پتہ نے کوٹواں
 سے کہا کہ ہاتھ سے کدو کیا فرماتے ہوئے آتے ہیں اور کیا کہتے ہوئے آتے ہیں کہ یہ کس کس کو
 قتل کرنے لگا ہے کون میسر جادو کچھ پیام خداوند دن نے دیا ہے پہلے وہ سب کو قتل کرے پھر
 فرستے خداوند ہوں معلوم ہوتا ہے کہ کسی راستہ کو خداوند دن نے مہرے میں کس مہر سے
 اسے دیا ہے کہ یہ مہر ہے یہ مہر ہے ہر ہاتھ ہوتا ہے کہ خداوند نے مجھ سے بہت خوش ہیں

کو تو اس کے عرض کیا کہ کیا بیان کروں میری تو عین کچھ کام نہیں کرتی دیکھو کیا ظاہر ہوتا ہے یہاں تو
مخیر ہو رہی تھی کہ وہ فرشتہ عذاب قریب چوتھے کے کہ جس پر صاحبقران کو برائے قتل بھیجا
تھا اور سب سلمان سیاست و قتل موجود تھا ہوا پرستے زمین پر آیا حمزہ صاحبقران کی طرف
دیکھ کر کیا کہ او حمزہ مزاج تو اچھا ہی تو اپنے کو کس حالت میں پاتا رہیہ اوسکی سزا ہو کہ جو تو ناز و
سامری و جہشید کو برا کہتا ہے خداوند نے تو تجھ کو بہر نیت و صاحب زور و طاقت و صاحب
لیاقت خلق فرمایا اور ایسی شجاعت و طاقت مرحمت فرمائی اپنی قدرت سے کہ تو کسی سے زیر
نہ ہو سکے سب پر غلبہ حاصل کرے اور سب پر غالب ہو رہے اور اس قدر حشمت و شوکت مرحمت
فرمائی کہ شاہان جلیل کو بھی نہ نصیب تھی او سپر تو خداوندان سے معرت ہو گیا اور نگو برا بھلا کہنے
اور ان کے بندوں کو قتل کرنے لگا او سپر بھی خداوند کو غصہ نہ آیا اگر اور با تو ن کی شکایت بھی کی
تو فرمایا کہ تم کیا جانو میں نے انکو پر قوت پیدا کیا ہے اور عیضاً اس کے خاندان میں ہونگے سب
صاحب قوت ہونگے چو نکہ میں نے ان لوگوں کی عمریں طویل بنائیں ہیں بین سبب میں انکو ہلاک
نہیں کر سکتا ہوں یہ سخت ہو گئے خدا سے نایدہ کی بندگی کر لے گئے ہلاک فرموش کر گئے خیر کیا ہوتا ہے
کبھی تو خیال ہو گا اگر نہ ہو گا تو ایک مرتبہ سبکو ہلاک کر دوں گا میں اول اپنے بندوں کو ان لوگوں کے
ہاتھ سے ہلاک کرانا ہوں جو کہ کسی زمانہ میں مجھ سے سخت ہو جائیں گے اور دوسروں کی بندگی کر سنے
لاگین گے اس سے بہتر یہ جانتا ہوں کہ یہ ہلاک ہو جائیں یہ کمر اور نکو مال دیا اور کسی قسم کا تم سے
اور تمھاری اولاد سے مخلوق نہ بنیں کیا اور اسی طرح سے شان و شوکت کی ترقی فرماتے رہے اور
ابھی تک خداوندوں کو تمھارا اسی طرح سے خیال ہے اور وہی اد کی عنایت و مہربانی کا حال
ہے جو سابق میں تھا اور تم ایسے سخت ہو گئے ہو کہ انکو برا کہتے ہو اور گالیوں دیتے ہو اور ان کے
خاص بندوں کو قتل کرتے ہو پس اپنی اس حرکت سے باز آؤ اور خداوند نکو مانو در نہ یاد رکھو کہ
جب خداوندوں کو غصہ آجائے گا تو تم سبکو خاک سیاہ کر دیں گے ایک کو زندہ بچھڑے گئے اور تم
سب پر اپنا عذاب سخت نازل کرینگے بہتر یہ ہو گا کہ اذ کی اطلاع کرو اور نہدگی آمیزہ ٹکوا اختیار
ہر سمجھا دینا ہمارا کام ہے جو صاحبقران سے کہ صاحبقران نے ہم کو ترزا یا کہ اولاد میں بچہ شہیدان
کیا کہتا ہے کیا کہوں کہ قہر ہوں نہیں تو تجھ کو اسکا مزہ بتاؤ اور نہ اذ کیا اولاد میں تو کہتا کہ خداوند

سامری و جمشید کیا گیدی ہیں وہ بھی بچہ شیطان علیٰ لعنہ سے کراؤ خون نے ایک عالم کو گراہ
 کر رکھا تھا اور ابھی تک اس کے سحر کی یہ تاثیر ہے کہ لوگ گراہ ہیں وہ سحر سے تو بھی کوئی سحر
 ہو چیکو بھکا نے کو آیا ہی میں کس تیرے فریب میں آتا ہوں اور کب بھکتا ہوں تو کسی اور کو جا کر
 بھکا جو تیرے بھکانے میں آجائے اور لفظ البیس دور ہو میرے سانس سے جو صاحبقران
 نے فرمایا اور اس کو دشا وہ دستہ قدرت یہ سحر کہ معلوم ہوا کہ تیری قضا ہی آئی ہو جو تو ایسی
 تقریر کرتا ہی غیر میں جاتا ہوں سینر جادو کے پاس صاحبقران سے یہ کھر جلاوے کہا کہ جب تک
 میں حکم نمدن اور سوخت تک قتل نہ کرنا میں اس کو اپنے ہوا اسی حالت سے خداوندوں
 کے پاس کے ہونگا کیونکہ اوخون نے طلب فرمایا ہو اونکا یہ حکم ہو کہ میں ن لوگون کی روح
 پر عذاب نہیں نازل کرونگا بلکہ ان کے جسموں پر عذاب نازل کرونگا اور دوزخ میں داخل کرونگا تاکہ
 ان کے جسم دنیا پر باقی زمین کہ ان کے سبب سے میل عذاب زمین پر نازل ہو مان اگر وہ لوگ
 میری بندگی کریں تو نہ کیا مضائقہ ہو میں زندہ رہنے دون اس جلاوے نے ہاتھ جوڑ کر اور
 کانپ کر کہا کہ بہت خوب جو حکم فرمایا ہوا ہے کے خلاف ہرگز نہ ہوگا میری کیا مجال جو میں
 خلاف حکم کر سکوں اور میری کیا طاقت یہ کہ وہ دستہ قدرت طرف سینر جادو
 کے متوجہ ہوا کر اس کے پاس جا کر کلام کردن راوی بیان کرتا ہو کہ جب یہ فرشتہ قدرت میں
 پہنچا تھا اور متوجہ ہوا دوسرے دیکھا تھا کہ حمزہ سے باتیں کر رہا ہو سینر جادو بھی اپنے مقام سے
 اٹھ کر بقیہ انقبال چلا تھا کو تو اہل کو ہوا لیکر یہ کہہ کر کہ جا کر ان مرد بزرگ کو لاد ان عزت
 و آبرو سے بھاؤں سنو کہ کیا بیان دینا ہے میں اور کیا پیام لائے ہیں یہ کہتا ہوا چلا تھا اور
 وہ اہل مجمع بھی سنکے سب تم گئے تھے اب وہ قدر و تکرار تھا جو کہ قبل میں انکی صورت
 دیکھ کر پیدا ہوا تھا جو لوگ بھاگ گئے وہ بھاگ گئے جو پوشیدہ ہو گئے وہ پوشیدہ ہو گئے
 جو اس قلاطم میں کھل کر گئے وہ مر گئے اب جو اوخون نے دیکھا کہ وہ شخص حمزہ سے باتیں
 کر رہا ہو اور جلاوے سے اور اس کے کیوں اذیت نہیں دی نہ کسی سے بولا بلکہ سینر جادو کی
 طرف جاتا ہو سب اطمینان ہوا اب سب کھڑے ہو گئے اور دیکھے لگے کہ دیکھیں یہ کیا
 واقعہ ہو اور کیا سانچہ ہوا یہ کون شخص ہے یہ تو بھی ناواقف رہا اب جو وہ قلاطم برطرف ہوا

اور وہ تھا کہ وہ قوت ہوا اب سب سے اس درست ہوئے اور سب سے دیکھا کہ ہزاروں آدمی
 ہوئے پڑے ہیں یہ جو دیکھا سب کے سب حیران ہوئے کہ ان لوگوں کو کون نے قتل کیا اور یہ کیوں ہو گیا
 ہوئے باہر باتیں ہونے لگیں کہ یہ لوگ سب مرد تھے یا کچھ عورتیں بھی ہو سکتے تھے جو جب کاغذ پر لکھا وہ لوگوں
 لاش کو دیکھ کر وہاں پٹیا طاعت شدہ گئے روانہ ہو گئے اور سب کو اس کا حال بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں
 تھا اور سب بھاگے تھے اور سب سے بگڑا ہوا تھا کہ یہ لوگ کون سے تھے اور کون سے تھے ان
 کیا ہو تو دعویٰ کیا جاسے یہ تو اچانک ہو گیا ہے اور سب کو اس کا حال بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں
 وہ لوگ تو اپنے عزیزوں و بھائیوں کی کشتیوں میں تھے اور ان کے پیچھے گئے تھے وہ لوگ ہیں
 امر کی خبر ہوئی اس نے یہ خبر سنی کہ کچھ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 ہو کون کی اس خبر سے آئی تھی اور سب نے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے
 طرف متوجہ ہوئے تھے تو دیکھا کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 طرف چلے گئے تھے کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 لے چلے آئے تھے اور سب نے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے
 یا من بھیجا ہوا خداوندوں کا آیا ہوا ہے کہ مگر یہ باوجود اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے
 بھیجا ہوا تھا یہ باوجود اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے
 کہ تو اس میں مواد سب کچھ ہوا ہے اب یہ باوجود اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے اس خبر سے
 کہ ان سے نشر و نعت لائے ہیں اور کس طرح یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 کہا کہ تم نے اسے ہی پر کیا دیکھا کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 نام ہی خداوندوں نے تمہارے پاس پہنچا دیا کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 ہو دیا ہوا تھا چوتھے انگشتوں سے کہا کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 آپ نے مجھ ایسے ناچیز کو حقیر نہ سمجھو کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 میرا اس قدر خیال ہوا کہ یہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ لوگ تھے ان کا حال تھا کہ وہ
 خداوندوں میرا خیال رکھیں اور یوں باس کیا ہیں خوش نصیب ہوں یہ زمانہ ہے کہ
 خداوندوں کا مزاج کیسا ہے جو اس دبا کہ ہمت نہ ہونے پر ہر وقت عیش و عشرت میں

بسر ہوئی جو گوبالا سے آسمان شریف فرما ہیں مگر اپنے بندوں کا از حد خیال ہو اور ہر وقت
 دنیا کے حالات کی خبر دریافت کرتے رہتے ہیں جو واقعات یہاں گزرے ہیں انکی خبر انکو
 ہو حال ہو وہ کسی امر سے غفل نہیں ہیں ہر وقت خیال رہتا ہے خصوصاً جو بندگان خاص ہیں انکا
 تو اس قدر خیال ہے کہ کچھ بیان نہیں کیا جاتا ہے لوں بندگان خاص میں تم بھی ہو اس وقت خداوند
 سامری و حبشیہ و انون بہشت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی دم ہمیشہ خداوند صندوق مخلوق
 خداوند فرعون و خداوند زبرجہ شاہ لات اعلیٰ سنات سلی سب موجود تھے باہم دھما چوڑکی
 ہو رہے تھے ہر ایک خوش ہو رہا تھا میں بھی حاضر تھا کہ خداوند لات اعلیٰ نے خداوند سامری
 سے فرمایا کہ کیوں خداوند اس وقت اہل دنیا کا کیا حال ہے اور دنیا پر کیا ہو رہا ہے خداوند سامری
 نے فرمایا کہ تم خود دریافت کر لو اور بخون نے جواب دیا کہ آپکی موجودگی میں میری یہ کیا وقت ہے
 کہ دنیا کی حالت دیکھ کر دن آپ دریافت فرمائیں وہ بھی دریافت فرمایا کہ اس کے
 بندے کیا کر رہے ہیں اور جواب دے کہ دشمن ہیں وہ کہاں ہیں اور اس کے بندوں سے اور اس کے
 دشمنوں سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے کسی مقام پر جنگ دیکھا تو نہیں ہو رہی ہے یہ کلام کے سامری
 نے فرمایا کہ اگر یہی مرئی ہے میں ابھی دریافت کرتا ہوں یہ کہہ کر سر کو جھکا لیا تھوڑے عرصہ تک
 خاموش بیٹھے رہے یکایک سر اٹھا کر فرمایا کہ آگاہ ہو کہ اور سب مقام پر تو من و امان ہے مگر
 آج کل لشکر حمزہ کا جو کہ بندگان مابہ دولت کا دشمن ہے طلسم زعفران زار سلیمان پر ہے کہ جہان کا
 بادشاہ شنکال بندہ خاص ہے حمزہ اس طلسم کو بھی فتح کرنے کو گیا ہے لشکر بیرون طلسم اتر آیا
 ہے بادشاہ لشکر سعد بن قباہ کل لشکر کو لئے ہوئے مع کل سرداروں کے زیر کوہ بلور فزکش میں
 اخلاق فزون اسے مقابلہ ہوا تھا بہت برا معرکہ پڑا انجام اسکا یہ ہوا کہ اخلاق فزاق نے طاعت
 کی اور اس کے مددگار دن نے بھی پس لشکر تو بیرون طلسم ہے اور حمزہ اور اسکا فرزند علم شاہ
 لشکر میں نہیں ہے نہ عمر و عیار ہے حمزہ تو باہرے فتح طلسم گیا ہے اور اسکا فرزند بھی اسی حکم میں لکلا تھا
 در عمر و تاشش جہانگیر میں چلا تھا کہ اسکو ایک ساحرہ جو کہ بجا بنی ہے شنکال کی ادب سے اس سے
 اسیر کر لیا تھا اور اسیر کر کے طرف شنکال کے روانہ کیا تھا حمزہ کو وہ بیٹوں پر پہنچا تھا حکیم اسکا
 نے جو کہ ایک رکن طلسم اور حکیم طلسم ہے حمزہ کی اطاعت کی اور حمزہ کو اپنا مددگار کیا اور حمزہ کو سب

حالہ

اسے اپنا مطیع کیا اور سب نے پس حمزہ کی اطاعت کی پس حمزہ اون سے پہلو لیا رکھ کر ان کو اپنے
 کے روانہ ہوا برائے مقابلہ البزرج کلاہ اور عمرو جہانگیر کو لیکر طرف لٹا اس کے اون کے بیکر
 اور لنگرین پہنچا کر حمزہ کے پاس آیا حمزہ نے اس کو قتل کیا شیخا علی بن سہل نے اس کی پس حمزہ
 کے بیکر پیٹھوں کو قتل کیا اور بادشاہ سابق کو ریا کیا کوہ پیٹھوں پر بادشاہ خلاصہ یہ کہ حمزہ نے
 در بندہ سن و در بندہ اعظم کو فتح کیا سو سن جاوے نے حمزہ کی شہادت کی اور بیت سے مکان
 طہم و مشیران طہم و ملازمت شنگال بھی شریک ہوئے اور یہاں سے بلخ آواز بادشاہ طہم نے بہت شکر
 کیا لشکر حمزہ کے گمراہ ہو گیا اور عمر شاہ پس حمزہ طرف کوہ البزرج کے پہنچا تھا شنگال
 نے غیر جادو و حکم و تہ نہ یہ کو ناما کہ طہم کشتا سن و در بندہ سن و در بندہ اعظم کو فتح کر لیا
 اب بخارا و طرک آتا ہوا بہت ہوشیار رہا پناہ پناہ غیر جادو نے چند تار لٹے اور وہ
 کو طلب کیا اس نے جہنم میں غیر جادو نے عیاری و مکاری کر کے حمزہ کو اسے کر لیا اور حمزہ اس کے
 پاس قید ہو گیا و شہر باد و شہر احسان کے سب مکان طہم اور یہاں سے و تھارے بندہ سن
 پس وہ اس وقت حمزہ کو قتل کر رہا ہوا یہ دانا بھائی اس سے پہلے بہت لفری کی اور بیت
 سمجھا یا جب اس نے دانا قتل کے لئے زیر و زبانی اب قتل ہوئے کو بہت بندہ خاص
 غیر جادو نے یہ بہت بڑا احسان کیا جو میں اس سے بہت خوش ہوں اور بیت اوکنا
 شکر گریہوں بدایا میں اس سے خوش ہوا ہوں اس کام سے کہ میں نے اس کی عمر
 زیادہ دینی بلکہ یہ وہ بیان آئینگا تواد کو ایک قصہ شہادت میں دو دفع اور ان کے
 دو دفعہ جو میں اس کی خدمت کے لئے مقرر کرونگا اس کا بہت بڑا مرتبہ کرنا کہ سب کو
 رشک ہوگا ورنہ یہ بھی بڑی شان و شوکت ملے گی کرونگا کہ اس دینا کو بھی رشک ہوگا کہ اس کو
 نہ کہ یہ جو ہم آواز و فرشتہ قدرت تم اس وقت دینا پر باد و شہر جادو کہ تباری طرف
 سے رعایت اور یہ خوشخبری دینا کہ میں تم سے بہت خوش ہوں اور میں سے بخاری و حمزہ یاد
 کر دی ہو بہت پر سر بخاری عمر بڑھادی ہو اور بہت بڑا مرتبہ تم کو دیا اس امر کے معاوین
 اور میں میں کہ جو تم نے حمزہ کو اس پر کیا اور یہ کہا کہ اگر غیر جادو آگاہ ہو کہ اس مقام پر یہ
 انداز یہ سنہ و در بندہ شکر قتل ہوئے اور جہان انکا خون آئینگا وہ مقدم بھی شہاد ہوگا

اور کبھی تو اس میں پروانہ اور کبھی گوااس سے بہتر اور انسب یہ جو کہ تین اسوئہ فرشتہ قدرست کو
 روایت کرتا ہوں یہ پہلے حمزہ کو پسند و نصیحت کرے گا اگر حمزہ نے مان لیا اور شکوہ کیا تو فیروز
 تم حمزہ کو یہاں بھیج دو میں اس کے جسم پر عذاب کروں گا اور اس کو اسی طور سے جہنم میں ڈال دوں گا
 اگر وہ میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا اور چاروں گون کے عذاب کے ذریعہ اس کے جسم پر عذاب
 کروں گا اس سبب سے کہ انکا طوان دنیا کی زمین نہ اُڑے اور اس کے جسم ناپاک سپرد زمین نہ ہوں
 اور زمین ان کے جسموں سے پاک رہے پس میں حکم خداوند سامری کیا ہوں کہ حمزہ کو میرے
 عواذ کر دین لیجاؤں وہاں سب خداوند جمع ہیں پس خداوند پہلے حمزہ کو پسند و نصیحت کریں گے
 اور اس کے بعد اگر حمزہ نے مان لیا تو فیروز اس کو اسی طور سے جہنم میں ڈال دینگے تاکہ جسم پر عذاب
 ہو اور آگ میں جلے میرے جاوے گا یہ کہے گا تم جو اس کے عرض کیا کہ حمزہ وجود ہو آپ کے جائیں
 شوق سے بھلا میں انکار کر سکتا ہوں یہ بھی میری طاقت ہے کہ حمزہ کو خداوند طلب فرمائیں اور
 میں انکار کروں میری کیا مجال اور کیا حیا کہ میں انکار کروں اور خداوند ناخوش ہو کر
 مجھ پر عذاب نازل کریں تو میں کیا کروں میں خداوند کے غضب سے ڈرتا ہوں آپ دیکھیں
 ابھی لے جائیں اگر آپ فرمائیں تو یہاں طلب کر لوں ہر آپ یا کہ نہیں ابھی حمزہ کو اوسے مقام
 پر رہنے دو میں جب جاؤں گا لیتا ہوں لیتا ہوں اور وہ سرامری بھی خداوند کے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے جاوے
 نے لوح طلسم اور وہ لوح کہ جس کے زبیر سے شنگھالی قتل ہو گا اور وہ فیروز جو کہ شنگھال کے قتل
 کا ہواد انما تھا جہنم جو کہ مہنے حمزہ کو بہت سیسے بن اور حمزہ کے پاس سے یہ جاوے
 نے حمزہ سے سب لے لیتے ہیں وہ بھی لیتے آنا میں اور ان سب اشیاء کو یہاں جہنم میں لے کر آتا
 تاکہ کوئی اس کو نہ پا سکے اور طلسم فتح ہونے سے بچے نیچے جاوے گا جو اب بارہ جسم ان پر سب
 اشیاء موجود ہیں شوق سے لے جائے گا اور اس کے دینے میں بھی انکار نہیں ہو یہ تدبیر خداوند
 نے بہت خوب تجویز کی تھی یہ امر تو کہ جب لوح دینا ہو گا میں تو کوئی طلسم کیونما فتح
 کر لیا میں اور شنگھال دونوں مل کر جو یہ مقام طلسم کے جاوے گا میں اور ان سب کو لے کر آتا
 اور میری طرف سے خدمت خداوند میں عرض کیجیے کہ اگر خداوند ان خدا پرستوں سے
 پریشان کیا ہو اور بہت عذاب لے لیا تو ان سب پر عذاب لے لیا تو ان سب پر عذاب لے لیا

زیادہ تر پاس تھا اور کو تو آپ نے طلب کر لیا اب ان لوگوں کو نہ باقی رہے اور اول
 لوگوں کو بھی جو کہ اس طہم کے باشندے تھے حمزہ کے ہکانے سے منخرت ہو گئے اور حمزہ کے
 مشرک ہو گئے ہیں کیونکہ اب وہ لوگ پاری شراکت کرینگے زشتاکت بھی کریں گے تو ضرور
 عداوت رکھ کر اور کینہ دل میں رکھ کر شراکت کریں گے کبھی نہ کبھی اس کینہ کو نکالیں گے اس سے
 بہتر ہو گا کہ ان سے کو بھی غارت فرما لیتے جو بدیا کرتے اطمینان رکھتے ہیں تمھاری طرف سے
 کہو نہ کا بلکہ سفر شش بھی کرونگے تمھاری غیر جادو نے کہا کہ آپکا برا احسان ہو گا جواب دیا کہ احسان
 کی کیا بات ہے یہ کون تمھارا کام نہیں جو سب بندگان عداوت دن پر احسان ہو کر کہ سب ان
 دشمنان سخت سے محفوظ رہیں گے بلکہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تمھارا کتنا کی فی ہو گا جبکہ
 میں تمھاری طرف سے عداوت کو پیام دوں گا تو وہ اسی پر عمل فرمائیں گے یہ سب کتنے کی کوئی عداوت
 نہ ہوگی کیونکہ عداوت تم سے اس پر ہے کہ بہت خوش رہیں اس لئے تم کو اسیر کر لیا ہے جو کچھ تم سے
 کہا ہے میں کہہ دینا یہ کتنا کہہ دیا کہ یہ غیر جادو کچھ شراب نکالے کیونکہ مجھ کو شراب کی بہت عادت ہے
 غیر جادو نے تعجب سے پوچھا کہ کشتن ہیں ہی شراب بخاری ہوئی ہے کہا کہ ہاں وہاں بھی ہوتی
 ہے سب عداوت نوش فرماتے ہیں وہاں کی شراب وہاں کی شراب سے زیادہ بہتر ہوتی ہے
 نہیں لی سکتے ہیں ایک شیشی میرے پاس ہے اگر تم شراب منگوا کر لے کر آؤ تو میں اس سے
 شراب کو نکال کر شراب لہرایں کروں کیونکہ یہ شعل ایکلے خوب ہے یہ ہوتا ہے اور اپنا نہیں معلوم
 ہے کہ غیر جادو نے کہا کہ آپ نے پاس وہ شراب ہے کہا کہ ہاں وہاں جب چلا تھا ایک سا شیشی
 بنا چلا تھا اس شیشی سے کہ وہاں کے شراب کی عادت ہو کر یہ شراب بہت پسند ہے یہ شراب
 یہ دیکھ کر آیا ہوں غیر جادو اور سفیر وہاں حاضر ہے اور یہ سب نے کہا کہ وہ اس قدر
 ہم سے دشمن ہیں کہ سب سے بدتر ہے کہ اگر آپکی عادت یہ ہوگی تو اس کے ذائقہ سے
 ہی وہ ان سے ہونگی اور ان سے بہت سے ہیں مگر وہ جو سب سے بدتر ہے کہ وہ شراب اور کو
 یہ شراب نہ کر سکو گے یہ شراب کو جو یہ شراب سے بدتر ہے کہ وہ شراب سے بہت سے شراب
 اور شراب سے بہت سے شراب ہے کہ ان شراب سے بہت سے شراب ہے کہ ان شراب سے بہت سے شراب
 بہت سے شراب ہے کہ ان شراب سے بہت سے شراب ہے کہ ان شراب سے بہت سے شراب ہے کہ ان شراب سے بہت سے شراب

بہر دست سر فرازیوں اور اوسکے ذائقے سے آشنا ہوں اور لیجور ہرک کے اوسکو انکھوں سے
نگاہیں چومیں اور اس خیال سے اوسکو پین کر شاید اسکی برکت سے جو کچھ ہمارے گناہ ہوں
وہ عنفوان ہو جائیں جو ابدا کا اسی غیر جادو تم لوگ اوس شراب کی برداشت نہ لاسکو گے ایسا
نہ ہو کہ اوسکو تم لوگ پیکر بیوشس ہو جادو تمکو گرمی نہ کرے اوس گرمی کے سبب سے تمہارے
ہوا میں نہ جاتے رہیں غیر جادو دینے جو ابدا کہ ہم بہ تدبیر کریں گے کہ جو شراب ہم اپنے پینے کے
لئے نکالتے ہیں اوس میں مقوری سی یہ شراب بھی ملا لینگے اور اپنی جانینگے جو ابدا کہ یہ تدبیر تھے
مخوب نکالی سوتی سے کشتہ اب نکا دین بھی نکالتا ہوں یہ سنے غیر جادو سنے حکم یا ابدا
چو بدایکو کہ تم بہت جلد بیوقت شہر کو جاؤ اور چند شیشہ شراب اب اس کے اور چند گلیاں اس
بلوری انماں نگار و چند کشتیان کہا ہوں کی راؤ اگر بہت جلد عرصہ نہ ہو چو بدایہ حکم پاکر
فوراً طرف درجہ کے روانہ ہوا جسے لانے نہ اب نہ کباب کے حب چو بدایہ جلا گیا اور سوت
نہ جادو سنے فرشتہ ندرت سے عرض کیا کہ سب تک شراب آئے آپ اوس شیشہ کو آٹھ
مالہ ہم لوگ اوسکو دیکھیں اور چومیں اور ہوسہ دین انکھوں سے نگاہیں سر پہ رکھیں راوی بہان
ازما کر کہ جب منیر جادو سنے کہا کہ ہم شراب کو دیکھیں پس انکھوں نے اوسوقت کہا کہ اگر نکال
یہ خواہش تو زمین نکالتا ہوں اور تم سکود بکھانا ہوں میں نے قصد کیا تھا کہ جب وہ شراب
اینگی تو میں نکالوں تم ذمہ لیش کرتے ہو ہو حب تمہاری زمایش کے قبل سے نکالتا ہوں
کہ اگر اوسوقت بغل میں سے ایک شیشہ نکال لاکہ جسکے اندر شراب بہشت بھری ہوئی تھی وہ
شیشہ سرخ ہو رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس میں خون ہو تر بھرا ہو کہ اگر وہ شراب بہشت ہو
اور یہ ایسی شراب ہو کہ اگر وہ قطرے اسکے ایک سن شراب میں دالے جائیں اوس کل شراب
کما ہی رنگ ہو جائے اور یہی اثر ہو جو اسکا اثری فیہ جادو سنے کہ کہ ملکوت شیشہ مرست ہو
اوس فرشتہ نے وہ شیشہ منیر کے ہاتھ میں دیا اور کہا کہ اوسکو نگھنا نہیں کیونکہ یہ شراب
بہت تیز ہوم لوگوں کے پینے کی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکی بوت کوئی خرابی پیدا ہو غیر جادو سنے
جو ابدا کہ آپ اطمینان رکھیں یہ ککر دہ شیشہ ہاتھ سے لایا پہلے آنکھوں سے نکالیا سر پر
رکھا ہوسہ دیا اسی طور سے جس قدر سا حرا اوس مقام پر تھے سب نے اسی طور سے تہاں

بر ایک نے سر پر رکھا اور چرما آگھون سے لگایا اور اس کے چہرے پر یاقوتی قدرت سے لپکا
 سامنے رکھا اب منیر جادو نے کہا کہ کچھ حال ہیشت کا بیان فرمائیے۔ اسی بیان کرنا جو کہ فرشتہ قدرت
 نے بیان کرنا شروع کیا کہ یوں تصریح ہوئے ہیں تمام درخت میوہ کھلے ہوئے ہیں طایران
 انوار الحان بہ وقت روز سرائی کرتے ہیں زمین جاری ہیں حوران بہشت و غلمان بہشت عمدہ عمدہ
 لباس مغفوت پہنے ہوئے ہیں جو پرواز کا اناجہ ہر زمانہ میں بہار کا سماں بہنا ہر وہان خزان
 ہر دخل نہیں ہر راوی بیان کرتا ہے کہ بہشت کچھ بیان کیا کہ منیر جادو دیکر سادون کو اشتیاق پیدا ہوا
 اور کہا کہ جی چاہتا ہوں کہ اس مقام کو دیکھیں جو ابدا کہ یہ مقام بدون مرے ہوئے دیکھنا اہل
 دنیا کو نصیب نہیں ہونا جو ان سب نے کہا کہ اچھا ہم حسب مرستہ تو یہ سب سامان دیکھیں گے
 جو ابدا کہ اچھا اتوں سبکی تم جادو مد سے زاید کردی جو جب یہ زمانہ ختم ہو گا تو وہ زمانہ آئیگا تو
 دیکھا جائیگا رادی بیان کرتا ہے کہ فرشتہ قدرت نے اول سے آخر تک کل واقعات رو بہ رو
 منیر دیاو کے اول سے آخر تک بیان کر دیئے جو جو واقعات اور حرکتیں سے تہ صا جقران
 طالعہ میں تشریف لائے تھے اور جو جو چیزیں خوارچہ عمر و سنے کی حقین اور جو جو علم شاد سے
 و غلطی سے ہوئے تھے سب بیان کر دیئے کوئی امر پوشیدہ نہ رکھا تھا۔ اب سے انتہا تک سب
 کہ سنایا کوئی واقعہ نہیں باقی رہا جو کہ نہ بیان کیا ہو رادی بیان کرتا ہے کہ بیان تو نیمہ میں بیٹھے
 فرشتہ قدرت منیر جادو سے باتیں کر رہے ہیں یہ انتظار ہے کہ چوہاں شراب بیکار آجائے
 تو مٹا بجواری کی جائے اور صا جقران زیر دایہ بیٹھے ہوئے ہیں جلا دیکھنا ہوا ہے کہ حکم سے
 تو قتل کر دیں اہل محبت بھی جو کہ باقی رہ گئے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ کون ہے کہ
 جس سے منیر جادو و کلام کر رہے ہیں اور وہ نیمہ میں بیٹھے ہوئے ہیں یہاں تو یہ حال ہے
 اب در شہد کا حال سماعت فرمائیے کہ منیر جادو نے اپنے بھائی نظیر جادو کو حاکم در بند مقرر کیا
 تھا اور تمام لشکر کو اس کے حوالہ کر دیا تھا نظیر دریا میں نہجا ہوا تھا سب سردار حاضر دربار تھے
 بشیر جادو اور ان بہت کدہ با تھا کہ نہ معلوم بھائی صاحب نے حمزہ صا جقران کو قتل کیا یا نہیں
 اور طلسم کو رواہ ہوئے حمزہ کا سرو لوح لیکر انہیں سرداروں نے جو ابدا کہ کتاب ساری میں
 ملاخو فرمائیے کہ کیا واقعہ گزرا یہ جو سرداروں نے بیان کیا نظیر جادو کو بھی خباں آیا یہ لوگ

یہ عیاری کی تمکون کی حمزہ سے باز رکھا ہوشیار ہو جاؤ اور پکڑنا سننے چاہا تھا کہ حمزہ کو رہ کر لون اور اسباب حمزہ پر قبضہ کروں اس سبب سے قصد کیا ہوا تھا بخوار سی ہوشیار بین ہوشی مد کر سبکو دون اور پیش کردن قتل دفع کر کے چلتا ہوں میں نے جو بیٹھے بیٹھے خیال کیا اور دل سے کہا کہ ذرا دیکھوں بھائی صاحب نے حمزہ کو قتل کیا کتاب سامری جواد نکھا کر دیکھی تو یہ واقعہ خبر پائی وہاں سے روانہ ہوا جلد اوٹھکرا سکو پکڑ لیئے یہ جاتا کہان پر پہلے نہ پائے یہ گناہ آواز دی کہ او ساربان زار سے حرام زادے تو نے بڑا دھوکا دیا اب تیری جی قصدا آگئی یہ کہل نہ پھیر جاؤ و طاعت زمین کے متوجہ ہوا رانستہا ہوا جب برق چمکی تھی تو خواجہ نے پست کر دیکھا تھا اور پھیر جاؤ و دیگر ساحرون نے بھی بنطیر کو پھیرنے پہچان کر یہ پھیر بھائی جب او سکی ساری تقریر سنیں تو پاچار کہا کہ ای بنطیر تو فرشتہ قدرت ہیں حمزہ کو لینے آئے ہیں حکم خداوند سامری و حبشہ یہ عم و بنین ہر تمکو دھوکا دیا ہر کہین ایسا غضب نکرنا کہ سحر کرنا ابھی متا سہمازل ہوگا خداوندون نے حمزہ کو بشت میں طلب کیا ہر کہ ہم خود پند نصیحت کرنے لگے اگر حمزہ مان بیگا ترخہ و رہنم ہیں والدین تم فرشتہ قدرت کو عمر و کتنے ہو تم میرے پاس آؤ میں تم سے سب حال بیان کروں اس وقت جو کچھ کتاب سامری سے ظاہر ہوا ہر وہ سب غلطی بنطیر نے کہا کہ بھائی صاحب یہ امر نہ بڑا مہر و عیاری ہوا سکو پکڑ کو پھیر جاؤ و نے کہا کہ یہ عمر و عیاری نہیں ہر وہ یہاں کمان او سکو خبر چھی نہ ہو کہ حمزہ کہان ہر اور حمزہ پر کیا گزری کہ نہ کہ حمزہ الیہ اس شکا خدا میں آیا تھا یہاں ایشا گاہی جاؤ آپ پکڑاؤ سکو لگا لایا میں نے قریب دیکر نہا کر رہا عم و بنکر میں ہوا او سکو کیا خبر و فتا تھا کہان ہی کہان ہر بنطیر نے اسی حالت پر داز میں جواسہا دیا کہ میں نہ مانواں گاہی ساربان زار ہر میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہر معلوم ہوا کہ آپ اسے فریب میں آگئے یہ کہل جب تک بنطیر جاؤ و اس کے قریب آئے اس نے سحر کیا او دھوکا دیا کہ بھی بہ نظر پر سنے کھٹے سے پکڑنے کھٹے کہ یہ کون ہر جو یہ کتنا ہوا جلد آنا ہر کہم ہر عیاری اس سے کہ کو ایونکہ سعادم ہو گیا جلد کول تدبیر کرد اپنے کو بچاؤ اور حمزہ کو بھی اندر میں خیر سے کہوں باہر آنا او سکی مقام پر چھار رہتا جیب یہ انا اور یہ اس فور سے کہ میں ہر سے سو وقت ہر کو آگاہ کر رہا ہر اگاہ کرنا سب ایشا نہ، حیرانی و برہنہ دیشہ و غیرہ ساست

رکھے ہوئے ہیں حال الماسی مار کر سب کو نذر زنبیل کر لیتا ان سب پر تو قبضہ کرتا پھر
 حمزہ کی تدبیر کرتا کیا خبر تھی کہ یہ واقعہ پیش آئیگا نیز اتنا جو ہونا تھا وہ ہوا چلکر حمزہ کو تو جال مار کر
 نذر زنبیل کر اب اسکو نہ چھوڑیہ خیال دل میں کر کے یا تو کھڑے ہوئے دیکھ رہے تھے
 جب انکی نگاہ بنفیر پر پڑی انھوں نے اسکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا پس خواجہ
 یہ کہتے ہوئے چلے کہ اوبے او سب کہ جراتا ہو پس اسی مقام پر کھڑا رہ میں فرشتہ قدرت
 ہوں تو میرے حال سے نگاہ نہیں پرستیں حکم خداوند حمزہ کو لینے آیا ہوں دیکھو وہ کام نہ کر کہ
 جس سے خداوند بخیر سے خوش ہو جائیں ابھی تو خوشی میں ناراض ہو کر کوئی
 عذاب نازل کرین تو پڑی خرابی ہو تو اسے سنا تو اروں کو بھی مبتلا سے عذاب
 کیا ہا ہتا ہی فرشتگان خداوند کو عمر و بتاتا ہو دیکھ ہو شہار ہو میرے او پر عذاب نازل
 ہوتا ہو پڑی بنفیر نے جاسب دیا کہ یہ دعویٰ کسی اور کو دنیا تیری بل سے خداوند میرے او پر
 عذاب نازل کرین گے تو کون دہم او کون پر عذاب نازل ہو گا میں نہ انوں کا تو منور
 عمر و عیار ہو رہ تو جا میرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہو کہ کمر پڑی بنفیر جادو نے سحر کیا اور کہا
 او حذر تار سے ساربان تارو کے حمزہ کی طرف کہاں جاتا ہو صاحبقران بھی جتنے ہوئے
 اسی حالت میں دیکھ رہے تھے کہ وہ فرشتہ عجیب اختفت ہو کہ مجھو ہکا نے آیا
 تھا گو اپنے کو فرشتہ کہتا ہو کوئی بچہ شیطان علیہ السلام میسر جادو کے پاس گیا اس
 کچھ کہا خیمہ سے نکل کر پھر میری طرف چلا تھا کہ پڑی بنفیر جادو اور میسر جادو آیا
 اسنے اگر ڈانٹا اب اس کے اور اس بچہ شیطان کے گفتگو ہو رہی ہی یقین ہو
 کہ یہ کوئی سادہ بچہ یا کوئی بھکاری ہو اسی بیان کرتا ہو کہ اسقدر فاصلہ ہو کہ جو گفتگو ہوئی
 عی وہ صاحبقران نے سنی یہ منور دیکھا کہ کچھ بات ہو تو ہو رہی ہیں صاحبقران اسی
 طرف ملاحظہ فرما رہے تھے کہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جب باہم تقریر ہو چکی تو وہ
 بچہ شیطان اس طرف چند قدم چلا تھا کہ پڑی بنفیر نے کچھ سحر پڑھ کر اس پر دم کیا کہ ایک
 شعلہ پیدا ہوا وہ شعلہ اس پر آکر گر اس شعلہ نے اس فرشتہ ثقلی کو جلا دیا راوی بیان
 کرتا ہو کہ اس شعلہ نے سب ہانگ و در و عن عیاری کو جلا دیا وہ سرجو ستوے

کئے تھے وہ بھی جل گئے خواجہ کی اصلی صورت نظر آئی اب جو صاحبقران نے
 ملاحظہ فرمایا اور سب ساحرون وغیرہ ساحرون نے خواجہ کو پہچان لیا مینہ جادو نے بھی پہچانا
 صاحبقران نے جو خواجہ کو دیکھا ایک آہ کی اور دل میں کہا کہ افسوس کیسے ہم بد نصیب
 ہیں کہ خواجہ سلامت ہماری رہائی کی فکر میں آئے تھے اور عیاری میں کی تھی مگر تقدیر نے ایسی
 کی کہ ہم پورے طور سے نہ ہو سکا صاحبقران نے اوسے حالت گرفتاری میں دیکھا کہ
 کہ خواجہ سلام علیک تم کیونکہ بد نصیب کی رہائی کی فکر میں آئے کہ یہاں اگر تم بھی اسیر
 ہو گئے اور پہچانے گئے کیا کتنا واقعی کیا خوب عیاری کی تھی مگر تقدیر نے ہماری تقدیر کو اپنی
 اسی کر گزرتے یہ جو صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ نے اپنے جواب نہ دیا وہ تو وہ مشغلہ خواجہ پر
 گرا اور رنگ و روغن عیاری جاتا رہا اصلی صورت نظر آئی اور سب نے پہچان لیا نظیر نے دیکھا کہ
 کیونکہ تو فرشتہ قدرت تھا تجھ کو سامری نے تھوڑے لمبے عرصہ تک دیا کہ جا کر حمزہ کو یہ رہ
 دینا سے لڑا میں اوسے بہتہ میں ڈال دینا اور حمزہ کو طلب کیا تھا تو سب نے بھی صاحب کو اکر
 دھوکا دیا تھا اور اٹھوا س اس امر پر اتنی کیا تھا مجبور ہو کر دیتا تھا اور ہوتا تھا یہ کیا
 ہوا اب بتا کہ تو کون ہو خواجہ نے جواب دیا کہ تو کیا کروں نے دھوکا نہ کھایا یہ حمزہ کی تقدیر تھی
 تو رہا کر لیا تھا اور لوح و قلم پر بھی قبضہ لایا مگر تو مجھ سے دھوکے میں نہ آیا تو برا سیانہ لگانا
 معلوم تھا کہ کیونکر خبر ہو گئی مگر یہ کہے دیتا ہوں کہ تیری قضا تجھ کو بیان کھینچ لائی ہو تو یہ سب
 ہاتھ سے غور مالا جائیگا اس سے تو خوش نہ ہونا کہ تو نے تجھ کو پہچان لیا نہ اسل مر پناہ کرنا کہ میں نے
 عمر و عیاری کو پہچان کر رنگ و روغن عیاری کو بڑھات کیا اب میں اسیر کر لوں گا یہ بالکل غیر ممکن
 ہے میں تیرے ہاتھ نہ آؤں گا نہ میری زندگی میں تو حمزہ کو قتل کر سکتا ہے جب تک میں زندہ ہوں
 تجھ کو صاف قتل کر کے نکلا ہوا چلا جاؤں گا میں یہ جانتا ہوں کہ تم سب کی قضا آئی ہو جو حمزہ کو
 تم نے اسیر کیا حمزہ نہیں اسیر ہوا ہے تم سب بچہ اجل میں اسیر ہوئے ہو موت تم سب کا وہاں ہے
 ہوئے ہو یہ لکھ کر آپ نے اس خیال سے گلیم پر ہاتھ ڈالا کہ جیسے یہ سحر کر کے ویسے میں گلیم
 اور سحر غائب ہو جاؤں بے نظیر جادو و سحر لغزیر خواجہ کی شک جواب دیا کہ نہ معلوم کسی
 قضا آئی ہے اگر ہم سب کی قضا آئی ہوتی تو میرے دل میں یہ بات نہ پیدا ہوتی کہ کتاب سامری میں

دیکھتا اور یہ میرے اوپر ظاہر ہوتا کہ عمرو عیار میں رہا دو کو نقرہ دیکر رہ کر کے لئے جاتا ہو پس
 یہ میں کتاب میں دیکھتا وہاں سے چلا اس خیال سے کہ جا کر اگر ابھی عمرو گیا ہو اور حمزہ رہا ہو ہو
 تو عمرو کو اسیر کر لوں چونکہ عیسیٰ اور حمزہ کی قتل تھی تو انپاکام پورے طور سے نہ کرنے پایا تھا
 کہ میں آپو سچا اسب نوکمان جائیگا بڑی نظیر نے تو یہ کہا اور عمرو عیار میں رہا ہو دیکھا
 اور خیال کیا کہ تو نے بڑا دھوکا کھایا تھا ارہست بڑی عیاری کی تھی خوب وقت پر نظیر
 آکر پہونچا گواو سے مجھ اس خیال سے آگاہ بھی کیا مگر مجھ کو یقین نہ آتا تھا آخر کو اسنے سحر کر کے
 او سکون ظاہر کیا میرا کام کیا درتہ عمرو تو حمزہ کو ڈھلا تھا اسکو بھی اسیر کرنا چاہتے تھے۔ دل میں
 خیال کر کے کہ تو اہل کو حکم دیا کہ اس ساربان زادے حرام زادے عمرو کو اسیر کر لو جانے نہ
 پائے راوی بیان کرتا ہو کہ خواجہ عمرو کل تصویر ہر ایک ساحر کے صفحہ دل پر کھینچی ہوئی ہو جو دیکھو
 اصلی صورت وہ پہچان لیا کوئی شناخت کرنے کی ضرورت نہیں ہو پس میں جادو کا حکم
 دیا تھا کہ کو تو اہل چند ساحرون دیادون کو لیسک فساد رہی بہ اقصاء گرفتاری خواجہ عمرو
 چلا لینا لیتا تھا ہوا خواجہ نے جو اہل سبکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا نیچے کمر سے لیا اور
 بیٹھ جادو نے پکار کر کہا کہ تم نوک بیکار آتے ہو میں اسکو پکڑے لیتا ہوں اہل لوگوں نے
 کہا کہ آپ بیکار تکلیف فرمایا میں ہم سب غلام آپکے اسیر کیے لیتے ہیں بڑی نظیر نے کہا کہ نہیں
 جب تک تم آؤ گے میں اسیر کر لوں گا یہ لکھ کر آواز دی کہ بغیر اسے زمین خواجہ عمرو را او حرو
 اسنے صدا سے گہری اودھو خواجہ نے جیسے اوسکے لبوں کو حرکت میں پایا جب تک
 وہ پوری گیر کی صدا کو ختم کر کے خواجہ نے گلیم اور حولی اور اوس مقام سے الگ ہٹ کر
 کھڑے ہو گئے اودھو بڑی نظیر نے آواز گیر دیکر اہل لوگوں سے کہا کہ میں نے سحر کر دیا ہو اوسکے
 پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہیں جا کر شکین باندھ لو جب تم شکین باندھ لو گے اوسوقت میں
 سحر اوتار لوں گا میں بھائی صاحب کے پاس جاتا ہوں یہ لکھ کر بڑی نظیر اوس خیمہ میں آیا کہ جہاں
 میں رہا دو بیٹھا ہوا تھا اگر بھائی کو سلام کیا اودھو کو تو اہل وغیرہ نے جو دیکھا تو خواجہ کو اوس
 مقام پہنچا یا حیران ہو کر اودھو حرو دیکھا کسی طرف پتہ نہ تھا آپ وہاں سے اٹھ کر لے گئے
 اوس خیمہ میں یہ خیال کر کے اُسے کہ وہاں پہونچ کر اپنے کو ظاہر کر کے جال الباسی مار کر لو

و غیرہ کو نذر نسیل کر لون و بان سے پھر کر حمزہ کے گھٹے میں ڈال دین یہ تو کلیم اور ست ہوئے
یہاں آئے اور حریب اون ساحروں سے خواجہ کو اس مقام پر نہ پایا تو حیران ہو کر پلٹے اور
کہا بڑی نظیر کے پاس اگر کہ وہاں یہ تو عمرو بنین ہوا آپ کہلی گرفتاری کا حکم دے آئے تھے
راوی بیان کرتا ہے کہ بڑی نظیر جاو خیمہ میں حبیب آیا تھا بھائی کو سلام کر کے برابر بیٹھ گیا تھا
اور کہہ رہا تھا کہ آپ نے بڑا دھوکا کھایا تھا خبر ہوئی کہ میں نے کتاب میں دیکھ لیا اور یہاں
عین وقت پر پہونچا بارے بڑی خیریت ہوئی کہ وہ حمزہ کو رہا کرنے پایا نہ آپ کو کو
میںوش کرنے پایا یہ لوح و غیرہ کیوں آپ نے صندوق سے نکالی تھی غیر جاو و سنے
کہا کہ اسے نسبت خدا چہ عمر و سنے کہا تھا کہ خداوند نے لوح طالعہ دیگر اثاثہ صاحب قرانی طلب
فرمایا ہوا یہ فرمایا ہوا کہ میں ان سب اثاثہ کو ہشت میں رکھوں گا تاکہ کوئی دوسرا نہ پاسکے اس
سب سے کہ جب کوئی پائیکا پھر طلسم کو کیونکر فتح ہوگا چنانچہ میں نے دینے کی عرض سے
نکالا تھا سب سب کو یہ معاویہ کہ کہ جب تک شراب و غیرہ اسے میں نہ کر دے کہ وہ ان
دشمنوں کے ہاتھ نہ میرے ہوا آئے ہیں میں نے کہا کہ بت بہتر ایک اختیار ہو وہ یہاں سے
ہو ٹھکر چلا جی تھا کہ تم اگر سوچئے اور تم نے نہ کر کے اس کو ظاہر کیا دینہ وہ اپنا کام کر چکا تھا تو
ویر تم اور نہ آتے تو وہ حمزہ کو رہا کر لیتا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ شراب اور سنے اس عرض سے
لنگھائی تھی کہ او سمین بیوشی ملا کر ہم سب کو پلاتا جب ہم سب میںوش ہو جائے وہ ہم سب کو قتل
کرتا اور بلا خوف و خطر حمزہ کو رہا کرے ہوئے بھیجے سلامت بلا دست پلا جاتا کوئی رد کئے والا
نہ خدا وہ تو تم اس کے بڑی نظیر نے جواب دیا کہ وہ تو جو کہ ہوا ہوا اب آپ ان چیزوں کو اس کا کہندون
میں رکھیے اور حمزہ کے قتل کا حکم دیجئے میں نے اسے اسیر کر لیا ہوں تو ان دینہ جا کر شکیں پائے
ایں تو میں اپنا سحر اوتار لون حبیب دہ اسیر ہو جائے تو یہ حاجت جب کا کہ اس کو بیان لاؤ اسی طاف سے
لیجاؤ جہاں حمزہ مقید بیٹھا ہو یہی حمزہ کو قتل کرنا ہے اس کو کہ یہ حمزہ کو قتل ہوئے ہوئے
دیکھے اور اس کو مدد ہو مگر کہ بنائے کے یہ بہت شہر میں زبان و لسان ہوا ایسا منوک مجاؤ اور آپ کو باتوں
میں لگا لے اور کوئی تازہ فقرہ دے اور رہا ہو جائے تو بڑی تیزی میں حبیب یہ دونوں اس
ہو جائے ان دونوں کے سر پر آپ حضرت شمس الدین نے چاہئے کہ در ذریعہ کا

ہوئے برائوت اسی عیار کا تھا کہ جب یہ جادو سے نکل کر خبر پائی کہ ضرور بیان آئینگانہ معلوم کر گیا
 آئینہ برپا کر کے خیر خداوند نے اپنا نشان کیا جو کہ ان کو ڈٹا ڈھا اور سکویوں پر لڑائی کیا اور ایک اقبال
 نے یہ دیکھ کر یوں آنا بڑا دشمن بنا تھا گیا مینہ جادو سے نہ کھڑکھٹکتے ہوئے بائیں ہوتی تھیں کہ گونواں نے
 وہی لڑائی کر بیان کی کہ آپ جسکی گرفتاری کا حکم دے آئے تھے وہ تو وہاں پر نہیں ہی ہم نے بہت تلاش کیا
 پتہ نہ ملا نہ معلوم کدھر چلا گیا بنظیر نے یہ سنا کہ جو اب دیا کہ تم رگ بکتے کیا ہو تھارے جو اس بھی درست ہیں ایسے
 بدحواس ہوئے ہو ایک عیار کے کہنے سے باد چودیکہ وہ مستی سے سحر ہی زمین اس کے پاؤں پکڑے ہوئے
 ہی اور تم کہتے ہو کہ وہ اس مقام پر نہیں ہی کہ ذکر خیل گوراکھ کے کہ جس کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ہوں وہ
 کیونکر کہیں جاسکتا ہو اور خون نے جو اب دیا کہ تم آپ سے سچ عرض کرتے ہیں کہ وہ اس مقام پر نہیں ہی
 بنظیر نے کہا کہ تم دیوانے ہو گئے ہو شاید تمھاری آنکھوں کی بصارت بھی جاتی ہی ہو کہ ان کے ہاتھ
 جو ذکر عرض کیا کہ جو کچھ حضور ارشاد فرمایا وہ سبجا ہی آپ خود ملاحظہ فرمالیں میرے جھوٹ و سچ کا
 ظاہر ہو جائیگا بنظیر نے یہ سنا کہ اس طرف کو دیکھا خواہ کہ اس مقام پر نہ پایا دورین سحر اوٹھا کر اوٹھو
 پر لنگا کر دیکھا جب بھی خواجہ نظر نہ آئے اب تو یہ بھی حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہو جب میں نے
 صد اسے گیر دی تھی وہ اس وقت تک سامنے کھڑا ہوا تھا یہ ممکن نہیں ہی کہ وہ چلا گیا ہو کیا میرے سحر
 نے خطا کی جب خواجہ کو بنظیر نے اس مقام پر نہ دیکھا متعجب ہو کر نہ جادو اپنے بھائی سے
 کہا کہ اس وقت میں سخت حیران ہوں کہ میں عمر و عیار کو اسیر کر کے بیان کیا تھا میں نے سحر کہا تھا
 زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے تھے میں نے گونواں سے حکم دیا تھا کہ تم جا کر اسیر کر لو اس نے آکر کہا
 کہ خواجہ اس مقام پر نہیں ہیں میں اسکو اسیر کروں مجھے اس کے کہنے کا یقین نہ آیا میں نے خود دیکھا
 جب یوں نہ نظر آیا تو دھین سے دیکھا اس مقام پر نہ پایا یہ کیا امر ہو یہ نا عید کہاں چلا گیا
 بنظیر چاؤ لے کہا کہ یہ امر میرے بھی قیاس میں نہیں آتا ہی کہ یہ کیا واقعہ ہی میں خود حیران ہوں کہ
 کیا بتاؤں میں خود اسکو تباہے سحر کر کے آیا تھا کیونکہ میں کہوں کہ وہ رہا ہو گیا بنظیر نے کہا کہ میں
 ابھی دریافت کیے لیتا ہوں سحر سے راوی بیان کرتا ہی کہ خواجہ اس مقام پر کھڑے ہوئے یہ
 سب تفرس رہے تھے جب خواجہ نے دیکھا بنظیر جادو و سحر سے دریافت کرتا ہی نور اداں
 سے چل کھڑے ہوئے یہ خیالی کر کے کہ چلو تیرہ کو نذر زخمیل کر لو رہا کر کے پس خواجہ دبان

سے صاحبقران کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت اور میرے ساتھ ہیں
 چکے نہ رہیں گے یہاں سے یہاں شکست میں بہت سے سارے ہیں کوئی نہ کوئی اس قبیلہ کو
 تیرے جسم پر جو سحر کے بل بوتے کر دینا تم پر ہو جائے گا جسکو پہنچ کر تیرے لوج کی فکر نہ کرے
 صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ جو یہ تو بھی نہ ہوگا کہ میں یوں نہ چاہوں کہ میرے مشق میں رہا
 ہوتا ہی تو کوئی اور صورت پیدا ہوگی اگر یہی قننا ہی تو تم لاکھ بچاؤ گے نہ پوچھا اور میں یوں نہ
 جاؤنگا عمروں کے گناہ کے جو میرے کئے پر عمل کر اور میرے پوراہ چلے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ
 تم بیکار نظر ہو محبت کرے تب میں جب تک رہا نہ ہو لنگا اور سو وقت تک یہاں سے نہ ہٹاؤں گا
 اور جب تک میں درہند کو فتح نہ کروں گا ہرگز یہاں سے قدم نہ بڑھاؤنگا ہوں میرے چادو و قوتی تیرا
 کو قتل کیے ہوئے یہاں سے ہانا میرا لکان سے باہر ہو نہ آج تم میری طبیعت اور عادت اور
 فصاحت سے بخوبی واقف ہو جب میں عقاب میں پہنچ گیا تھا اور تیرا بدن قسم کی لٹا بیٹھا اور
 زمینیں نقبیں اور سو وقت بھی تم نے مجھ سے کہ تھا کہ میں زنبیل میں ڈال لوں اور یہاں سے
 لٹا کر رہا کروں میں نے یہاں اس امر کو گواہ نہیں کیا تو سہا کیوں گوارا کرنے لگا یہاں تو طبیعت
 تو اسکی بار نہیں ہر اسکا ایک حصہ بھی نہیں ہے یہ میں کہوں گوارا کروں کہ تم چکے نہ رہیں
 کر کے لٹاؤ تم شجر جاؤ خدا توئی نہ کوئی اور رہائی کی تدبیر ہو کر یا خواجہ کے گناہ کے پھیلے ہیں
 عیاں سے تمہاری قید میرے دیتے ہوں تم رہا رہا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ تم رہا
 تو سوہن سے نکالتے دو گے اور شہید ہو کر نہ روئے گی تم بلکہ شہید ہو کر عذاب کا پورا پورا
 میں اور سو وقت رہا ہو لنگا تم اپنی جان بچا کر یہاں سے چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ کوئی سا قتل کرے
 تم ہو رہا ہو گے تو کوئی نہ کوئی تدبیر کر کے ان کو گولہ قتل کر دے یا شکست میں جا کر اہل لشکر میں
 سے آگاہ کرو گے وہ لوگ یہاں آکر کوئی نہ کرے گا خواجہ کے گناہ کے جب تک وہ لوگ یہاں آئیں
 کہ میں ان کو خیر کرے جاؤنگا جب تک یہاں تک کہ تمام ہتھیار وہ لوگ یہاں آکر لٹا
 صاحبقران نے فرمایا کہ ان کے یہاں آئے سے یہاں ہو گا کہ ان کے چکے نہ رہیں
 قبر بنا کر غسل دیئے اور کفن نماز جنازہ ہوگی سب ملے گا قہار میں سے تمہارے زور سے
 اور رہا رہا سے یہ ہو گا کہ تم کبھی کوئی نہ کر دو گے تمہارے سبب سے ان کے زور سے

اوسکی خبر لیا کرو گے دوسرے جو میرا غریب و یتیم و سدا لگے اوسکو نشان خبر تبادو گے وہ فائدہ پہنچا
 خواجہ نے کہا کہ سپہ معلوم ہوا کہ نکاح بھی عورتوں کی طرحت باتیں بنانا آتی ہیں اسی سبب سے منع کرتا تھا کہ
 زیادہ عورتوں کی صحبت میں نہ بیجو اور اسقدر نکاح نہ کرو یہ مستورات کی صحبت کا اثر ہے جو تم ایسی باتیں
 کرتے ہو غیر معلوم ہوا کہ تمہاری رہائی کا اچھی زبانہ نہیں ہے جو تم میرے کہنے پر عمل نہیں کرتے موصوفین جانتے ہیں
 کیا کروں بن پر لکھا ہے توجہ کر لیں شکر کو خبر کرتا ہوں یہ کوکر خواجہ دہان سے چلے تھوڑی دور چلے تھے
 کہ اوو ہونٹ پھیرنے جو سحر کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ جب سدا سے گیر دی تھی تو خواجہ کلیم اور جوکر
 دہان سے مل کر تھیر جادو کے پاس چلے آئے تھے اب کلیم اور وہ ہوسلے حمزہ سے باتیں کر رہے
 ہیں جو تھپڑ ہونٹ پھیرنے حکم دیا کو تو اں کو کہ عمر و حمزہ سے باتیں کر رہا ہے اوسکو جا کر پکڑ لاؤ کو تو اں
 اوں ساحر دیکھ کر حلائے باہم باتیں کرتے جلنے تھے کہ چاروں طرف سے چل کر بھیجے اور ایسا مرتبہ جاؤ
 تاکہ وہ خبردار نہ ہوسکے پاسے خواجہ جواد دھر سے چلے تھے جب ان سبکو اوس طرف آتے ہوئے دیکھا
 تو یہ بھی اونکی طرف چلے جب اونکے قریب پہنچے تو اونکی تقریر سنی معلوم ہوا کہ یہ میری گرفتاری کو چلے
 ہیں ہونٹ پھیر جادو و مینر جادو نے روانہ کیا ہر کیونکہ اوسے حسرت و ریاضت کیا ہو گا اوسکو معلوم ہوا ہونٹ
 کہ میں فلان مقام پر ہوں پس اوسے اُنکو روانہ کیا خیر اگر یہ اس قصد سے آتے ہیں تو اُنکو اس طرف
 آنے کا نہ اچھا دون یہ بھی تو جانیں کہ ہم کسی گرفتاری کو اپنے مالکوں کے حکم سے گئے تھے یہ
 دیکھا اور توجہ بڑا کر کے اونکے درمیان میں اگر کلیم سر سے اوتاری تو وہ کیا منہم خواجہ عمر و ابن اسیر عذری
 عیار حمزہ صاحب قرآن یہ نعرہ کر کے اونیچ لیکر کمر سے اوپر چڑھے اونکو سحر کر کے کی مہلت نہ دی لپ
 ہلانے کی فرست نہ دی اب جو حمل کیا ایسی ہی حملہ میں پانچ ساحر دھکا کام تمام کیا کسی کے پاؤں قہر کر کے
 کسی کے سر کسی کے ہاتھ اسی طور سے دو چار کوز غمی کیا پانچ چہ کو ہاک کیا یہ طریقہ تھا کہ بوٹ لگا کر اوں
 تھک کر ڈالے وہ جیسے گرنے لگا اب جہت کرتے دوسرے کئی پشت پر تھے جاتے جاتے اوسکے ہاتھ
 رسید رہا یا کہ وہ پاؤں کے قلم ہونے لگے گرا تھا کہ اوس سے جو ہاتھ پڑا سر اڑ گیا جسنی پشت پر ہو چکے
 تھے اوسکر پار کر لیا کہ پستیا یہ ہو جاتی رہی اہل تیرے اوپر آپد پئی ہر دہ بے تک پہنچے کہ اوس
 کیا کہ اوسکے سر اڑ گیا کہ وہ مرکز گیر اپنے جہت کر کے تیسرے کے روش پر تھا اوسنے جو برا خبری درش پر پائی
 خیال کیا کہ یہ کون ہا میرے دوست پر یہ قصد کیا کہ اُسکے پاؤں ہاتھ سے پکڑ لیں اوسنے اس قصد سے

یہ بھابھ اور خواجہ نے نیچے اڑ گئی گردن پر سے یہ کہہ کر اسکا سر اڑ گیا وہ لڑنے لگا یہ جھٹکا کر کے لوہے میں جھٹ
ایک اور ساحر کھڑا ہوا تھا میراں حیران و معزور وہ دیکھ رہا تھا کہ یہ عمر و سکر کے نعرہ کی صدا کہاں سے آئی
خون نے آنے ہی اور کڑیپ اور ذوق کی ہوشیاری ہو جا رہی تھی اب جو نیچے مارا شلمہ ایک قصہ پائے ہو
ساحر دن کے سرے کی غصہ مست ہونے کو مٹا کر وہ چار کے پاؤں اڑنے لگا وہ بڑے عوام پر دست
چمک چمک کر بونگو قتل کر رہے تھے پیش برت سے تودہ رہا تھا پھلاواٹ لٹک لٹک کر آئے تھے یہ
جا پڑے اور ساوہک کیا بھی اسکا مال ہی اور سدا قتل کیا تب تو اچھلے اس نے اسے دس پانچ کو
مجرور کیا ورنہ چھ کو بلے سا کہ تو وہ شخص ہیں مہر و دوسے چند اس طرح سے منہا ہائے اور سدا
اس جاسکے ہے شونہج کیا کہ لیتا پائے یہ عیار مل گیا ڈالنا زکوٰۃ الی وہ بہت کھڑا ہوا کہ
ہر کہ کڑو کڑو لو جانے نردودہ جواب دیتے ہیں کہ اسکو بکڑ لہن وہ با سدا آتا ہی نہیں ہر چھلا دیتا
ایا برت جھندہ ہر مل تھا آئی تو کڑمین ذرا آپ ہی اگر کڑ لیجئے یہ شور و غل جو ہر اہل تماشا سے بھی
سنا کہ یہ کیا واقعہ ہر کیونکہ سب سماعت قرآن کی آیت دیکھ رہے تھے یہ شور و غل کو سنا اور اس
طرح سے جو دیکھا تو کیا نظر نہ یک و بلا تھا آدمی قد اور چند ساحروں سے لڑ رہا تھا جمعیت جھپٹ
اور بہت دغیر کر کے اور وہ اسکا کچھ نہیں بنا سکتے ہیں اب تو وہ سب اس طرح کو منور
ہو گئے اور اس لڑائی کا تماشا دیکھنے لگے اور لڑ رہے تھے جب کو تو ال سنہ دیکھا کہ ان لوگوں کا
قالبہ نہیں چلتا ہر سب قتل ہوئے جاتے ہیں یہاں ہر تہ نہیں آتا تو یہیں کو تو ال رہا گئے
ہو ادا ان سب کو لیکر یہ کتا ہوا کہ ان ایسی بلاست رہے اور بکڑنے کو جانے والے یہ جانتے تو کہیں اس
ار کا قصد کرنے آپ تو پین سے بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے اس کے منہ میں جھپٹ دیا کہ ہوا اسے کر لیا و اچھ
کو تو ال گیا ہر پاڑے لگا ہوا کہ ایک مرتبہ شہر و غل کی جوتراں آئی الہا کہنے والے نے زیارہ توبہ
بھویان آفت جان ہر مل تو نہیں آتا کہ بھولنا ایسا کہ ہم ہاں سے الہا کہنے والے نے توبہ جان
وہ بھ نہیں کہ ہم بیکار کو بر بار کریں یہ جو مل آئی تیرہ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ
ساڑھ لٹا آیا کہ کو تو ال آئے آگے تپ ہن وہ لڑ رہا ہی اور میں الی نہ لڑتا ہی یہ سدا گانہ
کہ بکا شہانہ شہانہ خون ہن ہاں آتا ہر اونکے منہ میں تیرہ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ
ہی تے ہون آپ و چا کیوں اتنا زالی یہ سدا ایسے کہ تیرہ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ چار و ڈیڑھ

جو یہ واقعہ دیکھا ایک مرتبہ پیشتر ہے۔ اچھے بھائی سے کہیں کہ میں جان اس عیار کو اس پر کیجئے لان ہوں
 اسنے تو آواز سے برپا ہوئی کہ یہ بچے کتنے کو بوجھ کر کہا ہو کو تو ال بار صنیعہ ساحر ہی مگر بھاکہ کھڑا
 ہوا ہوا ایک یار سے منہ چاڑھو سنئے جواب دیا کہ ہر اور بھائی برابرتی اسی مقام پر قیام کر رہا ہے
 ہو گا کہ یہ اور جیوں و نا اہل جیوں کی تمہیک دور بند کو چلے جاؤ میں ان سے سمجھ لوں گا کہ نظیر نے کہا
 کہ بھال صاحب یہ اس وقت تو یہاں سے جاؤ نہ میں خود جا کر اسکو اسیر کروں گا نہ یہ قبول دیا
 کہ تم یہاں سے واپس دڑو کہ نہ بدو مارو، غیرہ سے پوشیدہ رہنا ہی نظیر نے کہا کہ آپ یہاں سے واپس
 میں جاتا ہوں یہ ہم کو ہر قسمی حالتوں میں اس تبدیلی میں کہ یہ چاہئے منشیب ہیں اس
 ہر کسی تھے خواجہ بھی کہ یہ چاہئے کہ اس نے پکار کر کہا کہ ای بی نظیر جاؤ وغیرہ جاؤ و جلد بکرو اس عیار بکار
 سے بچے یہ نوجوان سے بہ درمان آفت جان و جیت تک ہم سحر کریں کریں تبت تک اس سے ہم سے بکار
 ہلاک کر ڈالو تو تھکے تھکے کی محبت نہ ہی آخر کو ہم اپنی جان بیکر جا سگے وہ بھی منشیب ہیں مثل اہل
 دمان سے کہ یہ آتا ہی منیر جاؤ وہ بی نظیر جاؤ و سنئے ہم ہو کر کہا کہ آفت ہو تم لوگوں پر کہ ایک عیار سے
 ساحر ہو کر بھلے ہو جاؤ و منشیب تم ساحر ہو اور وہ غیر ساحر ہو اور اکیلا ہی اور تم قریب بچاس کے ہو تو نہ ہی
 قول ہو کہ او یہ شلب ہلکے کی بدست نہ ہی اور دس بائچ کو ہلاک کر ڈالو پس تم لوگ نہ ہی جاؤ میں
 اس پر کہ لیتا ہوں کو تو اس نے منہ کیا کہ خداوندہ برق جندہ کا طریقہ رکھ کر کہ گری اور کام
 تمام کیا اور یوں نہ ہو کہی چہرہ جاؤ و نئے جواہر یا کردہ تمہارے نہیں میں برق جندہ کا طریقہ رکھ کر
 بھلا ہمارے روئے و کیا اس طریقہ سے تھا نہ کر لیا آنکھ ملنے ہی ملے لگا کو تو ال نے عرض کیا کہ بہت
 ڈوب یہ عرض کر کے قصہ کیا تھا کہ سامنے سے ہنوں کہ خواجہ تو عذاب میں چلے آتے ہی تھے جو لوگ
 کہ کو تو ال کی پشت پر تھے خواجہ اپون لوگوں پر اگر مثل بلا سے بہرہ و برق کے گئے گئیہ سرفراہ کر دالا
 اور کسی کا پاؤں اور کسی کا شکم جاک قصہ پاک کیا پھر تلاطم مچا کہ وہ بلا لگی کہ ان سچ کر جا میں منیر جاؤ
 و منیر جاؤ و سنے جو یہ طریقہ خواجہ کے رٹنے کا دیکھا میں ان ہو کر سگے مثل نفویر کے کھڑے ہو کر
 تماشا دیکھنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ ان دونوں کو ایسی حیرت ہوئی کہ سحر وغیرہ کرنا بھول گئے
 پس کھڑے ہوئے و بکھ رہے ہیں یہ تھکے تھکے نہیں ہلاتے ہیں راوی کہتا ہے کہ اس وقت خواجہ غم و
 بھی جان پہ بکھیتے ہوئے لرزے تھے صرف اس خیال سے کہ حمزہ قید میں ہے عیاری کی تھی ای

اس کے۔ دماغ کی فکر کی تھی کہ وہ عیاری نہ تھی میرا راز افشاں نہ کیا حمزہ سے جا کرین نے کہا جس
 میں تم کو بیان سے زنبیل میں رکھ کر بیچاؤں حمزہ نے مانا یہ سب کہنے کو قبول نہیں کیا اس سے معلوم
 ہوتا ہے کہ حمزہ کی قضا آئی ہو جو وہ کسی امر کو قبول نہیں کرتا اگرین بیان اس کو چھوڑ کر داتا ہوں
 اور جا کر اس لشکر کو خبر دے بیان تو اسے عرصہ میں بیان حمزہ قتل ہو جائیگا اہل لشکر بیان کا
 کیا نہایت گیسے ہیں بیوی جو کہ تو بھی اپنی جان رس بد حمزہ تیری نہ گئی ہو گی۔ جو پس سیری خداوند کریم
 جو عمارت قبل حمزہ کے یہاں کہ تمام ہو گوین شری چیز کا نام میں میں ہوں اس کا خیال میں نہیں کرتا ہوں
 اگر حمزہ کی قضا آئی ہو تو قبول اس کے یہی قضا آتا ہے جس شہید کے ساتھ میں جڑھن شری کی خواہش کر رہی
 کرتا ہوں پس یہ خیال کر کے خواہیے اپنے کو لٹا کر گیا تھا اور کو تو اس کے ہمارے ہونے سے لڑنے
 کے لیے ہی سبب سے خواہیے ہوتے ہوئے اس مقام تک آئے تھے کہ زبان میں وہ پھر کشت ہو
 بیٹ بیان پر ہی اگر خواہیے نے دو پا کو زخمی کیا اور تین چار کو جان سے ملا اس مالد ہر خواہیے داتا ہوں
 بن خواہیے کو یہ یاد نہ یا کہ تم سر داروں کو زخمی کوہ شہداء آئے ہو اور زخمی کہ آئے ہو اگر حمزہ پر وقت
 سون ہو تا تو میں تم کو تو زخمی اور آتا تو زخمی اگر گناہ کرنا اور وقت ایسے سمجھتا ہوں یہ ہر خواہیے اس کے
 اس ہر خواہیے یاں زیادہ ہر سبب اب جو خواہیے سے تمام ہر خواہیے یاں کو زخمی وقت کیا وہ
 تیکے سبب ہر گناہ سے ہونے خواہیے تو اس کو تو اس چارچہ سبب کہ وہ تیکے سبب اور
 خواہیے کرے خواہیے نے ایک ہر سبب کیا کہ سبب اسکی شام میں دریا با شکم چاک قصہ یا کہ ہوا
 کو تو اس ہر گناہ سے مرنے کی عداست بلند ہوئی سنگ باری و ہر سبب ہر سبب ہونے کا ہر گناہ
 ہر گناہی آواز آئی کشتی مرا کا نام شہداء جادو بود اندہ سس ہر گناہی داتا ہوں خواہیے ہر گناہ
 خواہیے کو تو اس کو قتل کر کے آگے بڑھے ہر گناہی کو خواہیے کی ہر گناہی کو خواہیے کو خواہیے کو خواہیے کو
 ان ہر گناہی اور ول میں کہنے لگے کہ یہ عیاری کا سبب ہی ہر گناہی کو تو اس کو قتل کیا یہ کشتا ہے
 رل ہر گناہی سے کہہ کہ عیاری کو تو عیاری سے خواہیے ہر گناہی اس سے لڑتا ہوں ہر گناہی
 کرتا ہوں اس سے کہہ کہ عیاری ہر گناہی لوج و عیاری لیا داتا ہوں ورنہ کو سبب آپ ان گناہ
 کے عیاری سے فرست یا یہ گناہی کو قتل کر سبب کا تو یہ سبب شہداء ہر گناہی ہر گناہی ہر گناہی
 ہر گناہی شہداء ل خواہیے جادو نے کہہ کہ میں سنا تو تم سے پہلے ہی کہہ تھا ایک تو تم پر ہر گناہی

اوستے کہا کہ اب میں سیئے جاتا ہوں خواجہ یہ سب مانتے کھڑے سن رہے تھے اب چوتھار کی
 بر طرف ہوئی خواجہ نے دیکھا کہ سب اٹاٹھا جھڑائی مع لباس وغیرہ کے اور خون کے اسی
 مقام پر رہا ہوا ہے ایک طرف میسر جادو کھڑا ہے اور ایک طرف بڑی نظیر جادو پہلے خواجہ نے
 خیال کیا کہ جست کر کے اس پر جال الہامی مارو اور سب کو اٹھا کر بند زنجیل کر لو اور سوقت خیال
 میں آیا کہ دونوں ساحر میں ایسا نہ ہو کہ سحر کر کے پکڑ لیں تو بڑی خرابی ہو گا اور یہ سب مال
 کو لوٹھا لوٹگردلے گا اور نہ کیا اس سب سے کہ تو بالکل نامردی ہے اور جیاری کے یہ معنی ہیں
 کہ انکو قتل کر کے اس مال پر قبضہ کرو پو شیدہ ہو کر لیا تو کیا لیا اس حرام زادے نے نظیر کو اٹھا
 دو جب یہ لو صحن اٹھا لیا اسکو سحر فرما سوش ہو گا پس اسوقت اسیر حملہ کرنا اور اسکو قتل کر کے
 مال پر قبضہ کرنا مگر بہتر یہ ہے کہ کسی تدبیر سے غیر کو علیادہ کرو خواجہ یہ تجویز کر رہے تھے کہ میسر کی نگاہ خود
 پر پڑی پس میسر جادو نے جیسے خواجہ کو دیکھا اذنا عیار کہ خواجہ کی طرف سحر کرتا ہوا چلا خواجہ
 اور سوا اپنی طرف آئے ہوئے دیکھ کر بھاگے وہ چلا اور اسنے کہا کہ کہاں جاتا ہے کیا تو نے مجھکو بھی
 ششمنہ ہما و سفر یہ کیا ہے یا نظیر یہ دیکھا کہ اوستے سحر کیا تو قاض ہو گیا تو میرے ہاتھ سے بھاگ کر
 کہاں جائیگا اگر مال سے آسمان جائیگا تو میں وہاں ہی تیرے عقب میں ہو چوں گا اگر زیر زمین
 جائیگا تو میں زیر زمین بھی تیرے عقب میں ہو چوں گا تو میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکتا ہے
 تو خواجہ نے کہا کہ تو سچو کیا پائیگا کیوں میرے عقب میں آتا ہے دیکھو پچھتا پچھتا پچھتا جادو نے کہا
 کہ دیکھنا ہوں اب کہاں جائیگا یہ کہہ کر چلا لیکن عقل مند ایسا تھا کہ چلا تو جاتا تھا مگر آواز گیر نہیں دیتا
 تھا خواجہ جو بھاگے تو انھوں نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا کہ عقب میں کون آتا ہے اب میسر جادو کا خیال
 آیا کہ آواز گیر دیکر اسکو دار و گیر کرو مگر اس خیال سے آواز گیر نہیں دیتا ہے کہ یہ کسی مقام پر
 چند منٹ کے لیے ٹھہرے تو گیر کی صدا دون راوی بیان کرتا ہے کہ جہر خواجہ بھاگے جاتے تھے
 اوس طرف کو ایک درخت تھا خواجہ اوس درخت کے قریب پہنچ کر ٹھہرے اوس مقام پر پہنچے
 تھے کہ میسر نے کہا کہ لو ساربان زاوے رہ جائیں آپد پنا اب کہاں جائیگا راوی کہتا ہے کہ اسوقت
 خواجہ کے ذہن میں ایک تصویر آگئی خواجہ درخت کی آڑ میں ہو گئے اور گایم اور کھڑے
 ہوئے میسر نے جو دیکھا کہ یہ درخت کی لیشٹ پر کھڑا ہوا ہے اب یہ جا نہیں سکتا ہے آواز گیر وہ

تاکہ زمین اس کے پاؤں پکڑ کر خواجہ گلیہ رٹھو کر دہان سے چل کھڑے ہوئے یہ سوچ کر کہ اس مقام پر جلا کر جہان میں
 وغیرہ بھی جونی میں بڑی نظیر کو کسی تدبیر سے قتل کر دے اور ان سب پر قبضہ کرے کہ نہ کہ یہ تمھاری تکیا میں
 اور کیا ہے اب وہ دہان کیلایا ہے خیال کر لو کہ وہ جو کانا کھایا کا ظاہر ہو کر اس کو قتل کر دے خواجہ دہان
 سے طرست بڑی نظیر کے گیم اور سے ہوئے چلے یہاں میں جادو و سحر سے قریب درخت پہنچ کر آواز دی کہ
 زمین عمر و عیار کے پاؤں پکڑ کر خواجہ دہان سے چل چکے تھے زمین پاؤں کے پکڑتی تھی جادو و جہشت پر درخت
 کے آیا اب جو دیکھا تو خواجہ کو اس مقام پر نہیں پایا یہ حیران ہوا کہ یہ مکار کمان میلا گیا میرے ساتھ
 اس درخت کی پشت پر آیا تھا یہ چلا کمان گیا اس نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کے چلا گیا کمان
 جائے گا میرے ہاتھ سے پس اس نے سحر سے بھی نہ دریافت کیا کہ عمر و عیار کدھر گیا یہ اس کے کوپل
 کھڑا ہوا رادی بیان کرتا ہے کہ خواجہ غیر جادو کو اس مجمع کے قریب لگا کر زمین لائے تھے دوسری
 طرف لگا کر چلے تھے جب ہر مجمع نہ تھا جو کوئی خواجہ کی یہ تدبیر دیکھتا ہے تو اور خواجہ کی تلاش
 میں چلا اور مر خواجہ گیم اور سے ہوئے بڑی نظیر جادو کے قریب پہنچے دہان بڑی نظیر نے جوں
 وغیرہ اور تھا کر جانے کا قصد کیا تھا کہ خواجہ قریب پہنچ گئے خواجہ نے جادو کے پاس لوہین
 وغیرہ دیکھیں اتنے بے خوف ہو کر گیم سے اتر کر لی گیم اتنا کر آواز دی کہ بڑی نظیر ہر دست پار
 ہو جاؤ میں تیری جان کا ملک الملو تہ پوچھا ہوں تو میرے ہاتھ سے بیچ کر کمان جائے گا
 نے تو اسی عیار کی کو خراب کیا میں تو تیرے خون کا پیاسا اور جہان کا دشمن ہوں
 اور میرے بڑی نظیر نے جو خواجہ کو اپنے برابر پایا کہا اور سارے دہان زاد سے تو میرا کیا نہایا لگا کھڑا نور
 ہاگنا زمین یہ کھڑا آواز دی کہ اے بھائی صاحب آپ کہاں جاتے ہیں وہاں عیار نو جوان جو
 میرے لڑنے کو آیا ہے آپ اس کی تلاش میں اور کہاں جاتے ہیں وہاں عیار نو جوان جو
 وہ آپ کو دھوکا دے کر اور چلا آیا دیکھنے میں پکڑے لیتا ہوں میں جادو و سحر سے جو بھائی کی صفا
 سنی اور یہ آواز اس کے کان تک پہنچی اور اس نے پلٹ کر دیکھا تو خواجہ کو سب بڑی نظیر سے
 اس نے کھڑا پایا یہ دیکھ کر پلٹا یہ کہتا ہوا کہ او بڑی نظیر اس کو جانے دنیا میں آتا ہوں کہ کھڑ
 چلا اور اہل مجمع سے کہا کہ تم لوگ کیا کھڑے ہوئے ناشد دیکھو سب ہو سب ایک مرتبہ
 گمیر کر پکڑ لو جانے غور یہ سنتا تھا کہ سب اہل جمع یہ تقریر غیر جادو و سحر سے بادشاہ کی

سکے لینا لینا کہتے ہوئے چلے اور پکڑنا اس عیار سکا کو اور جانے نہ دیا خواجہ نے جو
 اور ہر یہ واقعہ دیکھا کہ بڑے نظیر جادو نے پکار کر میر جادو کو آگاہ کیا وہ پلٹ کر ادھر کو آتا ہوں اور
 اپنے ساتھ اور مجمع کو میری گرفتاری کے قصد سے لاتا ہوا ایسا نہو کہ یہ سب یہاں نہ پہنچ
 جائیں اور سب ماسخ کرنے لکین تو بڑی خرابی ہو پھر ان سے بچنا محال ہوگا ایسی
 حالت میں پھرنا دشوار ہوگا یہ موقع پا کر نکل جائیگا لو حین وغیرہ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گی
 جب تک یہ لوگ آئیں آئیں اسکو بارہویہ سوچ کر خواجہ نے بڑے نظیر سے کہا کہ کیا کھڑا ہوا دیکھو کیا
 اور اپنے حمایتوں کو بلارہا ہے کیا اس کے بھروسہ پر یہاں آیا تھا تو بڑا نامرد ہو معلوم ہوا
 کہ تجھ ایسا بزدل بھی کوئی نہ ہوگا اس طور سے جو بڑے نظیر کو خواجہ نے طعنہ دیا اسکو
 غصہ آگیا بولا کہ تجھ ایسے عیار سے میں خوف کرونگا سا حریہ ہو کر مگر شرط یہ ہے کہ تو بھی سامنے سے
 نہ بھاگنا خواجہ نے کہا کہ میں قسم کھا کر کٹا ہوں کہ اب کبھی نہ بھاگوں گا بدون شجاکو قتل کیے
 ہوئے نہ جاؤنگا اور نالائق کیا کھڑا ہوا ہے حریہ کر اس طور سے جو خواجہ نے کہا اسکو غیرت
 آگئی اسکا سبب یہ تھا کہ خواجہ کو خوبی معلوم تھا کہ یہ سحر نہیں کر سکتا ہے لوح جو اس کے پاس
 ہے اسکو سحر فراہم ہوگا اسی سبب سے تو بے خوف سامنے کھڑے ہوئے تھے اور دانت
 ڈانت کر حریہ کرنے کو کہ ہے تھے جب اس نے دیکھا کہ سامنے کھڑا ہوا ہے اور محاکمہ
 و ملامت کر رہا ہے کس قدر بے خوف ہے معلوم ہوا کہ اسکی قضا میرے سامنے لائی ہے پس
 اس نے جھولی سے گولا نکالا اور اب جو اسم سحر کو یاد کرتا ہے تو بالکل فراہم ہو کر حیران ہوا کہ
 یہ کیا امر ہے کہ سحر فراہم ہو رہا ہے یہ فکر کرنے لگا خواجہ نے اسکی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا کھڑا ہوا ہے
 ہو گولہ مار میں تیرے سحر کو دیکھوں کہ تو کیسا ساحر ہے وہ اس قدر میں تھا کہ یہ کیا سبب ہے
 کہ مجھ کو سحر فراہم ہو رہا ہے یہ اسی تردد میں تھا کہ اسکو خیال آیا کہ تیرے پاس لوح طلسم جو ہے
 اس سبب سے سحر مجھ کو فراہم ہو رہا ہے سو چکا اس نے قصد کیا کہ لوح وغیرہ کو رکھ دوں
 پھر سحر کر دوں تاکہ سحر تو یاد آئے یہ تجویز کر کے لوح کے رکھنے کے قصد سے جھکا اور دھر
 خواجہ نے خیال کیا کہ اگر اس نے لوحین وغیرہ رکھ دیں تو پھر بڑا غضب ہوگا اسکو سحر یاد
 آ جائے گا اسوقت اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہوگا یہی موقع ہے اسکے ارٹھنے کا یہ سوچ کر

شہرہ آفاق کیا پوری جوانی نہ ہونے پائی تھی کہ دام اجل سے اسیر ہو گئے تھے۔ صیاد اجل نے تمہارے
 حاضر روح کو قفس حسیہ سے نکال کر پر کھول کر چھوڑ دیا یہ تم کی غضب کیے تھاتے ہو کہ مجھ کو
 الیہ چھوڑ دے جاتے تھے۔ جاو میں ہی آتا ہوں، بھی آگے قدم نہ بڑھانا خیر جاو تو یہ میں
 کر رہا تھا وہ جو لوگ اس مقام پر ہر اسے تماشا آئے تھے اور خیر جاو دے کے گئے تھے
 خواجہ کی طرہٹ لین لینا کٹر چلے تھے اور خون لے جو بڑا لطیف جاو دے کے مرنے کی سدا سنی اور
 خیر جاو کو بین کر کے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ سانسے بڑا لطیف کے لاشٹ پڑی ہوئی ہے سر
 انگشت اور تن انگٹ عمر و عیار برابر اس کے کھڑا ہوا ہے جو جواہرات وہ پہنے ہوئے تھا اور سکو
 اوتار رہا ہے وہ سب کے سب قریب خیر جاو دے کے پونچھ کر کھڑے ہو کر خیر جاو دے کو سمجھا سنے
 لگے خیر جاو و جو زیادہ بقیہ رہا پس اس نے قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کر دے کہ ادن تو گون لے
 ہاخذ پکڑ لیا اور کہا کہ خداوند یہ کیا آپ کے دل میں آیا ہے پہلے اپنے بھائی کے قاتل کو قتل
 تو کر دیجئے پھر جو آپ کے دل میں آئے وہ کیجئے گا آپ کی غضب کرتے ہیں دشمن خوش ہوئے
 اور انکی مراد پوری ہوگی پھر سب آپ نہ ہوئے وہ باطمینان تمام طلسم کو اور اس دربار کو درہم
 و برہم کر دیئے اسے بھائی کے خون کے عیوض میں حمزہ کو قتل فرمائیے وہ آپ کے پاس قید
 ہے زیر دایہ بیٹھا ہوا ہے جناد کو حکم فرمائیے کہ وہ سر کاٹ لی اور آپ عمر و عیار کو پکڑ لیجئے وہ سانسے
 کھڑا ہے بڑا لطیف جاو دے کا جواہرات اوتار رہا ہے ہم بھی سحر کرتے ہیں اور آپ بھی سحر کر کے اسیر کر لیجئے
 یہ جو سب نے کہا اور سمجھا یا خیر جاو دے کو خیال آیا کہ سچ کہتے ہیں پس خیر جاو دے نے رقت کو
 ضبط کر کے اور آنسو پاک کر کے کہا کہ اے بھائی بڑا لطیف میں نے تمکو خداوند سامری کے سپرد
 کیا خیر تم جاؤ ہم بھی آتے ہیں اب ہم لہجہ تمہارے زندہ نہ میں گے مگر تمہارے قاتلوں کو قتل کر کے
 اور تمہارے خون کا عیوض لیجئے اپنی جان دینگے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ خیر جاو دے نے
 کہہ کر و مال سے آنسو پاک کیے اور ادن لوگوں سے کہا کہ چلو اس تا عیار کو اسیر نہ رہ
 جانے نہ پائے یہ حکم دینا تھا کہ سب اہل جمع ایک مرتبہ ترخ و نازخ و ناریل و گولہ
 نولہ دی و تیز لیکر حملہ ور ہوئے خواجہ نے اودھر سب جواہرات اوتار لیا اب خواجہ
 بیٹے کہ چل کر یہ لو جس دغیرہ صاحبقران کے گئے میں ڈال دوں خواجہ جو پلٹے تو

اونہوں نے دیکھا کہ ایک مجمع کثیر غنیمت ترشح و نارنج یا نقون میں سیلے ہوئے سحر کرنے ہوئے
 چلے آئے ہیں آئے آئے میں زیادہ پیو دیکھ کر خواجہ نے بھی شیچہ بٹھا لیا اور پیرہ بدل کر
 کھڑے ہوئے اور پھر سے کاسی کفار ان پر دغا دای سا حراں سے لے لیا اور آنا تو ذرا سمجھ لیا
 آنا بیان اثر و تاب دہاں نہ کھولے ہوئے بیٹھا ہی نہنگ ابل نہ کھولے ہوئے ہی اگر
 بیان آدے سب کے سب لنگر گ ابل و سگے راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ اس سب سے
 اور خوف ہو کر نہایت پرانا ہوئے تھے روز بقیہ ہو گیا تھا میرے پاس روح
 موجود تھا میرے نزدیک بل فوست پرت تھا بلکہ رویت مارا گیا تھا میں گے اسی طور سے
 لڑنے بھڑکنے قریب تھا جعفران کے یہو تھو راہ پر راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ اسی
 جہاں سے پتہ بدسلے ہوئے تھے تھے مقادیر پر بادہ تھا جب اسی زبرداری بیٹھے ہوئے
 تھے جلد و کھڑا ہوا تھا حکم کا منتظر تھا صاحب جعفران بیٹھے ہوئے مل فطرتا ہے تھے اور
 خواجہ کی سب ہمارے اہلیان دیکھ کر آنکلی بوجہت فرما رہے تھے اور شکر یہ ادا کر رہے
 تھے خداوند کریم کا اور خیال فرما رہے تھے کہ کون نکلی صورت رمالی کی ہوگی اس قدر
 تو ہوا کہ اتنے عرصہ تک تو جان بھی اگر خواجہ آجاستہ را بہت فائدہ ہو جاتا اس سے
 معلوم ہوتا ہے کہ بھی زندگی ہو رہی تھی جیادہ نہ ہو کو کا قتل ہو چکا تھا و توفیق توال کا ہر
 چیز بدل کر چلا تھا کہ خواجہ نے اگر یہ نہ ہو تو کیا تھا شاید پاپا یہ سب فضل و اوقاف
 اگر خدا سے کریم کو میرا قتل منظور ہوتا تو خواجہ کی بے شک و رتھارہ بیان تک نہ پہنچتا
 اور عیاری کر سکتے یہ سب اس کی مہربانی اور پرورشش کردہ ایسے بندہ کا ہر وقت شاد و
 اور نگہبان ہو رہا جعفران تو حمد الی و زبان فرما رہے تھے اور وہ ایک عظیم جگہ
 لیتا لیتا لکھ کر خواجہ پر حملہ آویہا اور خواجہ پر ہر طرف سے ترقی و ترقی و ترقی دیکھ کر بھی
 پوئے لکی جو نارنج یا نارنج یا نارنج سے تڑپا تھا وہ بڑا دھمکا ہوا تھا خواجہ
 پر بالکل اثر نہ کرنا تھا خواجہ پر جو چاروں طرف سے سب نے حملہ کیا پر خواجہ نے
 نہ ہی بایزدان پاس لکھ کر اور شیچہ کریم کر کے اور پیرہ بدل کر توتھا چلے لکی خواجہ کی
 حالت تھی کہ کسی کی پشت پر بیٹھ کر کچھ بچہ مارا کام تمام کیا تھا وہ اپنے سر سے

الگ ہو گئے دوسرے کے لبیب کر خنجر مارا دسکا شکم چاک قصد پاک کیا سبکاسہ قدم کیپ
 کسبیکاستاء اور ادا اسی طور سے خواجہ لڑتے ہوئے اور قتل کرتے ہوئے چلے جاتے
 تھے میر جادو و لپکار لپکار کر کہ رہا تھا کای سا کنان در بند میر یہ جلد اس عیار کو اسیر
 کر لوگو تم لوگ فن جنگ سے ماہر نہیں ہو مگر ایک شخص کا اسیر کرنا کوئی امر مشکل نہیں
 ہو چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لو جانے مذہب بھی سحر کرتا ہوں گو بڑا طیر کے مرنے
 کے سبب سے میرے حواس درست نہیں ہیں مگر دشمن کو ادا کے اسیر کرنا پر ضرور ہو
 رادی بیان کرتا ہے کہ جب قدر جمع تھا سب سمٹ کر اس مقام پر آگیا تھا اور خواجہ پہنچ کر رہا
 تھا خواجہ اونکو قتل کر رہے تھے میدان خونی میں سواے حمزہ صاحب زعفران و جلا کے
 دوسرا شخص نہ تھا کئی مرتبہ صاحب زعفران نے قصد دیا کہ قید کو توڑ کر مڑو کی کمک کر دے مگر
 جسم میں قوت نہ پائی رہ گئے کیونکہ میر جادو نے سحر کر کے صاحب زعفران کو بالکل عجز
 و حرکت کر دیا تھا ہاتھ پاؤں میں طاقت نہ تھی یہاں خواجہ مجمع میں گھرے ہوئے
 لڑ رہے تھے اور قتل کر رہے تھے خواجہ پر چار دن طرف سے سحر ہو رہے تھے سو ٹیوں
 کے پچھتے رانی دسرسون کے دالے مار رہے تھے کوئی بدعاشش یا شش کے دانوں کی
 بو چھار کر رہا تھا کوئی آگ برسا رہا تھا کول سنگ دل پھڑپھڑا رہا تھا مگر جو سحر اور جوشیا
 سحر خواجہ کے قریب پہنچتا تھا بر طرف ہو جاتا تھا بسبب برکت لوح کے خواجہ برابر قتل
 کر رہے تھے ہر مرتبہ نفرہ کرتے تھے کہ شاہزادہ ولایت اول یوں لڑتے ہیں حمزہ دیکھو یوں
 مقابلہ کرتے ہیں اور یوں اکیلے لڑتے ہیں ہزار دن میں گھر کر یوں جنگ کرتے ہیں یہ نفرہ
 کرتے جاتے تھے اور لڑتے جاتے تھے رادی بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ لڑا کیا جانیں یہ لوگ
 ناواقف تھے انہر یہی آفت چری تھی کہ لڑنا پڑا تھا یہ لوگ تو تماشہ دیکھتے کو آتے تھے صاحب زعفران
 کے قتل ہوئے کیا بیان آکر اس آفت میں مبتلا ہوئے اگر میر جادو کا نیک نہانتے تھے تو فرابی
 ہوتی مانتا تو جان پر بنی لقموں کے حکم حاکم مرگ مفا جات لڑ رہے تھے سحر کر رہے تھے
 کہ لپکا لپکا در بند کی طرف سے ایک سیاہ ابرار تھا اس ابر سے نقارہ کی صدا آرہی تھی وہاں اس
 مقام پر اگر شوق ہو میر جادو اور سب اہل در بند و صاحب زعفران و خواجہ نے دیکھا کہ ایک ساحر

زبردست ایک اژدر آتش نشان پر سوار عشب میں اس کے لشکر بیٹھا چلا تا ہوا برقیں چمکتے ہوئے ابر حری سے پانی برساتے ہوئے باہم شعبہ بازی دکھاتے ہوئے جلے آتے ہیں کوئی نہیں پر سوار کوئی بڑھ کر کوئی قمر سے پر کوئی باز پر کوئی اژدر سحر پر کوئی طاؤس سحر پر سوار کوئی تخت سحر اور انا ہوا شعلہ چمکتا ہوا آگ برساتا ہوا نشان لشکر بھی جوئے بارشیدہ بازی کرتے ہوئے پتے، تہ بن گلوں میں مار و مغرب لپٹے ہوئے بھولیاں کا ندھوں پر پی ڈین شعلہ کھینچے ہوئے معنور چمن نگارے ہوئے بھوتے ہوئے تہتین باندھے ہوئے خواجہ نے دیکھا کہ تخت پر جو کہ آگے آگے تھا قدار سکا یہ علوم ہوتا تھا کمال انسان میں وہ ہر سہیلہ اور سکا چو ترہ ہوا اس کے برگد کے ڈالے سر اور سکا پچی گڑھی سکا برج سکا سیاہ مثل تیر کے انکھوں سے کاندھوں سے شعلہ اٹھتے ہوئے رادی بیان کرتا ہے کہ یہ ساحر زبردست سہ سالہ تھا یہ جادو کو جبکہ فی نظیر جادو کتاب سامری میں دیکھ چلا تھا اور حکم یہ تھا پالا کو لشکر کرنا بوجہ ختم کلمہ جاوے سے میں لشکر لیک جو کہ قریب پہنچا اس ہزار ستران ہزار کے تھے چلا تھا اس وقت اگر پوچھا اور ساحر نے یہاں پہنچ کر جو لگا کی تو کہہ کر ایک دہا پٹلا آویسی چمک چمک کر اتر رہا ہوا اور یہاں لوگوں کو قتل کر رہا تھا اور یہ سحر کرتے ہیں میٹر جادو ہزار بادشاہ ایک سمت کو آہوا ہوا اور اسے برابر لاش فی نظیر جادو کی پری ہوئی ہر سہ تن پر ہزار چو ترہ ہر ایک سے زبردست حفرہ صاحب قرآن قید سلاسل میں مسلسل ذوق بیت ہوئے ہیں جلا و شیعہ ہاتھ میں لیے ہوئے کھڑا ہے ساتھ دیکھو وہ ماحرینی پہنچا لار اپنے لشکر کو ہوا پر قیام کرنے کا حکم دیکر خود زمین پر آیا مگر حیران کہ یہ کیا واقعہ فی نظیر جادو کو کس نے قتل کیا اور یہ کون کر رہا ہے اور حکم کاش اس وقت تک کہیں نہیں قتل کیا یہ یہ جلا کہوں تینہ بیٹے ہوئے ٹھہرا ہوا ہے اور سالکان در بند ایک ایک کراوس دبے تیلے نفس پر ہو کہ عجیب الحافقت انسان ہو کر رہے ہیں مگر اس پر اشرافین کرتا دزدہ جب جست کرتا ہے دو ایک کو ہلاک کرے صاف نکل ہوا چلا جاتا ہے اور طرف کہ جہدہ مسلم کشا زبرد دار بیٹھا ہوا ہے اس قدر حیران ہوا تھا کہ اس نے خواجہ کو نہ پہچانا کہ یہ عمر عیار دیکھو کہ میں اکثر مقام پر لکھ چکا ہوں کہ سادون صفحہ دل پر خواجہ کی تصویر کھینچی ہوئی ہے اگر سو تہ میں بھی دیکھ لیں تو پہچان لیں گے کہ یہی

حالت میں جبکہ خواجہ اصلی صورت پہ ہوں اور لڑ رہے ہوں اور اسکو پہچاننے کا سبب یہ تھا کہ بدحواس ہو گیا تھا حواس بجا نہ تھے یہ سنا دیکھ کر آخر کار منیر جادو کے پاس آیا لنگاہ جو کہ تو منیر جادو کو بھی بدحواس پایا چہرہ اور سکا زرد تھا بہت پریشان حال چہرہ پر گرہ لال منتشر اٹھوا اس اور اس کھڑا ہوا ہی اور دھوا دھو دیکھ رہا ہی یہ رنگ دیکھ کر اسنے پہلے کچھ نہ دریافت کیا جھک کر سلام کیا راوی بیان کرتا ہی کہ منیر جادو ایسا پریشان تھا کہ اسنے پہچانا اسنے جو سلام کیا اب منیر جادو نے بغور دیکھا یہ خیال کر کے کہ یہ کون ہو جو ایسی حالت میں سلام کرتا ہی اب جو غور کر کے دیکھا تو پہچانا کہ یہ میرا سہ سالہ لڑکا ہی جو اب سلام دیا اس ساحر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مرنج مبارک کیسا ہی بہ کیا حال ہو کس سے تباہ ہو رہا ہو ابھی تک آپ نے طلسم کشا کو کس غرض سے نہیں قتل فرمایا ہوا آپکے سامنے بیٹھ کر کہنے قتل کیا یہ دہلا تپلا جو کہ لڑ رہا ہوا درجہ پر سحر اثر نہیں کرتا ہی یہ کون ہو منیر جادو نے آہ سرد دل پر درہ سے بھر کر کہا کہ اے بھائی کیا بیان کروں کہ کس آفت میں مبتلا ہوں میں طلسم کشا کو آہ کر کے نئی آفت میں مبتلا ہوا کاش میں اسیر نہ کرتا اگر اسیر کیا تھا تو شنکال کے پاس روانہ کرتا قتل کا بند و بست نہ کرتا اگر میں یہ جانتا کہ اس آفت و بلا میں پھنسنو لگا اور یہ بلا تنصیر نازل ہوگی کہ میرا بھائی مجھ سے جدا ہو گا اور یوں میری آنکھوں سے سانس پڑا ہوا ہو گا اور میں دیکھ رہا ہوں گا میرے سامنے ایک غیر ساحر میری رعایا کو قتل کرے گا اور میں اور سکا کچھ نہ بنا سکوں گا اگر میں یہ سب واقعہ جاننا تو کبھی قتل کرنے کا قصد نہ کرتا ہی بھائی نہ تو اسکو قتل کر سکا نہ اپنے بھائی کو بچا سکا نئی آفت میں گرفتار ہوا ہوں کہ کیا کروں کیا نہ کروں اسنے کہا کہ صاف طور سے بیان دینا یہ میں بھی تو کچھ سمجھوں اور آگاہ ہوں تب منیر جادو نے صاحبقران کو بیان لیکر آنا اور سب اہل در بند کا براہ تماشا آنا اپنا حکم قتل دینا جلا د کا تیسرا حکم پا کر تیز لیکر چاہتا تھا کہ ایک ہاتھ لگا لے کہ سر اور جائے کہ ایک وار سب آئی منیر جادو نے خواجہ کا آنا اور اسنے کو فرستہ قدرت ظاہر کرنا اور حمزہ و عیزہ کو سمجھا کے خیمہ میں آنا اور گھنگھو کرنا اپنا اس سے اقرار کرنا شہر بخواری کے لیے گھنٹا اپنا اس کے کہنے پر عمل کرنا چہ بد ارکو واسطے لینے شراب کے طرف در بند

قتل ہو گیا یا سیر نہ ہو گا اور سو قسمت تک تیرہ کا قتل ہونا دشوار اور محال ہوا جسے عرض کیا کہ
 آپ اطمینان رکھئے میں اس کو پکڑنے لیتا ہوں اس کو اپنی عیال کا پکڑا کیا دشوار ہو جبکہ
 غیر ساحر جو میسر جاوے گا کہ اچھا جاوے اسے کر کے لاؤ جب تک تم اسے کر کے لاؤ میں اسے
 حواس درست کرتا ہوں سب سالار نے عرض کیا کہ بہت خوب بس وہ سلام کر کے اور
 اپنے قسمت کو اور اگر لشکر میں آیا سرور دن سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ بادشاہ کا
 یہ حکم جو انھوں نے جو اسے دیا کہ ہم عاجز ہیں اس کے حکم کے بجالانے کے لئے یہ سب
 سب سالار نے سرداروں کو اور اہل لشکر کو حکم دیا کہ زمین پر دیا اور خواجہ خرم کو اسے
 کر لیا سیر کر کے پکڑو یہ حکم دینا تھا کہ وہ کل لشکر جو جب اسے سرداروں کے حکم کے
 زمین پر آیا اور ان سب نے پادشہ سے خواجہ کو گھیر لیا اور ان لوگوں سے کہا
 جو کہ لڑ رہے تھے یعنی ساکنان درند سے کہ تم بہت جاؤ ہم اسے کیے لیتے ہیں تم بیکار اپنے کو
 ہلکے تارو جو پکڑ کر کہا سب ساحران درند نے اس امر کو شکر غنیمت جانا اور اپنی اپنی
 جان بچا کر بھاگے خواجہ خاموش کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کہ وہ جو لشکر آیا تھا اپنے
 چاروں طرف سے بچو گھیر لیا ہوا دروہ لوگ جو کہ لڑ رہے تھے وہ سب بھاگے جاتے ہیں
 خواجہ نے دل میں کہا کہ انھوں نے اگر چاروں طرف سے گھیر لیا ہوا تو کیا پرواہ ہو یہ میرا
 بڑا کیا لین گے سو میرے اوپر بسبب لوح کے اثر نیکے گا رہا ہوا کہ گندین مار کر پانچم مار کر
 اسے کر لیں تو اسکی بھی تدبیر یہ ہے پاس تو کہ میں کلیم اور ان لوگوں کا سب کی لگا ہوں
 سے غائب ہو جاؤں گا ایسے ایسے خیالات ان میں پیدا کر کے دیں کہ وہ اپنے مقام پر کھڑے
 رہتے راوی بیان کرتا ہوا کہ جب سب اہل درندہ لگا ہوئے تو ایک مقام پر راوی نے حرا میں جا کر
 کھڑے ہوئے برائے نامہ اب اس خیال سے کہ دیکھیں کہ یہ کون سا کون سا ہے کہ وہ ہیں یہ
 سب کھڑے ہوئے اور اس طرف دیکھنے لگے وہ سب اہل لشکر نے دیکھا کہ
 اہل درندہ جو کہ لڑ رہے تھے اور جو عیال پر کھڑے تھے وہ سب کھڑے ہوئے الگ جا کر
 کھڑے ہوئے یہ لکھا کہ وہ کھڑے ہوئے مگر ذرا ہی بل اسکی پیشانی پر نہیں ہوئے ہفت ہفت سب
 اہل لشکر جو جب انہوں نے اسے سرداروں کے خواجہ چاروں طرف سے دیکھا خواجہ یہ

حملہ اور ہوسلے چاروں طرف سے خواجہ نیچے لیے ہوئے پہلے سے بقصد مقابلہ کھڑے ہوئے تھے اور ان
 سب کو جوتے ہوئے دیکھا پس خواجہ بھی نیچے لپکا اور جست کر کے اونپر اڑے اور لڑنے لگے جبکہ ہاتھ رسید
 کیا اور سکا ہوا تھا، کیا کیا کیا سر اور گیا کیا کیا شانہ نشاں ہوا کیا کیا شکم چاک قصہ پاک کوئی مثل
 بسمل کرے اور سر ترپنے لگا کوئی اور ہر ایک ہی مرتبہ بین بچا پس ساحرون کو خواجہ نے مجروح و قتل
 کیا خواجہ کی یہ حالت تھی کہ جست کی کسی کے سر پہ دوپٹے اوئے قصہ کیا کہ پاؤں پکڑ لیں اور
 ہاتھ بڑھایا کہ پاؤں کڑوں یہ نیچہ مار کر اور سکوئی اندر کر کے دوسرے کے کندھے پر تھے وہ حیران ہو کر
 اور ہر اور ہر دیکھنے لگا کہ یہ کیا میری پشت پر ہو وہ تو یہ دیکھ رہا تھا کہ دوسرے سے منہ پٹا کر کہا
 کہ اسو بھائی تمھاری پشت پر عمرو سو رہی پکڑو وہ جو آگاہ ہوا اوئے قصہ پکڑنے کا کیا خواجہ
 سلم نیچہ مار کر اور سکا ہاتھ مات الموت کے ہاتھ میں دیا اور یہ کہہ دیا کہ یہ نابینا ہو اور راہ جہنم
 آگاہ بنیں ہو ذرا سکو دوزخ میں پہونچا دو اور سکو قتل کر کے تیسرے کو زمین پر آتے آتے ہاک کیا
 کہیں نوٹ لگائی، اوسمیں دشن دشن پانچ پانچ کے پاؤں قلم کر دیے وہ لوٹنے لگے اور ترپٹ
 لگے پس خواجہ اس طور سے لڑتے ہوئے اور قتل کرتے ہوئے اپنے کو بچاتے ہوئے اسی طرف چلے
 جاتے ہیں کہ جدھر صا حشران ریر داریھے ہوئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ جب خواجہ جست کر کے
 بلند ہوئے ہیں صا حشران سے چار آنکھیں کر کے کہتے ہیں کہ اے حمزہ دیکھ لوں اکیلے لڑتے ہیں اور
 یوں کفار کو قتل کرتے ہیں آج تو نے شانہ زادہ ولایت اول کی جنگ و بیکار کی حالت دیکھی تو ہر
 خیال کرتا ہوگا کہ یہ صرف عباتی جانتا ہو فنون جنگ سے ماہر نہیں ہوا آج میری حالت تیرے اوپر
 ظاہر ہوئی ہوگی دیکھو بہادر تمنا بزرگوں سے اس طور سے لڑتے ہیں اور اپنی بات کر جاتے ہیں
 صفت یہ ہے کہ سوز بھی اثر نہیں کرتا ہو اور دیکھو کس استقلال کے ساتھ لڑ رہا ہوں میرے چہرہ پر ڈر آگیا
 کرو مل نہیں ہو محکوم ہاں کل اس نہیں ہر تم دیکھ لینا کہ ان سب کو قتل کرونگا ایک کو زندہ بچھوڑو دنگا
 جو سب میرے صید ہیں اور میرا لشکر ہیں جانتے کہ ان میں خوب عورتیں دیکھو شانہ زادہ ولایت اول
 کی جنگ و بیکار کی حالت کو آج تک کون اس جو ان مردی اور بہادری سے نہ لڑا ہوگا جس طور سے میں
 لڑ رہا ہوں راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ کہتے تھے اور زمین پر آکر حملہ کرتے تھے اور ان سب کو
 قتل کرتے تھے جب خواجہ زمین پر آئے تھے ہزاروں گندین خواجہ پر پرتی تھیں خواجہ ان

کمزور اسکے حالتوں سے یوں نکل جاتے تھے جیسے سارے سے سارے اور عینک سے نگاہ صاف
 نکلی ہے تھے کئی مرتبہ جلتی کو قیام کر کے بیٹھے ایسے طور سے کہ وہ سب سے سب جانتا ہو کہ وہ سب سے
 پس خواجہ جیسی طور سے قتل کرتے اور بڑے حسرت و خیریت سے چلے جاتے تھے خلاصہ یہ کہ خواجہ بہت
 قریب اوس چوڑے کے ہو چکے کہ جب ہمزہ صا حبقران مقید بیٹھے ہوئے تھے زیر وایز و سنی صر
 اور رہے تھے اور گرفتاری کی فکر میں تھے ہزاروں خواجہ پڑھ کر رہے تھے جب منیر جادو نے دیکھا
 کہ خواجہ قریب ہمزہ پڑھ گئے اسے سادہ دن سے کہا کہ ایسا سحر کر کہ دیوار حائل ہو جائے خواجہ قریب
 کے قریب نہ پہنچ سکیں سادہ دن نے سحر کیا کہ ایک دیوار مائل ہوئی درمیان خواجہ و صا حبقران
 کے خواجہ نے ٹوٹکا عکس و سپردالادہ دیوار پر لٹا دیا کئی صا حبقران نے خواجہ کو دیکھا خواجہ
 نے صا حبقران کو جو سحر خواجہ پڑھ کر رہے تھے وہ خواجہ کے قریب آکر دفع ہو جاتا تھا ہمزہ
 سے سب پالارے کہ کہ جلا کو حکم فرمائیے کہ وہ قریب ہمزہ پڑھ کر ایک ہا تھ تینہ کار سے کروے
 کہ سادہ دن کے کام تمام ہو جائے یہ قصہ ہی پاک ہو پھر تم و کس کے لیے لڑیگا اور کس کے لیے مقابلہ کر لیا
 جب ہمزہ ہی نہ ہو گا تو پھر کیا کریگا لڑکے یہ جو سب سادہ دن سے اسدوی منیر جادو کے بھی خیال میں
 آگیا اوسنے اسی وقت پکار کر کہا کہ جلا دیکھا کدرا ہوا دیکھو رہا ہے ایک ہا تھ تینہ رسید کرتا ہو
 کہ ہمزہ کا کام تمام ہو جائے دیکھو تم و قریب آگیا ہو کیا تو یہ پتا ہے کہ وہ آکر رہا کر لیا جو منیر جادو
 نے پکار کر کہا جلا دے جو ابدا کہ میں بدوں حکم کے کس طور سے قتل کرتا اب حکم ملا قتل
 کرتا ہوں یہ کسکریترہ بدل کر چلا تیغہ تولتا ہوا خواجہ نے بھی یہ صدا منیر کی سنی اور جلا کی اس ہمزہ
 دیکھا تو جلا کو دیکھا کہ پتھر بدلتا ہوا تینہ کے ہا تھ نکالتا ہوا صا حبقران کی طرف جاتا ہے پس
 خواجہ پتھر ہو گئے اور تڑپ گئے جلدی سے جست کی اوس مقام پر اترے کہ جہان پر جمع کم
 تھا اور جلدی سے گوین عیاری نکالی اوسین سوا پانچ سیر کا پتھر رکھا اور چرخ دیکر تاک کر جلا
 کے جو مادہ تھوڑے کے سینہ پر پڑا کہ وہ جلا لپٹ کے بھل گرا اوسکا کام تمام ہوا غل ہوا آج
 کو عمر و نے قتل کیا پتھر مار کر جلا خواجہ تھے پھر اوس طرف دد سارے اور خواجہ کی گرفتاری
 کی فکر کرنے لگے سادوی بیان کرتا ہے کہ صا حبقران بیٹھے ہوئے زیر وایز و کے فتح و ظفر کی دعا
 رہے تھے اور دعا کر رہے تھے کہ اسو خالق جن و بشہ ہا یک ہو ہوا حکم ہو کہ وہ دعا

خالق ہوا اور مالک ہو اور سب کا پیدا کر نیوالا ہو تیرا نام یافتہ تھی جی تیرے قبضہ قدرت میں فتح
و شکست ہو تو خواجہ کو ان سب پر غور دے یہ میرے لیے اپنی جان ڈالنے ہوئے لڑ رہے ہیں یہ میرے
لیے اس قدر کوشش کر رہے ہیں تو انکو غور دے کا خون پر تیری راہ میں یہ جہاد کر رہے ہیں صاحبزادے
دعا کر رہے تھے کہ جلاذبحہ لیکر چلا تھا اور وقت صاحبزادے نے جو جلاذ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا
دل میں کہا کہ اب موت قریب آگئی اتنی دیر کے لیے زندگی تھی دنیا کی ہوا کھانا مفذ میں تھا کمالی اب
یہ جلاذ آتے ہی ہاتھ تیغ کا مار دیکھا سر اڑ جائیگا جو شہیت ہو سکی کیا چارہ ہوا سکی مصلحت میں بندہ
ہر طرح سے مجبور رہا چارہ میری زندگی اس قدر تھی صاحبزادے : دل سے باتیں کر رہے تھے کہ جلاذ
مر کر گرا صاحبزادے نے جو اسکو مردہ پایا شکر خدا بجالائے پلٹ کر جو دیکھا تو خواجہ پر نعرہ
گھڑکا پایا مگر یہ دیکھا کہ خواجہ قریب تر میوے تھے ہیں صاحبزادے کو یقین ہوا وہ سو وقت ہو گیا
تھا کہ اس جلاذ کو خواجہ نے قتل کیا ہو یہ اونہیں کی کارروائی ہو کہ اوہ خون نے پتھر مار کر قتل
کیا صاحبزادے کا چہرہ فرط خوشی سے سرخ ہو گیا گوا سیر تھے مگر خواجہ کی اس بھرتی و چالاک
سے ایسے خوش ہوئے اور ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ اسیری کی تکلیف بھول گئے اور دل
میں کہا کہ اے خداوند کریم تو خواجہ کو مرانت و بر بلا سے محفوظ رکھنا صاحبزادے تو ادھر دعا
کر رہے تھے اور خواجہ لڑ رہے تھے پھر جلاذ نے جب جلاذ کو شہید پایا اور اسکو معلوم ہوا
بنڈا سے خود دیکھا کہ خواجہ نے جلاذ کو پتھر مار کر ہلاک کیا اسنے پکار کر کہا کہ اہل شکر بادولت
تم یہ تدبیر کرو کہ کچھ تو عمرو پر سحر کرو اور کچھ عمرو سے لڑو اسکو ادھر پھنساؤ اور کچھ سحر کر کے حمزہ کو
قتل کرو سو اسے اس تدبیر کے حمزہ قتل نہ ہو گا راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جو حکم میرے دیا بہت سے
ساحر تو خواجہ پر سحر کرنے لگے اور بہت سے سنان و تیر و تموار لیکر خواجہ پر حملہ آور ہوئے
اور بہت سے ساحر علیحدہ ہو گئے اس قصہ سے صاحبزادے نے پتھر کر کے صاحبزادے کو ہلاک کرین
خواجہ کے پیڑ چاؤ کا یہ کنٹا سن لیا تھا پس یہ طریقہ جو خواجہ نے دیکھا دل میں کہا کہ اے عمرو یہ اس
حریف آدمی نے بڑی تدبیر اہل شکر کو تباہی دے اگر ان سب نے اسے کئے پھیل کیا اوہ حریف کو سارون
نے گھیر لیا اور انکی طرف متوجہ ہوا دوسروں نے حمزہ پر سحر کیا حمزہ تو بالکل بے قابو و بے بس ہو
اول تو قید ہو دوسرے اس کے پاس کوئی ایسی شے نہیں جو دفع سحر ہو ضرور سحر کر لیا اور ہلاک ہو گیا

محنت تیری بیکار ہو گی اس سے بہتر یہ ہو اور صلاح۔ گفت یہ مجھ جیسا کہ ہے ہوا ہے لو کہ چاہے تو چاہے اور
 یہ بھی وغیرہ اس کے گئے ہیں ڈالو اب غم نہ کرنے کا وقت نہیں ہو نہ دل میں خیال کرنا اور یہ سب
 مصمم قصہ کر لیا اب جو نیچے پڑے ان پر حملہ کیا ایک ہی حملہ میں چار پنج کو لڑا ہے۔ سستا کر کے اس میں
 پائے اور جیت کر کے چنے سرائی طرٹ چلے یہ پھر نیچے پڑے مرے پھر دو چار کو لڑا کیا پھر جیت
 کی یہ صورتیں جیت و تیز کرتے ہوئے قریب صاحبقران پہنچ گئے وہ جو ساحر صاحبقران پر سحر کرنے
 کے قصدت الگ ہوئے تھے حربہ بہ سحر سمجھاں چلے گئے تھے تنہا کہ اسم سحر پڑھ کر تار پر ام کر رہا اور
 یہ لاریج و تریج حمزہ پر مارا کہ جس سے حمزہ ہلاک ہو بس انھوں نے جو یہ حال دیکھا وہ چاہا کہ شواہد کی
 دیکھی سب حیران ہو کر رہ گئے سحر بھی نہ فراموش کر گئے سب حیران حیران وہ ادھر دیکھتے تھے کہ کس
 غضب کا یہ انسان چائے پڑے جمع کو درہم و پیر کر کے نکل گیا اور حمزہ کے قریب پہنچ گیا اور
 منیر جاوے جو شواہد کو قریب حمزہ صاحبقران دیکھا تو اس بات سے اہل شکریت کا دل لرکا کہ
 کہ کیا گھوٹے ہوئے تو شدہ دیکھ رہے ہو جلدی قریب پر سحر کر دیا اتنا جلدی سحر کر دیا کہ حمزہ نے گھٹین میں
 نہ ڈالنے پائے کہ تمھارا سحر ہو جائے اور حمزہ ہلاک ہو جائے اور حمزہ کے پاس لوح پھوٹ گئی تو پھر
 اُسے سحر اثر نہ کرے گا اور سب سے پھر حمزہ کے ہاتھ سے ایک بھی زندہ نہ بچے گا نہ جی سحر کرتا ہوں اور
 اپنے سپہ سالار سے کہنا کہ تم بھی سحر کر رہے ہو بیٹا کر رہو یہ حلوہ بنا تمنا منیر جہ دو کا کہ تمام لشکر نے ایک
 مرتبہ صاحبقران پر سحر کیا تو منیر جاوے سے اس مرداروں نے سب سپہ سالار سے کہنا کہ شواہد
 پر سحر کر رہے تھے اور شواہد کی گرفتاری کی فکر میں تھے وہ بھی یہ حکم سن کر شواہد کی طرف سے رو کر دان
 ہوئے صاحبقران پر سحر کرنے کو آمادہ ہوئے چونکہ اب زہر صاحبقران کی رہائی کا اُسیا اور
 منیر جاوے کی معاشکرے قضا آگئی تھی اس درندہ کا بھی اسلام آباد نہ ہوا تب اس نے لکھ چکا تھا
 کہو نکر یسا نہ ہوتا سب ساحر جو صاحبقران کی طرف متوجہ ہوئے اور سب سے ایک مرتبہ سحر جو
 کوٹ کا قصد کیا شواہد نے جو اس قدر مملکت پالی سب سے جیت کر لے لی تھیں صاحبقران کی پیادوں
 پہنچ گئے لڑھکے ساحروں نے سحر کیا سب کا سحر ایک دہرہ صاحبقران کی طرف چلا گیا کہ
 نارنجی اسم سحر دم کر کے صاحبقران پر مارا کسی نے تریج کسی نے ناریل کسی نے سو بیوان کا ہنر
 کسی نے کاسے تل کسی نے سرسوں کسی نے زلی کسی نے نوادی کوہ کسی نے پھوڑا کا ہنر

[illegible]

اسی مقام پر جلدی جلدی اپنے تئیں تریب و طب سے آراستہ کیا چونکہ یہ سب سحر و جادو سے کر رہے تھے خواجہ و صاحبقران اس امر سے بالکل بیخبر نہ تھے کہ یہ سحر و جادو سے کر رہے تھے۔
 پاس لوح آگئی تھی بس باطنیت تہم اپنے لوح صاحبقران سے آراستہ و پرستہ کیا اور لوح کا عس
 جو ڈال تہس قدر سحر و جادو سے کر کیا تھا سب دنیوی و دینی بیان کرتے تھے کہ چونکہ شیر جادو و جادو
 جو اس سب سے ابھی حد جتہ ان کو سحر و جادو سے کر رہے تھے اب کوئی اثر نہ کر سکتا تھا جتہ ان
 پر باقی نہیں بچتا اب صاحبقران پہ سبب لوتوں کے اثر نہ کر سکتا تھا و تہس صاحبقران
 آلات حرب و قریب سے آراستہ و پرستہ تھے اور سحر و جادو سے کر رہے تھے و تہس جادو و
 نے کہ خواجہ تہس جادو کو رہا کر لیا اور لوحین سے عین والدین و سبب آلات حرب و قریب سے کر رہے تھے
 آراستہ ہو گیا اب اسکا قصد ہوا کہ ہم پر حملہ کرے شیر جادو و جادو سے کر رہے تھے کہ اہل شہر کو ہم سب کی
 غصت اور نادانی کے عمر و نے اپنے آقا کو رہا کر لیا و سبب سبب ہم و تہس کا دسہ کر رہے تھے کہ جادو
 کے تھوڑے کر دیا چونکہ میں نے غیارتی کے لئے حاصل لیا تھا شیر جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و
 عیار یہاں سے نہ دھانے پائے میں نے عر کر رہے تھوں اور دیکھتے ہیں اس اسبیت خوف رہے تھے
 کو سحر و جادو سے کر رہے تھے جادو کو اسکا عظم یاد آئے و اس وقت اسکا جادو بیکار رہا سب
 سحر و جادو سے کر رہے تھے جادو کو اسکا عظم یاد آئے و اس وقت اسکا جادو بیکار رہا سب
 چلے ایک حد سے شیر جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و
 و در عقب سیدانی کو علم کر کے سحر و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و
 کرتا کہ خواجہ برابر صاحبقران کے تھے چھپے چھپے جادو سے کر رہے تھے اب جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و
 اسکو نیچے سے قتل کرتے تھے صاحبقران نے تھوڑے کر دیا تھا ایک برہمن پڑھ لیا و تہس سے کر رہے تھے
 سحر کی صدا آ رہی تھی کوئی کانی کلکتہ والی کو پکار رہا تھا کوئی لونا چماری کو کوئی یا سحری یا جیشب کسکر سحر
 کرتا کوئی نفیس کے دانہ مار رہا تھا کوئی مسر سون کے دانہ کوئی بی سہ دانہ کوئی کاسہ شکر کوئی کر
 صاحبقران پر اثر نہ کرتا تھا صاحبقران برابر شیر جادو سے کر رہے تھے اب جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و
 نے صاحبقران کو رہا کر لیا اور صاحبقران جنگ میں تھوڑے کر دیا تھا و تہس جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و
 و رست ہوئے اب خواجہ نے دیکھا تو صاحبقران کو رہا کر لیا و تہس جادو و جادو سے کر رہے تھے اب جادو و

[illegible]

نکس کہینے اس کے بہترین ہوگا کہ اسی مقام پر چل کر قیام کریں یہ جیو بہیم صلاح ہوئی اور شکر کو
 تیزی کا حکم دیا یہ وقت شکر تیر ہوئے نہ غیر ساترون میں کہ بندی ہوئے لی ساتراپنا سب
 زبان درست کرتے گئے تھے پارہوں نے لگے خلاصہ یہ کہ تھوڑے عرصہ میں سب لشکر ساترون و
 غیر ساترون کا تیار ہو گیا جو کہ تیر سب آٹھ لاکھ کے تھا ساتراپ تخت ہائے سر و طاہران سوار اور
 توہر سوار ہوئے یہاں سے بلند آواز تخت پر سوار ہوا سردار گرد تخت کے ہوتے کو اس سفر کی پرچوب
 طبری کرنا سے سر کو دم ملا اور رحیل بند ہوئی نشان لشکر کھل گئے ہوائے پھر پڑے اڑنے سے باجہ تین
 لگے آگے آگے تخت پر بادشاہ سوار عقب میں لشکر بٹھار سب سردار کے سروانہ ہوئے اس کوہ کی
 طرت یہ شکر راہ میں تھا کہ ایک صدا آئی کہ ارمزہ گاران حمزہ بہت جلد برائے ملک آؤ حمزہ سے اور
 کن سے مقابلہ ہو رہا ہے حمزہ یکہ و تمنہ بین ان سرداروں نے جنگ کو خواجہ سے اس صدا
 سے آگاہ کیا تھا اور کہ تھا کہ میں اسی طور سے تم کو پکاروں گا بس تم براے ملک آنا
 شکر کے کر ان سرداروں نے جو سنا یہاں سے بلند آواز سے عرض کیا کہ اب اس کوہ کی طرف
 چلے بلکہ جدھر چھین اسی طرف چلے کیونکہ خواجہ طلب فرما رہے ہیں اس سمت سے
 صدا آ رہی ہے کہ برائے ملک آؤ حمزہ کے مقابلہ ہو رہا ہے ہم نے صدا کو پہچان لیا بادشاہ
 نے کہا کہ کس طرف سے صدا آئی ہو کہسا کہ شمال کی طرف سے یہاں سے بلند آواز نے
 کہا کہ یہ سمت تو در بند منیر یہ کے ہوا انھوں نے عرض کیا کہ پھر اسی طرف تشریف لے
 چلے راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں سے بلند آواز نے کوہ کی طرف کا راستہ ترک کیا اور در بند
 منیر پہ کی طرف چلے سرداروں سے کہا کہ تم لشکر کہ لے کر آؤ میں جاتا ہوں یہ کہسکر پر پرواز
 پیدا کر کے اڑ کر چلا اس کے جانے کے بعد اسد نوزند خورشید شیر سوار و زوجہ و دختر
 یہ بعد دیر سے پر پرواز پیدا کر کے سرداروں کو شکر کے ہمراہ آئے کا حکم دے کے روانہ
 ہوئے اسی طور سے اعظم جادو و سوسن جادو بھی اپنے لئے روانہ ہوا تاکہ کمر کے روانہ
 ہوئے ان سب کو راہ میں رکھا جا رہا ہے فرین سے عرض کیا کہ یہ کہ دیئے یہ لوگ کتب پختہ
 ہیں اور کیا کام کرتے ہیں اب میں دہن کا حال یہ کہ کہہ رہا ہوں کہ جو سان مٹا بلہ ہو رہا ہے
 اور صاحب قرآن یکہ و تمنہ مع خواجہ غمروے کفار سے ٹر رہا ہے میں راوی نازک

خیال نداشت ناظرین راتنکین عین عزت کرتا ہی کہ بیان گفتار نا بکار صاحبقران پہنچ کر رہے ہیں
صاحبقران اوندکا سحر رفع فرماتے جاتے ہیں اور لڑتے بھی جاتے ہیں اور قتل کرتے جاتے ہیں
مصر و جنگ ہیں میٹر جادو و دور سے کہتا ہوا لشکر کو ترغیب دے رہا ہی کہ یہ دو شخص ہیں اور
تم ہزاروں ہو اور گرفتار نہیں کر سکتے ہو وہ تم سب کو قتل کر رہے ہیں اے بھائیوں نہ نہ کر کے پکڑ لو
جیسے مذویا سیر کر لو یا قتل کرو راوی کہتا ہی کہ جب میٹر جادو یہ کہتا تھا اہل لشکر بھی خیال کرتے
تھے کہ بادشاہ سچ تو کہتا ہی ہم ساحر بھی ہیں اور پچاس ہزار ہیں یہ دو بین اور غیر ساحر ہیں ہم
اسکو اسیر نہیں کر سکتے ہیں واقعی بڑی بدنامی کی بات ہے جو ستے گا کیا کے گا ہر ایک باخدا
ہو گا اگر طلسم کش اور لو کا عیار بیان سے زندہ و سلامت تم سب کو قتل کر کے محل گیا ہیں
لڑا دو و آدمیوں کا اسیر کرنا کتنی بڑی بات ہے باہم باتیں کر کے چرچا کرنے لگے اور بعض
خبر و تلوار و سنان و نیزہ لیکر چلے کہ گھیر کر مار لیں چاروں سب نے صاحبقران پر عار کیا ایک
سمت سے ساحر دن نے سحر کیا ایک سمت سے پیرا خروں نے نیزہ و ٹنڈیر سے حملہ کیا وہاں پر
سحر بھی رفع فرماتے تھے اور انکے جوہر نہ بھی رو کرتے تھے اور اوندکو قتل کرتے تھے بیان
کہ طلسم مچا ہوا تھا کہ صحرائی طرف سے گرد بلند ہوئی اور دامن گرد اس مقام پر آکر شکاف
ہوا ایسی گرد بلند ہوئی تھی کہ جسے سپرد ہوا کو نیزہ تار کر دیا تھا وہی آفتاب دامن گرد میں
پوشیدہ ہو گیا تھا راوی بیان کرتا ہی کہ وہ تن گرد اس محل میں آکر شوق ہوا اس دامن گرد سے سو
لشتان کہ جسکے پھر سب سیاہ رنگ سے تھے ایک لاکھ لشکر کی علامت پیدا ہوئی کہ جس سے یہ ثابت ہوا
کہ ایک لاکھ سپاہ ہے ایک نشان کے پھر سب سے تعریف سامی و حبیبہ و فاونہ عجائب لکھ کر پڑھتی
میٹر جادو نے کہا کہ لشکر دن سے او نشانہ لشکر سے ثابت ہوا کہ یہ لشکر غفار ہے پچاس ہزار لوگوں کا لشکر
ہاں ان سبکی طرف اشارہ کیا کہ جا کر خبر لو کہ یہ لشکر کب کا ہوا کہ یہ سے یہ ہوا اور انکے افسر کون ہوا اور
کسی ملک کو آیا یہ ہزاران سحر یہ اشارہ پا کر طرف اس لشکر کے روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہی کہ
جب یہ میٹر جادو کا لشکر آبا تھا تو سب سامان ساری و جہوں داری بھی ہمراہ لشکر تھا قشت جی تیرہ
تھا پس میٹر جادو تخت پر سوار ہوا تھا سردار اوسکو گھیرے ہوئے تھے سب سامان شان و شوکت
سب ہو گیا تھا کیونکہ یہ تو صرف ایک کو تو ال کو لیکر آبا تھا اس قشت سے کہ قشتہ اوش کر کے حملہ کیا

طرف طلسم کے پلاجاؤنگا سامان سواری کی کیا ضرورت ہو یہاں یہ واقعہ گذرا پس کلی سامان گینا
اب یہ بادشاہ بنا ہوا ایک سمت کو سردار دن کے چھرمٹ میں کھڑا ہوا اور اہل لشکر کو صاف
دخا جہ کی گرفتاری یا قتل کرنے کی تاکید کر رہا ہو خود نہیں مقابلہ کو جاتا ہوا اگر جانے کا قصد بھی
کرتا ہو تو سردار مانع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کیونٹ تکلیف کریں اہل لشکر اسیر کر لینگے
سب سالار بھی اسکا ایک سمت کو اٹھو رہے سوار کھڑا ہو یہاں کا تو یہ رنگ ہوا وہ ہر وہ طائر
برائے خبر چلے ہیں کہ وہ لشکر جو اگر ہو سچا علمداران لشکر نے جو اس مقام پر جنگل میں سحر
ہوتے ہوئے دیکھے اور لشکر کو جمع دیکھا ایک طرف تھم گئے اس خیال سے کہ معلوم ہو جائے
کہ یہ لشکر کیسا ہو اور کس سے مقابلہ ہو رہا ہوا وہ دور سے جو ان لشکر و مالک سپاہ کے اپنے
لشکر کے نشانوں کو ایک طرف صحرائین بلند پایا اور جنگل میں آگ کے شعلہ بلند ہوتے ہوئے دیکھے
ہر کارون سے کہنا کہ خبر لولاؤ کہ یہ شعلہ کیسے بلند ہو رہے ہیں کیا کسی لشکر سے مقابلہ ہو رہا ہے
اور کیا یہ لشکر ساحرون کا ہے اور اسکا لشکر ہے اور کس سے جنگ ہو رہی ہے ہر کارے فوراً یہ حکم
پاکر روانہ ہوتے اور یہاں آکر ضروریات کر کے اپنے لشکر کی طرف واپس گئے اور ہر
طاہران سحر اس لشکر کا حال دریافت کر کے غیر جادو کی خدمت میں آئے اور عرض کیا
کہ یہ لشکر آپ کی ملک کو آیا ہے آپ کے طلب کے موافق آپکا نامہ جو اسفندیار سحر النشین کو پہنچا
وہ فوراً مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر ایک لاکھ سپاہ اپنے ہمراہ لیکر اوہر کوروانہ ہوا اقسوت
آکر پہنچا یہ اسکا لشکر ہے خبر سنے غیر جادو کا چہرہ فرط خوشی سے گلزار ہو گیا سردار دن
سے کہنے لگا کہ اب خوب مقابلہ ہو گا کیونکہ یہ لوگ جو کہ میری ملک کو آئے ہیں غیر ساحرین
فنون جنگ سے ماہر ہیں ان سے خوب مقابلہ ہو گا کوئی نہ کوئی حمزہ کو پکڑ لیگا ہم لوگ
ساحرین ہم ساحرون سے مقابلہ کر سکتے ہیں کیونکہ فنون جنگ سے ماہر نہیں ہیں اس
سبب سے قتل بھی ہوتے ہیں اور کس طرف دسترس نہیں ہوتا ہے اب کوئی مقام خوف نہیں
ہو یہ لوگ چارون طرف سے گھیر کر پکڑ لیں گے کیونکہ یہ دو شخص ہیں اور یہ ایک لاکھ کا لشکر
ہو یہاں غیر جادو و سردار دن سے یہ باتیں کر رہا تھا اوہ ہر کار دن سے جا کر اسفندیار
کو خبر دی کہ یہ جو شعلہ بلند ہو رہے ہیں صحرائین لشکر غیر جادو حاکم درہند غیر یہ سے

اور حضرت صاحبِ بھڑان سے مقابلہ پر آیا تو محمدی معائنہ فرمایا اور سب فرمایا
 پڑ لیا تھا یہاں قتل کر کے گولایا اہل شہر پر اسے تھام لیا جسے حضور کے علی کریم اور
 اوستے اور عیاری کی غیر جادو کے بھائی کو سمجھتے تھے وہ کہتے تھے کہ جادو کرنے والی کی بددعا
 لشکر کو اس منہ پر آنے کا حکم دیا خود بیان آیا اور غیر جادو کو لگا دیا حال سب آگاہ کیا
 بعد میں کہ عمر و غلام پر ہوا عمرو نے پڑ لیا اور اس کی اور اس کی سبب یہ جو کہ غیر جادو سے
 حضور کے قبضہ سے لیا تھا قبضہ کر لیا اور خود لڑنے لگا چنانچہ لشکر اور سو قتلہ تاکہ نہیں کیا تھا
 بدین سبب غیر جادو سے اہل درندہ عمرو کے گھر لڑنے کا حکم دیا ساکنان اور وہ لڑنے
 لڑا اور کشتی کی مگر عمرو کو سیر کر کے بکھڑا کر دیا اور اس کے ساتھ لڑا تھا اور اس کے ساتھ
 غیر جادو لڑا کر لیکر آگیا ساکنان رہند کی بات یہ ہے کہ وہ لڑا تھا اور اس کے ساتھ لڑا تھا اور اس کے ساتھ
 کرنے کے اس کا اصل عمرو کے لڑنے سبب سے اسے کوڑب کر قتلہ تک پہنچایا اور غصہ کر رہا گیا
 اب عمرو و محمد و دونوں لڑ رہے ہیں اور وہ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 وہ دونوں غلام و مخدوم لڑ رہے ہیں اہل لشکر اور وہ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 سانس تھمت پر غیر جادو و سوار ہو اور لشکر کو بھاگتے دیکھ کر اس کی زبان سے وہی جادو اور لشکر
 اور اس کے حکم کی پابندی کر رہا ہے اور حضور و عمرو سے لڑ رہا ہے اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 اثر نہیں کرتا ہے چنانچہ لشکر غیر عمر سے واقف ہے وہ دونوں چنانچہ سے واقف نہیں ہے اور اس کے ساتھ
 لڑ رہے لڑ رہے اور یہ بل کر کے پس نقل ہو رہے ہیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 لڑ رہے وہ اپنے سر کر رہے ہیں اور پھر سر کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 تا پانچ رسیو کیا کہ اس کا کام تمام ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 نے برہنہ دون کے زبانی سنا ہے اہل لشکر سے کہ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 غیر جادو کے جاتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 میں محمد اور عمرو کو پکڑ سے لیتا ہوں آپ اطمینان رکھیں اور اس کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور اس کے ساتھ
 مرضی ہم تو آپ کے تابع حکم ہیں یہ شے اس قدر چاروں طرف سے کہ کب کو بھی کر کے ہر دار و ان کو
 ہمراہ لیکر چلا صاحبِ بھڑان و خواجہ نے ملا خطہ فرمایا کہ وہ اپنے بول صاحبِ بھڑان سے ملے اور اس کے ساتھ

کہ خواجہ خیرتو لاؤ کہ یہ گز کیسی بلند ہوئی خواجہ یہ جس کے اویس وقت تکیم اور شہ کر اوس لشکر سے
 نکلے مگر صاحبقران سے کہنے لگے کہ پوچھا میری سے مقابلہ کیجئے گا میں ابھی خبر لیکر آتا ہوں خواجہ
 تو یہ کہ کھڑے گرد کے جملے تھے کہ وہ گردشت ہوں خواجہ و شیر جادو نے دیکھا کہ آگے آگے ایک پہلوان
 دربر دستا کر گئے نہ مست پر سوار گرد سرداران نامدار عقیب میں لشکر بیٹا چلا آتا تو غلبہ لشکر مال
 بارگاہ وغیرہ پر شیر جادو نے تو پہچان لیا کہ یہ اسفندیار صحرائشین ہو گا خواجہ نے نہیں پہچانا خواجہ
 لشکر میں کہنے اور سب حال دریافت کر کے واپس آئے خدمت صاحبقران میں اور
 عرض کیا کہ یہ اسفندیار صحرائشین ہی ایک لاکھ سپاہ سے ہر اسے کمک شیر جادو بہ حسب طلب
 شیر جادو آیا ہی آئے گردن پر وہی سوار ہی شیر جادو نے جو پہچانا اپنے سرداروں سے
 کہا کہ جادو جاری طرف سے اسفندیار کو سلام کنا اور کہتا کہ تمکو شیر جادو نے طلب فرمایا ہے
 اپنے پاس سردار دھرت چلے اور اسفندیار نے اپنے لشکر کو صفت آراہنے کے حکم
 دیکر خود بخود دست شیر جادو چلا راہ میں سرداروں سے ملا سرداروں نے شیر جادو کو کا پیام
 اسفندیار کو دیا اسفندیار اون سرداروں کے ہمراہ خدمت شیر جادو میں آیا بعد صاحب
 سلامت و مزاج پر سی کی اسفندیار نے شیر جادو سے کہا کہ آپ کا حکم ہے آپ نے کیا کس
 مطلب سے طلب کیا ہے آپ نے میرے آئے کی راہی مذکبی اور جنگ آغاز کردی شیر جادو
 نے سب واقعہ بیان کیا اور سوخت اسفندیار نے کہا کہ آپ اپنے لشکر کو متع فرمائیے کہ وہ مقابلہ
 کرے کیونکہ آپ لوگ فنون جنگ سے ماہر نہیں ہیں جو اوس صورت مقابلہ کریں اگر ساروں
 سے مقابلہ ہوتا تو یہ سنکر نوب لڑتا لندا بیکار قتل کرانے سے کیا حاصل میں آگیا ہوں حمزہ
 سے سمجھ لو لیا اب اسے لوگ میرے جنگ دیکھار کا تماشہ ملا خط فرمائیں دیکھیے میں کیوں کر حمزہ
 کو اسے کہ لیتا ہوں شیر جادو نے جواب دیا کہ کیا ضرورت ہے میرے ہی اہل لشکر گرفتار رہیں گے تم کو
 زحمت کرو حمزہ اکیلے تو ہر مان اگر اسکا لشکر موتا تو اب وقت میں میں تم سے کہتا اور تمکا حجت
 دنیا ایک شوقس کے لیے کیا زحمت دن میں نے جو نیکو طلب کیا تھا تیرے غرض تھا کہ حمزہ جو
 اوسے ایسا تو مع لشکر کے آگیا تو ہم اور نہ مگر حمزہ سے مقابلہ کر بیٹا پانچ اتفاق سے حمزہ اکیلے
 آیا خیر میرے اہل لشکر کافی ہیں اسفندیار نے جواب دیا کہ میں نے اسے اس حال سے بہترین فرمایا

کہ آپ کو نہیں سکتے ہیں بلکہ اس خیال سے عرض کیا کہ آپ فہم سے آگاہ ہیں فنون جنگ سے
 کے واقف نہیں ہیں میں فنون جنگ سے آگاہ ہوں یہاں تھوڑے جوڑے کھائے گئے اور تھوڑے مل ہوگا
 خواہ اسیر تو فرج جنگستان کا سر سے ہرگز ہرگز نہ خوت کھا یگ جب یہاں سے نہ پارسے کھا نہ چلا
 کا اول ہی یہ قصد تھا صرف دنیا داری کرتا تھا جو اب دیکھا کہ اگر میں تمہاری مرضی ہو تو خیر میں اسبہ لشکر
 کو منع کرتا ہوں کہ حمزہ سے مقابلہ نہ کرو اس وقت پارسے کھا کہ میں لشکر کو جاننا ہوں اور حمزہ کو ہر سے
 مقابلہ طلب کرتا ہوں آپ مع لشکر کے ایک طرف کو صفت آ رہے ہوں اور تماشا بظاہر ملاحظہ فرمائیے کہ
 کیونکہ مقابلہ ہوتا ہے میرے یہ کلام اس وقت پارسے کھا کے قصہ کیا تھا کہ لشکر کو منع کر دے اور اس وقت پارسے کھا
 کیا تھا کہ اپنے لشکر کو روانہ ہو کر چٹا ایک پھر نہ اسے تھی گر رہا بند ہوا جس نے پھر دوا کو مکر کر دیا
 اور زمانہ تیرہ دن ہو گیا اور وہ گرو بہت تیز آ رہی تھی خلاصہ یہ کہ داسن گردن ہی صحرا میں آکر شکاف
 ہوا دل کر دے وہ نشان ایک لاکھ لشکر کی علامت کے پیدا ہوئے چپے پھر یہ دن پر تعریف عجب سب
 لشکر رتھر رہی اور سیاہ رنگ کے تھے اور سے طائران سو رہے دریا منت روانہ ہوئے
 اور سے ہر کار سے اور کو روانہ ہوئے خواجہ بن بموجب حکم صاحب قمران روانہ ہو گئے لشکر
 اس فہم دیا سے بھی ہر کار کے صاحب قمران و خواجہ و منیر چادو اس وقت پارسے دیکھا کہ وہ
 نشان لشکر ایک طرف اگر قائم ہوئے اور ایک یو جلا میں سواری آیا بعد جلوں سواری سے اپنے
 حمید سے پر ایک پہلوان قوی تن سوار ہوئے اس میں سراران نامہ اس پس اپنے لشکر چار
 و منیر چادو نے پہچان لیا لا جو رد و ریاشکاف ہوا اس فہم دیا سے منیر چادو سے کہا کہ کیا آپ نے
 لا جو رد و ریاشکاف کو بھی براے کمک طلب کیا تھا منیر چادو نے کہا کہ بلکہ طلب کیا تھا اسی
 خیال سے کہ حمزہ کے ہمراہ لشکر کثیر ہو گیا لشکر اسراں منہ ہم کوک متا بد نہ تھے اور عجز سادہ میں
 کے لشکر سے ہم لوگ اس فہم دیا سے جواب دیا کہ اب ملہم ہوا کہ یہی آپ کے سبب سے ہوئے آئے ہیں ہر
 نے کہا کہ اپنے سر کیا خضر عین نے لاہور نیزہ باز و البرزین علاقہ کو میں طلب کیا ہے یقیناً کہ وہ وہاں
 بھی مع لشکر کے آئے ہونگے اور خواجہ نے بجا کر سب حال دریا منت کیا اور خدمت میں صاحب قمران
 میں آکر عرض کیا لا جو رد و ریاشکاف ایک لاکھ پاد سے براے کمک منیر چادو دیا کہ صاحب قمران
 نے فرمایا کہ آیا ہو تو آئے دو چار خدا مالک ہو خواجہ نے جواب دیا کہ یا صاحب قمران آپ آگاہ ہیں

مقابلہ فرمائیے گا صاحبزادان نے فرمایا کہ پھر کیا کیا جائے یہ امر غیر ممکن ہے کہ میں ان لوگوں کے سامنے
 سے چلا جاؤں اتنا جو مرضی خدا کی جو اسکو منظور ہوگا اسکی ذات پر تکیہ کرو اور دیکھو کہ پردہ غیب
 سے کیا نکلے ہوتا ہے اور خداوند کریم کیا دکھاتا ہے اطمینان رکھو راوی بیان کرتا ہے کہ اودھو لا جو رو کے ہرکان
 نے لا جو رو کو خبر کی کہ میدان میں لشکر منیر جاوے اور حمزہ سے مقابلہ ہو رہا ہے اور اسفند پارس لشکر
 کے پاس آگیا ہے اسکا لشکر شمال کی طرف صفت گرا ہوا اور وہ خود میدان کے پاس گیا ہر ملاقات کے
 لیے اور اجازت لینے کے لیے لا جو رو نے بھی اوس مقام پر پہنچ کر ایک سمت اپنے لشکر کو صفت آرائی کا
 حکم دیا اور خود طرف منیر جاوے کے چلا اودھو لا جو رو نے ان سرے لا جو رو کے آنے کی خبر منیر جاوے
 کو دی منیر جاوے لا جو رو کو دیکھو چکا تھا اسی طور سے سردار و نکو بھی چکر لا جو رو کا بھی استقبال
 کرایا لا جو رو نے بھی اگر منیر جاوے کو سلام کیا مزاج پر ہی کی طلب کرنے کا سبب دریافت
 کیا اوستے سب حال کہا اور کہا کہ اتنا اسفند پارس نے اقرار کیا ہے کہ میں حمزہ کو اسیر کرتا ہوں آپ
 اپنے لشکر کو منع فرمائیے کہ وہ حمزہ سے نہ لڑے لا جو رو نے کہا کہ اے بھائی اسفند پارس اور تم شریک
 ہو کر حمزہ سے مقابلہ کریں اسفند پارس نے جواب دیا کہ حمزہ اکیلا ہی اکیلے سے میں اور تم شریک ہو کر مقابلہ کروں
 اگر حمزہ کے ساتھ لشکر ہوتا تو کیا مضائقہ تھا لا جو رو نے کہا کہ غیر دیکھا جائیگا اچھا یہ تو ہونا پر ضرور ہے
 کہ دونوں لشکا ایک ہو جائیں اسفند پارس نے کہا کہ کیا نقصان ہے یہ باتیں کر کے لا جو رو وہاں نہ
 لے قصد کیا تھا کہ اپنے اپنے لڑیں بائیں اور لشکر میں پوسنچا ایک ہو جائیں ایک ہی مقام پر شیعہ
 وغیرہ بہرہا کریں کہ مشرق کی طرف سے گرد بلند ہوئی اور لا جو رو نیزہ باز مع ایک لاکھ پچیس ہزار سپاہ
 کے آکر پہونچا سب نے اسکو پہچانا خواجہ نے حال دریافت کر کے صاحبزادان سے بیان کیا
 لا جو رو نے اپنے لشکر کو صفت آرائی کا حکم دیا خود منیر جاوے کے پاس آیا خلاصہ یہ کہ اسنے بھی اسی
 طور سے تقریر کی اور میدان سے ملاقات کر کے یہ تینوں سردار اپنے اپنے لشکر میں آگئے
 خلاصہ یہ کہ یہ تینوں لشکر ایک ہو گئے خیمہ وغیرہ برپا ہونے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ جب ان لشکروں
 کی آمد شروع ہوئی تھی تو اہل لشکر منیر سر کر رہے اور لڑنے سے باز رہے تھے اور ایک طرف سمت کر
 ہو گئے تھے اور ان لشکروں کی آمد کا تاثر دیکھ رہے تھے اسی سبب سے جنگ و پیکار نہ ہوتی تھی
 صاحبزادان بھی شیعہ کہتے بہت ہوشیار و کھڑے ہو گئے تھے آمد لشکر لا جو رو سے تھی راوی بیان کرتا ہے

کہ جب یقینوں سرورِ شیر جادو سے ملاقات کر کے اپنے اپنے لشکر کو چلے گئے اور ایک ہوئے یعنی سب
 لشکر ایک مقام پر اترے ایک سمت صفت آرا ہوئے اور سوئت میں جادوئے اپنے اہل شکر سے لیکر
 تاکہ اب تم لوگ حمزہ سے نہ مقابلہ کرو چلے آؤ یہ لشکر جو آئے ہیں مقابلہ کریں گے اور اگر جنگ تم اطمینان رکھو
 لوگ تم لوگوں کے گرفتار کیے سے گرفتار نہ ہونگے کیونکہ تم ساحر ہو اور ساحر اپنا اثر نہیں کرتا ہی تم نون
 جنگ سے ماہر نہیں ہو قتل ہوتے ہو تم ایک طرف کو صفت آرا ہو جاؤ اور ان لوگوں کی جنگ دیکھا کا
 مانتا نہ کرو یہ حکم دیا تھا کہ اہل لشکر شیر جنگ و پیکار سے عاجز تھے اس سبب سے کردہ جانین
 راز کر رہ گئے تھے اور راستے تھے مگر اوکے پاس سے کچھ نہ بتا تھا قتل ہونے لگے تھے بادشاہ
 کے حکم سے چار تھے جنگ سے اسخوات کر سکتے تھے جانین بر باد کر رہے تھے اور راز سے تھے
 حکم پا کر ادنیٰ جان میں جان آئی اور ایک مرتبہ سب صاف جعفران کے سامنے سے پٹ گئے
 در عقب شیر جادو اگر صفت آرا ہوئے صفین باندھ لیں صاف جعفران کو بھی صفت آرا ہوئے
 نے بھی اپنے کو آراستہ کیا مگر یہ امر جو کہ صاف جعفران پیدل ہیں اور پیدل مقابلہ کر رہے ہیں جادو
 سے ذرا بھی خوف نہ تھا ان لشکروں کے آنے سے ہراس ہوا اور سب سے باج آئے اور جانین
 اب بکھرے ہوئے ہیں جب لشکر شیر جادو میدان جنگ میں لڑے اور مقابلہ صاف جعفران سے ہوا
 و آہستہ آہستہ شیر جادو صفت آرا ہو چکا اور سوئت شیر جادو نے اب ساحر سے کہا کہ تم با کر
 صفین پار سے کہو کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ ہم نے تمہاری خواہش سے جو جیل پہنچا دیا ہے وہاں سے
 وک لیا اب تم حمزہ سے مقابلہ کرو اور حمزہ کو اسیر کر کے ہمارے پاس لے کر دو ساحر اس صفین پار پہنچا
 یا میں لشکر اس صفین پار لا جاؤں گا یہ صفت بندی ہو چکی تھی اور اس صفین پار سے قصد کیا تھا کہ
 اپنے لشکر سے کسی مردار کو پاس نہ لے جاؤں گا جعفران روانہ کر دیں کہ اب اس ساحر سے پہنچا دیا
 دیا اس صفین پار سے جواب دیا کہ نہ دیا آجکے زمانے کی ضرورت نہیں ہر میں خود مرداروں کو حکم
 دیتا ہے کہ حمزہ کو اسیر کر لو چنانچہ وہ مردار پاس کے فٹاری حمزہ سے حکم کے ہوئے جب روانہ
 ہوئے تھے کہ انکا پیام پہنچا میں میں نے جو آپ سے اترا کیا ہے اس کے خلاف کچھ نہ ہوگا
 ساحر نے جواب دیا کہ شیر جادو کے پاس آیا اور اس صفین پار سے جو پیام دیا تھا وہ بیان کیا شیر جادو
 جواب دے کہ خاموش ہو جاؤ اور اس صفین پار سے ایک مردار سے کہ کہ تو بہتر حمزہ کو پکڑ لایا قتل کر دیا

مروارید حکیم یا فردرآ مرکب کو مہینہ کر کے میدان میں آیا اور آواز دی کہ اے حمزہ تو مجھے بہت سزا دے گا یا ہی
 کیا سارون سے لڑ رہا تھا اور اوکو قتل کر رہا تھا جو کہ سوائے سحر کے فن جنگ سے آگاہ نہ تھے اذکو تو قتل
 کر رہا تھا اگر بہادر ہو تو مردان عالم سے آکر مقابلہ کرتا کہ کچھ نہ جنگ تیرے ہاتھ ہوں اور منہ مقابلہ کا
 حاصل ہو یہ جوادس نے پکار کر کہا تو صاحبقران تلوار علم لیے ہوئے اس کے سامنے تشریف لائے فرمایا
 کہ کیا لات و گدازت بکتا ہے تیری بہادری اور شجاعت جو انہری دلیاقت اسی امر سے ظاہر ہو کہ تو کب
 پر سوار ہو اور مجھ کو برائے مقابلہ طلب کرے تجھ کو شرم نہیں آتی کہ میں کیا مقابلہ کر دوں میرا حریف پیدل ہے
 اپنا گرد عوی شجاعت ہے تو مرکب پر سے اتر کر مجھ سے مقابلہ کر یہ جو صاحبقران نے فرمایا اذکو غصہ آگیا
 اور فیرت لے گوارا نہ کیا کہ میں مرکب پر سوار رہوں جلدی سے مرکب پر سے کود پڑا صاحبقران کے
 روبرو آکر کہا کہ اے حمزہ داکر صاحبقران نے فرمایا کہ اپنا یہ طریقہ نہیں ہے پہلے تو وار کر پھر میں بھی وار
 کر دنگا اگر خداوند کریم فی حرب سے مجھ کو چاہیگا اوستے کہا کہ معلوم ہوا تیری قصداً ہی ہے یہ کہہ کر
 اوستے نیزہ کا دار کیا صاحبقران نے شان نیزہ سے اپنے کو چپا کر ڈانڈ پر ہاتھ دال دیا اور نیزہ اوستے
 ہاتھ سے چھین لیا اور شل نشکر کے توڑ کر پھینک دیا اوستے برہم ہو کر تلوار سیان سے لیکر دار کیا صاحبقران
 نے باٹھ بچا کر کھائی پر ہاتھ دال دیا تو از بھی چھین لی اور گھر خیر کز کراد سکو اڑھا لیا اور سر سے ہند
 کر کے فرمایا کہ شناخت پروردگار میں کیا کتا ہے اوستے کلہ سخت کہا پس صاحبقران نے اوستے پر
 پردے مارا کہ دقتش زمین ہو گیا استخوان اس کے سرمہ سا ہو گئے یہ حال دیکھ کر اذکا بھائی لشکر
 اسفندیار سے اجازت لیکر آیا اذکو بھی صاحبقران نے قتل کیا اسی طور سے پندرہ پہاوان
 کو دم بھوین صاحبقران لے داصل جنم فرمایا یہ رنگ دیکھ کر اسفندیار کے حواس جلتے رہے
 اور لا جو ردولہ ہور سے باہم صلاح کی کہ اگر حمزہ سے فردا فردا مقابلہ کیا جائیگا تو ہمارا کل لشکر کام
 آئیگا اور حمزہ سے کوئی عمدہ برا نہ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ حمزہ کو چار دن طرف سے گھیر کر بکرو
 تین لاکھ کا لشکر اگر ایک مرتبہ چار دن طرف سے حملہ کریگا تو حمزہ عاجز ہو جائیگا اور گرفتار ہو جائیگا
 حمزہ سس گس کو اکیلا جواب دینا آخر کو عاجز ہو کر اسیر ہو جائیگا یہ جو رائے ہوئی سب نے اس ہی
 کو پسند کیا پس ہر ایک نے اپنے لشکر کے لوگوں میں کہا کہ حمزہ کو چار دن طرف سے گھیر لو کسی
 کنیطر نہ جانے دنیا اسیر کر لینا یہ حکم دینا تھا کہ تینوں لشکر دن کے اہل لشکر میل و مویشیاں

[illegible]

مشتابہ ہونے کا ہر طرف ہزار مرگ گرم خون برس رہا ہر دہائے خون ریزان ہر طرف ہوا چل رہی ہر کسی مقام پر بخون کی چٹا چاق بلند کسی گنگہ گنگوں سے مقابلہ ہو رہا ہر صدائی ترق ترق سے گوش گردون گرم ہوئے جاتے ہیں اب یہ جو اسفند بیار و لا جو مرد و لا ہوا اب اس کے افسران لشکر نے دیکھا کہ حمزہ کی کمان اگنی اور کل لشکر حمزہ کو دس سو کہ کی خبر پا کر اگیا اور ہمارے لشکر سے لڑ رہا ہو یہیں انھوں نے بھی تلواریں علیہ کین اور لڑنے لگے اور حمزہ جادو سے اور اہل لشکر سے اور ساحران اسلام سے سحر بازی و شعبہ بازی نہ بگ سازی ہونے لگی شعلہ ہا سے سحر بلند ہونے لگے ہر طرف آگ برسنے لگی ابر سحر آگے قائم ہونے لگے اون سے عقرب دمار برسنے لگے برقنا سے سحر چمک چمک کر گرنے لگیں نارت جل جل کرنی نہ ہونے لگے خون کے دریا جاری ہونے لگے سر اوسین مثل مابون بیسے نذر آنے لگے ہر طرف شور و غل مچانے لگے ساحرون کے مرنے کی علامات بلند تھی کبھی تاریکی ہو گئی کبھی روشنی یہ اوازیں آرہی تھیں کہ کشتن میرا نام من فلان جادو بود سیاہ آند جیان او ٹھو رہی تھیں زمین بل رہی تھی صرا کوز لڑا ایک مشرب پا تھا وہ میدان جنگ نمود میدان شتر کا تھا ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی تھی جو بہادر و شعلہ تھے وہ بڑھ بڑھ کر لڑ رہے تھے جو نامرد و بودے تھے وہ راہ فرار تلاش کر رہے تھے بہادر دن کے جہمون پر گھبراہٹ زخم کھلنے ہوئے تھے مرغز اور ایک طائر جان کھا شکار کر رہے تھے سب صیاد اجل کے کچھدے میں آئے تھے اسیر دام اجل ہو رہے تھے شہباز اجل کے شکار تھے بہادران عالم کس جو انردی و بہادری سے لڑ رہے تھے زاغ کمان چلا رہے تھے ہر طرف زخموں کے گل کھلے ہوئے تھے زخموں سے وہ صحرانوی لالہ زار پورا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لالہ کا کیفیت ہر جہد و لگنہ اور کھڑائی تھی سو اسے بیرو تیر کے دوسری شہر نظر آتی تھی نشان لشکر بلند تھے پھر سیر اون کے کھلے ہوئے تھے پڑتے اور رہے تھے میر تقی میر لڑا اور تی تھیں صدائے بزن و کاش بلند تھی لہو کی زبان پر رہی تھیں ہزار مرگ گرم تھا لالہ لالہ موت بیکہا کمان تک رو صین قبض کریں بیک کی روت قبض کی معلوم کر کریں اور کی روح قبض نہ کرنے باتے تھے اور دوسو لیل لہا آگے جہمون کے راستے کی صرا آرہی تھی کوئی پڑا ہوا خاک پر ایڑیاں گر رہا تھا کوئی ہنستہ مرغ جس کے تڑپ رہا تھا کسی کا وقت جان کر نہ لیا تھا کسی کا ہنگام نرسا تھا کوئی تڑپتا تھا کوئی خاک پر پڑا تھا کوئی اسبک رہا تھا کوئی دم توڑ رہا تھا

کسی کے پاؤں نثار تھے کسی کے پیر پختے سے ہاتھ قلم تھے کسی بہادر کا سر تن پر نہ تھا و محقر خاک پر
پڑا تھا کسی غازی کا شانہ نشاۃ تھا گون عروس مرگ سے ہنمار تھا کوئی اجل کا خاک پر پڑا تھا و محقر خاک
تھا کسی کو اپنے ہاک ہونے کا صدمہ تھا چڑا و سو کبر رہا تھا کسی کی فراطعش سے زبان نکل
آن تھی وہاں ہر کوئی نہ تھا کہ جس سے پانی طلب کرے خلاصہ یہ کہ اوس جنگل میں عجیب طرح کا
سڑک پڑا تھا بھائی کو بھائی کی خیر تھی شیا باب کا دشمن ہو رہا تھا باب فرزند کا قاتل تھا کوئی
پیار رہا تھا کہ اردن اور آو بھڑیم جان کی خبر کو کون سنتا ہے جو خبر لی عجیب عالم ہر اس ریاس
تھا ہر ایک بدحواس تھا شکر سلام جو کر آیا تھا آتے ہی جنگ و پیکار میں مصروف ہو گیا نہ اہل
لشکر نے خیال کیا نہ سرداروں نے کہ ہمارے افسرانے دیاد شاہ جیم سے قبل چل کھڑے ہوئے
تھے وہ بھی اگر پوچھے یا نہیں اگر آئے تو کس طرف لڑ رہے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اٹھنیوں
بھی ایک طرف کو شمشیر زن کر رہے تھے یہ صرف حکیم ہی نہ تھے بلکہ نون جنگ بھی خوب ماہر تھے
کنار لکشی میں مصروف تھے جب یہ لشکر اگیا اور صا جقران کو معلوم ہو گیا کہ کل لشکر ساحران
و غیر ساحران اس مقام پر پہنچ گیا ہوا اس موقع کی خبر پا کر صا جقران جنگ و تمانہ و دیرانہ
(مارہے تھے یا اب بھتم گئے اور صرف ایک ہاتھ سے لڑنا شروع کیا پلے دوستی شمشیر زن فرما رہے تھے
اب یہ حالت ہو کہ جو ان پر وار کرتا ہے اسکو ہلاک کرتے ہیں یا جس سردار یا اہل لشکر پر کفار با محج
ہو جاتا ہے اور وہ گھر جاتا ہے اسکی کمک فرماتے ہیں اسکو ادنیٰ کے پھندے سے پکارتے ہیں منیر چا و و
ساحران اسلام سے بھی لڑتا جاتا ہے اور غیر ساحران پر لشکر اسلام کے بھی سحر کرتا جاتا ہے صا جقران
کامیہ طریقہ ہے کہ لشکر کھدے اہل لشکر کو بھی قتل فرماتے ہیں اور اہل لشکر کو بھی ساحر دن کے سحر سے بچاتے ہیں چہر
دیکھا کہ سحر نے اثر کیا ہوا وہ سحر عکس لوح دالہ پاک وہ سحر بر طرف ہو گیا اسی طرح سے ساحران اسلام بھی
لڑتے جاتے ہیں اور اپنے لشکر کے غیر ساحروں کو سحر کفار سے پکارتے ہیں خوب قیامت کی جنگ
پیکار ہو رہی ہے اگر اس جنگ و پیکار کا حال تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل تیار ہو جائے یہاں تو
اس سحر کی جنگ و پیکار ہو رہی تھی اور تین شبانہ روز اس حالت میں سب کو گتہ تھے کہ ایک ایک
صوبہ کی طرف سے تین گروہ و غبار بلند ہوا جس نے سپہر و دار کو تیرہ و تار کر دیا روئے آفتاب و اس
گرد میں پوشیدہ ہو گیا مگر یہ لشکر اس طور سے مصروف جنگ تھے کہ انکو خبر تک نہ ہوئی کہ یہ کیا ہو رہا تھا

پاکت کر جاتے ہیں تو جیسے سے سب سے بڑا ترانہ ہی مقام پر قیام کرتے ہیں تو بھی خرابی ہو
 کہ حریف آتا چلا کر وہ ایسا تو چکر چڑھائیں گے اگر اسے کو جاتا ہوں تو اس جنگ و پیکار سے
 سبب سے رہتے نہیں ہاتھ ہوں تم لوگ بتاؤ یہ جو بادشاہ نے افسروں سے کہا اور انہوں نے
 جواب دیا کہ ہم کیا تباہیں ایک اسے ہر کاروں کے لئے دنیا جیت کر دے گا کر دیا نفا کرین کہ
 یکس بنا پر جی ہی ہوا دیکھو کون سا مقام پر بادشاہ نے اسے کہا کہ یہ اسے بہت ٹھیک ہے مگر یہ بتاؤ
 کہ اس دریا نفا کرنے سے کیا مطلب ہے اور انہوں نے جواب دیا کہ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کوئی ہوا رہے
 ہو تو ہم اس کی کھسکریں صیب ہم اس کی کھسکریں گے تو وہی ہماری کھسکریں گے ہم سے اور ہمارے
 دشمن سے مقابلہ ہوگا تو اس ناست میں بادشاہ نے کہا کہ یہ اسے بہت ٹھیک ہے ہر کاروں
 کو بلا کر میں اس کو برائے دریافت کر رہا ہوں پس یہ حکم جو دیا اور وقت پر ہمارے
 حاضر ہوئے راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ لشکر ہے کہ مقابلہ شہزادہ علاشاہ سے بھاگا تھا یعنی
 البرزکج تھا وہاں لشکر چکا البرزکج کھاد سے شہرست کھائی تھی تو اسے پتہ سپہ سالار کی رہا ہے
 سے اسے جیل باز بچا دیا تھا دونوں سرفروں کا یہ واپس گئے تھے کو شہر کو البرزکج لڑا ہے
 سپہ سالار کی اسے شہر علاشاہ پر کھینچ کر مارا اور جب سب ہوشیار ہوئے تو یہ مع لشکر کے
 بھاگ کھڑا ہوا تھا اس کے قریب میں علاشاہ مع لشکر کے چلے تھے چنانچہ وہی لشکر اور
 یعنی البرزکج کھاد کا اس قدر دست بھاگ کھڑا تھا کہ در بند میریہ میں ہو چکا میریہ جاو
 سے سب حال بیان کریں گے اگر علاشاہ بہان آئیگا تو اس کو ہم اور میریہ جاو مل کر قتل
 کر دیں گے یہاں جو کر پڑتا تو یہ حرکت دیکھا اور حیران ہوا کہ یہ کس سے جنگ و پیکار ہو رہی ہے
 ایسے سب کو یہ حواس تھے کہ یہ چنانچہ اس کے کہ میریہ جاو سے مقابلہ ہو رہا ہے پس ہر کاروں
 سے بلا کر کہا کہ یہ تو لاؤ کہ یہ کس سے جنگ و پیکار ہو رہی ہے ہر کاروں سے ابھی روانہ ہوئے تھے یہاں
 جنگ کی طرف کہ ایک ایک البرزکج کھاد میریہ جاو و اسفند پار صحرائین و لاہور و
 و لاہور پہنچے اب اسے پہنچا نا دوسرا سبب یہ ہوا تھا کہ ان لوگوں نے یہاں قیام
 کر لیا تو حواس درست ہوئے اب سب نے پہنچا نا اہل لشکر کو بھی اور افسروں کو بھی میریہ جاو
 کو دیکھا کہ البرزکج کھاد نے اسے پہنچا نا افسروں سے کہ ہم جیتے یا کس جیتے اور جیتے

بھوکہ اسے گنگا طالع کیا تھا یہ معرکہ اس سے پہلے ہی جیکہ دو خود ایک آفت میں مبتلا ہو تو
 وہ ہمارے گنگا طالع کیا کریگا افسردہ نہ کہہ کہ دریا آفت تو آتا ہے کہ یہ معرکہ کس سے ہو رہا ہو
 منیر جادو سے پس جب معلوم ہو جائیگا تو دیکھا جائیگا اس حالت میں منیر جادو کی گنگا
 کرنا پر ضرور ہوا تو آپ اپنے مقام سے ہوجیب منیر جادو کے طالع کی برابر گنگا چلے گئے
 راہ میں یہ آفت آپ پر نازل ہوئی پس جب آپ منیر جادو کی اس وقت میں گنگا فرما رہے تھے
 اور اس کے حریف کو اگر شکست دیجیئے گا تو وہ آئینہ حریف سے بھی لڑیگا اور اس کا
 شکست دیجیگا البتہ کج کلام نے افسردہ کی اس راہ کو پسند کیا اور ہر کاروں جہت کہہ کہ
 جا کر دریافت کر دہر کا سے اور سیوقت میں ان جنگ میں آئے اور انھوں نے ہزار وقت
 اس امر کو دریافت کیا جب سب حال ظاہر ہو گیا تو وہاں سے البتہ کج کلام کی خدمت میں آئے
 اور سب حال جنگ و پیکار کا بیان کیا جو کہ میں تحریر کر چکا ہوں اور بیان کیا کہ منیر جادو سے
 اور حمزہ صاحبزادہ سے مقابلہ ہو رہا ہے عین گرمی جنگ میں اس وقت یار و لا جو روئے لا رہے
 آکر پوچھے اور رائے لگے اتنے ہی عرصہ میں لشکر طالع کشا بھی آگیا اب جنگ و پیکار ہو رہی
 جو آج چوتھا دن ہو کہ برابر تلوار چل رہی ہوا ان افسردہ کوڑے لگے کہ راہی راہی بیان کرتا ہوں
 کہ ہر کاروں نے کل حال صاحبزادہ کے گرفتار ہوئے گا اور منیر جادو کی عیار کو کا اور
 منیر جادو کا صاحبزادہ کو برا سے قتل بیان مانے کا عجب کی عمار کا اور حمزہ صاحبزادہ
 کے رہا ہونے کا ابتداء ہے اخیر تک بیان کیا جب البتہ کج کلام نے سب حال سنا اور معلوم
 ہوا کہ لشکر طالع کشا اور طالع کشا سے اور منیر جادو سے مقابلہ ہو رہا ہے منیر جادو کا کلام
 اپنے افسردہ سے کہہ کہ تم نے سنا جو کہ ہم دن سے بیان کیا اب تمہاری کیا راہ ہے
 کہ طالع کشا اور منیر جادو سے چار روز سے مقابلہ ہو رہا ہے اور منیر جادو نے تمام کتب
 کے مقابلہ کے لیے لکھو کتب بھی کیا تھا اب وہی وقت ہوا اگر ایک منیر کرتے ہو تو منیر جادو
 فحار ہی گنگا بھی نہ کر پتا یہ امر بہتر کہ تم شریک منیر جادو و عیار طالع کشا سے لڑا کر
 پس حمزہ آیتکا وہ اپنے باپ کا شریک ہو گا پس منیر جادو و عیار طالع کشا یار و لا
 ول ہور سب کے سب لکھو طالع کشا و پس طالع کشا کو سب قتل کریں گے جیسے یہاں

ایک ہونے اور پانچ شک تو بھراس لشکر کی کیا اصل ہر ایک دم میں شکست دینگے یہ لوگ
بھاگ کر جائینگے کہا انکو فرار کرنے کی راہ نہ ملے گی چاروں طرف سے گھیر کر مار لیں گے جانے
نہ دینگے کسی شاعر کا قول ہر شعر دو دل ایک شود بشکر کوہ را پہر گندگی آردا ہنوہ را پاؤں
دو دل کے لئے کہا یہ بیان جب پانچ دل ایک ہونے تو او کو توڑ ڈالیں گے انسرودن
نے جواب دیا کہ یہ آپلی راست بہت ٹھیک ہے ہم نے پہلے ہی اسی عرض سے عرض کیا تھا مگر ہماری
ایک یہ رائے تھی کہ پہلے کسی تدبیر سے منیر جادو کو اپنے آنے کی مع لشکر کے خبر دینے اور کھلا
پھیلنے میں مع لشکر کے بوجہ آپ کی طلب کے اپنے ملک سے چھٹھا مع لشکر کے چلا
آتا تھا کہ راہ میں سپر حمزہ بھی مع لشکر کے مقیم تھا میرے او کے مقابلہ ہوا دو دن تک معرکہ جنگ
و پکا گرم رہا جب میں نے دیکھا کہ کسی طور سے فیصلہ نہیں ہوتا ہے پس میں نے بل باز چلایا
جب دونوں لشکر فرو گاہ پر واپس گئے پس میں نے خیال کیا کہ اگر میں اسی طور سے مقابلہ
میں او ترار ہونگا اور ہر روز مقابلہ ہو کر لگا تو بڑی خرابی ہوگی آپ مجھ سے آرزو نہ ہونگے کہ مجھے
طلب کیا اور یہ نہ آیا دنیا میں سوائے دوستی اور ملاقات کے کیا ہے یہی کہ وقت سخت تن
ایک دوسرے کی کمک کرے اور مدد کرے پس میں شیخون مار کر او کے لشکر پہ بوقت سحر
دہان سب مل کھڑا ہوا یہاں آکر جو پوچھا تو یہ معرکہ دیکھا کہ آپ سے اور طلسم کشا سے مقابلہ
ہو رہا ہے لہذا میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کا شریک ہو کر لڑتا ہوں مگر اس امر کا
خیال رہے کہ میرے عقب میں لشکر سپر حمزہ آتا ہے اگر وہ اگر میرے لشکر سے مقابلہ کرے تو اس
حالت میں میری آپ کمک فرمائیے حکم الہی کے حکم کے ساتھ طلسم کشا نے انسرودن کی رائے کو لیں لیا اور یہ وقت ہر کار و نحو
طلب کر کے کہا کہ تم لشکر منیر جادو میں جادو اور جیٹور سے ممکن ہو منیر جادو سے ہمارے آنے کی خبر
کرو اگر وہ سکے تو او کو یہاں لڑاؤ وہ ہر کار سے اس مقام پر آئے کہ جہاں جنگ ہو رہی تھی انھوں نے
خیال کیا کہ اگر ہم مقام جنگ پر جاتے ہیں تو روا خل لشکر ہوتے ہیں پس لڑائی تو ہو ہی رہی ہے اور
تلوار بھی خوب چل رہی ہے ایسا نہ کہ کسی کی تلوار ہمارے او پر پڑ جائے اور ہمارا کام تمام ہو جائے
تو کچھ بھی حاصل نہ ہو مفت میں جان برباد ہوا میں سے بہتر یہ ہے کہ کسی تدبیر سے ایسے مقام پر کھڑے ہو
کہ جہاں سے منیر جادو کا سامنا ہو اور جب وہ ہماری طرف دیکھے تو ہم او کو اشارہ کریں اور

اسی طرح بلالین یہ باہم صبح کر کے دو بجے ایک ٹیکے پر آئے اور اس مقام پر کھڑے ہوئے کہ بیان سے میٹر جادو کا سامنا تھا اور ٹیکے پر سے محالہ معلوم ہوتا تھا کہ نشان مقدم ہوا
بھڑا ہوا میٹر جادو و اثر ہوا میٹر جادو اور اس کے لشکر اور لشکر پاروانے لشکروں کو بالکل خیر
نہی کر کون آیا اور کسی گرد بند ہونی تو اور کسی لشکر آیا کیونکہ یہ لوگ بہت تین مہر و فن
جنگ و پیکارتھے جان پر کھیلے ہوئے لڑتے تھے لکھ کے ایک ایک لڑتے لڑتے میٹر جادو
نے سر اٹھایا اور سحر کیا کہ لشکر اسلام کے ساحروں پر برق چاک کر گری اہل اسلام کے ساحروں
نے او کا دفع کیا میٹر جادو کو تین دن ہار جنگ و پیکار میں گزرے تھے تھک گیا تھا اس نے
خیال کیا کہ ذرا یہاں سے ہٹ کر کچھ دیر دم زدن پھر کر مقابلہ کروں جبکہ اہل لشکر متاثر
کرین اور زمین پر امر اپنے دل میں تجویز کر کے یہ سحر کر کے بلند ہوا اور پھر پرواز پر اکر کے
میدان جنگ سے نکلی یہ اسی ٹیکے کی طرف تھا جس پر ایک لشکر البر کے موجود
تھے امر اس امر کا منتظر کر رہا تھا کہ میٹر جادو وادھر دیکھے تو ہم اشارے سے او کو اپنے
پاس بلالین اور اس سے سب حال کہیں جا رہی تھی دیکھ رہے تھے کہ انھوں نے
دیکھا کہ یا تو میٹر جادو و اثر ہوا تھا یا پھر وادھر پہنچ کر کے او کو آیا تو فوجیں ہوئے کہ
بدن ہمارے طلب کیے ہوئے خود میٹر جادو وادھر آتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ میٹر جادو
دم راست کرنے کے خیال سے اس مقام پر آیا پس میدان جنگ کو تک کر کے اس
ٹیکے پر اکر او تر آئے اس ٹیکے پر اکر او تر آوا وادھر دیکھا اسکی نشان اور ہکا
پر پڑی یہ حیران ہوا کہ کون لوگ ہیں چہ خیال آیا کہ شل میرے یہ لوگ بھی اپنے حواس
درست کرنے کو آئے ہیں یہ او کو دیکھ رہا تھا کہ ان سے کہہ دو ان نے جو دیکھا کہ میٹر جادو
اس ٹیکے پر اکر او تر آیا وہاں سے اسکی طرف چلے یہ تھا ہوا دیکھا کیا اور ان کے
کی طرف بھی دیکھتا جاتا ہوا انکی طرف جس گاہ ان سے کہہ دو ان لوگ تین اور یہ وہاں
کیون آتے ہیں اسکا کیا سبب ہے ہو سکتا ہے کہ اس خیال سے کہ شاید یہ لشکر وادھر
کے لوگ خون میں غافل ہیں پس بجائے غافل ہونے کے کہیں یا غم و صورت بدل
کر کے یہاں نہ آیا ہو اور عیاری کر کے اسی غرض سے نہ آتا ہو کہ جس کی عیاری کروں کہوں کہ

لشکر سے جدا ہو کر سیر اس مقام پر آیا جو راوی بیان کرتا ہے کہ سیر جاو و تو اپنے دل میں یہ خیال کر رہا تھا کہ پشیمانی تھا کہ وہ ہر کار سے جب قریب آئے تو اب سیر جاو و نے دیکھا کہ نہ تو یہ لوگ میرے لشکر کے ہیں نہ اسفند یار نہ لا جو رو نہ لاہور کے لشکر کے ہیں نہ حریف کے لشکر کے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو اور ہی وضع اور طرح کے لوگ ہیں ان کے طریقے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جاسوس ہیں کچھ غیر دریافت کرنے کو آئے ہیں بیشک ہمیں کچھ نہ کچھ سمجھنا ہو ضرور یہ عمرو عیار ہی کی فکریں آیا ہے تم خاموش کھڑے رہو اور قریب آجائے دو جب یہ اسفند قریب آجائے کہ بھاگ نہ سکے پھر کیا خوف ہو پھر لینا پہچان تو لیا ہے یہ تو اس فکر میں کھڑا ہوا ہے بلکہ او وھر سے اس نے بھی پھیر لیا ہے حریف میدان جنگ کے دیکھ رہا ہے کہ ان ہر کاروں نے قریب آکر سلام کیا جب انھوں نے سلام کیا سیر جاو و کے منہ پھیر کر او وھر دیکھا اور چپکے سے کہا کہ اے زمین ان بکے پاؤں پکڑ لے یہ کہنا تھا کہ زمین نے ان سب ہر کاروں کے پاؤں پکڑ لیے ہیں اس کو معلوم ہوا کہ زمین نے ان سب کے پاؤں پکڑ لیے اب یہ بھاگ نہیں سکتے ہیں اس نے پکار کر کہا کہ اونا عیار اتو بھاگ بہت اپنے کو بچار رہا تھا اور رڑ رہا تھا ثوب عیاری کر کے حمزہ کو رہا کر دیا اب میرے ہاتھ تھک کر کمان جاسکتا ہے میں نے پہلے ہی پہچان لیا تھا جب میں نے اس مقام پر پہنچا تو دیکھا تھا سب کو اور سوقت خیال گزرا تھا کہ ہونہ ہو یہ عمرو عیار ہر صورت پر لے ہوئے یہاں مع چند لوگوں کے کھڑا ہے اسی سبب سے تو میں وہاں مت چلا تھا کہ جبکہ چل کر گرفتار کر لوں تو میرے پاس خود آیا تیری قضا تیرا دامن پکڑ کے لال ہو اب تیرا ہر ہاتھ سے رہا ہونا محال ہے یہ جو سیر جاو و نے کہا اور یہ بھی کہا کہ اسی سبب سے میں خاموش کھڑا رہا پہلے سے میں نے کوئی حرکت نہیں کی کہ ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ خیال کر کے کہ پہچان لیا بلکہ میری طرف سے منہ پھیر لیا تاکہ لو جانے کہ سیر جاو و نے تم کو دیکھا ہی نہیں اور قریب آجائے اور عیاری کرے خیر جو میرا خیال تھا وہ ٹھیک نکلا جب یہ کہا تو ان ہر کاروں نے حیران ہو کر سیر جاو و کی طرف دیکھا اور چاہا کہ آگے بڑھ کر سیر جاو و کے قدموں کو بوسہ دیں اور البرزج کلاہ کا پیام ادا کریں پانوں میں طاقت نہ پائی امتو اور زیادہ حیران ہوئے اور دل میں کہا کہ یہ کیا سبب ہے جو ہمارے پاؤں جس طرح حرکت ہو گئے ہیں اور ہل نہیں سکتے ہیں ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور اشارہ میں کہا کہ یہ کیا بات ہے جو اس نے اسی طور سے جواب دیا کہ سیر جاو و

نے سحر کیا چو سحر عیار سمجھ کر سحر کیا کہ ہمارے پاؤں زمین نے کیڑے پھینک دیئے تھے وہاں پہنچے
اب کیونکر اپنے کو اسکے پنجے سے رہائی ہوگی دوست اشارہ کیا کہ تیرا دست کرتا ہے اس کو بٹکانے
کتے میں یہ کھرا ایک نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے شاہ ماہان راہی یارو راہی ہمارے کتے ہیں تو کوئی
سے کیا قصور ہوا جو آپ نے ہم پر سحر کیا کہ ہمارے پاؤں زمین نے کیڑے پھینک دیئے تھے وہاں پہنچے
ہو گئے ہم لوگوں سے ایسی شے سرزد ہوئی جو تو اپنی خدمت میں بہت اچھا ہے اور اس کو بٹکانے
کے حاضر ہوئے تھے کہ آپ کو ادنیٰ تشریف آوری کی غیبت نہ ہو اور آپوں میں حال سہارا نہ لے کر
کہ وہ مع لشکر کے آپ کی طلب کے موافق تشریف لائے ہیں وہ سناستے اور اندھا لشکر پر ہوا کہ
یہ سحر کہ جنگ و پیکار اور سخن لے کر دھڑکا کہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
آنے سے آگاہ کرو اور خبر کرو کہ ہم آئے ہیں اگر اجازت ہو تو ہم بھی لٹا جو اہل بیت سے مقابلہ
کریں اور آپ کی کمک کریں جو اہل بیت کا ہونے کے کہا پیر جادو نے جو اہل بیت کا ہونا عیاں کر دیا
تو کو فقرہ دیا تو میں آپ پر گم ہو گیا۔ فقیر نے ہاتھ کاٹ کر بھڑکا کہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
البرز سمجھا کہ اور کیا طلب کرنا اگر البرز کہہ کہ آتا تو اس کے کیا حق تھا کہ وہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
اپنے لشکر کو روک لیتا اور ہم سے اجازت طلب کر کے اجازت ہو تو ہم آپ کے ساتھ ہوں۔ فقیر نے ہاتھ کاٹ کر
کریں کیا میں اس کو مٹا دیتا ہوں۔ فقیر نے ہاتھ کاٹ کر بھڑکا کہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
میں نہ آتا تو وہ وقت گزرتا کہ وہ عیاں ہوتا کہ اس نے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
عوض کیا کہ اب ہم کو معلوم ہوا کہ آپ نے یہ دھڑکا ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
کتے ہیں جو ہم اس امر سے بھی آگاہ ہوں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ البرز کہہ کہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہتین نہ ہو تو پس لیشیت اپنی طرف صحر کے علاوہ فضا میں کیا ہر گز جہود مع ان کے کہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
یا نہیں اور ہم یہ سو فہمائے کہ اگر ہم صورت بدلے ہوئے تو نہ ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہو جائیگا اصلی صورت نکل آئیگی اگر عیار ہر گز نہ آپ پہنچا ہے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ہیں اور ہر کار سے ہیں تو ہماری صورت میں باقی رہی اور ہماری چالی آپ پہنچا ہے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے
ادھون نے کہا اب کچھ ستیر جادو کو خیال آیا اس نے اشارہ کر دیکھا تو ایک لکڑی کو بٹکانے
صفت آرا پایا اور البرز سمجھا کہ کوئی مع سپہ سالار درافسروں کے مرکب پر سوار آگاہی کے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے ہمارے

دیکھا اب میر جاو و توان سے کہنے کا یقین نہ آگا اور سپر بھی نہیں جانتا۔ استہ پڑھ کر کیا کہ شاید فتنہ و
ہون چو نکادون کی اصلی موثرین تھیں اور وہ سب کے سب ہر کار سے تھے۔ نے اور پڑھ کر کیا کہ وہ لوگ اوسکی تھیں
پر قائم رہے اب جو اسکو شک تھا وہ بھی دفع ہو گیا گویا میر ضرور تھا کہ اگر خواجہ شہزادہ سے صورت پر آئے
اور عیاری کرتے تو بھی یہ امر نہ ہوتا کہ سحر سے صورت بدل جاتی مگر یہاں خواجہ کہاں تھے خواجہ وہاں لڑے
تھے اور بال کی اوٹ میں معروفت تھے انکو اسکی خبر ہی نہ تھی خلاصہ یہ کہ اب سکا شک بالکل دفع
ہو گیا اور سو قوت استہ و سپر سے سحر اڑا لیا کرادنے پاتوں زنجیر کے چوڑے وسیلے اور وہ سہ پائے جا
رہا ہوتے اور انھوں نے آگے بڑھ کر میر جاوہر کے تاج کو پوس دیا اور عرض کیا کہ ہم سب ہر چہ
ہیں لشکر الہیہ کی جگہ کے ہمارے بادشاہ نے تاج تاجت میں عرض کرنا بھیجا کہ میں تہلیہ سب
آئیکے مع لشکر کے آتا تھا راہ میں لشکر سپر حمزہ کا پا ہوا تھا دوسرے ملک کی طرف مع بادشاہان
عقلا قیہ کے جاتا تھا کیر نکا و سنے اون سبکو مسلمان کر لیا تھا راہ میں میر سے اوسکے مقابلہ ہوا
لشکر کو شکست ہونے لگی یہ رنگ دیکھ کر میں نے طبل باز کو ادایا نہ کچھ دوزن لشکر تو دیکھا یہ
واپس گئے میں نے خیال کیا کہ اگر اس مقام پر اس سے لڑتا ہوں تو یہاں مجھکو عرصہ ہو گا تیر جاوہر
خیال کر گئے کہ الہیہ کی جگہ دے دے گا طہم کشا لانا تیرا شک اس سبب سے اوستے یہ فقرہ کیا کہ مجھ
اور سپر حمزہ سے مقابلہ ہونے لگا آپ مارا میں ہونے پس اس خیال سے میں نے لشکر سپر حمزہ
پر شجون مارا اور صبح ہوتے ہوتے وہاں سے چل کھڑا جوادہ بھی میرے عقب میں آتا ہوا میں جویان
آکر پہونچا تو میں نے یہ جنگ دیکھا رہبان جوئے ہوئے دیکھی پہلے تو میں نے خیال کیا کہ نہ معلوم
کس سے مقابلہ ہو رہا ہے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ سے اور طہم کشا سے مقابلہ ہو رہا ہے
لہذا میں امیدوار ہوں کہ میری کمک فرمائیے میں آپکا شریک ہو کر طہم کشا سے لڑتا ہوں میرے عقب
میں سپر حمزہ آتا ہے وہ جب مجھو یہاں پہونچا تو میرے لشکر سے مقابلہ کر لیا پس اور وقت آپ میری
فرمائیکام اور آپ ملکر ان دونوں باپ بیٹوں کو مار لینگے پس اسقدر امیدوار ہوں کہ میرا لشکر اوسکے
باسم سے تباہ نہ ہونے پائے اور میں تو آپکی شراکت کے لئے اپنے ملک سے چلا تھا یہ تقریر سنکے
میر نے جواب دیا کہ الہیہ کی جگہ سے کہہ دینا کہ تم شوق سے میری شراکت کرو جب سپر حمزہ مع لشکر کے
آئینگام اوس سے سمجھ لینے مگر یہ کوشش کرو کہ جب تک وہ آئے اے اے اور سو قوت تک حمزہ کو

اسیہ کر لو اور اس کے لشکر کو شکست دو تاکہ باطمینان تمام اس سے مقابلہ کریں ہر کار سے پتے
 او وحر کو روانہ ہوئے سینہ جادو و یہ کیکر جو مکہ دوم راست کر چکا تھا سحر کر کے اپنے مقام پر آیا اور پھر
 لڑنے لگا ہر کاروں نے وہاں البرز کی خدمت میں پہنچ کر سب حال امیر کجکدہ سے بیان کیا
 اور سینہ جادو کا جواب بھی بیان کیا جواب سنے البرز کجکدہ نے اپنے لشکر سے کہا کہ سینہ جادو
 کی کتاب کرو اور لشکر طاسم کشا سے مقابلہ کرو کیونکہ سینہ جادو نے ہمارے غرض سے طلب
 کیا تھا اور کار پر دزدن کو حکم دیا کہ جس مقام پر اور لشکر دزدن کے نیچے وغیرہ برپا ہو اسی
 مقام پر چارے ٹیپے برپا کرو یہ حکم دیکر اور خود تلواریں سے لیکر مگر کب کو مہینہ کر کے طرف میدان
 جنگ کے چلا اسکا چلنا تھا کہ اسکا کل لشکر جو کہ قریب پانچ لاکھ کے تھا اور کل لشکر تلوارین و
 نیزہ لیکر لشکر اسلام پر حملہ در ہوئے اسے اگر لڑاں کو رد کا چہرہ دسی طور سے تلوار چلنے لگی کیونکہ یہ
 لشکر تازہ دم تھا گوشت کھا کر بھگا گا تھا مگر اب سپر بھی تازہ دم تھا یہ تو نہیں کہ راتوں کا جاگا
 ہو یا نہ اردن مجروح ہوا یہ سب سے لشکر کفار کی قوت زیادہ ہوئی پھر کفار رحم سرائے لگے ہم
 تلوار برستے کی پھر سرکٹ لٹ کر کرنے لگے چہرہ سائل اور سائل کے برستے لگے پھر خون کا
 اور بار دوان ہوا پھر بازار مرگ کریم ہوا پھر بازار سب رات میں لایا ہر موٹے پھر بہادر دزدن کے
 خروان کو نہ رہا بلکہ ہولی پیریت شمشیر کو نہ کر رہا یہاں کرنے لگی کہ امت حیات کو تباہ
 لگی نہ رہے لگا شمشیر کے بلند ہوئے لگے پھر کرم ہو گیا پھر تار قیامت ہوا رستا ہوا
 پھر کشتوں کے شیشے لائن کے انبار سے نکلتے ہوئے لگی پھر طائر ورم مثل
 طائرات پریشان و گم کردہ شمشیر کے سداں داسین ڈرنے لگے قیامت کے پھر تازہ
 ہوتے ہر طرف پھر پچا جاق پھر طائر ورم جی ہر طرف ہندو پھر ہندو لکھ لکھ ہر طرف
 شد دیش شمشیر زنی ہو رہی تھی اور لشکر سارن سے مرگے جنگ ہونے لگی لشکر کفار سے اور لشکر
 اسلام سے ایک طرف مقابلہ ہو رہا تھا ساحرون میں سحر سازی و نیرنگ بازی ہو رہی تھی کوئی
 اثر نہ جاتا تھا کوئی اثر نہ تھا کوئی اثر نہ تھا کوئی اثر نہ تھا کوئی اثر نہ تھا کوئی اثر نہ تھا کوئی
 دریا سے سحر میا کرنا باہم رنج و مار بچ ذریل و سحران و داند کا لادانہ فضل ہر پھل و سوپان
 کے گچھے وغیرہ باہم چل رہے تھے ساحر اڑ رہے تھے ہر طرف شمشیر و سحر ہر طرف سداں داند کے مرنے

کی علامت و آثار ہر طرف بلند تھے سیر غل بچار ہے تھے ماحرم مر کے کر رہے تھے آندھیاں سیاد بلند ہوئی
 تھیں زمین کو زلزلہ تھا جا بجا سے ٹپپے جاتے تھے دریاے سحر پیدا ہو ہو کے عرق کر رہے تھے
 یہ تو طہم و تسک مجا ہوا تھا زوی بیان کرتا ہے کہ ساحران اسلام و بہادران نیکنام و مجاہدان نیک
 زہام و محاسن قرآن سابقہ تمام کا یہ حال تھا کہ ایسے لڑتے تمام جسم زخموں سے چور تھا ہزار ہا گل زخم
 تن نازنین پر کھلے ہوئے تھے قبضہ تلواروں کی تہیے تھے خون سے پوشاک رنگین ہو گئی تھی تن پر
 لالہ زار کھلا ہوا تھا طہم زون سے خون کے قطرے ٹپکتے تھے زہون پر لخط خون کے جم گئے
 اتنے گرا تھو ہر چلے جاتے تھے نفاک کشی و مقابلہ میں کیسی طرح کی کمی نہ تھی گو یہ لوگ تھکے ہوئے تھے جو
 لشکر کا زہ دم سیر جادو کی کاک کو آیا تھا وہ لڑ رہا تھا او سکے آنے سے ذرا حواس انکار میں
 کے دست ہوئے تھے گارو سپہ بھی یہاں تھا کب اہل سلام حمل کرتے تھے یہی ہو جاتی تھی اور
 خون میں استیری پڑ جاتی ہر میدان جنگ لاشوں سے پٹا ہوا تھا سوائے سرو تن کے خاک پر
 کوئی شے نظر نہ آتی تھی سبز بچہ بھی خون سے لال ہو رہا تھا غبار جو بلند ہوتا تھا وہ خونی رنگ کا بلند
 ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین غم میں خدا پرستوں کے خاک جو اوڑا رہی ہو تو برنگ سرخ اوڑا
 رہی ہو بابت افسوس کے خاک کے اشکوں سے رو رہی ہو وہ خاک بھی سرخ رنگ ہو خون جو دریا میں
 بہہ بہہ کے جا کر ملا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام دریا کا پانی گلابی ہو رہا تھا مردمان آبی گلابی پانی
 دیکھ کر ڈرے جاتے تھے تہہ تہہ آدیر نہ آتے تھے اس خیال سے کہ نہ معلوم کیا واقعہ ہو پانی گلابی ہو رہا
 ہے یہ تو حال تھا جانوران آبی کا جو چہرہ اور درندہ اس صحرا میں رہتے تھے وہ صدائے ویرانہ و آواز
 سم سرکبان و شبیہ ستوان جھنکار تیغ شمشیر شان سکے بھاگ گئے تھے اپنے اپنے مسکن چھوڑ کر نہ معلوم اس
 صحرا میں کون سی بلانزل ہوئی ہو جو یہ صما بلند ہو کیا تیاست آگئی ہو جو یہ شور شور برپا ہو طائر جو
 اس طرف سے اوڑ کر جاتا تھا وہ شلہ با سے سحر سے جگر کباب ہو جاتا تھا طائر دن نے او دھر سے
 جانا ترک کیا تھا اگر کوئی گم کردہ راہ انکلا جسکی قضا گئی او سکے بال و پر جل گئے بریان ہو کر خاک پیر پڑا
 یہ عالم تھا وہ صحرا آتش جنگ سے کرۂ نار ہو رہا تھا ہر سمت بازار مرگ گرم تھا کائے سریش کا سہ گلی کے
 ٹھوکریں کھاتے پھرتے تھے طوفان جنگ برپا تھا بازار موت آراستہ تھا عروس مرگ سے
 ہلکا رہو رہے تھے باجے جنگی ہر طرف بچ رہے تھے نقیبان بلند آواز ثبات کر رہے تھے

ولیردن کے دل بڑھا رہے تھے بہادر دن کو جوش شجاعت دلارستہ تھے کہ جسے شجاعت اور
 جوانان باوشید تا جائز زمانہ پوشیدہ روز جنگ جو آج کے شجاعت نامہ جنگ اور شجاعت نامہ لڑ
 تمغوس موت کو بیہ و طلاق اس زندگی کی موت کو بہادر دن کو نامہ لڑ کا ہے
 آج دہ تھوڑا کرو کہ صفحہ عالم پر پتھارا نام باقی رہتا اور سب ایک نیک سائنس اور سب ایک کی
 زبان پر یہ کلمہ جاری ہو کہ فلان زمانہ میں فلان بہادر بڑا کام کر لے خوب بہادری اور شجاعت
 اور اپنا نام روشن کر گئے اور بہادر دن کے نام لیکر تھوڑا دھننا چاہیے کیا بہادر شجاعت کہ لکھتے
 باہر قدم نہ رکھا کھیت رہے ایک قدم پیچھے نہ ہٹے خوب اپنے باپ دادا کا نام روشن کیا دہ ثابت
 قدمی دکھائی جان شیریں کو عزیز نہ کیا نام کر گئے اور بہادر دن اس سے بڑھا کر کوئی بات نہیں ہو مرنا
 ایک دن پر ضرور ہو آج کا مرنا خوب ہو اس مرنے سے کہ پناہ پر پناہ کے مرے یہ موت بہتر
 ہو اس مرنے میں نام ہو اس طور سے مرنے میں بدنامی جو لکے گا یہی لکے گا کہ فلان بہادر شجاعت
 اور پناہ پر پناہ کے مرنے میں بدنامی ہو لیس ہر ایک بن سکے گا کہ گویا ہو داتا کہ پناہ پر پناہ کے
 مرا لیس جبکہ مرنا ہو تو اسی طور سے کہیں نہ مرے کہ ٹیکنا می ہو اور بہادری شجاعت و خورم ہو اور لکھ
 کی زبان پر نام ساتھ ٹیکنا می کے جاری ہو نام نیک ہمیشہ برقرار رہتا ہو خیال کر کہ قاریوں کے ہر
 مال و دولت رکھنا تھا مگر بخیل تھا کوئی بھی اور کا نام لیتا ہو اور نوشیروان سے جو عدالت و انصاف
 کیا اور سکنا نام آج تک صفحہ روزگار پر قائم ہو اسی ناموں کو ایک شاعر نے کہا ہو شعر نڈاست
 نام فرخ نوشیروان بعدل ہاگر چہ ایسے گزشتہ کہ نوشیروان نمازیہ تا دن ہلاک شد کہ ہیں
 خانہ گج داشت بہ نوشیروان مزدک نامی نکو گداشت پو خیال کرو کہ رستم و سام و رال و ہارم
 و نریمان و اسفندیار و سہراب و نیرن بہ بہادر باقی رہے مگر ان کے نام آج تک صفحہ روزگار پر باقی
 ہیں اور کس طور سے ایسے جاتے ہیں یہ اذکی بہادری و شجاعت و جوانمردی کا نتیجہ تھا پس تم بھی یہی
 کام کرو اور اسی طور سے نام کرو بلکہ اس سے بڑھ کر کہ ادنا نام صفحہ روزگار سے مثل حرف غلط
 کے سن جائے اور پتھارا نام روشن ہو جائے اس طور سے شجاعت صفوں کے درسیان میں نقابت
 کر رہے تھے اور بہادر دن کے دل بڑھا رہے تھے اور جوش شجاعت دلارستہ تھے ہمارے دلیر و
 جوانمرد و جوش میں آ کے لڑ رہے تھے ایک تو نقیبوں کی نقابت دوسرے جنگی باجوں کی صلہ

ہماروں کے خون کو گرم کر رہی تھی وہ جسم گرم کر رہے تھے ہر طرف ہزاروں مہم کے
 کر رہے تھے مثل سبیلوں کے تڑپ رہے تھے وہ صحرا بازار منا کا نمونہ تھا ہر طرف ہزاروں ہلکے
 لاکھوں زنج کیے ہوئے پڑے تھے کئی کوس کے گردے میں تلوار چل رہی تھی مھنگارے تیغوں
 کے میدان بازار آنگران معلوم ہوتا تھا ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ پیر خدا کے کوئی ہوش چشمت پر
 چشمہ لگائے ہوئے دیکھ رہا تھا باوجود اس پیرا سال کے اوستے اس طوکی کبھی جنگ آن تک
 نہیں دیکھی تھی حیران تھا فرشتہ بے آسمان طرف زمین کے نگران تھے وہ شب کو جوتارے
 نکلتے تھے وہ تارے نہ تھے بلکہ فرشتوں نے اس جنگ کے تماشا کے لیے روزن بنائے تھے
 کہ تاکہ تماشا جنگ کا دیکھیں ساکنان فلک کیا حال تھا کہ حیران تھے وساکنان ارض خاک
 کا نقشہ تھا کہ نہ تن چشم نہ ہوئے تھے اور لرز رہے تھے گاؤں زمین بار بار سنیک بدلتی تھی بسبب
 کثرت بارے کے کیونکہ مرکبوں کی نگاپود گرڈ سے زمین کو زلزلہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین نہ ہے کوہ
 پہنڈ و لاہی ہر طرف غبار گلابی رنگ کا بلند تھا ایسی جنگ نہایت تھی کہ فرشتہ پناہ مانگ
 رہے تھے خفگان خاک چونک چونک پڑتے تھے خدا سے گرز و شمشیر دم مرکب سے ہماروں
 کے نعرہ کی صدا استدر بلند تھی کہ کان پڑی کو از نہ سنانی دیتی تھی کیوں پریدل باختر نیز بازی
 کر رہے تھے کیوں پر سوار اور رہتے تھے کیوں پر سبیلوں کی بہار تھی کیوں پر لاشوں کی قطار تھی ہر
 کہ تل کچر رہے تھے لاشوں کو پاٹیاں کر رہے تھے دین ڈہلی ہوئے بایں کئی ہوا میں جب تلاطم تھا
 سمان حشر و نشر دکھائی دیتا تھا بجائی کو بھائی کی خبر نہ تھی بیٹے کو باپ کی برادرانہ تھی نر نہ پیر
 ہی بہاکت کے درپہ تھا ہر ایک کو اپنے نام روشن کرنے کی فکر تھی جہاد ان اسلام و مجاہدان تہو
 شہاد و نمازیان نامدار و دلیران نیک نام داؤد شجاعت و مردانگی دے رہے تھے و شمشیر پر چکل
 رکھے دیتے تھے کسی طرف تیرنگن صفیں باندھے ہوئے تیراندازی کر رہے تھے کسی سمت
 نیزہ باہم چل رہے تھے سنان نیزہ چمک رہیں تھیں یا کسی سمت کندہ انداز میں ہوتی تھی حلقہ
 با بسا خس پوش تھے وہ حلقہ ہارے کندہ تھے بلکہ حلقہ اجل تھے کیا تحریر کیا جا سکے کہ کس اور
 کی جنگ ہو رہی تھی بیان تو جنگ ہو رہی تھی راوی بیان کرتا ہو کہ ناظرین والا تمکین کو یاد ہو گا
 کہ اس حقیر نے تحریر کیا ہو کہ جب البرز کجکلاہ اپنے افسران سپاہ کی راے سے شکر شاہزادہ

فلک بارگاہ عالم نیاہ علی شاہ نوجوان بہ شیخون مارگرہ یک کھڑا ہو تھا اور شاہزادہ اوس حال سے
 آگاہ ہوا تھا تو شاہزادہ بھی لشکر لیا ہوا تھا تو شاہزادہ بھی لشکر لیا ہوا تھا تو شاہزادہ بھی لشکر لیا ہوا تھا تو شاہزادہ بھی لشکر لیا ہوا تھا
 میں اس قصہ سے پہلے تھا کہ جہان یہ ناپاکا نام ہے روئے وقتہ دار شہیدہ باز سے نکلا اور
 مقام پر قتل کرونگا زندہ پھوڑوں کا یہ سیر سے لقمہ ست مباتا کمان پر اسٹھ مجاور دھکا دیا اور
 میرے لشکر پر شیخون مایا برانامہ ہر معلوم ہوا کہ اسکو طریتہ شجاعت سے بہرہ نہیں دے
 میرے بھی لشکر کو ایسا ویسا خیال کیا کہ میرے لشکر پر شیخون گرا اب جب تک اسکو قتل نہیں
 کر لیتا ہوں میرے اور پکھانا پنا حرام سلطان ہو میں اوس وقت تک آرام پذیر نہ ہوگا جب تک
 ان سب کا کام تمام نہ کرونگا میرے اوپر نرم تپے نہ ہو اور گرم سے کھانا دے دیانی پنا حاتم
 جو یہ میرے پاس سے بچ کر جاتا کمان جو بدوں اور قتل کیے یا اسیر کیے چھین نہ لیتا مجھ کو
 ہو اوس پہا کرنے والے کی کہ جیت مجاہد یا کی ہر جاتا کمان جو یہ جو قسم کھائی اور اوس وقت
 لشکر کے اوسکے عقب میں روانہ ہوئے تھے جو کہ یہ انش ہو شکر مران تھے جو یہ کشتہ میں وہ
 کرتے ہیں اوسکے خلاف کبھی نہ کرتے چونکہ قسم کھا چکے تھے سٹ ہزار دسے راہ میں گئے وہ
 پر دم نہیں لیا برابر لشکر کو لئے ہوئے سہ سہ دو منزلہ کرتے چلے آتے ہیں اگر جھک و
 کل لشکر کو معلوم ہوا تو مرکبوں پر جو کچھ نصب تھا کہ لیا اور طریقہ لشکر کیا یہ جو کہ جیسے کہ
 مہم پر چلتے ہیں تو یہ تاروں کو پانی سے جو کہ مرکبوں کی اگر ان میں لٹکا لیتے ہیں یہ مہم
 لگی پانی پی لیا اوسے اس سے نکال کر یہاں ہی ملو سے اس اشاک سوار ہوا وہ جس سے
 یاس پانی لیتے ہوئے تھے او پتے جاتے تھے اور بھاتے جاتے تھے ات دن برابر اٹھو کرتے
 تھے کسی مقام پر دم نہ لیتے تھے مابوں کی یہ حالت تھی کہ فرط عطش سے زبانیں نکال میں تھیں
 جب ان بے زبانوں کی یہ حالت ہوئی تو ان شاہزادہ میں یہ کہ مرکبوں کی فرط عطش سے
 زبانیں نکال آئی ہیں اگر حکم ہو تو پانی نہ لیں کہ نہ لیں جو حکم دیا اور بھون سٹے اوس مقام
 پر فہم کر پانی مرکبوں کو پیا کچھ دیر دم بیا پھر پانی نہ لے دے سپاہی طریقت سے شاہزادہ کے
 رہر دسی و مرحلہ چائی کرتے چلے آتے تھے کسی مقام پر دم نہ لیتے تھے مرکبوں کو اٹھو کرتے ہوئے چلے آتے تھے
 راوی بیان کرتا کہ نولا کو کا لشکر تھا جس میں شیخون و مہم جو سپاہیانہ حالت میں وہی کہ

اور سنے لگی چونکہ روادسی کی حالت سے آ رہے تھے جو سڑ راہ میں پڑی وہ پایمال ہو گئی
 ہزاروں دخت مسار ہو گئے ہزاروں پودے پایمال ہو گئے عجیب عالم تھا اتنے بڑے لشکر
 کو رسد کا پہونچنا بہت مشکل تھا مگر ایسا بندوبست تھا کہ برابر رسد پہونچے جاتی تھی کمی نہ ہوتی تھی
 خدا صہ یہ کہ آدم برسر مطلب علم شاہ مع لشکر کے عقب میں البرز کجکادہ کے او سکے آنے کے دوسرے
 دن یہاں آکر پہونچے یہ ابھی دور تھے کہ انکے کان میں ویردن کے نعروں کی صدا آئی بخون نے
 حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھا سوائے فرد و لیوان ملی صدائے کیسی کو نہ پایا سمک پلٹاتی بہا بر مرکب کے
 رکاب پر ہاتھ رکھے چلاتا تھا اس سے فرمایا کہ ذرا جا کر خبر تو لاؤ کہ کس مقام پر جنگ دیکھا ہے وہی ہو
 اور خون لڑ رہا ہے کیونکہ نعروں کی صدا سے تو ثابت ہوتا ہے کہ ہشتاد ہزار معرکہ پڑا ہوا ہے اور کسی ظالم
 نے کسی مظلوم پر زیادتی کی ہو اور وہ مظلوم اس کے ہاتھ سے عاجز ہو تو ہو خداوند کریم نے اسی غرض
 سے پیدا کیا ہے کہ ہم بکسوں اور مظلوموں کی کمک کریں اور انکی داد کو پہونچیں اور انکو ظالموں کے
 پیچھے سے رہائی دیں تاکہ خداوند کریم ہم سے خوش ہو اور ہماری ہر قسم پر داد کرے ہم اس کے دین کی
 رواج دیتے کے لئے خلق کیے گئے ہیں پس مہذب خبر لاؤ تم براے ضرورت ہو ہم بھی آتے سن
 مع لشکر کے بلا عنطوق کچھ کدو وغیرہ سے فرمایا کہ تم لوگ لشکر لیکر آدھیں گے بڑھتا ہوں اور جیتا ہوں
 اور خون نے عرض کیا کہ سمک کو پہونے ہوا نے دیکھے پھر تشریف لیا ایسے کاشا یدکنار با ہم
 مثلاً کہ رہت ہوں اور لڑ رہے ہوں تو آپکو کیا ضرورت ہے اس کے درمیان میں دخل دینے کی وہ
 با ہم لڑ کر اپنا آپ فیصلہ کر لیں گے شاہزادہ نے فرمایا کہ اس امر میں یہ مطلب ہے کہ جو کمزور ہو یا لوگ
 اسکی کمک کرونگا اس کے دشمن کو قتل کر کے اسکی اور اس کے اہل لشکر کی جان بچاؤنگا وہ اسکا
 احسان مند ہوگا اس کے معاوضہ میں وہ دین اسلام اختیار کر لگا اور قبول کر لگا یہ ملک بھی
 اسلام آباد ہوگا اور یہ بھی ہم سبکا منشا ہے کہ جس طور سے ہو دین اسلام کی ترقی کریں اور رواج دیں
 اس سے یہ امر حاصل ہوگا کہ ہزاروں بدگمان خدا خون ناحق سے محفوظ رہیں گے ہزاروں کی جانیں
 برباد ہونے سے بچیں گی ہزاروں راہ منکالت سے نکلیں گے اور خداوند کریم کو پہچانیں گے محکو
 ثواب عظیم ہوگا عنطوق کجکادہ نے عرض کیا کہ آپکو اختیار ہے ہم سب تو آپ کے تابع اور مظلوم
 ہیں جو حکم عالی ہوگا اسکو بجالائیں گے آپ تشریف لے چلیں ہم بھی عقب میں آسمیں اوی

بیان کرتا ہوں کہ سب تو پہلے ہی سے تم یا سبھی میں کھڑا ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ
 جانا تھا کہ وہ سب تو سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 ہوا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 کے دو سو سیڑھیوں پر آگے بڑھ کر وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 میں شام کو تھی اس کے دیکھا کہ ایک طرف سے سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 اب یہ اس کے کوئی تاہم اس مقام پر یہ کہ چاروں طرف سے سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 اس کے غم کے دیکھا تو ان لوگوں میں اس کو پہچان سکتا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 دیکھا تو یہی تاہم اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 مقام پر یہی تاہم اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 پر یہی تاہم اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 تھا اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 غم کے وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 ہوا اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 نے یہ تو دیکھا اور اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 کیونکہ امر تو ایک پر تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 پیچھے رہے ہوئے ہیں اور اہل اسلام کے لئے وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 ہوتے ہیں میں علامت ہو کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 اب اس کو نکلے گا کہ یہی تاہم اس کے دیکھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 عرض کرتا ہے کہ ناظرین دیکھو کہ یہ اعتراض نہ کریں اس میں یہ کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 جب تک کہ وہ نہیں ہو گا اور وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا
 پہنچ گئے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سب کے سب ہوا تھا

کہ اعتراض میرے اوپر نہ ہو بطور دفع اعتراض کے یہ جواب ہوتا کہ نازنین اس حال سے
بھی لگا رہی تھیں وہ جراثیم یہ کہ یہ ایک بیرون در بند تھا کیونکہ منیر جادو و صاحبقران کو
بیرون در بند واسطے قتل کرنے کے آیا تھا اوس مقام پر یہ محرکہ پڑا اسی سبب سے سب
لشکر شریک منیر جادو ہو اور لشکر صاحبقران بھی اگر شریک صاحبقران ہوا اور نہ سام
تواندرون در بند جاتے اور غیر ساحر بیرون در بند رہ جاتے دوسرے اگر یہ لشکر جو کہ
منیر جادو کی کمک کو آئے تھے اسکے طلب کیے ہوئے تھے انکی خبر کے لیے منیر جادو نے طایر
سحر مقرر کیے تھے جب یہ قبائل اس محرکہ کے آتے تو طاہران سحر منیر جادو کو خبر کرتے اگر اسکو
معلوم ہوتا تو وہ اندر در بند کے طلب کرتا ورنہ بیرون در بند اونکو اوتارنے کی اجازت دیتا
کیونکہ بیرون اسکی اجازت کے کوئی داخل در بند نہیں ہو سکتا بحمدان ساتھ تو جاسکتا ہو
خواہ اجازت ہو خواہ نہ ہو سبب عرصہ کے جاننے کے جا سکتا ہے یہ سو کہ اندرون در بند نہ تھا بلکہ
بیرون در بند تھا اور محرکہ پڑا ہوا اسکا خیال رہتا ہے اور اس امر کا بھی خیال رہتا ہے کہ یہ در بند
منیر جادو کے نام سے طلسم بن گیا کیا ہوا اسکے ابا و اجداد اس در بند کے حاکم ہوتے چلتے آئے ہیں
اور سب اسی نام سے مشہور تھے جب یہاں کا حاکم جو کہ اسکے بزرگ تھے مرے لگا اوسے
جو اس لائق ہوا کہ حکومت کرے اوسکے نام پر اس در بند کو سحر بند کر دیا اسی طور سے ہوتا
چلا آیا چنانچہ جب منیر جادو کا باپ منیر کششم نے لگا تو اوستہ اپنے فرزند یعنی منیر کششم کو
جو کہ اب حاکم ہوا پیش قریب طلب کیا اور اسکو سب طریقہ تعلیم سکھائے اور جس قدر یقین است ایام کم
دوسرے کو حال در بندت آگاہ کرتا تھا وہ اپنا سحر بہ طربت کرتا تھا اور جو حاکم ہونے والا ہوتا
تھا اوسکا سحر قائم کرتا تھا اوس طور سے اتنے بھی کیا کہ اپنا سحر بہ طربت کر لیا اور اپنے فرزند
کا سحر قائم لایا اس سبب سے یہ امر کہ اگر منیر جادو مار جائیگا تو یہ در بند فتح ہو جائیگا اور اگر
اس وقت تک زمانہ کو بدیعہ سحر کے دریافت کر لیتا تھا اس سبب سے یہ بدولبت کرتا تھا
یہ مجاہد منہ تھا آدم بر سر قندہ پس سماعت نے یہ خیال کر کے ارھا اور مدد دیکھنا شروع کیا
اسکی نگاہ صاحبقران پر نہیں پڑی جو پہچان لے نہ خواجہ یہ کیونکہ یہ لوگ نور میان مشک کے
راستے تھے اور کتنا لشکر کے گھبراہٹ ہو اب ارھا اور مدد دیکھنا ہی ہو کیونکہ صاحبقران و خواجہ

دیکھئے یہ اس خیال سے اور دھڑک رہے تھے کہ کوئی سوار یا پیدل لشکر سے جہاں تک اس
 دریافت کرنے کے لیکھا ایک سگ کی نگاہ نیکون دبا رکھا ہوں پرچہ میں اس شخص کو کچھ کہہ کر دے
 دیا گیا ہیں پس وہ بے وقوفانہ برہان اور وہاں شاگرد پیشہ پھر رہے ہیں اور انتظار کر رہے
 ہیں اسنے خیال کیا کہ ان لوگوں سے چکر دریافت کرنے یہ اور دھڑک کو صورت بدل کر چلا تھا کہ اسنے دیکھا
 کہ چٹا سوار و پیدل لشکر سے جہاں تک ایک دھڑک کے ساتھ گھڑے ہوئے اور تلواروں و خنجروں سے
 خون پاک کر رہے ہیں یہ اب اونکی طرف چلے اس راہ کو ترک کیا اس خیال سے کہ ان سواروں سے
 دریافت کرواؤ تھی دیکھو ان جاؤ یہ اپنی صورت مسافر کی سی بنائے ہوئے تھے یہ ان سواروں
 پیدلوں کے قریب آئے بلکہ اہل کفار سلام کیا اور ان کے لئے جو دیکھا تو ایک مسافر کو رخ بار سفر کے آگے
 سامنے کھڑا پایا پوچھا کہ امی جہانی تم ہاں سے پاس کس غرض سے آئے ہو اگر اس غرض سے آئے ہو کہ
 تمہارے پاس زاد سفر نہیں ہے مگر تم نے یہ خیال کیا ہوا ہے کہ دل میں کہ ان لوگوں سے کچھ حاصل کریں
 تو ہم خود بلا میں مبتلا ہیں آج چار شاہان و اہل رستہ ہیں اپنے بادشاہ کے ہمراہ اس وقت جو زیادہ
 تک گئے تو اس خیال سے اس درخت کے نیچے کرکھڑے ہوئے کہ دراز دم راستہ کر لین بھلائی
 ہمارے پاس کیا ہو سوائے تلوار و سپر و نیزہ اور مرکب کے ہاں اگر اس آفت میں نہ مبتلا ہوتے اور
 فرود گاہ پر ہوتے تو کیا مضائقہ تھا کچھ نیکو مکان ہوتا ہم حاضر کرتے اس وقت ہم جو رہیں تو ہاں
 کہ میں آپ لوگوں کے پاس کچھ لینے نہیں آیا ہوں بلکہ میں اور دھڑکے جاتا تھا میں نے جو ترکہ
 عظیم پہ پا دیکھا تو خیال پیدا ہوا کہ دریافت کرنا چاہیئے کہ یہ ترکہ کس سے ہو رہا ہے اور یہ کون لوگ
 ہیں اب لوگوں کو تو پہچان لیا کہ آپ سب خداوند عجائب کی بندگی کرتے ہو اسے اور ان کے بندے ہیں اور
 اور جو آپ لوگوں کے حریف ہیں ان کے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا سے اتنا خائف نہ ہوتے
 ہیں پس یہ دریافت کرنا تھا کہ ان لوگوں سے کیوں نہ ہو کہ ہمارے پاس اور کیا دھڑک تھا ہاں کی ہاں دیکھا
 مقام پر در نہ محکم کچھ احتیاج فریج نہیں ہونے ضرورت ہے آگاہ فرمادے اور خداوند کے فضل سے میرے
 پاس سب کچھ ہے میں اپنی نوکری پر سے اسے بٹھا کر لیا تھا پھر اسے دیکھا کہ اسے ہاں شہر
 عظیم قیہ کا ہے ان کے ایک سال کی خدمت ملی جو وہاں ہوتا ہے کہ ان سے ملے ہوئے اور ہاں
 مل کر آئے ہوئے اور میں بیمار ہو گیا تھا ہاں میں لوگ تھا اس سے ہاں کہ ہاں ہاں ہاں ہاں

کو جاتا ہوں کوہ بلور سے آتا ہوں یہ معرکہ دیکھ کر میرے جو اس جاتے رہے اور سواروں نے کہا کہ بھال آگاہ ہو کہ یہ سرحد در بند منیر چ اور شہر منیر یہ بیان کا عالم نیہ جاو و طرف سے شکاکال جاو و بادشاہ طلسم کے جو سامنے اثر و آتش نشان پر سوار لشکر سے لڑ رہا ہے یہ بھی حاکم ہی ہلو گلد سکی ملک کو اور ملکوں سے آئے ہیں اس سے اور طلسم کشا سے آج چاروں سے لڑائی ہو رہی ہے یہ طلسم کشا کو شکست ہوتی ہے نہ او کو برابر تلوار چل ہی ہے پسے تو حمزہ کو منیر جاو و نے فقرہ بکرا سیر کر لیا تھا سب باب اپنے قبضہ میں کر لیا تھا حمزہ کے عیار خواجہ عمرو نے اگر حمزہ کو رہا کیا حمزہ اکیلا رہے لگا اسی عرصہ میں ہارا بادشاہ اسفندیار صحرائین مع لشکر کے اگر پونچا وہ بھی منیر جاو کا شریک ہوا اور مقابلہ کرنے لگے بعد لاجور و ایک لاکھ سے آیا پھر لاہور سے سب منیر جاو کے شریک ہو کر لڑنے لگے کہ حمزہ کے مددگار آگئے اور انکو بھی خبر ہو گئی اور ان کے بعد کل لشکر حمزہ جو کہ حمزہ کے شریک ہوئے اور اسی طلسم کے رہنے والے تھے دوسرے جو جو در بند حمزہ نے درہم و برہم کیلئے اور ان در بندوں کے حاکموں نے اطاعت کی تھی وہ آگئے اور حمزہ کی طرف سے لڑنے لگے اسی زمانہ میں کل البرز کچلاہ حاکم کوہ البرز مع پانچ لاکھ سپاہ کے آکر یونچا اور شریک جنگ ہوا اور لڑنے لگا راوی بیان کرتا ہو کہ البرز کچلاہ کے مع لشکر آئے کہ ان دونوں کو خبر نہ تھی ہاں جب وہ شریک جنگ ہو کر لڑنے لگا جب سب کو معلوم ہوا ان دونوں پر کیا تھوڑا لشکر اسلام و صابقران بھی اس حال سے آگاہ ہو گئے کہ منیر جاو کی کوہ البرز کی طرف سے ملک آگئی ہی البرز کچلاہ مع پانچ لاکھ سپاہ آئے آیا ہوا اور شریک جنگ ہوا ہر کس مقام پر سے جھاگ کر آیا ہوا صاحبقران خواجہ عمرو سے سن چکے تھے کہ علم شاہ مع نو لاکھ سپاہ کے براے منیر البرز کچلاہ کوہ البرز کی طرف آگئے ہیں صاحبقران نے خیال کر لیا تھا کہ ضرور تینے میرے فرزند کے ہاتھ سے شکست کھائی یقین ہے کہ وہ بھی مع لشکر کے اس کے عقب میں آتا ہو کیونکہ جب خواجہ نے باغ حکیم استیلینوس سے جہانگیر دغیزہ کے رہا کرنے کی اور اپنی بیویوں کی اور اس کے اسلم کی حالت اور علم شاہ کی کیفیت گرفتار ہونے اپنے رہا کرنے کی سیاری کر کے بیان کی تھی وہ بھی کہہ دیا تھا کہ علم شاہ طرف کوہ البرز کے براے کو شمالی البرز کچلاہ کے آگئے ہیں ناظرین کو یاد ہو گا یہ سب واقعات جلد اول میں اس فقیر نے تحریر کیا ہے صرف براے یہ ہے جس طرح اس مقام پر تحریر کر دین تاکہ ناظرین کو خیال آجائے اور معلوم ہو جائے جب

دشمنوں نے سواروں سے یہ سب حال بیان کیا اور امیر نے مجتہدہ کی بھی حالت بیان کی تب اسے
 سافر نقلی نے جواب دیا کہ اب معلوم ہوا کہ میسر جاوے اور جو جو کہ لشکر خدا پرستان کا حصہ جبرائیل
 پر مقابلہ ہو رہا ہے اب سب کو تھارے کھینے سے یاد کیا کہ جو کچھ لشکر کے یہ کہہ بلور ہیں پھر بڑا دھڑلہ
 کے آمد کا انتظار کر رہا ہے حمزہ اور سب کو اس مقام پر قائم رہنے کا حکم دیا اور فتح ملے گا اور
 اب معلوم ہوا کہ یہ وہی حمزہ ہے اور اب جو بی معلوم ہوا کہ میسر جاوے وہ ہے اور حمزہ سے مقابلہ ہے
 خداوند عجائب حمزہ پر میسر جاوے کو فتح دین اور سواروں نے کہا کہ نہ دوسرے فتح ہوگی اس لیے لوٹنا ہے
 کہ ان میں ان سبکی قضایا بیان لائی ہے اور بھائی کو حمزہ کے بھی ہزار لشکر کثیر ہو مگر ہم سے یہ لوگ کیا
 مقابلہ کریں گے یہ کہ وہ سوار خاموش ہو رہے، سکے نے کہا کہ اب میں اپنی منزل کو روانہ ہوتا ہوں
 دل میں خیال کیا کہ چل کر شاہزادہ کو جلد اس امر سے اکھاڑ کر ان اور بہرہ دونوں کے میسر جاوے والی حالت
 ہے اور درہند میں یہ کا حاکم ہوا اس سے اور صا جعفران سے مقابلہ ہو رہا ہے اور اپنا حرکت ہے ان کی
 مقام پر موجود ہے اور میسر جاوے کا شریک ہو کر صا جعفران سے ٹر رہا ہے جلد چلے اور صا جعفران
 کے شریک ہو کر دشمنوں سے ان کے لڑنے اور مقابلہ دنا ہے اور اپنے حریف کو سر میدان ٹوک کر
 قتل فرمائیے سکے اپنی دل میں تجویز کر کے ان کے پاس سے چلا ہوا ہے دو چلا تھا کہ ان
 بیان جنگ میں ایک کافر کو صا جعفران نے قتل فرمایا لغزہ تیسرے بلند کیا میں بار بار من کر رہا ہوں
 کہ صا جعفران کے لشکر کی ہڈیاں چوتھے کو سب تک جاتی رہیں جو صا جعفران کے لشکر کے ہڈیاں
 بلند فرمایا تمام عہد اہل گیا سکے نے جو لغزہ صا جعفران کی مدد سے ابواسحاق ویتین کلی ہو گیا اور یہ
 جلد جلد وہاں سے چلا کہ اور صا جعفران نے جو دیکھا کہ اب تمام پرچہ کے لشکر کے چند رہا
 ترغہ کفار میں گھسے ہوئے ہیں آپ اپنی رسم مبارک کا نذر کر کے اور عترت سلیمانی کو علم فرما کے اور
 مجمع کفار پر حملہ درہوسے لغزہ صا جعفران امیر عرب شہزادہ و غار و بکرم خدا بہت شمشیر جاریہ کے
 تیغ قہقام و صمصام نام کے تیغ عقیق کے ذوالجہام ہاتھ کا فراتناز جہان پاک کردہ سرسہ کشان
 حملہ در خاک کردہ چوتھے یلی برکشم از غلات ہاتھ بزرگ فند در میان مصافحہ یہ لغزہ کر کے اس
 مجمع پر جاڑے اور قتل کرنے لگے سکے نے ابونام مبارک بھی سن لیا وہاں سے قطرہ زن ہوا
 کہ خبر کروں اور صرے علم شاہ استرالا کہ جو فرنگی کو بڑھا کر تینہ کیسی تان فرنگی کو کا ندھے پر

رکھے ہوئے چلے آتے تھے شکر کچھنا صلاہ تھا کہ انکے ہی کان میں صاحبقران کے نعرہ کی صدا
 پونجی پہلے تو صاحبقران کے بکیر کی صدا انھوں نے سنی اسی صدا پر کان بکھڑے کیئے دل میں کہا کہ
 تو پر بزرگوار و نامدار کے نعرہ کی صدا ہو گیا اور انھیں سے کسی مقام پر جنگ دیکھا ہو رہی ہو یہ دل میں
 خیال کر کے مرکب کو ہمیز کیا اور تیز کر کے چلے کہ صاحبقران کے نعرہ کی آواز آئی اتنا پکا یقین ہو گیا
 کہ کسی مقام پر صاحبقران سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہو جلد چلا اور شریک جنگ ہو گئیں البز بکھلا
 سے تو مقابلہ نہیں ہو گیا دوا دھڑکاتے ہوں یہ ادھر سے جاتا ہو راہ میں مقابلہ ہونے لگا ہوا شاہزادہ
 یہ خیال کرتا ہوا اور مرکب کو تیز کبے چلا آتا تھا کہ یہ تو ادھر سے جاتے ہیں ادھر سے پائے شاطری
 مارتا ہوا تیز تیز چلا آتا ہو سکا کہ یہ تدبیر کی تھی کہ جب درہ کوہ میں داخل ہوا تھا تو وہ مسافر کی
 صورت جو بنا ہوا تھا بدل ڈالی تھی اپنی اصلی صورت پر چلا تھا ادھر سے یہ داخل درہ ہوا تھا ادھر
 سے شاہزادہ پس شاہزادہ نے جو سکا کو آتے ہوئے دیکھا پکار کر فرمایا کہ کیوں سکا کیا خبر لائے
 کچھ دریافت ہوا کہ یہ کس سے مقابلہ ہو رہا ہو اور کون کون رہا ہو میرے کان میں تو والد بزرگوار ابھی حیرت
 نامدار صاحبقران عالی وقار کے نعروں کی صدا آرہی تھی کیا اون سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہو
 تم نے دریافت کیا تیرے حال کھار سکا لپک کر قریب شاہزادہ آیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اتفاقاً میں
 دای سولہ سے قدر شناس فلک ساسی شاہزادہ بلند مرتبہ اور ملک پناہ اور غلہ شاہ عالیباد آگاہ ہو چئے
 کہ حمزہ صاحبقران عالی شان سے اور شیر جاو و حاکم در بند شیر پور سے آج چار دن سے برابر مقابلہ
 ہو رہا ہے وہی شیر جاو و جو کہ جسکی لک کے لیے البز بکھلا د اپنے ملک سے چلا تھا اور اپنے البز کو
 راہ میں گھیرا تھا اور شکست کھا کر اور شیخون مار کر چلا تھا وہی بیان آکر پونچا اور شیر جاو و کا شریک
 ہو کر لشکر اسلام سے لڑنے لگا خداوند صاحبقران کیا صاحب اقبال ہیں اور انھوں نے بیان بھی
 اگر لاکھوں کا لشکر جمع کر لیا بادشاہ سابق نے اطاعت کی اور کئی در بند صاحبقران نے فتح و فائز
 اون در بندوں کے حاکم بھی شریک ہو گئے لاکھوں سا دوا لاکھوں غیر حاضر رہے ہیں اور اپنی جانیں
 دے رہے ہیں اور پائے مبارک صاحبقران پر نثار کر رہے ہیں جلد تشریف لیجئے شریک ہو کر
 جہاد فرمائیے اور کفار کو فی الزلزلہ اپنے حریف کو سر میدان گوک کر قتل فرمائیے آپ نے سماعت
 تو فرمایا ہو گا کہ صاحبقران نعرہ پر نعرہ فرما رہے ہیں بہت بڑی جنگ عظیم واقع ہوئی رہی ہو

استخوانی شنبہ ساری ہوئی شنبہ سر کے ہونے پر اس کو کھانے کو بلایا گیا اور ایک سالہ بچہ کو
 جس طور سے تلوار چل رہی ہے وہاں کل سال اور دن کے زبانی سنا تھا۔ یہ شنبہ شہزاد
 میں اول سے آخر تک عرض کیا دن سواروں سے بھی بھر جانے والے ہے آخر تک مکہ سے بیان
 کیا اور یہ بھی سنا کہ الہیہ بھلاہ بھی اسی مقام پر جمع لشکر کے موجود ہو اور لشکر اسلام سے ہٹا کر
 اور لشکر ہندوستان کی ہاتھیوں کو خون اور آگ سے دہا کر تو لشکر کو ایک ہفتہ جلا کر دیا گیا
 اور ابھی جا کر اس سرکہ کو نہ کرتا ہوں کہ فضل خدا شامل ہوں تو ہاتھ بکویہ حال نہ معلوم میں نہ
 صاحبقران یہ بیان یہ آفت گزری ورنہ میں اب تک کبھی کا یہ پہنچ چکا ہوتا جب میں نے
 آخر کی صداستی تو بکویہ خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے صاحبقران کسی مقام سے اس طرح کو
 تشریف لاتے تھے اور ہر سے الہیہ سبھا گیا ہوا جاتا تھا راہ میں مقابلہ ہوئے دیکھا کہ ہمارے
 ہوا کہ خاص صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا تھا اب میں تک نہ گنا ہوں اور کھانا بہت بڑا تھا
 یہ سالار الہیہ بھلاہ وہ وہاں کبھی کو تو کس کر تھل کر دے اب یہ لوگ میرے ہاتھ سے جاتا
 کمان میں سب شنبہ مار کر بھاگے تھے اسی طرف سے معلوم ہوتا ہوا کہ کوہ ہند کے سر
 خیر دیکھا جائیگا فرما کر سکا کو تو طرف لشکر کے روانہ کیا اور فرمایا کہ غلطی نہ کرو ورنہ
 سب حال نہ ہو کہ کما کہ بہت جلد لشکر کیا پونہ یہ بھی کہہ رہا کہ شاہ نے کہا کہ کوئی قمار
 ملک کی ضرورت نہیں ہونے میں تمہارے بہت سے پادشاہ ہوں میں اسے ہذا یہ کہہ کر
 مگر اصل امر یہ ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بھی بھلاہ ہو اور تمہارا نام بھی مرزا غازی
 ہندوستان میں شہر ہو کہ تم سب لوگ سے کچھ تو کچھ حاصل ہو اور تمہارے ہاتھ
 جنگ سے واقف ہو یہ نہ خیال کرنا کہ شاہ تبار سے دس پررتا ہے تم خیال کرو کہ میں
 تمہارے ملک میں یکہ و تمنا آیا تھا اور میرے خاندان نے یہی ملک کی ان تمام سے یہی حکمت
 کی پس اگر ثواب حاصل کرنا ہو اور عقبی درست کرنا ہو تو آؤ آئندہ کو اختیار ہو سکا تو یہ
 پیام لیکر لشکر کی طرف چلا اور شاہزادہ نے مرکب کو کھڑا کیا جس پر کبھی کبھی نہ
 پڑی ہو ادھر سپر کوڑا پڑے پھر وہ مرکب رکھتا ہوا بلکہ کر دیا شاہزادہ کو اس قدر بھلاہ
 تھی کہ مرکب کو کوڑا ملے دیا ورنہ آج تک کبھی کوڑا ملے دارا تھا صرف اشارہ سے کام لیتا

کوڑے کا پرتا تھا کہ مرگ جو اب بھی گویا رہا تھا اس کے ایک چشم زدن میں وہ مرکب درہ کوہ کے باہر
 آیا اب جو باہر آکر شاہزادہ نے تمام غماز دیکھا تو میدان میں ہنگامہ شہر و شہر برپا پایا ہمت
 توار چلتے ہوئی دیکھی جیسے نگاہ شاہزادہ کی ابتر مجھوہ وادوں کے سپہ سالار و اہل لشکر پری
 پس اسی مقام سے تیغہ کسی تان کو لہنا کر کے نیام سے لیکر یہ غور کر کے ادا ہیز کھینچا، واد سپہ سالار
 پر و غامین آپو سچا تو میر سے ہاتھ سے بھاگ کر بیان آیا تھا میں بیان بھی مثل ملک الموت
 کے تیرے سر پنازل ہو اسی گزارد کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی اگر تو آسمان
 پر جاتا تو میں مثل ہ مظلومان کے تیرے عقبہ بین دہان بھی پہنچتا اور تم دونوں مکار کو
 قتل کرتا اب کہاں جا سکتے ہو ہوشیار ہو جاؤ ستم رستم پلین دہل کن کشتہ، قول ہندی و دہل
 ہندی قاتل کی تان فرنگی ستم رستم شکوہ ستم بہرام کلاہ ستم علمشاہ رومی شہ قبیل زور کہ ہر
 تخت مرزوق انگندہ شور و دیگر ارشد و لادامہ عرب و کیت علمشاہ جو رستم لقب دہیلوہ
 کر کے اور مرکب کو اور اگر لشکر کنار پر جا چرے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک تو دست زبردست
 علمشاہ نامدار دوسرے تیغہ بہار لنگر دار جس کے ہاتھ پر برابر دو پر کالہ ہوئے اب جو تیغہ
 برسنے لگا کنار فی نار ہونے لگے خون ہی برسنے لگا مگر صفت یہ تھی کہ علمشاہ اداں لوگوں کو
 قتل کر رہے تھے جو کہ کافر تھے اہل اسلام سے ٹوا گار نہ تھے کہ کون اہل اسلام ہی
 پہنچا سکتے نہ تھے مگر علامت اسلام جو ادنین پائی جاتی تھی اس سے شناخت کرتے تھے
 کہ یہ خدا پرست ہی اس عالم جنگ میں بھی یہ حواس تھے سوائے کنار کے دوسرے کو نہ
 قتل کیا خوب نکوار چلنے لگی ان کے تیغہ نے تو تمام ڈال دیا شاہزادہ نے جو غورہ کیا اور
 غورہ شاہزادہ کی صما حقران و خواجہ نے صدا سنی صما بقران نے دل میں کہا کہ میر فرزند
 و لبنتاگر سو نہ گیا یہ تو اس کے نرہ کی صدا ہے شکر ہے خداوند کریم کا کہ میں نے اپنے فرزند
 کی صدا سنی اور ہر خواجہ نے جو علمشاہ کے نرہ کی صدا سنی یا تو لوٹ رہے تھے یا ایک
 مرتبہ دہان سے لپک کر پاسے شاطری مار کر دوا بک کو فی انار کر کے قریب صما بقران آئے
 اور کہا کہ ای حمزہ تمہیں سنا کہ یہ کیسے غورہ کیا اور کسکی غورہ کی یہ صدا ہے میر سے کان میں تو علمشاہ
 کے غورہ کی صدا آرہی ہے کیا علمشاہ آگیا ہے یہ کیوں نہ آئے اسکو کیوں نہ خبر ہوئی جو یہ اگر پہنچا کیوں نہ

حمرہ اسوقت تو خوب دل قوی ہو گیا ہوگا کیونکہ قوت بازو سخت جگر بھارت چشم
 آگیا حمرہ اسوقت تو دل قوی ہو گیا صا حقران نے فرمایا سیرے بھی کان میں اور مکی صدا
 آئی ہو کر گئے تو مجھ سے کہا تھا کہ وہ شہر غنطا قبہ سے مع لشکر کے طرف کوہ البر کے رہا
 تنبیہ البر کجبلہ کے گیا ہو اور کریمو کرایا اور کس طور سے عالمشاہ کو اس موکہ کی خبر ہوں خواہ
 نے عرض کیا کہ کل مع لشکر کے البر کجبلہ بھی تو آیا ہو اور شہر یک ہو ہو آپ کے لشکر سے لڑا
 ہو اور مقابلہ کر لیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دہان بین شاہزادہ کو معلوم ہوا کہ فلان مقام پر
 مع لشکر کے گیا ہو پس شاہزادہ البر کی تدبیر میں اور آیا صا حقران نے فرمایا کہ میں نے
 سنا ہے کہ البر کجبلہ کسی مقام سے بھاگ کر آیا ہو کسی سے یہ مقابلہ ہو رہا تھا کہ یہ اس مقابلہ سے
 بھاگتا یہاں آ رہا ہو چنا خواہ نے کہا کہ سچ طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علمشاہی کے مقابلہ
 بھاگتا ہو جب تو البر کل بیان آ رہا ہو چنا اور آج شاہزادہ آیا یا صا حقران کو البر کے
 آنے کی خبر تک نہ ہوں جب وہ شریک ہو کر لڑنے لگا اور وقت خبر ہوں صا حقران نے فرمایا
 کہ خبر ہو کر ہونے پائی کیونکہ برابر تلوار چل رہی ہو غور سے دیکھو دن کے بلندی میں خاک اور رہی
 ہو یہ طرف عنبار چھایا ہوا ہو خواہ نے عرض کیا کہ میں علمشاہ کے پاس جاتا ہوں اور
 اس کے آپ کے حال سے آگاہ کرتا ہوں اور آپ کے لشکر کی علامت بتاتا ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ مرلیٹ
 خیال کر کے آپ کے نشانے بھی لوگوں کو قتل کرنے لگے تو یگانہ اہل اسلام قتل ہوں کیونکہ وہ اس
 لشکر سے آگاہ نہیں ہوتا اور انھوں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ حالت تو مزاج میں ہو دوسرے جب
 وہ مصروف جنگ ہوتے ہیں تو اپنے آپ میں بین ہوتے شیر گرسہ کی حالت ہوتی ہو کہ پوچھ
 خیال نہیں ہوتا ہو کہ سمجھ ہو جہر حملہ کریں جو سامنے آگیا تلوار کا یا تھوڑے سیر کر دیا تھوڑی اولاد
 بھر میں علمشاہ کو سب سے زیادہ غصہ اور ہوش شجاعت ہو خوشی کا واقعہ یاد ہوگا کہ لندھو کو مع
 پاتنی کے اور ٹھکانا تھا اور دیریا میں پھینکنے چلے گئے کچھ اسکا خیال نہ تھا کہ ہمارے ہاں کا
 رفیق ہو یا ہمارا دوست ہو اگر تم نہ آجائے تو علمشاہ نے لندھو کا کام تمام کیا تھا یا مقدمہ فراموش
 تارن عہ فی میں کرب کو تلوار مار دی تھی گو وہ سزا کر رہا تھا کہ کچھ خیال نہ کیا یہ حالت اور
 غصہ کی ہو ایسی حالت میں دڑنا چاہیے میں تھوڑے اس فرزند سے بہت ڈرتا ہوں تھوڑے

نے فرمایا کہ اب رہا ایسا مان نہیں ہے کہ اہل اسلام کو قتل کر لیا کفار و اہل اسلام میں بہت
 فرق ہے تم اہلستان رکھو وہ کافرون کو قتل کر لیا کوئی حد پرست اور کے یا عقوبت یا را میں جائیگا
 خواجہ نے جواب دیا کہ میں تمہارے حال سے تو آگاہ کر دوں صا حبقران نے فرمایا کہ کوئی ضرورت
 نہیں ہے وہ خود ہی آگاہ ہو جائیگا بلکہ اس کو معلوم ہو گیا ہو گا تم اپنے کام میں مصروف ہو راوی
 بیان کرتا ہے کہ صا حبقران خواجہ سے کلام بھی کرتے جاتے تھے لڑتے بھی جاتے تھے جب اس
 طور سے صا حبقران نے خواجہ سے کہا خواجہ خاموش ہو رہا ہے اور پھر اپنے کام میں مصروف
 ہوئے مردوں کی کمرٹوں لگے اور رات مارنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ علم شاہ جو اگر شکر
 کفار کے پہلے ہی حملہ میں سترہ کر یا خصوصاً علم شاہ نے لشکر الہیز کجکلاہ کا تو نا طبقہ بند کر دیا
 جن چہ ان کے لشکر کے نوٹوں کو قتل کر رہے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ اہل اسلام بھی
 ہر طرف لڑ رہے تھے ہر مقام پر حوسود و دوسو مقابلہ کر رہے تھے اور علم شاہ نے جو دیکھا کہ
 ایک جانب رعدا حسین و خواجہ رست سریر خود رکھے ہوئے چہرہ سے رعب و رعب پیدا کرتے
 حرب و حرب سے درست مرکب پر سوار رخ سے نشان شجاعت و سرداری ہو پیدائے
 حمزہ صا حبقران کی صورت کفار سے مقابلہ کر رہا ہے جس غول یا جس صفت پر جا پڑتا ہے
 وہ غول و صفت و ہر ہم نہ برہم ہو جاتی ہے نوہ اللہ انہر زبان پر جاری اہل اسلام سمجھ گئے کہ یہ
 کوئی فرزند صا حبقران ہے صا حبقران کی کمک کو آیا جو جب علم شاہ نے اپنا نام فرود میں لکھا ہر کیا
 تو سب کو علم شاہ ہوا کہ یہ پسر حمزہ صا حبقران علم شاہ نو جوان ہو جسکا اکثر ذکر زبان صا حبقران
 سے سنا ہوا اور وہ فرزند تھے میرا ایک فرزند علم شاہ شکر سے نکل گیا ہے اور سبکی بجا کچھ نہیں
 معلوم ہے کہ یہ کیا ہوا ان پر یہ دیکھ سٹ ہزارہ ہے کہ وہ سب اب ہے صا حبقران سے غدا
 پریم نے اس شیر کو بھی بیان ہو گیا ہے اب ہم سب کو دونی تو سٹ ہو گئی راوی کہتا ہے کہ وہ اہل
 اسلام کے دل نور ہو گئے اور پھر یہ ہو گیا ہم کر رہے تھے اہل شکر الہیز کجکلاہ و خود الہیز کجکلاہ
 ہوا کہ سب یہ تار و تار و تار کے جوڑ میں شہزادہ کا سٹنا اور آخر شکر سے ہم نکل گئے الہیز کجکلاہ
 اب یہ سب یہ مقام پر رہا تھا اب جو لفظ علم شاہ کی صدا سنی اور سر اوٹھا کر دیکھا علم شاہ
 اٹھ آیا ہاتھ میں جاتے ہے الہیز کجکلاہ اب یہ سب سب کے ایک مقام پر رہا تھا اب جو لفظ

علاء شاہ کی صدا سنی اور سہراؤٹھا کر دیکھا غلغلہ کو لڑتا ہوا پایا حواس جاگتے رہے البرز نے اپنے سپہ سالار
 سے کہا کہ تمہارے سنا اور دیکھا کہ دو بلا سے بے درمان کی طرح یہاں پہنچا گیا اور میرے لشکر سے لڑ رہا ہے اس
 خبر پر ہنسے بغیر چل پھا لیا ہوا اب کیا ہو گا سپہ سالار نے جواب دیا کہ آپ یہ بے نشان ہون و وقت
 اور تھا جوین زبیر گیا تھا اب اسکو ایک کمر سیدان قتل کر ڈنگا اپنے لشکر وں کے سامنے اور
 اس کے باپ کے ویر واپس جاتا کہ ان پر تہا ہی تو آنے دیکھے مجھ کو خدا اس امر کا یقین تھا کہ
 کرو۔ تھانہ بین تہریر یگا جسٹس رہا ہو خیال تھا ہی ہوا خوب ہوا کہ یہ اگیا اسی طور سے لڑتے ہوئے
 اور آنے کیجئے مار ڈالا گیا کہ کیا مرا ہونا ہوا البرز کے بچاؤ کے کیا کا اچھا نکو اختیار ہے سپہ سالار نے
 ایک سردار سے کہہ کر آتے ہوئے پاس میں جہاد و کے جاؤ اور میں جہاد و سے کہا کہ جس سپہ مرزہ
 کے لشکر کے اوپر تم شیخون مار کر اوہر آئے تھے آپکی کتاب نے وہ مجاہدے عقب میں چلا قتل لشکر
 کے آیا ہوا اور چارے لشکر سے لڑ رہا ہوا اب یہ کو تباری کتب کر رہا ہے ضرور وہم صرت اس قدر
 کتاب کے اسید واد میں نواہ تم خود یا کسی ساحر نے دوست کو حکم دو کہ وہ ہر رے کے سپہ مرزہ کو بیکار کر دے
 یہ سچا ہے تو قتل کر لیں گے تمہارے تو بسبب لوں ملسم کے سوا اثر نہیں کرتا ہے اس پر تو ستر بخولی
 نہ کرنا کیونکہ نہ اس کے پاس لوں ملسم ہونے والی ایسی شہر ہو وافع ستر ہو اور اس کے لشکر پر
 بھی ہو کر نا کہ وہ ستر ہو۔ بیکار ہو جائے کہ یہ نکو اسے سچا ہوا ہوا لاکھوں کی لشکر ہوا ایک تو اسی طور
 سے اور اس کا لشکر زیادہ ہو دوسرے جب شکر طرک کرنا اور شکر مدد ہا ایک ہو جائے گا
 اور مقابلہ کر لیا اور جنگ واقع ہوئی تو وہی خرابی ہوئی کیونکہ دونوں لشکر ہو جائے گا ہمارا اور
 آپ کا لشکر سچا و سس لشکر کے ہلا کی تاب نہ لائے گا نہ نہ ایکو آگاہ کر دیا اب آپ کو اختیار ہے
 وہ سردار یہ پیغام لیکر لڑتا ہوا اپنے کو بچاتا ہوا اس مقام پر پہنچا کہ جہاں یہ سامان سے
 مقابلہ ہو رہا تھا اور شہر دیا و دیکھی لڑ رہا تھا سامان اسلام سے کہ ایک مرتبہ میں جہاد و سے
 سو گیا لشکر اسلام کے صاف و نیر تو کر کے پہنچے سامنے لکھرا ہوا تھا اسے رد مال دیا اور شاہ
 سے میں جہاد و کو بچا میں جہاد و سب لشکر وں کے بل شکا اور انسروں کو بچاتا تھا یہی ن
 گیا کہ یہ سردار یہ لشکر ابزر کھلا دے گا ہر کے اثر و نشان نشان ہوا اور اس کے قریب گیا اور
 کہا کہ تم نے کس غرض سے مجھ کو طلب کیا ہے اور میں نے کہا کہ میں نے اس غرض سے تم کو بچا ہے

قریب ہوا یا ہو کر آپ کو ایک پیام ابزر نے بھیجا کہ وہ ہم یہ ہو کر ابزر نے نہ جرم کے لشکر
 پرین شجون مار کر ادھر کو آیا تھا وہ بھی میرے مستبہ میں پیدا تھا اب اگر پوچھا تو میرے
 لشکر سے لڑ رہا ہے لہذا اب تنہا کیجئے کہ ادھر اور اسے لشکر پر سحر کر دیتے تاکہ وہ اور اس لشکر
 بیکار ہو جائے ہم قتل کر لیں اگر باپ بیٹے ایک ہو گئے اور دونوں لشکر تو پھر بڑی بڑی ہوگی۔
 لہذا کل پیام ابزر کھلا اور اس کے سپہ سالار کا سینہ جا دو سے کہا سینہ جا دو نے جواب دیا کہ میری
 طرف سے گناہ نہ میں اس سے واقف نہ ہوں نہ اس کے لشکر نہ ہوں نہ اس کے لشکر نہ ہوں نہ اس کے
 نام سے اور اس کے اہل لشکر کے نام سے مجھ کو آگاہ کیجئے اور اس سے مقابلہ کیجئے پھر سامرا واد
 کرتا ہوں کہ وہ سحر کرے اس کے اور اس کے اہل لشکر کے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں گے پس آپ
 ملے لیجئے گا بلکہ وہ ساحر یہ تدبیر کرے گا ایک دیوار درمیان لشکر حمزہ اور حمزہ اور لشکر سپر حمزہ
 سپر حمزہ کے قائم مقام ہو جائیگی آپ اس پار دیوار کے سپر حمزہ کو مع اس کے لشکر کے قتل
 فرمائیے گا حمزہ اس کی کمک بھی نہیں کرے گا اگر وہ آتا ہو تو اسے دیکھئے اطمینان رکھیے جاتا
 کہاں ہے حمزہ سے تو ہم اس سبب سے عاجز ہیں اور حمزہ پر اس سبب سے غالب نہیں
 آسکتے ہیں کہ اس کے پاس لوح طلسم کا سپر سحر نہیں اثر کرتا سپر حمزہ پاس نہ لوح طلسم
 ہو نہ کوئی ایسی شے جو دفع سحر ہو ان لوگوں کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے تم جاؤ میں ساحر و نکو
 بھیجتا ہوں او نکو نام بتا دینا اس سردار نے کہا کہ اس قدر صحت کب ہو جو نام بتائے
 جائیں لہذا میں آپ کو سب نام بتائے دیتا ہوں آپ او نکو تعلیم کر دیکھیے گا اور شناخت
 بھی بتائے دیتا ہوں سپر حمزہ کی وہی آپ ساحر و ن سے فرما دیجئے گا سینہ جا دو نے کہا
 کہ جلد بتاؤ تب اس سردار نے کل نام سردار دن و بادشاہوں کے سینہ جا دو کو بتا دیا
 شکر علم شاہ کے اور شاہزادہ کا نام بتا دیا اور کہہ دیا کہ سپر حمزہ بالکل ہم صورت حمزہ کے ہے
 یہی اس کی شناخت ہے سینہ جا دو نے کہا کہ اچھا اب تم جاؤ میں ساحر و ن کو حکم دیتا ہوں
 وہ اگر تمہاری کمک کرتے ہیں وہ سردار تو اسی طور سے لڑتا ہوا اپنے کو بچاتا ہوا پاس ابزر کے
 کے آیا اور جو کچھ سینہ جا دو نے کہا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ تم اس مقام پر جاؤ کہ جہاں چن
 ساحر و ن کو مقام جنگ سے الگ لے جا کے سب نام تعلیم کیے مع اسم علمین و کے اور علم شاہ کی

شناخت تبار اور کار کا کہ اس مقام پر جا کر وہ ان پر لشکر آکر چڑھتا ہے اور سپہ حمزہ
 حاضر ہوتے ہیں بلکہ مور پاسبی بہ ساحر بہ سپہ شکر غیر سادہ ان کی طرہ روانہ ہو سکے
 بالاسے ہوا اور تے ہوئے یہ خاودہ کو چستے ہیں کوئی مقام دور تو تھا نہیں کہ انکو عہدہ
 بخشنے اور تہذیبین دونوں لشکر رڑست تھے ساحر و غیر ساحر اور سکاہ نے ہا غلطی
 و غبہ کو حکم ملتا ہے تاکہ کیا سب غلطی اور سیو قہ سے اعلیٰ کو لیک فوراً بہت تیز
 روانہ ہوا راہ کو طو کر کے یہاں آکر پوچھا کہ اس کو دیکھا کہ وہ انہوں نے یہاں لڑا کہ ان
 بہادران بزمیدین بہ زبان راگا اس بہادریاں بہت کہ ان اسلام ہم ہوں کہ باقہ سے
 نہ قتل ہوں اور ملی شناخت سے بچریں تاکہ ہو بہت بڑی کشتنانت بہت بڑی کشتنانت
 نیلی پوش ہر سیاہ پوش ہر سپہ چہ قدم بہادریاں پیش ہوں اور راہ لہاس پہن ہوں اور قتل
 کرنا راری بیان کرتا ہے کہ اس طلسم و غیر طلسم کے جہد بہادریاں سپہ سیاہ لہاس
 پیش ہیں اور جو ملک اس طلسم کے جوال میں ہیں ان کے بھی باشندے سیاہ لباس استعمال کرتے ہیں
 چنانچہ جو جو ملک علمتہ نے فتح کیے ان کے باشندوں و بادشاہوں کے لباس تبدیل کر کے
 اور فرمایا کہ یہ علامتہ آفری اسکو برطرف کرو کہ تم ہیں اور سکاہوں میں تیز ہوا سی طرے
 سے تباران نے ہی پس جیسے جو خدا پرست و دہ گنگ و لباس استعمال کرتے ہیں
 سیاہ لباس کے اور یہی علامتہ اور نشانہ اہل اسلام کفار کی پس طلب اس طرے
 عنوان کو بکرو و غیرہ نے اہل لشکر سے کہا کہ جو ابویا کہ بتاؤ پ اور ایک مرتبہ
 تیروں کو سپہ سالار کے اور تہذیبین کو تہذیب بائردان باس ککٹ کٹا کر گرے
 اور قتل کرنے کے چہ رنگ جنوبہ واقع ہوئی چہ کو بازمین و آسمان سرنگارنے کے یاد و
 دریا زمین ملک تبشیرن طہانے لکے لشکر سادہ ان ہاں نارنج ترنگ کی بو پھار ہیں
 کسی کالی کٹا نمودار تھی ساحروں میں جلبن کی د غیر سادہ ان میں تلواریں بہت
 رہی تھیں مظلین بہت رہی تھیں ہواتنہ ان رہی تھی اے کو مارا ایا مٹا گس سہل
 نے پیروں کا مینہ سیاہ تھا کہیں کٹاری کا وار کہیں تہذیب تلوار کی و حار شور نال باقی ہند
 خون میں نہایا ہوا ہر جہد اس گھسان سے سہی و تیروں کی بو پھار تھی کہ ترک وہ بھی

سیر کا محتاج تھا فلک ستار بر کے لیے صاحب احتیاج تھا تیغ غلات سے کیا نکلی جیسے
 بلا نکلی غار سے اڑا اور نکلا جس کے زہر نے بہا دوروں کا کام تمام کیا سنگام جنگ تلوار دان سے
 دو جہان جو رنگ گرم اجل کا چاروں طرف بازار تھا نقد جان سے ہر ایک موت کا فریاد
 تھا یہ رنگ تھا کہ ایک کے دود کے چار تھے سب زندگی سے بیزار تھے عروس مرگ
 کے خود ستار تھے گمستان جنگ میں کیسے کیسے نو نالان حدیقہ شجاعت و گلہائے گلشن
 جلاست و بوستان ارم میں کیسے کیسے درختان گلشن جرأت تیغ ظلم و بدستور و کشت
 تھے جنگل لاشوں سے پٹ تھے تھے اجل مبادی کر رہی تھی طایرون روح کے دیا
 جنگ کی بربادی کر رہی تھی، کہیں ساحرون میں ہار فلسفہ کے چل رہے تھے کہیں چمکے دیوتا
 کی اوچل رہی تھی سوزن اجل میں رشتہ جان پر ویا تھا جائز تن مقرا من اجلت
 ایسا چاک تھا کہ سپاہ جاتا تھا اشرار تمون پر تھا ہر سمت جوش و کار یہ اب خم تھے حاصل
 جو بیارہ تماشا طلب رزم کے تھے یہ ڈھنگ و بلون پر تھی جرأت اور ابیہ جنگ
 مبارز لبشر تھے کہ دیو و ملک و دیا کینہ جو تھے زمین و فلک و نہیں غیر ممکن تھا جزو
 و شر و بلا کا تھا درپیش زیر و زبر و دو عالم پہ چھائی تھی یہ برہمی و تزلزل کی ہر سو
 تھی صورت بنی و عبیری ہوئی خاک و دشت منبر و ہوا پزیر خون نہ اوٹھتی تھی و
 وہ سینرون کی جنبش و دشمن کی ناک و زمین کا دہل کر اور انا وہ خاک و ترپ کر گئی
 فوج پر مثل برق و جہان مل گیا غرہ سے تابش شرت و دپٹ کار با تھا نہ گھوڑوں
 میں زور و عروت میں تھے سرتا قدم شور و بھر پھر قیامت کی تلوار چلنے لگی یہ لشکر تازہ دم
 جو آیا اسنے نواریں ترا کر دیا سماں یا طاقی کا خون کو قتل کرتا ہوا قہر انشازی سے جلاتا
 ہوا اپنے آقا کے قریب پہونچ گیا اور عرض کیا کہ آپ کا لشکر آگیا اور کفار سے مقتدر کر رہا ہو
 برپا کر دی ہر آدمی بیان کرتا ہوا تو یہ رنگ تھا کہ سوائے گوشہ کمان کے کوئی گوشہ مفر کا نظر
 نہ آتا تھا سوائے کوئی زخم کے کوئی کوبہ قرار کرنے کا معلوم نہ ہوتا تھا بین یا چو میں کو س
 کے مربع میں جنگ ہو رہی تھی شکر اسلام و شکر علی شاہ قریب سترہ اٹھارہ لاکھ کے
 تھا شکر کفار بھی قریب نو لاکھ کے تھا جس مقام پر اسقدر لشکر ہوں اور ادن میں جنگ

یہ باہم صلاح کر کے کہ ایک طرف سے سین دار گرد آئے اور ایک طرف سے شہوار کرنا اب راوی
 نازک خیال خلیفہ بنیہ خصال خجستہ قتال کی خدمت میں عرض کرتا کہ یہ مقام غور کے قابل ہے کہ
 سینہ جادو نے چند ساحر بھیجے ہیں کہ تم جا کر لیسر حمزہ پر سحر کر دنا کہ وہ بیکار ہو جائے البز و غیرہ اور
 قتل کریں ایک دشمن تو کم ہو اور ایک دیوا سحر و میات اور کے اور لشکر حمزہ و حمزہ کے قائم کرنا
 تاکہ حمزہ و سکی لگا کر نہ پہنچ سکے بعد لیسر حمزہ کے یہاں رہنا لشکر لیسر حمزہ کو بیکار کرنا یہ
 ساحر چلے گئے تھے نہ علم ہی کیا تھا جو عرض ہوتا یہ بھی اگر ہوا میرا یم ہونے اور جو خواجہ کے لئے تھا
 قیامت کی جنگ و پیکار دیکھی اور صاحب قرآن و علم شاہ کے خود تواتر سے انھوں نے خیال
 کیا کہ یہ وقت حمزہ سے جدا رہنے کا نہیں ہے ایسا نہ کہ حمزہ کو کوئی چشم زخم پہنچے گیونکہ
 حمزہ اس وقت نہایت پریشانی و خروش سے لڑ رہا ہے یہ سب لوگ مار مار کر کرسکے اور بیکار ہو کر
 دامن سے چل کر رہے ہوئے گا دل نہ چاہتا تھا کہ بسبب نسبت حمزہ کے انکو تاب نہ رہی سبب نہ کہ
 کیا اور صاحب قرآن کو تلاش کر کے اوس مقام پہنچا کر پوچھے کہ جہان پر صاحب قرآن حمزہ کی رہت
 خواجہ کے لے کر صاحب قرآن کے رکاب پر ہاتھ رکھا اور کلیم کو ادا مارا اور کہا کہ تمہارے گھبراہٹیں میں تیرا غلو
 تیرے پاس موجود ہوں بہت ہوشیاری سے لڑنا پیشین ہو کہ تھوڑی دیر میں کفار شکست کھا کر بھاگ
 اوسٹے ہو جائے علم شاہ نے اکر وہ قیامت کا مقابلہ کیا ہر کہ اب رنگ لڑائی کا بدل گیا ہو کسندار
 منتشر الحواس ہو رہے ہیں صاحب قرآن نے کچھ جواب نہ دیا برا بھلا شیر زنی و زناتے بہتے آفت
 دیوزاد کو سیر کوئے ہوئے چلے جاتے ہیں یہ تو ادا کرے جاتے تھے علم شاہ کے دیکھنے کے اشتیاق
 میں اودھوئے علم شاہ بھی صاحب قرآن کی قدیم سی کے اشتیاق میں آستے تھے لڑتے ہوئے
 کہ ایک مقام پر ایک مجمع کثیر کفار کا تھا یہ دونوں صاحب ادب اس مقام پر پہنچے اور شکر
 لگے مارا اس مجمع کو درہم و برہم کیا اب جو وہ مجمع کم ہوا صاحب قرآن کی نفاہ علم شاہ پر پڑی
 یہ صاحب قرآن کا فرط فوشی سے بھلا رہا گیا اور اب صاحب قرآن چلے کہ فرزند کے قریب
 پہنچے باؤں کہ بیکار ایک علم شاہ کی بھی نگاہ صاحب قرآن پر پڑی جیسے علم شاہ نے صاحب قرآن
 کو دیکھا وہی حالت رنگ و برنگ رہی کہ بیکار رہا صاحب قرآن نے دعا دی اور
 سے صاحب قرآن چلے اور علم شاہ بے مین عرض کر چکا ہوں کہ لاہور علم شاہ کی تلواریں

چلا تھا اور اسقدر پارولا جو رو و صا حہ قرآن کی تلاوت کیا یہ تینوں نابھار بھی لڑے اور لڑے
 اور مقام پر پہونچے جیسے نابور کی نگاہ علمشاہ پر پڑی اور یہ مقام سے ڈانٹ کر کاراویہ تھریہ
 سواروں دہل لشکر کو قتل کر رہا ہو اور ادب پر ہاتھ صفا کر رہا ہو مردان عالم سے آنکھیں جا کر
 اور بہادر و دل سے مقابلہ کر کے الملعون تلخ زنی معلوم ہو پس آگے قدم نہ بڑھائیں تیرا گوشتار کے
 بیٹے آتا ہوں اگر تو لے آگے قدم بڑھایا تو میں جانوں گا کہ تو ڈر گیا بھروسہ اور اس پندہ باپ کے دران
 میں پناہ لینے کو جانا ہو اور یہ خیال کروں گا کہ تو برا نام رہی ہو اور گناہ کیا تھا اور علمشاہ کا سنا
 تھا یہ حکم اور اس کے عمل نشتر کے دل میں درآئے اور نہایت ہی غصہ آیا تھا غیض و غم بیکانون
 سینہ میں کشتل ہوا اس تقریر کو سنا تھا کہ ایک درد غلیل کا رخ دماغ کو توڑ کر باہر نکل گیا
 اب سبلا انکا کسب تاب تھی اور یہ کیا ہے میں یا سو غو بھیرے ہیں آواز دی کہ اون کا کیا ہوا
 دکن ف بکت ہو معلوم ہوتا ہو کہ چھوٹے در بہادرست سامنا نہیں ہوا تو بھروسہ میں کہ اگر آسمان
 ایست کر گئے تو قدم نہ ہٹے تو کیا ہو جو ہم ترے ٹوٹ دین پناہ تھ شش رینگے اگر بہادر ہو
 انوسا نہ کر ہم موجود ہیں یووری سے پیدا وہ بک رہا ہریشہ ہی بات کا کسا لوستہ ہو
 ہوں دیکھو دم بھومین میں نکو مالک کے سپرد کرتا ہوں انشہ و سنا تیرا ہی دست دینے تلکات
 ہو شلہ لپک لپک کر باہر نکلتے ہیں اراخ کا زان جوان خیر سے امانت ہاں سے لینے اور
 اور رخ پر موجود ہیں تو بجا یہ صدمہ سے تلا سنتی کر رہا تھا نہ معلوم تو کہاں پہنچاں بھاغیر سے
 تھا بغیرت تو آں جو تو برا متا بد آیا یہ نکا وادی مقام پر جو کسب رک کر کھڑے ہو گئے وہاں تھا
 ابھی یہ تقریر اپنی تقریر سے کہ اب میں شے شل مار سردم پر یہ سنے چے وہ سب نکما کر گئے
 کوچ نکا کر چلا حصارا نے جو ملاحظہ فرمایا کہ ایسا یہ لو ان بہرست یہ ہے فروٹ
 مقابلہ کو آتا ہی اس قصہ سے اسقدر کو بڑھایا کہ سب متھیل کر تھوڑے وقت میں دیکھ
 ایسا نہ ہو کہ درمیان میں شکر ہی آجائیں تو ہر وقت ہر لمحہ میں تازہ خیال کرتے ہیں
 کہ جتنی کہ چلو ہوں سے آواز انی راہ میں کہ درکار ہے بڑھتا ہوا وہ یہ کہ نکا کو یہ کہ
 کہ وہ سب برائے کلاتا نہ ہو بہر حال وہ نکا ہر وقت پہنچتا ہے وہ ہم تیرے مقابلہ
 میں تو اہل لشکر کو قتل کر کے دست تیرا ہوا دین تیری جان کے ساتھ نہایت لڑنے کے قدم

نہ پڑھنا اور نہ ہم تجھ کو نام و خیال کرینگے یہ جو صدائی صاحبقران اسی مقام پر ختم کئے خواجہ نے
جو یہ سنا پٹ کر جو دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ایک طرف سے صاحبقران کی طرف لا جو روٹو وار
علم کیے ہوئے تلواریں سے خون چمکتا ہوا گرگدن پر سوار رفتار ہوا چلا آتا ہوا اور دوسری طرف
سے اس وقت پر اسی حالت سے خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کیا حضرت صاحبقران
ہو سٹیا رہے ہیں ایک طرف سے لا جو روٹو وار یا سنگات مالک صراہ لا جو روٹو وار ایک سمت
سے اسفند بیار ہو انشین مالک صحراے اسفند بیار یہ آپ سے لڑنے کو آتے ہیں اور آپ پر
حملہ کرنے کو اور لا جو روٹو وار نے علم شاہ کو اکڑو کا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ آگے دوڑیں موجود ہوں
خدا مالک ہوا اور باقی کیا پرواہی میرا تکیہ و سکی ذات پر ہی صاحبقران خواجہ سے یہ کہہ رہے
تھے کہ اوہ حراہور سے اور علم شاہ سے سنا ہو گیا کیونکہ قریب آچکا تھا آگے آگے سے آتے
اوس تیز خون اندو کا جس سے لرز رہا تھا سر علم شاہ پر خبردار خبردار کہہ کر کہا علم شاہ کے
دھیر پڑاؤ کے وار کو روکا نہ پشت تلوار پر قدرت نکاح ارادی راوی بیان کرتا دکھائی دیا
پہ جو اہل سلام و کفارت تلوار چل رہی تھی یہ معرکہ دیکھ کر دونوں قریب تکم کئے اور علم شاہ
مخبر سے ہوئے اس بلور سے اداوں حالہ کے درمیان میں علم شاہ سے اور لا جو روٹو وار
تازہ ہوا اور اس مقام پر صاحبقران بھی ہیں اور اسفند بیار و لا جو روٹو وار چلا آتے ہیں اور
باب تلوار چل رہی تھی جو کفار و اہل سلام اسی مقام پر تھے دو طرف سے باز ہیں اور تماشہ جنگ
کا دیکھ رہے ہیں کہ اسے شند بیار نے لا جو روٹو وار سے کہا کہ اس مقام پر ختم جاؤ پہلے لا جو روٹو وار
مزد کے مقابلہ کا تماشہ دیکھو تو پھر حمزہ پر حملہ کرنا دراد جمعہ نوک لا جو روٹو وار کا وار کیا پس
حمزہ نے سپر تک کو چہرہ کی پناہ نہ کیا یہ کیونکہ اس کے واکبہ و لڑکا لا جو روٹو وار نے ابھی یاد چھاپا پس
یہ دونوں ادنیٰ تمام پہ اپنی صفوں سے آگے گر گئے دونوں کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور تماشہ مقابلہ
سما دیکھنے لگے علم شاہ نے یہ خیال کر کے اپنے دل میں کہ اس حرام زادے کے وار کو سر پر رد و دھات
ہا کر تلوار کی چھین نواہ کو مہلت دوسرے وار کی نہ دیکھو کہ یہاں جنگ منلو یہ در ہی ہوا ایسا
تو کہ یہ تیغ پارک بیگ ہے اگر میں فضل خدا سے اسیر غالب آؤں دوسرے غصہ بھی بہت تھا
ایسا ہی سبب سے یہ تیغ پارک بیگ کی پناہ نہ کیا تلوار کی باٹھ سے لگا کر ادی جیسے تلوار قریب سر آئی

اور حم کے واسطے نہ ہوا تو اس پر بھی پتہ ملی دراز کر کے سمجھائی پر مٹا کر یا تو جھڑپ ہوئی
 کیا پتہ نہ ہو کر گوارا چھین لیا تیار کر کے سر فرزاو سکی گھر زنجیر کر لیا یہ وہ ان پکے گھر اس جوڑو
 کیا پشت کر گدن سے شل کیا اس کے اوتھا لیا بہ رنگ دیکھا اسے شہر پار دلا جو رو و کفار کے
 جو اس باتے رہے بلکہ اہل سلام بھی حیران ہوئے اور ایک نے اپنے اپنے دل میں کہا کہ اتنی
 خا اور نہ کریم نے ان بگوں کو تیرا صاحب شناخت نہیں فرمایا و دیکھو لو شاہ ایدہ نے اس دیو پر
 کو گویا کر اوتھا لیا اور سر سے بلن کر لیا یہ لوگ تو جیسا کہ جو رہے تھے اور حرم شاہ نے لاہور کو گرو
 سر چرخ دیکر فرمایا کہ شناخت خداوند کریمین کیا کرتا ہوا دوسرے جواب دیا اسی حالت میں کہ سبھی
 اگر تیرا بائیں ہون تو ہر ایک ناخن پا سے خداوند بنا سب پتھر کروں میں کبھی دین اسلام نہ
 قبول کروں گا یہ شے کے شانہ زادہ کو اور زیادہ حنفیہ آیا پس اس کو ہاتھ پر تو کر اب جو سوئے آتا اٹھ جا
 تو وہ انھوں سے غائب ہو گیا یہ تواریخ علم کے رکابوں پر زور دیکھ کر سے ہوئے جیسے وہ قریب
 اگر سوچا ایک طفقہ دواں کر پر مارا مثل خیال رنگی و رنگت ہوئے جب تک وہ ٹکڑے زمین تک
 آئین آئین ایک ہاتھ اور رسید کیا کہ در کے چار ہوئے علم شاہ نے اس کو چو رنگ ہوائی کہا یہ رنگ
 جنگ علم شاہ دیکھ کر کفار کے اس جاسے رہے پیٹے تو اسی واقعہ سے حیران ہوئے تھے کہ
 اتنے بڑے پہلوان کو یوں سر سے بلند کر لیا یہ واقعہ دیکھ کر اور زیادہ تر جہان ہوئے تھے تو ہر نہ سکا
 کہ آگے بڑھ کر پنجہ شیر سے رہا کرتے ظالموش کدو سے دیکھا کیسے وہ مارا گیا راوی بیان کرتا ہو کہ علم شاہ
 لاہور کو قتل کرنا تھا انھوں نے قتل کر کے اب جو نعرہ انہیں لڑا گیا جواہل اسلام اس مقام پر موجود
 تھے انھوں نے یہ نعرہ بکیر بلند کیا اور ہر طرف سے صدائے تہن و آفرین کرنے لگی کہ زمین و
 آسمان سے تشریف کی صد بلند شی جو سردار و اہل لشکر لاہور اس مقام پر موجود تھے اسے باد تہا
 وافر کر گشت دیکھ کر ایک مرتبہ یہ خیال کر کے کہ اسے تہرے اندر آتا کہ قتل کیا گیا اس کو بائیں ہاتھ
 علم کے حملہ در موئے علم شاہ پر راوی بیان کرتا ہو کہ یہ اندر اور غنیمت ہو بلکہ وہ غیر نہ بھی لڑتے تھے
 اس مقام پر آگے تھے انھوں نے جو یہ سحر دیکھا کہ ہاتھ آتا ہو کتا جھلکرتے ہیں وہ بھی سچے
 باہم غنیمت پٹ ہو گئے پھر اسی مقام پر ٹکڑے ہو گئے تھے پھر فوان برسے گئے پھر رتر تر تے گئے کہ آواز
 کرنے لگے علم شاہ بھی نعرہ کر کے ادبیر جا پڑے اور حیران و حیران نے جو یہ موقع دیکھا پٹا ہوا

دلا جوڑنے کو جنگ مغلوب ہونے لگی ایک مرتبہ ایک دینی طرف سے اور دوسرا بائیں طرف سے
صاحبقران بہ تلواریں علم کر کے گڑھ لادھا صاحبقران پروا کر کیا چونکہ صاحبقران تو ہوشیار تھے
کب ایسے فزون میں آتے ہیں جیسے ہی ان دونوں نے واسطے ویسے ہی صاحبقران نے ایک کے
دار لاپشت مغرب پر روکا دوسرے کے دار کو خالی دیا کہ پھر ان دونوں نے سنبھل کر دار کیے ایک مرتبہ
صاحبقران نے دونوں واروں کو خالی دیکر اور شکر کو بڑھا کر دونوں کی کمر بھینچیں ہاتھ ڈال دیا یعنی
دست راست سے اسفندیار کی زنجیر کھنسی اور دست چپ سے لا جوڑ کی اور خیرہ اللہ کہ جگہ سے
کھینچ کر پہلے ہی نور میں دونوں کو سر سے بلند کر لیا اور فرمایا کہ ہر شرط کہ ٹکراؤں کہ دونوں کے منہ پر
پاش پاش ہو جائیں یہ فرما کر لا جوڑ سے فرمایا کہ غناخت پر دروگہ عالم میں کیا کتا ہوا دے
کہا کہ او حمزہ میں تو کبھی اپنا دین آبادی نہ ترک کرونگا تو بیچارہ کو مجھ سے کتا ہوا کہ دین اسلام
قبول کرے سنا تھا کہ صاحبقران نے اسفندیار سے کہا کہ تو کیا کتا ہوا دے سے کہا کہ اے حمزہ
تو واقعی جو اعزہ دار صاحب اقبال ہیں تیرے کہنے کو قبول ہوں مگر ایک شرط کے ساتھ کہ اس وقت
تو مجھ کو قتل کر میں ایک شکل رکھتا ہوں اگر تو میری اس شکل کو حل کر دینا تو میں ضرور دین اسلام
قبول کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تھے ایک حجت مقبول پیدا کی بدخیر میں اس جنگ و پیکار
سے مملکت پالوں تو تمھاری بات سنونگا اور کوشش کرونگا یہ فرما کر اسفندیار کو لودھالہ خواجہ
عمر کے کیا خواجہ عمر و نے اسکو اویس وقت نذر نبیل کر لیا اور صاحبقران نے لا جوڑ کو
اونٹا کر گرد گرد و شش دیکر اب جو زمین پر مارا لا جوڑ رخنش زمین ہو گیا استخوان تک چورا
چورا ہو گئیں لا جوڑ کا نشان تک نہ باقی رہا یہ رنگ جو انکے اہل شکر نے دیکھا اور افسردہ
نے کہ ہارے آقا کو حمزہ نے پکڑ لیا اور لا جوڑ کے اہل شکر نے خیال کیا کہ ہارے بادشاہ کو حمزہ
نے ہلاک کیا جہاں ہارے افسر لے گئے اب ہماری زندگی بیکار ہو مر جانا بہتر ہو پس سب ایک مرتبہ
تلواریں علم کر کے صاحبقران حملہ آور ہوئے جو اہل اسلام اس مقام پر موجود تھے وہ لڑنے لگے
تلوار چلنے لگی باہم ساز و موافق لپٹ گئے جنگ مغلوب ہونے لگی لشکر دن میں غل چ گیا کہ حمزہ
نے اسفندیار کو اسیر کر لیا اور لا جوڑ کو قتل کیا پس حمزہ نے لا جوڑ کو ہلاک کیا یہ خبر نہ چلا
کو بھی ہول کہ بادشاہ تمھاری کما کو آئے تھے او نہیں سے دو مارے گئے اور ایک اسیر ہو گیا

اب صرف الیز بچکا ہ ماتی ہو اوسکا لشکر لڑتا ہوا راوت تینوں بادشاہوں کے لشکر لڑا
 رہے ہیں یہ خبر کے غیر جادو کے حواس جاسے رہے چونکہ اسکی قتل آگئی تھی اسشدل میں
 خیال کیا کہ تو چل کر حمزہ کو قتل کر اپنے سپہ سالار و اہل لشکر کے کما کما لشکر اسلام و سدران اسلام
 سے مقابلہ کر دین ہا کر حمزہ و سپہ حمزہ کو قتل کرتا ہوں یہ دونوں بدوین میرے جاسے قتل نہ ہو
 یہ کھرا اثر در سحر کو اور اگر طرف صاحبقران کے چلاتو ار چل رہی تھی آتش جنگ و پیکار گرم
 تھی سرد و تر سے کٹ کٹ کر گر رہے ہیں تن خاک پر لو شہر ہے ہیں یہ عالم ہر کہ کسی کو کسی کی
 غیر نہیں ہوا ایک طرف صاحبقران شہر زلی کر رہے ہیں اور ایک سمت علمشاہ ان دونوں
 بزرگوں کو اردن کا یہ عالم ہے کہ جب ہاتھ لگایا برابر چار چار کے سر اور لگے شمشیر من شل برقت
 کے کوئی کر رہی ہیں شہر ہر جا کہ شمشیر ادا کار گرد ہا سیکر ادا دو کرد و دورا چار کرد و دیگر
 یکے زخم زہر تن پہلوان ہا کزان زخم لہزیہ پیر و جوان صاحبقران و علمشاہ اہل
 اسلام و سدران اسلام و اہل لشکر علمشاہ و سدران علمشاہ و علمشاہ کے تھک
 ڈال دیا ہوا دی بیان کرتا ہوا کہ الیز بچکا ہوا و سکا سپہ سالار لڑتا ہوا چلاتا تھا ہوا شل
 علمشاہ کے اسکا معلوم ہوا کہ علمشاہ کے لاہور نیزہ باز عالم صحر سے لاہور یہ کو قتل کیا
 اور حمزہ کے لاہور و ریا شکاف کو قتل کیا اور اسفند یار صحرا شہین کو اسے کر بیا ان
 تینوں کے لشکر بڑے سحر کے سے لڑ رہے ہیں اپنے بادشاہوں کے علم من الیز کے اپنے
 سپہ سالار سے کہا کہ تم لے سنا کہ یہ تینوں بادشاہ ہاک داسیر ہوئے اب کہا کرنا تھا
 اوسنے جواب کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں چکر ابھی تو قتل کرتا ہوں راوی کتا ہوا سپہ
 الیز بچکا ہوا کہ رہا تھا کہ وہ ساحر اگر ہو سکے کہ جنکو غیر جادو نے سمجھا کر سیتا تھا وہ
 ہوا یہ سنا الیز کے یا سرائے اور کہا کہ آپ چکر سپہ حمزہ سے مقابلہ کیجئے ہم ہا سے ہوا
 پہلے اوسپر سحر کریں گے اوسکے بعد اوسکے لشکر پہلے دیکھی گئی گئی کے لئے غیر جادو نے بھیجا ہی یہ
 جوادن ساحر دن لے کتا ان دونوں کے دل قوی ہوئے اتویہ شل سیل فنا کے رشتے
 ہوئے چلے اودھر وہ ساحر سحر سے اڑ کر اس مقام پر پہنچے کہ جہان پر علمشاہ و صاحبقران
 لڑ رہے تھے اب دونوں باپ بیٹے لڑتے ہی جاسے میں صاحبقران و علمشاہ کو سدا دشا کر

دیکھ لیتے ہیں اور علم شاہ صاحب قرآن کو کہو کہ سنا ہے وہ جو مجمع اس مقام پر تھا انکی
شمیر زنی سے کم ہو کر ان ساحروں نے بالائے ہوا اکر سحر کیا کہ ایک دیوار آہنی درمیان صاحب قرآن
و علم شاہ کے قائم ہو گئی اور اوسکا پردہ ہو گیا یہ ان ساحروں نے ویرہ دشمنی کی کہ باپ
بیٹے کو نہ دیکھ سکے بیٹا باپ کو اور ایک دوسرے کی کمک نہ کر سکے علم شاہ اپنی طرف جنگ
میں مصروف تھے اور صاحب قرآن اپنی طرف اور صاحب قرآن نے ایک پہلوان کو قتل ہو گیا
تو نور اللہ اکبر بلند کیا علم شاہ کے کان میں جو صدا پہونچی پلٹ کر دیکھا کہ صاحب قرآن نے
کس پہلوان کو قتل کیا جو تکبیر کی اب جو دیکھا تو اپنے سامنے ایک دیوار آہنی کو حائل پایا
جو کہ مانع ہوئی صاحب قرآن کے دیکھنے سے علم شاہ حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے ابھی تک تو یہ
جاسا اپنے درمیان میں نہ تھا میں صاحب قرآن کو دیکھ لیتا تھا یہ چشم زدن میں کہاں سے حائل
ہو گیا معلوم ہوتا ہے کسی ساحر نے سحر کیا یہ اوسکے سحر کی دیوار ہے خیر جو مرضی خدا اگر وہ حافظ ہو تو
سحر میرا کیا بنا لیگا یہ دل سے کہہ کر اٹھنے لگے انھوں نے بھی ایک پہلوان کو جو قتل کی نور اللہ
اکبر بلند کیا صاحب قرآن نے جو نور کی صدا سنی یہ خیال کر کے کہ میرے فرزند نے کسی پہلوان
کو قتل کیا جو شمیر زبان پر جاری کی علم شاہ کی طرف جو دیکھا تو دیوار فولادی کو حائل پایا
دیکھا کہ جو شکر اس مقام پر لڑ رہے تھے نصرت اس پار دیوار کے مقابلہ کر رہے ہیں اور
نصرت اوس پار میں گو معلوم نہ ہوتے تھے مگر عقل سے خیال کر لیا اور درمیان میں دیوار آہنی
ہو یہ واقعہ دیکھ کر صاحب قرآن حیران ہوئے کہ ابھی تک تو دیوار نہ تھی یہ کہاں سے آگئی خواجہ
سے کہا کہ تم نے کچھ واقعہ دیکھا کہ یہ کیا واقعہ ہے ابھی تک تو دیوار درمیان میرے اور علم شاہ
کے نہ حائل تھی یا دفعہ پیدا ہو گئی کہ میں اپنے فرزند کو بین دیکھ سکتا ہوں خواجہ نے عرض
کیا کہ یا صاحب قرآن یہ مقام حیرت و عجب نہیں ہونے چاہے تشویش و اندیشہ ہے یہ کا وزن
کما ہر روز ان کی کڑکھو اور علم شاہ کو الٹ کر دیا اس خیال سے کہ تم اور وہ جو ایک مقام پر
بٹھ رہے ہوئے شمیر زنی کر رہے ہو لوٹ کر کا ستراد ہو رہا ہے اور شکر میں تلہ طم مچا ہوا ہے تو ملک
پر ہوا ہے پس میں خیال سے جدا کیا ہے کہ شاید یہ عذر کم ہو دوسرے اس خیال سے کہ تم علم شاہ
کی کمک نہ کر سکو اگر وہ سپر کوئی وقت سخت پڑے نہ وہ تمھاری کمک کر سکے جب تم کسی بلین

مبتلا ہو گولی مقام فکر نہیں ہے یہ دیوار سحر ہوا سپر لوح کا عکس ڈالو یہ دیوار آہنی ہر طرف
ہو جائیگی یہ جو خواجہ نے کہا صاحبقران نے لگے سے لوح اوقاری کہ دیوار یہ عکس ڈالو
ادھر علم شاہ لڑے تھے اور کفار کو قتل کر رہے تھے کسانے سے الہیہ کجکلاہ داؤسکا سپلا
لڑتا ہوا نظر آیا ہے علم شاہ کی لگہ الہیہ اور اس کے سپ سالار ہر پڑی ملتا کر گیا کہ اونا پکارا
عذر کیا پیادوں و سواروں کو قتل کر رہے ہے ہو مجھ سے اگر مقابلہ کرو معلوم ہوا کہ تم بڑے سکار
ہو میں نے تو قسم کھائی ہے کہ بدون تمکو اسیر یا قتل کیے آرام نہ لوں گا میرے اوپر کھانا پینا حرام
ہو تم میرے لشکر پر تلخون مار کر بھاگے تھے اس خیال سے کہ میں ملکوں پاؤں گا مگر میں کب تک
چھوڑتا ہوں تم کہاں پوشیدہ تھے جواب تاک نظر نہیں آئے میں تو ملکوتی تلاش کر رہا تھا میرے
خدا نے تمہاری صورت دکھائی اب تم کہاں جاتے ہو میرے ہاتھ سے الہیہ اور سپ سالار نے
جو علم شاہ کی مدد سنی پلٹ کر دیکھا کیونکہ یہ دونوں علم شاہ کی تلاش میں چلے گئے تھے اپنے
مقام سے اب جو علم شاہ کو دیکھا کہ علم شاہ ہمارے اہل لشکر اور دیگر بادشاہوں کے اہل لشکر
کو قتل کر رہے ہیں آواز دی کہ ادھر چمڑہ کیا خوب ہم خود بڑے عرصہ سے تجھ کو تلاش کر رہے
ہیں کہ تو مل جائے تو تجھ کو قتل کریں تو خود ہمارے خوف سے ادھر ادھر منہ چھپائے پکڑا کر
اور لڑ رہا ہے اب جو تو نے دیکھا کہ یہ دونوں سر پہ آکر موجود ہوئے اب اگر بھاگوں گا تو
یہ بھاگنے نہ نیگے اس سب سے تو نے ہکو لپکرا اور ہم پر یہ الزام رکھا کہ میں تم دونوں کو تلاش
کر رہا ہوں خیر تیرا ہی قول ہے اب ہم آتے ہیں بھاگنا نہیں علم شاہ نے جواب میں
فرمایا کہ جیت تم بھگو ہو ویسے سب کو جانتے ہو ایسے تو بدوے ہو کہ لشکر کو جو غافل پایا تو ان
کے جنب اہل لشکر ہو شبیار ہوئے تو بھاگ کھڑے ہوئے تم بھاگنا میں تو بھاگتا ہوں نہ
بھاگوں گا مگر تم نے اپنی عادت سابق کو اختیار کرنا یہ کہہ کر جو سوار و پیدل درمیان میں حال
تھے اونا کو قتل کیا اور مرکب کو بڑھا کر اونیکی طرف چلے دو دونوں کے دونوں ہی رہیں تو
چمکا کر قریب آئے پس علم شاہ نے اس مقام پر لشکر کے درمیان میں مرکب پر بیٹھا
کہ یہ دونوں قریب ہو چکے اور قریب دونوں قریب ہو چکے اور ادھر ادھر سا حرون نے
علم شاہ پر سحر کیا کیونکہ وہ اسی وقت کے منتظر تھے اب جو علم شاہ پر ادھونے

سحر کیا شاہزادہ اونکے سر میں مبتلا ہو کر بیہوش ہو گیا نہ پاؤں میں حرکت ہو نہ ہاتھ میں نہ زبان
 میں گویائی نہ آنکھوں میں بصارت مثل تصویر گلی کے ہو کر رہ گیا اور یہی حال مرکب کا ہوا جس طور
 سے شاہزادہ کا ہاتھ تلوار کے بلند تھا اسی طور سے قائم رہ گیا یہ جو واقعہ البرز نے دیکھا اپنے
 سپہ سالار سے کہا کہ تم نے دیکھا پس حمزہ کی کیا حالت ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ ادن ساحرون
 نے سحر کیا یہ اونکے سر سے اسکی حالت ہوئی ہر پس جلد چکر مار لویہ ککر البرز چلا تلوار خون
 چکان علم کر کے دست راست کی طرف سے یہ بقصد قتل شاہزادہ چلا اور دست چپ
 کی طرف سے اسکا سپہ سالار مرغ شیشکار چلا ابھی یہ دونوں قریب بیٹھیں یہ پوچھنے لگے
 اسقدر کہ واکرین او و حراون ساحرون نے علم شاہ پر سحر کر کے اب جو سرون کے
 وار نے اسم سحر پڑھ کر اور یہ ککر کہ یا سامری و جمشید جس جس مقام پر شکر علم شاہ کے
 سردار اور بادشاہ داخل لشکر لڑ رہے ہوں وہ سب بے جیس و حرکت ہو جائیں گی
 میں جس و حرکت لانے کی باقی نہ رہی یہ ککر او و حراون ساحرون نے وہ دانے سرون کے او حکم
 زمین پہاڑ سے دانوں کا زمین پر گرنا تھا کہ واقعی ایسا ہی ہوا کہ جس جس مقام پر شکر علم شاہ
 اور سرداران علم شاہ غلطان کجکلاہ وغیرہ لڑ رہے تھے یہاں تک سب بے جیس و حرکت ہو کر
 رہ گئے نیلو و یکھا وہ مثل تصویر گلی کے تھا او و ساحرون نے ان پر سحر کر کے قصد کیا تھا
 کہ اسکا جو صاحبقران پر بھی سحر کریں یہ رائی کے او پر اسم سحر پڑھ کر اسے تھکے کر او و حراون
 نے خواجہ کے گئے سے لوح کاغذ اس او و دیوار دیوار پر ڈالا جو کمرے سے تیار کی تھی ساحرون نے
 جیسے ہی اس لوح کا دیوار پر پڑا وہ دیوار دھواں ہو کر اوڑھ گئی اس او و دیوار کا اثر ہر کل بات
 نہ ہوا وہ دیوار جو ہر طرف ہوئی پہلے صاحبقران کی نگاہ علم شاہ پر پڑی صاحبقران نے
 دیکھا کہ مثل تصویر گلی کے علم شاہ مرکب پر سوار ہے اور گرد و کفاروں کا مجمع نزدیک ہاتھ
 بلند کر او و سی ہاتھ میں تیز کینیاں فرنگی بکرا دس ہاتھ کو ذرا بھی حرکت نہیں دیتا محاذم ہوتا ہے
 کہ میں کسی نیلا ہاتھ او سچا گئے ہوئے کفر ہو یہی حال مرکب کا جو ایک بادشاہ اور ایک
 سردار تلوار میں علم کیے ہوئے بقصد ہلاکت علم شاہ کی طرف بھجت چلے آئے ہیں یہ
 واقعہ جان کر اور اسکا حیرت افزا جو صاحبقران نے مدد فرمایا خواجہ غفران نے فرمایا کہ تم نے

و یحییٰ علمشاہ کی کیا حالت ہو یہ اسکو کیا ہوا ہو تصور نہ کی بنا ہوا ہو بالکل بے جس و حرکت
 و حریت و دونوں طرف سے چلتے آئے ہیں قتل کرنے کو یہ ذرا بھی خیال نہیں کرتا ہوتا اور اسے
 بچنے کی تدبیر کرتا جس طور سے تلوار کا ہاتھ اوٹھ کر رہ گیا ہوا اسی طور سے بلند ہو گیا و اٹھ ہوا
 خواجہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہوا دریافت تو کر دیا خواجہ عمرو نے اس طرف دیکھ کر کہا یا صاحبزادے
 واقعہ کیا ہوا علمشاہ پر سحر ہوا ہوا وہ سحر میں مبتلا ہوا اسی سبب سے اسکی یہ حالت ہو اگر تھوڑی
 دیر اور خبر نہ لیا جاتی یہ دونوں حرامزادے جو بقصد قتل آئے ہیں اسکو قتل کر ڈالیں گے اور
 صاحبزادان و باندہ خبر لو جا کر علمشاہ پر نکس لوح دالو تاکہ وہ اپنے آپ میں آسے اور اپنے
 دشمنان سے مقابلہ کرے یہ کلمہ خواجہ جو پڑھے اور نقہ اپنے دیکھا کہ بہت سے اہل لشکر ہوا اس
 مقام پر لشکر کفارت لڑ رہے تھے انکی بھی یہی حالت ہو کفار اذکو قتل کر رہے ہیں وہ جواب
 تک اسکی ضرب کا نہیں دیتے ہیں اور ہوا ان ساجدوں نے رائی پر اسم پر ہکرا بے جو وہ
 رائی یہ کلمہ زمین پر ماری کہ یا سامری و بیشید بس قدر لشکر طہم کشائے غیر سا حرافہ و اہل لشکر
 میں سب بے جس و حرکت ہو کر رہ جائیں اور زمین ادن سے پائوں یکڑے اور ذرا بھی حرکت
 باقی نہ رہے کہ حریف سے مقابلہ کر سکیں یہ ہوا ان حرامزادوں نے سا اور رائی زمین پر ماری بھی
 ہوا کہ لشکر اسلام کے بھی پائوں زمین نے یکڑے اور سب بے جس و حرکت ہو کر رہ گئے یہ
 جو خواجہ نے واقعہ دیکھا کہ ابھی تو سب لڑ رہے تھے یا خود بخود بے جس و حرکت ہو کر رہ گئے
 میں حریف وار کرتا یہ خاصوش کھڑے ہائے اسکے وار کو اپنے اوپر آنے و تیشہ زین و وار کا
 جواب دیتے ہیں نہ خالی دیتے ہیں نہ حرکت کسی قسم کی کرتے ہیں سب گناہ بے بسی سے ہٹا کر
 ہو رہے ہیں خود اپنے یہ واقعہ دیکھ کر صاحبزادان سے عرض کیا کہ یا صاحبزادان علمشاہ کی
 کیا حالت کو ملاحظہ فرما رہے ہو کل لشکر کا یہی حال ہو گیا تمہارا لشکر کی علمشاہ کا سب پر سحر ہوا
 سب بے بسی سے ہٹا کر ہو رہے ہیں اور مر رہے ہیں ان سبکی خبر لینا یہ ضرور ہو جائے گا فرمایا
 صاحبزادان نے فرمایا کہ میں کیا فکر کروں تم ہی سمجھو تدبیر تباؤ خواجہ نے صاحبزادان سے عرض
 کیا کہ یہ تدبیر ہو کہ پہلے علمشاہ کو رہا کر دو سحر سے اور بچاؤ وہ اپنے حریفوں سے مقابلہ کرے تم ان
 سبکی فکر و تدبیر کرو صاحبزادان نے فرمایا کہ کیونکر علمشاہ کو رہا کروں کیونکہ مجھ کا اسم اغویہ ہے نہ

یاد نہیں ہے جو اسم اعظم پڑھ کر دم کروں تاکہ وہ رہا ہوں خواجہ نے عرض کیا کیا صاف بتاؤں
 یہ تدبیر جو کہ لوح کا عکس علم شاہ پر ڈالے جب عکس لوح علم شاہ پر پڑے گا وہ رہا ہوگا
 اونکے ہاتھ پاؤں قابو میں آجائیکے یہی تدبیر اہل شکر کے ساتھ فرمائیے گا صاف حبقران نے
 فرمایا کہ جب تک یہاں کے لوگوں کو رہا کر ڈنگا دوسرے مقام کے لوگ ہلاک ہونگے خواجہ عمر
 نے عرض کیا کہ آپ علم شاہ کو تو رہا کیجیے ان سبکی بھی تدبیر ہو جائیگی یہ جو خواجہ نے کہا
 پس صاف حبقران نے ایک مرتبہ اشعر کو معینہ کیا اور لوح کو گھسے اذتار کہ ہاتھ میں لیکر
 چلے راوی بیان کرتا ہے کہ جب کنارہ دن نے اہل اسلام کا یہ حال دیکھا تھا کہ سب بحس و
 حرکت جڑے ہوئے ہیں سب اہل کفر و نفاق اذتار بچارہ دن پر حملہ در ہوئے اور انکو بے قابو
 پا کر وہ شل ہوئے کہ رہی ہیں نہ چلے گئے کے کان مرد میں صاف حبقران پر تو قابو نہ
 چلا اذتار بچارہ دن پر حملہ کیا جو کہ اپنے آپ میں دتھے سب صاف حبقران کے گرد سے
 ہٹ گئے یہی سب تھا کہ جو صاف حبقران اور خواجہ میں یہ کلام ہوئے وہ سارا بلا سے ہوا
 سحر کے میں ایسے مصروف ہیں اذتار کو طبری نہ ہوں کہ کب دیوار جو کہ نمنے سحر سے درمیان حمزہ
 اور سپر حمزہ کے قائم کی تھی بظرف ہوئی اور حمزہ نے اپنے لشکر کی حالت دیکھ لی یہ تو خوش تھے
 کہ پہنچے سپر حمزہ اور اسکے لشکر اور لشکر حمزہ کا خاتمہ کیا اب حمزہ اکیلا ہو جائیگا سب ملکر
 اوسکو اسیر یا قتل کر لیں گے جو لشکر حمزہ کے ساتھ ساحرہ دن کا یہ وہ لشکر بیہر جاووستے
 مقابلہ کر رہا ہے اذتار سبکو بیہر جاووستے مار لینگا اب یہ لوگ جاتے کہاں ہیں وہ تو یہ خوش
 ہو رہے تھے کہ اب ان سب کا کام تمام ہوا اور صاف حبقران جو بیٹھ کر مرکب کو اڑا کر چلے
 زبان البرکات بکلام داد کا سپہ سالار قریب علم شاہ پہنچ چکے تھے اور قصد کیا تھا کہ
 وار کریں کہ صاف حبقران نے ڈانٹا کہ اذتار بخاران نابکار دستار ان غدار دست خود را نگہداریں
 خبردار ہاتھ نہ لگانا میں آپ کو دنیا ہوں دیکھ خبردار وار نہ کرنا یہ فرماتے ہوئے شل شد باز
 کے قریب پہنچ گئے اور جاتے کے ساتھ ہی لوح کا عکس علم شاہ پر ڈالا عکس کا
 پیرنا تھا کہ وہ سب طالت برطون ہوئی آنکھوں میں بصارت ہاتھ پاؤں میں طاقت زبان میں
 ملاقت کافون میں سماعت پھر عود کر آئی وہ اگلی حالت علم شاہ کی اور مرکب کی برطون

[illegible]

رہا یہی کہ تھا اور سپر ہو کہ حمار کی کیا سب کتب کتاب لائے سب بھاگ بکھڑے ہوئے تھے
 میدان صاف ہو گیا تھا اور سب سے جا کر رہ لیا تھا ورنہ علم شاہ تلواروں کی چھاؤں میں
 تھے کیا علم شاہ کا غیر ممکن تھا مگر جب تک خدا کی طرف سے نہیں آتی تو اس وقت تک کوئی کچھ
 نہیں بنا سکتا ہو بقول شاہ شعر گریخ عالم بہ جہیز رہا ہے نہ بد و رنگ نہ نواز بدشاہ و دیگر
 جو وہ بکھے سائیاں بار نہ ساسے کوئے بالی نہ بیکہ کر کے جو دو جگہ میری ہوئے ہا چو کہ علم شاہ
 کی زندگی بات حق اور نیک ایک بال بھی کنا نہ کہہ کر کے گواہوں نے تدبیر تو ایسی ہی کی تھی خداوند
 کریم نے ایسی صورت نکالی کہ کوئی کچھ نہ بنا سکا سب حیران ہو کر رہ گئے علم شاہ نے ربانی ہائی نام
 بر سر طلب جب علم شاہ سحر سے رہا ہوئے پس صاحبقران نے لوح اس نگار جو کہیجا کے
 بلند آواز نہ کر دی تھی یہیں کے لوگوں کو قتل کر کے اور تیز لاکر دیا تھا کہ جس سے ششمال
 قتل ہو گا وہ لوح علم شاہ کے گلے میں ڈال دی تاکہ علم شاہ پر سحر اثر نہ کرے کیونکہ اس لوح کا
 بھی یہ خاصہ تھا کہ اس پر بھی سحر اثر نہ کرتا تھا یا جبکہ پاس وہ لوح ہوگی اور یہ بھی سحر اثر نہ کرے گا
 صاحبقران نے لوح علم شاہ کے گلے میں ڈال کر یہ فرمایا کہ اگر فرزند تم اپنے دشمنوں سے سنا بد کرو
 میں اہل شکر کے رہائی کی فکر کرتا ہوں علم شاہ نے عرض کیا کہ بہت خوب خدا چاہتا ہے تو آپ
 اتنا مال و فاضل خدا سے ان دونوں کو بھی ابھی قتل کرتا ہوں یہ جاننے کہان ہیں میں تو انکی
 ناسخ میں بہت دور سے چلا آتا ہوں میرے اوپر تو آج کے دن سے کھانا پینا حرام ہو گیا کیونکہ
 میں نے قسم کھائی ہے کہ بدون انکو قتل یا اسیر کرنے آرام نہ لوں گا آپ تشریف لے جائیں اور
 اہل شکر کے رہائی کی تدبیر فرمائی میں راوی بیان کرتا ہے کہ اوپر تو صاحبقران یہ شے علم شاہ
 سے اس قدر کو پیچ کر چلے اور اہل شکر سچا رہے آفت کے مارے بے گناہ قتل ہو رہے تھے
 خواجہ فکر کر رہے تھے کہ کوئی تدبیر کریں تاکہ ان لوگوں کی جان نیچے بار بار خواجہ آسمان کی
 طرف دیکھتے تھے اور رہ جاتے تھے گو صاحبقران کے ہراد تھے صرف اس خیال سے
 کہ جو کوئی ساحر سحر کرے گا بسبب برکت لوح کے نہ سمجھ پر سحر اثر کرے گا نہ حمزہ پر اس خیال سے
 خود ایک سنٹ کو صاحبقران کے رکاب کو نہیں چھوڑنے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ
 جب صاحبقران نے دوبارہ سحر کو مستعد کر کے اور علم شاہ کی حالت کو دیکھ کر ہلکا ہلکا

وادو کے سپہ سالار کو ڈرتا اور خود کر کے ان کا خون پڑا کر دیا جو کہ عالمشاہ کو گھیر رہے ہوئے تھے۔
 کھڑے تھے صاحبزادان کے نزدیک سداون ساجدون سنانی سنی تھی گو صرف تھیں مگر
 نعرہ صاحبزادان کی صداقت ہی سحر کر موقوف کیا اور طرفت زمین کے دیکھا تو اپنی زبان
 بولی و پیر کو شہید پایا اور صاحبزادان کو عالمشاہ کے قریب کھڑا ہوا دیکھا اور عالمشاہ کو پتہ
 سحر سے رہا پایا صاحبزادان سے کتاہ کرتے ہوئے رکھتا اور دیکھا کہ حمزہ یعنی مسلم کہنے لگیں
 اپنے گھلے سے اڈنا کر عالمشاہ کے گلے میں ڈال دیا اور تو دوسرا صاحبزادان عالمشاہ کو لوت نہ کر پڑا
 ربانی اہل لشکر پٹے تھے اور سداون ساجدون نے باہم حملوں کی کہ مسلم کشا نے لوٹ طلسم کہہ کر
 سبب سے مہرانا اثر طاع کشا پڑ کر تھا بسبب الفتنہ فرزند کی کے اور محبت پیری کے اپنے فرزند
 کے گلے میں ڈال دی اب طلسم کشا پڑ کر و سحر ضرور اثر کر گیا مسلم کشا ہی کو مار لو اور ایسا سحر کر دو
 کہ جس سے طلسم کشا ہلاک ہو جائے زغور نہ نیچے حبیب طلسم کشا ہلاک ہو جائیگا تو پھر طلسم
 فتح نہ ہو گا یہ ہے اور ہو گا کہ یہ جس کے سبب طلسم کشا کی پیدا اپنے مقام کی طرف واپس چلا
 جائیگا طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے اہل طلسم کی قتل و برباد ہوئے سے جان نیچے کی ہمارا
 تمہارا سب ساکمان طلسم و بادشاہ طلسم میرا حسان ہو گا کیونکہ یہ طرہ ہے کہ جو فتح طلسم ہوتا
 وہی طلسم فتح کرتا ہو دوسرا طلسم کو فتح نہیں کر سکتا ہذا اگر لوٹ نہ رہی تو جوں جوں
 زمین بنا سکتا ہو لوٹ اور سکو خیر بھی خون دیگی اور سکے پاس نہ ہو گی نہیں یہ طلسم کشا ہلاک
 ہو جائیگا تو کون طلسم فتح کرے گا اول تو سب شہد یکاں طلسم کشا و سداون طلسم کشا
 و اہل میں مبتلا ہوئے رہے سونا ایسی حالت میں کون کا فتح طلسم کرے گی کہ طلسم کشا
 کے طلسم و ستم سے محفوظ رہے یہ ہو ایک نے دوسرے سے کھارے رہتے جواب دیا کہ اگر تو خود
 نکالی جو تم بھی سحر کرو میں بھی سحر کرتا ہوں نہیں وہ دیکھتا ہے ایک یا سہ ہو کر ہا پرتی و قوت
 اور جھولیوں سے اسباب سحر ہا کھول میں لبا اور اس اسباب سحر یہ اسم سحر ہو کر دم لبا
 ایک نے تلخ کو اپنے ران کے خون سے یہ ن ہار ل کھا اور صاحبزادان پر مارا تو
 نے تلخ سحر کو اپنی زبان کے ذریعہ سے گلنا کر کے در اسم سحر وہ کہہ کر مارا قیصر کے
 گولہ فولا وہی کو سینہ و رستہ زمین پر لڑ کے پھینکا دیا تھے نے بار طلسم کہہ کر دوسرا

اور روٹی کے گالے اور رائی اور بار و غیرہ صاحبقران پر مارے ان چاروں نے جوش چاغیہ
 کے ایک ہو کر صاحبقران پر سحر کیا ایک کے سحر سے تو ایر قایم ہوا اوس سے مار و گزوم و تیرون پر
 ایر پستے لگے مگر سب قریب صاحبقران پہنچ کے نابود ہو جاتے تھے اور اون تینوں کے ترخ و
 اتار بج و گولا جو قریب صاحبقران پہنچا ایک دندا تھا ہوا کہ زمین و آسمان ہلکے یہ معلوم ہوا
 کہ ایک مرتبہ کئی ہزار لوہین غیر ہوئیں اوز کا شوق ہونا تھا اور صدا کا پیدا ہونا تھا کہ دل اہل زمین
 کے مارے ہول کے شوق ہوئے یہ یقین ہوا کہ سرائیل نے صورت قیامت سے بھاگ کر دین میں
 ادھیں دیں کہ خواب مرگ سے چونک اڑ گئے چرند و پرند اپنے اپنے اشیاء سے جھوڑ کر بھاگے
 دریا کا پانی جوش مارنے لگا جو لوگ اس مقام پر تھے وہ سب کمانپ کر رہ گئے اوز کو یہ معلوم ہوا کہ
 آسمان پھٹ کر گر پڑا ایک سیرو کئے لگا سر پر اوس بد حواسی میں ایسے حواس باختہ ہوئے تھے
 کہ خیال نہ ہوا کہ بجلا سپر کیا روکے گل اگر آسمان پھٹ کر گراے متاویسے ہاتھ روک لیا لڑتے
 کس سے اہل سلام تو جیسے حرکت تھے ہاں یہ ہوا کہ قتل کرنے سے باز رہے دیو چارے ہلاک
 ہونے سے بچے اہل میدان کا تو یہ حال ہوا مگر صاحبقران کو کچھ بھی نہ معلوم ہوا نہ غلمشاہ کو
 مگر خواجہ سنے جیسے یہ حدیثی سراد تھا کہ آسمان کی طرف دیکھا خواجہ کی نگاہ بگنی کہ چار سا حربہ
 ہوا ستر کر رہے ہیں یہ اوزخین کے سحر کا اثر جو کہ یہ صدا پیدا ہوئی ہی خواجہ دیکھ رہے تھے کہ
 خواجہ سنے دیکھا کہ ایک طرف سے نو مار و گزوم و سنگ دتہ و تیر برس رہے ہیں مگر صاحبقران
 کے قریب نہیں آتے ہیں اور ایک طرف سے شعلہ آگ کے ہیں ہو ہو کر گر رہے ہیں جو قریب صاحبقران
 آتا ہے غرہ ہو جاتا ہے ایک سمت سے ایک گنبد آتشین جوش مارتا ہوا جلاتا ہے طرف دوسرا جلاتا
 ہے ایک سمت سے ایک رنگی زار پر سوار تین بارہ مار باقہ میں اتر رہا تھا چھوڑنا ہوا چلا آتا کہ
 خواجہ کو انہیاں تھکا کہ جو قریب صاحبقران کے آئے گا وہ دفع ہو جائیگا اس سبب سے
 خواجہ نے صاحبقران کو آگاہ بھی نہ کیا خواجہ نے دیکھا وہ چاروں سا حریچہ پڑھ پڑھ کر پھینک رہے ہیں
 اور یہ گور و رے بہترین راوی بیان کرتا ہے کہ دونوں اشیاء کے سحر نے صاحبقران کو کچھ بھی ضرر نہ پہنچایا
 ایک مار بھی جا نہیں سکا مہینا ہوا وہ سب سحر قریب صاحبقران کر رہے ہوئے تھے مگر صاحبقران
 ہو کر فی لبس ہو گیا گنبد سے خود بخود نہ ہوا جو کہ شعلہ بر طرف ہو گئے اوس زار و سوار کے جسم میں لگ

گئی وہ جلد قاض ہو گیا وہ چاروں حرامزادوں کے مثل چار شہر کے باہم ملے ہوئے تھوڑے بچے تھے
 کو ایسے سہ ہوش تھے کہ انکو خبر بھی نہ ہوئی کہ چارے بچوں کی طاقت ہو گئی اور ان کے ساتھ حرمیہ اور شہر
 بلکہ یہ خوش تھے کہ طلسم کشا کا کام تمام ہو گیا ہوگا اور خوش ہو کر تھوڑے روزوں سے رہائش گاہ تو ان
 چاروں کو دیکھ چکے تھے اور تاک لیا تھا جب وہ سب کو قریب صاحبزادان پہنچا دیا تو وہ سب
 اس وقت خواجہ نے صاحبزادان سے عرض کیا کہ تمہارے صاحبزادان ذرا باہر سے تھوڑے فاصلے پر
 کر کے کیا تماشہ ہو صاحبزادان نے جو سر اٹھا کر دیکھا تو چاروں کو مثل آپہ دلکش و باور ہو سکا
 ہوا اور سحر کرتے ہوئے دیکھا صاحبزادان نے انکو ملا فطرتا رخا چہ ست کہہ کر چاروں کو سحر کر دیا
 نے جو اب دیکھ چاروں نے آپہ سحر کیا تھا وہ سحر جڑت ہو گیا میرے قیاس میں تو یہ امر ہو کہ یہ اہل
 کے سحر میں مبتلا ہیں پس مدد کو تو میں پیچھے سے ہلاک کرتا ہوں اور وہ آپہ تیرے شکار و مبینہ اور
 کردار کی سزا پائیں اور اہل شکر کے ظلم و بدعت سے نجات پا کر اپنے درمیان کو قتل کریں جو خواجہ نے
 کہا صاحبزادان نے جواب دیا کہ چالیس صاحبزادان نے دونوں پرستہ کمان رکش سے تیرے پانچ
 رنگ خدنگ سفتہ سو فار عقاب پر الٹا سبکیاں لیا اور تیرے کمان میں جو اور شستا دست کر کے
 اب جو کھینچا سیر کی زاغ کمان نے چلا کر کہا کہ بچو کون گوشہ اماں کا تلاش کرو ورنہ نشانہ لگے
 اجل ہو گئے صاحبزادان نے کمان کو درست کر کے اور نشانہ کو تاک کے اسطور سے کہ ایک تیر میں
 کا کام تمام ہوا آواز دی کہ اب ان غداروں کو سحران سحر میں تمہارے حال سے آگاہ ہو گیا تیرے
 تمہاری اجل تمہارے سر کے برابر پہنچ گئی ہر لپکارو سامری و شبیب کو کہ وہ اگر تمہاری کمک کریں
 اور خواجہ نے بھی سوا پانچ سیر کا پتھر گویں عیاری میں رکھا تھا اور تاک ساید تھا اسطور سے کہ ایک تیر
 میں کام ادن دونوں کا تمام ہو جائے اور آمادہ تھے کہ صاحبزادان تیرے کو بکارتیں اونکا تیرے
 پس صاحبزادان نے جو لپکار کر کہا ان سحر و نیکے کان میں صدا بیوچی اونہوں نے جو گھبرا کر اس صدا کو
 شے دیکھا تو طلسم کشا کو سحر تیر و کمان کے بیس پایا اور اپنے کو نشانہ اپنے مددگار اس قسم نفس داغ سے
 پرواز کر گئے فکر کرنے لگے کہ اب کیونکر اپنے کو بچائیں اور کہہ کر اس طاسے نجات یا میں ہاں میں ہاں
 خطا کی کہ جو طلسم کشا پر سحر کیا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کشا یہ بارے میرے اثر نہیں کیا بلکہ وہ
 ہو گیا اب کیا کریں ملک الموت سر پر موجود ہے تو فکر کر رہے ہیں کہ وہ خواجہ صاحبزادان نے

خبردار ویکرا ب جو تیر کو خشکی سے رہا کیا مقاب تیر اپنے صید پر نکول کر چلا اودھ تو صاحب نرغز ان نے
 تیر کو رہا کیا اودھ خواجہ نے گوپن کو چیرٹ دیکر پتھر جوار پتھر سن سن کرتا ہوا چلا اودھ صاحب نرغز ان نے
 یہ قصد کیا تھا کہ سحر کر کے اپنے کو روئین تن کر لین مگر زبان ہلاسنے اور سحر کرنے کی مہلت تک نہ ملی
 کہ تیر اور تیرا ماحل لیکر اودھ کے سرو پیر ہو پانچ لگے چونکہ انکی موت آ پہونچی تھی اور چار دن کے ایک
 مرتبہ تیر اس طریقہ سے پڑا کہ ایک کی پشت دوسرے کو ٹوڑ کے دوسرے کے سینہ پر پڑا کہ تاسو غار غرق ہو گیا
 اور وہ دونوں ہاک ہوئے تھلا یہ تیر خطا کر سکتا تھا صاحب نرغز ان نے لگا یا تھا اگر چار ہوئے
 یا چار سو ہوتے تو بھی نہ بچتے یہ تو دو تھے اودھ خواجہ کے پتھر بھی یہی کام لیا کہ ایک کے سر پر پڑا
 کہ اودھ کا سر شق ہو گیا مغز نہ اکل آیا دوسرے کے سینہ پر پڑا کہ وہ سانس بھی نہ لے سکا ان چاروں
 صاحب نرغز ان کو ان خادم و مخدوم نے یوں ہلاک کیا انکا ہلاک ہونا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوئے
 اندھی سیاہ چلنے لگی آگ بیٹھ لگی برت باری سنگ باری ہونے لگی بیرغس مچلنے لگے زمین جلنے
 لگی شہاد ہونے لگے خاک برستے لگی اور اودھ نے لگی تمام زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ایک تھلا طم غنیم برپا
 ہوا صدائیں آنے لگیں کہ کشتی نام من فلان صاحب نرغز ان فلان صاحب نرغز ان اودھوں کے آنے
 کے بعد وہ تاریکی بڑھنے ہو گئی سب آفتین دفع ہوئیں مطلع صاف ہوا اودھ تو یہ چاروں صاحب نرغز ان
 اودھ صاحب اہل سلام و لشکر علم شاہ نے انکے سر سے رہائی پائی سب اپنی حالت اصلی پر آئے اب لشکر
 علم شاہ و اہل سلام نے دیکھا کہ ہم چاروں طرف سے نرغز کفار میں گھرے ہوئے ہیں اور کفار کھیرے
 ہوئے ہیں بس ایک مرتبہ سب نے سنبھل کر جو حمل کیا دار چلنے لگے خون کے دریا بہنے لگے یہاں تو
 پھر لشکر اسلام سے اور کفار سے اسی طور سے مقابلہ ہونے لگا و رہا یہ خون ہر طرف جاری ہوا سر
 شل جابوون کے نظر آنے لگے بارزوشل باہیان خوبرو کے اوس دریا سے خون میں شہادری کرتے
 ہر کسے دکھائی دیتے تھے پیرن لیل سنگ پشت کے تلوار میں شل ناگنون کے معلوم ہوتی تھیں خون
 روان تھا اور سبزہ پر جاری تھا کشتی حیات گرداب بھائی میں پھنسی تھی زورق زندگی دریا میں غرق
 ہو رہی تھی خشکی میں ہر طرف طوفان مرگ خیز برپا تھا سپردن کی سیاہ گھٹا چھائی ہوئی تھی
 برق شمیر کوندہ کوندہ کر رہی تھی خرمین حیات کو تباہ کر رہی تھی مینہ سردن کا دھون کا برس
 باقی تان بہادر و ن کے خاک پر ترپ رہے تھے مثل مرغ لبیل کے جکارے تلوار دن کی کچھ

ستانی بین دنیا تھا یہ عالم تھا کہ قیامت کا نمونہ تھا ہر سمت دار و گیر کی صدا بلند تھی خوب زور
 شور سے تلوار چلی رہی تھی ندی خون کی بہرہاں تھی زمین را تکان سے صدا سے بزن دیکش آری قتل
 اسلام غٹ پٹھا تھے پہلے تو خوب گھمسان سے تلوار چلی بعد اسکے باہم شجر بازی ہو رہی تھی اور
 صاحبقران نے اون ساتھوں کو قتل کر کے جب اون کے مرنے کی علامت بر طرت ہوئی تو صاحبقران
 نے تلوار و معقہ بار کھینچا کفارہ چارے لڑنے لگا خواجہ بہار تھے راوی بیان کرتا ہو کہ ناظرین آگاہ ہوں
 کہ اس قدر جو صاحبقران کو مہلت ملی کہ انھوں نے خواجہ سے کلام بھی کیے اور خواجہ صاحبقران
 نے اون ساتھوں کو قتل بھی کیا کوئی کفار یا لشکر صاحبقران سے قریب نہ آسکا کیا سبب ہوا وہی
 کہتا ہو کہ بیان کر چکا ہوں کہ جب کفار و ن سنے دیکھا کہ سب اہل اسلام بے حس و درکت ہیں
 پس سب صاحبقران کے مقابلہ سے دست بردار ہو گئے اور لشکر کے قتل پر تیار ہو گئے
 صاحبقران لیکلے میدان میں رہ گئے کوئی کفار سے صاحبقران کے گرد نہ تھا دوسرے
 بسبب رعب و رعب کے کوئی لڑنے کا قصد نہ کرتا تھا سب بیکار صاحبقران کے قتل کو
 تصور کرتے تھے اس سبب سے کہ اون دن میں خوف صاحبقران پر ابھریا تھا ہر ایک
 اپنے مقام پر خیال کرتا تھا کہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا اور رہنا بکا ہوا اور جس سے کوئی ہمت
 نہ ہوئے اگر ایک لاکھ بھی ہوں ہو کر مقابلہ کریں تو بھی غالب نہ ہوتے اس سے بیکار اپنا یہ خون کاغذ
 ویر بار کرتا ہو اور دن سے کیوں نہ لڑیں جو ایسے اژدر و مان کے شہ میں خود بخود اگر اپنی جان
 دین ایسے ایسے خیالات پیدا کر کے کفار مقابلہ صاحبقران سے نہ کئے تھے یہ سبب تھا جو
 اس قدر مہلت ملی راوی بیان کرتا ہو کہ صاحبقران تو اودھا شکر سے بے لگے اور علی شاہ
 نے جب سیرت حضرت پائی اور حسمین توانائی و طاقت آئی پس اور صاحبقران کو سامنے
 میں ڈال کر مصروف کا زار و آمادہ پیکار ہو گئے علی شاہ نے ایک مرتبہ دشمن را آواز دے کہ اگر چاہو
 داو مرتبہ شیر شکار کیا کھڑے ہو گئے دور سے میرا منہ دیکھ رہے ہو اگر کچھ وغیرہ کہتے ہو تو
 اگر مجھ سے مقابلہ کرو یا جبکہ میں سحر میں مبتلا تھا اور سوقت میرے قتل کے اوپر پیش آئے اور
 ستیز تھے اب اگر کوئی دار کرو اور سوقت میں میرے جو شل و زو شل نہ کرتے تھے نہ تھے
 اسی حیرت میں مبتلا تھے اور ایسا اخیر رعب صاحبقرانی غالب ہوا کہ ہر ایک بے ہمت ہو گیا

یہاں تک کہ تین مرتبہ علم شاہ نے اونکو لٹکارا جب وہ اپنے مقام سے نہ ہٹے اور اہل لشکر نے
 دیکھا سب اہل اسلام سحر سے رہا ہو گئے اور ساحرون کے مرنے کی علامت برپا ہوئی پس تلوار علم کر کے
 علم شاہ پر آ پڑے تلوار چلنے لگی اور وہ تو تلوار چلنے لگی اور وہ دونوں کے جو اس حد سے بخش ورن
 سے درست ہوئے ہو شہید ہوئے البزرجی بکلا ہلے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ ہم اور تم کس قصد سے چلے
 تھے اور قریب پس حمزہ پہنچ چکے تھے مگر کچھ ایسا حمزہ نے رانت کر لیا کہ لٹکارا کہ ہمارے جو اس
 جاتے رہے ہم اپنے آب میں نہ رہے معلوم ہے حمزہ پر کیا گندی جواب اہل لشکر ان کے قریب تھے
 اونھوں نے عرض کیا کہ حمزہ نے اپنے فرزند کو ساحرون کے سحر سے رہا کیا اور ساحرون کو
 قتل کیا اور رہا کر کے خود بھی لٹکا لشکر سے جب پس حمزہ رہا ہوا تو اس نے آپ و دونوں صاحب کو
 لٹکارا جب آپ نے جواب نہ دیا اور وہ آپ کو لٹکارا بآدھرا اور وہ دیکھنے لگا اور اس نے قصد
 کیا کہ آپ پر حملہ کرے کہ ہم سب نے جو یہ واقعہ دیکھا تا ب نہی تلوار میں پیکر پڑا اور سپر
 جا پڑے اور دن سے لڑنا ترک کیا دیکھئے وہ کیا جنگ ہو رہی ہے ہم انکو بٹا کر اس مقام پر
 لائے راوی کہتے ہیں کہ البزرجی حمزہ کے اہل لشکر نے یہی حرکت کی تھی کہ جب دیکھا ان سب نے کہ
 ہمارے دونوں انسر مہوت کھڑے ہیں اور جواب نہیں دیتے ہیں تو اور سب تو تلوار میں پیکر کر
 علم شاہ سے لڑنے لگے اور چند سرداران و دونوں کو الگ لیکر چلے گئے تھے وہاں جا کر ان کے جو اس
 دست ہوئے اور ہوشیار ہوئے سردار دن نے جو یہ بیان کیا کہ تلوار چل رہی ہے اور علم شاہ رہا ہو گیا
 البزرجی بکلا ہلے اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم نے سنا کہ علم شاہ رہا ہوا حمزہ نے اون ساحرون کو قتل
 کیا افسوس ہم ایسے کچھ رعب حمزہ میں آگئے کہ حمزہ کا کچھ نہ بٹا سکے حمزہ اپنے فرزند کو رہا کر کے چلا گیا
 تنہا بھی نہ رہا اور اس نے جو ابدیا کہ کیا عرض کروں کہ جو میری حالت ہو گئی تھی ایک سال بھر تک عجیب
 طرح کا مرض پیدا ہوا ہے کہ جو مجھ کو بخود کر دیتا ہے جبکہ دورا و سکا اٹھنا میں اپنے آپ میں نہیں رہتا ہوں وہی دورا و
 جس اوٹھا تھا کہ میں بخود ہو کر رہ گیا تھا مجھ کو نہیں خبر سی کہ جب حمزہ آیا اور کب رہا کیا ان سرداروں کے
 زبان سے معلوم ہوا کہ سردار قہر گہرا پیدا کیا ہے ابھی جا کر قتل کرتا ہوں یہ کلمہ کرب اوٹھا کر چلا جواب اہل لشکر علم شاہ
 سے لڑ رہے تھے اور قتل ہو رہے تھے اوفسے پکار کر کہا کہ تم سب ہٹ جاؤ میں اس پس حمزہ کو ابھی اسیر
 کیے لیتا ہوں یا قتل یہ اپنے دل میں سمجھا کیا ہے جو میری شہر کار نے کہا پھر کرب لشکر علم شاہ

کے گردے ہسٹ ٹھٹے غنیمت جا کر یہ مرکب کو چپکا کر سانسے علم شاہ کے آیا آتے ہی پکارا کہ اوپر
 حمزہ رہ جا تو بہت مغرور ہوا ہی جاتا کہ ان ہی میرے ہاتھ سے میں تیرا بل لکھانے کو آیا ہوں ہے
 اوستے کہ اسٹا سٹا اوستے اوستی طرف دیکھ کر اسے کہہ کر جواب دیا کہ اونا کبار حقو راعہ صہ ہوا کہ میں تجھ
 مقابلہ کے لئے پکار رہا تھا اور طلب کر رہا تھا تو نے کچھ جواب دیا نہ تو آیا اور اب یہ لادہ
 گذشت بکتا ہوا آتا ہی میں تو تیرے سانسے موجود ہوں کہیں چلا نہیں گیا ہوں یہ جو علم شاہ
 نے فرمایا وہ مرکب کو ڈپٹ کر قریب علم شاہ آیا آتے ہی تیغ خون چکان کا وار کیا وار کا کرنا تھا
 کہ علم شاہ نے غم کو نگاہ میں رکھا جیسے ہی سر پر آیا داستانہ مارا کہ تیغ پٹ پڑا ہاتھ بڑھا کر کھائی
 ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر پکڑ کر اب پر زور کیا مرکب سے اوستا لیا اور ہر کھائی
 کرتی وہ چپیں لپکا پہلے ہی زور میں سر سے بلند کر لیا یہ وہی پوچھوان ہر کہ حکوتین دن یا چار دن
 کی کشتی میں زیر کیا تھا یا آج تھوڑے عرصہ میں سر سے بلند کر لیا اور گرد سر چرخ دیا کہ
 داستان کہیں سو ذرے کہیں انکے کہیں خود سر کہیں سپر لپٹت میرے الگ جاگری ترکش
 منہ کھل گیا سب تیر زمین پر گرنے پیمان کے پھل زمین میں گر گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے
 بیزنگل آئے ہیں مثل طماوس تشبازی کے اوستا چرخ لکھایا تین چہرے لکھائے
 سر ہونے لگا جب گرد سر چرخ دیکھے کہ کہ شندخت یہ ورد کار عام میں کہا اکتا ہوا
 خیال کیا کہ واقعی یہ لوگ صاحب اقبال و شجاع ہیں انہی شجاعت و بہادری کی قسم کھاتا اور کھا
 نام لیکر لکھوا لکھانے واقعی انکی اطاعت میں عزت دایر و ہر اور لکھا خدا برین ہر اور سب
 ہیں میری اس وقت میں کسی نے مدد نہ کی اوس مرتبہ تو اس جوان یعنی سپر مدد نے کہہ کی
 دنوں کے بعد فن کشتی میں زیر کیا تھا آن تو کچھ عرصہ ہی میں ہوا پہلے ہی زمین سے
 کر لیا اور میں کچھ نہ کر سکا پس انکی اطاعت و بندگی اور خدا سے نادیہ کی بندگی اور کشتی میں
 طاعت ہو تو لیون اپنی جان دے اس جوان کی اطاعت کیون نہ کرتا کہ مرتبہ اس کے بے باک
 سے چار جب یہ علم شاہ نے فرمایا کہ یہ امر تو اس وقت قیام ہو گا کہ سب تو میں اسلحہ بھی قیام
 جواب دیا کہ سپر و چشم میں اوس سے کب نکلا کرتا ہوں آپ خدا مان دین شاہ اور
 اوستا آہستہ سے زمین پر رکھ دیا دو فوراً اوستا کھڑا ہوا اور دیکر اوستے علم شاہ کی

ہو سہ دیا اور قد موٹیر رکھ دیا اور عرض کیا کہ جو آپ کے دین میں سبب کو اختیار کرے وہ کیا کہے علم شاہ نے
 پیشکے اوسکو اسی وقت اوس مقام پر سیکڑ لٹیکہ لٹیکہ فرمایا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اور مثل پرولہ
 کے اوس شمع شمعستان صاحبقرانی کے گرد پھرا اور عرض کیا کہ یہ غلام بھی جان نثاری کو موجود ہے اجازت
 ملے تو میں ابھی جاکر الہیڑ کھجلاہ کو پکڑ لاؤں شاہزادہ نے فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے میں اوسکو خود
 اسیر کر دینگا اوسنے عرض کیا کہ مقابلہ کی اجازت مرحمت ہوتا کہ جہاد کروں اس نعمت غلطی سے محروم نہ ہوں
 اور میری بھتیجی درست ہو جائے شاہزادہ نے فرمایا کہ جہاد کی اجازت ہے کافروں سے مقابلہ و مجاہدہ
 اور لشو میں کب منع کرتا ہوں مگر اس امر کا خیال رہے اور پاس کہ جو امان طلب کرے اوسکو امان
 دینا مگر اس شرط سے کہ اگر وہ دین اسلام قبول کرے یا جو قرار کرے اوسکا تعاقب نہ کرنا یا جب طبل
 امان بجے تو ہاتھ روک لینا اگر توارنگا چکے ہو یا جو ہڈی تلواریں کاٹا ہو اور طبل امان کی صدا کان
 میں پہنچے فوراً ہاتھ روک دینا تاکہ اور زیادہ نہ کاٹے اگر حریف سے سینہ پر سوار ہونا غیل مان کی صدا کو
 سنے اوسکو پھوڑ دینا پھر اس سے فراغت نہ کرنا اوسکا دار روک کر اپنا دار کرنا یہ ہم لوگوں کے
 طریقہ میں اور قائمہ اوسنے عرض کیا بہت خوب کبھی اسکے خلاف نہ ہو گا یہ عرض کر کے مرکب پر
 سوار ہوا اور حوالہ بزرگ کھجلاہ نے جب یہ دیکھا تھا کہ میرا سپہ سالار علم شاہ کے مقابلہ کو جاتا ہے تو
 خود آگے بڑھ آیا تھا اور جو لوگ اوس مقام پر پہنچے تھے اوسکو حکم دیا تھا کہ یہاں سے ہٹ کر لڑو وہ
 ہٹ گئے تھے اور جو مشاق تھے اس جنگ و پیکار کے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے وہ عقب الہیڑ صفت ہاندہ
 کر کھڑے ہو گئے تھے جب الہیڑ نے دیکھا کہ علم شاہ نے میرے سپہ سالار کو زیر کر لیا اور اوسنے اعلیٰ
 کی پہلے تو یہ خیال کیا کہ شاید اس نے ہار کر اپنی جان بچانے کے لئے مریخ شیر شکار علم شاہ سے
 اجازت جنگ دیکھا لیکن اور یہ کب پر سوار ہو کر بڑے بہادری سے لڑا اور لشکر الہیڑ کھجلاہ کے لوگوں پر
 نوار بیکر چھپا اور اوسکو قتل کرنے لگا اور لڑنے لگا تب الہیڑ کو یقین ہو گیا کہ اس نے سپہ مرز کی اہمیت
 صدق دل سے کی ہے اوسکو غصہ آگیا اور یہ سمجھ کر بیکار اپنے اہل لشکر کو کہیلے اس نیکو کام کو بار کو بھر
 لشکر اسلام سے لڑنا اور میں خود سپہ حمزہ سے مقابلہ کرتا ہوں یہ نوبہ کمزادہ مرکب چمکا کر طرٹ لٹا
 کے بیلا اودھوا اہل لشکر کو کہ اسکے عقب میں کھڑے ہوئے تھے وہ مریخ شیر شکار پر ٹوٹ پڑے یہ اس
 زینے کا تلواریں چھنے لگی خون کے دباہنے لگے اودھوا الہیڑ نے لٹکا کر کہ اس سپہ حمزہ مجھ سے مقابلہ کر

مخرج نحر ام تیرسی اطاعت کی تو میرا کیا بگڑ گیا میں تیری سرکوبی کو موجود ہوں تو مخرج کو زیر کر کے فرو نہ ہونا
علمشاہ نے یہ سن کر ڈرایا کہ میں موجود ہوں آنحو سے مقلد کہ میں تو نیز سے انتظار میں کب سے بگڑا ہوں جس طور سے لاہور کو
فی النار کیا ہو اوی طور سے بگڑو ہی فی النار کر ڈنگا البرز کے کہا کہ یہ خیال دل سے دور کر میں مثل لاہور کے مکرز نہیں ہیں
نہ مثل مخرج کے ڈرایا کہ پھر اپنی طاقت کا امتحان کرے پنتا تنکلا البرز بکلاہ قریب آپو چکا البرز کے ہاتھ میں
گر گرگان سر تھا یہ اوی گزیتے لڑتا تھا اور مقلد کر رہا تھا ہی گز سر علمشاہ پر بطاقت تمام بگڑا علمشاہ
نے اپنے ہاتھ کو دراز کر کے کلعمو پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا دیا گز کو چھین لیا اور اٹھا کر خاک پر چھینک دیا
گز کو جو چھینا ہوا پایا بہت خفیعت ہوا مگر تلوار کمر سے لی تلوار کا وار کیا علمشاہ نے فوراً بارٹھ کو پکارتا تھا
والدیا کہ تلوار کے قبضہ پر قبضہ ہوا اپنے کو نشروہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی اور جب تلوار بھی اس
ہاتھ سے نکل گئی ادسکا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ جو حربہ رکھتا ہو وہ بھی کرنا کہ ترسے دل میں
پوشش نہ باقی رہے کہ میں نے ظان حربہ نہیں کیا یہ شک البرز کو بکلاہ نے خفیعت ہاتھ میں لیا اس
خیال سے کہ لپٹ لڑنے کے کہ حکم چاک ہو جائے قصہ پاک ہو جائے یہ تو اس قصد سے چلا جیسے
قریب پہلو کے پہنچ کر خفیعت کا وار کیا علمشاہ نے ہتھیلی جو دی او سکا ہاتھ بکلاہ انھوں نے کلاہ
پکلی اور خفیعت بھی چھین لیا اور ایک مرتبہ گز خفیعت تمام کر دیکھ پر سے اوٹھا لیا سورت بلند کر لیا فرمایا
کہ شناخت پروردگار عالم میں کیا کتاب ہے اوٹھنے کہا میں ہرگز دین اسلام قبول نہ کروں سنا میں
مثل مخرج کے نہیں ہوں کہ خون جان سے اپنا دین آبائی ترک کردن خود صاحب اختیار
ہو کر تیری اطاعت کروں تیرا تابع ہوں یہ تو ہرگز نہ ہو گا یہ جواب دینے کا علمشاہ کو ہونا بیٹھا
آپا پس او سکو گز دیش دیکر زمین پر جو پایا تو نقش زمین ہو گیا ایک لختہ گوشت ہو گیا خون کا
سیل پھینکا تھا کوئی عضو او سکا سالم نہ رہا بھی نہ شامت ہوتا تھا کہ یہ انسان تھا پس خون کا کھتہ
علوم ہوتا تھا وہ جو سردار اور اہل لشکر دیکھ رہے تھے او انھوں نے جو اپنے بادشاہ کو کشتہ پایا
ایکبار سب علمشاہ پر حملہ آور ہوئے علمشاہ بھی البرز کیج کلاہ کو قتل کر کے تیغ پختیان لڑکی
کو پکڑ کر لشکر کنار پر جا رہے تلوار چلنے لگی خون کے دریا بہنے لگے اور مرے علمشاہ
لڑتے ہوئے جاتے ہیں اور ہر صاحبقران لڑ رہے ہیں اب سوائے سینر جادو کے کون افسر
نہیں باقی ہو نہ کون بادشاہ ہو نہ کو افسر سردار ہیں مگر وہ بھی کینہ ان رسالدار جبار قہنہ دار ہیں اور

کوئی نہیں ہو یا اہل لشکرین راہی بیان کرتا ہوں کہ شیخ جادو اپنے اہل لشکر کو اہل اسلام سے لڑنے کا حکم دیکر اودھ کو روانہ ہوا تھا کہ میں جا کر حمزہ صا حبقران کو قتل کروں گا یہ کہہ کر چلا تھا کہ راہ میں تھا کہ ایک تاریکی ہوئی اندھیرا ہو گیا بہت باری و سنگ باری جو ہوئی یہ گھبرا یا کہ یکا یک اسکے کان میں صدا آئی تھی کہ کشتی نام من فلان ساحر بود و فلان ساحر بود یہ جو سنا تو پھر جادو و گھبرا یا حیران ہوا پہلے تو اسے خیال کیا تھا کہ معلوم ہوتا ہوں کہ اہل اسلام سے لڑ رہا تھا اوسمیں سے کوئی ساحر مارا گیا ہے اس کے مرنے کے آثار میں جب پھر جادو نے اوس ساحرون کے مرنے کی صدا سنی جنکو علم تھا اور اہل لشکر کے قتل کرنے اور سحر میں مبتلا کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اب معلوم ہوا کہ یہ وہ ساحر مارے گئے اب اسے خیال کیا کہ ان ساحرون کو کس نے قتل کیا اور انکا کون قاتل ہو اسی حالت میں اسے سحر کے ذریعہ بت کیا کہ ان ساحرون کو کس نے قتل کیا معلوم ہوا کہ ان ساحرون کو خواجہ محمود حمزہ صا حبقران نے قتل کیا ادب کے ہاتھ سے مارے گئے یہ سنا تھا کہ اسکو غصہ آیا اور اسے کہا کہ اب بدون قتل کیے حمزہ کے ہرگز ہرگز نہ پھرون گا یہ کہہ کر اثر و رتش نشان کو چپکا کر وہ اثر و رتش چھوڑتا ہوا قلاب آتشین منہ سے نکالتا ہوا چلا اوس مقام پر آیا کہ جہان پر صا حبقران لڑ رہے تھے بیان اگرچہ پوچھا کہ صا حبقران لڑ رہے ہیں کا ذن کو قتل کر رہے ہیں یہ دیکھ کر اسکی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اسنے یہ بھی سنا کہ پھر حمزہ نے مرتج شیر شکار کو زیر کر کے اپنا مطیع کیا اور البزرج کچ کلاہ کو قتل کیا لاہور و لاہور و ابے گئے و اسفندیار کو حمزہ نے اسیر کر لیا اب ان کے اہل لشکر لڑ رہے ہیں یہ جو خبریں معلوم ہوئیں اب اسے خیال کیا کہ جس طور سے اسے حمزہ کو قتل کر دیا سوچ کر یہ اثر و رتش کو اوزار کر زمین کی طرف چلا آواز دی کہ اے اہل لشکر اسفندیار و غیرہ تم سب کے سب ہٹ جاؤ اور کھڑ جاؤ میں حمزہ کو قتل کرتا ہوں یہ میرے ہاتھ سے اب زندہ نہ بچے گا اور آواز دی کہ اوزار حمزہ تو بہت سحر زہر اور تو نے بہت سحر اوشٹایا ہے ہوشیار ہو جا میں تجکو سزا دیتا ہوں یہ کہہ کر اسنے صا حبقران کے آہا جو کفار گرد صا حبقران کے تھے وہ کہنے سے شیخ جادو کے رہے گئے اور اہل اسلام سے لڑنے لگے اور ہر تلوار چلنے لگی اور صا حبقران سے اور شیخ جادو سے سامنا ہوا پھر جادو نے صا حبقران پر سحر کیا کہ ایک گنبد آتشین پیدا ہوا اور وہ طرف صا حبقران کے چلا جیسے قریب پوچھا کہ گنبد ہر طرف

ہو گیا نام تک باقی نہ رہا میسر جادو نے حرکت کیا کہ ایک دریا سے ذخیرہ پیدا ہوا اور موجیں اُترتا
 ہوا طرف صا حنتران کے چلا نہروں اہل اسلام غرق ہوئے تھے تھامے کھینچ گیا اٹھل چلا
 نکلا کر یا صا حنتران یہ دریا سے ذخیرہ کو ڈبوئے دیا اور جلد خبر لی کہ یہ صا حنتران نے
 سنا اور دیکھا کہ اہل اسلام اس دریا سے ناپیدا گناہین جو کہ سحر میسر جادو سے پیدا
 ہوا جو اوسین غرق ہوئے ہیں میسر جادو سے کہا کہ یہ کیا حرکت نالافظ ہو کہ تو میرے لڑتے ہو
 مجھ پر سحر کر اہل لشکر نے تیری کیا خطائی ہو جو انکو غرق کرتا ہو میسر جادو نے جواب دیا
 کہ جب بن جانوں کہ اس دریا کو مٹا دو اور اپنے کو بچاؤ اور اپنے اہل لشکر کو بھی یہ جو میسر جادو
 نے کہا صا حنتران کو غصہ آگیا فوراً لو کٹا عکس اس دریا پر ڈالا وہ دریا دھواں ہو کر
 اوجھ گیا اس دریا کا مٹنا تھا کہ میسر جادو نے سحر کیا اثر ہو گیا کہ اس سے بارش سسٹا
 ہونے لگی صا حنتران نے عکس لوح کا اوس ابر پر ڈالا وہ ابر بھی پھٹ گیا اب
 میسر جادو نے سحر کیا کہ صوا کی طرف سے ایک زنگی پیدا ہوا کہ اوتکے ہاتھ میں ایک گز تھا
 آتے ہی اوتکے گز صا حنتران پر مارا صا حنتران نے لوح کا عکس اس زنگی زنگی
 ڈالا ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ زنگی جلنے لگا اور تھوڑی دیر میں جل کر خاکستر ہو گیا جب میسر جادو
 نے دیکھا کہ حمزہ نے زنگی کو بھی قتل کیا اب اسے اسم سحر پڑھ کر اژدر کو جو اشارہ کیا وہ
 نفس کشی کرتا ہوا اور شعلہ چھوڑتا ہوا طرف صا حنتران کے چلا صا حنتران نے اس
 اثر پر بھی لوح کا عکس ڈالا کہ شعلہ نکلا وہ اثر در جلنے لگا میسر جادو اوس پرستہ کو دیکھا کہ
 وہ اثر در جل کر اکھ ہو گیا پس جب اثر در جل چکا میسر جادو نے برہم ہو کر ایک دو تھر میں پر
 مارا اور کہا کہ اوزمین حمزہ کو انگلی حازمین کو زلزلہ پیدا ہوا اور زمین شت ہوئی اور زلزلہ
 پیدا ہوا صا حنتران نے فوراً عکس لوح زمین پر ڈالا وہ زلزلہ موقوف ہو گیا اب
 میسر جادو نے برہم ہو کر جھولی سے ایک فولادی گولہ نکالا اور پھر سحر کر کے صا حنتران پر
 مارا وہ گولہ قفقتہ کرتا ہوا چلا جیسے قریب صا حنتران پر پہنچا شت ہوا اس سے آگ پیدا
 ہوئی چادر آتشین صا حنتران پر گری چادر آتشین کا گز تھا کہ صا حنتران نے لوح
 کو چسکا یا وہ آگ بھی برطرف ہو گئی جب میسر جادو نے دیکھا کہ جو سحر کرتا ہوں حمزہ پر

وہ برطرف ہو جاتا ہے پس وہ حیران ہوا کہ اب کیا کروں کیا نہ کروں فوراً وہ زمین پر
گرا اور سحر کیا شیرازیان بنکطرف صا جعفران کے چلا صا جعفران نے عکس لوح ڈالا
عکس کا پڑنا تھا کہ وہ ادسکی صورت برطرف ہو گئی صا جعفران نے دیکھا لتے کی جال
چلا جاتا ہے صا جعفران نے فرمایا کہ او سینر جادو یہ کون سی چال ہے اور کون حرکت ہے کہ تو
مثل کتے کے چلا آتا ہے اوستے جو دیکھا کہ وہ شیر کی حالت جو تھی برطرف ہو گئی اسنے
دیکھا کہ چوڑ کرتا ہوں وہ برطرف ہو جاتا ہے کیا کروں اپنی حالت جو ایسی پائی خیال کیا کہ
معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ کے ہاتھ سے جان نہ بچے گی میں سحر کرتے کرتے عاجز ہو گیا اور
کسی سحر نے اثر نہ کیا حمزہ کے سامنے سے بھاگ اپنی جان بچا بیکار جان دہنیے سے
کیا فائدہ جو خیال کیا اب تجویز کرنے لگا کہ کیونکر حمزہ کے سامنے سے بھاگوں اگر وہ
بھاگتا ہوں تو یہ تعاقب کرے گا یہ پھپھانہ چھوڑیگا پھر خیال کیا کہ غرق زمین ہو کر بھاگ جاؤں
خیال ہوا کہ اس طور سے بھاگنا کہ غرق زمین ہو کر بالکل خلافت ہی پر پرواز پیدا کر کے چلو
سامنے سے حمزہ کے بھاگو پس اسنے خاک زمین سے اٹھا کر دونوں شانوں پر ملی کہ پر پیدا
ہوئے اور اوڑھ کر چلا آواز دی کہ او حمزہ قیون نہ مانے گا میں جاتا ہوں شذکال کے پاس
اور وہاں سے تیرے قتل کی تدبیر تجویز کر کے آنا ہوں اب تو تو میری خاک تک نہ پائے گا
یہ کہہ کر اوڑھ کر بلند ہوا صا جعفران نے جو اسقدر مہلت پائی لوح کو دیکھا او سمین تحریر
پایا کہ اسے طلم کشا اگر سینر جادو تیرے سامنے سے پر پرواز پیدا کر کے بھاگے تو پیکان
تیر پر یہ اسم جو حاشیہ لوح پر تحریر ہو دم کر کے مارنا جب تیرا دم کا تو وہ قتل ہوگا
راوی بیان کرتا ہے کہ پہلے ہی صا جعفران نے لوح کو دیکھا تھا او سمین تحریر پایا تھا
کہ جب سینر جادو سے اور تم سے سانس ہوتا ہو اسکے قتل کی تدبیر بتائی جائے گی اوستے
لوح کو دیکھا صا جعفران اس کشاکش اور حالت جنگ دیکھ کر میں فراموش کر گئے
لوح کا دیکھنا جب وہ اوڑھ کر چلا جب یاد آیا تو لوح کو دیکھا یہ سحر پر پایا فوراً دوشش پر
سے کمان ترکش سے تیر لیا پیکان تیر پر اسم حاشیہ لوح کو پڑھ کر دم کیا اور سینر جادو
کوٹا کا وہ اوڑھ کر چلا جاتا تھا اور صا جعفران نے سینر کوٹا تک لیا تھا کمان کو کھینچا تھا

یہ تھا چنانچہ صاحبزادان نے اس ساحرہ کو قتل کر کے خواجہ کو رہا کیا تھا جو کہ خواجہ کو سیٹھا
 جانی تھی خواجہ رہا ہو کر صاحبزادان کے ہمراہ ہوئے اور عیاریان کہن بھلان کا حال
 یہ ہوا تھا کہ بعد روانہ کرنے کے اوسو سال ہوا تھا اور کچھ دل کو خواجہ سے وابستہ پایا تھا چنانچہ
 اس نے ساحرہ کو دیکھے تھے خواجہ کی رہائی کی خبر پا کر اور خود بھی جا کر مکان حکیم اسٹیلٹوس
 پر صاحبزادان سے مقابلہ کیا تھا مگر غالب نہ ہوئی ورنہ ان سے اپنے مکان پر واپس
 آتی تھی اب بس دن سے اس نے قصد کر لیا تھا کہ اب کبھی طلسم کشا سے مقابلہ نہ کروں گی اور
 اگر مامون جان طلب بھی کرے تو علالت کا بہانہ کر دوں گی اور نہ جاؤں گی اپنی وزیر زادی
 سے اپنے دل کی حالت بیان کی تھی اور کہا تھا کہ میرا دل عمرو پر آگیا ہے اوس کے گانے پر
 حب میں نے اوس کو روایا کیا اوس کے بعد میرا دل بقیار ہوا میں نے قصد کیا تھا کہ جا کر کسی
 تدریس سے رہا کروں اور اپنے ساتھ لڑاؤں چنانچہ جانے کا قصد کیا تھا کہ جاؤں معلوم ہوا
 اوس کو طلسم کشا سے رہا کر لیا میں خود اس قصد سے گئی کہ جا کر رہا کر کے لاؤں مگر نہ پایا
 نہ حمزہ پر قابو نہ پایا اب میرا دل بہت بقیار ہے فراق خواجہ میں نے قصد کیا ہے کہ اب
 اگر مامون جان بھی طلب کریں گے تو اونیکی کک کو نہ جاؤں گی علالت کا بہانہ کر دوں گی
 اگر طلسم کشا غالب آئے گا اور طلسم فتح ہو جائے گا تو جا کر شریک طلسم کہتا ہوں گی اور
 اوس کا دین قبول کر دوں گی صرف اس غرض سے کہ عمرو کو اسیر کریں گے تو میں جا کر
 عمرو کو رہا کر دوں گی اور یہاں سے چل کھڑی ہوئی کیونکہ میرا دل اوس پر آیا ہے
 وزیر زادی نے جواب دیا تھا کہ جو آپ کی رائے ہے وہ بہت خوب ہے ہم سب
 آپ کے ہمراہ ہیں چنانچہ اوسے زمانہ میں بیٹوں جاو و کا نامہ آیا تھا اوس نے
 برائے کک غالب کہا تھا اس نے علالت کا بہانہ کر دیا تھا یہ سب حال مرقوم
 ہو چکا ہے اب تحریر ہوتا ہے کہ یہ فراق خواجہ میں بقیار تھی اتنے اسیر بڑی شکون
 سے کشتی نقیبین دل بقیار تھا ہرات اختر شماری میں بسر ہوتا تھا چنانچہ اسی طور سے
 ایک سال گزری جب اس فراق زیادہ تر شعلہ زن ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ اس سے دور
 کرنا چاہیے کہ طلسم کشا کے لشکر کے در خواجہ عمرو کے کہان پر اب مجھ پر فراق عمرو شاق ہے اس لیے کہ تو بہتر

بہتر ہو گا کہ چل بیان سے اور شریک طلمس ہو کہ چنانچہ اور ناموسی کا گمان تک خیال کر لگی
 بڑے بڑے باور شاہان اور شہنشاہان کی بیگیاں عاشق ہو کر جو عورتوں کے ہمارا کس کئی ہیں انہیں
 خدا پرستوں کا حصہ ہو گئی ہیں تو میں کیا یوں افراسیاب بادشاہ طلمس مویشی رہا کی لڑکا سے نہ
 اہل سلام سے عشق نہ ملو جیسے نہ ملے نہ ملے ہو کر طلمس پوشش رہا فتح کرا باہر ملے مران شہنشاہان درخشاں
 کو اس بادشاہ طلمس نو افشان غیر معروف پر عاشق ہوئیں جو کہ خدا ہی با شہر تھا اور انار
 بہر ملک با شہر ملک تھا اور سب ملکوں کے باشندے اس کو خود کرتے تھے وہ نہ دانی
 کرتا تھا اس کو بیگیاں ان سمان کے حدیثیں آئیں اور عاشق ہو ہو کر کل گھنٹیں تو میں گھنٹا
 عشق ایسی ہی شے ہو کہ یہ کسی طرف کا نہیں رکھتا ہے اس دل کے ہاتھوں سے سب بڑیں
 و بے افتاد ہوتے ہیں اس پر کسی کا اختیار نہیں ہوتا ہوا عشق میں عزت و امرو کا سمجھ
 پاس و لحاظ نہیں رہتا ہوا اور جو عزت و آبرو کا پاس دیکھا کرتا ہو وہ عاشق نہیں ہو گا
 اور بیکار عوی مہر نہ ہو کہ اس حضرت نے بڑے بڑے شہنشاہان تباہ کیے ہیں قیس و فراد
 کے حال کو یاد کیا جائے اس نے کوہ و مہر کو لیلی کے عشق میں اختیار کیا فریاد تو
 مار کر مر گیا یہ عشق ہوا اور اس کا نام عاشقی ہوا گرا لیا عشق ہونا جیسا مجھ کو ہو تو یہ حرکت
 اور کیون کرتا پس مہنی عاشقی اور عشق کے یہ ہیں جو فریاد و قیس کے کیا نیز عشق بالکل بیکار
 ہو تو عاشق نہیں ہو جو تو عزت و آبرو کا پاس دیکھا کر لے ہوا اگر عاشق صادق ہوتا تو
 کبھی ایسا خیال نہ کرتی اب تک مشق کے پاس پہنچ بھی گئی ہوتی عاشقوں کو
 نہنگ و ناموس کا خیال ہوتا ہو وہیں وہ بیس کا بلال شاعر شعر عشق ازین بسبب کہ
 است ز کندی و سجدہ راز مار کرد است و کند یا تو کیسی عاشق ہو تو مدحہ و کی ہر گز نہ دوس
 کا خیال کرتی ہو پس اگر عشق رکھتی ہو خواجہ سے تو پہل اور سے نہایت طبعیت کہ یہاں
 عشق کی صورت نظر آئے اور اگر یہ امر نہیں ہوتا تو اس سے تمام عشق نہ لیتا تو عاشقوں
 کی بدنام کرنے والی ہرادی بیان کرتا کہ جب اس راستے کے الے اس کو قیام کیا
 یہ بقیار ہوئی پس اس نے قصد کر لیا معصوم کہ جان نہ لے لے کہ اس کو اور طلمس شہنشاہ
 شہر اکت کر دیا عشق سے بہرہ اندوز ہوا کہ اس کا نام اس نے بقیار کر لیا

دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے کوہ مستون کو براہ کیا بیستون چار و وار گیا
 وہاں سے طلسم کشا نے مع لشکر کے کوچ کیا بادشاہ سابق کو براہ کیا اوستے بھی شراکت کی
 خلاصہ یہ کہ سوسن چار و وار اعظم جادو کے طلسم کشا کی شراکت کی یہ دونوں درپردہ فتح ہو گئے اب
 طلسم کشا و بندہ میر پرچہ اور نیزہ جادو سے مقابلہ ہو رہا ہے آج پانچ روز سے لاہور و لاہور و لاہور
 وغیرہ رگتے اسفند پائیس ہو گیا ان چاروں کے لشکر لڑ رہے ہیں اور نیزہ جادو کا لشکر لڑ رہا ہے
 نیزہ جادو نے طلسم کشا سے مقابلہ کیا تھا وہ غالب نہ آیا آخر کو مقابلہ سے بھاگا تھا کہ چما ہی نہ آواز
 لے اگر کرد کا اسکا حال آئینہ ہو گیا اب چوستے یہ سب واقعہ کتاب سحر میں دیکھا اپنی وزیر راوی اور
 کل خواجہ ان اور صاحبوں کو طلب کیا اوستے کل حال بیان کیا اور کہا کہ یہ خدا پرست بڑے
 صاحب قبلہ ہیں یہ طلسم کو بدون فتح و براد کیے ہوئے یحورین کے اور شنگال چاد و ضرور مارا جاتا
 اور طلسم فتح ہو جائیگا جو طلسم کشا کی اطاعت کر لیا وہ عزت پائیگا اور اسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور جو
 شراکت کر لیا وہ مثل بیستون و مرتخ و دیگر ساحران کے ذلت و خواری سے مارا جائیگا
 میر سے نزدیک مناسب یہ ہے کہ طلسم کشا کی شراکت کر دیکھو کہ اب طلسم میں کچھ نہیں باقی رہا
 جو نہ وقت و مرتبہ میں زیادہ سے یہ سب درپردہ فتح کر لینے تو اسکا فتح کرنا کتنی بڑی بات ہوگی
 کتاب سامری سے ظاہر ہوا کہ نیزہ جادو قتل ہوگا اور جہاں میں یہ بھی فتح ہوگا اور شنگال و دیگر
 ساحر کہ طلسم کشا کی اطاعت نہ کریں گے بلکہ تلخ طلسم کشا ہو گئے یہ طلسم ضرور فتح ہوگا اور جو اسکا
 کر لیتے وہ مثل اعظم میر و کے عزت پائیں گے یہ سب یہ چاہت بتائی ہو جاسکتا ہے
 بیکہ نامی چاہت سب ان خوش ہون اور سب سے شرمندگی ہو جان مستند ہرا گریم نہ ہو گئے تو نیکی
 کہ وہاں شمس کے وقت ہم زندگی ہو پس کہوں بیکار کو اپنی جوانی برباد کریں جبکہ امر ثابت
 ہو کہ طلسم کشا کو کوئی قتل نہیں کر سکتا جو اور طلسم ضرور فتح ہوگا شنگال مارا جائیگا پھر کیا ضرور
 یہ شنگال کی شراکت کر کے اپنی جان و جوانی کو برباد کریں جبکہ شنگال نہ ہوگا تو پھر شرمندگی
 رہے ہو یا نام کم ہونا کی چلکر شراکت کریں تاکہ اس کے دل میں بھی ہماری طرف سے جگہ ہو
 اور وہ ہماری جیسا کرتا کرے مثل اور بیکے اس امر میں تم سبکی کیا اسے ہر سب لے جواب دیا
 کہ جو آپکی اسے ہو بہت بیک اور عمدہ ہے ہم بھی اسکو پسند کرتے ہیں اصل امر یہ ہے کہ

جان ہو تو جان جو شنگال نے تاج تک آپ کے ساتھ کیا بڑی لڑائی جڑا سب کر کے
 لکھی یہ بھی تو نہ کیا کہ بھائی بھائی کو بلا کر دیکھتا دیکھتا سر پرستی کرتے کیونکہ میں مرچکی تھی کبھی
 برسوں تو یاد نہیں کرتے ہیں تو ایسوں کے ساتھ نیکی کرنا نہایت خلاف عقل ہے ہرگز
 آپ کی اس رائے کو پسند کرتے ہیں ضرورتاً رہت نہ چلیے ہم سب آپ کے ہاں رہیں
 جدھر اب تشریف لے چلیے گا اودھر ہم چاہیں گے کہ جسے جڑا سب دیا کہ یہ ماہان
 سفر درست کرو میں تم کو ایک قبر اور سناتی ہوں کہ میں یہ ہیں آفتاب شام نے
 بھی طلسم کشا کی شراکت کی مع اپنی خواہشوں کے اور ماموں کی شراکت کی انہوں
 شنگال نے کیا کر لیا جو میرا کر لیا اور سب نے جڑا سب دیا آپ کو کون مانے ہو ملک
 تے کہا کہ پھر بہت جلد سامان درست کر دیں وقت پر یہ طلسم کشا کہ شکر شہر جاوے
 سے مقابلہ ہو رہا ہو اس وقت میں چکر اگر ملک کر دے تو طلسم کشا کے دل میں جھگڑا
 اور طلسم کشا کو خیال ہو گا کہ انہوں نے اپنے وقت سخت میں ہماری شراکت کی ہو
 اور ہمارے مخالفوں سے جنگ دیکھا کر کے اونکو ہنا کر کیا ہو ہماری ادا وادعا نہایت
 برا ہو کر رہی ہو بلکہ بھی اسکی مدد کرنا لازم ہو اگر یہ طلسم کشا کو کچھ ہماری ادا وادعا نہ تھا
 احتیاج نہیں ہوتا خود تائبہ یافتہ درگاہ الہی ہو بڑے بڑے ساحر و نوادہ قتل
 کر کے جہنم واصل کیا ہو بڑے بڑے طلسم توڑے ہیں تمام سرکشان عالم کو سخر کیا ہو
 دیوؤں و پریوں تک کو زیر کر کے زلزلات ثانی سیماں لطف پایا ہو ہم اسکی کیا
 کر سکتے ہیں مگر تاہم جان نثاری کر کے انکی شراکت کریں گے تو انکو ضرور ہمارا خیال مدد ہوگا
 اسوج سے جلد چلنا چاہیے سب نے عرض کیا بہت خوب پس اس وقت
 سب نے سامان سفر درست کیا اور سب اسباب و غیرہ اذوردن پر بار کیا سب
 خواتین اور صاحبین وغیرہ اذوردن و طار سون وغیرہ سوار ہوئیں تاکہ
 اور ادسکی وزیر زاد می تخت سحر پر سوار ہوں تاکہ قریب تیار ہو جاوے گلیوں کو اپنے
 دیکر طرف در بند مینر یہ کے روانہ ہوئی برابر قطع منازل در اور مراعل کرتی ہوئی چلی جاتی
 تھی اوسنے ادس و من یوم کی ادا کو دیکھتے ہوئے تمام کیا اور قریب در بند مینر پہ

اسکے پوچھنے پر تو یہاں آکر پوچھی ابھی اس مقام پر نہیں آئی تھی کہ یہاں ہنگامہ ہو گیا
 ہو رہی تھی اس مقام پر دور تھی یہاں سیماس کے بلند آواز قریب میسر جادو
 کے پوچھ گیا میسر جادو نے جو دیکھا کہ ہزار شاہ قریب آگیا وہ اپنے آپ پر غور
 کر رہا تھا اور کہ رہا تھا کہ نو غرق زمین ہو کر کیوں نہ بھی گیا ہے پر ہر روز پورا کر کے
 جلا تھا جو اس آفت و بلا میں مبتلا ہوا اس کی تہہ پر گردن اور کیونکر پکڑ
 یہ فکر اپنے نہ کرنے کی کر رہا تھا کہ سیماس کے بلند آواز قریب پوچھ گیا
 میسر جادو نے جو ہزار شاہ کو قریب اپنے پایا اس کی تہہ پر گردن اور کیوں نہ بھی گیا
 اس نے خیال کیا کہ اب بدو ن مقابلہ کیے جو اسے جان بچان چقن آد جو
 مقابلہ کرو، بھی ساحر ہی تو بھی ساحر ہی جکاوار چل جائے گا وہ نہاں ہے
 تو کیوں خوف کرتا ہے مقابلہ کر جو وہ نہاں پادشہ تیرے ہیں وہی ان کے
 ہیں پھر کیا اسکا خوف ہی یہ دل میں بخویر کر کے اور دل کو قوت کر کے
 کیا اسے سیماس کے بلند آواز تو کیا بکس رہا ہو اور اگر کچھ دھواں ہو
 سازی اور تیرنگ بازی ہی تو آئی ہو گوسے ہی میدان ہی میرے تیرے
 سحر آزمائی ہو جائے دیکھوں تو کیا ساحر ہی اور کس قدر مہارت علم سحر
 میں رکھتا ہے اوستا نے کیا تحکو تعلیم کیا ہی میں بھی تو ذرا تیرے علم
 کی قوت دیکھوں کہ تو کیونکر میرے سامنے اپنے علم سحر کی بلند پروازی
 کرتا ہو ایسے دیسے ساحر دن کو زیر کر کے بہت شکار، عوا سے سحر سازی
 کا ہو گیا ہے اور اپنے تئیں سامری و جہشید و قنٹ جانتا ہے تو بھلا مجھ سے
 سحر میں کیا سہر ہو سکتا ہے تیری کیا حقیقت ہو اگر آیا ہے تو آئین کیا
 تجھ سے ڈرتا ہوں جو تیرے مقابلہ سے بھاگوں تو وہی ہو کہ تحکو ہم
 سب نے ملکر اسیر کر لیا تھا اور فید کیا تھا و عا شین دے کر ظلم کشا
 نے آکر رہا کیا کیونکہ حالت قید میں قصا نہ تھی اس سبب سے
 بچ گیا ہوا اب تیری رٹنا آئی، اب تیرا بچا محال ہو اگر کچھ جرأت رکھتا ہے

رکھتا ہے اور کھڑے کھڑے ہوتا ہے اس میں کون سے کپڑے پہنتا ہے اور کون سے کپڑے پہنتا ہے
 جسکو خود وند سامری و تیشہ دنی اور دھرم بانی و دین پر ہوتا ہے جو دوسرے کے پاس نہ ہوتا ہے اور نہ ہی
 کہ واقعی تو ایسا ہی ہے اور وہ تیری جو میں نے جرات رکھ کر دیکھ کر اسے آگاہ کیا ہے وہاں سے اسے خبر
 ہوئی کہ سائنس سے غیر ہر ایک کو کون مثل تو یہ ہے کہ وہ سامری کی گیدی ہو وہ تیشہ دھرم
 شرتا شخص پر دھرم بانی کی بات ہے کہ سائنس خداوند کریم کے یہ سب تیشہ دھرم کے ہیں انہی پر تیشہ
 کی تشریح ہوتی ہے تیری یہ تیشہ کہ ایک کرپٹا اور بگاڑا ہے جسے بس میں ہی پہننے کو طلب کرتا ہے وہاں سے
 ایک اور تو بھی اپنے خداوندوں کو بلانے میں اس کے خداوندوں کے ہیں اور ایک کرپٹا ہے اسے
 زیادہ ایک تیر کو کرتا ہو کر میں تیر سے سائنس کو جوڑوں میں تیر خداوندوں کے تیشہ دھرم کے دیکھ کر اسے
 غنیمت ہو سامری و تیشہ دھرم کے تیر کو روک کر سائنس کے پاس سے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 میں سے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 کرپٹا کی مصلحت سے دی ہے اسے باندھ کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 طریقہ اختیار کیا ہوگا اسلئے میں حریم تیشہ دھرم کے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 کے لیے کافی ہیں افضل خداوند کریم کے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 ہوا تیری تیشہ دھرم کی تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 بلاترے پر سوار ہوا اور سائنس کے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 وغیرہ کے تیشہ دھرم کے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 کے اور تیشہ دھرم کے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 خواہاں ہوں ان سب کے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 ساحر ہوا ہے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر
 کریں کہ ان ساحروں کے آگے سلام لیا و عرض کیا کہ تیر کو روک کر اسے تیر کو روک کر

وہ آتے تھے وہ ہم سب بھی کھڑے تھے نہیر جیاد و جیاد کا ہوا تھا انہی نکاح منیر جیاد و پر پڑ گئی انھوں نے
 نہیر کو ڈانٹا وہ ڈانٹتے اور منیر سے ہلکے ہوا تھا یہ نہیر یا در و روت تیرے تیرے ہیں اور ہم جیاد کر لشکر
 منیر سے مقابلہ کرتے ہیں اور نہیر نے منیر جیاد و جیاد کے فرمایا کہ جیاد و روت لکھتے کو دوش پر جگہ دی
 اور تیر کو زخمی میں رکھ لیا اور شور و بان سے پیٹ کر گھر سے لڑنے لے آئے بارے ہوا منیر سے اور
 ایسا سے بلند آواز سے سحر بازی ہونے لگی سحر آرمائی شروع ہوئی تریخ دنار بج چلنے لگے اُدھو اعظم
 دخیہ سے ہمارے لشکر میں تلاطم ڈال دیا وہی بیات کرتا تھا کہ اسی گرمی جنگ و پیکر میں بلکہ اعلان حور پیکر
 بھائی شمشکال کی جو کہ اپنے کوہ پر سے معنوا صوبہ وغیرہ کے چلی تھی آکر پہونچی معرکہ جنگ و
 پیکار کو گرم پایا کیونکہ یہ وہاں سے تھا جیاد و جیاد کے قصد سے چلی تھی یہاں آکر شریک
 لشکر اسلام ہو کر لشکر کفار سے لڑنے لگی آتے کے ساتھ ہی اس غضب کا سحر کیا کہ تمام لشکر کفار میں
 تل طمع گیا اعلان حور پیکر نے ساحر و غیر ساحر پر سب پر سحر کیا کیونکہ یہ طریقہ اہل اسلام سے آگاہ
 نہ تھی ایک سحر میں اسنے سب کو دیوانہ بنا دیا اُدھو اعظم وغیرہ نے ساحروں کا ناطقہ بند کر دیا یہاں
 تو اسطور سے بازار کا زرارہ گرم تھا اُدھو منیر نے بادشاہ پر سحر کیا کہ اگر تمام ہوا اُس سے برقی چمک کر
 گری سیتا سے بلند آواز سے اشارہ کیا وہ برقی بر طرف ہو گئی پھر اسنے سحر کیا کہ ایک آذر آتش نشان
 ہوا پر پیدا ہوا وہ قلابا نشین چھوڑتا ہوا طرف سیماسے بلند آواز کے چلا جیسے ہی وہ قریب پہونچا
 سیماسے بلند آواز سے ہاتھ بڑھا کر اُسکے گلہ میں ہاتھ ڈالا اور ہاتھ پان سے اُسکے کاہ کو چیر کر
 پھینک دیا ایک شعلہ پیدا ہوا اُسنے اُس آذر کو جلا دیا لکھو ہو کر رہ گیا پھر نہیر جیاد و نے سحر کیا
 کہ ایک مرتبہ ہوا پانی ایسی سرد کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھ کے پار ہو رہی ہو برائے دیتی ہو دل و جگر
 کو سہی سے بلند آواز سے پتھر پڑھ کر دم کیا کہ وہ ہوا بر طرف ہو گئی گرم ہوا چلنے لگی اور ایسی گرم
 چلی کہ تھوڑے ہی غصہ میں منیر کی یہ حالت ہوئی کہ منہ میں کانتے پڑ گئے زبان تشک ہو گئی
 نالو بالکل تشک ہو کر رہ گیا پسینہ ہر من مو سے جاری ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کڑھ نار میں بھڑا
 ہوا ہوں اسنے بھی رد ہو گیا کرا سکی وہ حالت تو بر طاعت ہو گئی مگر عوا کی گرمی دم کم ہوئی اسنے
 اپنا حواس درست کر کے سیماسے بلند آواز پر جو سحر کیا کہ ایک زنگی سیاہ دام تیغہ ہاتھ
 میں لیے ہوئے ہوا پڑتا ہوا آیا اور آتے ہی تلوار کا دور سیماسے بلند آواز پر کیا کہ نہیر جیاد و

نے جو سوکھیں اُس گنبد کے ترے ترے ہوئے اور دھوان ہو کر اتر گیا۔ اُس گنبد کو درجہ و برہم کر کے اسی حالت
 زخمی میں نے قلعہ کیا کہ حرکتوں کہ منیر چہ دو کا کام تمام ہو بادشاہ جب تک سو کر کے کیے کہ منیر
 سو گیا کہ ایک دیوار مینی درمیان میں نہ ہو گئی سیماسے بلند آواز سے تیراں دیوار تہہ و حاصل و ایک
 فوراً اشارہ کیا کہ وہ دیوار منہدم ہو گئی اور گری استغفر صہ میں اسے سو تیراں لکھ لیا جیسے دیوار گری ہیں
 جیسے سامنا ہوا سیماسے بلند آواز سے ویسے ہی منیر چہ دو سے وہ سو کر کے تیراں ایک ہفتہ میں سے بلند آواز
 پر لکھا گیا کہ آسمان پر تیراں تیراں ہو گیا اُس آسمان پر ایک کتاب نکلتا ہوا اسکا عکس جو سیماسے بلند آواز
 پر پڑا اسی سے بلند آواز کی یہ حالت ہوئی کہ اس سر پہاڑی عرق ہوئی ہو پ نو سیماسے بلند آواز سے سو
 گیا کہ وہ آسمان تخت تخت ہو کر مثل روئی کے گاون کے ڈگیا وہ آواز بھی برطنت ہو گیا وہ گرمی اور
 وہ حالت جاتی رہتی یہ بھی اُس کے رد ہو منیر چہ دو نے سو لکھا ایک پتلی پیدا ہوئی اُسے ہاتھ میں ایک
 کستی تھی اُس آتش میں ایک کھد سے تھا آئے ہی اُس پتلی نے اُس کھد سے کو سیماسے بلند آواز
 کے ایک اسی خوشبودار عین سیماسے بلند آواز کے پوچی اُس خوشبودار کا پوچنا تھا کہ سیماسے بلند آواز
 سے منہ ہو کر تھوٹنے لگا جب منیر نے دیکھا کہ اس سو کر بادشاہ کو مست کر دیا اب یہ سب خود ہو کر
 نے کر چہ کہ نہ کات لوت یہ تو اس کھد سے چلا تیراں نہ پوچی تھا کہ ایک پتہ پہلو سے
 سیماسے بلند آواز کے پیدا ہوا اُس کے ہاتھ میں ایک پیکاری تھی اُسے آتے ہی وہ پیکاری اُس
 پر بادشاہ کے ماری ہو کہ کہ ہو شیار ہو جیہ حریت آپ قتل کی فکر میں ہو جو کہا اور پیکاری ہی
 کہ بادشاہ کو ہوش یا ہوش کا تھا کہ سیماسے بلند آواز نے اپنے سو کر کے پتہ کو دیکھا اور
 منیر بے دوش پتہ تیراں شمشیر بہت پایا و زری کہ منیر کو نے یہ سو لکھا تھا اپنے خون میں مار تو
 دیکھا کہ میں سہلہ کر دیو اور کیو منیر سے کرے پچھ میں سو کر کے خون جب خون کہ تو کر
 مفق نہیں کر سکتا ہو کہ یہ سب کا کا ترغ میں سے تیرے اوپر راتھ تو اسکو درد کر کے گا تو نے
 اپنے جوش میں اپ بے شہید کو قتل کر لیا اور خود پچا جب تو اپنے سو کر کے سہلہ تو میرے ہو کہ
 رد کر کے کا بے میرے ہاتھ سے پچ کر کہن جائے گا اور منیر چہ دو نے خیال کیا کہ بادشاہ سچ کہتا ہے
 باقی میں اسکا سر نہ کر سونکا ضرور اسے ہاتھ سے مارا جاؤنگا ور میں سے بس قدر سو کر کے سب
 سے درد دیکھا ایک ہی اسپر کار گر نہ ہوا سب درد ہو گئے ہیں بہتر ہے کہ اپنی جان بچانے کی فکر کرو

[illegible]

شمال کی طرف چلا آئے۔ راستہ بھی بند یا مغرب کی طرف چلا وہ بھی راستہ بند تھا اسی غلو سے جنوب و
شمال کا بھی راستہ بند یا اب اسے تھوڑا کب کہ زمین پر پہنچا اسی تاریکی میں غرق زمین ہو کر اپنی جان بچا کر
نکل چلا وہ تھوڑا کب کہ اسی حالت میں کہ طرقت نکل ہوئے لگا جوں جوں یہ تھوڑا کب کہ روشنی نظر
آئی غلی تاریکی رفع ہوئی جاتی تھی اور وہ اسے یہ چلا اس کے عقب میں سیما سے بلند آواز بھی چلا رومی
بیان کرتا ہے کہ وہ تاریکی میں کسی مقام پر تھی کہ جہان پر منیر جادو تھا دو سرے مقام پر نہ تھی پیچھے
روشنی تھی مقابلہ ہو رہا تھا رومی کہتا ہے کہ سیما سے بلند آواز سے اور منیر جادو سے جس قدر مقام بلند
ہوئے سب یہ بار اسے ہوا ہوئے اور میدان آتے تھے زمین زمین پر جہت اشرا سلام سے اور کفار
سے مقابلہ ہو رہا تھا اہل اسلام و علم شاہ و صاحب قرآن نے ہزاروں کافروں کو قتل کر کے ڈال دیا اور
اسی طور سے سحران اسلام و اعجاز و دودنیہ نے سحران نہ فرج و کافران بد انجام کا جس کی چارہاں
سمت سے تھی ماکہ نام من فلان جادوہ کی بعد بلند تھی سحران کے مرنے کی غلامت بلند تھی شعاع
آگ کے بلند جہت سے صاحب قرآن کر رہے تھے کہ صاحب قرآن نے اسی حالت میں دیکھا کہ منیر جادو
خود بخود سے سٹے آکر کچھ اتھوڑا صاحب قرآن نے انہیں فرمایا کہ یہ اطمینان کرنا کہ یہ ہر ہر کدک کر
سلی طرقت یہی رومی بیان کرتا ہے کہ سیما سے بلند آواز سے ایسا سحر کیا تھا کہ یہ زمین پر جو پوسچے تو
کسی دو سرے مقام پر پہنچے تھے اسی مقام پر پہنچے تھے کہ جہان صاحب قرآن تھا بد فرما رہے ہوں اور
سے کر کے اس مقام کی زمین کو بھی سخت کر دیا تھا اس خیال سے کہ شاید یہ جب کوئی صومعہ منڈی نہایت
تو جہت زمین ہو کر جب کے تو بڑی خرابی ہوئی بس منیر جادو و جہل نے ہاتھ پکڑ کر سائے صاحب قرآن کے
پہنچ دیا صاحب قرآن نے جوا سکوا اپنے سامنے پایا ہاتھ روک کر حیران ہوئے اور یہی خیال کیا کہ یہ
احسن کے لیے آیا ہے اسی سبب سے ہاتھ روک کر سلی طرقت دیکھا وہ منیر جادو و جوا اپنے سامنے
صاحب قرآن کو پایا وہ نکل گیا وہ خیال کیا کہ تو خود بخود دیکھ میں جہل کے اپنے پڑوں سے چلا گیا یہی تدبیر
ہو کہ جب یہ تلمس کش تیرے اوپر حربہ کر کے اس وقت تو غرق زمین ہو کر جہاں چل یہ خیال کر کے
اس تلمس سے موسیٰ کہ غرق زمین ہو کر نکل چلے اور پاؤں زمین پر مارے زمین کو سبک لانے پایا یہ حیران
ہوا کہ یہ زمین کیونکر اس قدر سخت ہوئی اسکا سبب کیا ہو فوراً اس کے ذہن میں آیا کہ سیما سے بلند آواز سے
نہ کر کے زمین کو سخت کر دیا اب تو بڑی بڑی آفت میں پھنس ہوا چھ تو اپنا حربہ کر کے یہ بھی کیا ضرر

اور اسکے شریک ہوں دین، سلام کہوں کہوں سوا سوا اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر جان بچنے کی
 نظر نہیں آتی یہ آئندہ جو تم سب کی رائے ہوں سب سے کہہ کر اگر آپ کی یہ رائے چاہو ہم نے یہی
 پسند کی بہت خوب ہے ہم سب کو مرغوب ہے اسلئے اب عرضہ نہ فرمایئے تشریف نہ لےنا چاہئے
 جس قدر رئیس و امیر و صاحب مرتبہ و اہل عزت لوگ تھے وہ سب کے سب کل اہل شہر کے
 مردوں کو اپنے ہزارے لے کر اور زور و مال سے ہاتھ پائی کر کے میدان جنگ کے روانہ ہوئے راوی بیان
 کرتا ہے کہ سارے شہر پناہ کے جو میدان تھے انہیں یہ تقابذ ہو رہا تھا اور سب لڑ رہے تھے یہ لوگ
 تو اوپر سے دست بہتہ و مال سے ہاتھ بندھتے ہوئے چلتے تھے کمال سے عزت ہرگز سب کو نہ
 تھری کی برطانت ہوئی وہ آرائی کی کشتی نام میں تیر چاواں بود اور مجمع فوجات ہو سب سے دیکھا کہ
 میدان جنگ میں لاش تیر چادو کی پڑی ہوئی ہو رہی تھی اہل لشکر کھڑے تھے دھڑلہ شجاعت سے وہ
 نے دیکھ کر علمہا سہا شکر گرد آئیے جس قدر سردار تھے وہ سب کے باقی اسیر ہوئے اسلئے انہیں
 باقی نہ رہا نہ تیر چادو کے بھروسہ پر نہ رہے تھے جب مسکو بھی اٹھتے تو باوجود جان و مال
 اور یہ تقدیر بدلتی تھی کہ خبر ہو کر کل لشکر ساحرین کو اپنے ہزارے لے کر میدان جنگ میں آگیا
 تھا بلکہ ہر ہاتھ یونہی سپہ سالار تو کل پس ہزار ساحرین کے یہ عالم ہے تیر چادو کے وہاں پہنچ
 تھا جب شہر کے وزیر کو معلوم ہوا تھا کہ بادشاہ و سند و طہم شاکر کے مقابلے میں ہو رہا ہے تو وہ کل لشکر
 جو کہ قریب تین لاکھ کے تھا اسے کر میدان جنگ میں پہنچا تو وہاں ایک جنگ ہوا تھا جس
 شد و مد سے لڑ رہا تھا تیر چادو کی لاش کو بائیں دیکھ اسلئے بھی حواس جاگتے رہتے تھے ساحرین
 لشکر سلیم نے اب جو ہر ہاتھ والا شکر کن روئے کجا جب سے بلند آواز سے کہتا تھا تیر چادو
 مارا گیا وہ بھی ہلاک ہوئے تیر چادو پر آیا اور شکر فوج سے تقدیر کر کے لڑ رہا تھا کھڑے ہو
 سب کو ایک ہی جہت میں کل لشکر کا سننے وہ بند کر دیا سب کے تیر چادو سے تیر چادو
 دھوا جہت میں آئے تیر چادو کے لشکر غیر سحرین کا سترہ لاکھ لاکھ تیر چادو کے لشکر
 اپنے افسردان و سرداروں کو کشتہ پایا اور اسیر مسکے ایک مرتبہ پناہ آئے تیر چادو
 ساحرین کے پناہ آئے دھڑلہ حیرت سے کہہ ہوئے تیر چادو کے تیر چادو کے تیر چادو
 لشکر کے میر بیکار ہو کر جو سب کے تیر چادو کے تیر چادو کے تیر چادو کے تیر چادو کے

قرار پر قرار لیا کہ وہ شکر کی طرح بھگتے گئے اب جو لشکر نے فرار پر کم کسی اور اودھ اودھ کے پاس گئے تھے جدھر
 راستہ لے اور جدھر جائے پناہ ملی یہ رنگ جو ان سرد روں نے دیکھا جو دو ایک باقی رہ گئے تھے اور وزیر
 منیر جادو نے پہلے تو بہت بہت چکا ست اور اہل لشکر کو آمادہ کیا کہ مقابلہ کریں مگر اب کون سنت
 ہوا اور کون نہ سنت کرتا ہر سب کے پاؤں اٹھ گئے ہیں سب بھاگ کھڑے ہوئے ہیں اب کون
 کسی کی سنت ہوا اور کون ٹھہر رہا ہر سب بھگتے گئے جاتے ہیں یہ جو وزیر نے رنگ دیکھا بہت کھبرا یا
 بہت حیران و پریشان ہوا دل میں کہنے لگا کہ کیا تدبیر کروں جو انسر قتل و اسیر ہونے سے باقی رہے
 تھے وہ بولے کہ جو آپ فرمائیے وہ کیا جائے وزیر نے کہا کہ لشکر تو سب بھاگ کھڑا ہوا اب ہم تم اگر
 لڑیں گے تو مفت میں جانیں برباد ہوئی مثل منیر جادو وغیرہ کے ہم بھی اسیر یا قتل ہو جائیں گے جب
 منیر جادو و کچھ نہ بن سکے جو کہ مانک در بند تھے تو ہم کیا بنائیں گے اس سے بہتر اور من سب یہ ہر
 کہ چکر طلسم کشا کی اطاعت کرو اور اس کے دین و نہ سب کو قبول کرو کیونکہ ثابت ہو گیا کہ یہ بڑا
 صاحب اقبال و نصیبہ و راجہ اور یہ طلسم ضرور فتح ہوگا اس طلسم کا فاتح یہ ہو جو جو مقام سخت و
 صعب تھے ان سب کو فتح کر لیا اب دو پاتین در بند اور باقی ہیں اور شنگاں سے متقابلہ ہوتا ہوا نکلو
 بھی نکل کرے گا اور جنگ کو بھی سر کرے گا اس سے کہ فائدہ جو بیگار کو پنی جان دین یہ جو وزیر
 نے ان سب سے کہا بدیا کہ چار عرصہ کیوں فرمائیے کہ یہ مرضی ہو کہ جس قدر لشکر باقی رہا ہے قتل
 ہو جائے اور فرار کر جائے جب امان طلب فرمائیے گا وزیر نے کہا کہ نہیں یہ اہل اسیر روں ہاتھ
 سے باندھے اور ایک برنگ کا دھو میں دبا دیں و پکار کر اہل لشکر سے کہ اب نہ فرار اختیار
 کرو ہم طلسم کشا سے امان طلب کرتے ہیں وہ ضرور امان دے گا یہ کہ اگر اسی حالت سے سکے
 سب طن صاحب قرآن کے چلے اوہرا اہل لشکر یعنی ساحروں نے جو یہ سنا کہ سب سردار
 امان طلب کرتے ہیں وہ طلسم کشا کی خدمت میں جاتے ہیں باہم کہا کہ جب تک یہ خدمت
 میں طلسم کشا کے جیسے اور امان طلب کریں گے اس وقت تک یہاں فائدہ ہو جائے گا ہم کو
 کیا فائدہ جو ہم بیگار کو اپنی جانیں برباد کریں جب امان مل جائے گی ہم سب چلے آئیں گے
 اُدھر لشکر اسفند بادہ لشکر لا جو رو و لشکر الہمر زج کلاہ کے اہل لشکر اور جو
 سردار باقی تھے اٹھوں نے دیکھا کہ ہمارے افسر و بادشاہ قتل ہوئے و رلا کھون بل لشکر

دار سے گئے اور کچھ فائدہ نہ ہوا بلکہ انھیں لوگوں کا لشکر جم پڑا سب آیا ہوا لشکر فرور کرنے لگا باہم صلاح
کی سوائے اطاعت کے دوسرا امر نہیں تھا کہ جان سپکاؤ و منفعت اس سے کیا حاصل کہ ہم جو نہیں
برباد کریں امان کیوں نہ طلب کریں اور اطاعت کیوں نہ کریں جبکہ ہم رحمت خدا سے سزا سے گئے اور
اسیر ہوئے لشکر البر کے اہل لشکر نے باہم کہا کہ گویا بدشاہ ہمارا قتل ہوا مگر ہمارے سپہ سالار سے
تو پسر ظلم کشا کی اطاعت کی اور اسے دین و مذہب کا نقیب رکھتے ہیں کیوں شاید کہ میں جبکہ بادشاہ
قتل ہو چکا ہو پس ان چاروں لشکروں کے اہل لشکر اور سردار ہر ایک کو دو انتوں میں دو باکر چارے کہ
امانت یا صاحب جمعہ ان ہم چیتہ کردار کے ہاتھ سے ہم کو ان مرحمت ہوا دھڑکے یہ لوگ پکارے
وہ حضرت ساحران لشکر منیر جاوونے امان کی عداوت کی چاروں تخت سے جدا سے امان امان
ہے کی اہل اسلام پکارے کہ امان بشرط امان ملے گی ان سب نے کہا کہ یہ ان بھی لاسے میں
ہم کو امان مرحمت ہو جو کہا پس صاحب قرآن نے وحی شامست ہاتھ روک لیا نقیبوں نے پکار کر
کہا کہ اب کوئی قتل نہ کرے صاحب قرآن نے ان سب کو امان مرحمت فرمائی یہ جو پکار کر کہا اس
وقت اہل لشکر نے ہاتھ روک لیا اور ساحران اسلام نے سحر کرنا موتوں کیا سب طرف ترائی
موت موت ہوتی ہر طرف امن و امان ہو گئی صاحب جمعہ نے ہاتھ روک کر تنور کو فیہ میں کر کے کھڑے
ہو گئے پہلے سردار لشکر اسفندیار کے آئے انھوں نے ہاتھ جوڑ کر خدمت دعا جعفران بین
رض کیا کہ ہماری خطا و قصور کو معاف فرمائیے ہم کو امان مرحمت فرمائیے یہ کہہ کر قدم صاحب قرآن
پر سر جھکا یا صاحب قرآن نے سب کو تشفی و دلدادہ مست فرمایا اور اسے ہونے کے لئے کہ اسے چور سے
اہل لشکر و سردار اگر کہ فیوس ہوئے اُسے ویرانی دعا جعفران نے شفقت فرمائی اور ان کا اور
لشکر اسفندیار کے اہل لشکر کو حکم دیا کہ تم لوگ ایسا طاعت کرو کہ تمہارے ہم فرود گاہ پر پہنچ کر
تم سب کو کلمہ تعلیم دے گئے یہ فرما کر تمہارا تھا کہ لشکر انہیں کہ اسے آواز دے گا پھر چھو کہ لشکر لا جورد
کے لوگ نہ چند مست ہوئے آدھ سب وقت میوئی جہاں سے اُسے پڑھا جعفران نے مہربانی
فرمائی انکو بھی ایک نعمت شہر سے کا جو دیا کہ نہ رات نہ دن کے سسرور و اہل لشکر
نہ مست ظلمت میں نہ فرہوئے فریاد شہر شہر نہ کہیں نہ کہیں کھڑے ہوئے جو
اہل لشکر و دیگر مرد و زن کو اسے ہونے دیا اور ان سے بے باک ہونے دیا

ہیں اور انھیں گھاس کی پیٹیاں دیائے ہوئے ہیں مریخ نے علمشاہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مدد فرمائیے کہ سب اہل لشکر حاضر خدمت ہوئے ہیں کیونکہ امان طلب کی ہو اور ان کے خواہشات کی ہوئے ہیں علمشاہ نے فرمایا کہ آئے دوان سب کو لے جا کر صاحبقران کی خدمت میں خطبہ معائنہ کراؤ نگارادی ہیں کرتا ہوں کہ علمشاہ یہ کھد فرما رہے تھے کہ سب اپنے لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر اور بادشاہوں کو کہ جنکو میں نے اپنا مطیع کیا ہوا انکو قدم صاحبقران پر گرے اور مشرت خدمت کی سعادت سے کراؤن کہ یہ اہل لشکر اگر خدمت علمشاہ میں پہنچے اور مریخ سے کہ کہ ہی رہی سفارتیں فرمائیے آئی کی خدمت میں ہم اسی سبب سے آپ کے پاس آئے ہیں کہ اب اپنی اطاعت کی چکے ہیں راوی بیان کرتا ہوں کہ مریخ شیر شکار نے سب اہل لشکر کو لا کر قدم پر علمشاہ کے گرایا علمشاہ نے سب کے حال پر شفقت فرمائی بس علمشاہ اپنے اہل لشکر کے معہ سبب سر داروں اور کل بادشاہوں و مریخ کو و دیگر اہل لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے پہلے خود قدم پر گرے مریخ کا یا صاحبقران نے علمشاہ کے سر کو سینہ سے لگایا اور اب علمشاہ نے سب کے ناموں سے صاحبقران کو آگاہ کیا ہر ایک کو قدم پر گرایا اب جب سب حاضر ہو چکے اور علمشاہ اپنے اہل لشکر و اہلکاران لشکر و محاسبان لشکر کو حکم دے کر آئے تھے کہ خیمے پر پا کر و اور ہمارے لشکر کے کشتون کو شمار کرو اور جو کفار ہم نے اسیر کیے ہیں انکو داخل قید خانہ کرو اور جو اہل لشکر ہمارے لشکر کے مجروح ہوئے ہیں انکو شف خانہ میں داخل کرو اور بارگاہین بریا کرو سب اہل لشکر پڑاؤ پر کھولیں اور لشکر البرزج کلاہ کے بھی لشکر کو جگہ دو اور اس لشکر کے بھی زمینوں کا شمار کرو اور جو انہیں زخمی ہوں انکو بھی شف خانہ میں جیرو ہم خدمت صاحبقران میں جاتے ہیں وہاں سے انکو ان سب کو حکم تعلیم کرینے اور جو انہیں سے اسیر ہوئے ہیں انکو داخل زندان کرو ہم انکا دربار سمجھیں گے یہ کلمہ خدمت صاحبقران میں روانہ ہوئے تھے یہاں سب نے بموجب حکم علمشاہ سب سامان درست کیا خیمے وغیرہ برپا کیے لشکر اترا ایک طرف لشکر البرزج کلاہ اترا اور اہلکاران لشکر کے لیے بارگاہین وغیرہ برپا ہو گئیں زمین راستہ ہو گئیں اسیروں کو داخل زندان کیا انہیں لشکر البرزج کو گستاخ و دو سرے لشکر کے بھی نیک تھے ان سب کو شمار کر کے زندان میں داخل کیا انہیں زمین بھی گستاخ

دینے سے مرہم کی پٹیاں چڑھائی تھیں علاج دوتے لگا دھر محاسبان شکریت جو شمار کیا تو شکر سبب
 کے لئے عظیم شکر اور اسے شکر کے ایک اور کفار کے لشکر کے ایک سبب شمار کر کے اسے اپنے
 مرتبہ پر چھوڑے اور کمرین کو مین راوی بیت کرتا ہوا کہ علم شاد کے لئے پر بھی مین شہادہ روزہ تک و
 پیکار ہوا کی بازار ملک گرم رہا شکر کو تین دن لگا اور اہل اسلام سبب شہادہ روزہ تک لگا رہا اور
 اتنی بد کیس سیلے شکر آدودہ ہوا اور عسکر علم شاد خدمت صاحب جعفران مین پہونچے تھے اور
 شہزادہ سعادت قدوس ہوئے تھے کہ مرجان جادو وزیر شیر جادو مع اشکر کے حاضر ہوا اور
 قدوس سی بیان یاتے آئے صمد مین کل شکر صاحبان کا لشکر سب جمع ہو گیا ایک طرف لشکر غیر صاحبان
 انقب صاحب جعفران مین عتبتہ لگا تھا اور دوسری طرف لشکر صاحبان سب جمع ہوئے اور
 اہل شہر نے تو اس قدر شہر کی بارگاہ عرض کیا کہ فرو و گاہ پر اشکریت کے چنے اور بارگاہ وزیر جعفران قیام
 فرمایا صاحب جعفران نے فرمایا کہ بارگاہ مین وغیرہ کہاں ہیں جو بیت بارگاہ مین چلون و فرو و گاہ
 اس مقام پر ہیں تو یہاں اکیلا آیا تھا اہل لشکر اور آپ لوگ تو شہر بھٹانے تو شکر ایک جنگ
 ہو گئے تھے وغیرہ یہ تو شہر پر پا ہوئے تھے کہ مین دہان چلون حکم اسٹیلینوس وغیرہ تھے
 کیا کہ تب ہم یہاں آکر پہونچے تھے تو ہلکاران اشکر کو حکم دیا تھا کہ تمہارے وغیرہ ہر پا کر و ہر بارایت
 سستہ کر دینا جنگ دہریت سے فرصت مے کی تو صاحب جعفران میدان فرود کش ہوئے اور کہاں
 لشکریت دہریت کے ٹھکانے ہوئے ہوئے بس یہ ہوا کہ اس کے ساتھ ہی باگاہ مین ترین بس
 یہ موتی بے شکر سب سامان درست ہو گا آپ شہزادہ کے چلین بیکار سبب اسے باندھا اور
 مع اشکر جادو وغیرہ کے خدمت مین آیا اور قدوس سی حاصل کی اب صاحب جعفران نے جہان کے
 قصد کیا تھا اہل شہر فرہاد کوئے آئے اگر سبب نے خدمت مین قدوس سی حاصل کی
 اور عرض کیا کہ حضور شہر مین شہزادہ کے چلین شہر کو اپنے قدم مین است لازم کے نورستہ منور
 فرمایا سب ہم سب کو خدمت زیارت حاصل ہو کہ وزیر شیر چاہا نے بھی عرض کیا
 صاحب جعفران نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم سب کی کیا رہا ہے ہر سب نے
 عرض کیا کہ جو مرضی مبارک فرمایا کہ کیا نقصان ہو جو لوگ تھے مین اس کے کئے پر عمل کرتا تھا
 تاکہ یہ تاخوش نہ ہوں اہل لشکر کو حکم دو کہ وہ چلاوے اور ترین کمرین حضور مین اس کے اہل اشکر

اترین کشتوں کا شمار کریں جو کہ اہل اسلام کے کشتے ہوں ان پر نماز پڑھ کر دھن کریں اور تہن کو گذر کے
 ہوں انکو اٹھا کر کسی غار میں ڈال دیں اسیروں کو داخل زندان کریں کل صبح کو سے کر حاضر ہوں
 تاکہ انکا دربار سمجھا جائے اور مجروحوں کو شفا خانہ میں داخل کریں تاکہ انکا علاج ہو سب اشکوں
 کے زخمیوں کا کیونکہ ان لوگوں نے بھی تو ہماری اطاعت کی ہر جسم دیکر صاحبقران سے اہل شہر و
 وزیر سے فرمایا کہ چلو بس تخت پر بیٹھو بلند آواز کو سوار کیا اور سب سردار سا حرد غیر
 ساحر و تخت ہوئے کل لشکر میں کو اسی مقام پر چھوڑا خواجہ نے سب مال و اسباب وغیرہ
 لوٹ لیا خلاصہ یہ کہ مرجان جادو صاحبقران و سب بلند آواز کو لے کر داخل شہر
 منیر یہ ہوا کہ علمدار شہر ہی میں امارا راوی بیان کرتا ہے کہ سب اہل محل فرار کر گئے تھے خبر
 قتل منیر جادو و سب کے صرف زہر منیر جادو و واسکی دختر و چند خواہین رہ گئیں تھیں اس خیال سے
 کہ جو ہمارا وارث تھا وہ مار گیا اب در بدر پھرنے سے کیا حاصل ہے اس سے عقلمند اشکال طاعت
 کیوں کریں کہ جسکے سب سے ہر طرح کی راحت و آرام ملے صاحبقران جب یہاں داخل
 دربار ہوئے سب سردار بہن کو مکانات دیر سے دیئے وہ سب آراستہ تھے سردار ان
 مکانات میں اتر کر ایک محل میں صاحبقران فروکش ہوئے خواجہ نے جانے کے ساتھ
 ہی خزانہ پر اپنا قبضہ کیا سب مال و اسباب لوٹ کر داخل زمیں کیا حکیم اوڑھو کر خزانہ میں
 گئے تھے بالکل خزانہ خالی کر کے چلے جب یہاں سب اتر چکے اسوقت علمشاہ نے
 عمر جعفران سے عرض کیا کہ میں اپنے لشکر کو فروکش کراؤں تو حاضر
 ہوں ہیں اپنے سب سرداروں کو لے کر علمشاہ اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں بیٹھ کر
 ان سب نے عرض کیا کہ جنگ کو حکم دے گئے تھے کہ سب بندوبست کر رکھیں ورنہ سب
 سامان اور جنھوں نے کشتوں کا شمار کیا تھا عرض کیا کہ آپ کے لشکر سے دس ہزار
 لشکر درجہ شہادت پر نریز ہوئے ہم نے ان سب کی لاشوں کو جمع کر کے نماز پڑھ کر
 دفن کر دیا اور لشکر البز کے بیس ہزار لوگ کا م آئے ان سب کو صحرا میں ایک بڑا کھنڈ
 اور پانچ ہزار اہل اسلام بھی آپ کے لشکر کے خزانہ ہوئے ہیں اور آٹھ ہزار لشکر البز
 کے سب کو شفا خانہ میں ہو جب حکم پڑھا تو انکا علاج ہو رہا ہے اور دس ہزار

ہوئے بین وہ سب داخل زلفان میں رہتے تھمشاہ نے فرمایا کہ ان سب کا وہ ہار کل لکھا جاسکے گا
یہ فرما کر مقام آرام پر آئے کچھ نوش فرما کر آرام کیا اسے اور سب بند و بست لشکر تھا بہت قرار
میں بھی ہوا تھمشاہ نے اپنا شکر الگ لشکر صاحب جہان کے پاس رکھا مگر کچھ فاصلہ پرادی بیابان
کرنا ہوا کہ لشکر منیر حیات و قوت ہمراہ صاحب جہان کے داخل شہر رہا تھا مگر شکر اسفندیار وغیرہ شامل
لشکر صاحب جہان نہ تھا ایک سمت لشکر ساحران فروغی ہوا اور ایک سمت میں لشکر غیر ساحران
شیخے وغیرہ و بارگاہین قبل سے برپا تھیں بازمین آستانہ تھیں یہ موجب حکم صاحب جہان لشکر
ساحران کے کارپردازوں سے سب بند و بست لشکر ساحران کا کیا جسٹو سے صاحب جہان
نے حکم فرمایا تھا اسٹو سے اور لشکر غیر ساحران کے اہلکاروں سے یہ موجب ارشاد صاحب جہان
کے بند و بست کیا اور سب راحت آرام سے اُتیسے اور رات بسر کی پوئست سحران اندرون
شہر صاحب جہان سے بیدار ہو کر وضو وغیرہ سے فراغت فرما کے دربار میں تشریف لائے سب
حاضر و بار ہوئے دہلی طرف لشکر صاحب جہان کے سردار تھے اور ہائین طرف لشکر منیر حیات و قوت
اسفندیار وغیرہ کے لشکر کے سردار بھی تخت پر سہا سے بلند آواز نے جلوہ فرمایا اور کھل شکر و کتہ
پر صاحب جہان نے خواجہ سائے صاحب جہان کے ایک کرسی پر بیٹھے جب دربار آراستہ
ہو چکا صاحب جہان سے وزیر منیر حیات و قوت فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ کوئی لڑکا ہو منیر حیات و قوت پرستے
عرض کیا کہ یا صاحب جہان لڑکا تو کوئی نہیں ہے ایک لڑکی ہے کہ بہت حسین و خوبصورت ہے اسکا
نام ملکہ زلزلہ سوانگن ہرگز نہ کی بہت بڑی آرزو تھی منیر حیات و قوت صاحب جہان سے فرمایا کہ وہ
لڑکی کہاں ہے اسنے عرض کیا کہ محل میں ہے گوہر سب اہل محل تو بھاگ گئے مگر زوجہ منیر و دختر
منیر نہیں بھاگیں وہ آپ کی زیارت کی بہت مشتاق ہیں نہ مبوسی کی خواستگار ہیں صاحب جہان
نے فرمایا کہ اچھا دیکھا جائے گا انکو ہماری طرقت سے دعا کہ دعا اور بہت اطمینان دینا وزیر سے
عرض کر رہا تھا کہ ایک چوبدار سے لا کر ایک عریضہ ہاتھ میں دیر کے دیا وزیر نے اسے عریضہ کر
دیکھا اس پر تحریر تھی کہ عریضہ خدمت صاحب جہان میں پیش کرنا اور اس پر زوجہ منیر حیات و قوت
مہر مٹی میں دیر سے وہ عریضہ پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ عریضہ زوجہ منیر حیات و قوت سے ہے آپ کی
خدمت میں تکریم کیا ہے صاحب جہان سے وہ عریضہ وزیر کے ہاتھ سے لے لیا اور اسکو خود راجح

لڑایا اس خیال سے کہ معلوم ہونے کی خبر میری راوی بیان کرتا ہے کہ منیر چادری کی زوجہ نے تحریر کیا تھا کہ یا صاحب قرآن یہ کنیز میرا پاسے تمہارے آپ کی زیارت کی بہت مشتاق ہے لہذا اسے قدامت بہت نزد م سے میرے کا شائع کو منور فرمائیے تاکہ میری امید برائے اور میں آپ کی زیارت سے مشغول ہوں میرے شوہر نے میری یہ حالت کر کے اپنی جان دی جو اسے مقدر میں تھا وہ ہوا یہ کنیز آپ کے کرم و بخشش کی امید دار ہے مجھ پر وہ پر نظر عنایت رہے اور کنیز راوی کا آپ کو اختیار ہو چکا ہے عریفہ صاحب قرآن نے پڑھا خود اس کی پشت پر یہ تحریر فرمایا کہ اطمینان رکھو اور کسی قسم کا شوق و اندیشہ اپنے دل میں نہ لاؤ ہم تم سے بہت خوش ہیں باطمینان تمام تم محل میں رہو ہم آپ کے یہ تحریر فرما کے وزیر کو دیا کہ یہ اسی شخص کو دے دو جو کہ لایا تھا ہم نے جیسا کہ تحریر کر دیا ہے وزیر نے لے کر چوہدار کو دیا چوہدار وہ عریفہ لے کر محل کے دروازے پر آیا محلدار کو دیا محلدار نے ملکہ کو جا کر دیا ملکہ جواب دیا صواب پانچ بہت خوش ہوئی اور حال سماعت فرمائی کہ یہاں دربار آراستہ ہو پس صاحب قرآن نے اس وقت ان لوگوں کو جو کہ دربار میں ان سب شکروں کے موجود تھے کل طیبہ تعلیم فرمایا سب کے سب کلمہ پڑھ کر از سر حدی مسلمان ہوئے جو کہ ساحر سے انھوں نے اطاعت اسلام اختیار کی وزیر کو حکم دیا کہ سب اہل لشکر و اہل شہر کو جمع کر کے انکو بھی اطاعت اسلام کے اختیار کرنے کا حکم دو چنانچہ وزیر نے اس وقت منادی کرائی سب اہل شہر اور اہل لشکر حاضر ہوئے اور واصلت پس سب نے حاضر ہو کر وزیر نے حکم صاحب قرآن سے سب کو آگاہ کیا اس وقت جو کہ سارے تھے انھوں نے کلمہ پڑھا جو کہ ساحر سے وہ مطیع اسلام ہوئے بت نامہ سمجھ گئے مساجد بنی بنا ڈالی گئی گزوسکہ بنام سعد بن قباد کے بر موجب حکم صاحب قرآن جاری کیا گیا چنانچہ شہر منیر یہ تمام و کمال اسلام آباد ہوا مثل شہر سوسن و شہر اعظم و کوہ ایک ستون کے جیسے ان سب امروں سے صاحب قرآن فارغ ہوئے اب صاحب قرآن نے سر رازانہ طور پر ان کو دیکھا کہ کس کس کو کس کس کو کہ یا تو خود جاؤ یا بذریعہ ہاموں سسکہ بنی شہر کو خبر دو کہ وہ دین اسلام قبول کریں اور سب بتکدہ منہدم کر کے مسجدوں کی بنائیں والوں ان سب نے اپنی بہت خوش پس اس وقت دیر کو طلب کر کے نامے تحریر کرائے تو یہ محفلوں سے کہ تھا رسے بادشاہوں نے شکست کھائی صاحب قرآن کے ہاتھ سے

دار سے گئے ہم نے جب دیکھا کہ کسی صورت سے جان نہیں بچتی یہ جب بادشاہ نہ کچھ کر سکتے تو ہم
 کیا بنالین کے اطاعت کرنا مناسب ہو لہذا ہم نے اطاعت کی تم کو بھی تحریر کیا جاتا ہو کہ جہ
 حکم اس ناموں میں تحریر ہیں اسکو سب اہل شہر عا یا سے شہر کو تعلیم کرو اور ہنگامہ وغیرہ منہدم کرو اور
 سا کی بنیاد الوجود قاعدہ تحریر ہیں اپنی عمل کرو گزوسکہ بنام بادشاہ اسلام جاری کرو اگر اسکے
 خلاف کرو گے تو صاحبقران کو اسی مقام پر مع لشکر کے موجود پاؤ گے آئندہ تم کو اختیار ہو یہ تحریر
 کہ اسکے ساندنی سواروں کے ذریعہ سے روانہ کیے ساندنی سوار وہاں پہنچنے داخل شہر ہوئے
 اور ان شہروں کے وزیروں کو اور بادشاہوں کو جو کہ لاہور دلا جو رد وغیرہ کی طرف سے حکومت
 کر رہے تھے انکو نامے دیئے انھوں نے نامے پڑھ کر اہل شہر کو جمع کیا اور نامہ پڑھ کر سنایا چنانچہ
 سب نے کہا کہ پھر کیا چارہ ہے جب بادشاہ چھوٹے ہوئے تو ہم کیا کر سکتے ہیں بیچارہ جان دستہ
 کیا قاعدہ ہوا طاعت کرو بس یہ موجب تحریر کے سب نے فکر پڑھا اور دین اسلام قبول کیا
 ہنگامہ منہدم کروئیے سب مسجد میں تیار ہوئے لیکن دین اسلام کا ڈنکا شہر لاہور و شہر لاہور
 میں بجنے لگا گزوسکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا شہر لاہور و شہر لاہور کے باشندے
 سادات ہوئے یہ سب بندوبست ہو چکا ان شہروں کے وزیروں نے لکھ کر عرض کر دیا
 کیے کہ ہم نے یہ موجب تحریر صاحبقران اطاعت کی اور دین اسلام قبول کیا اھل چشتی
 نے انھیں وزیروں کو وہاں کا حاکم کیا تھا یہ تحریر کر دیا تھا کہ اگر لاہور دلا تہور کی اولاد ہزار
 قبل حکومت ہو تو اسکو تخت پر بٹھانا اور اگر اس قابل نہ ہو تو تم لوگ اسکی طرف سے بنیاد
 حکومت کرنا جب وہ اس قابل ہوئے اسوقت انکو انکی حکومت دینا اور تم وزارت کرنا
 اگر اولاد نہ ہو تو تم حکومت کرنا ہم نے تم کو حاکم کیا چنانچہ ان دونوں کے اولاد نہ بھی وزیر ہوئے
 کے حاکم ہوئے یہ اقبال صاحبقرانی تھا کہ حضرت نامہ میں پران ملکوں کے باشندے نے یہ
 ہوئے کسی نے غدہ تک نہ کیا یہاں کا تو حال گذرا کہ تحریر ہوا اب دربار صاحبقرانی
 حال تحریر ہوتا تو کہ جب نامے وغیرہ روانہ ہو چکے اسوقت صاحبقران نے خواجہ
 فرمایا کہ اگر خواجہ اسفندیار کو زبیل سے نکالو تاکہ میں اسکو بھی شہر سے باسلام کروں اور
 اسکی شرط سنو ان خواجہ نے اسفندیار کو نکالا ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا اسنے میں

ہو کر صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ مجھ کو رہا کرو مجھے یہیں سے آپ کی اطاعت کی جو ہو اور میرے ہاں آگے
ایک زبان ہوتی ہے میں کبھی اپنے کئے سے منحرف نہ ہوں گا صاحبقران نے حکم فرمایا کہ رہا کرو چنانچہ رہا
کر دیا گیا کرسی رحمت ہوئی وہ مجرا بجا لا کر کرسی پر بیٹھا اب صاحبقران نے فرمایا کہ پہلے تم اپنی شرط
بیان کرو کہ کیا شرط رکھتے ہو ہم پہلے اسکو پورا کریں پھر تم سے دین اسلام کے قبول کرنے کو کہیں گے
اسفندیار نے جواب دیا کہ کیا عرض کروں اگر گستاخی معاف ہو تو عرض کروں صاحبقران نے فرمایا
کہ شوق سے عرض کرو اسفندیار نے عرض کیا کہ میں ایک مدت سے دختر منیر جادو و پر عاشق
ہوں تصویر دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا مگر بہ سبب ساحر ہونے کے اُس سے کہہ نہ سکتا تھا کہ یہ کدو
ساحر تھا میں غیر ساحر ہوں یہ خوف ہوا کہ اگر میں اسکی درخواست کروں منیر جادو و ناخوش ہو
اور میرے مجھ کو قتل کر دے تو میں کیا کروں بس اُسیدن سے اسکی آتش فراق میں جلا کرتا ہوں
اگر میری معشوقہ کو مجھ کو دلا دیجیے تو میں دین اسلام کو قبول کرتا ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ تم
اس امر سے اطمینان رکھو تمھاری معشوقہ تم کو مل جائے گی اب اسکی طرف کوئی نہیں دیکھ سکتا
ہر جہت قطع قسم کے تمھارا عقد اُسکے ساتھ کر دیا جائے گا اسفندیار نے جواب دیا کہ اب مجھ کو کلمہ
تعلیم فرمائیے پس صاحبقران نے کلمہ تعلیم فرمایا اسفندیار کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا
اسکو بھی جگہ ملی دست راست کی طرف اب اسنے بھی نامہ اپنے ملک کی طرف اپنے وزیر کو روانہ
کیا جسکا منہمونیہ تھا کہ میں سے صاحبقران کی اطاعت کی تم بھی سب اہل شہر کو مسلمان
نرو سب طایفہ دین اسلام کے تحریر کر دیئے نامہ برنامہ لے گیا وزیر اسفندیار نے یہ موجب
دستہ باد شاہ کی تحریر کے سبکو مسلمان کیا سب شہر اسلام آباد ہوا گزرو سکے بنام قبساو شہر بار
جاری ہوا مسجدوں کی بنادالی کئی تیکہ کھودے گئے شہر اسفندیار یہ بھی اسلام آباد ہوا یہاں
سے بھی وزیر شہر مسلمان ہوئے وزیر نے لکھ بھیجا کہ بموجب تحریر آپ کے ہم کار بند ہوئے نامہ بر
نرو سب لے کر دیاں جیل راوی بیان کرتا ہے کہ جب اسفندیار بھی مسلمان ہو چکا اس
وقت کہ اسکا نام تھا کہ اسکا کہ خواجہ کو لشکر میں روانہ کروں اور قیدیوں کو طلب کروں کہ
میں نے یہ بھیجا کہ ایک نازنین مہر نگین سراپا ناز و ادون سے بھری
نرو سب لے کر دیاں جیل راوی بیان کرتا ہے کہ جب اسفندیار بھی مسلمان ہو چکا اس

اور پھر انا نام کیا جو اور تم سے دشمنی کل سے قرابت کیا جو ملک سے پلٹ کر دیکھا کہ یہ خدا کون سے آتی
 کون ایسا ہے تمیز کر کے جس نے یہ کشتی کی کہ صاحب قرآن پر سبقت کی کیونکہ یہ جب یہاں آتی تھی
 تو اس نے ایک طرف سرداران و رہبر اعظم و سوسن و کوہ بے ستون و حکیم استقلیثوس وغیرہ کو بیٹھے
 ہوئے دیکھا تھا اور برابر تخت کے اعظم جادو و سوسن جادو و ملکہ بر جیس آفتاب منظر وغیرہ کو
 اور تخت پر بادشاہ سابق کو اور صاحب قرآن کو ونگل پر جلوہ گر پایا تھا اور ایک سمت سرداران
 منیر جادو و سوسن کے اسنے خواجہ کو نہیں دیکھا پلٹ کر چو دیکھا تو خواجہ کو کرسی پر بیٹھے پایا چونکہ یہ
 فریفتہ ہو چکے تھے خواجہ کو جو اسے دیکھا بے قرار ہو گئی مگر دل کو روکا اور دل سے کہا کہ یہ طریقہ با ست
 کرنے کا اچھا تھا پلٹ کر کہا کہ میں نے آپ کو پہچانا آپ بھی میری خطا کو معذرت کریں واقعی مجھ سے
 بہت بڑا قصور ہوا تھا جو میں نے آپ کو اسیر کر کے روانہ کیا تھا میں آپ سے نہایت درجہ شرمندہ
 ہوں مگر اسے شرم کے میری آنکھ نہیں چارہ ہوتی ہو خواجہ نے فرمایا کہ یہ کوئی امر شرمندگی کا نہیں
 ہو جو کوئی اپنے دشمن یا اپنے عزیز کے دشمن کو جہان پاتا ہوا اسکی اسیری اور گرفتاری کی فکر کرتا ہو
 بلکہ یہ منشا ہوتا ہو کہ جس طور سے ہوا سکو قتل کریں اگر تم نے ایسا کیا تو کیا مضائقہ تھا کوئی
 خلاف نہیں کیا وہ تو زمانہ گذریا میں بھی رہا ہو گیا تم نے بھی اگر شراکت کی اس کیا ہوتا ہر ہم سبکے
 دل سے تمھاری طرف جو کچھ تھا نکل گیا میں بھی صاف ہوں بالکل کسی قسم کا خیال نہیں ہوا اب
 تم اطمینان رکھو کہ کوئی تم سے عداوت نہیں کرے گا اب تم صاف طور سے ظاہر کرو اپنے نام و
 نشان کو گو میں واقف ہوں مگر صاحب قرآن نے نہیں سنا ہو یہ لوگ آگاہ نہیں ہیں یہ لوگ تو
 آگاہ ہوں گو جو کہ ساکنان طلسم ہیں وہ تو تم سے واقف ہیں مگر صاحب قرآن تو نہیں واقف ہیں
 تب اسنے کہا کہ یہ تمیز مبرا ہے تمیز کیا اپنے نام و نشان کو ظاہر کرے اور کیا بتائے پس یہی کافی ہو
 کہ گناہ رہوں تو بہتر ہو کہ کیوں اپنے نام و نشان کو ظاہر کر کے اپنے کو بدنام کروں کیونکہ ننگ
 خاندان ہوں خواجہ نے فرمایا کہ بیان کرو صاحب قرآن پر ضرور ظاہر کرنا چاہیے تم بیکار کو اپنے نام و
 نشان کو نہیں ظاہر کرتے ہو تم نہ ظاہر کرو گے تو اور لوگ ظاہر کر دیتے اس سے بہتر ہو کہ اپنے کو
 تم خود اپنی زبان سے ظاہر کرو یہ جو خواجہ نے فرمایا اور کہا کہ تم ہماری سرپرست اور محسن جواب
 ہم تم سے بہت خوش ہیں یہ جو خواجہ نے کہا اسی وقت سلطان نے جواب دیا کہ اس آپ کی

نوٹہ می کو مہاراجاں تو پر پیکر کئے پینا اور پینہ والی ہوتی ہیں جن کے کئی کئی ہزار ہوں کے ہوتے ہیں
 آپ میری سب سے بڑی نشان سٹھ آگاہان پوجیئے اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 واقعہ یہ ہے کہ یہ دین سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 ششکال کی اور صاحب قرآن کو بھی راتوں رات پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا
 اس وقت سے صاحب قرآن سے صاحب قرآن تو پر پیکر کئے پینا اور پینہ والی ہوتی ہیں جن کے کئی کئی ہزار ہوں کے ہوتے ہیں
 اہل ان سے بھی کہ یہ میری بھی بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 تاکہ میں دین اسلام قبول کروں اور خدا سے مل سکوں اور میری پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 ملکہ ابھی تم کو کہ پڑھو اور نہ تم کو پڑھو اور نہ تم کو پڑھو اور نہ تم کو پڑھو اور نہ تم کو پڑھو اور نہ تم کو پڑھو
 لہذا جو شہر ہے اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 سے تم بھی مطلع اس میں ہوں یہ موجب کئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 وزیر زادی کے مطلع سے یہ ہوں اس کو پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 در تہہ کے موانع جگہ ملی ایک مکان کے پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا پڑھنا
 وہ بندہ ہے جس نے ہوتی جو سرور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا
 ہو کر خدمت صاحب قرآن میں روانہ ہوئے دار و ندار دار و ندار دار و ندار دار و ندار دار و ندار دار و ندار
 اور دولت پر پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا
 آداب و مجاہدی لئے اپنے مقام پر اپنے مرتبہ سے پہنچے جو سرور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا
 کے لئے وہ بھی پہنچے انکو صاحب قرآن نے حکم تعلیم فرمایا اور مسلمان ہوئے صاحب قرآن سے اس کے
 رو برو تعریف خداوند کریم و خدمت کفر بیان فرما کر اس کے دل کو پیرستہ رکھا اور کو ہر طرف سے سب سے بڑی
 مسلمان ہو چکا سرور داران لشکر اس قدر یاد رہے جو اپنے سرور اور بادشاہ کو رو پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا
 سرور دار و نگہداشت سے پایا بہت خوش ہوئے اس قدر یاد رہے اشارت سے انکے انکے انکے انکے انکے انکے انکے انکے
 اول سے دین اسلام قبول کیا یہ سب بھی مسلمان ہوئے اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا اور پڑا
 پہنچے کہ دار و ندار تعلیم کو اس کے گرد دربار ہوا وہ سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں
 حاضر کیا اور اس نے کیا کہ یہ سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں اور سب سے بڑی پوجیئے ہیں

بہت شغفتہ فریانی آئے اپنی بڑی کوئی موثر گویا اور غرض یہ کہ اس لوٹدی کہ آپ کو اختیار ہو کہ امر
 آئے اس خیال سے کہ میں کب تک نہ رہتا ہوں اپنی نیرنگی میں قبول کرین صحت قرآن سے
 جسکو بہت توجہ دیا اور جوت اور کم سن کوئی تیرہ چودہ برس کا سن تھا اس کی پیشانی پر ہر
 ہر سطرچہ جی آپ عزیز ندی پیشانی پر ہر سطرچہ دیتی ہو اور زانو پر چھایا بہت شغفتہ پشت پر چھایا
 اسکی بات سے فریاد کہ سکتا تھا ہم سب تھا سفند پر رخصت نشین کے کرشمے بڑی بدشہ تر تھا اسے
 اسفند پر یہ کہ اور مرد و عقیقوں سے سب لب قیمت ذریعہ وقت ہر جوان شہید بھی ہو اور اس پر ایک
 مدت سے نہ شوق ہو رہا اس سے آفر کرچتے ہیں میں تھری کیا مرضی تو ہم سے اقرار کرچتے ہیں
 کہ میں کہ میں بھی آپ کی کنیز ہوں و میری بھی آپ کو اختیار ہے جو کیا غدر ہو فریاد کہ بعد فتح طلسم کے بعد ان
 سب ناموں سے فراغت کریشہ یہ فریاد اور بہت چہ دل دیتی فریاد کہ اپنے مقدم پر آس کہ شواہد
 کہ کو جو دیوئے عرض کیا کہ آپ نے میرے کام میں بھی کوشش فرمائی یا نہیں صحت قرآن
 نے فریاد کیا تھا کہ لوالہ ہو بنا یا اور رکھ لیہ موقع تسلیم کرنا کر کہ جسے گا استمراج لیا جائے کہ
 تم اسے نہ بولتے کہ کرو کہ میں صدمہ کو فتح کر لوں یہ اس مر کو جو کردون کا شواہد کہ منہ بنا کر جواب دینا
 کہ یا صحت قرآن اپنی صحت استمراج نہ کرو دوسرے کی بھی و خیال کرو کہ سپرد شوق ہوئے اس امر
 کی جڑ ہی کی کہ معشوق سے جب مل دو نہیں خواہ میں اپنے کو بلاک کرو نہ کیا و میں نے کیس کہ
 کوشش میں نہ جان کا خیال کیا نہ آبرو کا اور تھا کام کیا اور عم سے ذرا سی میرے لیے نہ بات
 نہیں بل نہ جاتی بڑے بعد رہو کہ آپ سے میں کوشش نہ بہ کی صحت قرآن نے فریاد
 کہ تم تمہیں ان رشتہ میں نہ ضرور شغفتہ کہ کوئی میں اور تھا کہ کام میں کہ شغفتہ نہ کرو ان تہذیب
 سے ہو گا اس سوراغی کرو میں اس امر کو خط ہر نہیں کرتا ہوں اور تم سے کہتا ہوں کہ
 مائل کرو دو سبب سے اول تو یہ کہ ابھی وہ طبعی سلام ہوئی ہو ایسا کہ ہو کہ یہ نکل مٹنے ناراض ہو
 اور برصرت ہو جائے اور دوسرے وہ کہ اس کے نسب دکر نے سے تو ثبوت نہیں ہو کہ کہ چیز ہو کر
 یہ خیال ہو کہ یہ سارا ہو وہ اپنے کو قتل کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو دوسرے یہ کہ ابھی اس
 مامون شہنشاہ زندہ ہو اور جس کو فتح کرنا ہو اور ابھی طلسم ماتی ہیں اگر اس سے فساد ہوئے
 لگا اور جہنم دیکھ کر کی کھو گئی او طلسم کے فتح ہونے میں عرصہ ہو گا اس سے جنت ہو کہ تافہ

استغنیوں سے پند آواز و غنیمت جہاں و سوسن جہاں ملک و ملک اور سیکر جیسے آتشیں
 دو میر سروران کی لالت و بچہ کرنا کہ اب کچھ کرنا چاہیے۔ نہایت ایک زبان تکرار کرنا کہ
 ہون کو دین تیرے یہ جیسے حکایت سے کہ تیرے یہ جیسے زبان تیرے یہ جیسے جہاں سے کہ
 کے بعد اس غنیمت جی صاحب قرآن نوید و آگاہ علم میں ہے کہ وہ لوح بنی صاحب قرآن نوید ہی جو کہ
 صاحب قرآن کے علم میں نہایت گہرا ہے کہ وہ لوح بنی صاحب قرآن اور کل سے کہ اس سے
 صاحب قرآن سپاس ہو بہ وہیں یہ جو سروران سے کہ صاحب قرآن سے اس وقت سے کہ
 کہ لوح میں حلقہ فرمایا اس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے تحریر فرمایا اور حلقہ کشف حجب و رہند
 منیر یہ کہ فتح کر چکے اور اب در بند تھے سی اظہار عت کر رہے اور یہ ان کے کام سے کہ کو فراموش نہ رہ جائے
 پس تم کو از ہم پر کہ تم بہ وقت صبح بیرون در بند یکہ و مہنا جہاں اور ایک شہر بہ ۵۰۰ سم دیکر کہ شہر
 لوح پر تحریر ہو کر سر کرنا بہ ان پر تیر جاکر گئے اس مقدم کی زمین کو کشید و ناجیب تمام زمین حدود کے
 تو پاس سے نہایت تم کو دکھائی دے گا تم اسکو بہ قوت صاحب قرآن زمین سے کہ کھینچنا ایک
 دروزہ نمایان ہو گا اس میں قفل لگا ہو گا اس قفل کو اوڑنا اور داخل ہونا دروازے کے جیسے ہی
 تہم بہ رکھو گے ایک یو آکر تم سے سامت کرے گا اسکو تم عقب سلیمانی سے قتل کرنا جیسے کہ مر کر
 گئے رہا بہ نہ چاک کرے کہ بل جگر نکال این اسنی لاش کو اسی مقدم پر چھوڑ دینا اور وہ
 دل و جگر سے نہایت مست کہ وہ نہ ہونا ایک جنگل میں پہنچو گے وہاں جا کر آواز دین کہ اچھا گانا
 صدائی بہت جہد ساخر ہو دین تیرا قلم لے کر آیا ہوں تیرے دشمن کو قتل کر کے یہ جو تم پہاڑ کر
 کہو کہ تو تیرے سامنے ایک گاؤں لائی آکر موجود ہو گی کہ تمام جسم اسکا سوتے کا تیرے پاؤں
 جہاں چاندنی سے کہ میرے کا کان زرد کے دانستہ وہیوں کے ہونٹ یا قوت کے نہ کہ پھر ان
 کی پیشانی تیرے کی آنکھیں نہایت تیرے کی پہنک نہایت کے ہونٹ اس پر چار جاہد مع کا کہ راستہ
 آ کر تیرے جیسے جہاں سے آئے تیرے دل و جگر اس کے سامنے رھدینا وہ یہ دل و جگر دیکھ کر
 نور اسر جیسا کے کی اور دکھائے گئے گی تم جیسے کہ اسکی پشت پر سوار ہو جانا جیسے کہ کتب
 پہنک کی نہ نوران بہت سے کہ کو لے کر جہاں کے گی تم خوب چست بیٹہ بہ نہ تم آریکہ و دیکھ کے
 کہ نہ سے کہ جہاں سے کہ تم تھارے دریا میں کود پڑے تم نور جیسے کہ نہ کہ نہ بہ

کہ یہ زمین پر پہونچ گئی اس کے بعد تم کو ایک جنگل انشا اللہ کا نہو رہا ہو گا نہ کشتی و السلام اس جنگل میں پہونچ کر
 پھر لوح و پھن جو لوح ہدایت کرے اس پر عمل کرنا یہ راستہ در بند و خانہ کا اس در بند کا اصل کسی کو
 نہیں معلوم تھا نہ علوم پر نہ کوئی اس در بند سے آگاہ ہو اس در بند کا نام کمرہ خان لال تھا ہوا اس
 در بند کے بعد در بند غفران تھا اس کے بعد قلعہ ہوا و قلعہ کے پہلو میں در بند سوا و سوا تھا ہر جہان کا
 حکم سوا و است جادو و جادو کے پاس علمش و قیاد ہو کر تھے فعلی راستہ طلسم کا وہی ہر چونکہ تم
 طلسم کشا تھے اس سبب سے تمھارا دوسرا دوسرا راہ سے ہوا اور اس راہ سے ہوتا راوی
 بیان کرتا ہے کہ جب یہ تحریر پایا صا جتہ ان کے تو فوراً یہاں سے بلند آواز و غیرہ سے فرمایا کہ کل
 ہم یہاں سے کوچ کرینگے برائے نفع در بند و خانہ جسکی خبر لوح نے دی تو جس در بند سے کوئی آگاہ
 نہیں ہر نہ واقعت ہر بالکل سبب ناواقف ہیں تم پر کیا منحصر ہو کل آگاہین طلسم کشا تھے اس سے
 آگاہ نہ تھے نہ بین بان بانیان طلسم اس در بند سے آگاہ تھے کیونکہ انھوں نے یہ در بند تیار کیا
 تھا اس سبب سے انھوں نے اس کے نفع ہونے کی خبر ہر لوح میں تحریر کر دی ہر بین بان و قلعہ
 کل اس طرف کو روانہ ہو گا کیونکہ اسے جیسا کہ تمھارا حکم ہو گا وہاں وہ دیکھ کر سرور و رون سے
 کہا کہ ہم بھی ہمارا چلین کے صاحبزادان نے علمش و قلعہ سے فرمایا کہ تم لوگ آگاہ ہو کر در
 عقل مند ہو کر دانی کی باتیں کر کے ہو واقعت ہو کہ جو نفع طلسم ہوتا ہے وہی جو ہر اسلو حکم اس کیلئے
 جہان کا ہوتا ہے اگر کوئی ہمارا بھی ہر ہر توراہ میں کسی نہ کسی طہر سے اس سے ہدائی ہو جاتی ہو اور
 ساتھ چھوٹ جاتا ہے پھر ایسے کلام کرتے ہو میں خلوات حکم لوح نہ کرو نہ اس جہان و نہ یہ جہان ہر جہان
 سے قویا یا سبب فحش ہر رستہ اب صراحتاً ان سے سبب اہل دربار کی حوت منوجہ کر فرمایا
 کہ عیال و دربار آگاہ ہو کہ کل بوقت سحر میں ہر اسے نفع طلسم رہا نہ ہونے لگا ایسے اپنی طرف سے
 علمش و اپنے فرزند کو تم سب پر حکم کر رہا ہوں اور اپنا جانشین کر رہا ہوں تم سب نے اس غمت
 کرنے جو یہ صبر دین اس پر عمل کرنا اسے حکایت ہر گز ہر گز نہ کرنا اس کے حکم کو یہ نہ کرنا جسکے ہر گز جو
 صراحتاً ان سے فرمایا سب نے جواب دیا کہ ہوا اس نے رشاد فرمایا ہم نے ہر چشم قبول
 کیا اسے رشاد فرمایا نے سبھی کوئی ضرورت نہ تھی اور نہ ہر کیونکہ یہ ہی رہے ولی نعمت و آقا
 ہیں ہر جہان اس کے حکم سے سر تابی کر سکتے ہیں جب سب نے یہ بیان کیا تب صاحبزادان

کہ تیرے دل میں اور بادشاہ ظلمت پرورد بھی نہیں آگاہ ہو نہ معلوم کیا راستے وہاں نذر سے کہہ لوں گے مگر یہ تو یہاں
 مرد بامروت پر زمین پر خیال کرتا ہوں کہ کسی آفت میں نہ مبتلا ہو جائے ابھی تو ایک آفت کے تین سے
 اسکو رہا کیا ہو اگر میں نہ آجاس اور عیاری نہ کرنا تو قتل ہو جائے خداوند کریم نے مجھکو تو پکی دیا میں نے بہت
 بہت کہا مگر حمزہ نے نہ مانا اکیلے چنے کے بس یہ فکر اور اندیشہ ہو کہ خدا خواستہ کسی بلا میں نہ مبتلا ہو جائے
 میں اُس در بند کی حد اور راہ سے بھی نہیں آگاہ ہوں کہ ہوج کر کوئی فکر کردن کا میرے اوپر کیا بھروسہ
 کوئی نہیں دانت ہے کہ اُس سے دریافت کر کے جادو اسی امر کا صدمہ ہو اور یہی رنج ہو کہ خداوند کریم
 جامع المتفرقین مجھکو اور سب سرداروں کو صحت و شفا سے بہت جلد ملائے اور میں حمزہ کا دیدار
 فرحت آثار کے مشرف ہوں اور حمزہ کے ملوں صحیح و سالم دیکھوں ان مرد بزرگ سے کہ اگر فرمایا
 کہ تم کو اسکا اندیشہ ہو اور یہ صدمہ ہو تم اطمینان رکھو کہ حمزہ اس طلسم کو فتح کرے گا اور کسی رنج
 میں ایسے نہ گرفت رہو گا کہ تمہیں جان کا خوف ہو گو یہ امر ضرور ہو کہ اب کی مرتبہ مصیبت سخت
 میں حمزہ مبتلا ہو گا مگر سب آسان ہونے جان کا بالکل خوف نہیں ہو ہر طرح سے مقدم خوشی ہو اگر
 تم کو یہ صدمہ ہو کہ میں سرحد طلسم و در بند سے آگاہ نہیں ہوں در نہ جا کر حد حمزہ کا ضرور دریافت کرنا
 تم صدمہ نہ کرو اور یہ امر ضرور ہو کہ طلسم کشا کو ایسا ہے اسے فتح طلسم جان چاہتا ہے تم اس سے کہہ دو
 آگاہ ہو ورنہ جانتی ہو تم پر شوگر چلی ہو کہ جب اہل شہر سے حد جتنوں کو خبر دی تھی کہ اس صدمہ
 بر سے فتح طلسم ہوش رہا چلیکن اور پانچ عیار تم سب ملکر چٹے تھے مگر راہ میں ایک اونٹ سے
 جدا ہو گیا پتہ وہاں جا کر کس مدت کے بعد ایک ہوئے اور پتہ ایسی حالت میں کہو مگر حد چٹا
 تم کو ہمراہ لے جاتے تم صدمہ نہ کرو اگر صحت و شفا سے بہت جلد ملائے اور میں حمزہ کا دیدار
 نشان سرحد و در بند بتاتا ہوں مگر یہ امر ضرور ہو کہ آج کے تیسرے دن جانا تھا راجی وہاں جانا
 پر ضرور ہو گو لوح نے صحت و شفا کو خبر نہیں دی ہو مگر میں تم کو خوشخبری سناتا ہوں اور آج کو
 ہوں کہ تمہاری بھی وہاں ضرورت ہو تم آج کے تیسرے دن یہاں سے حد شوال کے روانہ
 ہونا تم قریب شام ایک مقام پر پہنچو گے اُس جگہ کل بین چار دن ایک حصہ روختا ہو
 دیکھو گے ایسی ہی سرحد و در بند دھانیہ کی تم کو لازم ہو کہ تم قریب سرحد پہنچ کر کوئی تدبیر انداز
 جانتے کی کرو کیونکہ یہ امر ہو کہ کوئی بدو نہ جانتے ہو کہ در بند داخل در بند نہیں ہو سکتا ہو

کس لیے کہ جب سے اسکو یہ حل معلوم ہوا کہ طلسم کشاد داخل طلسم ہوا ہڑا سنے کئی در بند فتح کیے ہیں جب سے اُس نے یہ بند و بست کیا ہر کہ کوئی باون میری اجازت کے داخل در بند نہ خواہ وہ ساکن در بند ہو خواہ نہ ہو بس تم وہاں پہونچکر اپنی رائے سے کوئی تدبیر کرنا خواجہ نے اسی عالم خواب میں ان کا دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اب کوئی تدبیر بھی اندر بند کے جانے کی اپنی زبان سے ارشاد فرمائیے اور اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ فرمائیے انھوں نے تسکرا کر جواب دیا کہ ارخواجہ آگاہ ہو کہ میرا نام اصفت بن بزمیسا ہرین وزیر ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ طلسم میری رائے سے تیار ہوا ہر اور اسکا ہانی ہوں بس میں سے تم کو آکر اجازت دی کہ تم بھی اس در بند میں جاؤ اگر میں اجازت نہ دیتا تو تم بھی اس در بند کے حال سے آگاہ نہ ہوتے بس یہی کار نہ دنیا کا ہرین اُسکی رائے نہیں بتا سکتا ہوں اور نہ تدبیر کہ تم اس تدبیر سے جاؤ تم خود عاقل ہو اور عیار پیشہ ہو کوئی تدبیر پیدا کرنا نہ بھی کہے دیتا ہوں جب تم وہاں پہونچو گے قدرت خدا سے تم سے جاتے کا سلسلہ پیدا ہو جائے گا اور بلا زحمت و مشقت تم داخل در بند ہو گے اب یہ تمہاری کار پر داری ہر کہ تم کوئی تدبیر ایسی کرو کہ جو سلسلہ پیدا ہو اسی سلسلہ سے پہونچ جاؤ اب صدمہ و سنج نہ کرو مجھ کو حضرت سلیمان کا حکم ہوا ہر کہ تم جا کر خواجہ کو سرحد در بند و خانیہ سے آگاہ کر آؤ اس در بند کے حال سے واقعی کوئی نہیں آگاہ ہر یہ در بند پوشیدہ طور سے تیار کیا گیا تھا اور اس سے کسی کو آگاہ نہیں کیا تھا بلکہ جس مقام پر یہ در بند بنایا گیا ہر اور اسکی سرحد کو بھی چشم ساکنان طلسم و محیر سائنات ان طلسم سے پوشیدہ کر دیا تھا اور ایسا اس پر بند و بست کیا گیا تھا کہ کوئی ساحر بھی اسکے حال سے نہ آگاہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا چونکہ اسکی عمر تمام ہوئی اس سبب سے اسکی سرحد بھی ظاہر ہوئی اور یہی علامت رکھی گئی تھی کہ جس زمانہ میں سرحد در بند و خانیہ ظاہر ہوگی اسی زمانہ میں یہ طلسم فتح ہوگا فاتح طلسم داخل طلسم ہوگا وہی یہ زمانہ ہوگا جسکا خیال رہے کہ اس خواب کا حال کسی سے بیان کرنا اور ہر سون تم یہاں سے روانہ ہونا کہ کوئی کہ بین صاحب تیران کی تلاش میں جاتا ہوں بدون اُنکے مجھ کو آرام نہیں ہر مگر کسی کو اپنے براج نہ لینا اکیلے جانا جس راہ سے تم جاؤ گے اُس راہ سے حمزہ نہیں گئے ہیں وہ دوسری راہ سے گئے ہیں اور تم دوسری راہ سے جاؤ گے یہ طلسم کا طریقہ ہر کہ ساکنان طلسم و غیر ساکنان

طلسم سے آگے جاسنے کی اندر ہوتی ہمارے طلسم کشا کے جاسنے کی طلسم بین وراہ ہوتی ہے جیسا کہ پھر
 گذرا ہے کہ طلسم کشا اور راہ سے طلسم بین میوہ پٹا اور صاحبقران اور راہ سے یہ فرار کروہ مرد بزرگ
 اور تیسرے دن جاسنے کی تاکید کر کے انہوں نے خواجہ کی قاضی ہو گئے خواجہ کی آنکھ کھل
 گئی اپنے ایمان کو خوشبو سے معطر پایا اپنے خواب کے صادق ہونے کا یقین ہوا خواجہ سے
 خواب کا حال کسی سے نہ بیان کیا مگر خواجہ اس دن کا انتظار کرنے لگے کہ جس دن کے لیے
 اصف بن برخیا فرما گئے تھے کہ تم فلان دن یہاں سے روانہ ہونا خواجہ کو تو انتظار میں چھوڑا
 ہوتا ہوا اب پچھان صاحبقران کا تحریر ہوتا ہے کہ صاحبقران براہ راست چلے گئے تھے تیرے ساتھ
 میں کہ وہ تیرا ایک مقدمہ پر گرا صاحبقران نے اس مقدمہ کو کھودا سنگ شکن اسکو بہ قوت
 صاحبقرانی اٹھا کر دو بیچین کا دروازہ نمودار ہوا اس کے قفل کو توڑا اندر داخل ہوئے ویو سے مقابلہ
 کیا اسکو ہوشیار کر کے عقب سے قتل کیا اسکا دل و ہجرے لے کر صحرا میں پہنچے گاؤ کو طلب
 کیا وہ آئی جیسی گاؤ لوہے نے بتائی تھی ویسی ہی تھی اُسے آگے دل و ہجرے لے کر رکھا وہ لکھاتے
 لگی صاحبقران اسکی پشت پر سوار ہوئے وہ لے کر بھاگی صاحبقران جے ہوئے بیٹھے رہے
 وہ کنارے دریا کے پہرہ دہی صاحبقران نے ایک دریا سے ذخائر پیدا کئے اور کو موجزن دیکھا
 کہ آسمان اس دریا میں ایک حباب معلوم ہوتا تھا موجزن اسکی یہ معلوم ہوتی تھیں کہ تلوار میں
 جیت پر مرتبہ طوفان آتا تھا پانی نڈک تک پہنچ جاتا تھا مردمان آبی و جانور ان آبی مینہ سے نکلتے
 ہوئے بیٹھے تھے صاحبقران اس دریا کو دیکھ کر بہت پریشان ہوئے ہناہ کے اپنے خدا سے
 خواستگار ہوئے دل میں کہ اس پانی سے ہناہ پانی بہت دشوار ہے یہ مقام پر گرد آب
 پڑ رہی تھی موج اٹھ رہی تھی مینڈھا پھل بتاتے رہا کاست کو تھا دریا سے گھرا کھی کھسکا
 صاحبقران اس دریا کو دیکھ کر اپنے کریم سے ہناہ پانے کی دعا کر رہے تھے کہ اس گاؤ سے
 قصد کیا کہ مع صاحبقران کے دریا میں پھانڈ پڑون جسے کنا سے پر میوہی صاحبقران
 جست کر کے کود پڑے وہ گاؤ تو دریا میں کود کر غرق ہو گئی ایک تلاطم پانی میں برپا ہوا اور
 جوش و خروش بھی خشکی میں مگر صاحبقران خاموش کھڑے رہے جیسا کہ لوح سے معلوم
 ہوا تھا بعد بر طوطا ہونے تلاطم و خروش کے کشتی نمودار ہوئی جیسی بچہ کے آنے کی

خبر لوح نے دی تھی ویسا ہی مجرہ تھا اور اسی طور سے راستہ تھا اور اسی حسن و جمال کی نازنین ہر
 میں بیٹھی ہوئی تھی اور اسی طور سے دو طرح کے خلیا عہد یہ کہ اُس نازنین نے صاحبقران کو طلب
 لیا صاحبقران نے وہی کلمہ کہے تین مرتبہ وہ کشتی کنارے پہنچی صاحبقران نامدار
 جست کر کے کشتی میں سوار ہوا۔ اُس نازنین کو موافق ہدایت لوح اٹھا کر دریا میں ڈال دیا
 تاکہ طم بریا ہوا وہ کشتی وسط دریا میں پہنچ کر غرق ہو گئی یعنی مجرہ غرق ہو گیا صاحبقران نے
 آنکھیں بند کر لیں تھیں جب یہ معلوم ہوا صاحبقران کو کہ تیر پہنچ گیا آنکھیں کھولیں اب
 جو آنکھیں کھولیں تو نہ وہ دریا تھا نہ مجرہ تھا نہ وہ کنارہ تھا نہ وہ طالع تھا ایک صحرا سے
 لہو و دق کہ جہان انس کا نام و نشان نہ تھا بوسے مراد تک اُس جنگل میں نہ تھی جہاں
 تاکہ نگاہ کام کرتی تھی سوائے جنگل کے باسبزہ کے یا شبنم کے و دوسری شہر نظر نہ آتی تھی وہ
 صحرا بہت پر بہار تھا اشجار میوہ دار سے اور گلہا سے شہوار سے اُس جنگل میں گلہا سے
 خود رو کی عجیب بہار تھی اشجار بار بار شمار سے زمین کے اُتے رہے تھے شاخیں سرسبز و
 تھیں اس صحرا سے پر بہار کو دیکھ کر صاحبقران کا دل شاش ہو گیا اور سرور ہوا صاحبقران
 لوح کا دیکھنا اُس صحرا کو دیکھ کر فراموش کر گئے بالکل نہ یاد رہا اس جنگل کے سیر فوٹو
 میں مصروف ہوئے ہر طرف پھرتے لگے پتھریلوں وغیرہ درختوں سے ٹوڑ کر لیا یا جا بیا چسے سے
 اُسے پانی پیا صاحبقران نے خیال کیا کہ چلو تلاش کرو کہ اگر کوئی مقام رات کے بسر کرنے کے
 لیے مل جائے تو بہتر ہو یہ خیال فرما کے صاحبقران ایک طرف کو قدم اٹھا کر چلے راہ طو کر رہے
 ہوئے سیر جنگل کرتے ہوئے چمے جاتے ہیں سوائے جنگل کے کوئی مقام نہیں نظر آتا ہوا کوئی
 قصبہ نہ گاؤں نہ سرائے نہ مکان دن بھر صاحبقران پھر اس کے انکو کوئی مقام میاں سر نہ دیکھتا
 جب شام اُسی جنگل میں ہوئی تو صاحبقران نے وضو کیا پھر نماز مغرب پڑھائی ایک درخت
 سایہ دار کے نیچے آرام کیا اور ابھی خوف نہ کیا اُس شیر نرستان بجا غصے نے وہ رات اسی جنگل
 میں درخت کے سایہ میں بسر کی جب صبح ہوئی نماز صبح پڑھ کر پھر ایک طرف روانہ ہوئے ابھی
 سے تین دن تک اُسی جنگل کی سیر کیا کیے چوتھے دن جو بوقت سحر چلے تو وہ جنگل تمام میوہ
 ایک صحرا سے ریگستان پر پہنچے کہ جہاں سوائے رنگ و بو و فضا کے کوئی دوسری شے نہ تھی

ایک درخت خشک تھا جس کے ٹخنہ سے لک کر کھڑے ہو گئے اور فلک کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ کیوں
 بوجہ چرخ بے بدر سفید پرور یہ کون سی چال تھی کہ تو نے مجھ کو اس مقام پر لا کر تباہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ
 تو کسی کو غیث و راحت سے نہیں دیکھ سکتا ہر تیرا یہی طریقہ ہے کہ جہاں تو نے دیکھا کہ یہ شخص راحت
 سے بسر کر رہا ہے تو نے ایک ایسی گردش کی کہ وہ تباہ و خراب ہوا مجھ کو اس میری بربادی اور تباہی سے
 کیا ملائی گردون دون تو کیوں درپڑا ہوا ہر مین نے تو کو کوئی ایسا گناہ بھی نہیں کیا ہے کہ جس کی مجھ کو
 سزا ملی گو سرا سر غلطی ہوں ورگنہ ہنگام رہوں مگر تیرا نہیں ہوں اپنے خدا کا ہوں تو کیوں درپڑا ہوا
 ہے تو نے مجھ کو اس مقام پر پہنچایا ہے کہ جہاں نہ کوئی میرا ہم ہر نہ موسن ہر نہ عزیز ہر نہ گناہ ہر نہ
 بیگانہ دوست کا کیا ذکر دشمن تک نہیں ہے اس سے کیا مجھ کو ملے گا جو میں یہاں مر جاؤنگا میری
 لاش کو رنج و زحمت کھا جائیگا اور فلک ہم وہی ہیں کہ جس کی خدمت میں ہزاروں غلامان زمین مگر
 زمین ترکش حاضر رہتے تھے اور سرداران نامی و فخرندان گرامی گرد و پیش بیٹھتے تھے اور سب
 خاطرین کرتے تھے آج تیرے ہاتھوں اس صحرا سے بے آب و گیاہ میں تباہ و برباد ہیں مورد
 برباد ہیں اسے کوئی ستم و جور کی بھی حد ہے مجھ کو اس باغ بے خزان سے لگا لگا اس صحرا میں تیرا
 کیا کہ جہاں نہ پانی ہر نہ دانہ بچا ہے پانی کے خون جگر پیئے کو اور زبیا سے کھانے کے تخت دل
 کھانے کو میں ان جو ان خاتمہ بگوش کو کہاں سے لائن اور کہاں تلاش کروں کس زمانہ میں
 مجھ کو اتنے جدا کیا کہ جب اُن کے ہمارے دیکھنے کا زمانہ آبا سو وقت میں اُن سے جدا ہوا پوری بہار
 بھی دیکھنے نہ پایا یہ شعر میرے حسب حال ہیں شعور بابل حین مد کل نود میدہ ہوں + میں موسم
 بہار میں شاخ بریدہ ہوں + آواز و نالہ مجھ سے نہ آئے بڑھو کہ میں + پچھڑا ہوں کاروان سے مسافر
 جریہ ہوں + میں کیا کہوں کہ کون ہوں سدا بقول درد + جو چو کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ
 ہوں + اور فلک کل تک ہم اس مقام پر تھے کہ جہاں ہمارے عزیز و اقارب سردار و خد متکا رہتے
 ہم اپر حاکم رہتے تھے وہ ہرے حکم کو بجا لاتے تھے یہ آج ہم بیکس و جیور ہوئے ہیں کہ کوئی
 پرست حال نہیں تیرا سب دور بین اس کو راحت ملی ہے جہاں تو نے کسی صاحب عزت و ابرو
 کو دیکھا اس کے درپڑا ہوا تیرا طریقہ یہی ہے ظلم

پا پیا دیخ پر مجھ کو پھر نے رشتہ بین | خار کے سر پر کرے ان کل کس زبان | ابرو ہر بار کو ہر سائے وشت یاں پر

بھراؤ توں سے انکی پہنچی طرح بسر ہوئی ہو کر یہ نہیں لوگو نکاح کا کام چاہا، کیرا نی کا نام بڑکے نفس امارت کو
 اپنے پیہر مارنے پہنچا اور خواہش نفسانی کو ترک کرتے ہیں جب یہ وقت بہت وصل ہو تا ہوں اس امر کی ہمت
 خدا تو فیق دست و ہی اسکو گوارا کرتا ہو یہ ہر کس و نہ کس کا کام نہیں ہوا اگر قمرہ اسکو تیرے بہن
 موجود ہوئے کی کہو نہ خیر ہونی جو یہ دھوکا پہنچا دل میں کہ طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ
 فقیر یہ روز اسی طور سے سیر کو نکلتا ہو گا اور پھر یہ ہو گا آج بھی برے تصرف طبع نکالا ہو گا روٹنی کے
 سبب سے مجھ کو اس مقام پر پہنچے ہوئے دیکھا اوہ چہل آیا خیر کیا نقصان ہو پھر کلام ہونے کے دل
 بہتے گا صحت پر دل بہتیں دل سے کر رہے تھے کہ وہ فقیر غریب آیا اور پکارا کہ سلام علیک یا
 حمزہ صحت پر ان پر بڑا تھانہ تھا ثانی سیراں و اوقات طسم ز عشراں راز سلیمانی اور کھل کاشن
 اسام و احوال و نیک بارگاہ سیمانی زینت مسند صاحب حشرانی خوش آمدی و صفا و روزی مسرت
 مبارک کیسا ہو یہ سنگ درگاہ ایزدی قدم بہت مسرت لزوم کا مدت سے مشتاق تھا ہر روز یہ
 دیکھتا تھا کہ جلد تو وہی سی صاحب حشران کی وصل ہوا اور میں یہ رست سے مشرف ہوں ہر
 روز قبول تھی کہ یہ اپنے بہت لے و نہ میر یہ حال تھا کہ آنحضرت متعارفین پھر ان میں ہم
 اوقات ہر روز سند سے دیکھتا تھا آج میری امید برائی آرزو پوری ہوئی یہ فقرہ چھوڑا تھا ان
 لہذا میں درویش سے سنی و روزہ و بیش قریب کرکھا ہو گیا اسلئے چیل شعل لیے ہوئے ہوا
 اسلئے تھا شعل دھندل رہی تھی دھواں اسکا بلند تھا چروں طرف سے ہوا تھا
 جب میں فقیر نے صاحب حشران کا نام لیا وہ بہت دیر کے اور بہت نصحت کے ساتھ
 بتو صاحب حشران زیادہ تر حیران ہوئے کہ یہ میرے نام سے کیوں کر آگاہ ہوا اور اس امر سے کیوں نگر
 نداشت ہو کہ میں فتح طسم ز عشراں رہتا ہوں اور سننے سے سوچتا ہوں کہ یہ وہی کوئی فرد
 میں بھیجا اور ہر روز یہ تو صاحب حشران خیال فرماتے ہیں کہ یہ جو ہے دیکھنے کا خیال نہیں
 ہے کہ اوت کو ملا حشر فرماتے ہیں اور دیکھتے ہیں صحت دل میں ایسے نیلے پیدائش میں ورتو رہی
 سنی فرمادہ کر دیتے ہیں جب یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ میرے نام سے کیوں کر آگاہ ہوا اور کیوں کر اسنے
 مجھ پہنچا نہ فوراً ہی خیال پیدا ہوا کہ یہ فقیر میں انھوں نے جو ترک نفس و تہ و نفس لیا ہو تو
 انکو مرتبہ شرف کا حاصل ہو گیا یہ حال مستغیب سے ہو گا وہ جسکے میں کوہ مرتبہ سے

نی کے کسی کو نہیں حاصل ہوتا ہے مگر تو فقیر کہ نفس کشی کر کے اور سیت کو بالکل خاک کر دیتے ہیں
 اور سو اسے غنیمت و انکسار کے دوسرے کام سے غرض نہیں رکھتے ہیں، لہذا بھی یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہے
 نہ مستدر کہ جیسا بنی کو توبہ پر مدد بان کسی قدر ضرور حاصل ہوتا ہے مگر یہ فقیر بہت ہی مقرب ہے
 اور اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے اور یہ علم عجیب ہے بھی ضرور آگاہ ہے اس کو کسی علامت سبب سے میرا نام
 بھی معلوم ہوا اور مجاہد سنی پرن بھی لیا یہ میرے ہی پاس آیا ہے ویسے درویش صفت کیش کینہ مست
 لکھا با عشت اختیار اور موجب برکت ہے اور سبب خوشنودی خدا ضرور ہے اگر یہ تھا رسائی میں
 دعا کر کے گا تو ضرورتیوں ہوگی ورنہ اس بلا سے بخت پا جائے گا یہ ایسا دلیل نہیں ہے جیسا کہ
 اکثر تجھ سے فقیروں کے ملاقات ہوتی ہے جیسے ابھی کل کا ذکر ہے کہ منیر حیا دوست فقیر بنکر چلا
 دھوکا دیا تھا اور اسے بھی کر لیا تھا مگر اُس قسم کا فقیر نہیں ہے یہ بہت با خدا اور نیک اس
 وحق شناس معلوم ہوتا ہے اس میں دھوکا نہیں ہے یہ دل سے باتیں کرے اور جو شک پیدا ہوا
 تھا اس کو برطرف کر کے کھڑے ہو گئے اور فرما سنے لگے کہ آئیے تشریف لائیے واقعی آپ کو
 دیکھ کر میرے دل خوش ہو گیا اور میں بہت شاد ہوا آج چاروں سے میں یہاں پریشان ہوں
 در حیرات نہ کوئی مقام مقیم نہ کرنے کا ملا کسی کی صورت دکھائی دی سیت ہم جنس کی صورت
 دیکھنے کو ترس گیا مگر اس وقت آپ کو دیکھ کر وہ تیرے حالت تھی برطرف ہوئی میں بھی ایک ادارہ
 و مگر گشتہ ہوں اس نیک نے مجھ کو اس بلا میں مبتلا کیا ہے اور اس آنست میں نہ کوئی ہدم ہمراہ ہے
 نہ کچھ سامان تو نہ میرے پاس مگر کب ہے یہ وہ یہاں سرگردان ہوں اسی خاک پر قدم رکھتا
 فرمائیے اپنی زیارت سے مجھ کو شرف فرمائیے کہ یہ رہتا ہے سر ہو میں آپ کی زیارت سے
 شرف ہوں یہ جو صاحب قرآن نے فرمایا وہ درویش یہ کہہ کر کہ میں بنوئی آگاہ ہوں یہ بہت خاک
 بہتر ہے اور سب سامان سے ہم فقیروں کو سامان دنیا سے کیا غرض اور کیا مطلب ہم کبتر
 خاک کو بہت پسند کرتے ہیں بابا اسی خاک میں رہتا ہے اس سے ہم کہاں تک لذت کریں
 اسے دیکھتے ہیں یہ کہہ رہے ہیں صاحب قرآن کے بیٹھ گیا وہ جیسا مشعل اسی صورت ہے
 جو نے حق پر اس کے دھو ن پھیں رہا تھا اسی مشعل سے تمام جنگ میں روشنی تھی جیسا
 رہا تھا صاحب قرآن بھی بیٹھے اب صاحب قرآن نے فرمایا کہ آپ کا مسکن نہ ہے اور اس

[illegible]

فتح ہو گا حمزہ صاحب قمران میدان آگے در بند پر باد کرے بہت سے مسلمان طلمس کی طاعت
 کرے بلکہ بادشاہ سابق بھی حمزہ کا مطیع ہو گا اس کا نام سیماسے بلند و از ہو گا وہ اس زمانہ
 میں ظلم و بدعت شکنی کے سبب سے قید ہو گا بلکہ شکنی کا اس کا زہر ہو گا بادشاہ سے
 منحرف ہو کر خود بادشاہ طلمس بن جائے گا اور بادشاہ کو قید کرے گا طلمس کشتہ آور ہو کر سے گا اس
 احسان کے عیوض میں وہ طلمس کشتی کی طاعت کرے گا جب طلمس کشتہ آور بندہ سوسن و
 در بند اعظم و در بند منیر یہ فتح کر چکے گا تو لوح طلمس اس کو خبر کر دے گی اور بندہ و خد نبیہ کو جا کر فتح
 کرو گا اس در بند کے حال سے کوئی آگاہ نہیں ہو گا لوح کے حکم سے وہ یعنی طلمس کشتہ آور کو
 آٹے کا تین دن تک صحرا بھرا تباہ و برباد پھرے گا چوتھے روز اس جنگل میں آکر پہونچے گا
 قریب شام آکر ان درختوں کے نیچے بیٹھے گا وہی طلمس کشتہ آور سے طلمس کشتہ کے اسطر کوئی
 آ نہیں سکتا ہو کیونکہ وہ تائید یافتہ ہو اس کو کوئی آسیب و بلا نہیں ست سکتی ہو وہ اس پر سہ
 اثر کر سکتا ہو کیونکہ وہ مالک اسم اعظم و صاحب لوح ہو گا اسی لوح کی ہدایت سے اس طرف
 آئے گا بس اسکی طاعت کرنا اور اسکی زیارت کرنا یہ جو انھوں نے فرمایا میں بہت خوش ہوا
 اور اس مقام کی سخت کرنی اُس دن سے آپ کی زیارت کا بہت مشتاق تھا چنانچہ
 مرشد نے چند ماہ کے بعد انتقال کیا میں نے انکو دفن کیا انکی تربت پر مجاور بنکر چند دن کا
 جانشین ہوا اُسے انتقال کے دن میں سے بعد اس ظلم میں غارت شدہ کال منہ تھامی
 کی بادشاہ کو قید کر لیا خود بادشاہ بن بیٹھا شکنی کا اس کو کوئی دور رس حکومت کرتے گزرا تھا
 کہ آپ کی آمد کا شور و غل ہوا آپ نے آکر کوہ بے ستون وغیرہ کو برباد کیا گو میں اس مقام
 سے ہلا نک نہیں میں نے نبش تک نہیں کی مگر جو سب حال معلوم ہو جاتا تھا خد صمد یہ
 کہ آپ نے در بند سوسن و در بند اعظم کو فتح کیا اسکی بھی مجکو خبر ہوئی جب آپ کو منیر جبار و
 نے فقیر بنکر دعو کا دیا اور آپ کو اُسے اسیر کر لیا اور قتل کے لیے بیرون در بند لے گیا اور وہاں
 قتل کا حکم دیا کہ خواجہ عمر و آپ کے عیار سے آکر عیاری کی اور آپ سے متا بلہ ہو آپ نے
 منیر جبار و وغیرہ کو قتل کر کے در بند منیر پر کو برباد کیا اسکی بھی مجکو خبر ہوئی جس دن آپ نے
 لوح ملاحظہ فرمائی اور آپ نے وہ آٹے کا قلعہ کیا اس دن شب کو میں نے خواب میں

سپہ مرشد کو راجہ شہان سے جوئے و سبب میں گرا رہا تھا کہ درجہ صحت و تندرستی سے بے خبر اور کج
 قصد گیا تھا اور جستدر میں نے تم سے بیان کیا تھا اسی قدر سبب تمارے گذر سے یا نہیں جستدر
 میں نے تم سے کہا کہ اگر تم قدر کرنا اس کے خیال نہ تہو میں نے اسی عالم خواب میں مرشد سے عرض
 کیا کہ کب تک مزاج ادھر آیتنے اٹھوں نے فرمایا کہ برسوں وہ یہاں پہنچ جائیگا تم پر واپس
 نوبت شب کو انکی خدمت میں جانا اور انکی زیارت سے شرف ہو، میں نے عرض کیا کہ میں
 پہنچا نہیں ہوں فرمایا کہ میرے ساتھ چل میں انکی خدمت کرادوں میں نے عرض کیا کہ حاضر
 ہوں نہیں، میں نے عرض کیا کہ آپ اسی عالم میں آیتنے تہو سے کہہ دے اور میں اس
 وقت اکثر اپنے دربار میں سے تہو آپ کو دیکھتا تھا اور میں نے عرض کیا کہ میں نے خدمت
 کر لیا اسی عالم میں میں نے آپ کی صورت دیکھی تھی اور آپ کی صورت میں شرف
 کروں تھی مستور سے آپ کی صورت میرے نزدیک رہی اور میں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کی
 اسی عالم خواب میں آپ کی شکل دیکھی تھی کہ وہ دل پر لکھی تھی کہ سو سے میں بھی دیکھتا تھا
 وہاں کوئی شخص نہیں دیکھتا تھا کہ سو سے میں نے خدمت کر لی تھی اگرچہ میں نے
 دیکھا تو بھی نہیں دیکھا جیسے عالم خواب میں پہنچا تھا اس مرشد تو چلنے سے میری آنکھ میں
 سب یونہی سے نکلا یہ تو جو بچہ مرشد سے خدمت میں بیٹا تھا اور میں نے عرض کیا کہ
 موافق یہ مرشد ذاتی نہ پایا بالکل مطابق پایا اور اسی طور سے تہو آپ کی میرے نزدیک رہا
 تم پر جوئی تھی کہ بسا بہین ہمیں تہو اسی دن سے میں آیتنے کر کے رکھتا تھا اور میں نے
 رات دن میں اسی میں بہت رقتا تھا میری فکر تھی کہ ہمیں جس قدر ان شریفیت نہ میں تو
 انکی زیارت سے شرف ہوں اور ماون ور ملو سے کروں میں ایک کہ وہ دن آیا اور میں نے
 دن بھر ہی آیتنے رہا کہ رات ہو تو میں یہاں سے خواب سے جس قدر ان میں چاہوں
 جھڑکے میں مستقران سے ملتا کروں نہ تھا اگرچہ میں تہو وار میں آیتنے نوبت
 وہاں کے میں اس چپہ کوئے کر چپہ جہاں اس امر سے میں آیتنے کہ جہاں جہاں حاضر
 فرمایا میں اور اس جہاں سے رہا ہونے کی تدبیر جہاں سے دریا نمت کر رہی اور میں نے
 فتح کرنے کی جہو تک مرشد نے مجھ سے فرمایا تھا کہ بسا بہین سے جس قدر ان میں آیتنے رہا

زمین لوح کو نہیں ملاحظہ فرمائیے جو تم کو لوح ملاحظہ فرمائے کے لیے کہتا ہے کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے کہ طرف
 و رہند کے روانہ ہوں یہ جو صاحب قرآن کے سن نورائیں فقیر کے کشتے سے خیال آیا دل میں یہ کہ
 واقعی جب کے تم یہاں آئے ہو تم نے لوح بالکل نہیں دیکھا ہر لوح کو فروردی بھو شاند کوئی قریب
 و دھوکا نہ ہو یہ دل میں کہہ کر اس درویش سے فرمایا کہ یہ تو تم نے سچ کہا کہ میں نے آج چار دن سے لوح
 کو نہیں دیکھا ہر اور ضرور چار دن سے ان جنگوں میں پریشان ہوں اور آج میں سے ایسی آفت دن بہتر نہ
 ہوں کہ کبھی ایسی آفت میں نہیں مبتلا ہوا تھا دل بھر پک کے جنگ میں پھر ایک شدت گرمی و رعد پک سے
 ٹھوہر میں اور زبان میں کاشتہ پڑ گئے تھے پسینہ میں غرق تھا اس جنگل میں نہ پانی نہ کھانا نہ داندہ جوت تہوں
 آفتاب بلند ہوتا تھا اسی قدر گرمی نہ رہا وہ جوتی جاتی تھی ہوا اس قدر گرم تھی کہ جب جھونکا چلتا تھا یہ
 ہوتا تھا کہ کسی نے بھون دیا اگر کوئی زہر ریگ کا اڑ کر جسم پر پڑ گیا تو یہ مہلوم ہوا کہ اسکا ہر کھد یہ کسی
 نے جسم بھونکٹ یا پاؤں ماس کر آئے بیگانہ خد و غیلان کے جو پاؤں میں چھبے چھبے گئے تھے اسکا
 سبب سے راستہ نہیں چلا جاتا تھا تمام تلوسے لموٹاں ہو گئے تھے مڑتا ہوا اور اپنی جان سے
 عاجز اس مقام پر پہونچ جب یہاں آکر پہونچی راستہ دھلا گیا تھا کراہ دہخون کے سایہ میں
 بیٹھ رہا جو شہر انہیں لگے ہوئے تھے وہ کھائے کچھ گرمی میں کمی ہوئی میں نے خیال کیا کہ یہ رات اسی
 مقام پر بسر کرو رات بھر میں کسل مٹ جائے گا اور کچھ پاؤں کی سوجن اور تھکافت بھی کم ہوئی تو کہ خاروں
 کے سبب سے زخم پڑ گئے ہیں بس یہ خیال کر کے میں یہاں ٹھہر گیا بیٹھا ہوا تھا کہ تم آئے ہوئے نظر
 آئے روشنی دکھائی دی میں بہت حیران ہوا کہ یہ روشنی کیسی ہے کیونکہ میں نے یہاں انسان کا نام و
 نشان نہ تھا نہیں دیکھا کہ ان ہوا کہ غول صحرائی ہے جب آپ مع روشنی کے یہاں آکر پہونچے تو اور
 حیران ہوا کہ انگوٹوں میں نے کہیں نہیں دیکھا تھا یہاں سے آئے نور خیال ہوا کہ یہ فقیر اور اللہ
 واسے لوگ ہیں کہیں کسی مقام پر پوشیدہ ہونے کیونکہ یہ لوگ ترک دنیا ہوتے ہیں وراہل دنیا
 کی نگاہوں سے اپنے کو پوشیدہ کر دیتے ہیں اسی طور سے یہ بھی یہاں آکر مسکن گزین ہوئے
 ہیں اسوقت برائے تفریح بلیع نکلے ہیں ادھر جو آنکھ جھک دیکھ کر ادھر چلے آئے ہیں مگر آپ کے
 بیان سے معلوم ہوا کہ آپ کو آپ کے مرشد نے خبر دی تھی میرے آنے کی اور یہاں سے منتظر
 تھے اور آپ میرے حال سے اپنے علم کے ذریعہ سے آگاہ تھے گو میں حیران ہوا تھا اس امر سے

زیادہ تر کہ آپ نے میرا نام سنا ہے سر میں ایک فریاد تھی کہ جب آپ نے بیرون لپٹا تو مجھے بوجھ ہوا کہ اس
 سبب سے آپ آگاہ ہیں یہ جو میں جہت حق سنا درویش کے فریاد میں درویش سنا وہاں وہ کہہ رہی
 سبب تھا تو میں آپ کے نام سے آگاہ تھا وہ میں نے پہچاننا تھا جس میں وہ کہہ چکی تھی اور
 کہ یہ طاقت تھی جو نام سے آگاہ ہوتا۔ اور شہنشاہ کرسٹ میں سے مرشد سنا اپنی زندگی میں آگاہ کیا
 تھا اور مرشد سے بعد خواہ میں شہنشاہ کی راہ میں کی شریف آوری سے آگاہ کیا اور واقعہ کہہ کر وہ
 بالکل آپ کا پتہ در نشان دیدار شہنشاہ کر دی اور آگاہ کر دیا جس پر جو جب آئے فرماتے کہ میں
 اودھ کو آیا اور آپ سے مل کر سنا اور زیارت سے شہنشاہ ہوا جو جو معون سے فرمایا تھا وہی
 سبب واقعہ گذرا اور آئے فرماتے کہ بموجب ہوا اور میں آئے حکم کو بخانا یا اور آپ کو اس امر سے
 بھی آگاہ کر دیا کہ روح و من حشر فرماتے ہیں کہ جہت حق ان سے فرمایا کہ واقعی آپ کے فرماتے سے
 جگہ بھی لوح کا خیال آیا آپ روح یا حشر کرتے ہوں یہ کہہ کر قصد کیا تھا کہ لوح کو دیکھیں کہ کیا ایک سر
 ٹھونٹے لگا اور گردش کرے گا اور گرمی معلوم ہونے لگی جس سے زیادہ صفا جہت حق نے درویش
 سے فرمایا کہ کچھ سبب نہیں معلوم ہوتا ہے کہ گرمی کیوں معلوم ہوتی ہے یہ تو ماسات کا حکام اور وقت
 ہے ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ خنکی تھی کہ کیا ایک گرمی ہو گئی اور گردش کرنے لگا درویش نے جو بدیا
 کہ یہ صفا جہت حق ہوا بند ہو گئی تو اس سبب سے گرمی ہو گئی ہو گرمی کی وجہ سے دوران میں ہوتے
 لگا ہوا اور اٹھ کر دو تین قدم کھینے اور پھر یہ تو یہ بات دفع ہو جائے صفا جہت حق کے بھی فہم
 میں آگیا کہ یہ درویشی میں کتے ہیں فوراً اٹھ کر ٹھٹھنے کے نصیب سے چلے کہ ایک چھینک آئی اور سر
 نے گردش کی اب صفا جہت حق کو یہ گمان ہوا کہ جیسے کوئی بیہوشی دیتا ہوا اسی کے سبب سے
 دوران میں ہوتا ہے صفا جہت حق یہ خیال کر رہے تھے کہ بیہوشی کا اثر کیوں نہ پیدا ہوا میں نے سوا سے
 ان درختوں کے ٹہر کے کوئی دوسری شے نہیں سمجھائی کہ یہ انکا ٹہر ہے جو مجھ کو ملے کہ گردش کرنے
 لگا اور گرمی معلوم ہونے لگی صفا جہت حق یہ خیال کر رہے تھے کہ کیا ایک دوسری چھینک آئی
 اور صفا جہت حق گردش لکھ کر رہ گئے تھے اس لئے بیہوشی ہوئے صفا جہت حق کا یہ درویش
 ہوتا تھا کہ کیا ایک اس درویش نے وہ لباس تنہا ہی چھینک دیا۔ ورنہ کیا کہ نہ شہنشاہ چپچپ
 قلب زن اسو عیاری کہتے ہیں کیا کام کیا ہے اگر حشر بھی ہوتا تو وہ بھی میری غلامی کرتا۔

حلقہ غلامی اپنے کان میں ڈالت کیا موم کی عیاری کی پکار کیا دھوکا صاحب قرآن و درویشی بیان
 بیان کرتا ہے کہ صاحب قرآن اس قصد سے اور بھی آئے تھے کہ قریب روشنی کے جا کر لوح کو پختی بخوبی
 لکروہاں تک جانے کی نوبت نہ آئی کہ راہ میں بیہوش ہو کر گر پڑے اور بیہوش ہو کر راوی بیان
 کرتا ہے درویش تحقیق میں فقیر نہ تھا عیاری تھا وہاں ہمال قبا کا جو کہ حکم پر در بند تھا اچھے
 کا جب کہ صاحب قرآن نے کوہ بے ستون کے برباد کیا یہاں دستان راں تھا و خیر یہاں
 اسکے پاس ایک آئینہ ہر وہ ہمہ وقت سے لگا رہتا ہے اس آئینہ میں کل صورت و سیر
 تحریر ہوتے جاتے ہیں جو کچھ طلسم میں گذرتے ہیں اور یہ انکو دیکھتے ہوئے ہر وہی صورت جو کہ گذر
 جاتے ہیں تحریر ہو جاتے ہیں وہ حالات نہیں تحریر ہوتے ہیں جو کہ آئینہ میں ہوتے ہیں
 وہ نہیں تحریر ہوتے ہیں بس اسکی یہ حالت فی کہ جو باتوں میں آئینہ میں دیکھتے تھے وہ سب
 اہل دربار کے روبرو بیان کر دیتا تھا چنانچہ اسے کوہ بے ستون و در بند سوسن و در بند
 اعظم کی بربادی کا سبب حال اہل سے آخر تک اہل دربار کے روبرو بیان کیا اور در بند منہر یہ
 کی بربادی کا حال اور جنگ و پیکار کا واقعہ سب بیان کیا اور کہا کہ طلسم کشا لوح کو دیکھ کر اور
 لوح سے خبر پا کر اس طرٹ کو چلا کر کوئی ایسا ہو کہ جا کر طلسم کشا کو پکڑ لائے اور اسے کر لائے یہ سب
 اہل دربار نے بیان کیا کہ ہم جاتے ہیں اور سر کر کے پٹوے لائے ہیں دستان لال قبا نے جو بدیا
 تھا کہ امیر سحر اثر نہیں کرتا بڑھم لوگوں کا جانا پیکار ہو وہ ساحر دن سے ریر نہ ہو گا کیونکہ وہ صاحب
 اسم اعظم و مالک لوح طلسم ہیں دونوں دونوں سے اس پر سحر اثر نہیں کرتا بڑھم ساحر دن کا جانا
 پیکار ہر ہاں کوئی عیاری یا مکاری اسکے ساتھ کی جائے تو شاید وہ اسیر ہو جائے و گرفت ہو سکے
 یہ کام عیاری کا جو بدین کے خسر کشا اسیر نہ ہو گا جس طور سے منیر جادو سے دھوکا دے کر
 و قریب کر کے اسے کر لیا تھا گوئیں نے اہل راستہ در بند کا بند کر دیا جو بدین میری اجازت
 کے کوئی داخل در بند نہیں ہو سکتا جو جب تک میں اجازت نہ دوں سو وقت تک کوئی داخل
 در بند نہ ہو گا بس اس امر سے تو اطمینان ہے کہ کوئی اس طرٹ سے تو نہیں آئے گا مگر خسر کشا
 لے آئے گا اور راستہ پر وہ نہ ہو گا اس راہ سے آئے گا کیونکہ سب سے پہلے میں ہی رہتا ہو گا کہ کوئی
 عیب نہ ہو گا پھر لائے جب یہ دستان لال لکھائے بیان کیا تھا اس وقت عیاری کا خیر حاج

نقشب زن موجود تھا اسنے جو سن و سال اور اپنے مقام پر سے اچھوڑا تو اوکھ کہ ادا بہا شاہ اگر تین سالہ سم
کشت کو پکڑا لوت تو کیا انوم پاؤنگو و خان المال قبا سے جو ب دیا کہ اسے پرا بزدل نہ بخ دوں گا ایک
طرت اسکو مرادو کے پلہ میں بٹھا دونا ایک پلہ میں اشتر زیاں زحکو نکلیہ معا و نمہ پوسم شٹ کے میر
کرنے کا یہ سننے فرچاچ سے عرض کیا کہ بہت خوب میں اس نہ ہوں اور اسی وقت اسنے اپنے
سٹا گرد کو ہمارا سے کر با نہ سے عیسی سے تاراستہ پیراستہ جو کردیاں سے تھر و زن ہوا تھا
رات طر کر کے اسی عو میں پہونچي تھے کہ جہن سما جہت ان اول ان پہونچے تھے بس یہ صاحب جہت قران
میں پو شیدہ چھا تو تھا اس سبب سے سو ص جہت قران کی سرگردانی اور تین روزہ ہوتے و
حال معلوم تھا جو اسنے اسطور سے بیان کیا کہ میرے مرشد نے مجھ اس حال سے کہ کا کہ تھا
بس جب صاحب قران کر پہونچے تو اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ آپ تو فقیر بنا اور اپنے شاگرد کو چمپل
بنایا در شعل پر بیہوشی بکشت ڈلی دروغن بیہوشی نیز سے قلیلہ چرب کیا و قریب نوبت کے
سے کر چسل اور قریب سما جہت قران پہونچا اور اسی شعل کو روشن رہنے دیا اسکا دھوان جو
دفع صاحب جہت قران میں پہونچي بیہوشی نے اثر کیا یہ اسی سبب سے صاحب جہت قران کو گرمی بھی
معلوم ہوئی تھی اور سرگردش کر کے لگا تھے جب صاحب جہت قران اٹھ کر چلے گئے اس
ایسار کے کہنے سے اور لوح کے ملاحظہ کرنے سے قصدت کہ لوح کو دیکھوں اس
مکار و عیا سے جو صاحب جہت قران سے دیکھا کہ لوح کو ملاحظہ فرمایا ہے آپ سے تین دن سے لوح
نہیں دیکھی ہر دور و بند کونچ کر کے کو چاہیے سے دو سبب تھے ایک تو اس خیال سے کہ
کہ تو خود لوح کو دیدلا دے ایسا نہ ہو کہ حاکم لک کو خیال جائے و لوح پر سے سے سے
کر دے تو بڑی خرابی ہو و سرری میری محنت بڑی رہو اس سے تو دیدار دست کر دے
اٹھ کو میری جانب سے شک نہ ہو کہ کسی امر کا من نہ لیسے و اس میں وجہ یقین نہ ہو
کہ یہ نقیہ میر دوست پر دشمن نہیں ہر دو مرا سبب یہ ہو تھ و یہ وجہ تھی کہ جو سننے لوح کو
کہا تھا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ اسنے دیکھا کہ تن فرمہ ہو اسل کو یہ من متبت ہو و در و در
اکو پھینٹے ہوئے و طاسم لٹ سے دروغن بیہوشی سے اثر کیا یہ اس سبب سے تھا کہ
نہیں کی کہ بیٹھ ہوئے ہیں یہ ٹھین اور قریب شعل جو لوح کو دیکھیں نہ ہو کہ کسی

کر ملی اور یہ بیہوش ہو جائیگا تاکہ اس کا کام ہو جائے گا اس سبب سے اس نے سوچ کو یاد دلایا تھا کہ ایسا ہی ہوا
 صبح بوقت ان جب اٹھے اور گرے بیہوش ہو کر اس نے نعرہ کیا اور اپنے کو ظاہر کیا پس اس نے اس وقت
 نہایت اٹھان کو چاہا اور عیاری میں باندھا اور منہ عیاری سے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھ باندھے
 ایک پر سے کے گردن باندھی اور وہ لٹکی بنا کر پشت پر ڈھک کر عیاری کی لٹکانی اور شاگرد سے
 کہ کہ شعل اسی جگہ پھینک دے اس نے شعل اسی مقام پر پھینکی اور ساتھ ہو گیا اور ان
 دونوں کے بیہوشی سے اثر نہیں کیا اس کے یہ سبب تھا کہ ان دونوں نے اپنے کات و ٹخنوں
 میں روئی رکھ لی تھی اسی سبب سے بیہوشی نے نہ اثر نہ کیا تھا یہ بیہوش نہ ہوئے اور بچے تھے یہ
 دونوں اسے دو شاگرد صاحبہ ان کو چاہا اور عیاری میں باندھ کر چل مکے ہوئے تھے اسی علم
 شب میں انھوں نے کسی مقام پر نہ پید ہوا سے شہری مارے ہوئے چلتے آئے جب
 نہایت تھا کہ جو اس تھا تو شاگرد کو دیدیتا تھا وہ اسے کرچٹ تھا خلصہ یہ کہ بوقت میں یہ دخل
 شہر و خانہ پہ ہوا وہاں بوقت صبح و خان لال قبا نے دربار آراستہ یہ موقوف معمول کے سب
 سر راکر حاضر دربار ہوئے سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے و خان لال قبا تخت پر ٹھہرے
 تھا وزیر خوش رہا عقب پشت مردہ جنہاں کر رہا تھا و خان لال قبا سنا اہل دربار کی طرف
 متوجہ ہو کر کہ کہ بھی ایک متوجہ رہا حاج نقب زن طلسم کشا کو اسیر کر کے نہیں لایا چچا رون
 ہوئے ہیں کہ اس وقت تک نہیں آیا کہ ہل دربار نے جواب دیا کہ ابھی کام نہ ہوا ہو گا اسے میر
 نہ کیا ہو گا بھی اس پر قابو نہ چلا ہو گا اس سبب سے نہیں آیا جو و خان سے کہ کہ مسموم ہوتا ہو
 کہ یہی سبب ہے نہ علاج ضرور اسیر کر کے لائے گا یہ بڑا مکار ہے اسکا نہ ضرور کا رگر ہو گا اس کی
 عیاری خلی نہ جائے گی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ رنگ کی آواز در در دست کی طرف سے آتی سب
 ہل دربار نے پست کر دیا و خان لال قبا نے بھی دیکھ سب نے دیکھا کہ متوجہ رہا حاج
 نقب زن پست پر پشت رو لکے ہوئے گردن آلودہ پسینہ میں غرق سانس چھوٹی ہوئی
 چل رہا ہے نقب میں اسکا شاگرد ہر سب سے جو رہا حاج کو دیکھا ہر ایک نے ہکا کر کہا
 کہ جو بادشاہ مبارک ہو متوجہ رہا حاج آگے اور اپنا کام کرنے آگے گو و خان لال قبا نے
 بھی نہ تھا اور خوش ہوا تھا ہل دربار کے کہنے سے پھر پاسٹ کر دیا وہ دیکھ کر کہ کہ

کیونکہ مہتر جی شیر پانچ پانچ سے جواب دیا کہ شیر حضور کے قبیل سے یہ غلام تھو جو کتا
اپنا کام کر کے آئے گا بھی اسی ہو اور کہ غلام گیا ہو اور کام کر کے آیا ہو حضور کا قبیل ہمسہ
وقت مراد بتا دے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ غلام جائے اور بے نیل قصور و پرہیز سے یہ غیر ممکن ہے
آپ کے اقبال سے طلسم کش پر جو کر عیاری کی اور اسیر کیا اور پڑا یہ یہ کھڑا آئے کے ساتھ ہی
پشتہ رہ سارے بھاریا و انھی میں سے وہ کام کیا ہو کہ جو کسی سے نہ ہوا جو وہ لوگ ہیں نے یہ کام
کیا ہو کہ میں اس امر کا منہ اور میں کہ یہ بر طلسم کش کے جو یہ جو مرحت ہو اور خلعت و انعام
سے سرفراز ہوں کیونکہ میں سے تمام سائنات و علم کی جتن بھی پڑتی اور بروہی کیونکہ ہی در بندہ سے
برہدیکے اور فتح کی کسی نے نہیں اسیر کیا یا کہ در بندہ را کہ یا طلسم کش کا شریک ہو یا نہ
کام اسی در بندہ میں ہو کہ میں نے آپ کے کام سے طلسم کش کو اسیر کر لیا ب انعام و مرحت فرمایا
یہ چیزات سے عرض کیا و خان سے حکم دیا کہ لاؤ ترزو میں سے تیار کے موقوف سبزر مرچ
وہاں یہ حکم دینا تھا کہ فوراً ترزو و فر کی کئی و خان سے ایک طرف پشت رہنا جتنا اور
کار لیں وہ ایک طرف اشر فیہ ن ٹنگا کر بخیرین جب دو دن پہلے یا ہر پہلے بلکہ کسی قدر
اشر فیہ ان کا پہلے نیار یا اور صاحب قرآن والا پہلے اونچے ہو گیا جب یہ واقعہ ہوا اس وقت ہوش
سے عیار کو حکم دیا کہ یہ اشر فیہ ان کے سے ہیں اے اشر فیہ ان سلام کر کے اس وقت سے لین
وہ انکو کھوار یا ہر آیا و اپنے مکان پر اپنے منہ کر کے پائے و ذکر دین و خود پچ و پس
یا سننے یا تہ یا نہ بھڑکھا ہو گیا بے خان لال قبیل اپنے عیہ سے کہ اس کو
ہو شیر کہ ہوتا کہ میں سے یہ کام کروں اور یہ اپنی و سنت کو دیکھے ورا گتا ہوا اور
سکو بھی معلوم ہو کہ میں اسیر کر لیا ہو کہ مل دربار و وزیرین سے ہاتھ باندھو و عرض یہ
کہ تر زبان دراز اور بد کام ہو کو سیرت و سرسی کی اپنے وزیر و تحقیقت نہیں جانتا چہ نہ اہل
بگھتا ہر بنا کہ خداوندون کو براکت ہر جس اگر یہ ہو شیرین ج سے و تو یہ خداوندون کو برا
کتے حاکم کو سنت پڑے گا اگر تو یہ دیشہ تو اور زیادہ ترز شمن مذہب کے کا پس ہم سب
سب سے نئے خداوندین کے برا کھڑے و دروشتہ مہر و سنا سنا ہم پر گنا ہو گا اس سے
بہتر یہ ہو گا کہ اسے قتل کا حکم فرما دے تاکہ جو دسی را لم نہ دیش میں سر جہاں سے تاکہ ہر

قصہ پاک ہوش بد آپ اس شخص سے ہوشیار کرانے ہیں کہ یہ دین سلام کو ترک کرے آپ کی
 اس سخت کر کے یہ غیر ممکن ہو اور محال ہو وہ لوگ ہیں کہ کسی کے کئے پر عمل نہیں کرتے ہیں مرے
 سے نہیں ڈرتے ہیں بڑے موت کو حیات ابدی خیال کرتے ہیں مگر اپنے دین و مذہب سے نفرت
 نہیں کرتے ہیں بس یہ ضرور ہے کہ بیکار کو ہوشیار کیا جائے آئندہ جو آپ کی مرضی ہم لوگ تو
 ربیع حکم بین و خات لال قبا لے جواب دیا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو مگر اس امر کو تو قبول کیسے
 ورمات لیں کہ ہوشیار نہ کیا جائے مگر اس امر کو بین کسی طور سے گوارا نہیں کروں گا کہ خلیات
 طریقہ طلسم کے کروں کیونکہ طریقہ ورتی علیہ طلسم کا یہ ہے کہ جب صدمہ کش پا کوئی دوسرا شخص قید
 ہو کر فیصلہ طلسم میں آئے یا کسی در بند میں تو اسکو چالیس دن تک قید رکھا جائے اکتالیسویں
 دن قتل کیا جائے یہ طریقہ نہیں ہے کہ جس دن قید ہو کر آئے اسی دن قتل کیا جائے یہ دو چار دن
 سے بعد یا دس پندرہ دن کے بعد ہاں اگر ایک دو دن زیادہ ہو جائیں تو مسافقہ نہیں ہو سکتا
 کم نہ ہوں اور طلسم کشا کے یہ تو قطعی حکم ہے کہ کبھی قبل میوند قہرہ کے قتل کرنے کا قصد بھی نہ کیا
 جائے ورنہ رہا ہو جائے گا ورنہ قتل کا قصد کرے گا وہ خود قتل ہو گا بس ایسی حالت میں
 ہیں کیونکہ اس امر کا مرتب ہوں اور کیون قتل کرنے کا قصد کروں گا تو اسکی رہائی نہ ہوتی ہے
 کہ دن دوسرے اپنی جان پر بناؤں یہ تو مجھ سے کبھی نہ ہوگا اور دیکھو کہ جن لوگوں نے اس امر
 کی تعمیل کی شکایا انجام ہو خود دے گئے اور طلسم کشا رہا ہو گیا بس میں اسے قید خانہ میں
 روانہ کرتا ہوں ورنہ سخت دین مبتلا کرتا ہوں اگر سخت جان ہو تو زندہ رہے گا ورنہ اسی غصہ
 میں تم ہو جائے گا ورنہ رہا ہو جائے چالیس دن کے قتل کر دینا سب سے تو بڑا دیکھو کہ ہم
 درست رشتہ ہو پھر قید فرماتے مگر ہوشیار نہ کرانے کا یہ حکم دیا کہ بڑا دین ہوں تو
 یہ حکم دینا تھا کہ فوراً ہنرمند سے قید صادر ہو رہا ہو و خات لال قبا لے طلسم دین کے طلسم
 کش قید ہو کر رہا ہو سپر قید سخت تو کم نہ ہو شکتہ جادو لو تو اس سے بڑا تھا اسکو حکم دیا کہ تو
 اس کے ہتھیار بھی لے لے اور بس تن اور سب جواہرات بھی اور نوچیں بھی یہ ہم نے قید دیا
 اس قدر مست کے قید میں کہ یہ تیرے سپر دین جادو کی بہت ہوشیار رہی ورنہ سبائی کرنا
 اور دور دین اور سو سے یہ سب جس میں بڑا کا نام ہو اور ایک خورہ نہ رہی و سوئی

نہوچے کے ذریعہ فرائض سے کیا فیائدہ میمان صحت و حیات پر جو بڑے بڑے اور شکر کو کھانے اور
 ہو کر چھوڑ دیا اس پر تکیہ فرما کے ہر دن زندان کو تول سے سبب بندوبست کر لیا چہرہ
 قریر کر چکا ہوں با تو اں پاسانی بین مہر نہ ہو، اور صحت و حیات کی تیر کو در خان لال قبا
 رو نہ کر چکا اس وقت اہل دربار سے کہا کہ تم سے میرے اقبال کو دیکھ کہ بیونہ ظلم کشا کو قید ہو کر
 آیا یہ وہ مقام ہے کہ اس کے دل سے کوئی آگاہ نہیں ہو نہ یہاں کوئی سست ہو جس جب یہ نہ ہو
 ہو تو کیا خوف تیرا اہل دربار سے جواب دیا کہ بجا رہ نہ رہا اور درست فرمایا پھر کیا خوف تیرا
 چھاپا یہ واقعی بظلم کشا کی قضا بھی تھی جو دیکھ کو تیرا کیا ضرورت تھی معصوم ہو کر ہر کہ
 اس در بند کو بھی مثل بھین در بندوں کے ظلم کشا کے تصور کیا تھا جو یکہ و تنہا ادھم سے رہا
 در خان لال قبا سے جواب دیا کہ جو کچھ جواب تو یہاں آ کر قید ہو کر گریع لشکر و سپہ سالار
 تو آپ بتائیت گریع لشکر کے آتا تو بھی راجہ تیرا دشمن تھا تیرا تیری خیال ہوتا یہ ضرورت
 نہ لشکر کے اسیر ہو جاتا اہل دربار سے جواب دیا کہ واقعی یہی اعتراف یہ بھی ممکن تھا کہ یہاں
 کر کوئی زندہ رہا جس جاسا جب یہ اہل دربار سے کہ در خان لال قبا سے کہا کہ تم دیکھا کرو کہ
 میں کہو نہ کہ بعد قتل ظلم کش کے اہل لشکر کو قتل و تباہ کرتا ہوں جب میں ظلم کشا کو قتل
 کر لوں گا وہ لشکر کو تباہ اس وقت تک کال کو شیر کرونگا بلکہ بطور تحفہ ظلم کش کے سر
 وائے کرونگا اور ایک بہت بڑا جشن کرونگا اس وقت اپنے در بند کو نکال کر روں گا اور بادشاہ و
 سبب ظلم کو اپنے حال سے اور حال در بند کے خبردار کروں گا اور آگاہ اب یہ در بند رہا
 پرنہ ہر ہوگا تو آج تک اس در بند کے حال سے کوئی آگاہ نہ تھا نہ اس کا ہر بزرگوں
 نے بیان کیا تھا اور میں نے اسے سن تھا کہ چہ در بند اس زمانہ میں تھا یہ ہو گا اور سبب تیرا
 صبر میں در بند سے اس وقت بین آگاہ ہو گا جبکہ ظلم کشا کے کاوہ اس در بند کو نہ
 کرے وہ بیونہ اس در بند کے نتیجہ کرے تو اسے کہ جب وہ اس در بند کو فتح و پر باد کرتا
 اس وقت ساکن ظلم کو قتل ہو گا ان لوگوں کا یہ قول تھا مذہب یہ کہتے ہوں کہ اسے قتل
 و مصلوب یہ تھا کہ جب ظلم کشا زندہ رہا اس در بند تک نہ تو سیر ہو چکا
 خاکہ در بند اس وقت قتل کر کے خود در بند کو قتل کر دیا اس امر کے بعد بی بی نے بدست

کے جشن کرونگا کل ساکنین طلمس و محیر ساکنین طلمس کو جشن میں طلب کرونگا سو قست سب پر
 ظاہر ہوگا اور سب واقعت ہوئے اور سب پر یہ در بند ظاہر ہوگا بس یہی منشا تھا ان لوگوں کا
 اب اس در بند کے اندر ہر جوتے کا پانہ آگیا ہر یہ و بی زمانہ ہر کتب میں جو اس وقت طلمس تحریر
 ہیں اور اس طور سے کہ فلان زمانہ میں جب طلمس کشا آئے گا تو یہ در بند ظاہر ہوگا بنیوت طلمس
 کا بھی یہی مطلب تھا سی غرض سے انھوں نے اس امر کو تحریر کیا تھا یہ منشا نہ تھی کہ طلمس
 کشا اس در بند کو فتح کرے کا سی سبب سے ظاہر ہوگا و خان نے جب یہ بیان یہ سبب
 اہل دربار سے جواب دیا کہ واقعی یہی منشا تھا جو کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں جب یہ واقعہ برپا ہوئی
 تو بادشاہ نے دربار پر نہ سنا کہ داخل محل ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر تھے یہاں کو تو اہل
 نے دور و وطن اور سوئے کا سگ جس میں برابر کا ٹک تھا و ایک آنچرہ گرم پانی کا سگے کر
 زندان میں آیا یہاں صاحب قرآن زانوئے فکر پر سر جھکاٹے ہوئے بیٹھے تھے بحر فرد و مرد و بین
 غوطہ زن تھے اور غواہی کر رہے تھے کہ یہ کیا مقدم ہو اور میں یہاں یوں قید کیا گیا ہوں میرے قید
 کرنے سے کیا مطلب ہوا اور کیا دشمنی ہو جو مجھ کو قید کیا ہو اور یہاں کا کون بادشاہ ہے کہ دروازہ زندان
 کے کھلنے کی صدا کان میں آئی صاحب قرآن نے سراٹھا کر دیکھا کہ ایک ساحر ملر کوئی عمدہ دار
 کچھ ہاتھوں میں لیے ہوئے دروازہ کھول کر زعفران میں آیا سو دیکھ کر صاحب قرآن نے زنجیر
 کو ہٹا دیا سب خیال سے کہ اس آنے والے کو معلوم ہوا کہ قیدی ہوشیار ہو جب زنجیر کی عمدہ
 تختہ چاؤ وے سنئی سو بھی معلوم ہوا کہ قیدی ہوشیار ہو بس قریب آیا اور کہا کہ او قیدی ہی ہیں
 کھانے اور کھا اور بادشاہ کو د عادی کے اُسے تیرے اوپر رحم تھا کر یہ تیرے لیے کھانا
 مقرر کیا ہو ورنہ مارے دلوں کے مر جاتا ایک دانہ نہ نصیب ہوتا نہ ایک قطرہ پانی کا سر یہ
 بدست دی غنا ویت و تہ پانی ہو جو کھانا مقرر کیا یہ جو کو تو اہل نے کہا صاحب قرآن نے مزاح کر
 اسے دیکھتے بہ نسبت تہر آلود و پتھ اور کہا کہ او شخص پہلے تو یہ بتا کہ یہ کون مقدم ہو اور مجھ کو کس غرض
 سے یہاں قید کیا ہو ورنہ یہاں کا کون بادشاہ ہے میرے اُسکے کیا عداوت تھی تو میرے ساتھ
 رہنے یہ سلوک کیا اور میں یہ جہ خدا کا کیوں نہ شکر ادا کروں اور کیوں نہ اسکی تعریف کر دوں کہ
 جس نے یہاں بھی میرے زرق کی فکر کی اور دشمن کے دل میں یہ باغ پیدا کی کہ سننے کھانا مقرر کیا

برای سنون یہاں کو یہ خبر پہنچان در ہاں میں اب کچھ اور بھی نہیں ہوتا بلکہ اور اور باتیں ہوتی ہیں
 کہ نہ کہ یہ بھی نہیں آتا یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی قید ہو نہ کہ یہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب
 جہول سے ہیں مگر سب ہوتا ہے کہ ہر روز بوقت صبح جبکہ بادشاہ آتا ہے کہ کھنہ چاہے اگر خیر کہ ان
 جہول سے بھی ایک تھری ہو جو ہر بار ہفتہ کھائی ہو پیت پیت پیت دن کی تقریر بھی ہیں کہ وہی بھی کہ یہ
 تقریر میرے سے ہوتی ہے سال و توبہ ہوئے بس اس صورت سے آٹھ روز گزرے یہ سب ان کو
 اصحاب حقیقتان قید ہیں اور اس سب کو فکر ہو کہ زمانہ میوہ گذر جائے تو طلسم شہ قتل کیا جائے
 ان سب باتوں میں کہ ہیں بتلہ کھا جائے اب کچھ حال شواجم کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ دن سے
 شواجم سے خواب دیکھ تھا اور آصف بن برخیا حکم دے گئے تھے کہ تیسرے دن تم حرم
 در بندہ روانہ ہوتا ہے نہ کہ شواجم نے گھڑی و سالت گن گن کر وہ دو دن سے نیچے سمجھ
 وہ دن آیا تو شواجم نے سب سے کہا کہ میں صراحتہ ان کی تلاش میں جاتا ہوں کیونکہ آج
 تین دن ہوئے کہ میں نے اپنے عشق کو نہیں دیکھا ہوں اسکی خبر معلوم ہوئی ہے کہ کہاں ہے وہ
 کیا گزری یہ بدوٹ اس کے جگہ یہاں آرام نہیں ہے میں کیونکر قیام کران اس مقام پر بس میں جاتا
 ہوں مجھ کو حرم کے بغیر شہ و دار نہ سونی معلوم ہوتی ہے اب میں نہ ٹھہرے گا نہ قیام کرونگا اسکا نام
 سے شواجم ہر روز کہا کرتے تھے؟ یہ وہ دن آیا تو کہا کہ آج میں جاتا ہوں سب سے کہا کہ سپہ سالار
 قیام کریں کل تک خبر آجائے گی جواب دیا کہ اب میرا ایمان ٹھہرنا غیر ممکن ہے میرا دل ٹھہرنا
 یہ کچھ نہ کہ کو چاہتا ہے کہ اب حد سے زیادہ یہ مجھ جانتے دو یہ کہ شواجم آٹھ گھنٹے ہوئے
 اٹھ لاکھ سب سے روکا شواجم نے ایک کی دہشتی بیرون دربار سے اپنی صورت ایک سر
 و ہنر نے دیکھی کہ روئے کی بندھی ہوئی کرتے تھے میں یہ بدوٹ کا تشہد پیشانی پر بھونچتا ہوں
 کہ میں نے ہر گز نہیں دیکھا ہوں کہ میں نے کوئی دیکھا ہے کہ میں نے ہر گز نہیں دیکھا ہوں کہ میں نے ہر گز نہیں دیکھا ہوں
 بھر ٹھہرے ایک سے ہوئے سب سے شہرت کو آصف بن برخیا نے فرمایا تھا کہ تم جانا و در بندہ
 یہ ہوں کہ یہ وہ دن آج کو تو راہ میں رہا جاتا ہے اب پھر مجھ کو در بندہ کا تحریر ہوتا ہے
 ان ظہر ایک ہوں کہ میں نے ہر گز نہیں دیکھا ہوں کہ میں نے ہر گز نہیں دیکھا ہوں کہ میں نے ہر گز نہیں دیکھا ہوں
 یہ وہ دن آج کو تو راہ میں رہا جاتا ہے اب پھر مجھ کو در بندہ کا تحریر ہوتا ہے

یہودیوں کے وہ پتھر تہہ اکوٹے، کسے باپ سنا، اسکا سفلی کہ جس پر پتھر تھا جی بہت قبول فرما سنا
 اپنی ہنسی شادی پر سے سر جھک کر بہت جیسے کئے یہ خوش مست کی تھی سنا سپت عزیزت کو تم
 آپ وہ سنا رو برو کئے ہیں دووی و خوش مست کو بیت کیہ اور کہہ کئے خود اس کی خوش مست کی بہر
 سب کی کیا رہے ہر گز بین کسلی در خواست کو قبول کروں یہ جواب دے دوں آیا یہ نسبت پر
 یہ یا بڑی اسے سب عزیزوں نے کہ یہ نسبت تھی یہی تقدیر سے قبول ہوئی غصہ و قبول کرے
 لوگ ایسی ایسی نسبتوں کی تو خواہش کرتے ہیں اس میں تو سوائے فی کرد اور انفع کے کوئی اسے
 نقصان کا نہیں ہر شل ہر کہ بکری کو بھی چھوڑتے ہیں تو ہری گھس و پٹھ کر چھوڑتے ہیں بس
 اتھاری لڑکی غم بک چین کرے گی اول تو وہ ایک مرتبہ جیل پہنچے مگر تم شہر کا کو تو اں ہر
 اور مہر سے بادشاہ بہت خوش ہو کر مہر سے عالی تھا نہ انشاؤ اور لا حنون روپیہ کا آدمی تو دیکھو اس
 نسبت کو جیسے نہ میں جسٹور سے ہو قبول کر لینا جب کہ وہ خود خواہش کر رہا ہو تو تھا ایک
 نقصان ہر ان کو اور قبول کر لو اگر انکار کرو گے تو بعد کو پتہ دے کہ ہر سب نزدیک کوئی
 نقصان و ہر تہمین یہ بہت اچھی بات ہے جب سطور سے سب عزیزوں نے اور دوستوں
 نے اس سے کہا تھا وہ نہ کسے دیکھئے تھے سنا بھی کئے کئے کے خیال ہو و جس طرح کو
 ان کے کو دوڑا یا اور نقصان کا پہلو نکلا سو سے نفع کے کوئی پہلو نقصان کا نہ تھا یا میں اسے
 انیس وقت ان سب کے رو برو کہ میں نے تم سب کے کئے سے قبول کیا و اس نسبت کا
 منظور کر لیا کیونکہ تم نے جو کچھ کہا وہ سب ٹھیک ہے ہر کوئی کون کی اس ٹھیک ہے اور درست ہے
 میں کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے تمہاری خواہش کو قبول کیا مادی بیان کرنا کہ اسے یہ وقت
 پس ہم ہر کے ہاتھ کہلا کر جو کہ ہم نے دل و جان تمہاری خواہش کو قبول کیا ہمارے باعث اتھار
 جب ہم پر مسمیہ چادو کے پاس پہنچا سنے اس وقت جواب میں اہل عجب تھا کہ پچھ کو ان وقت
 نہ کہ کہ جسے کہ چھ سارے شادی پر ہی ہر میں فرطت ہو چکے ہیں یہ کہ اگر چہ چادو
 ہم سے کہہ پے یعنی ہر کی کے دیا سنے شہر جو دو کو ہر ہم سے سکا یہ جواب دے کہ اسے
 کہہ دیا کہ اس ذہین کچھ مشکون کر لیا جائے اور ہم رخصت ہو جائے کہ اسے کہ اس ہر
 منظور ہو تو ہم حاضر ہیں کیونکہ اس عرصہ میں ہم سب سارے کو لیتے ابھی ہمارے پاس نہ

درست نہیں کر پیام پہنچے جا کر جواب اسکا بخشہ چاؤ دوسے کہا ٹھنکے چاؤ دوسے جواب دیا کہ ہم کو تمہوں
 ہر جو چاہیں شکون کر لیں کہ ہم کو اطمینان ہو جائے اور ہماری پختگی ہو جائے تاکہ پھر نہ بین کمین کوئی
 سلسلہ کر سون نہ وہ پیام برسے یہی جا کر لڑکی کے باپ سے کہا کہ اُنھوں نے یہ کہا ہے آپ سب کا
 یہ جواب دیتے ہیں کہ کہہ کر کہہ دو کہ پرسون کچھ شکون ہو جاؤ دوسے کا وہ شکون یہ نہ ہو گا کہ منہنی
 کی جائے گی تاکہ طریق کی پختگی ہو جائے دونوں طرف اطمینان ہو جائے خلاصہ یہ کہ بموجب قرار کے
 منہنی ہوئی تھی اور یہ اقرار ہو گیا تھا کہ بعد چھ ماہ کے شادی کی جائے گی جب یہ اقرار وغیرہ ہو گیا
 طریق کہ اطمینان ہو گیا یہاں تک کہ وہ زمانہ نہ را اور وہ زمانہ آیا کہ جسکا طریق میں اقرار ہوا تھا
 حسب وہ زمانہ آیا تو پھر لڑکی کے باپ نے کہا ابھی کہ اب ایک دن اگر رخصت کر لے جاؤ کیونکہ
 ب ہمارا سب سامان درست ہو گیا ہے اب ہم کو ایک دن بھی برابر ایک برس کے ہر حسب یہ
 ہمیں ٹھنکے چاؤ دوسے پاس پہونچاؤ وہ اس پیام کو سن کر خوش ہو گیا پھولوں نہ سماتا تھا اپنے جہانہ
 سے ہر ہو گیا خوش ہو کر پیام برسے کہا کہ ہماری طرف سے کہنا کہ ہم دن رخصت کا مقرر کر کے
 اعلان بھیجیں گے کیونکہ ہم کو خود جلدی ہر ہم بادشاہ کے عرض کر لیں اگر میں اس عہد پر نہ قائم
 ہو تاکہ ایک تیار ہی کی حفاظت میرے سپرد نہ ہوتی تو میں خود اس وقت بتا دیتا کہ فلان دن میں
 آؤنگے اور عقد کر کے لے جاؤنگے خیر خرابی یہ کہ یہ قیدی بہت بڑا مجرم ہر اسکی حفاظت میرے سپرد
 ہر در حکم ہو کہ جب تک یہ قید رہے اسدن تک تم اپنے طور نہ جانا اسی مقام پر رکھنا اور پینہ وغیرہ
 لکھنا نہ دینا کہ ایک ہال کو نہ بلکہ اگر اس کے خلاف کرو گے تو عتاب سلطانی تم پر نازل ہو گا میں
 میں بدون اسے رخصت حاصل کیے ہوئے اقرار نہ کروں گا اتفاق سے وہی روز شادی کا
 ہو کر ہو کہ جس زمانہ میں صحت پران قید ہو کر آئے تھے اور قید کیے گئے تھے جب پیام برسے
 ٹھنکے چاؤ دوسے یہ بیان ہوا وہ یہ کہ فوراً وہاں سے لڑکی کے باپ کے پاس آیا اور جو پختگی نہ چاؤ
 اطمینان یہ تھا کہ اسکا منہنی نے جواب دیا کہ اچھا کہ قبول ہر جو تاریخ و دن وہ مقرر کرے گا جیسے
 ہم سکو قبول کر لیں اور رخصت کر دیتے ہیں ہر سے اگر کہہ یا اس میں نہ ٹھنکے چاؤ دوسے ایک عرض
 اخذ نہ کیا کہ اس مشنوں کی خریداری جسکا یہ القاب تھا حضور فیض گنجو مع انورا
 ہر اور نہ رخصت نہ فیض زمانہ تمام اقبالہ واجد نہ جہاد دوسے آداب و تہذیب لغرض

بندہ گانہ میسر نہ غریب پرور سلاست یہ حقیر سر پر تقدیر دست بستہ بخت غلامان
 سرکار یہ عرض کرتا ہوں کہ احترام چادری دختر کے ساتھ ایک بات سے اس قدر مفلح ہوئی کہ سر
 پائی ہوئی تھی اب بھٹون کے میرے پاس یہاں بھیج دیا کہ اگر نصرت کر اس جادو اب تو یہ اثر نشور
 نہیں ہو کہ ہم لڑکی کو اپنے مکان میں رکھیں اب ہم سے نہ رخصت نہیں ہو سکتی تو اپنی امانت لیا
 اب عرصہ نہ کرو اگر عرصہ کرو گے تو ہم دوسرے مرقم پر اس طرح کر دیتے ہیں کہ ہم نے اسے رات گزاری
 کیا کہ تم یہ نہ کہو جب تم نے نہیں بھی تو ہم نے شواہد جزیرہ کو یہاں پہنچا دیا ہم کو یہاں تھا کہ ہم لڑکی
 دے گئے مگر کیا کریں کہ تم سے سخت نہیں کہتے ہو اب ہم اتنا نظر کر رہے ہیں کہ اب نہ لڑکے تو
 ہم اور نہیں ٹھہر کر شاہی کر دیتے جب یہ میرے پاس آئے ہیں کہ یہ جو بویا کہ اپنا لینا
 رکھیں میں بادشاہ سے اجازت لے کر ان کو رہا کر دیتا ہوں کہ قتل کر دینا سب سے بدست
 رکھنا ہم کر رخصت کر لے جائیں وہ تارخ ورون نہ ٹھے گا لہذا مجاہد جزیرت سے کہ میں اپنی
 شادی کر لوں ہر تہ اسدن کی کہ جس دن ہر تہ لے کر جاؤں باقی عروس کو لے کر اسی مرقم پر چلا
 آؤں گا میں اس کا قرار حضور سے کرتا ہوں کہ ہر سب فی حفظت کا شہب بند و بست کر جاؤں گا
 آپ کے کام میں فرق نہ ہو گا اگر کوئی خرابی ہو تو چلو توپ دم فرماتے گا دوسرے میری یہ شہنشاہ
 ہے کہ جہاں اس امر کی اجازت مرحمت ہو میں قاضی حد حسب اوکے بھٹون کے میرے بڑا لون کا عقد
 پڑھا ہر ورون بیرون در بندہ ہیں جنک نام میں بھی جب بڑا بیرون در بندہ طلب کروں
 کہ وہ میرے عقد پر نہیں کیونکہ جب تک وہ عقد نہیں پڑھے ہیں اس وقت تک عقد درست
 نہیں ہوتا دوسرے یہ بات ہر انکا عقد پڑھ ہو ورون سے ہوتا ہے ورنہ نہ رہتا ہر وونی ہوتا
 نہیں ہوتا اگر کوئی دوسرے عقد کرے تو میں پڑھتا ہوں کہ بل خدایا و بل خدایا
 عقد کو درست نہیں جانتے ہیں کہ میں یہ عقد نہیں کر دے گا کہ میں اسے سب سے
 کسی دوسرے کے عقد پڑھ ورنہ قاضی جگہ تک کے نہیں پڑھتا وہ ملک و دیار میں ہر ورون
 عقد پڑھا ہوا اس میں نہیں ہوتا یہ اس سے یہ کہ ہر ورون کو شک ہے ہوا اس جزیرت میں
 ہو کہ میں انکو بیرون طلب کر لوں کہ وہ اگر عقد پڑھیں اور میں پیش وادامہ ہو جائیں
 اور میری آرزو خوش ہوش پڑا ہی ہو کہ میں اسے بدستہ احترام چادری ورنہ نہ لڑکے

اسی آتش فزاق میں جلا کر تھاب تھاب آواں سے یہی آواز کو بر لاسنے کا اقرار کیا ہو کر میں ہنس کر
 کرونگا تو وہ لوگ اور کسی سے ساتھ فقہ کر دیتے ہیں یہ خبر پا کر مرچ و نمک کیونکہ میرے معشوق کو دوسرا
 لے جائے گا چھ سے ٹسلی جہن کو ادا ہوئی سب کمان تک مروت آتے کہ تو میرا ہوں سب زندہ
 کی صورت لفظ آئی ہو پھر کہ وہ نثر تالون پس از چہ ہر بنی میرے حال پر ترس نہ کر اجازت غنا ہو
 اور کی جگہ ٹک کے پاس ہی اجازت سے الزبتھ پڑھیں کہ دوسرا کوئی حقیقت
 پڑھے گا اگر اس مرنے کو دین جیتے جی مرچ و نمک کہ مرچ و نمک سے سبب ہوا تھا اس میں یہ خبر ملی
 ہوئی میں بنی جان سے رہتا کہ میں مرچ تو وہ عروس راٹھ ہو جائے گی ہر طرح خبرانی ہوئی پس
 یہ دونوں جہنمیں ازراہ تہریانی و پرورش کے مرچست ہوں تاکہ میں حسب خبر ہش اپنی بیوی
 کروں آپ کی عنایت پرورش سے اپنی مرد کو پوچھوں اور اپنی مراد پر آپ سب ہو کر آپ کی
 دعا میں شب و روز مسرور ہوں اور ترقی جادو جلال میں معروف ہوں انہی کتاب دوست و
 اقبال تاجان باذیاد حداد سب عرشی لکھ کر اور ہر کر کے اپنا نام تحریر کیا و اس کا لفظ فریب بند
 کر کے ایک اپنے چوبندہ میں کے ہاتھ مستباض شہ میں روانہ کیا و زربانی کہل بھیجی کہ میں خود
 عرشی کے کرح فریبوت اور زربانی بھی غرض کرنا کر مجبور ہوں اس امر سے کہ اگر حضر خدمت ہوں
 ہوں تو یہاں تہی ہی نہ جائے گی اور غدول حسی ہوگی اسی وجہ سے میں نے یہ بھیجی ہو بارے
 یہ خدمت والا میں بھی یہی غرض میں تہی نہ جائے کہتا غرضی معذرت ہو پس وہ چوبندہ
 عرشی کے کر بہت جلد در دوست پر پہنچو و چون اہل قب دربار میں موجود تھا دربار راستہ
 تھا سب سردار حاضر تھے و رہا غذا تہی دیکھے جا رہے تھے کہ یہاں در دوست پر چوبندہ
 و رکھ سالار سے کہ یہ تو یہ عرشی تمہارے حاکم خدمت بادشاہ میں پیش کر دو اور اس کا جواب
 یہاں کرنا کہ یہ عرشی تمہارے چاہو و آواں نہ کی ہوا بھی من کر دیا کہ اس کے تھاب سے سب نیا ہو
 یا چاہا اجازت دے کہ میں خود نہ ہو کر پیش کروں تو جہوز بانی کہ ہر سسویں غرضی کروں اور
 جواب حاصل کروں اس در کہ سنا ہے کہ میں جا کر تھا سب حاکم ہونے کی اجازت
 لائے و یہاں اس چوبندہ کو ہر تھہر نرود کہ سالار اندر آیا ہر اکٹھ پرست مجبوری کر دھن گیا
 کہ ایک چوبندہ پاس سے تھہر چاہو و آواں شہ کے عرشی لیکر آیا ہوا اجازت طلب کر رہا ہے

[illegible]

اور اسکا جواب سناؤ وہ سنا کر ششہ چوہو کا رنمہ نہ کر بیرون در بند آیا اور حرث مکان قاضی کے
 روانہ ہوا رومی بین کرتا جو کہ ششہ چوہو نے دختان لال قبائے اجازت کے لی تھی کہ بین کرے
 سر مکرور قلعے کر پاس قاضی جب رگ کے روانہ کروں گا اور پناہ صاحر کو قاضی صاحب نے سینے
 کے لیے چائے اور قاضی کو لے کر آئیے دختان لال قبائے اجازت دیدی تھی کہ تم شوق سے
 روانہ کرو اور محی فطنان سے کہ کوئی بھجھد یا تھا کہ ایک سحر ششہ جادو کا رنمہ لے کر پاس قاضی صاحب
 کے جائے گا اسکو چائے دینا اور جب وہ اسے توالتے دینا روکنے نہیں اور جب قاضی صاحب بین
 اور اُنٹے لینے کے لیے سحر چائے دینا اور جب وہ لے کر اندرائیں واسے دینا ہمساری
 اجازت پر جس پر اجازت ہو چکی تھی اسی سبب سے سحر حرث وہ ششہ جادو بیرون در بند چلا آیا
 ورنہ کسی سے نہیں روکا رومی بین کرتا کہ ایک دفعہ بیعت ہو کہ اسکا نام قاضی جب تک پریشم
 سے یہ تو یہ چل آتا کہ وہ اہل در بند کا عقد پڑھتا ہو لہذا بیرون در بند جنٹل میں رہتا ہو اس نے قسم
 لی کہ جو کہ یہاں کا حال کسی سے نہ بیان کرے اور اسکو اجازت ہو کہ تم اپنے ساتھ جسکے چاہو
 لاؤ مگر ایک آدمی سے زیادہ نہ ہو اور جب تک یہ عقد نہیں پڑھتا ہر اسوقت تک عقد جمع نہیں
 مانا جاتا جو بسکایہ عقد نہیں پڑھتا ہوا سکی عزت اہل در بند کے نزدیک نہیں ہوتی ہر اس عورت
 و مرد کو سب پر تصور کرتے ہیں کہ اسکا نکاح نہیں ہوا ہر وہ کسی مقام پر نہیں بلایا جاتا ہر اس کے
 کوئی نہیں مانا ہوا اگر اہل خندان و صاحب برادری ہوتا تو اسکو سب اپنے خاندان سے
 ایک کر دیتے ہیں اسکی اولاد کے ساتھ کوئی شادی نہیں کرتا ہر وہ اسکو کوئی بیٹھنے دیتا ہر وہ اسکی
 کوئی مٹی دیتا ہر اس کے لے کا کھانا پینا سب ترک کر دیتے ہیں اب اسکو حقیر جانتے ہیں کہ
 قاضی جب تک ایک آدمی تو م کے لوگوں یا عقد پڑھتا ہو تو اسکو اور اسکی زوجہ کی عزت
 برائی ہو کہ بڑے بڑے عالم خندان و صاحبان شان و شوکت اس کے شریک ہوتے ہیں ہر
 اسکو اپنے خاندان میں شریک کرتے ہیں سبکی اولاد کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں ہر
 خیال کرتے ہیں بس ایسی عزت ہر قاضی جب تک اسکی ان لوگوں کے نزدیک بلکہ یہ لوگ
 قاضی صاحب کو معاذ اللہ تصور کرتے ہیں جسٹ قاضی جی نے عقد پڑھ دیا گویا اُنکے خدا
 نے عقد پڑھا یا اور عورت و مرد کو خوب سکھم یا نہ ہو یہ عقد کبھی نہیں ترک کیا جائے ہر

جس اب آپ کے آتے پر غصہ ہو کیونکہ جب تک نہ آئیے گا سو وقت تک عقدہ ہوگا بس کل کی تاریخ
عقد کی تاریخ یہ جو تجا قاضی صاحب نے سن خوش ہوئے اچھین تہ بن گوش پہونچ گئیں تہ و فسطا
خوشی سے لال ہو گیا منہ پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ یہ خوش کی خوب میرا پیچھا چھا ان لوگوں نے یہ ہر
خیر آؤنگا یہ کہہ کر وہ رقعہ پڑھ لے مضمون تھا جو کہ اُس نے زبانی بیان کیا تھا بس قاضی جی سے قلم و اوت
اٹھا کر کاغذ پر تحریر کیا کہ رقعہ تھا را پہونچا اور زبانی تمہارے ملازم کے بھی حال معلوم ہوا بس میں
کل سے پہر کو حد طلسم پر پہونچ جاؤ گا تم ساحرون کو بھیجتا ہا کہ وہ جکوا کر اندر در بند کے لئے جائیں یہ
تحریر کر کے اُس ساحر کو دیا اور زبانی بھی کہہ دیا کہ یہ کہہ پنا وہ ساحر یہ جواب سے کہ طرف در بند کے روانہ
ہوا سرحد در بند پر پہونچ کر داخل در بند ہوا تھنہ جادو کو جا کر رقعہ دیا اور زبانی جو کچھ قاضی نے کہا
تھا کہہ دیا بس اُس نے جواب یا صواب پا کر چار ساحرون کو طلب کیا انکو حکم دیا اور کہا کہ کل تم
سہ پہر کو قریب چار بجے کے بیرون در بند جانا وہاں حد طلسم پر ایک فنس رکھی ہوگی اُسکو اٹھا لانا
دیکھو اس میں فرق نہ ہو اور ہمارے پاس لے آنا انھوں نے کہا بہت خوب بس وہ دن تمام ہوا
رات آئی وہ بھی گزری صبح کو تو بہمان سامان برات ہوئے لگا اور تھنہ جادو کو از حد خوشی ہو کہ دن
تمام ہو تو برات سے کہ عروس کے مکان پر جاؤں اور ساحر جا کر قاضی جی کو لایں اور عقد پڑھا
جائے یہ تو انتظار شام میں ادا ہوا و شمل رہا اور وہ چاروں سحر اس قصہ سے اپنے مقام پر
بیٹھے ہوئے ہیں کہ دو پہر پنج لے تو ہم برائے لائے قاضی صاحب کے طرف حد طلسم کے روانہ
ہوں میں کا یہ واقعہ ہوا بس کچھ حال بیرون در بند کا سماعت فرمائیے لینے خواجہ عمر و قاضی
صاحب کا ناظرین کو یاد ہوگا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ خواجہ تیسرے دن بموجب حکم آصف بن برخیا
کے بموجب انکی ہدایت کے سب سرداروں و مجرہ سے رخصت ہو کر حسب ہدایت طرف حد
در بند کے روانہ ہوئے تھے خد نصیر یہ کہ قطع من زل و طمر اجل کرتے ہوئے چلے آئے تھے یہاں تک کہ
اسیدن خواجہ اُس صحرا میں آکر پہونچے کہ جہاں سرحد تھی در بند و خانیہ کی خواجہ جو وہاں پہونچے
تو خواجہ نے دیکھا کہ چاروں طرف اُس صحرا کے دھواں محیط ہو دھوئیں کی دیوار سی بنی ہوئی ہو
خواجہ نے جو وہ دیوار و خان اُس جنگل میں پائی یقین ہو گیا کہ یہ حد در بند و خانیہ کی
خواجہ کو نول آصف بن خیا کا یہ دایا کہ انھوں نے خواب میں خواجہ سے ارشاد کیا کہ جس مقام پر

بہ دھوئیں کو قریطہ دینے میں لکھنا کہ میری دیوار پر بند کی اور بھی حدود بند ہوئیں اس وقت دھوئیں سے
 قریب نہ جانا اور نہ لڑنا۔ ہر جگہ کے جب شوہر سے وہ دیوار ٹھیک پائی اور دھوئیں سے لڑنا ہوا چہ
 اسی مقام پر بند کا شکر ادا کیا اور دل میں کہ کہ میرے سختی سے بچو حد و بند نہ ہو تو پھر پھر
 خواجہ اسی جنگل میں ادا ہوا دھوئیں سے لڑنا اور غر کر کے لگا لگا کر تدریجاً کرون اور کون سی عیساری
 کرون جو داخل در بند ہوں اور کونسی عیساری کرون جو میں در بند میں پونچ جاؤں اب خواجہ
 کلشن عیساری کی سیر کر کے لے اور کونکر میں عیساری کر کے لے تاکہ گوہر مراد پاؤں اس وقت خواجہ
 نے پھر پھر وہ صورت تبدیل کی یعنی پہلے تو ساتر بنے ہوئے تھے اب غیر ساخت کی صورت میں
 تیار ہوئے مگر وہ یہانی وضع میں وضع ہوئی باندھتے ہوئے اتنی ہی پہنے ہوئے ایک چادر اسٹ
 میں پڑا ہوا تھا وہ چادر پر پڑا ہوا ایک لٹھا ہوا تھا میں پتھر وان جوتا پون میں ڈال کر ہی سفید رنگ سیاہ
 اس وضع پر تیار ہوئے اور وہ اٹھتے لے اور نکال کر کے خواجہ کو تو نکال عیساری میں چھوڑا جاتا ہر
 اب یہ حال قاضی صاحب کا تحریر ہوتا ہے کہ قاضی جگ ملک کو راستہ بہ نیند آئی وہ راستہ قاضی
 صاحب نے جاگ کر بسر کی جیسے صبح ہوئی قاضی صاحب نے اٹھ کر غسل کیا سر میں تیل ڈالا
 ان سفید بالوں میں شانہ کیا سرمہ لگایا پیرچہ میں شمشادہ صرہ رکھا جامہ پہن پٹکا باندھا بن
 ٹھنکر تیار ہوئے ایک دوپٹہ آراکھے میں ڈالا گلابی رنگا ہوا ستر سماگ لگایا خوب سپنے کو
 راستہ پیرا ستہ کی لونڈی سے کہا کہ جا کر خدمتگار سے کہہ دے کہ کہ رو نکو بلا لاسے دیوان خانہ
 کھلو کر فنس نکالی جائے اور دیوان اور تالین وغیرہ میں لونڈی سے خدمتگار کو حکم دے قاضی صاحب
 کے آدھ کیا وہ جا کر کہ رو نکو بلا لایا دیوان خانہ کھلو کر فنس نکال لی اس میں تالین چھایا کہ رو نکو
 دیوان دین کہارون سے در دیوان پنہین کوئے در پڑا دیوان سر پر تھیں لونڈی سے لائرا کالہ زن و
 ناصدان اور شمشادہ و چند کتہ بن وہ کہارون سے لیکر فنس میں رکھ دین اسی بندہ بست
 میں دو پہر تک کئی بس قاضی صاحب باہر سے کہارون سے سلام کیا فنس میں اگر بیٹھے کہارون
 سے کہا کہ فنس اٹھو اور چلو بس جب ہم کہیں کہ اس مقام پر قاضی صاحب در تم چلے جوتہ تم
 رکھ کر وہاں نہ ٹھہرنا فوراً چلے آنا اگر تھروے تو تم پر غاب نازل ہوا تم خاک سیاہ ہو جاتے
 تمہارا پتہ نشان بھی دے گا اگر جانیں عزیز رہنے ہو تو چلے آنا کہ وہی بیان کرتے ہیں کہ قاضی صاحب

کہ اگر کوئی شخص اس مقام کے حال سے کوئی آگے نہ بڑھے تو اس سے پہلے جو اس کے
 ہوا سیرت و عادت پر یہ پہچان آیا کہ تو زور دار، سعادتی، سبب ہر قاضی میں جی نہیں دیتا، اپنے
 خیال کر رہے تھے کہ وہ شخص قریب نفس کے، کرپہو، چار چوبیس کرہاں سے سیر کر رہا ہے اور
 سلام کے برابر نفس کے بیٹھ گیا تو قاضی جی سے جو اس کو نفس کے برابر بیٹھ نہ دے وہ نہیں کہہ سکتا
 شخص تو کون ہے اور یہاں کیونکہ آیا کیونکہ یہاں تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ تم کیونکر اس کے کیونکہ میں نے اس سے
 کوئی خاص نہیں ہو کر کوئی آجاتا ہے وہ مقام پر کہ یہاں فرشتے پر بھی نہیں رہ سکتے جو اس کی اسی
 حقیقت پر مکر میں ہے جب سے تم کو یہاں دیکھ رہے ہیں تو یہاں نہ تم یہاں کیونکر آئے اور تم کون ہو
 خواجہ نے جواب دیا کہ میں ایک مرد و بھائی ہوں نہ کہ ایک ستارہ، اور وہاں پہلے رہا تو یہاں آئے ہیں
 آنکھ تو بن آپ کو دیکھ کر آپ کے پاس آیا کہ آپ سے دریافت کروں کہ آپ کون ہیں اور یہاں پر کون
 ہے اور اس غرض سے آپ کی نفس کے واسطے میں پر کھڑے ہوئے اس لئے کہ اس کی طرف سے
 انکاروں سے پھر کبھی نہیں دیکھ بھاسے ہوئے چلتے سعادتی سبب ہر قاضی میں حساب سے
 کہ پہلے تم اپنے حال سے آگاہ کرو اور بیان کرو کہ تم پر آپ کی طبیعت کی رقی اور تم میں کیا ہیں
 جو یہاں پہنچا حال تم سے بیان کرونگا جب تمہارا اندھ سن لوں گا یہ سننا اس لئے خواجہ نے
 جواب دیا کہ میں کیا ہیں لہذا اپنے حال کا قاضی میں حساب سے کہہ دوں گا یہ حال میں رہا ہوں
 کہ میں تو جب آپ پر حال نہیں کئے ہو پس اپنی روح و جہ سے حال سے کہہ دوں گا یہ حال میں رہا ہوں
 کہ اگر مرد بزرگ ہیں یہ کب کہتا ہوں کہ میں اپنے حال سے بیان کروں گا یہ قاضی میں پہنچا ہوں
 کیا بیان کروں کہ کس بلا میں مبتلا ہوں وہ لائق بیان کہنے سے نہیں بڑھتا میں لائق بیان ہوں
 کیا بیان کروں اس کے روبرو بیان کہنے سے پہلے چھ مہینے ہوئے کہ یہاں پہنچا ہوں کہ میں
 اس کے دفع کرنے کی تدبیر کرے اور میں تو اسی نسبت میں مبتلا ہوا ہوں کہ جس کے ہر حال میں
 اور کوئی دفع نہیں کر سکتا ہر قاضی میں حساب سے کہہ بیان کروں گا یہ قاضی میں پہنچا ہوں
 طبیعت دفع ہو جائے جو اب دیا کہ خیر آپ دعا ہوئے ہیں تو میں بیان کرتا ہوں کہ میں
 آگاہ ہو چکا کہ میں ایک مرد و بھائی ہوں یہاں سے تھوڑی دور پر ایک شخص ہے کہ میں
 رہتا ہوں میرا مکان ہر نہ اوپر عجائب سے خوب بست ہے دیا اور بست مال و دولت میں ہے

جس سے بھی مانع ہو تو میں نہیں کہ ایسا نہ ہو کہ آپ روک لیں بس اب میں یہاں قید رہوں اور اس
 سسٹم میں سے اس کے سبب ظاہر ہویش اگر کے میں یہ جواب سننے رو کر ہوا اپنے مکان پر چلا
 آیا اس دن سے مجھ کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی طور سے میں یہاں سے اندر در بند کے جائون اور اپنی لڑکی
 کو لے آؤں مگر کوئی تدبیر نہ بن پڑی بس اس دن سے میں نے یہ تدبیر کی کہ ہر روز میں آتا ہوں اور
 دن بھر یہاں رہتا ہوں اس خیال سے کہ شاید کوئی تدبیر بن پڑے اور میری لڑکی میرے پاس
 چلی آئے دوسرے یہ مجھ کو فکر ہو کہ کسی مرد آدمی سے ساتھ ساتھ عقد کو دوں اگر یہ چلی آئے مگر کوئی تدبیر
 بن نہ پڑی اس دن سے ہر بات ہوتی کہ میں نے اگر کچھ بھی تو کوئی نہیں آیا اب وہ آمدورفت
 بھی بند ہو گئی اب مجھ کو اسکی خبر بھی نہیں ہو کہ اسپر کیا گزری وہ زندہ ہو یا مر گئی یہ آفت میرے
 اوپر گزری جو اور اس بلا میں مبتلا ہوں جب یہ سب واقعات قاضی نے سنا تو جواب دیا کہ اب مجھ کو
 معلوم ہوا کہ تیری لڑکی اس دیوار کے اُس پار در بند و خانہ میں ہو تو اسکی تلاش میں یہاں
 ہر روز آتا ہے جو اب دیا کہ جی ہاں ہر روز آتا ہوں اور وہ میں شام کو چلا جاتا ہوں جا کر پڑھتا
 ہوں پھر صبح ہوتی نہ کھانا نہ پینا اور چلے آیا چنانچہ موافق تو عدد کے آج بھی آیا جب زبیر وہ دل
 پریشان ہوتا ہے تصویر نکال کر دیکھ لیتا ہوں اب کیا بیان کروں کہ کیونکر اس بدستہ خاتون کی
 اور کیونکر میں اپنی لڑکی کو دیکھونگا دیکھوں اسکی زندگی اور اپنی حیات میں سمجھ دیتا ہی ہوں اور
 اُس سے ملتا بھی ہوں یا نہیں اب تو ظالموں کے پنجہ میں گرفتار ہوں قاضی نے جواب دیا کہ اگر
 بھائی فراموشی لڑکی کی تصویر میں بھی دیکھوں کہ کیسی صورت ہو یہ جو تو قاضی نے کہا سننے کہ ہیں
 نے تو اپنی حالت بیان کی اب آپ پہلے اپنی کیفیت بیان فرمائیے پھر تصویر کو ملاحظہ فرمائیے گا
 راوی بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے یہ سب فقرہ اور مکاری و عیاری کی غوراً ذہن میں لگی اور یہ خیال
 کر لیا کہ یہ شخص ضرور اس در بند میں جائے گا یہ کہ جو نفوس رکھ کر چلے گئے ہیں اس سے کہ
 سحر آئینے نفوس کو اٹھ کر لے جائینگے اگر کوئی فکر بن پڑے اور کوئی عیاری بن پڑے تو اس کے
 ہمراہ تو بھی چلے اسوجہ سے خواجہ نے قریب آکر یہ فقرہ کیا اور یہ تقریر کی جب خواجہ نے یہ
 کہا کہ آپ اپنی حالت بیان فرمائیے پھر تصویر ملاحظہ فرمائیے قاضی نے جواب دیا کہ اگر شخص
 آگاہ ہو کہ میں قاضی ہوں میرا نام قاضی جنگ نام ہے اسی صحرا کے حوالی میں میرا مکان ہے میں نکاح

پر عجب ہوں بس در بند کے رہنے واسطے تو میں جب تک میں جو اندرون در بند آتا عقد نہیں پرست
توں اس وقت تک وہ عقد نہیں مٹتا جتنا بڑا در دست ہوتا ہے اہل در بند اس عقد کو تو چاہتے
میں بس جب کسی کا عقد ہوتا ہے تو میں طلب کیا جاتا ہوں جس طور سے ہوتا ہے تو میں جو تو ہوں کیونکہ
میں انکا سروئی تھی تھی ہوں بس آج کل کو تو دل شہر کا عقد ہوئے وہ بڑا سنے مجا و طلب کیا ہے تو میں
سکا عقد پڑھنے کو تاتہ ہوں طریقہ یہ ہے کہ تجاویز کت تیل خبر بردی جائی تو میں کہدیتہ ہوں کہ
نایاب وقت میں قریب صدر در بند ہوئے جاؤں گا بس جس طور سے تمہارے دیکھا کہ کہا رہا اس رہا کر
چلے گئے اس طور سے کہ نفس رکھ کر چلے جاتے ہیں ساحر وہاں سے آئے ہیں نفس اٹھ کر سنے
جاسے ہیں چنانچہ اسی طور سے آج بھی ساحر نکلتے اور نفس سنے جاتے یہ جو خواجہ کے استاد ہیں
کہ کہ وہ کیا خوب کس قدر عقل سے سوخت رسانی کی اور کیا زمین لڑا ہر خوب تم نے سمجھ لیا
وہ خوب تدبیرت پری اب کوئی ایسی فکر کرو کہ اسکے ساتھ خل در بند ہونا وہی بیان کرتا ہے خواجہ
کو قیہ ستاسی میں پس داخل ہو گیا تھا کہ صورت دیکھ کر شفت کر لیتے تھے کہ اسکا یہ تھا ہر
یہ اس لیے یہاں آیا ہوا اسی طریقہ سے خواجہ نے سمجھ لیا تھا جو بتویر کیا تھا وہی شکل جب خواجہ
کو یہ معلوم ہوا کہ یہ تو غنی ہے ورنہ در بند کے جاتے ہاں بس سیوکت ایک مہاری زمین میں آگئی
خواجہ نے تو غنی ہی سے کہا کہ آپ سے ہونے یا کہ میں تصویر دیکھوں لیجیے یہ تصویر جو شہر شوق
سے مل نظر فرمائیے یہ کہرا سیوکت ایک تصویر بننے سے شوق خواجہ سے تو غنی کو دیکھ رہی
بیان کرتا ہے کہ خواجہ نے یہ چالاکی کی تھی تو وہاں تو تین لکھ پورے اور یہ ایک غلامی آگئی
تیا کرنی تھی وہی تصویر نکال کر تو غنی ہی کو دکھانی تو غنی ہی سے وہ تصویر ہاتھ میں لے اب جو
دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک بڑا قوطی پر ایک نازنین مہر تبیین کی تصویر چھپی ہوئی ہو گئی
نازنین گھٹا جوڑا پیشہ ہرے کھڑی ہو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا شفق میں کتاب ہر ایسی حسین
جمیل ہے کہ اگر زاہد بھی دیکھے تو فریفتہ ہو جائے تصویر سے نور ہیں بڑے معلوم ہوتا ہے کہ اب
تصویر دیوئی اس صاحب تصویر کو جیسے تو غنی سے دیکھ لیا اب جان پھوڑ ہزار جان سے
عاشق ہوئے نور چہرے کا رنگ سرد ہو گیا ہونہو خشت ہوئے انھوں میں حدتہ پڑے
باوجودیکہ مرد پر تھے اس پر یہ حالت ہوئی خواجہ نے یہ وہ زمین کی تو غنی صاحب کی کتاب

دیکھو رہے تھے اور چہرہ پر نگاہ تھی یہ جو حالت تافضی جب تک کسی کی خواجہ سے دیکھی دل میں کہا کہ یہ عاشق ہو گیا اب باز نہ پایہ جاتا کہان جو خوب عمدہ سلسلہ در بند میں جانے کا نکل آیا وہ خواجہ کی کام اس وقت کیسے ادھر تافضی صاحب تصویر کو دیکھتے جاتے ہیں اور آہ سر دھرتے جاتے ہیں نکاح تصویر کے لڑی ہوئی پر تافضی کو سکتہ کی نوبت ہو یہ حالت دیکھ کر خواجہ سے کہا کہ تافضی صاحب لائے اب آپ دیکھو چکے تصویر مرمت فرمائیے میں جاؤں یہی تصویر میرے دل نا صبور کی تسکین ہو اب تو یہ امید جاتی رہی کہ اس سے ملاقات ہو اور میں اسکو دیکھوں مگر اور بند میں جانا ہو گا مگر اس سے ملاقات نصیب ہوگی میں اس تجویز میں قصداً اور ہوں کہ اگر وہ میرے ہاتھ آجائے تو میں اسکو نہ کروں نہ اسکا ہاتھ آنا غیر ممکن ہو رہا اب تک تو میں اسکی شادی وغیرہ سے فرغت کر چکا ہوتا مگر مجبور ہوں کیونکہ میرا بس نہیں ہر تافضی نے بنکا ہوا میں اس تصویر کی طرف دیکھا اور آہ سر دھرتے کہہ کہ لو یہ تصویر موجود ہے خواجہ نے تافضی کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا بیان کروں اگر میرے تہذیب میں یہ لڑکی ہوتی تو میں اسکا عقد آپ کے ہمراہ کر دیتا کیونکہ آپ کے چہرہ سے پایا جاتا ہے کہ آپ کا دل اس پر آیا ہے آپ کا آہ سر دھرتا ہے اسی امر کی دلیل ہے کہ یہ کروں تافضی نے یہ سنے خواجہ کی طرف دیکھا اور ڈر بھی رہا ہاتھ پھیرا اور کہا کہ میرے ساتھ اس شخص کیونکہ مجاہد فقہ دیتا ہے اور کیونکہ مجاہد بنا ہوا ہے تو میری صورت و یہ میری ضعیفی بھلا کیونکہ میں گوارا کروں اور یقین کروں کہ آپ سچ کہتے ہیں میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ صرف آپ میرا دل دیکھتے ہیں اور آواز یا نش کرتے ہیں میں اسکو یقین کر کے اچھے منوں جواب دیا کہ میں واقعی سچ کہتا ہوں آپ اگرچہ ضعیف ہیں مگر جمل کے جوانوں سے اچھے ہیں جو عورت آپ کے پاس آجائے پھر وہ بھی جانے کا قصد نہ کرے آج کل کے جوان ایسے ہیں کہ شادی ہوتی ہے تو دو مہر سے دن جہیز پھر گیا اگر ایسا نہ ہوا تو برس یا دو برس کے بعد مفارقت ہو گئی جاتی ہو گئی دو مہر کر لیا مردوں کا تو یہ حال ہے اب گناہ کے جوہر ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ عورت کو خوش کر دیتے ہیں اور عورت ان سے راضی ہو جاتی ہے ان سے پاس سے جانے کا نام نہیں دیتی برس میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ مل جائے تو ایسے کے ساتھ شادی کروں کہ سب سے مر کر نکاح زندہ نہ سکے کیونکہ یہ مجھ کو منظور نہیں ہے کہ ایسے کے ساتھ شادی کروں کہ برس دو برس کے بعد جاتی ہو اور دو مہر سے کی نہ ہو جمل کے

تیر کی در بند میں پہنچ جوں تو کچھ اور تدبیر کروں و نہری تیری غسل اور دانی پس تو فنی سپہ متھ
 پر خوش تو رہے بین و خواجہ سپہ متھ مہر دل میں شمشیر ہو رہے ہیں اور نہروں اور بندہ حسب
 ن ساحر دن کے دیکھ کہ جنکو یہ قسم مل تھا کہ سپہ پروردگار کا فنی صاحب کو در بند پر سے منڈتا
 دیکھ کہ دو سبک نور ستر چہ رون کے چارون سے کر کے ڈسے در یک چشمزدن میں تیر دن در بند سے
 سو گشت اگر پہنچے کہ جب چہ رنج چسے تھے اور خواجہ بھی نفس میں دیکھ چکے تھے اب یہاں آ کر
 جوں چہ دن سے خیال کیا تو زہر بہت کم پڑا بالکل شام قریب تھی آپس میں کہ کہ غضب ہو گیا
 ہر نے عرض کیا کہ جہد چہو یہاں کہ تو ان صاحب شمشیر ہوں پس وہ چارون مثل عقاب کے بہت
 تیز آئے دیکھ کہ نفس در تنوں کے نیچے بھی ہوئی ترقی تھی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور خواجہ سے
 جو سنا دیکھتے تھے کہ سحر دن سے نہ دیکھ آؤ نہ تو جلدی کے نفس کو روش پر اٹھایا اور
 چل کھٹے ہوئے سو کر کے نور او فاعل حاضر ہوئے اور نفس لا کر ایک مقدم پر اندرون در بند رخصتی
 اور دن کہ نہ ہو تو تھے اب یہاں سے کہ دن سے نفس اٹھانی خواجہ سے چپکے سے تو فنی صاحب
 سے کہ کہ اب میں جاتا ہوں براہے توش اپنی لڑائی سے آپ کی عنایت سے یہاں تک کہ پہنچ
 گیا اسکو توش کرتے سکے عقاب کے پروردگار خواجہ وہ لوگ ماضی ہوں خواجہ نہ ہوں کیونکہ
 یہاں حق پر بادہ بہرین باپ ہوں بلکہ فقیہ بہت فنی صاحب سے کہا کہ جو وہاں خواجہ کا فنی کی
 آٹھ پانچ کر طے اور بد نفس سے اترتے اس خیال سے کہ اہل در بند نہ دیکھ لیں تو خرابی ہو کہ یہاں
 بہت فنی کے سہرا آیا ہے نہ مستحو کرین خواجہ سے کچھ اور ہو کر ایک مرتبہ کو دانت ہوئے اور
 کہ دن سے نفس کو لا کر مکان پر کو تو ان کے پاس پہنچا دیا ان ساحر دن سے کو تو ان کو خبر کی کہ ہمجا کر
 تو فنی صاحب کو بے گتے انکی نفس و وار سے پر بھی ہوئی ہے یہ سننے سے کہ کو تو ان توش جو یہاں
 آئے یہ صاحبوں کے کھڑکے ہر آیا جیسے تو فنی صاحب نے فرمایا تو فنی صاحب نے یہاں
 شکل آئے کو تو ان سے اس کے ساتھ ہی تو فنی کے قدموں کو دیا پاتھ آٹھو سے لگا سے
 چہ وہ سب سے بھی تدبیر کی بڑی عزت و توقیر سے کہ نہ خد پر تھیا یا غلط بان یا غلط
 پیش کش کیے تو فنی صاحب شمشیر سے چھوئے ہوئے بیٹھے ہیں اپنے عقد کی شہر فنی میں چارہ
 سے یا بہرین بات بات پر سنا اسے سب بین کو تو ان سے یا تھا نہ خود عرض کیا کہ شہر

اہو کے تو سب ہر چھوٹ کو کھانا کھل کر آپ کو براہ سے کر عروس کے منہ پر چھوٹکا ہوا ہے عقد اور
 کو تو اس نے مکان عروس پر پہنچ کر خبر کر دی تھی کہ سب سامان درست رہتا ہے تھوڑی سی جھجک
 ہیں تاکہ عرصہ نہ ہو کہ باعث زحمت ہو وہاں سب سامان درست تھا اور عروس کا ہاں ہوا تھا کہ
 خوش ہو گیا جلدی جلدی بند بست کرنے لگا بہت شہرہ سامان کیا تھا یہاں سے مستند رنگے روشن
 کے لیے آئے تھے کی تھی اور ایک تھوڑی سی کے لیے یہاں سب سامان درست تھا کہ شہرہ ہوتی
 کو تو اس سے صاحب کو بہت عجز کھانے کھلے جب کہ سے وغیرہ سے فرحت ہوئی ہو
 نے اس کو دو طہا بتایا جب یہ دو طہا جن چکا بس سب کے سب برات سے کر عروس سے مکان
 کی طرف روانہ ہوئے تھی صاحب کی بھی نفس ہر تھی برات تو اڑتے جاتی ہوا تھوڑے کاتوں
 تا فرہین مل حلقہ کرین کہ خواجہ جوق تھی کو لقا ہے کہ میں لڑکی کی تلاش میں جاتا ہوں شہرہ تو
 چلے تھے اتفاق سے اس مقام پر آکر پہنچے کہ جہان احترام جادو کا مکان تھا انھوں نے
 دیکھا کہ یہاں ہر ایک خیمہ بہت پر تکلف برپا ہے وہ خوب پیشہ آلات سے آراستہ ہو
 نوبت رکھی ہوئی ہر کھانے پاک رہے ہیں لوگ گناہ توڑے پتے پتے چوربہ بین کام
 کاج کر رہے ہیں خوب چل پھل بھی ہوئی ہر طرف خوشی کا سامان ہے اور بند بست ہر پاک
 بہت بڑا مکان ہے سنے دروازے پر مندھنہ موٹیوں کا اور پتوں کا بندھن ہوا ہے خواجہ نے
 یہ سامان دیکھ کر غیبی کیا کہ یہاں شادی ہو اور یہ مکان عروس کا معلوم ہوتا ہے کچھ عجیب نہیں
 ہے کہ وہ تھوڑی حرامی اسی عقد کے پڑھنے کے لیے یہاں آیا ہے ہاتھ لگا کر وہیں آپ نے ایک
 گوشہ میں جا کر کلیم اتاری اور ایک شہدے کی صورت پر آئے ہوئے اس مقام پر آئے جہاں
 کھانا پاک رہا تھا اور چھوٹے کھانے یہاں کی کام ہو اور یہ سامان ہر اور یہ کس ضرورت
 سے کھانا پاک رہا ہو اور جیون نے جواب دیا کہ تو بڑا حق ہو اور یہ جی ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ
 آنکھوں سے کم دکھائی دیتا ہے شادی کا سامان ہو رہا ہو اور پھر دریافت کرتا ہے کہ یہ کیا
 سامان ہے جواب دیا کہ یہ تو ہیں سارے سامان شادی و رات تمام شادی پر مگر یہ دریافت
 کرنا ہے کہ یہ کس مکان ہو اور اس کی شادی ہو انھوں نے جواب دیا کہ آکا ہے کہ احترام جادو
 کی دختر کی شادی ہو اب کوئی دم میں برات آئے گی کو تو اس شہر کے ساتھ ٹھہری ہو یہ

ہول میں نہ کہ وہ مارا اب یہ جاتا کہان یہ اب یہ ری شوب طو سے بن جائے گی یہ دل سے ہر
 دہان سے ٹوٹتا ہو وہ شہد ایک وارث کو چلا گیا یہ کہل کر ہر ت کے ساتھ ٹینگے تو تو ال کی
 شادی پر بہت کچھ وہ پہلے آج دو چار ہفت کا نفع ہو گا یہ کہتے ہوئے یہ شہد سے ایک
 عورت کو چسے گئے جب سب کے وہ پروے، الگ چہ کے دیکھا اب کوئی دیکھت نہیں
 حکیم ورحلی اور حکیم اورھے ہوئے ندر محل سے آئے تھے نہ بارون عورتیں پھر رہی ہیں
 پرست کا شفت یہ سر سے پہون تک ہوا ہرین عوط باسہ ہوئے ہیں کوئی کہنا چوڑا پتھر کی
 دھن کوئی اور انولی بنتی ہر رنگ کے جوڑے پہنے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوئے کہ باغ بنے ہاں
 وگاشن پر بہت کچھ ہوا ہر رنگ کے حل شفت میں یہ کہتے ہوئے وہ تہذیب میں ہر رنگین
 نازنین ہیں ہر تہ پر فرش عرق و مگافت راستے پر سندھ ہرین مکمل بجوا ہر مسند میں
 بار دوری کے راستے میں سپر بھی بہت سی نازنین تھیں ہوئی ہیں ہر طرف چل پھل ہو رہی
 کوئی کہتی یہ کہ ابھی تک ہر تہ میں آئی ہر عرصہ ہوا ہر تہ کسب آئے گی کیا بھیجے ہوئے آئے گی
 کوئی کہتی یہ کہ درھن کو بھی آراستہ کیا کہ سوکت دوھن بنائی جائے گی حسب ہر تہ کی
 کوئی کہتی یہ کہ تم تو بے نہر ہو دوھن کی نہیں دوھن کو آراستہ کر رہی ہیں سی جوت میں یک
 ہوئی کہ دوھن کا آتہ آراستہ کرنا کیا بڑا کام ہے ہر تہ چوٹی کی دوھن بننا مشکل ہے ہر تہ کی
 باسیان دوھن بن لینی محل دیکھ جائے کا خواجہ کلیم ڈھٹ ہوئے اہل محل کی باتیں سننے ہر
 اس کرہ کی ہر تہ آئے کہ بہان دوھن بنائی جائی تھی ہر تہ احرام بنادو وہاں تک کہ آئے ایک
 کو شہر میں کھڑے ہو کر ہی شہر دیکھنے کے خواجہ کا شہر دیکھ رہے تھے کہ کسی عورت نے یہ ہو تو
 میں دوھن کو بیہوش کر کے نڈر زہیل کر دن و رشود سے عورت بن کر کہانی تدبیر کر دی کہ یہ ایک
 باب کی آواز آئی ہر تہ محل کی عورتیں تھیں ورجانی لڑکیاں دوھن کے پاس تھیں ہر تہ کی
 سب باجے کی حد تک یہ خیال کر کے ہر تہ آئی ہر تہ کے پہنچا کو کہیں دوھن کو تہ
 چھوڑ دیا سی کرہ میں عروس سر جھکا کے ہر تہ سند پر تھی ہر تہ جس تہ چہ تہ چہ تہ
 فر صحت پایا ہر تہ بہت ہی قریب آکر ایک حساب اسکی تھی ہر تہ بیہوشی کا راز وہ تہ تہ
 ہر تہ سہو چھینک آئی وہ نورانی بیہوش ہوئی پس خواجہ تہ تہ سب پہنچا کر تہ

ایک چادر میں باندھ کر کھڑکوں میں لٹا کر لیا اور شو واپس آئے۔ اس کی صورت پر تیار ہونے سب کپڑے
 زمین لیے سر موڑتی نہ تھیں عروسی کپڑے پہن کر سند پر سر جھکا کر بیٹھ رہے خواجہ کو یہاں یہ تدبیر کر کے
 بیٹھ اب فکر کر رہے ہیں کہ کیا مدارک کروں سوچتے سوچتے ایک عمارت میں آگئی دل خوش
 ہو گیا اپنی تعریف آپ کی اور اس سے کہا کہ وہ مارا ب یہ لوگ جاتے کہاں ہیں اگر میں نے قاضی
 کو تو اس کو نہ لڑو دیا تو اپنا نام نہ رکھا خواجہ عمر وہ کہہ کر جہدی سے زبیر سے قلم و اوست نکالا اور
 ایک رتہ اپنی اس سے بنام قاضی تحریر کیا کہ جس کا مضمون یہ تھا کہ امیر قاضی صاحب آگاہ
 ہو جیے کہ میرے والد بزرگوار آپ کے ہمراہ در بند ہیں آئے ہیں انھوں نے آپ سے اقرار کیا ہے
 کہ میں اپنی لڑکی کی شادی آپ کے ہمراہ کرونگا چنانچہ وہ یہاں نہ تھی جس ساحر کے قبضہ میں ہیں
 تھی اس کی زوجہ اور بھائی سے میری شادی کو تو اس شہر کے ہمراہ قرار دی چنانچہ سب بانچو وغیرہ ہو گیا
 آج یوم عقد تھا آپ کو یہ اسے خواندگی عقد کو تو اس نے طلب کیا تھا مگر مجھ کو یہ مقدور نہ تھا
 مجبور تھی کہ دوسروں کے قبضہ میں تھی خداوند مجھ سے دعا نہ کر رہی تھی کہ ہاتھ بکھڑکوت دے
 کہ میں زندہ مکان پر نوٹ دے نہ جاؤں یا کوئی تدبیر ایسی ہو کہ یہ عقد نہ ہوتے پاسے کہتی کس سے کہ
 کوئی میری سنے ولادہ تھا افسانہ کرتے والد جو میری سنے والا تھا اور مجھ سے محبت کرتا تھا وہ مر
 چکا تھا باپ یہاں موجود نہ تھا سو ناچار تھی خداوند سے دعا میری قبول کر لی کہ میرے والد بزرگوار
 آپ کی عقد میں رہ رہا ہوں سے یہاں آئے انھوں نے تلاش کر کے مجھ کو دھونڈا نکالا میرے پاس
 آئے جیسے فرمایا کہ میں نے یہ عقد تمہارا یا پھر قاضی کے ہمراہ جو کہ عقد پڑھنے کو آئے ہیں بہت
 حسین ہیں و خوب صورت اور صاحب مال و دولت آج کل کے جوانوں سے بہتر ہیں تو ان سے
 بہت خوش ہو کی اور وہ میری خط بہت کرینے اور از حد محبت کرینے کو تو اس سے کہ جسے
 ہمراہ یہ عقد ہوتا تو آئے رکھ نہ چھین سے رہے گی گو نعمت تو ہیں مگر جوانوں سے ہر طرح
 چھ ہیں بس تو اس عقد سے اتنا کر میں نے اُسے فرمائے کو قبول کیا وہ تو مجھ کو بھلائی سے
 پٹانے میں نے یہ رتہ آپ کی خدمت میں اس عرض سے تحریر کیا ہے کہ میں راشدہ و بالغہ
 ہوں مجھ کو یہ عقد قبول نہیں ہر نہ میرے باپ کی یہ مرضی ہے اور یہ لوگ میرے عزیز ہیں نہ میرے
 دوست ہیں بلکہ یہ ہیں میں مجبور تھی کہ جو کچھ نہ کہتی تھی اب میں صاف طور سے کہتی ہوں کہ

یہ عقد مجھ کو کسی طور سے قبول نہیں ہوا آپ عقد نہ پڑھیں گا بلکہ مجھ کو آپ کے ہمراہ مجبوراً آپ اور والد
بزرگوار کے عقد کرنا منہ ظور ہو لہذا اپنے ہمراہ عقد پڑھ لیجیے اور کو تو لے کے کہہ دیجئے کہ میں چاہتا ہوں کہ
اور اس عقد سے ہاتھ اٹھائے میں کسی طور سے رشتی نہیں ہوں اس کے ساتھ ساتھ کہ یہ عقد مجھ کو
کسی طور سے قبول ہوا آپ کے ہمراہ راضی ہوں وہ آپ کی زوجہ ہوں اسی زوجیت پر چار منظر منظر
ہوا اور بہت کچھ تحریر کیا یہ رقعہ لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تک کہ شمع جلا دو
برائے کر مٹان عروس پر یہ پنجہ براست اتری برائیموں کو بہت ہی عزت و حرمت سے بٹھایا
نوشہ پہنچا پڑھیا اور اس کے گرد اس کے عزیز واقربا بیٹھے تھے قاضی صاحب بھی آکر بیٹھے وہ طور
برائے میں لوگ شہادت ہوئے محل میں بھی خبر ہو گئی کہ برائے آئی نوشہ اپنے ہمراہ قاضی صاحب
کو لیتا آیا ہوا اب کوئی دم میں قاضی دو وطن سے دریا نہایت کہنے کو آئے ہیں یہ خبر عروس کو بھی ہو گئی
کہ برائے آئی اور قاضی صاحب بھی آئے ہیں بس عروس نے ایک کہاری کو تو کہہ اس کے سامنے
کھڑی تھی اشارہ سے اپنے پاس بلایا سو گشت اس مقام پر یا عروس تھی یا وہ کہاری تھی
اور سب غور تین محمد مہنون کو ان دربار میں تھیں انکی خاطر و مدارات میں مسہ دت تھیں کسی کو بھٹن
کی خبر نہ تھی بس جب وہ کہاری قریب آئی عروس نے کہاری سے کہا کہ میں تجھ سے ایک کام
پوچھتی ہوں کسی سے کہنا نہیں سوائے میرے اور میرے کوئی نہ ہو اس نے جواب دیا کہ نہیں
کسی سے نہ کوئی تب اس نے پچیس اشرفیاں اس کہاری کو دیں کہ اسکی تو ٹھکانی کھانا میرا یہ
کام ہو کہ یہ رقعہ جو کہ میں تجھ کو دیتی ہوں کسی تدبیر سے قاضی کے ہاتھ میں پہنچا دے۔ ورنہ ان کو
دیدے کہ اس حال سے کوئی آگاہ نہ ہو وہ اشرفیاں دیکھ کر خوش ہوئی اور باشاش ہو کر وہ
اشرفیاں اور رقعہ لے لیا اور وہاں سے لے کر باہر کمرہ کے آئی اور بیرون محل پہنچی کہ رانی
ہوئی اسی مقام پر آئی کہ جہان براست اتری ہوئی تھی جب وہاں پہنچی سب کی آنکھیں
پھا کر جھپٹ کر قاضی کے قریب پہنچی اور نہایت دلان سے وہ رقعہ قاضی کے ہاتھ میں
دے کر وہاں سے چل پھری ہوئی دیکھا کہ ایک کہاری ایک رقعہ سے کر چکی تھی یہ رقعہ
یہ رقعہ لے لیا اور اسکا کپ منعمون پر اس قاضی صاحب نے سب کی طرف سے لے کر کے
رقعہ حرمت جڑت پڑھا اور منعمون رقعہ کے خوئی آگاہ ہوئے بس رقعہ پڑھا دیا رانی

باتھ پیچھو موچھون کو تاؤ دیا خوش ہو کر ششہ جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ اگر ششہ جادو آگاہ ہو کہ
 عروس تیرے ساتھ عقد پر راضی نہیں ہر وہ یہ کہتی ہے کہ یہ عقد مجھ کو منظور نہیں ہر میں خود ماسدہ و
 باندہ ہوں میرا کوئی وارث نہیں ہر سوسے والد بزرگوار کے بس نہ میری مرضی ہر نہ میرے باپ
 کی یہ احترام جادو میرا باپ نہیں ہر بلکہ یہ سب غیر ہیں مگر مجبوری یہ تھی کہ نہ یہاں میرا باپ
 تھا نہ کوئی دوسرا عزیز تھا جو میں اس امر کے درپڑ ہوئی آج میرے والد اتفاق سے آگئے ہیں
 کھون لے چکوا کر بہت کچھ سمجھایا اور نصیحت کی اور مجھ سے کہا کہ تو اس عقد کو قبول نہ کر بلکہ
 میں نے تیری شادی کا فیصلہ صاحب کے ساتھ قرار دی ہر وہ بھی آئے ہوئے ہیں اُنکے
 ہمراہ میں میرا عقد کردہ لگا بس میں اس سے نہیں راضی ہوں آپ کے ساتھ عقد کرنے کو راضی
 ہوں بس آپ یہ عقد پڑھیے گا ہاں پڑھیے گا تو یہ پتہ ہر وہ میں آپ کے ہرہ شادی کر دنگی اگر
 اسے خلعت ہو گا تو میں اپنی جان دیدہ دینی زندہ ششہ جادو کے مکان پر نہ جاؤں گی بس اب تم کی
 کہتے ہو بہت یہ کہ تم واپس جاؤ براستائے کر عروس سے باتھا اٹھاؤ وہ تمہارے ساتھ نہیں
 راضی ہے یہ جوق ضعی نے کہا ششہ جادو کے حوالے سے ایک روز غلیظ تھا کہ کاخ دماغ
 کو توڑ کر پرگیا آتش غیظ و غضب کا لون سینہ میں شعل ہونی سرہ الٹ کر کہا کہ قاضی صاحب
 آپ نے یہ کیا کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا پھر فرار شد ہو تاکہ میں سمجھوں قاضی نے پھر وہی جملہ
 بیان کیا اب کی مرتبہ کو تو ال نے کہا کہ آپ دیوانہ ہو گئے ہیں اور آپ بالکل غلط فرماتے ہیں یہ
 کچھ بھی درست نہیں ہر برخلات ہر وہ میری معشوقہ ہر میں ایک مدت سے اسپر فریفتہ ہوں
 اور وہ میرے اوپر عاشق ہر چھوہا ہوئے ہیں کہ مشکلی ہوئی تھی اب رخصت ہر کو تو ال
 سے قاضی نے کہا کہ تو بکت کیا ہر وہ افکار کرتی ہر کو تو ال نے جواب دیا کہ یہ امر بالکل غلط ہر
 وہ کہی نہ انکار کرے گی اسکا ہر موجود ہر جسے سبب سے یہ شادی ہوئی ہر اسے اپنی
 خوشی سے میرے ساتھ قبول کی ہر سبب سب امر ہو گئے تب میں برات لیکر آیا اور
 آپ کو عقد پر ششہ کے لیے غصہ کیا آپ جو آئے تو نبی جملہ بیان کرتے ہیں میں کیونکر
 اسے سمجھ ج توں قاضی نے جواب دیا کہ تو بھی جھوٹا ہر اور احترام بھی احترام اسکا اصلی باپ
 نہیں ہر بلکہ جبر اسکا اسنے اپنے مکان میں رکھا اسکا اصلی باپ بیرون و رہند رہتا تھا اقوال جانی

ایمن کو تو وال کے ساتھ طبعین راضی تہن اگر وہ رہے کی تو پڑی بدنہ می اور سہائی مہوئی نہ وہ یہ تسلیم جو کے
 کی اور چمن چمن کے کہنے کی جو کہ میری بدنہ می کا سبب تیرگی کو تو وال سے جو باریک کہ تھوڑے ٹھنڈے ہوا
 کی مٹی نے ہو اب دیکھ وہ ایک خوب بین بادشاہ کے پاس کیوں جانوں وہ کوئی ہزار کمرہ یا تین
 اسکی رعیت تہن ہر وہ میری مرضی کے خلاف فیصلہ کرے تو میں کیونکر اسکو مان لوں یہ تو سنی رعایا کو
 یہ یہ تمام نے جو باریک آپ چلیں تو ارادہ آپ کے خلاف فیصلہ کریں تو آپ نہ یا تھیں کا
 سو وقت پھر آپ کو اختیار ہر کہ رو بہ بادشاہ کے لڑنے کا شہنہ جاوے کو تو وال سے کہیں کہ
 نہ میں نہ ان کے بندہ ہوں نہ وہاں بندہ ہوں نہ تھوڑے ہزار وقت و شرابی تھوڑے بھی راضی رہے
 جو لوگ قاضی کے طرف دار تھے وہ قاضی کے کہنے سے اور جو کو تو وال کے طرف دار تھے کو تو وال کے
 کہنے سے جدا ہوئے فساد و موقوف ہوا اگر کسی حالت خراب سے کو تو وال و قاضی مع اپنے ہر خواہش
 کے حالت دربار کے چہ طرفین کی یہ راست تھی کہ پڑے پھٹے ہوئے بال سیکہ ہر سے منہ ہر
 علیہ پنجوں کے نشان جا بھو سے تھوڑے فٹار پاتھ پاؤں سو جے ہوئے قاضی ہی کے تو تو کے
 ایک ایک ٹکڑے شکر پر نہ روزیر بابہ جا بھو سے چاک چھوئے قاضی جی جھٹکتے ہوئے قاضی
 شہنہ جاوے کی تھی کہ پوشاک شہنہ نی پڑے پڑے بال سر کے پٹے ہوئے خون سر سے بہتا ہوا
 جب اس وقت و شوکت سے چلے کہا خوب برات تھی اور کیا خوب براتی تھے قاضی نکاح پڑتے
 کہ اسے خوب نیت پڑھا اور خوب نقل و قرص پائے یہ سب تو او دھر چلے یہ سان بوقت سحر
 و خان مال قیام ہوا کہ یہ دن محل آیا سب سردار حاضر دربار ہوئے جو جو کو تو وال کی برات
 ایمن اسکی طلب کے موافق گئے تھے وہ دوائے تھے جب دربار آ رہا تھو چکا اس وقت
 و خان مال قیام تھے ہر بار کی طرف دیکھ کر کہا کہ کل شہنہ جاوے کی برات تھی بتاؤ تم میں سے
 ان کوں شہر پاک برات ہو تھو برات رخصت ہو کر مکان پر آگئی کیا کہ جہیز ملا احترام جادو
 نے کہ پتی تیری کو دیان سرداروں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی نہیں کیا تھا کسی کو نہیں
 بلکہ جاوے جو لوگ گئے ہیں وہ ابھی تک نہیں حاضر ہوئے ہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ ا
 معلوم ہوتا ہے کہ ابھی برات رخصت نہیں ہوئی اگر برات رخصت ہو جاتی تو وہ دربار سرداروں
 کے آکر اس وقت دربار میں ضرور آتے سرداروں نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہو یہاں تو یہ تھوڑے ہی تھے

رہے تھے کہ چو بدرا آکر چو پچا اپنے خدایت کے کہ بادشاہ نے عروس کو سب سے پہلے دیکھا کہ اسے خوش سے
 اس اور عروس لین کہ وہ کس کے ساتھ راضی ہو چکی۔ پھر کر کے جلد عروس کو میر سے ہراہ کر دیا اور
 لے جا کر عروس کی ماں سے کہہ کر اپنے سر پہنایا اور ہر ایک پر کبھی غصہ بڑا ہوا۔ میری لڑکی سے دینا نہ
 کر پڑا۔ جلد وہ سیاہو بے دہن دو چور شور میں ہو گئی۔ عروس نے یہ سب سنا تو اس کی گانیا کام نہ کیا کہ
 اسے فساد پر پا کر ادیا کہ راضی ہو لکھنا چاہا کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ پھر راضی ہوئی کہ لڑکیوں کے
 ساتھ نہیں رہتی۔ ہونے پر اسے یہ کہہ دیا کہ اس طرح سے رہنا بہت ہی اچھا ہے۔ اُس نے کہا کہ اب تو
 بڑا اندھ ہے کہ مانتی ایسی باتیں لڑکی میں دیکھتا ہے۔ اس امر کا بنام کیا ہوتا ہے کہ عروس کا جی نہ چاہتا تھا مگر
 حکم کر کے غاجا نے تہو رو تا چار ہو کر عروس سے کہا کہ اب وہ بڑا شہر ہے کہ کہا کہ او گیسو پریدہ
 تنگ خندان یہ کوئی ترکتی ہے کہ آپ سے کوئی اور مانتی ہے۔ یہ نہ رہا کہ اس نے کہا کہ عروس کو دیا اسی
 بات کو نہ پڑی۔ وہی ساری ساری سنی۔ اس سے نہ مانتی کی زبان پاس سے جسکے ساتھ
 چاہا۔ شادی کر دی تو بڑی عروس بھی جانی۔ یہ سب باتیں دل سے کہہ کر بادشاہ پر شکوہ کر دیا۔
 کہ میں عروس سے دینا نہ کر دیا کہ وہ کس کے ساتھ رہتی ہے۔ یہ سب باتیں عروس نے اپنے شوہر سے
 کہی۔ چنانچہ یہ جو عروس ملتی ہوئی نہ رہی۔ اس نے اپنے شوہر کو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی
 اسکو بہکل غیرت و حیا نہیں ہوئی۔ یہ کہہ کر عروس نے اپنے شوہر کو اپنے شوہر کے دل میں فساد کر دیا۔
 شہر پر دیکھا اور کہا کہ تو سنا میری دیکھو کہ عروس کی بہن میری سے بدلتی ہے۔ یہ تو بدلتی ہے۔
 جو کہ جو حسب تہ بادشاہ دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عروس کو ایسا نہ ہو کہ عروس شہر
 بازار میں عروس کو عورتوں نے اسی حالت میں کہ عروس نے شہر میں ہولی تھی کہ کرمی فساد میں سوار
 آیا۔ واپس آ کر عورتیں عروس کے ساتھ بیٹھیں کہ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔
 چو بدرا سوار سے کر چلا۔ یہ سب کو اتنا کہ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔
 کی حالت یہ کہ چو بدرا مع محافہ کے پہونچا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔
 عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔
 کہ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔
 کہ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔ عروس نے عروس کو دیکھا۔

جس نے بین کیونکہ اس پر غنیمت بادشاہ کی بوجھ جو اس نے کہ اب سب دم بخود ہو کر رہ گئے اب کسی میں
یہ بات نہ باقی رہی کہ اس کی طرف سے کچھ بھی اٹھائے دیکھے سب نے اپنا اپنا سر جھکا لیا یا ٹٹا لیا یا بندھے
ہوئے وہیں رہ گئے یہ گواہی دربار کی حالت ہوئی اور جب بادشاہ کی اسکی چارنگا بہ ہوئی تھی
بادشاہ کا یہ حال ہوا کہ جیسے نکاحی ویسے یہ حالت ہوا کہ ایک خدنگ دل دوزخ کا سینہ کو توڑ کر جس کے
پار گدگین وہ اسکا ہوتا تھا وہ بڑی بڑی آنکھیں وہ کشت وہ پیشانی نو بانی ہر گل سے رشتہ دار وہ بیٹی
خوشنما وہ مرد و عورت کی طرح لیس وہ اب روئے خدار وہ کیسوں کے مشفق مہر لہفت
طر حصار وہ نرم نرم سب مثل گل برگ سرخ کے وہ موتی ایسے دانت صراحی دار گل سینہ کشادہ
اس پر جو بن کا ابھرتا رہتا ہی خوشنما تھا اور دل کو پاؤں کرنا تھا عجب نازنین نہ حسین تھی گرا اسکا
سرا پا بیان کیا جاسکے تو طواں ہوا اس سبب سے اسی مقدم پر تمام کرتے ہوں وہ اسکی غرور سی پوشاک
لاکھ لاکھ بنون دیتی تھی اور سب کو بے چہری کے ذبح کرتی تھی وہ نازنین ہر ایک کو ترچھی لگا ہوں
سے دیکھ رہی تھی مگر زیادہ تر بادشاہ کی طرف نظر تھی اسنے بھی شہخت کر لیا تھا بادشاہ سے انداز
سے کہ یہ میرے اوپر فریفتہ ہو گیا بڑا دل میں کہا کہ مار لیا تیرے سحر نے اور افسوس عیاری نے اثر کیا
اب کیا بڑی عیاری پورے طور سے غی سرور قی نہ ہوا اب اسکا رینا کتنی بڑی بات ہر ایک
انچھ میں تو اسکا کام تمام ہو گا واکہ کب کہت کیسی چلا کی سے کام کیا جو بس ایسی ایسی باتیں دل سے
کرے اس نازنین نے پھر بادشاہ کی طرف دیکھا مگر بہ نگاہ محبت اور بہ نظر حسرت جس سے بادشاہ
کو بھی ثابت ہو گیا کہ یہ میرے اوپر فریفتہ ہوا اور اسکا دل میرے اوپر آیا تو اسکی نگاہ حسرت کہتی
تھی کہ افسوس میں دوسروں کے قبضہ میں جاتی ہوں مگر آپ پر مدت سے فریفتہ ہوں جب یہ بادشاہ
کو معلوم ہوا تب اسنے دل سے کہا کہ تو بھی اس پر عاشق ہوا ہوا اور اسکے بھی طریقہ سے معلوم
ہو تا ہوا اسکا بھی دل تیرے اوپر آیا جو بس کو تو ال اور قاضی سے کہدے کہ تم دونوں جاؤ اسکا عطف
کسی کے ساتھ نہ ہو گا ہم خود اسکا عقد اپنے ہمراہ کرینگے یہ فیصلہ ہم نے کیا تاکہ یہ فساد بر طاعت ہو
اور تم دونوں نہ لڑو اگر میں تم میں سے ایک کے ساتھ کرتا ہوں تو دوسرا ناراض ہو گا مجھ کو برا لگے گا میں یہ
نہیں چاہتا ہوں کہ میرے دل میں فرق آئے چوہ دل سے کہا کہ پہلے اس نازنین سے تو فریفتہ
کر لے کہ یہ بھی ان لوگوں سے انکار کرتی ہو یا نہیں اگر میرے اوپر عاشق ہوئی ہو تو ضرور انکار کرے گی

کی تو پر بھی نہیں کر سکتی۔ نہ تو بتاتی کہ کیا کروں یہ دل نہیں مانتا تھا اور نہ تو کو خطا کرتا
 تھا پس جب یہ شادی ہو گئی تو وہ اس میں ہوئی کشتی سے یہ ذریعہ نکل آیا کہ باپ سے آکر یہ
 بات کہی دل نے فوراً قبول کر لیا اور تجویز لیا کہ تو قتل کی کوشش کر کے کہ جب تیری رخصت ہو
 دیکھ گا کو توں سے کہ وہ تیرے ساتھ رہتی نہیں تو وہ سے کہ تو چھوڑ کر باہر فساد ہو
 یہ مقدمہ حضور تک آئے گا آپ ذرا محکوم ہو کر رہتے کریشہ میں وہ لوگوں کے ساتھ تھے انکار
 کروئی اور اپنے دل کی حسرت بیان کر دینی چاہتے قبول ہو چکے تھے تو میں بھی حوصلہ نکال لوں
 یہ تو آخر دنیا کی اول مرتبہ یہ نشا تھا وہ یہ مطلب تھا میری قتل کے موافق ہو بے حضور کو اختیار
 ہو چاہے مجھ کو کنیزی میں قبول کریں چاہے نہ کریں میں سنہ پندرہ سال رو برو خداوند کے عرض کر دیا
 دوسرے میں ارشاد وہاں تھے ہوں نہ باپ کو میرے اور اختیار ہو نہ ان کو جسکے ساتھ میں چاہوں
 عقد کروں اب تو میرے دل میں آپ کی نوکری نہ کی آزادی میں نے اتفاق سے آپ کو ایک دن
 کوٹے پر سے دیکھا تھا میں کوٹے پر بیٹھی ہوئی سیر کر رہی تھی حضور کی سواری جاتی تھی میں نے
 جو حضور کو دیکھا اُس دن سے دل میں ابوسے نکل گیا اور اختیار سے جا رہا بہت صبر کیا تا آنکہ صبر
 نہ ہو سکا میرا یہ واقعہ ہے جو میں نے عرض کیا خداوند یہ کہ میں کو توں کی راضی ہوں نہ توں کی اب
 آپ کو اختیار ہے جو آپ شاہ نے عشاء کی زبان سے یہی شیریں زبان تھی کہ ہر ایک کا یہی
 چاہتا تھا کہ اسی تقریر سے جو اوپر یہ بات کہ تو توٹ نہ کرے بات کہ کرئی تھی یہ معلوم ہوتا
 تھا کہ بچوں جیو رہے ہیں جب یہ واقعہ سننے سے ساری تقریر سنی اور اس کا منشا معلوم ہوا دل
 میں بہت خوش رہا تو نہ غم نہ تھی سے گھٹ رہا یہی تھا کہ ہو لیا وہ خیر نامہ شخص شل تر بہتر
 یہ ہے کیا آپ کو بھوں یہ مسکرا کر جواب دیا کہ جب تو رشتہ دو بانہ ہو اور میری نیسری کو
 اختیار رہتی ہو جو وہاں شل کرئی ہو یہ ہے نہ تو عقد کر کے کی رخصتی کے ساتھ راسی ہو نہ
 کو توں کے ساتھ تو میں نے بھی تیری خوشی خدا کے لیے خوشی دل بجا تو قبول کیا پھر نکل
 بنو گیا اور تیری بہت پیار کر دیا تو وہاں رہ رہے باہم شکر کر کے کہ اپنے گھر سے
 تھی جو کہ وہ کسی نہ کسی صورت میں جب ہر جہاں ہو اب جو اسے بادشاہ کو دیکھ رہے تھے یہاں کہ
 یہ ایک ایک کے قبضہ میں پڑی دولہاں یہاں بہت آرام سے کی قاضی کے ساتھ تھی نکار دیا

لیے ہوئے تھے و نکاح یون براسے فیصلہ آیا تھا غریبان سے بان طسب و حال یہ ہوئے چنے کے
 لیے آیا تھا یا اپنی معشوقہ آپ نے سپرد کر دیا یہ اچھا تصنیف ہوا اگر یہ جانتے تو کبھی نہ آئی بادشاہ نے
 جواب دیا کہ کیوں اپنی شہ مت بلکہ میری سب جوانی یہاں دیکھو میں اپنی معشوقہ کو ایسے جسات
 ہوں یہ کس قدر قہر کیا ہے اس پر شہ اپنی طرف ٹھٹھٹھ پڑا وہ یہ کہہ کر کہ میرا شاہ اس سے میری
 جان بہادر شاہ کے چہرے کی بادشاہ کو ایک لذت حاصل ہوئی دل خوش ہو گیا یہ شعر پڑھ کر
 شعر پڑھتی پڑھتی بہن رہ بھی گئے ڈر سے + اتنی یہ کھٹ دو دن تو برسے + یہ شعر پڑھ کر حکم دیا کہ اس قاضی
 کو ستون سے باندھ دو اور خوب جوتے کاری اور کو بے کاری کرو یہ مابعد و ست کی ناموس کو یہ
 نگاہ بد و ٹھٹھٹھ میری یہ حکم دینا تھا کہ لوگوں سے قاضی کو ستون سے باندھ دو دیا اور جو تپا پڑنے لگا یہ حال
 بھرا بیان قاضی نے تپو دیکھا سب کے سب اپنی جان سے کر بھاگے یہ خیال کر کے کہ خداوند نے
 خوب چنا یا اگر یہ مان ٹھٹھٹھ و اور بادشاہ حکم دے کہ ان سب کو بھی مار تو کیا ہو بھی تپا پڑنے لگا
 جب اس نے قاضی کا کچھ پاس نہ کیا تو ہم لوگ کیا بین یہ تو سب بھگے کہ کو تو اں سے ہو بیرون
 دیکھی دم کل گیا دل تن کما کہ ایسی عورت پر غصہ اور نفرت کہ جس کے کارن یہ دولت حاصل
 ہو اور بھی کرو جو بچہ ہونا تھا وہ بہادر اور سر سے نکلتی می بھی ہوگی بد و بادشاہ نے پتہ
 آئی پڑ خوب ہو ہو اس قاضی حرامی پر جوئے پڑے اس نے تو یہ کہ کہ پتہ ہاتھ سے بھی تھوٹی
 اور بہ ہاتھ سے بھی خوب جان بچی یہ کسی نہ کسی دن اور کسی پر عاشق ہوئی اسے عشق میں
 میری جنت لیتی خداوند نے بڑی قیہ کی کہ اسکی حالت ظہر ہو گئی یہ دل سے باتیں کر کے اور صبر
 کی سہل دل پر رہا ہے بادشاہ سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ غلام جاتا ہے یہ نازنین حضور کو مبارک ہو
 یہ میری بات بہنوں کے برابر ہے کیونکہ میرے آقا کے ہاتھ ہوئی جو بھلا اب اسکو یہ نگاہ بد دیکھ
 سکتے ہوں گرد لیچوں تو اندھا ہوں و بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا اپنے مقام پر جاؤ
 طرز سے پڑ پڑ روپیہ ملے لو کو تو اں سلام کر کے وہاں سے چلے قاضی پر یہاں مار پڑ رہی تہ
 بادشاہ نے اس نازنین کو سپنا برابر چھ لپ اب یہ تجھ پر ہو رہی ہے کہ دوسرے قاضی کو
 وہ سب کے قہر پڑھو یا جاسے بین تو یہ رہا ہے میری جو کو تو اں جو بار بار کے آیا اسکا
 دل میں پھر جوئی پیدا ہوا بہت سے تیرش رہا ہے دل سے یہ کہ قہر قہر کے عشق

گو بادشاہ کو دے کر چلا آیا تو حنی سے تو اس قدر رشتہ کہ وہ بھی مجروح ہوا اور توجہی اور بیان تک نہ بہت
 پہنچی کہ بادشاہ کے پاس مقدمہ فیصلہ کو آیا جس کا بزم یہ ہو کہ بادشاہ نے تجھ سے کتنی چھین لیا
 اور تو حنی سے بھی اپنی قبضہ کر لیا تو حنی سے تو اس قدر جرات بھی کہ کیا میں بدون یہ ہو گئے نہ
 جانوں گا کو اس پر مار پڑے گی وہ تو حنی تھا کچھ اور حرکت نہ کر سکا تو سنے تو زبان تک نہ بلانی اس
 زندگی سے تو مرنا بہتر ہے کہ معشوق اور سہرت کے توفیق میں ہو اور چین کرے ہم جلیں بہتر ہے جو
 کہ چلے دو ایسا یہ تھوڑا بھر کو وہ لوگ ہزاروں ہیں یہ وہ پیر مار ڈالیں گے بہادر و جہر و کڑی کام
 ہے کہ تنوار سے ہلاک ہو پلٹاں پر پڑے نہ مرے بس چھ چہرے یہ سوچ کر یہ تو اپنے مقام کی طرف جاتا
 تھا یا وہ چھپے پھر دور یہ لی طرفت واپس چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ اسکے دل میں ایک بات پیدا
 ہوئی کہ اگر مجھے جادو تو کیوں جا کر اپنی جان دے اور اپنے کو ہلاک کر چل طلسم کشا کو قید سے
 رہا کر دے اور سب اسباب اسکا اسکو دیدت و راس سے کہہ کہ میری جو رو کو بادشاہ سے
 لے لیا ہر زبردستی اگر آپ مجھ کو بادشاہ سے دلوادیکے تو میں آپ کا دین قبول کروں اور آپ کی
 اطاعت کروں وہ ضرور اس امر کا اقرار کرے گا ورنہ یہاں اگر بادشاہ کو اسیر کر کے یا قتل کر کے
 میری جو رو کو دلوادے گا میرا نام بخوبی ہو جائے گا تو اس قدر کہ وہ تیرا نشان ہوتا ہے یہ ہوا
 کو تو اس کے دل میں آیا یہ فوراً وہاں سے پٹا اور زردین خاندن پر یہ بات اس کے سب ملازم بھیجے
 ہوئے تھے اپنے سردار کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے ہر ایک نے کہ مبارک ہو مبارک ہو کہ اس نے
 کسی کو جواب نہ دیا تھیں ورنہ ان کھولا وہاں صحت بقران سرچھ بگڑے ہوئے پیچھے تھے کئی
 وقت گذر گئے تھے کہ آپ نے کھانا کھا یا تھا بھوک شربت سے بکی ہوئی تھی سرسبز و
 شاد رہتے تھے اسی وقت پر تیرے لیے ہوئے تھے کہ ورنہ اس کے کھانے کی صدا آئی آپ سے
 سراحدہ ریختہ حفظ نہ کیا کہ وہی شخص چلا آیا کہ جو کہ سرور کھانا نہ لے کر آج شادی کے
 کپڑے پہنے ہوئے ہیں سنی شادی ہوئی کہ یہ دیکھ کر بھلا تھوڑا سا سچہ سرچھ ہالیا
 شہنشاہ جو دودھ کر تھا بستیوں کے قہر پیر اور ورنہ سب حال اول سے آخر تک بیان
 کہ دنیا مر گئی کہ میں آپ کا دین قبول کرتا ہوں اور آپ کی دست کرتا ہوں آپ نے میری
 معشوقہ کو جو کہ زبردستی بادشاہ سے چھین لیا تیرا دلوادیکے ہوئے پاس لے کر لوگوں کی

محبوبت میں مدد کی تیار آپ کام آئے ہیں میں آپ پاس فریادی آیا ہوں یہ کہا کل حال اپنے
 عشق کا اور شادی کے تیار پات کا ورتاضی کے طلب کرتے کا اور یہاں ہم فساد کے ہونے کا اور
 بادشاہ کے پاس جانے کا بادشاہ کی تقریر سب بیان کی اور اپنا دھڑانا بیان کیا صاحب جعفران
 نے اس کی تقریر سن کر جواب دیا کہ میں تیری کمک کرنے کو موجود ہوں اسی شرط کے ساتھ کہ تو
 دین اسلام قبول کر اور میری اطاعت اُسے جواب دیا کہ میں اس امر پر راضی ہوں خوشی خاطر
 جواب کے مذہب میں آئے وہ کیا کہے صاحب جعفران نے فرمایا کہ پہلے تو یہ بتا کہ تو ساحر
 ہو یا نہیں اُسے جواب دیا کہ گو نام میرا شخہ جادو ہو مگر میں سحر سے بالکل آگاہ نہیں ہوں
 ایک حرف بھی نہیں جانتا ہوں صرف نام اس سبب سے شخہ جادو ہو کہ میرے خندان کے
 جسد ر لوگ گذرے ہیں اور جو کہ موجود ہیں سب ساحر ہیں صرف میں ہی ساحر نہیں ہوں
 تجو سحر سے ہمیشہ نفرت رہی میں نے علم سحر یاد نہیں کیا بس یہ سن کر صاحب جعفران نے سکھو کلمہ
 تعلیم فرمایا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدیق مسلمان ہو گیا راوی بیان کرتا ہے کہ اگر یہ ساحر ہوتا تو قاضی کو
 سحر کر کے ضرور قتل کرتا اسی سبب سے تو یہ ہشت مشیت کیا کیا ورنہ ایک ماش کے دانہ میں
 آتش دہل جاتا جب صاحب جعفران کلمہ تعلیم کر چکے اور وہ مسلمان ہو چکا اُس وقت اُس نے
 عرض کیا کہ میں سوہن لے آؤں آپ اس سے کاٹ کر قید کو جادو فرمائیے فرمایا کہ کوئی سوہن
 کی ضرورت نہیں ہے جب رہا ہونے کا وقت آتا ہے قید خود بخود دفع ہو جاتی ہے یہ فرما کر خائے
 زور میں آکر جو زور کیا تمام قید کو مثل ہمارے غلبوت کے کوڑ کر پھینک دیا اور بسم اللہ کہہ کر
 اٹھ کھٹ ہوئے وہ دوڑ کر پھر قدموں پر کرا صاحب جعفران نے اُس کو سینہ سے لٹکایا اور فرمایا
 کہ تم پریشان نہ ہو میں ابھی ابھی تھے یہ جو و تم کو دلائے دیتا ہوں اُسے عرض کیا کہ آپ
 یہاں تک کہ میں میں ان سب کو اپنے ہموار کر آؤں اور آپ کے ہتھیار اور پوشاک و
 اوجین وغیرہ لے آؤں صاحب جعفران نے فرمایا کہ کیا وہ سب تمہارے پاس ہیں عرض
 کیا کہ جی ہاں فرمایا کہ اچھا جاؤ بس کو تو ال زندان کے باہر آیا سب پیادوں و سواروں
 نے فساد کو جمع کر کے سا راہ ل میں کیا کہ میں نے تو طلسم کش کی اطاعت کر لی
 تم لوگ آپ کہتے ہو اُنھوں نے جواب دیا کہ جبکہ آپ ہمارے افسر ہیں آپ نے اطاعت کی

[illegible]

[illegible]

کہ وہ نازنین پر یہ غصہ کشت سے پہلے ہی اس غصہ آگیا پھر کہ مار لو اس غصہ کشت کو بھی اور اس غصہ
 مال زادی کو بھی بڑی شہوت پرست بڑے سوز و راز میں پڑا سکی ہوئی یہ کہتے تھے کہ سب اہل دربار
 پنہاں پنہاں کر آئے تھے صاحبقران نے پھر کہہ کر کہ اہل دربار کا یہ ہو بیٹا لو اپنی جہان نہ دو
 دیکھو سمجھا تا ہوں میں غصہ کشت میں یہی اطلاع مل کر اس غصہ کی عمر تمام ہو چکی تھی یہ دربار و دربار
 فتح ہو گا اور یہ غصہ خیال کرو کہ یہ دربار پوشیدہ تھے مگر یہ کہ یہ تو بڑے بڑے لوگ تھے جو کہ
 آپ کیونکہ لوح نے پتہ دیا خیال کرو کہ کوئی اس دربار کے حال سے نہ تھا بالکل غلام مردم سے
 پنہان تھا مگر اسپر بھی رمت خدا اور فضل خدا سے یہ انسانی میری تلاش میں نکلا تھا وہ یہاں آکر
 پہونچ یہ عورت و نازنین نہیں تیرے میرا سب فی میرا ثبوت بازو یہ از نیست پہونچا جان بخش میرا
 جان نثار شواہد عمر و بن امیر فخری نامدار ہواستہ میں پہونچا عری کی اور احترام کی دختر بن بکھو
 کی شان جو خدا کی کہ کسی نے نہ پہونچا یہاں احترام بھی موجود ہیں انھوں نے بھی نہ پہونچا اس
 جب کہ یہ امر تم سب پر ظہور ہوا تو پتہ کیون اپنی جانیں برباد کرو و مہر سے یہ خیال کرو کہ یہ تو
 رہا ہو کوئی بھی میری ربانی کی صورت تھی تھا راہی درم ہنر یہ اسنے مجبور ہا کیا دشمن دوست
 ہو گیا بقول شاعر غرض خدا شود بسبب تیرے گرفتار شواہد راوی بیان کرنا کہ احترام جہاد بھی
 ہے اپنے ملازموں کے موجود تھا اس غرض سے بدشاہ نے سواروں کو یہاں تک کہ یہ سب سے
 عقد ہو جائے تو بہت تیرے ہوئے جب اس سے کہ تھا کہ تیری کیا اسے جو تو خوشی میں سے سا
 عقد کر کے کو راضی ہواستہ جو اب یہ خیال کر کے کہ رہے تو قیر میری ورستہ شہادت کہ میں بدشاہ
 کا خسر ہوں اور بادشاہ میرا داد و دیوار ہو یہ ام تو کو تو اں سے بھی بہت بڑے طرح کا زور ہو گا ایک پایہ
 خدمت کا میں بھی ایک ہو جاؤنگے جو اب دیا تھا کہ مجھ کو یہ غرض یہ آپ کی کنیہ ہو اور میں خرم
 ہوں پس یہ بھی موجود تھا جب یہ تقریر صاحبقران نے کی سب نے جب دیکھا کہ یہ فقرہ
 بر کسی کو دین ہم لوگ ایسے مقرون ہیں نہیں آئے ہیں اور حق نشی سے جو یہ وعدہ دیا تھا
 سے کہا کہ آپ مجھ کو بزدلین میں اس غصہ کشت کو اب بھی پھر لوں گا و خان نے حکم دیا کہ اسکو
 رہا کرو و لوں گے نشی کو چھو لہو یہ وہ ہیں درست ہو کر تمہارے پنہاں کر چلا اسکو دار بھی
 اس وقت صاحبقران نے بنو دیکھا کہ یہ کفر حرامز دسے راہ پر نہیں آئے ہیں

کچھ تہ بن سکین گے تو مقابلہ کر کے پڑے بس یہ بات تجویز کر کے چلا جبکہ کفر آجاتی ہو تو ایسی ہی بات
 خیال میں آتی ہو ملک الموت نے ہاتھ پکڑ کر صاحبقران سے سامنے لڑو یا کہ قتل ہو جائے اودھو
 سے یہ چلا برائے قتل صاحبقران اودھو سے صاحبقران اسکی فکر میں چلے سب کو قتل کرنے
 ہوئے تھرو ایک مقام پر سامن ہوئی تو کیا صاحبقران پر یہ لکھو خان نے سحر کیا کہ تو ایوان
 نہ ملے گا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر اور لوٹ کا اُسے جس ڈال لڑا کہ سو کو دفع فرما دے اور اسم
 حاشیہ لوٹے مقرب پر دم کر کے فرما دے خبردار ہو جائے فوراً سو کر کے پہرے سے سحر سر پر تو تم کہیں مکر یہ
 تیند کب رکتا ہو صاحبقران نے یا یزدن پاک کہرا ب جو با تھا مارا برتن تھیں کہ نہ لڑا پر
 پر گری یا تو تینہ بالا سے سر چمکا تھا یا زمین میں عرق ہو گیا و خان لال قبا کے دو ٹکڑے ہوئے
 اسکا قتل ہونا تھا کہ ایک شور عظیم برپا ہوا آتش تپست نمایان ہوئے تاریکی ہو گئی آواز میں عجیب
 تھے لیکن سنگ باری بڑی باری ہونے لگی آک برسنے لگی شعلہ بلند ہونے لگے سا حریبہ
 لگے زلزلہ آگیا ٹھوڑی دیر تک تو یہ آفت برپا رہی مگر ساحر اس آفت میں بھی لڑا سیک اور
 صاحبقران قتل فرمایا کیے بعد ٹھوڑی دیر کے وہ سب آفت مست گئی آواز آئی کشتی کنا میں
 و خان لال قبا کہ در بند و خا شہرہ بودا نسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود فرسیدیم س
 آواز کے آنے سے سب غم رہیں و سب باغی تھے اور تمام مکانات منہدم ہوئے ہزاروں ساحر
 و غیر ساحر دہک کر مر گئے و خان سے رہنے کا جو محل خاص تھا وہ بھی برباد ہوا و سب نہ موس
 اسکا ہلاک ہوا جہاں دربار کرتا تھا یہ مکان بھی سحر کا تھا جب سے صاحبقران آئے تھے
 اسکو زلزلہ تھا و خان کے مرنے ہی وہ لڑ پڑا میدان دیو اب خوب ٹھل کر تھوڑا چٹنے لگی اودھو
 جو حد در بند پر دھوان تھا و جسکے سبب سے در بند پو شیدہ تھا اور کوئی اس در بند سے آکا
 نہ تھا و خان کے قتل ہوئے ہی وہ دھوان و خیرہ سب بر طاف ہو گیا اب تو نہ کون حصہ ر
 رہا نہ کوئی ایسا امر کہ جسکے سبب سے یہ مقام کسی کو نظر نہ آئے راوی بیان کرتا ہے کہ
 علم مشاہد کے حکم سے سب لشکر تیار رہتا تھا بمہر وقت ساحر و غیر ساحر و کائنات غرض
 سے کہ نہ معلوم کس وقت برائے ملک جانا ہو پس میدان سب لشکر تیار تھا علم مشاہد لشکر
 میں موجود تھے جس دن سے صاحبقران و خواجہ برائے بربادی در بند گئے تھے اس دن سے

علمشاہ مع کل لشکر کے بیرون شہر صحرائین خیمہ زن تھے اور دربار رکھ کر تھے جس میں دربار آراستہ
 تھا سب سردار حاضر دربار تھے سیماسے بلند آواز تخت پر بیٹھ بیٹھے تھے ذکرِ صاحبقران شواہ
 کا ہو رہا تھا کہ صاحبقران کو طرف در بند کئے ہوئے آٹھ دن ہوئے ہیں مگر کچھ خبر نہیں ملی اور
 شواہ کو برائے تلاش صاحبقران کے ہوئے پانچ روز ہوئے کچھ انکی بن خبر نہ معلوم ہوئی کہ
 ان میں بارہ دے کے پرستے آئے ہوئے تھے کئی سی سنے کچھ تو سب سے نہ دیا تھا کہ میں ایک
 صدائے عیب آئی اور ایک برقی چلی کچھ دعوان سا بلند ہو گیا رہا سہا آگ کے خود خود پیدا
 ہوئے تھوڑے وقت سب نے دیکھا اور صدائے عیب سی بے طرقت رہنے لگے بعد تھوڑی دیر
 کے وہ سب بر طرقت ہو گیا تھا کل مطلق زمان ہو گیا نہ عیار رہا نہ دعوان نہ شعلہ و نہ اس وقت
 سب نے دیکھا کہ ایک لشکر شیر سے متعلقہ ہو رہا تھا اور در چل رہے ہیں سب نے علمشاہ سے
 کہا کہ آپ سے ملاحظہ فرمائیے یہ جو کچھ آفت تھی ان ساحروں کے سحر کے سبب سے تھی جو کہ لڑ
 رہے ہیں اور کسی سبب سے نہ تھی علمشاہ نے فرمایا کہ معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے نہ فرما کر آپ نے
 پھر اسی طرف ملاحظہ فرمایا وہ جنگ و پیکار بہت قریب تھی دوسرے عرض کر چکا کہ صاحبقران
 کے نہ کی مدد و رتک جاتی ہو علمشاہ ان طرف دیکھ رہے تھے وہاں صاحبقران نے ایک
 ساحر کو قتل کیا اور نہ تیر بند کیا نہ وہ کی مدد صاحبقران کے کوشش علمشاہ میں پہونچی اب
 جو صاحبقران کے نعرہ کی مدد علمشاہ نے سنی تو پہچان لیا کہ یہ صاحبقران کے نعرہ کی
 مدد تو اس لشکر سے صاحبقران مقابلہ فرما رہے ہیں صاحبقران نے در بند و خانہ فتح لیا
 پس یہ سوچ کر علمشاہ و نکل پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یاروں چلو صاحبقران کی کمک
 لڑو یہ مقابلہ جو سامنے ہو رہا ہے صاحبقران نے در بند کو بر باد کیا
 بل در بند سے لڑ رہے ہیں سنو ان کے نعرہ کی صدا آرہی ہے یہ فرما کر جو علمشاہ اٹھے انکا اٹھنا
 تھا کہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر سے اٹھے سیماسے بلند آواز جی اٹھ کھڑا ہوا پس جو
 لہ غیر ساحر تھے وہ تو باہر آکر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر کو چلنے کا حکم دیا غیر ساحروں کا لشکر
 آئید و تست تیار ہوا علمشاہ مرکب پر سوار ہو کر غیر ساحروں کا لشکر لے کر بہت جلد مدد
 ہوئے ساحر لڑنے چل کھڑے ہوئے اور کل لشکر ان کے اپنے جیسے وغیرہ اسی طرح

رہنے دینے تھوڑے عرصہ میں پہنچا جو چاہے ہر ایک نعرہ لڑکے لشکر کفر سے نرنے لگا اور قتل کرتے
 لگا سب حر و غیرہ ہر ایک جو کچھ دیکھتا تھا تھوڑے عرصہ میں اہل اسلام نے سب
 کافروں کو۔۔۔ لپ تھوڑے باقی رہے انھوں نے امن طلب کی جواب دیا کہ ان پر شہ طایمان
 سب نے اطاعت سلام کی خلیفہ یہ کہ صہ جہان سب لشکر لڑا سب ہر ایک سب کر جہت
 لشکر اتر آیا تھا وہاں آتش لپٹ لائے کیونکہ در بند و خانہ میں کہ فی شہر کرم مکان است و عجیب نہ
 تھی یہ سب کافروں کو لال قبا کے مکان تھے اس کے مرے ہی سب ہر ایک ہوا
 نعرے کوئی مکان نہ تھا کہ جہان قیام کیا جاوے بس صہ جہان سب کافروں کو لال قبا کے مکان تھے
 کپڑے زرمی اُتارے دربار میں کر جلوہ فرما ہوئے سب سردار حاضر ہوئے احترام جادو
 و شکنہ جادو و ونجہ جادو و دیگر سردار و جن لال قبا کے اور لشکر سب حاضر ہوئے سب کہ
 مطیع سلام فرمایا خمیوں کو شرف خاندان میں روانہ فرمایا اہل اسلام کے شہنشاہ کو دفن فرمایا ان کے
 مردوں کو بخار میں ڈلوادیا جب ان سب کاموں سے فراغت ہوئی پتہ صہ جہان سے کل
 اپنا واقعہ بیان کیا سب نے سنے حیرت کی اس کے بعد صہ جہان نے خواجہ سے فرمایا کہ اپنا
 حال بیان کرو خواجہ نے اپنا سب حال بیان کیا خواجہ نے شکنہ جادو و موشوہ یعنی اختر
 احترام کہ غلبہ لیا خواجہ نے انکار کیا صہ جہان نے دس ہزار روپیہ دے کر احترام کی دختر
 کو دلوئی اور فرمایا کہ شکنہ جادو و اس کے ساتھ عقد کر دوا سنے جواب دیا کہ میں نے تو سب
 سامان لیا تھا اگر قبیحی حرامی سے یہ نسب نہ ہوتا تو میں تو عقد سے نراعت کر چکا ہوتا مگر میں
 تو سامان ہونا تھا کیونکہ یہ واقعہ ہوتا ہے سب صہ جہان نے فرمایا کہ بعد فتح طالع ہر عقد ہی ہم
 کرینے جہان اور بہت سے عقد ہوئے وہاں یہ بھی ہوگا شکنہ جادو کو بہت کچھ انعام دیا
 اور بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ تم اعلیٰ شان رکھو بعد فتح طالع ہر عقد کیا جائے گا سنے
 عرض لیا کہ آپ کو اختیار ہے جو پس بعد ان سب کاموں کے صہ جہان نے دربار بخارست
 کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اہل و خانہ کے لیے ایک خیمہ وغیرہ برپا کیا
 صہ جہان نے آرام فرمایا یہ تجویز فرمائی کہ کل کچھ لوح نو دھیں کے جدھر لوح خیمہ کی
 اُورہ نوروانہ ہوئے آج رات بھر آرام کریں تاکہ کسل و کبابی برطرف ہو جائے جہان صہ جہان کو

تو راست و آسان میں معرفت رکھا جاتا ہے اور کچھ حال تشنگال جادو کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ قلعہ طلسمی میں
ہو اور سب سردار حاضر ہیں لشکر کی داشت ہو رہی ہو کہ اس کا خبر پہونچی کہ در بند منیر یہ کو طلسم کشت
نے فتح کر لیا منیر جادو مارا گیا سب اہل شہر و اہل لشکر نے اس کی اطاعت کی بلکہ کوہ البرز بھی
بڑا ہوا البرز کج کلا جلا جو رد و لا ہو رہی مارے گئے اسفندیار صحرانشین نے طلسم کشتا
کی اطاعت کی یہ سب ملک سلامت آباد ہوئے یہ منشا تھا کہ اس کے حواس جاتے رہتے اس نے
اہل و عیال کے کہہ کہ ہمارا لشکر تیار ہو اب ہم خود طلسم کشت سے مقابلہ کرینگے کیونکہ اب ایک
در بند خضران نامہ باقی ہو وہ بھی وہ فتح کرے گا اگر کشتے اس کو فتح کر لیا اور مع لشکر کے قلعہ پر
آپہونچی اور ہم قلعہ میں ہوئے تو بڑی خرابی ہوگی اس سے مع لشکر کے بیرون قلعہ حل کر فوج کش
بیرون تاکہ جب وہ قلعہ کی طرف آئے اس سے مقابلہ کریں سب نے جواب دیا کہ بہت
بے آب و تاب و کشت لشکر کو تیار ہونے کا حکم دید یا گیا لشکر تیار ہونے لگا فیمے وغیرہ نکالے جاتے
تے یہاں تشنگال نے دبیر کو طلب کر کے چار تاسے تحریر کرائے بنام حاکمان در بند جو در
بند کہ مشرقی اور مغربی اور شمالی جنوبی کھڑے واقع تھے قلعہ طلسمی کے یعنی مشرقی کی طرف دو در بند
تھے در بند سماواست کہ جس کا حکم سماواست جہاں و ہر جہان پہلے علمشاہ تید ہو کر گئے
تھے جس کا حال منشی احمد حسین صاحب تحریر نے اپنے دفتر میں تحریر کیا ہے اور جہان فریر
جہشید ثانی موجود ہے سماواست کے پاس جو کہ پہلی حد یہ طلسمی غذا ان زار کی اور چھٹا ٹاک
یہ طلسم کا جہان ظووسن آشین رقص وغیرہ کیا کرتے ہیں اور آدھ کے جانے والے کو
منع کرتے ہیں اور جو جاتا ہے اس کو اسیر کر کے سماواست کے پاس لے جاتے ہیں جیسے کہ
علمشاہ کو لے گئے یا جو کوئی ساحر داخل طلسم ہوتا ہے اس کی خبر آتے ہیں سماواست کو
اور اجازت حاصل کر کے اس کو داخل طلسم کرتے ہیں یہ سب حد و است اجزائے منشی
احمد حسین صاحب میں تحریر ہیں دوبارہ تحریر کرتے کی حاجت نہیں ہے اور دوسرا در بند
اس کے بعد ہے کہ اس کا نام در بند بناتا ہے ہر اور اس کا نام بناتا ہے جادو ہر وہ معین
و مددگار ہے سماواست کا اس کے بعد قلعہ طلسمی ہے اور مغرب کی طرف ایک در بند ہے کہ
جس کا نام در بند جہاواست ہے اس کا حکم جہاواست جادو ہر وہ در بند ہر حفاظت

کے لیے ایک شہر کوئی ادھ سے آئے تو اسیر ہو جائے چوتھا در بند شہر کی طرف ہوا اسکا روم و رشتہ
 حیوان نہ تھے ہر سکا جا کہ حیوان جادو و جادو در بند ہیں برائے حفاظت قلعہ ہر اس در بند ہیں
 حیوان نہ کثرت سے ہیں جو کہ انسان کو ہلاک کرتے ہیں یہ در بند اس عرض سے بنایا گیا ہوتا اگر
 کوئی ادھ سے آئے تو حیوان سکوٹھ جائیں اور وہ قلعہ طلسمی تاکہ وہ جا سکے جنوب کی طرف
 یہ در بند تھے جو کہ صما جبران سے نئے کیے انھیں کا فتح کرنا مقدم تھا اسی سبب سے صاحب جبران
 جنوب کی طرف سے طلسم میں داخل ہوئے آدم ہر سر قصہ خلاصہ یہ کہ شہر نکال سے نامے
 اس مضمون کے تحریر کرانے کہ اسکا واسطہ جادو و جادو و جادو و جادو و جادو و آگاہ
 ہو کہ طلسم کشا نے سب در بند جنوب کی طرف کے برہہ کیے اب وہ قلعہ طلسمی پر آئے والا ہوا لہذا
 بہت جلد اسے کو میمان پہونچے و مع لشکر کے اور اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرو ٹھوڑی تحریر کو بہت
 جالو بس یہ تحریر کرانے کے اس وقت شہر نکال سے وہ نامے طائران سحر کے ہاتھ روانہ کیے
 خلاصہ یہ کہ وہ طائر سحر نامے لے کر حاکمان در بند کے پاس پہونچے پہلے نامہ حیوان جادو
 کو ملے اسے بادشاہ کا نام دیکھ کر نامہ سر پر رکھ آ نکھوں سے لگا یا دربار میں بیٹھا ہوا تھا
 سب سردار حاضر تھے مثل پنتاگ جادو و جادو و جادو و جادو و شغال جادو و
 و گریہ جادو و غیرہ کے بس اسے وہ نامہ چاک کر کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اہل دربار
 نے کہ کہ غضب ہو گیا ہم کو خبر نہ ہوئی طلسم کشا نے اگر سب در بند جنوب کی طرف کے فتح کر لیے
 اب لشکر کے قلعہ پر آیا بادشاہ نے مع لشکر کے کمک کے لیے طلب کیا ہر بس جلد
 لشکر تیار ہوتا کہ میں روانہ ہوں اب عرض نہ ہوا ایسا نہ ہو کہ وہ قلعہ پر آجائے اور تمہاری فتح
 ہو جائے تو بڑی خرابی ہوگی یہ حکم دین تھا کہ اس وقت لشکر تیار ہو گیا ساحرون کا تو شہر تھا
 یہ پچاس ہزار سحر کرکے روانہ ہوا دوسرے دن پہونچ شہر نکال سے مل اسکا
 شہر یہ دن قلعہ تیار دوسرا نامہ طائر سحر کے جادو و جادو و جادو و جادو و جادو و جادو و
 میں بیٹھا ہوا تھا اس کے بھی سردار حاضر تھے کہ جس کے نام یہ ہیں آفتاب جادو و جادو و جادو و
 وغیرہ نے بھی نامہ پڑھا اسی طور سے سنے بھی سرداروں سے کہا کہ تم کو معلوم ہو کہ طلسم
 کشا در بند فتح کر کے قلعہ پر مع لشکر کے آگیا بادشاہ نے برائے کمک طلب کیا ہر لشکر

ہم کو خیر پہونچنے کے رہن ہیں وہ طرہ مرید خیر کے کر چھوٹ گئے یہ جو واقعہ شنگھال کے شہنشاہی دربار سے
 کہ کہ اب یہ طلسم بھی بر باد ہو گا نیمو نہ جن مقامات سے تہہ آباد نہیں تھے اور نہ ہیں ہم پر لیا موتوں
 ہر کل اہل عسک نہیں آگاہ ہیں ان مقامات کو طلسم کش سے بر باد کیا اب کونسی صورت طلسم کے باقی
 رہنے کی تہہ اہل دربار نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں طلسم کش کو مع لشکر کے یہاں آنے دیجیے
 ملاحظہ فرمائیے گا کس طور سے ہم بڑے ہیں اور اسکو مع اس کے لشکر کے قتل کرے ہیں راوی بیان کرتا
 ہے کہ شنگھال بیرون قلعہ نظر رہا جتھرا ان میں مع لشکر کے فوج کش تہہ اور لشکر اسکا ہر وقت تہہ
 رہتا ہوا اسکا یہ حکم ہے کہ جس وقت طلسم کش کو دیکھنا اسی وقت جنگ و پیکار آغاز کر دینا سوا تہہ
 کی مہلت نہ دینا اگر وہ مع لشکر کے آتا اور اسنے دو ایک دن آرام پائیے اس سے مقابلہ کرنا پیکار
 ہے کیونکہ پھر اسی کی فتح ہوگی اور ہماری شکست اور اسطور سے یہ ہوگا کہ وہ بھی راہ کا ٹھکا ہوا
 ہوگا اور اسکا لشکر بھی اب جوڑائی ہونے لگے گی تو پھر اسکو کچھ نہ بن پڑے گا یقین ہے کہ شکست
 کھائے اور مارا جائے پس اسی سبب سے سب لشکر ہمہ وقت تیار رہتا تھا انکو تو صاحب جتھرا ان
 کے انتظار میں رکھتا تھا تاہم اب پتہ حال صاحب جتھرا کا تحریر ہوتا ہے کہ جب صبح ہوئی صاحب جتھرا
 نے دربار فرمایا سب حاضر ہوئے بل دربار سے کہا کہ اب مجھ کو یہ کرنا چاہیے حکیم اسقلینوس نے
 عرض کیا کہ اب آپ طرف در بند زعفران زار کے شریف لے جائیے اسکو فتح فرمائیے جب وہ
 ہر دہو جائے گا تو قلعہ طلسمی نظر آئے گا اسپر بادشاہ یعنی شنگھال سے مقابلہ ہوگا اسکو قتل
 فرمائیے تاہم قبضہ فرمائیے طلسم فتح ہو گیا اب باقی کیا ہے یہ دو مرحلہ ہیں پہلا قلعہ طلسمی بہت
 بڑی جنگ ہوئی وہ بھی خدا آست کر دے گا ہم لوگوں کو حکم فرمائیے کہ ہم لشکر لے کر اس طرف
 یعنی قلعہ کی طرف روانہ ہوں یہ سہی عمت فرما کے صاحب جتھرا نے فرمایا کہ ہم لوہا در سند
 زعفران زار کی معلوم ہوا اسقلینوس نے عرض کیا کہ معلوم تو ہے کہ وہ رہے ہیں دور پہنچے
 رہے بعد در بند زعفران زار میں پہنچے گئے سواست ان کے دوسری اور کوئی رو نہیں
 ہے کہ جدہ سے شریف لے جائے لوج کو ملاحظہ فرمائیے نہ لوج سے دوسری اور راہ کا
 پتہ چلے صاحب جتھرا ان سے لوج کو مدد فرمائیے کہیں یہ تحریر تھا کہ اب طلسم کشا کو در بند
 زعفران زار کی طرف جانا چاہیے سو ہر باد کر کے قلعہ پر لشکر کشی کر کے بادشاہ طلسم سے

کل میرے ہر اس طرف کو تشریف لے چلے تو پہلے لشکر کو طرف قلعہ کے روانہ فرمایا کہ اور حکم دین کہ لشکر
 اس مقام پر جا کر ٹھہر جائے کہ جہاں پر ایک دیوار طلاق ہو جس جب آپ در بندہ عرفان دار کو در ہم و بر ہم
 فرما سوتے گا وہ دیوار بھی منہدم ہو جائے گی سامنے قلعہ طلسمی نظر آئے گا اور دھڑ سے لشکر قلعہ کی طرف چلے
 آئے آپ در بندہ کو فتح کر کے تشریف لاسیے راہ میں لشکر سے مل جائے گا جس لشکر کو ہمارا لے کر
 شہنشاہ کے مقابلہ فرمائیے گا یقین ہو کہ وہ مع لشکر بیرون طلسم فروکش ہوا اور ایک امر سے
 آگاہ کہ ہوں کہ ان در بندوں کے سوا چار در بند اور ہیں دو مشرق کی سمت قلعہ کے ایک مغرب
 کی طرف ایک شمال کی طرف آپ نے در بندہ جنوب کے فتح فرمائے ہیں جو مشرق کی طرف ہیں ان کے
 یہ نام ہیں حکیم نے وہی نام لیے جو کہ تحریر کر چکا ہوں اسی طور سے در بندہ مغرب و شمال کے بھی نام سے
 آگاہ کہ صاحبقران سے فرمایا کہ ان کو بھی فتح کرنا ہو گا عرض کیا کہ جی نہیں ان در بندوں کے
 حاکم شہنشاہ کے پاس موجود ہوں اور آپ سے مقابلہ کریں جس در بندہ کا حاکم آپ کے ہاتھ
 سے راجا جائے گا وہ در بندہ فتح ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ وہ چاروں در بندہ اسی طور سے برباد ہو گئے
 کہ ان کے حاکم آپ کے ہاتھ سے قتل ہو گئے یہ بھی عرض کرنا لازم ہے کہ ان در بندوں کے بھی حال
 نے سوا اس نالائق کے دوسرا آگاہ نہیں ہوا ان در بندہ والوں کو پیمان کی خبر ہو جب تک کہ
 انکو شہنشاہ کا جو بادشاہ طلسم کو آگاہ نہ کرے وہ واقف نہ ہو گئے اسی طور سے ان سب
 در بندوں کے حاکموں کو وہاں کی خبر نہ تھی نہ پراسوگست معلوم ہوا ہو گا در یافت فرمایا جیسے کہ
 میرا جھوٹ و سچ معلوم ہو جائے صاحبقران نے مجھ کو در یافت فرمایا ہر ایک نے انکار کیا اور
 عرض کیا کہ ہم نے آج نام سن لیے ورنہ ہم نے کبھی نہیں سنے تھے خلاصہ یہ کہ حکیم بقرا طانی سے
 صاحبقران کو سب حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ سب در بندہ کے حاکم شہنشاہ کے پاس
 مع لشکر کے موجود ہیں یہ کسک عرض کیا کہ پھر کیا قصد ہے کل تشریف لے چلیے گا یہ نہیں صاحبقران
 نے فرمایا ضرور چلوں گا عرض کیا کہ پھر لشکر کو حکم فرمائیے کہ سامان سفر شب بھر میں تیار کرنے
 صاحبقران نے فرمایا کہ یہاں ہمہ وقت سامان سفر تیار رہتا ہے اگر فرمائیے تو بھی لشکر کو
 روانہ کر دوں عرض کیا کہ جی نہیں کل روانہ فرمائیے اور لشکر جائے ادھر آپ تشریف لے
 آئیں چنانچہ بعد اس گفتار کے صاحبقران نے در بار برخواست کیا حکیم بقرا طانی شب

پھر حکیم اسٹیفینوس کے مہمان رہے جب صبح ہوئی کل شکر سب زون کو جہ کہ قریب دس گھنٹے
 تھا تیار ہو کر حاضر ہوا اور کل شکر غیر سب زون کا جو کہ قریب پندرہ گھنٹے کے تھا وہ بھی حاضر ہوا
 ہوا اور دونوں حکیم خلاصہ یہ کہ صاحب جعفران نے شواہد کے ساتھ اپنے اپنے سبب
 رنگا بین وغیرہ بار ہو گئے سب نے صاحب جعفران کو جبرائیل جب سب کو پھر سید و سلام وغیرہ
 سے ترغیب ہو گئے بس صاحب جعفران نے کل شکر سب زون وغیرہ حزن کا افسرہ فرمایا اور سب
 طاہر عثمانی کا حکم دے کر حکیم اسٹیفینوس و بڑے شہرہ طمس کے طرفہ رہنما ہو گئے
 کے روانہ فرمایا اور خود کے دیا کہ جس مقام پہ دیو رہا تھا اس مقام پر قیام کرنا جب وہ
 دیوار منہدم ہو جائے اسوقت آگے جانے اور بڑھنے کا قصد کرنا بس کل شکر کو اسی سمت
 روانہ کیا کہ شمع شواہد کے ہمراہ حکیم بقراط ثانی کے پاس سے نکلے پندرہ عثمانی مارداں ہو گئے
 یہاں تک کہ ایک بھوکا کو طر کر کے حکیم بقراط ثانی مع صاحب جعفران کے برابر ایک دورہ کو
 کے پہونچے اس مقام پر پھر حکیم نے صاحب جعفران سے کہا کہ میں ایک اسم پڑھتا ہوں
 اس دورہ کو سے ایک اڑور زور رنگ کا پیدا ہوگا اور وہ نفس کشی کرے گا بس جب وہ
 نفس کشی کرے اسوقت آپ یا یزدان پاک ہمارے قریب پہونچے گا اور یہی وہ پہونچے ہی دار
 میں بلکہ ہوگا میں اور آپ اندر شریف سے چلے گئے کیونکہ یہ پاسیان دورہ ہوا۔ کا نام
 خافاج دوہر صاحب جعفران سے فرمایا بہت چھا بس جلیہ سے سہڑھن شروع کیا اور
 کو حکیم نے اسے پڑھنا شروع کیا اور دورہ کے شعلہ نکلتے شروع ہوئے زمان تک پہونچا
 صاحب جعفران نے دیکھا کہ ایک اڑور بہت تر زور رنگ کا دیکھا دورہ کے شعلہ نکلتے
 چھوڑتا ہوا وہ سانسے آیا یہاں پہونچا اسنے نفس کشی کی پندرہ عثمانی سناہیت بہاں
 ایک ہاتھ عقب کا نظا پائنت ہی ہاتھ میں اس کے دو طرفہ ہوئے اس کے سر سے کل شکر
 پیدا ہوئی آواز آئی شتی مرا کہ نام من حق فقط چا و دیو جب وہ سب شہرہ طرفہ ہوئے حکیم
 نے دوڑ کر صاحب جعفران کے ہاتھوں کو دیو سہ دیو طرفہ یہ کہ آپ کا نشت جی اس دورہ کی اور
 طمس کی مبارک ہو یہ مگر ایک شمع نکالی اور صاحب جعفران کو دیو اور اس کے سر و شوش
 اور اسکی روشنی میں اندر کو شریف کے چلے پائنت بہاں دورہ کے ایک سہڑھن کا کہ جہاں

دو برکات ہو گا اُسکے مرنے کے بعد جو مقامات اُسکے سحر کے ہوئے وہ سب برطرف ہو جائیں گے
 پس طلسمہ طلسمی باقی رہے گا اور ملک وغیرہ فتح ہو جائے گا دو سہرے وہ دیوار اور حصار رہے گا جو
 کہ گروہ کیا ہوا ہوا اُسکو باقی رہنے دینے کا کیونکہ اُسکے برباد کرنے سے آپ کا کچھ نفع نہیں ہر نہ
 باقی رہنے سے نقصان ہر جب جنگ و مکار سے فراغت ہو طلسمہ طلسمی پر جانے سب مال و
 اسباب پر قبضہ فرمائیے گا بادشاہ سابق کو حاکم فرمائیے گا جس جس ملک کا حاکم آپ کا مطیع
 ہوا ہو اُسکو اُسکا ملک مرحمت فرمائیے گا اور جس کا حاکم مانا گیا ہو اُسکے مقام پر دو سہرا حاکم
 مقرر فرمائیے گا ایک جشن ہو گا نہ کر کے اسی جشن میں جن جن سے آپ نے وعدہ کیا ہو کہ بعد
 فتح طلسم میں تم سب کا عقد کروں گا اُنکے عقداں سے فراغت فرما کر کل مال طلسمی کو ہم سہرا
 لے کر طرنت اپنے لشکر کے تشریف لے جائیے گا جب آپ اس مقام پر پہنچیں کہ جہاں
 حصار طلسم ہر جو لوح کہ آپ کے پاس موجود ہو جس کے ذریعہ سے در بند فتح ہوئے ہیں اُسکا عکس
 اس حصار پر ڈالیے گا اُس حصار میں ایک در پیدا ہو گا اُس دروازہ کی راہ سے آپ باہر تشریف
 لے جائیے گا اور باہر جا کر پھر لوح کا عکس ڈالیے گا وہ حصار مثل شہر پناہ کی دیوار کے ہو کر
 رہ جائے گا اور وہ در پھاٹک بن جائے گا گویا یہ دیوار شہر ہی یہ کام کوک مع کل مال و اسباب
 کہ اپنے لشکر میں خوشی خوشی جائیے گا سب سے ملائی جائیے گا جن لوگوں کا وہاں عقد
 کرنا ہو گا اُنکا عقد کیجیے گا کیونکہ وہ اسی امید پر زندہ ہیں کہ صاحب جفران طلسم کو فتح کر کے آئیں
 تو ہم اپنے معشوق سے ملیں پس اُنکی آرزوں کو بر لائیے گا بعد اسکے جشن شامانہ فرما کر
 جسطرف کا قصد ہو اُس سمت کو مع لشکر کے تشریف لے جائیے گا اصل رام یہ ہر کہ آپ کے
 لشکر میں آپ کا بھائی کو بہت انتظار ہو زیادہ والسلام میں و خواجہ اسی مقام پر پیام
 کرتے ہیں بسم اللہ اب آپ تشریف لے جائیں یہ کہہ کر حکیم صاحب نے کہ نکال کر صاحب جفران
 کے بازو پر باندھا شمع کو ہاتھ میں دیا صاحب جفران نے شمع کو روشن کیا اور بسم اللہ کسکر داخل
 کردہ کوہ ہوتے ملا صدیکہ اُس شمع کی روشنی کے ذریعہ سے ماہ طو کی صحران میں پہنچے واقعی تمام
 صحران و دیا جیسے ہی مدہ صاحب جفران نے جنگل میں رکھا چاروں طرف سے صدائیں آئے
 لیکن یہاں تک کہ صاحب جفران گہند کے قریب پہنچے پانچ طاؤس ہوائی حکم کے

کہنے کے گنبد پر بیٹھ ہوئے وہ دھڑلے سے صحنہ بھر کر اترے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔
 سینہ لگے صاحب قرآن نے قفل کو توڑا موانع ہر ایک حکیم کی زبان پر وہ بے پرواہی سے اسی طور سے
 دوسرے دروازے سے گنبد کے باہر آئے۔ اس نے اپنے منہ سے ایک بڑی بات بولی اور وہ تھوڑے ہی وقت میں
 ہر ندون و پر ندون کے گھیر لپ بھی صحنہ آتی تھی کہ طلسم کشا آپ ماہر صاحب قرآن تیس منٹ ملاحظہ
 فرمائے تھے سوا سب زعفران کے گھیت کے دوسری کوئی شہ نہ اٹھ آتی تھی یہ سبب کہ اور لوگ
 طلسم و دیگر برکات کے صاحب قرآن پر کچھ بھی اثر نہ ہوا ایک مقام پر چاروں طرف سے صاحب قرآن
 گھیر گئے جانوروں نے گھیر لیا صاحب قرآن سے آئینہ نہ لکھ نہ لکھنا یا وہ سب کے سب
 بھجوت ہو کر رہ گئے آئینہ کو دیکھ کر حیران ہوئے اور صاحب قرآن سے آئینہ کا غلے اس نے زعفران
 پر ڈالا اور حکیم نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شمع پاس رہے اور روشن رہے جب آئینہ کا غلے زعفران کے
 قفل پر ڈالے گا تو سب نے شمع بھینک بیٹھے گا بس یہ ساری صاحب قرآن سے کیا شعلہ پیدا ہوا تمام
 آئینے ایک بل میں نہ رہے تو اب وہ جانور بھی جھٹکے گئے اور آواز میں کسی قسم کی آواز نہ لیکن جیسا حکیم
 اٹھا اٹھائی گئے کھانڈا آئینہ سر موڑتے ہوئے وہی سبب تھا کہ پیش آئے ایک مہرہ ایسی
 صحنہ کے مہرہ آئی اور برقیں چمک چمک کر گئے لیکن غیب رہند ہوا اور دھوٹ کا رنگ بولنے پر
 باری سنگ باری ہوئے تھی سنگ پر نہ لگی وہ ایسی صحنہ وقت نہ گزرتی کہ اگر یہ شمع و سہرا ب بھی
 ہوئے آٹھ بجے رہے اب ہرگز صاحب قرآن کو انداز نہ تھا کہ وہ اسی مقام پر کھڑے
 رہتے بالکل ورنہ پوچھنے پر خدائے تعالیٰ کی قسم کہ ان کی نام نہ لے کر صاحب قرآن زار جہاد و لہو قطع صحت ہو گیا
 اب صاحب قرآن نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ صاحب قرآن ہرگز نہ وہ نورین کو مسوں کا میدان پر
 ریگ کا ٹکڑا نہ سرد و سردی میں نہ رہتا کہ ہرگز نہ وہ صاحب قرآن کی تھی اسی طور سے
 صاحب قرآن نے ورنہ زعفران زار کو ہرگز نہ دیکھا کہ صاحب قرآن نے وہ قفل لپکا صاحب قرآن کہتے
 ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے وہاں شہر و حکیم ہرگز نہ وہ کوہ کھڑے کے شہر کی طرف
 دیکھ رہے تھے ایک وہ کوہ پاش پاش ہو گیا اور وہ کوہ کہہ گیا حکیم نے شواہد سے کہا
 کہ صاحب قرآن نے ورنہ زعفران زار کو ہرگز نہ دیکھا کہ صاحب قرآن نے وہ قفل لپکا صاحب قرآن کہتے
 گنبد پر نہ وہ دھڑلے سے صحنہ بھر کر اترے اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

اور تو خود اجلی نظر صاحبقران پر پڑی کہ حیران کھڑے ہوئے بین ادھر صاحبقران کی نظر و نون
 پر پڑی صاحبقران نگو دیکھ کر خوش ہوئے کی طرف چلے کہ حکیم نے دور کر دیا ہون کو بوسہ دیا یا تھوڑے
 اور مبارکبادی کہ مبارک ہوا پوچھ طلسم طلسم فتح ہو گیا بس لہذا شریف نے چلے برائے مقام
 شنگال بس صاحبقران و شواہد حکیم طرف نہاد جسمی سے روانہ ہوئے انکو تو راہ میں پہنچا رہے
 اب کچھ حال لشکر صاحبقران کا ملاحظہ فرمائیے کہ علم شاہ جو کل لشکر کو لے کر چلے تھے منزل
 بمنزل چلے آتے تھے چوتھی منزل تھی کہ انکو س منے ایک دیوار طلائی نظر آئی آپ نے فرمایا
 کہ اسی مقام پر کل لشکر ٹھہر جائے کیونکہ اب آگے راہ نہیں ہے جس مقام کا نشان حکیم بقراط ثانی
 نے دیا تھا اس مقام پر پہنچنے کے لشکر ٹھہرا تھا بندہ بست خیمہ فرمایا ہوا رہا تھا
 کہ یکا یک ایک برق چمکی اور آواز مہیب آئی کہ درہل کے وہ دیوار طلائی دھوان ہو رہا ہے
 ہو گئی علم شاہ نے فرمایا کہ صاحبقران نے طلسم کو ہاتھ لیا جب یہ دیوار منہدم ہو گئی راہ قلعہ کی کھل گئی
 اب جو ملاحظہ کیا تو ایک صحرائے لوت و روق نظر آیا لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا لشکر روانہ ہوا یہ حقیر
 بیان کرتا ہوں کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ کیا امر ہے کہ جب صاحبقران نے دریافت کیا کہ راہ
 در بند کی تم کو معلوم ہو تو سب نے عرض کیا تھا کہ ہاں معلوم ہو کر چھ ماہ میں در بند میں پہنچے گا
 جو حکیم بقراط ثانی نے کہہ دیا وہی راہ سے صاحبقران کو پہنچا یا جو صاحبقران نے در بند
 فتح کر لیا اور لشکر صاحبقران پہنچے روز دیوار منہدم کی گئی قریب پہنچ گیا اسکا کیا سبب ہے
 اسکا جو سبب ہے کہ صاحبقران نے راہ در بند زعفران زرد کو دریافت کیا تھا جسکی بابت
 چھ ماہ کی راہ بتائی گئی تھی اور یہ راہ قلعہ جسمی کی تھی کہ جہاں سب ہدایت حکیم لشکر روانہ ہوا تھا
 جو کہ راہ حد قلعہ طلسمی پر چوتھے روز پہنچ گیا اور دیوار طلائی نظر آئی اور یہ دیوار بھی
 زعفران زرد کی تھی جب وہ ہلاک ہوا یہ دیوار بھی مٹ گئی راہ قلعہ کی کھل گئی بس
 کوئی مقام اعتراض نہیں ہے اس عرض سے اس شک کو خود دفع کر دیا تاکہ کوئی عرض
 نہ ہو ورنہ ہرگز مطلب رومی بتاتا ہے کہ ادھر سے علم شاہ لشکر لے ہوئے چلے جاتے ہیں ادھر
 سے صاحبقران آتے ہیں تصوراً جو کل علم شاہ نے بھی جو کیا تھا اور صاحبقران نے
 بھی کہ غبار بلند ہوئے صاحبقران کو نظر آیا صاحبقران نے اس غبار کو دیکھ کر

تھے صف آرائی ہو چکی اب شند خال کہ اس امر پر منتظر رہو کہ اوہ شکر طسمر لشا کے توہین جنگ
مغلوبہ آغا کردوں یہ تو اس منتظر رہیں گے اور وہ صاحبقران قطع من مل و طر مرا حل کہتے ہوئے
مع لشکر کے شریک بنائے ہیں کہ صاحبقران و حل لشکر کو توجہ کے برج وغیرہ انظار اسے حکیم لغیر
نے قلعہ کی برہون کو دیکھ کر صاحبقران سے عرض کیا کہ شکر بخوش فرمائیے یہ شہادت ہو جائے اور
شند خال نے اسے لشکر کو دیکھا وہ کہہ دیا یہ بھی تو اتنی راست نہ کہ شکر قریب آجائے
بس صاحبقران نے حکم فرمایا کہ شکر بھیجا رہ جائے شکر حراہینا اور جناب و یہ یکا کر پڑے اور یہ حکم
دینا تھا کہ شکر لیا ہو کیا ابی مرتبہ ہو سب نے مر لب اٹھا اسے سنا اس نے شکر حراہینا کو صحت آرا
پایا یہ اول تھا وہ سے اس سے چلے کہ کوئی مقام من سب دیکھ کر خیمہ وغیرہ پر پارہین اور
شند خال سی ملت دیکھ رہا تھا جیسے اسے کر دو غبار بلند ہوئے ہوئے دیکھا اسے دارن سے کہا کہ
لشکر طسمر شاکب سب شہدار توجہ دیکھ رہا تھا کہ نشان لشکر نمایان ہوئے اسے اس سے
توقف نہ کیا کہ لشکر آجائے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ سب ایک مرتبہ ملکر لشکر طسمر کشا پر حملہ کر دیں
حکم دینا تھا کہ ترم لشکر ایک مرتبہ حرکت میں آیا اور سب کے سب لینا لینا کھڑا و حریہ ہا سے
سحر سبھال کر چلے اور نشان لشکر ایک طرف سے اٹھ ہوئے تھے لشکر کی آمد شہ وٹ ہوئی
تھی کہ غل و شور کی صدا آئی اب جو صاحبقران و اہل لشکر نے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے تیری آتی
ہے اس طور سے ساحر اڑتے ہوئے ہوا پر چلے آئے ہیں اور شور کرتے ہوئے حکیم نے من کیا
کہ جند ٹھہرنے کا حکم فرمائیے اور حکم دیجیے کہ مقابلہ کیے کفار آگے یہ سن کر صاحبقران
نے اسی مقام پر لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور حکم فرمایا کہ کفار سے جہاں دکر و بس بموجب حکم
صاحبقران لشکر ٹھہر گیا اور سب حربہ سبھال اسٹھال کر کفار پر جا پڑے ساحرون سے ساحر
مقابلہ کرتے لگے اور غیر ساحرون سے غیر ساحر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی دونوں لشکر غمت پرٹ
ہوئے شمع نے غول کے غول اور غٹ کے غٹ + کے مومن و پیر باہم پیٹے سواروں
کے ایک سمت ریلے ہوئے + تھے پیدل بھی جانوں پر ریلے ہوئے + کے چنے بہم سنان
خدا ناک + لگی ہوئے اک سمت تیر و فے جنگ + دونوں لشکر خوب مل کر جنگ و پیکار میں
مصرورت ہوئے باز و رک گرم ہوئے خون کا میوہ برسنے لگا سر مش اولوں کے گرنے لگے

وہاں لوٹ کی گالی گھٹا چھائی برقی شمشیر کو ند کر کے لے لی خیر من حیثیت کو تباہ کرنے لگی ویریا سے خون کا
 ہوش ہوا دیکھ کر ندگی کا غارتگری ہوئی ایک سمست تلوار کوڑو بننے سے چل رہے تھے ایک سمست
 سحر آں یون میرنگ سازیان ہو رہیں تھیں شعلہ باہر سے بند ہو رہے تھے نارنج ترنج کاریل
 ہار پھول فلفل سرسوں کے واسے، ش کے واسے چل رہے تھے لونی لونا چھاری کو چکار رہا تھا
 کوئی نار سنگھ کوئی گالی کا کتہہ ولی کی جو کہ رہا تھا حوی سامری جو جیشید کو بل رہا تھا ایک شور
 قیامت خیز ہر پہ تھا صاحبقران و علم شاہ اثر رہے تھے اور بادشاہ طلسم بھی سحر کر رہا تھا جب
 یہ سحر کرتا تھا طبقہ زمین کے ہڈ دیتے تھے سیٹھور سے اعظم و سوسن وغیرہ بھی سحر سازی میں
 مصروف تھے سب سردار ساحر و غیر ساحر لڑ رہے تھے کہ بقراط خانی نے صاحبقران سے عرض
 کیا کہ وہ سلسلہ تخت پر سوار شنگھال بدخصل موجود ہو لشکر کو ترنج سب جنگ دے رہا ہے اور
 سحر بھی کر رہا ہے اسکے برابر پرون و رہندون کے حاکم بھی ہیں اور وزیر شہر ثانی بھی بس آپ اپنے
 کو اس مقام پر پہنچا ہے ایسا دھوکہ جنگ کارنگ میرنگ دیکھ کر شنگھال بھاگ جائے یا
 قلعہ بند ہو تو ٹری غریبی ہو یہ جو حکم نے عرض کیا صاحبقران نے علم شاہ سے فرمایا کہ اے فرزند
 تم لشکر سے ہوشیار رہنا اور متقابلہ کیے جانا میں جا کر شنگھال کو قتل کرتا ہوں یہ خبر پا کر اور شکر
 کو چھوڑ کر لوح کا کس ڈالتے ہوئے سو کو دفع کرتے ہوئے ساحر دین کو قتل فرماتے ہوئے صاحبقران
 طرف شنگھال کے چلے گویں پر ٹپا جمع تھا ساحر دین و غیر ساحر دین کا اور خوب تلوار چل رہی
 تھی ہر ایک اس مقام پر پان دے دے کے لڑ رہا تھا اس غرض سے کہ بادشاہ سائے موجود
 ہو مگر جیٹن کو صاحبقران نے رخ کیا وہ محنت درہم و برہم ہو گیا بس صاحبقران صفوں کو درہم
 و برہم کرتے ہوئے قلب لشکر میں پہنچ گئے شنگھال نے جو صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا
 سردار دین سے کہہ کہ طلسم کشا اسلٹ کو میری تلاش میں آتا ہے میں جا کر متقابلہ کرتا ہوں سردار دین
 و حاکم در بندے جواب دیا کہ جب تک ہمزندہ ہیں ہم آپ کو نہ جائے دینگے آپ ٹھہریں ہم
 میں سے کوئی جا کر طلسم کشا کو یا تو قتل کرتا ہوا یا یہ شنگھال خاموش ہو رہا بس حیوان جاو
 حاکم در بندہ حوا میر پنے اثر دیتا تھا صاحبقران کے قریب آیا ہے ہی اُسے و دایک
 سحر کیے صاحبقران نے اُسے سحر کر کے اب جو غتہ بکا دار کیا اس اثر کے اُسے دو پرکائے

ہوئے اُسکے مرنے کی صدا بلند ہوئی در بند حیوان تیرہ برابر ہو گیا سوا سے جنگل کے کوئی شہر وہاں باقی
 نہ رہی جب حیوان جہاد و ہلاک ہوا تو جہاد است جہاد و شنگال سے اجازت لے کر آیا اور صاحب جہاد
 پر سو گیا صاحب جہاد نے اُسکا بھی سحر کر کے اُسکو بھی عقرب سے ہلاک کیا اور بند جہاد است بھی برابر
 ہوا وہاں بھی جنگل نظر آئے بعد جہاد است کے نباتات نے مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا ہاتھ
 سے طلسم کشا کے در بند نباتات بھی مٹ گئے اب سہاوا است جہاد و نے آکر مقابلہ کیا چند سحر
 صاحب جہاد پر سحر کیے صاحب جہاد نے سحر کو رد کر کے اب جو تیغہ کا وار کیا سہاوا است کے بھی دو
 ٹکڑے ہوئے در بند سہاوا تیرہ بھی برابر ہوا و ط و سان سحر جو کہ تیرہ دیتے تھے سب جل کر خاک
 ہو گئے فقط سحر رہ گیا بعد قتل ہوتے سہاوا است کے وزیر جہاد شرفی نے مقابلہ کیا وہ بھی ہاتھ
 سے صاحب جہاد کے ہلاک ہوا ان سب کا مددہ شنگال کو بہت ہوا ہر ایک کے لیے رویا
 اور بہت سے سردار ہاتھ سے صاحب جہاد کے ہلاک ہوئے مارے گئے جب یہ رنگ
 شنگال نے دیکھا بس نے خیال کیا کہ اب زندگی بیکار ہو اور قلعہ بند ہو کر لڑنا یا بھاگ جانا
 بالکل تیرے لیے غار پر چل طلسم کشا سے منہ بد کر طلسم کشا تجا و قتل نہیں کر سکتا ہر کیونکہ تو
 روئین تین ہر دوسرے یہ لوح جو کہ طلسم کشا کے پاس موجود ہر تیرے قتل کی تہذیب بتائے گی
 نہیں اور جو لوح او تیغہ تیرے قتل کے لیے درکار ہو وہ طلسم کشا کے پاس نہ ہو گا تو ضرور طلسم کشا
 پر غالب آئے گا کیونکہ بہت کو ہارتا ہر یہ نہ معلوم تھا کہ سب سامان و گ طلسم کشا کے پاس موجود
 ہوا سب تشنا آن برابر ہوئی ہر یہ خیال دل میں کر کے فوراً اسنے سحر کیا کہ اثر و سحر نمایان ہوا یہ سخت
 پر سے اُسپر سوار ہوا اور چمکا کر سامنے صاحب جہاد کے آیا اور پکارا کہ کیا ان لوگوں سے لڑنا یا بھاگنا
 سے مقابلہ کر صاحب جہاد نے شنگال کو سامنے پا کر فرمایا کہ میں بڑی دیر سے تیری تلاش میں
 تھا نہ معلوم تو کہاں پوشیدہ تھا تو اپنا حریف کر اپنا حوصلہ نکال نے اس شنگال نے صاحب جہاد
 پر سحر کیا وہ سحر ہو گیا اسنے بہت سے سحر کیے چونکہ اس جلد کو تمام کرنا ہوا اس غرض سے زیادہ
 طویل نہیں دیا جاتا ہر خلاصہ خلاصہ تحریر کیا جاتا ہر وہ یہ لڑائی قابل تحریر تھی مگر کیا کیا جائے
 اب حکم اسکی تمامی کا ہوا ہر کہ اسی جز میں تمام کر دی جائے مجبور ہوں بس جو سحر شنگال نے
 کیا صاحب جہاد پر وہ صاحب جہاد نے رد کر دیا اب یہ تیغہ دیکر صاحب جہاد پر آیا صاحب جہاد

دین جب حاکم غفران کو نہ بنا سکا تو ہم کیا بدین کے ناموس شہنشاہ کے لئے فرما کر اپنے کو ہلاک کیا
 جس قدر عزیز و اقارب شہنشاہ کے تھے سب ہلاک ہو گئے اب کوئی اس کے خاندان سے
 باقی نہ رہا اس کا مرثا کیا تھا گویا سب کی ہلاکت کا پیام تھا اسکے جان کے ساتھ سب کی بدین
 وابستہ تھیں راوی بیان کرتا ہے کہ یہ تو قلعہ کا واقعہ تھا یہاں بیرون قلعہ غلام شاہ و اہل اشکرا
 نے تمام لشکر کا سردار و کور با علمت ماہ نے نشان لشکر کو کاٹ کر گرا دیا صاحب جفران نے اس قدر شہر
 رنی کی کہ دشمنوں کے پشتہ سر دین کے انبار لگا دیے جب لشکر کفار سے دیکھا کہ ہمارا بادشاہ
 ہمارا گیا سب سردار یہاں تک کہ وزیر بھی ہلاک ہوا اب کوئی مدد رہا بس خیال کیا کہ بیچار
 لشکر کیوں اپنی جان دین اطاعت کیوں نہ کر لیں کہ جان بچے بس یہ سوچ کر ہر طرف سے ہر ایک
 پکار اٹھا کہ یا صاحب جفران امان چاروں طرف سے امان کی پکار تھی یہاں سے اہل اسلام نے
 پکار کر کہا کہ امان بشہ طایمان اب تو چاروں طرف سے آوازین آئے لیکن کہ دورانی جو صاحب جفران
 کی ہم نے ندیب طہم کشا قبول کیا بس صاحب جفران نے حکم فرمایا کہ سب کو امان دو چنانچہ
 طہم امان پر چوب پٹری بس بادشاہ سابق کی سب سے آکر اطاعت کی سیمائے بلند آواز کل
 لشکر کو بیرون قلعہ فروکش کر کے اور لاشیں اہل اسلام کی وطن کرا کے اور زخمیوں کو شفا خانہ
 میں روانہ کر کے اور رشتہ منکو شمار کر کے کہ کس قدر کفار مارے گئے اور کس قدر اہل اسلام شہید
 ہوئے معلوم ہوا کہ اس مقابلہ میں پانچ لاکھ کفار ہلاک ہوئے اور بیس ہزار خدا پرست ان
 میں ساحر بھی ہیں اور غیر ساحر بھی بس یہ سب بندوبست کر کے نوبت تقاریر شوقی کے
 بجائے ہوئے صاحب جفران کو ہمراہ لے کر داخل قلعہ ہوئے اب جو اہل قلعہ و اہل شہر نے
 اپنے بادشاہ سابق کو دیکھا سب شوش ہو گئے چاروں طرف سے دعائیں دینے لگے اور یہی
 عداوتی کہ آج پھر وہ دن نصیب ہوا کہ ہم نے اپنے بادشاہ کو دیکھا سیمائے بلند آواز یہ
 کہتا جاتا تھا کہ جو دین اسلام قبول کرے گا وہ امان پاسے گا ورنہ قتل کیا جائے گا خزاہ
 یہ کہ سیمائے بلند آواز کے گئے سے اسی دن تمام شہر و قلعہ و اہل بازار و غیرہ سب مسلمان
 ہوئے درود بست پر آکر اب کوئی کافر باقی نہ رہا بس بادشاہ نے صاحب جفران و سرچروں
 کو لا کر عمارت شاہی میں اتار دیا سب سامان راحت حمیا کر دیا راوی بیان کرتا ہے کہ سردار

لی سات شبانہ روز جلسہ پیش و عشرت برپا رہا کسی جلسہ عشرت عشرت میں صاحبقران نے
 پہلے اپنا عقد ساتھ ملکہ پرچیں آفتاب منظر کے کیا آئے سو دیکھتے سے اپنی نذر پرزادی
 کے تو بہ کی اس کے بعد صاحبقران نے خواجہ کا عقد ساتھ ملکہ لعلان حور پیکر کے کیا کیونکہ یہ
 بھی خواجہ پر عاشق تھی من مانہ میں صاحبقران و خواجہ پر اسے عشق کا حال ٹھل آپ تھا
 دو عقد عقد خواجہ کا صاحبقران نے ملکہ ترویش دختر سوسن کے ساتھ کیا اور جمال راہل
 کا عقد دوسری نرسوسن سے کہ جسکے دو بیوہ ترویش راہل راہل اس پر عاشق ہو گیا بعد اس کے
 صاحبقران نے مقدور جاو و سپہ سالار سوسن کا عقد ملکہ ماہ اختر می دختر اعظم سے
 ساتھ کیا اس عقد کے بعد صاحبقران نے اسفند یار صحرائشین کا عقد ملکہ زلزہ سحر فغان
 دختر منیر جاو و کے ساتھ کیا نسیم جاو و کا عقد اسکی جیو و کے ساتھ جو کہ اسکی مشوقہ تھی اور
 خواجہ نے عیاری کر کے پکڑ لیا تھا کیا شجہ ج دو کا عقد احترام جاو و کی دختر کے ساتھ یہ جب
 ان عقد دن سے فراغت ہوئی اور ہر ایک اپنی معشوقہ کے وصل سے شاد کام ہوا جلسہ بجا ست
 ہوا یہ شادیان بڑی رسم سے ہوئیں تھیں دو دن تک بعد جلسہ کے سب نے آرام کیا تیسرے
 دن پھر دربار آراستہ ہوا اس دن سب سحران نے مع بادشاہ اور کل شکر سحران
 نے سحرے تو بہ کی اور تہن تب ہوئے اب صاحبقران نے اعظم جاو و کو مع اس کے شکر کے
 طرف شہر اعظم کے رخصت کیا کو نہ جاتا تھا مگر صاحبقران کے امر اسے کیا اسفند یار کو
 طرف اس کے ملک کے سوسن کا طرف اس کے ملک کے سی طور ہے سب کو سب کے
 ملکوں کی طرف روانہ کیا اور رخصت کیا علمشاہ نے بھی عنطاق ج کلہ کو مع اس کے شکر
 کے طرف عنطاق قیہ کے اور کل شہ بان حوالی عنطاق قیہ کو ان کے سون کی طرف رخصت کر کے
 روانہ کیا اور بہت تہنید و دودھش کی نرمائی مریخ شیر شکر سے کہ کہ تم کو والیزہ کو جاؤ
 اسنے رنوست کو نہ ترک کیا باقی سب چسکے جب ان کا من سے فرخست ہوئی تب
 صاحبقران نے سارن سف کے درست ہوتے کا حکم فرمایا سب روپیہ شرفی جواہر ست
 نزارہ سبب سے بار کاہین اسلحہ کے صندوق پوشاک کے صندوق و کبان خوشنقار
 وغیرہ کو ٹھوایا اور اراہو پیر بر کر یا تہنید نہ منسمی کو منہدم کر دیا اسیروں کو رہا کیا ہر ایک کو

بہت کچھ دے کر نصرت کیا سب دعائیں دیتے ہوئے اپنے مقام کو رہا ہی ہوئے بس
صاحبقران نے حکیم استقلینوس و حکیم بقراط ثانی دو دیگر سرکاران معزز کو ہمراہ لیا اور تھوڑا
سا شہر یا کے بلند آواز سے نصرت ہو کر اسکو قلعہ طلسمی کا حاکم کر کے اسنے لاکھ لاکھ اصرار
کیا کہ میں قدموں سے جہانہ ہونگا مگر صاحبقران نے نہ مانا علم شاہ کو ہمراہ لے کر طرٹ اپنے
شکر کے روانہ ہوئے بار شاہ طلسم یعنی سیا کے بلند آواز بیرون قلعہ پہونچانے آیا صاحبقران
نے اسکو عیسین وغیرہ دے کر نصرت کیادہ قلعہ میں آیا یہ عیش و عشرت اوقات بسر کرنے لگا
اسی طور سے ہر ایک اپنے مقام پر جا کر عیش و عشرت کے ساتھ براعت و آرام زندگی بسر کرنے
لگا اس طلسم کے متعلق جسقدر شہر تھے اور ملک تھے اور گاؤں تھے سب اسلام آباد ہوئے
بلکہ غلاوہ جاکے اور بہت سے ملک اسلام آباد ہوئے ہر مقام پر اسلام کا ڈنکا بجنا شان سزا
برپا ہو ایس صاحبقران منزل بمنزل سب مال و اسباب وغیرہ کو لیے ہوئے تھوڑا سا شکر
ہمراہ لیے ہوئے راحت و آرام سے بسر کرتے ہوئے طرف لشکر کے جاتے ہیں یہاں تک کہ اُس
مقام پر پہونچے کہ جہان حصار طلسم ہو بس حکیم بقراط کی ہدایت کی بہ موجب لوح کا عکس
ڈالا دروازہ پیدا ہوا مع لشکر کے بیرون حد طلسم آئے پلٹ کر لوح کا عکس ڈالا وہ حصار سحر مثل
دیوار کے ہو گیا اور شہر پناہ کا پچھا تک تیار ہو گیا یہ سب بندوبست کر کے صاحبقران کو راہ میں
رکھا جاتا ہے اور لشکر اسلام کو کوہ طور پر انتظار صاحبقران میں چھوڑا جاتا ہے دیکھتے کب صاحبقران
لشکر میں پہونچتے ہیں اور کب اہل لشکر صاحبقران ملتے ہیں کس دن یہ دن نصیب ہوتا ہے
یہ حقیر اس جلد کو اسی مقام پر تمام کرتا ہے کہ صاحبقران طرف لشکر کے راہی ہیں اور مناسبت
بمنزل قطع منازل و طو مراحل فرماتے ہوئے جاتے ہیں و اسلام خیر تمام تمام شد جلد دوم

طہسہ عرفان مار سیاحانی بہ دور باب اکبر و خالق بحر و بر

اتماس مولفہ - بخمدت حضرات ناظرین والا تمکین و تہقیر رس نکستہ سنج خالی ہم ہر
ہزار شکر و سپاس اُس خداوند کا کہ جسنے مجھ ایسے نا کارہ کو یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ منشی
تصدق حسین کے نام سے مشہور ہوا اور مرتبہ اعلیٰ کو پہونچا ورنہ میری یہ لیاقت کتنی
کہ میں یہ مرتبہ پاتا کہانتک شکر ادا کروں احسان خدا سے ہرگز کا کہ جسنے مدد فرما کر دنوں

جلد دوم غفران زار سلیمانی کی میرے ہاتھ سے تمام کراہین جس طلسم کو منشی احمد حسین صاحب
 قمر نے آغاز کیا تھا اسکو اس حقیر نے بہ حکم حضور فیض کبجور لامع النور سرایا اخلاق جناب معالی
 القاب بلال رکاب سپھر جناب فیاض زمان حاتم دوران جناب منشی پراگ نراہین صاحب
 بہادر مالک مطبع اودھ لکھنؤ دام اقبالہ و جلالہ تمام کیا آغاز سے ہوا اور اختتام کو میں نے پہونچا یا دو
 جلدوں میں خدمت ناظرین میں یہ عرض ہو کہ یہ طلسم لایق ملاحظہ فرمانے کے ہر کو میں مصنف
 اول کے مطلب کو نہ سمجھا تھا کہ انھوں نے کس عرض سے اسکو آغاز کیا تھا اور کس تدبیر سے
 یہ طلسم تمام کرنا اور کیا مضامین تحریر فرمائے مگر جب مجھ کو انکی تحریر کیے ہوئے اجزا مرحمت ہوئے اور
 حکم ملا کہ اس طلسم کو تمام کرو تو میں نے انکے اجزا کے بعد اپنی رائے سے جوڑ لگا یا وہ پسند آیا
 پس میں نے تحریر کیا دو جلد میں میں نے اپنی رائے سے اسکو تحریر کیا ہر یقین ہو کہ جب
 ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے تو پسند فرمائیں گے کہ کس جانفشانی سے اسکو تحریر کیا ہو دو سرے
 کی تحریر پر قلم اٹھا نا بہت دشوار ہو کیونکہ معلوم اسکا کیا منشا تھا وہ کیونکر اسکو تحریر کرتا
 ہو دوسرے کی تقریر سے اپنی تقریر ملا نا نہایت مشکل ہو مگر میں نے بالبو صاحب کے حکم
 کی تعمیل کی شاید کچھ تحریر ہوا ہو یہ کہنا کہ میں نے منشی صاحب کی تقریر و تحریر کو گرد کر دیا یا
 انکی تقریر و تحریر سے ملا دیا نہایت غلات ہو وہ منشی بے بدل و مصنف اکمل تھے بھلا میری یہ
 کس طاقت ہو کہ میں اسطور کا لکھ سکوں میں تو اپنے شکم کو عنایت سے بالبو صاحب کے
 پال لیتا ہوں نہ میں واسستان کہنا جانتا ہوں نہ لکھنا میں اس امر کا کسی وقت دعویٰ بھی نہیں
 کر سکتا ہوں مگر مہربانی اور عنایت و پرورش سے بالبو صاحب کی ناچار ہو گیا جو میں نے اس کو
 تحریر کیا اسکا حکم ہوا کیونکہ نہ بجالا تھا اگر انکار کرتا تو الامرتوق الادب کا مرتکب ہوتا سو اپنی
 رائے کے موافق لکھ کر تمام کیا اگر پسند ناظرین ہو تو خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائیں
 اور میری عرق ریزی و جانفشانی کی نادمی مرحمت کریں گو دماغ تو ضرور اسے ملاحظہ فرمانے
 سے پریشان ہو گا مگر مجھ کو اس ناظرین نیک صفات سے امید تھی ہو کہ ضرور ملاحظہ فرمائیں گے
 بخدست ناظرین عرض ہو کہ اسے از روئے انصاف کے ملاحظہ کریں کہ کس قدر اختصار کے
 ساتھ تحریر کیا ہو اور کیا مضامین اور مطلب تحریر ہوئے ہیں و شان خدا ہو کہ یہ طلسم

یوں تمام ہو جائے بس میری یہ عرض ہے کہ اگر کوئی غلطی یا کسی مقام پر عبارت سے ربط ہو گئی ہو یا کوئی مطلب رہ گیا ہو تو ناظرین معاف فرمائیں اور مجاہد غفوسے پوشیدہ کریں وامن مسانی میں تقی کریں کہونکہ انسان ہوں شاید ایسا ہو گیا ہو یہ حاسدون کی خدمت میں التماس ہے بلکہ جو انصاف پسند ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ میں اپنے ناظرین کے لیے شب و روز دونوں وقت دعا کرتا ہوں کہ میری تدبیر فرماتے ہیں اور میری یہودہ تحریر کو جو کہ بالکل لغو ہے پسند فرماتے ہیں اور جناب بابو صاحب کے لیے تہ دل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ازراہ حیرانی و شرفا پروری میری اور میری اولاد کی قوت کی فکر فرماتے ہیں خداوند کریم نے یہی درجہ میری رزق کا پیدا کر دیا ہے اور ان کے ہاتھ میں دے دیا ہے کہ میں اُنکے درجہ سے پاؤں در نہ میں کیا ہوں اور میری حقیقت کیا ہے اس کی بندہ چروری اور زانی ہے کہ ان تک اسکا شکریہ ادا کروں شکر اگر ہر سو سے من گردد رہائے نیاید شکر او ہرگز بیاسنے زیادہ السلام فقط

خاتمہ الطبع

لاکھ لاکھ شکر اور سپاس اس نعلیند گلشن ایجاد کا جس نے تیغ زبان کو صیقل تو فیتق سے جلا دی اور ہزاران ہزار اور دو تا محدود اس اثرات المخلوقات سرور کائنات پر جس نے طلسم عالم سے بنوڑا سلام طاعت کفر و دور کی بعد حمد و نعت کے چمن بہار گلشن قصہ خوانی و باغبان ریاض افسانہ کوئی کے خاطر خاطر پر واقع ہو کہ بہتر از نسیم مشتاقان و محبوب صبا می مراد شائقان کے نساہ لا جواب دفتر انتخاب بنوڑاستان امیر حمزہ صاحب بقوان عالی شان موسوم بہ طلسم عرفان زار سلیمانی کے قصہ و چسپ و بے نظیر ہر آبیاری باغبان قدرت سے گلشن مطیع بین حسب ہمارے جناب مستطاب محلی القاب مخداتران و امثال منع جو دو افضال جناب منشی براگ نرائین صاحب مطبع منشی نو لکشور بین بہ تعریف شیخ تصدق حسین داستان کو و ترتیب مولوی محمد اسماعیل اثر کار پر داز قدیم مطبع ہذا سے شرافت ہو کر منظر نظر مشتاقان و منتظران ہوا اور ماہ ستمبر ۱۹۰۵ء میں پور طبع سے بجلی ہو کر شائع ہوا خداوند کریم مقبول عالم فرمائے

